الطبعة الثانية

مدرك الطالب

في نسب آل ابيطالب

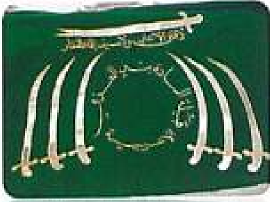
الموسوم به

معارف الانساب

تاليف

نسابه السيد الشريف قمر عباس الاعرجي الحسيني الهمداني

نقيب سادات الاشراف الباكستان



بسمه تعالى

قال الله عز وجل في محكم تنزيله الكريم
﴿وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله والمؤمنون﴾
سورة التوبة ١٠٥.

إني اطلعت على جهد السيد محمد عباس الهمداني الأعرجي
في مصنفه الفريد (مدرك الطالب في نسب آل أبي طالب)
وقد اعتمد فيه رحمه الله على المصادر الأساسية والمهمة في
الأنساب وقد أوصل الفروع بالأصول في جهد عظيم
فهو موسوعة تحقيقية مهمة توازي موسوعات
نسبية قام بها جهابذة العلماء والمحققين ولكي
تقطع السبيل على المزورين والذين يحاولون
ادعاء ما ليس لهم، وقد أشرنا على السيد محمد عباس
في توجيهات لتحسين مواد الكتاب، سائلاً
المولى عز وجل التوفيق والسداد لجناب
السيد المؤلف والله ولي التوفيق.

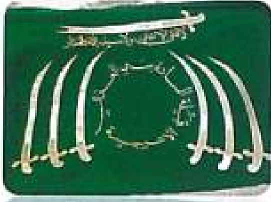
حرره
السيد عبد الرحمن الأعرجي الحسيني
الكويت / الاثنين ٤ جمادى الآخر ١٤٢٧ هـ

السيد عبد الرحمن العزي الأعرجي الحسيني
معتمد ونقيب الأنساب العلوية



السيد عبدالرحمن الأعرجي الحسيني - دولة الكويت

ت : ٠٠٩٦٥٥٥٩٩٩٥٣٦ - alhoussainy.net



إجازة بالأنساب

بسمه تعالى

إني أنا العبد الفقير لله والراجي عفوه وغفرانه
هو العظيم الذي من علي بكرمه أن أسبغ علينا بنعمة
العلم في الأنساب وفق ما نهلناه من مشايخنا في هذا الفن
وأخص بالذكر شيخنا العلامة السيد حليم حسن عبد علي الأعرجي
وما اتصل بعلمه سنداً من أسلافه الكرام، وقد لزمنا
السيد محمد عباس الهمداني الأعرجي الحسيني والباكستاني موطناً
فوجدنا فيه النباهة والحرص والأمانة وفق المنهج السليم
وعلى اثر ذلك فإننا نجيز السيد محمد عباس الأعرجي
في هذا الفن سائلاً المولى عز وجل له التوفيق والسداد
وأن يعينه على تحمل هذه الأمانة والله ولي التوفيق.

حرره في الكويت
العبد الفقير لله الراجي عفوه عبد الرحمن الأعرجي الحسيني
يوم الأحد ١٧ جمادى الآخر ١٤٢٧ هـ الموافق [illegible]



السيد عبدالرحمن الأعرجي الحسيني - دولة الكويت
alhoussainy.net - ت : ٠٠٩٦٥٥٥٩٩٩٥٢٦

بسم الله الرحمن الرحيم

عمادة السادة آل الاعرجي

في العراق

بغداد

العـدد : ٥

التاريخ :١٨/ ٨ / ٢٠١٧

الحمد لله حمدا دائما سرمدا ما بقيت الارض وارتفعت سماء . حمدا لا يصل اليه الحامدون ولا يحصي عدده العادّون والصلاة والسلام على احسن البشر والسابقين في مقامهم بما فاق الظنون والفِكَر والمقربون من رب العباد يوم الحشر اهل التقى والظفر و معدن الاخلاص عند المليك المقتدر محمد وال محمد شفعاء الإذِلّاء والمخطئين في دار المستقر

جناب المبجل وصاحب الرأي السديد رئيس ونقيب سادات الباكستان السيد قمر السيد عباس الاعرجي الهمداني الحسيني سدده الله

تلقينا رسالتكم بيد الاحترام والتقدير لمقامكم الكريم وقد سرّنا ما ورد فيها من مشاعر شفافه وكلمات معبره عن عمق التفكير وصدق المنبع وانتم سليل الدوحة العلوية الشريفة وابناً باراً من ابناء جدكم الاكبر ابي علي عبيد الله الاعرج الحسيني رضوان الله عليه وتقديرنا الكبير لخطوتكم المسؤولة التي جاءت كجزءٍ مكمِل لعمادة الساده آل الاعرجي في العالمين العربي والاسلامي . تديمون التواصل وتمدون جسور التقارب فتكونون عند ذاك قدوةً حسنه يُحتذى بسلوكها القويم ورأيها السديد من قبل اهلنا واخواننا في ربوع الارض مشرقاً ومغرباً من الساده احفاد عبيد الله الاعرج رضوان الله عليه لتلتقي القلوب وتتكاتف الايدي لكي يرتقي الجمع الخير الى معالي الرفعه والسمو وتتوحد الرؤى في صنع جيل يخدم البلاد والعباد ويحفظ لهذه السلالة تأريخها المجيد ويضمن حاضرها ومستقبلها . ونحن هنا في عراق الائمه الاطهار عليهم السلام وبلد الحضارات قلوبنا لكم مفتوحه وايدينا لكم مبسوطة وارواحنا للقائكم متلهفة . سدد الله خطاكم ورفع مقامكم في الدنيا والآخرة .

السيد
فاروق محمد صادق الأعرجي
رئيس قبيلة السادة الأعرجية

السيد فاروق محمد صادق الأعرجي أمير السادة الأعرجية

السيد فاروق السيد محمد صادق
عميد عام السادة
آل الأعرجي

مخلصكم

فريق أول الدكتور

فاروق محمد صادق الاعرجي

عميد السادة آل الاعرجي في العراق والوطن العربي والاسلامي

١٨ آب ٢٠١٧

الموافق ٢٥ ذو القعدة ١٤٣٨

مدرک الطالب

فی

نسب آل ابی طالب

الموسوم بہ

معارف الانساب

اشاعت دوم

تالیف

نسابہ السید الشریف قمر عباس الاعرجی الحسینی الھمدانی

نقیب سادات الاشراف پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی شکل میں یا کسی بھی ذریعے سے خواہ وہ الیکٹرانک مکینیکل بشمول فوٹو کاپی، ریکارڈنگ یا کسی اطلاع کو محفوظ کرنے یا معلومات کے حصول اور اصلاح کی غرض سے دوبارہ شائع نہیں کیا جا سکتا اور نہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔

نام کتاب	کتاب مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالب الموسوم بہ معارف الانساب
مئولف	نسابہ السید الشریف قمر عباس الاعرجی الحسینی الھمدانی
تعداد	600
اشاعت دوم	ستمبر 2017ء
ISBN	978-969-9836-02-2
کتاب حاصل کرنے	Gem&Gems سید خرم عباس نقوی آبپارہ، اسلام آباد 0334-9921302
	محمد علی بک ایجنسی (اسلامی ثقافتی مرکز) اسلام آباد 0321-5291921
کیلیئے رابطہ کریں۔	محمد علی بک ایجنسی امام بارگاہ یادگار حسین سٹیلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی 0321-5291922
	مکتبہ کاظمیہ قصر ابو طالبؑ عابد مجید روڈ راولپنڈی 0332-5177271
قیمت	1500
رابطہ مصنف	0334-5283938
ای میل ایڈریس	qabbas48@yahoo.com
	qamaralaraji@gmail.com

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمارے ارادے کو تکمیل تک پہنچایا اور ہمیں قوت بخشی کہ اس کتاب کی اشاعت کر سکیں۔
قارئین یہ کتاب لکھنے کا مقصد آل ابو طالبؑ بالخصوص سادات بنی فاطمہؑ کی تاریخ اور مشجرات محفوظ کرنا ہے۔ میں مصنف اس کتاب کو سادات بنی فاطمہؑ کا ورثہ قرار دیتا ہوں اس کتاب میں کسی قسم کا مذہبی نسلی لسانی تعصب نہیں ہے۔ خالصتاً تحقیقی مواد شائع کیا گیا ہے۔ علم الانساب عرب علوم میں سے ایک ہے ہندوستان میں علم الانساب پر بہت کم کام ہوا زیادہ تر مشجرات کو شائع کیا گیا۔ با قاعدہ خاندانوں پر بحث نہیں کی گئی۔ اگر کام ہوا بھی تو اخباری علم الانساب سے ہوا۔ با قاعدہ اصولی علم الانساب کے قواعد وضوابط کی رو سے کام نہیں ہوا۔ جسکی وجہ سے سادات کے مشجرات میں موجود نقائض نسل درنسل منتقل ہوتے گئے اور حسبی نسبی سادات کے مشجرات میں بھی اصولی علم الانساب کی رو سے کچھ نہ کچھ کمی بیشی رہ گئی تاہم کتاب ''مدرک الطالب فی نسب آل ابو طالب الموسوم بہ معارف الانساب'' میں سادات بالخصوص پاک و ہند کے سادات کے مشجرات اور تاریخوں پر بحث ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عرب اور ایران کے مشہور سادات خاندانوں پر بھی علم الانساب کے قوائد اور ضوابط کے تحت تحقیق ہے۔ کتاب کی اول طباعت میں ناقص کمپوزنگ اور کمپیوٹر کی خرابی کی وجہ سے کئی جگہ پر کتابت کی غلطیاں رہ گئیں جنہیں درست کر کے کتاب دوبارہ شائع کی جا رہی ہے۔ پس مولف کتاب ھذا ان تمام افراد کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کے سلسلے میں میری مدد کی۔ اور تمام ان افراد کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا۔

السید الشریف قمر عباس الاعرجی الھمدانی
نقیب سادات الاشراف پاکستان

مقدمہ

نسابہ المحقق سید محسن رضا کاظمی الحمیدی

نسب کا لفظی مطلب نسل اور خاندان ہے اس طرح علم الانساب ایک ایسا علم ہے جس میں کسی فرد یا افراد کے خاندان کی معرفت حاصل کی جاتی ہے۔ اور شجرہ اس فہرست کو کہتے ہیں جس میں کسی انسان کی صلبی اولاد کے پشت در پشت نام درج ہوتے ہیں گویا ہر شجرہ ایک مرے ہوئے بزرگ کے نام سے شروع ہوتا ہے جسے مورث یا مورث اعلیٰ کہتے ہیں۔ اور اس کی زندہ اور آخری پشت کے ناموں پر ختم ہوجاتا ہے۔ اس علم کے بھی دیگر علوم کی طرح اپنے قواعد وضوابط، اصول وشرائط، اصطلاحات اور رموز واوقاف ہیں جن کے بغیر اس علم کی صحیح معرفت ممکن نہیں۔

توریت اور انجیل مقدس میں دیئے ہوئے شجرات زمانہ قدیم کی نسابی کے ثبوت کے طور پر سب کے سامنے موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شجرات سازی کی ریت بہت پرانی ہے۔ جب اسلام آیا تو اسلام نے بھی معرفت نسب کی تاکید کی بلکہ بہت سے احکام شرعیہ مثلاً میراث، دیت اور صلہ رحمی وغیرہ کی بجا آوری اس علم کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لیے سرکار دوعالمؐ نے ارشاد فرمایا۔

تعلموا انسابکم وتصلوا ارحامکم ترجمہ: انساب کے علم کو سیکھو تاکہ تم صلہ رحمی کرسکو۔

بعض علماء نے حضرت محمد مصطفیؐ کے نسب کی معرفت واجب قرار دی ہے۔ کیونکہ ان کے قرابت داروں سے محبت ومودت کو ہی اجر رسالت قرار دیا گیا ہے۔ اور جب تک رسول کریمؐ کے نسب کی معرفت نہ ہو اس وقت تک قرابت داروں سے محبت ومودت ممکن نہیں ہوتی۔ اس طرح خمس کی ادائیگی کے لیے بھی ضروری ہے کہ سادات کے نسب کی معرفت ہو تاکہ خمس صحیح مستحقین تک پہنچ سکے۔

باقی علوم کی بنسبت یہ علم انتہائی احتیاط طلب ہے وہ اس لیے کہ اس علم میں دیدہ دانستہ غلطی پر کافر، مشرک اور جہنمی ہونے کی وعید ہے۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اعتقادیہ میں سرکار دوعالمؐ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ ''کسی کو نسب میں داخل یا خارج کرنے والا یا ہونے والا جہنمی اور مشرک ہے''

اور ایک جگہ فرمایا ''جو شخص جان بوجھ کر نسب تبدیل کرتا ہے اس پر جنت حرام ہے''

اور بخاری شریف میں حدیث وارد ہے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ کو فرماتے ہوئے سنا ''جو شخص کسی غیر کو اپنا باپ بنائے اور وہ جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے''

دوسری جگہ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ ''کوئی شخص منسوب کرتا ہے اپنے آپ کو غیر کے باپ کی طرف تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا''

یہ علم اہل عرب کے مخصوص علوم میں سے ہے۔ جس طرح فلسفہ ومنطق اہل یونان، آداب نفس واخلاق اہل فارس، علم الضائع اہل چین اور نجوم وحساب اہل ہند سے مخصوص ہیں۔ قبل از اسلام اہل عرب اپنا نسب حضرت عدنان، قحطان حضرت اسماعیلؑ یا حضرت آدمؑ تک یاد رکھتے تھے اور جب مناسک حج سے فارغ ہوتے تو بازار عکاظ میں جمع ہوتے اور مجمع کے سامنے اپنا نسب بیان کرتے اور اس پر فخر ومباحات کرتے اور وہ اس عمل کو حج وعمرہ کی تکمیل کے لئے ضروری خیال کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اس نے بھی معرفت نسب کی تاکید کی عہد نبوی میں صحابہ کرام میں بھی جلیل القدر نسابین موجود تھے مثلاً حضرت

عقیل بن ابی طالبؓ، حضرت سعید بن مسیبؒ، حضرت ابوجہم عامر بن حذیفہ اور حضرت ابوصفوان مخرمہ بن نوفلؓ وغیرہ حضرت وغفل بن حنظلہؓ
ان کے بعد بھی عرب وعجم میں جلیل القدر نسابین پیدا ہوئے جنھوں نے انساب پر جامع کتب تالیف کیں۔ جن کی تعداد کئی ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن ان تمام کے نام یہاں درج کرنا ممکن نہیں۔ ان میں سے چند وہ کتب جن کی اہمیت اور شہرت سب سے زیادہ ہے اور ماہرین انساب کے مطابق ان کتب کا ہر ماہر انساب کے ہاں ہونا ضروری ہے۔ یہ کتب بلحاظ زمانہ درج ذیل ہیں۔

(۱)۔جمھرۃ النسب	مولف۔ابومنذر ہشام بن محمد بن سائب الکلبی الکوفی
(۲)۔نسب قریش	مولف۔ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ الزبیری متوفی ۲۳۳ھ
(۳) سر السلسلۃ العلویہ	مولف۔ابونصر سہل بن عبداللہ البخاری متوفی ۳۵۷ھ
(۴) المجدی فی انساب الطالبین	مولف۔شیخ نجم الدین ابوالحسن علی العمری العلوی
(۵) المنتقلہ الطالبیہ	مولف۔سید ابواسماعیل ابراہیم بن ناصر الحسنی المعروف ابن طباطبا
(۶) تہذیب الانساب	مولف۔سید ابوعبداللہ حسین بن ابی طالب محمد الحسنی المعروف ابن طباطبا متوفی ۴۴۹ھ
(۷) لباب الانساب	مولف۔شیخ ابوالحسن علی البھقی المعروف ابن فندق متوفی ۵۶۵ھ
(۸) الفخری فی انساب الطالبین	مولف۔سید عزالدین ابوطالب اسمعیل المروزی الزورقانی متوفی ۶۱۴ھ
(۹) شجرۃ المبارکہ	مولف۔امام فخرالدین رازی متوفی ۶۰۶ھ
(۱۰) التذکرۃ فی انساب المطھرہ	مولف۔سید ابوالفضل احمد بن محمد بن المھنا الحسینی متوفی ۶۷۵ھ
(۱۱) الاصیلی فی انساب الطالبین	مولف۔سید ابوجعفر محمد المعروف ابن طقطقی متوفی ۷۰۹ھ

(۱۲) عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالبؑ مولف۔سید جمال الدین احمد الحسنی المعروف ابن عنبہ متوفی ۸۲۸ھ

پاک وہند میں علم الانساب کی تاریخ پر آج تک کسی نے کچھ نہیں لکھا۔ لیکن چونکہ علم الانساب اہل عرب کی میراث تھی اس لیے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ پاک وہند میں علم الانساب اتنا ہی قدیم ہے جتنے قدیم یہاں کے عربی النسل خاندان اور خصوصاً خاندان سادات ہیں۔ عرب سے وارد ہند ہونے والے خاندان اپنے شجرات اپنے ہمراہ لائے۔ اور ہند میں بھی اس علم کو مروج کیا۔ ہزار سال سے زاہد عرصہ گزرنے کے باوجود آج تک خاندان سادات میں شجرات کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ پاک وہند میں بھی نسابین ومشجرین ورود سادات کے بعد ہر دور میں رہے ہیں۔ یہ شجرات خاندان سادات میں نسل درنسل منتقل ہوتے رہے۔ اوران میں سے بعض نے اپنے اپنے خانوادوں پر کتب بھی تالیف کیں۔ جس کی وجہ سے آج مشجرات ہمارے پاس موجود ہیں۔ لیکن پاک وہند میں بدقسمتی سے اہل عرب کی طرح تحقیقی کام نہ ہوسکا۔ وہ اس لیے کہ اہل عرب کے ہاں شروع سے ہی ہر خاندان میں ایک نقیب ہوتا رہا ہے جس کا کام اپنے نسب کی حفاظت ہوتا ہے تاکہ کوئی مردود النسب ان کے خاندان میں داخل نہ ہوسکے اور کوئی صحیح النسب خاندان سے خارج بھی نہ ہو۔ لیکن پاک وہند میں اس کے برعکس اکثر سادات کے بزرگوں نے اس اہم ذمہ داری کو اپنے مریدین بھاٹوں اور میراثیوں کے حوالہ کردیا۔ اور خود اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوکر خانقاہوں میں بیٹھ گئے۔ بھاٹوں اور میراثیوں نے اس کو ذریعہ معاش بنا کر خوب دولت کمائی۔ پاک وہند میں شاید ہی کوئی ایسا علاقہ ہو جہاں یہ رسم نہ ہو کہ یہ میراثی شادی وغیرہ کی اہم تقریبات میں آتے اور مجمع عام میں بآواز بلند دلہا اور دلہن کے شجرات زبانی سنایا کرتے اور

نذرانے وصول کرتے۔ان میراثیوں میں ہر کوئی ایمان کا پختہ نہ تھا۔ ویسے بھی جب کوئی ذمہ داری ذریعہ معاش بن جائے تو ایمان پر ثابت قدمی بہت مشکل بلکہ ناممکن سی ہو جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان میراثیوں نے دنیاوی دولت وشہرت کی خاطر ایسے خاندان جن کے شجرات ان کے پاس نہ تھے۔ان سے بھی نذرانے لینے کی خاطر فرضی نام لکھ کر شجرات مکمل کیے۔یہی وجہ ہے کہ پاک وہند میں اکثر سادات کے شجرات ایران وعرب کی قدیم کتب انساب سے ثابت نہیں ہورہے۔اوراس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ شخصیات جن کا ذکر ہمیں ایران وعرب کی قدیم کتب انساب میں وارد ہند ہونا ملتا ہے ان کا ذکر ہمیں پاک وہند کے شجرات میں نہیں ملتا اور نہ ہی ان سے منسوب کسی خاندان کا پتہ چلتا ہے۔اس کی وجہ ان شجرہ نسویوں کی بددیانتی اور بے ایمانی کے ساتھ ساتھ ہمارے بزرگوں کی علم الانساب سے عدم دلچسپی ہے۔بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہاں کچھ ایسی کتب منظر عام پر آ چکی ہیں جن کے نام درج کرنا یہاں مناسب نہیں۔ان کتب میں باقی شجرات تو ایک طرف مولف کا اپنا شجرہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔حیرت کی بات ہے کتب میں ایسے ایسے شجرات دیکھنے کو مل رہے ہیں۔جن کو دیکھ کر علم الانساب سے تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھنے والا بھی بآسانی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ شجرات من گھڑت ہیں۔ان شجرہ نویسوں نے بہت سے صحیح النسب سادات جن کی سیادت میں شبہ نہیں تھا۔ان کے بھی غلط شجرات لکھ کر انکو مشکوک النسب بنا دیا ہے۔شجرات میں آئمہ اطہارؑ کے بلافصل بیٹوں کے اسماء بھی بالکل ہندی طرز کے لکھے ہیں۔اوران سے کچھ نیچے بھی جواجداد انہیں شجرات کے مطابق عرب میں گزرے ہیں کے نام بھی بالکل ہندی طرز پر درج کیے ہوئے ہیں۔مثلاً عربی زبان میں بھ، پ، ٹ، چ اور گ وغیرہ حروف نہیں لیکن پاک وہند کے شجرات میں ہمیں ان حروف سے مرکب نام بھی ملتے ہیں۔

اہل عرب کے ہاں ماہر انساب کو ناسب، نساب یا نسابہ کہتے ہیں۔اور شجرہ نویس کو مشجر کہا جاتا ہے۔لیکن بدقسمتی سے پاک وہند میں مشجر کو بھی ماہر انساب ہی سمجھا جاتا ہے۔حالانکہ شجرات لکھنے یا اکٹھے کرنے کا شوق کسی کے ماہر انساب ہونے کی دلیل نہیں ہوتا۔ماہر انساب ہر شجرہ نویس یا مورخ نہیں ہوتا۔بلکہ اہل عرب نسابین کرام نے نسابہ یا ماہر انساب کے کچھ اوصاف بیان فرمائے ہیں جن کے بغیر کسی کو ماہر انساب نہیں کہا جا سکتا ہے۔اور وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) وہ قوی النفس ہوتا کہ کسی کی ظاہری شان وشوکت یا جاہ وحشم سے مرعوب ہو کر یا خوف کھا کر صحیح النسب کا انکار یا مردو نسب کو صحیح النسب نہ قرار دے دے

(۲) نسب سے متعلق تمام جدید وقدیم کتب وجرائد اور دیگر وثائق نسبیہ سے آگاہ ہو۔

(۳) محتاط ہو کسی بھی روایت کو قبول یا رد کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنے والا ہو۔

(۴) قول کا سچا، عادل اور متقی ہو

(۵) عوام میں اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کا حامل ہوتا کہ لوگ اس کے قول پر اعتماد کریں

(۶) نسب سے متعلق تمام اصول وقواعد اور رموز واوقاف سے آگاہ ہو۔

(۷) فرقہ پرست نہ ہو اور اپنے مسلک کے پیشواؤں سے اندھی عقیدت رکھنے والا نہ ہو۔کیونکہ فرقہ پرست تو کبھی بھی مخالف فرقہ کے افراد کو صحیح النسب نہیں تسلیم کرتے۔اور اپنے مذہبی پیشواؤں کے دعویٰ سیادت کو قبول کر لیتے ہیں خواہ ان کا مجہول النسب ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہو۔

پاک وہند میں ورود سادات کی ابتدا دوسری صدی ہجری سے ہوئی۔ایران وعرب کی قدیم کتب انساب اور پاک وہند کی قدیم تاریخ کے مطابق برصغیر پاک وہند میں سب سے پہلے خاندان سادات میں سے سید عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ وارد ہند ہوئے۔جو پاکستان

میں عبداللہ شاہ غازی کے نام سے مشہور ہیں اور ان کا مزار ساحل سمندر پر کراچی کلفٹن مرجع خلائق ہے۔چھٹی صدی ہجری کے مشہور نساب شیخ ابوالحسن علی البیھقی المعروف ابن فندق اپنی کتاب لباب الانساب میں فرماتے ہیں۔

عبداللہ الاشتر بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم الاسلام،ھرب من عسکر النفس الزکیہ وذھب الی الھند وقتلہ ملک الھند وبعث راسہ ابی المنصور،وقیل کان بارض السند فقتلہ ھشام بن عمرو بن بسطام۔لباب الانساب ص ۴۱۰

ترجمہ:۔عبداللہ الاشتر بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن امام حسن بنفس ذکیہ کے لشکر سے بھاگ کر ہند چلا گیا اور وہاں کے حاکم نے ان کو قتل کر دیا۔اور ان کا سر ابو جعفر منصور کے پاس بھجوا دیا۔اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو سندھ میں ھشام بن عمرو بن بسطام نے قتل کیا۔

اور اس طرح ان سے قبل چوتھی صدی کے مشہور نساب اور مورخ ابوالفرج اصفہانی نے بھی اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں ان کے ھند آنے اور سندھ میں شہید ہونے کا ذکر کیا ہے۔تاہم شیخ ابوالحسن عمری نے ان کی شہادت کابل کی پہاڑی پر لکھی ہے لیکن یہ ان سے سہواً ہوا ہے۔راقم اس پر سیر حاصل بحث اپنی کتاب ورود سادات در پاک و ہند میں کرے گا۔ان سے تھوڑا عرصہ بعد حضرت علیؑ کے غیر فاطمی بیٹے عمر الاطرف کی اولاد میں سے جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف المذ کور ملتان وارد ہوئے۔یہاں شاہی نے ان کے قدم چومے ان کی اولاد ملتان میں حاکم رہی جن کو بعد میں محمود غزنوی نے قرامطی قرار دے کر شہید کر دیا۔

المنتقلۃ الطالبیہ کے مطابق اسی عہد میں امام حسنؑ کے بیٹے زید کی اولاد میں سے بھی کچھ سادات وارد ہند ہوئے۔اور ملتان پناہ گزین ہوئے اور ان میں سے بعض مکران چلے گئے۔انہی کے ہمراہ حضرت علیؑ کے غیر فاطمی بیٹے محمد حنیفہ کی اولاد میں سے بھی بعض افراد تھے جو مکران منتقل ہوئے اس طرح سادات کے وارد ہند ہونے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔اور یہ آج تک جاری ہے۔لیکن تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔بحر حال ساتویں صدی ہجری تک پاک و ہند کے مختلف مقامات پر سادات کی قابل قدر تعداد آباد ہو چکی تھی۔جس طرح پہلے ذکر ہوا ہے کہ سادات پاک و ہند میں وارد ہوئے تو اپنے شجرات وغیرہ ساتھ لے کر آئے اور اپنی جان سے زیادہ ان کی حفاظت کی۔تیسری سے ساتویں صدی تک کسی صاحب کتاب نساب کا ذکر نہیں ملتا۔اور اس کی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے کتاب لکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ورنہ اس وقت بھی خاندان سادات میں نسابین و مشجرین موجود تھے۔اور انہوں نے اپنے اپنے خاندانوں کے شجرات اپنے پاس درج کیے ہوئے تھے اور بہت سوں کو تو زبانی بھی یاد تھے۔پاک و ہند میں انساب سادات پر کتب لکھنے کا با قاعدہ رواج ساتویں ہجری میں ہوا۔

ساتویں صدی ہجری کے ہندی نسابین کی تالیفات

قدیم قلمی شجرات سے پتہ چلتا ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں سید مبارک شاہ حسینی نے پاک و ہند کے صحیح النسب سادات کے شجرات پر شجرہ انساب یا بحر الانساب نام سے کتب لکھ کر قطب الدین ایبک کو پیش کی۔قطب الدین ایبک نے ان کی محنت کو سراہتے ہوئے ان کو انعام و اکرام نے نوازا۔اسی عہد میں ان کے دوست سید عبدالحمید بن حسن بن سلیمان الحسینی ترمذی نے بھی اپنے خاندانی شجرات کو مرتب کیا۔

آٹھویں صدی ہجری کے ہندی نسابین کی تالیفات

آٹھویں صدی ہجری میں میر سید اشرف جہانگیر سمنانی جو ایک جلیل القدر بزرگ اور مشہور صوفی تھے نے بحر الانساب نام سے کتاب تالیف کی بعد ازاں اس کا خلاصہ اشرف الانساب کے نام سے مرتب کیا۔لیکن ہماری بدقسمتی کہ ان میں سے کسی ایک کا بھی قلمی نسخہ ہمیں دستیاب نہ ہو سکا۔لطائف اشرفی جو ان کے

ملفوظات پر مشتمل ہے اور ان کے ایک مرید نے مرتب کی تھی اس میں بھی انساب سادات پر ایک مستقل باب ہے۔اسی عہد میں سید جمال علی بن علی موسوی فرید پوری نے اپنے اجداد کے نسب نامہ پر ایک جامع کتاب تالیف کی جس کا ایک قلمی نسخہ انوار السادات کے مولف سید ظفریاب حسینی ترمذی نے بھی دیکھا تھا اور پھر اس کے حوالہ سے انوار السادات میں شجرات بھی درج کیے آٹھویں صدی کے تیسرے نساب سید محمود بن ایوب بن عبدالرحمٰن موسوی القزوینی ہیں جنہوں نے قزوین سے وارد ہند ہونے والے سادات کے شجرات کو مرتب کیا۔

نویں صدی ہجری کے ہندی نسابین کی تالیف

نویں صدی ہجری میں سید محمد بن جعفر المکی نے بحرالانساب نام سے کتاب تالیف کی۔لیکن بدقسمتی سے یہ کتاب بھی زیور طباعت سے آراستہ نہ ہوسکی۔اس کا ایک قلمی نسخہ پٹنہ لائبریری میں محفوظ ہے اس کے علاوہ ایک مخطوطہ ہمارے محترم دوست نور محمد نظامی صاحب آف اٹک کے پاس بھی ہے۔راقم کے پاس بھی اس کا ایک نامکمل نسخہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا زیادہ تر حصہ امام فخر الدین رازی کی کتاب شجرۃ المبارکہ سے ماخوذ ہے اس عہد کے دوسرے نساب سید ابوالفضیل محمد کاظم موسوی دہلوی یمانی ہیں۔جنہوں نے انساب سادات پر ایک کتاب النفحۃ العنبر یہ فی انساب خیر البریہ لکھی۔یہ کتاب قم ایران سے طبع ہوچکی ہے۔

اس عہد کے تیسرے نساب سید نظام الدین بن محمود ناصر الدین بخاری اوچوی ہیں جنہوں نے بخاری سادات کے شجرات کو مرتب کیا۔ان سے تھوڑا عرصہ بعد سید معین الحق نقوی جھونسوی نے منبع الانساب تالیف کی۔اس کا ایک قلمی نسخہ مشہور مورخ ابوالعمار بلال مہدی صاحب کی مہربانی سے میرے پاس بھی موجود ہے۔حال ہی میں اس کا اردو ترجمہ سید ارشاد احمد ساحل شہسرامی کی تحقیق کے ساتھ انڈیا سے چھپا ہے۔

دسویں صدی ہجری کے ہندی نسابین کا تالیفات

دسویں صدی ہجری میں سید مصطفیٰ بن احمد الحسینی ترمذی نانوتوی نے اپنے خاندانی شجرات کو شرح اصلاب کے نام سے مرتب کیا۔انہی کے ہمعصر، ملاقاتی اور ہم نام سید مصطفیٰ حسین عابدی المکی نے بھی اکبر بادشاہ کے عہد میں اپنے آباواجداد کے دیرینہ شجرات کی روشنی میں اپنے خاندان کے شجرات پر ایک مفصل کتاب تالیف کی اسی کتاب کا خلاصہ بعدازاں ان کی اولاد میں سے حکیم سید ابوالحسن مکی نے مرتب کیا۔اسی عہد میں سید شہاب الدین سبزواری جعفری نے باغ سادات شمسی لکھی۔بعدازاں ان کے پوتے سید نور شاہ سبزواری (متوفی ۹۷۶ھ) نے ان کے بھائی سید کمال الدین سبزواری کے ملفوظات اور اپنے وقت تک کے حالات اور نسب کا اضافہ کیا اس لیے یہ کتاب ملفوظ کمالیہ کے نام سے مشہور ہوگئی۔کنز الانساب المعروف گلزار شمس کے مولف نے اس کا ایک قلمی نسخہ کشمیر میں ان کی اولاد کے پاس دیکھا تھا۔اسی عہد میں سید صفی الدین بخاری انساب جلالیہ سادات بخاری کے شجرات پر تالیف کی۔اور ان کے معاصر سید محمد طاہر بن شہاب الدین اجمیری نے خواجہ سید معین الدین موسوی اجمیریؒ کے اجداد و اولاد کے شجرات کو مرتب کیا۔اسی عہد میں غیر سادات میں سے شیخ نذر محمد بن شیخ ابوصالح انصاری نے اپنے خاندانی شجرات کو مرتب کیا۔

گیارہویں صدی ہجری کے ہندی نسابین کی تالیفات

گیارہویں صدی ہجری میں سید احمد رضوی تقوی زیدپوری (متوفی ۱۰۴۹ھ بمطابق ۱۶۳۹ء) نے انساب زیدیہ، سید محمد ضیاء سبزواری متوفی ۱۰۵۰ھ نے

رسالہ انیس السادات اور سید ثابت علی شاہ سبزواری متوفی ۱۰۹۷ھ نے رسول باغ تالیف کی۔

اسی عہد میں سید نوازش علی سبزواری نے فارسی زبان میں منظوم نسب نامہ لکھا اور سید تہور علی بخاری نے بخاری سادات کے شجرات کو مرتب کیا۔ ان کے معاصر سید علی بن علاؤ الدین بخاری جمال پوری نے بھی نقوی سادات کے شجرات کو مرتب کیا۔ اسی عہد میں سید نظام الدین بخاری اورنگ آبادی نے بخاری سادات کے شجرات پر مفصل کتاب تالیف کی۔

بارہویں صدی ہجری کے ہندی نسابین کی تالیفات

بارہویں صدی ہجری میں سید فتح علی زیدی جہلمی نے گلزار سادات (سن تالیف ۱۱۵۲ھ) سید علی اصغر گیلانی متوفی ۱۱۹۳ھ نے شجرۃ الانوار علامہ شیخ احمد بن محمود اکبر آبادی نے تذکرۃ السادات (سن تالیف ۱۱۷۵ھ بمطابق ۱۷۶۱ء)، شیخ حسین صفائی نے تذکرۃ المراد، سید میر قطب عالم گیلانی نے تذکرۃ السادات الملقب تاریخ سادات آل سرور کائنات (سن تالیف ۱۱۹۶ھ بمطابق ۱۷۷۹ء) تالیف کی۔ اسی عہد میں سید محبّ علی تقوی کراروی (متوفی ۱۱۸۵ھ بمطابق ۱۷۷۱ء) نے تقوی کراروی سادات کے شجرات پر کتاب لکھی۔

ان ہی کے ہم عصر اور ہم نسل سید محمد علی تقوی کراروی متوفی ۱۱۸۶ھ بمطابق ۱۷۷۶ء نے بھی اپنے شجرات کو مرتب کیا۔ علامہ سید نجف علی نجفی ترمذی نے ۱۱۶۴ھ میں ترمذی سادات کے شجرات کو مرتب کیا۔ اور انہی کے معاصر سید صمصام علی ترمذی نے بھی کہنہ شجرات کی روشنی میں ترمذی سادات کے شجرات کو تالیف کیا۔ اسی دور میں نانوتہ انڈیا کے غیر سید صدیقی خاندان پر قاضی نجیب اللہ بن عصمت اللہ صدیقی نے جامع کتاب تالیف کی۔

تیرہویں صدی ہجری کے ہند نسابین کی تالیفات

تیرہویں صدی ہجری میں میر علی شیر قانع ٹھٹھوی نے شجرہ اطہر اہلبیتؑ (سن تالیف ۱۲۰۲ھ) سید مظہر مہدی رضوی (متوفی ۱۲۵۷ھ بمطابق ۱۸۴۱ء) نے انساب الرضویہ، سید محمد تقی رضوی تقوی سیتا پوری نے عواقب عبداللہی (سن تالیف ۱۲۲۶ھ بمطابق ۱۸۱۱ء) سید نثار حسین رضوی زید پوری (متوفی ۱۲۷۸ھ بمطابق ۱۸۶۱ء) نے انساب زیدیہ ثانی، سید اکبر حسین عزت دانشمند تقوی امروہوی نے کتاب زیدیہ، سید غلام علی شاہ گیلانی حیدر آبادی نے مشکوۃ النبوت، سید شاہ عطا حسین عبدالرزاق نے کنز الانساب، سید عبداللہ حسینی نے جواہر الانساب، سید شاہ محی الدین بیجا پوری نے مجمع الانساب، امام بخش اعوان نے شجرات سادات (سن تالیف ۱۲۲۶ھ) سید حیدر شاہ مشہدی جھنگی سیداں نے شجرہ مطہرات سیداں، سید رسول شاہ مشہدی نے شجرۃ البہار، شاہ ضیاء اللہ لاہوری نے نسب نامہ کلاں احمد یار مرالوی نے شجرہ طوبیٰ، سید محمد شاہ مشہدی آف سید کسراں نے نسب نامہ شریف، خلیفہ گل محمد نے انساب سادات گیلانی، خواجہ حسن جان سرہندی نے انساب الانجاب، سید محمد شاہ ہزاروی نے گلزار موسیٰ کاظمؑ، محمد عالم ہزاروں نے انساب السادات شیخ محمود بن شیخ جیون شاہ پوری نے شجرات سادات، خواجہ محمد زمان نے مرغوب الاحباب فی النساب الاقطاب، ملک الکتاب شیرازی نے ریاض الانساب وغیرہ تالیف کی اسی عہد میں سید جیون شاہ بن سید جمال شاہ مشہدی اور ان کے برادر سید ملائک شاہ المعروف سید ولایت شاہ نے اپنے خاندانی شجرات کو مرتب کیا۔ اسی عہد میں سید مکرم حسین مجتہد المتوفی ۱۳۰۵ھ نے سادات ہمدانیہ پر نسب نامہ جلالیہ المعروف خلاصۃ الانساب تالیف کی۔

چودہویں صدی ہجری کے ہندی نسابین کی تالیف

چودہویں صدی ہجری میں غلام محمد ملتانی نے مجمع الانساب، میر مراتب علی انبالوی نے کاظمی سادات انبالہ، سید محبوب شاہ داتوی نے بحرالحجان نورالدین سلیمانی نے باب الاعوان اور ذادالاعوان، سید افتخار نقوی نے تحفۃ السادات، سید شبیر نقوی نے انساب سادات چونیاں، سید محمود علی خان عظیم آبادی نے ریاض الانساب، ضیاء الدین علوی نے مراۃ الانساب، سید ظہیر الحسن رضوی نے درنایاب، سید صغیر الحسن تقوی نے انوارقم، سید تجمل حسین بخاری نے باغ سادات، سید گوہر شا بخاری نے شجرۃ المراد، سید نذر حسین نقوی نے کوثر الانساب، سید اصغر علی گردیزی نے تاریخ السادات، محمود شاہ کاظمی ہزاروی نے جامع الخیرات، سید جمال الدین احمد نقوی نے تاریخ سادات امروہہ، سید امام الدین گلشن آبادی نے تذکرۃ الانساب، سید محمد علی شیرازی نے ذخیرۃ الانساب و الاقوام اور قافلہ شیراز، مولوی محمد شاہ سعادت نے تذکرۃ المتقی برحالا سدات بیھقی، سید محمد علی شاد نے تذکرۃ الاسلاف سید محمد شاہ مظفر آبادی نے جامع السیدات، سید کریم حیدر چکلوی نے حمید الجواہر، سید حسین شاہ نے عقدۃ الجوھر، سید علی محمد راشدی نے تذکرۃ الانساب، میر عبدالحسین سانگی نے لطائف لطیفی، سید ظہور الحسن تقوی نے شجرات طیبات اور سید مزمل شاہ بن فضل شاہ ھمدانی نے شجرہ سادات خاندان ھمدان تالیف کی اور سید علی ھمدانی اصغر شاہ ھمدانی نے شجرہ سادات ھمدانیہ مرتب کی۔

پندرہویں اور موجودہ صدی میں بھی پچاس سے زائد کتب لکھی جاچکی ہیں جن میں یہ سید معروف حسین زیدی کی تاریخ سادات زیدی، سید محمد شاہ بخاری کی بحرالانساب، سید قمر عباس ہمدانی الاعرجی کی کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر، سید ظفر علی خان کی تاریخ سادات باہرہ سید صابر حسین گیلانی کی خزینۃ الانساب وغیرہ زیادہ معروف ہیں۔لیکن ان تمام کتب میں صرف پاک وہند کے شجرات کو زیادہ اہمیت دی گئی۔ایران وعرب کی قدیم کتب انساب سے بہت کم مدد لی گئی اس کی وجہ سے صرف یہی تھی کہ عام لوگوں کی ان کتب تک رسائی نہ تھی بعض لوگوں نے ان کتب کو حاصل کیا اور ان میں سے صرف اپنے خاندان کے متعلق اگر کوئی روایت ملی تو بس وہی درج کر دی لیکن مجموعی طور پر تمام سادات کے متعلق کسی نے کچھ نہ لکھا۔اسی لیے عرصہ دراز ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں ایران وعرب کی کتب انساب سے زیادہ سے زیادہ مواد لیا جائے تاکہ ادھر کے لوگ بھی ایران وعرب کی قدیم کتب انساب سے مستفید ہوں۔اسی ضرورت کے تحت النسابہ سید قمر عباس الاعرجی ھمدانی صاحب نے مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالبؑ کو تالیف کیا۔سید قمر الاعرجی علمی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں پاک وہند کے نسابین کے علاوہ عرب وعجم کے نسابین سے بھی آپ کے روابط ہیں اور ان میں سے بعض نے آپ کی علمی قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو روایت کرنے کی اجازت بھی دی۔اس کتاب کی تالیف میں جس قدر احتیاط سے کام کیا گیا ہے۔وہ حد درجہ فنی اور علمی ارتکاذ کا مظہر ہے آپ نے مکمل دیانتداری سے ہر ہر پہلو اور واقع کو پوری طرح چھان پھٹک کے بعد کتاب میں شامل کیا۔لیکن بقول صاحب انوارقم کتب انساب کی تالیف کے دوران جتنی بھی احتیاط سے کام کیا جائے پھر بھی کوئی غلطی یا کمی بیشی رہ ہی جاتی ہے اور اس کا اعتراف بھی اکثر صاحبان کتب خود ہی طباعت کے بعد کر لیتے ہیں۔بحر حال ان کی یہ کاوش اتنا بڑا کام ہے کہ اس کی جس قدر تحسین کی جائے کم ہے۔

سید محسن رضا کاظمی

فہرست

باب ششم فصل دوئم جز اول

باب ششم فصل دوئم جز دوئم

باب ہشتم فصل اول

باب ہشتم فصل دوئم

باب ہشتم فصل سوئم

نسب شریف العالم الفاضل الاجل النسابہ الباحث سید قمر عباس الاعرجی الحسینی الہمدانی نقیب سادات الاشراف پاکستان بن سید اظہر حسین شاہ بن سید فضل حسین شاہ بن سید محمد شاہ بن سید حیدر شاہ بن سید گل حسن شاہ بن سید انور شاہ بن سید عبداللہ ثانی بن سید عبدالہادی بن سید عبداللہ بن سید سلطان احمد نوری شاہ بلاول بن سید اسماعیل بن سید شاہ زبیر بن نوراللہ بن فتح اللہ بن حسین بن محمود بن جمال الدین حسین بن علی بن احمد کبیر الدین بن نورالدین کمال بن احمد قتال بن حسن بن میر محمد ہمدانی بن میر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان بن شہاب الدین بن محمد بن علی بن یوسف بن محمد شرف الدین بن محمد محبّ اللہ بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن ابوالقاسم علی جلا آبادی بن ابومحمد حسن بن اباعبداللہ حسین بن جعفر الحجہ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین بن امام حسینؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

بسم اللہ الرحمان الرحیم

تمام تعریفیں اس خالق و مالک ذات پاک کیلئے ہیں جس نے انسان جیسی بے ذکر مخلوق کو پیدا کیا۔ اس کو عقل وشعور دیا اور زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ اللہ نے انسان کو اپنی نیابت سے سرفراز کیا۔ اور اپنی اس تخلیق کو اپنی دوسری خلائق پر شرف اور فضیلت بخشی اور اسی لئے قرآن میں فرمایا

''**ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا ھم بروالبحر**'' اور ہم نے بنی آدم یعنی آدم کی اولاد کو کرامت (فضیلت) بخشی اور خشکی اور پانی پر سوار کیا۔ انسان خدا تعالیٰ کی جتنی بھی حمد وثنا بجالائے کم ہے۔ اس ذات بابرکت کی عنایات اور احسانات کا لامتناہی سلسلہ انسان پر ہمیشہ سایہ فگن ہے۔ اللہ نے مخلوق بالخصوص انسان کو بنایا اور اسکی پہچان کیلئے قبائل ترتیب دیئے تاکہ انکی پہچان ہو سکے اور یہ شناخت کر سکیں اور قرآن پاک میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے ''**یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم**'' اللہ نے انسانوں کو ایک مرد اور عورت سے خلق کیا پھر ان کی پہچان کیلئے قبائل بنائے تاکہ یہ ایک دوسرے کو اسکے قبیلے کی وجہ سے پہچان سکیں اللہ نے اول بشر اور نبی حضرت آدمؑ کو بنایا اور ان کو زمین پر بھیجا آپ کی اولاد حضرت شیث علیہ السلام سے پھیلی اور شیث کی اولاد انوش سے پھیلی پھر قینان اور ان کے بعد ان کے بیٹے مہلائیل تھے مہلائیل کے بیٹے الیارد اور الیارد کے بیٹے اخنوخ جن کو ادریس علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے ادریس علیہ السلام سے متوشلخ اور متوشلخ سے لملک پیدا ہوئے اور لملک کے بیٹے نوح علیہ السلام تھے نوح علیہ السلام کی اولاد تین فرزندگان سے چلی حام سام اور یافث جبکہ جناب ابراہیم کا نسب جناب سام سے ملتا ہے اور وہ نسب اس طرح ہے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن شروغ بن فائغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام المنذ کور لیکن بقول ابن عنبہ صاحب عمدۃ الطالب جمال الدین ابن عنبہ (ص۳۰ عمدۃ الطالب) کہ اس روایت کے علاوہ دو اور روایات بھی ہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے حضرت نوح کے نسب میں ہیں مگر مشہور روایت یہی ہے اور یہ بھی کہا کہ نوحؑ سے آدم کے مابین پانچ مشہور اقوال ہیں جن میں مشہور قول نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن الیارد بن مھلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدمؑ میں سے بنی ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت بخشی اور جب آپؑ کو قدرت کے رموز سے اللہ نے آشکار کیا تو حضرت ابراہیم نے اللہ سے دعا کی کہ یہ چیز میری اولاد کو بھی عطا کر قرآن پاک میں اس جگہ کیلئے لفظ ذریت استعمال ہوا جو انساب سے مخصوص ہے تو اللہ نے کہا میرا عہد تیری اولاد میں ان تک نہ پہنچے گا جو ظالم ہوں گے جناب ابراہیمؑ دو بڑی قوموں کے جدامجد ہیں۔ ایک بنی اسحاقؑ اور دوسری بنی اسماعیلؑ بنی اسحاقؑ میں سے حضرت یعقوبؑ جن کا اصل نام اسرائیل تھا پیدا ہوئے اور پھر ان کی اولاد سے حضرت یوسف اور انکے بھائی اور بنی اسرائیل کے جملہ بارہ قبائل معرض وجود میں آئے۔ جبکہ بنی اسماعیل علیہ السلام سے عرب وجود میں آئے اور آپ کو عرب قوموں کا باپ کہا جاسکتا ہے۔ ماسوائے قبیلہ بنی جرہم اور وہ بدو قبائل جو حجاز اور یمن میں آپ کی آمد سے پہلے رہائش پذیر تھے۔ آپ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ بحکم خداوندی مکہ میں منتقل کر گئے تھے جہاں آپ اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؑ نے رہائش اختیار کی اللہ پاک نے آپ کی ایڑی کی چوٹ سے چشمہ جاری کیا اور بی بی ہاجرہ جو آپ کیلئے پانی تلاش کرتی ہوئی بھاگ رہی تھیں کے اس عمل کو جو وہ صفا اور مروہ نامی پہاڑ کے مابین سرانجام دے رہی تھیں اپنے مقدس گھر کے حج کے ارکان میں شامل فرمایا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے اپنے بیٹے اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے ساتھ مل کر اس مقدس گھر کی تعمیر شروع کی اور اللہ نے اس شہر کو امن کا گہوارہ قرار دیا۔ اور سلامتی ہے اس پر جو اس شہر میں داخل ہوا اور ہر برکت اور رحمت نازل ہوگی۔ آج کے عرب قبائل جناب اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں۔ اور اللہ پاک نے اولاد ابراہیم میں سے بنی اسماعیلؑ کو فضیلت

بخشی اور منتخب کیا کیونکہ بنی اسماعیلؑ سے ختم المرسلین کا ظہور ہونا تھا

واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ قال الرسول اللہ کہ اللہ نے اولاد اسماعیل میں سے بنی کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنی کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنی ہاشم میں سے مجھے (کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغرص ۔(۲) مودت فی القرباء از میر سید علی ہمدانی باب اول (ص ۲۸) آل اسماعیل یعنی عرب شروع سے ہی کچھ خصوصیات کی حامل رہیں۔اور یہ خصوصیات ان میں نسل درنسل منتقل ہوتی رہیں اول قبائل کی شکل میں رہنا اور ان کے نسب کو باقاعدہ محفوظ رکھنا دوئم بہادری اور سامان حرب وآرائش سوئم مہمان نوازی ان کے علاوہ اور بھی بہت سی خصوصیات عربوں میں تھیں ۔نسب دانی عربوں میں ایک خاص علم تھا اور عرب اپنے اجداد کی خصوصیات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے ہر قبیلے میں ایسے افراد ہوتے تھے جو ان کے انساب کو لکھتے اور ان کے تعارف بھی محفوظ رکھتے اور علم الانساب کے ساتھ گذشتہ حادثات واقعات جنگوں اور دوسری روایات کا ذکر بھی کرتے جن اشخاص کے ساتھ کوئی خاص لقب یا معرفت ہوتی تو اس کی شہرت کی توجیہہ بھی بیان ہوتی ۔ یوں علم الانساب میں تاریخ اور روائیت کا ایک کثیر ذخیرہ موجود ہوتا۔جبکہ آل اسماعیل علیہ السلام کے علاوہ دنیا کی باقی نسلیں مخلوط ہوکر رہ گئی ہیں۔ان میں کسی قسم کا امتیاز نہیں کیا جاسکتا کہ کون شخص اصلاً کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ طرہ امتیاز بنی اسماعیل کا ہی ہے کہ ان کے انساب کو قبائل کے سرداروں نے محفوظ رکھا اور یہ سلسلہ آج تک برقرار ہے انہوں نے اپنے انساب زیادہ سے زیادہ جمع رکھے اور آل اسماعیل میں آل قریش اور پھر قریش میں آل ابی طالب کے نسب آج تک محفوظ ہیں۔ کیونکہ ان میں یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔کسی بھی قبیلے کے نسب کو محفوظ رکھنے والے شخص کو اس قبیلے کا نقیب کہتے ہیں آل ابوطالب میں بھی بنی فاطمہؑ کے انساب پر سب سے زیادہ لکھا گیا اور آج علم الانساب سادات بنی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے تذکرے سے ہی زندہ ہے۔اور آل فاطمہؑ میں ہی وہ تمام جید نسابین گزرے جنہوں نے اس سلسلے کا محفوظ رکھا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔اور سادات عرب اور سادات ایران کے علاوہ دوسرے منطقوں کے سادات نے بھی کسی نہ کسی صورت اپنے انساب رقم رکھے۔ سادات عظام بنی فاطمہ بھی عرب ہونے کی وجہ سے اس فضلیت اور خصوصیت سے سرشار تھے ۔آج کا علم الانساب صرف اور صرف سادات بنی فاطمہؑ کے تذکروں سے زندہ ہے۔ کیونکہ سادات بنی فاطمہؑ اولاد رسول ہے اور روئے ارض پر باقی تمام اقوام پر انکی فضیلت ثابت ہے آل اسماعیلؑ نے نسب دانی کا علم پشت در پشت برقرار رکھا اور آباء واجداد سے نقل کرتے رہے۔ آیئے۔اب علم الانساب کی کچھ خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

علم الانساب اور نسابہ: ایسا علم جس میں لوگوں کے نسب ان کے اجداد کی تفصیل صحیح اور مستند روایات اور رجال کے ساتھ مرقوم ہوں اسے علم الانساب کہتے ہیں علم الانساب بحث کرتا ہے۔ پشت در پشت نسب پر اور معلومات مہیا کرتا ہے علم الانساب کا علم رکھنے والے کو نساب یا نسابہ کہا جاتا ہے جس کیلئے چند باتوں کا ہونا ضروری ہے۔نساب یا نسابہ کیلئے چند اوصاف کا ہونا بے حد ضروری ہے اس کو قوی النفس ہونا چاہیئے تاکہ وہ کسی کی شان وشوکت سے مرغوب ہوکر یا جاہ حشم کے خوف سے صحیح نسب کا انکار اور مردود انسب کا اقرار نہ کرے۔ دوئم نسب کے تمام اصول وقواعد رموز واوقاف سے واقف ہو سوئم نسب سے متعلق جدید وقدیم کتب اور جرائد اور دیگر وثائق نسبیہ سے واقف ہو چہارم محتاط ہو کسی بھی روایت کو رد یا قبول کرنے میں جلدی نہ کرے پنجم متقی اور پرہیزگار ہو عوام میں اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کا حامل ہوتا کہ لوگ اس پر اعتماد کریں۔

(از قلم ابوزہرہ الموسوی المقدمہ فی کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر تالیف نسابہ قمر عباس الاعرجی الھمدانی)

اس کے علاوہ نسابہ کواپنے عہد کے جید اور مزور لوگوں کے بارے میں باخبر ہونا چاہیے اس کو مزورین کے کام کا بھی مکمل علم ہونا چاہیے کیونکہ ہر صدی میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے غلط روایات کو اپنی کتابوں میں جگہ دی اور بعض قبائل کے نسب میں بعض افراد داخل کیئے اور اپنی ذاتی عناد اور حسد کی وجہ سے صحیح النسب افراد کا انکار کیا۔اور جید نسابین کی روائیت کو زیادہ سے زیادہ نقل کرنا چاہیے تاکہ آنے والی نسلوں تک مستند اور درست روائیت پہنچ سکیں اس کے علاوہ نسابین کو چاہیے کہ کسی بھی نسب میں بناوٹی اور جھوٹے داعوے داروں کو بے نقاب کرے اور عوام الناس کے سامنے ان کا صحیح چہرہ لائے۔لیکن یہاں یہ بات بھی قابل غور رہے کہ نسابہ کو اسقدر سخت بھی نہیں ہونا چاہیے کہ کسی بھی شجرہ میں ذرا سا نقص پائے اور اس پر عدم سیادت کا فرمان جاری کر دے اور اس قدر نرم بھی نہ ہو کہ کسی بھی شجرہ کو درست مان لے اس پر مصادر کی روشنی میں مکمل تحقیق کرے اور اصول علم الانساب اس پر لاگو کرنے اور مصادر میں نہ ثابت ہونے کی صورت میں متعلقہ خاندان کی شہرت بلدی کا جائزہ لے اور سابقین کی رائے متعلقہ خاندان کے بارے میں دیکھے اور جب اس طرح سے مطمئین ہو جائے تب اپنی رائے کا اظہار کرے۔ایک نسابہ کو علم الانساب کے علاوہ علم المنطق اور علم تاریخ پر بھی عبور ہونا چاہیے۔بہت سے واقعات انساب کی کتب میں مہیا نہیں ہوتے ان کے زمانوں کا تو تعین تاریخ کی کتب سے کیا جا سکتا ہے اور بہت سے معاملات ایسے ہیں جو سابقین نے بھی حل نہیں کیئے اور آنے والوں پر چھوڑ دیئے ہیں عقل اور علم المنطق سے ان کا حل تلاش کرنا چاہیے۔ایک نسابہ کا شریعت اور فقہی امور سے واقفیت بھی ضروری ہے کیونکہ کسی پر طعن لگانے سے قبل شریعت کی حد بھی دیکھی جائے کہ شریعت اس کے بارے میں کیا کہتی ہے۔اور اگر کچھ لوگ بغیر کسی دلیل کے کسی خاندان پر طعن کر رہے ہیں تو نسابہ کو چاہیے وہ متعلقہ خاندان کے بارے میں معلومات فراہم کرے جو حقیقت پر مبنی ہوں اور لوگ جس پر اعتماد کریں۔ان خاندانوں کی نشاندہی بھی کرے جو بناوٹی اور جھوٹے ہیں۔تاکہ عام لوگ ایسے بناوٹی لوگوں سے باخبر ہو سکیں۔علم الانساب ایک وسیع علم ہے جو روایت اور معلومات پر بنیاد رکھتا ہے۔اور نقل در نقل روایتیں ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی جا رہی ہیں۔اس م متقدمین کی لکھی ہوئی کتابیں بھی حجت ہوتی ہیں جنہوں نے اپنے عہد کے روائیتوں سے معلومات جمع کر کے کتابیں رقم کیں۔

ثبوت النسب: کسی بھی نسب کے ثبوت کیلیئے چند باتوں کا ہونا لازمی ہے۔اول یہ کہ یہ نسب قدیم مصادر العربیہ کی روشنی میں ثابت ہوتا ہو یعنی شجرہ جس میں امام علیہ السلام کی نسل سے منسوب کیا جا رہا ہے۔کتب الانساب میں ان اشخاص کا ذکر موجود ہو۔اور ان کو انقرص یا لا ولد نہ لکھا ہو۔دوئم بعض اشخاص جو امامین علیہ السلام کی اولادوں سے گزرے ہیں کے ساتھ نسابین نے ''صح'' لکھ دیا یعنی ان کے اعقاب کا ہونا یا نہ ہونا نسابہ کی معلومات تک نہ پہنچ سکا لہذا ایسے کسی شخص سے منسوب افراد کا خاندان قابل اعتراض مطلقاً نہیں ہوتا۔سوئم کسی نسابہ کا خط وہ بھی ایسا نسابہ جس کی تحقیق پر محققین کا اجماع ہو بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور اگر کوئی نسابہ کسی خاص خاندان کی طرف اشارہ کر جائے اور اس خاندان کا بناوٹی ہونا قوی روائیت کی روشنی میں لکھا جائے تو ضرور ایسے خاندان کا بناوٹی ہونا ثابت ہوتا ہے۔لیکن اس میں یہ دیکھنا پڑے گا کہ نسابہ کون ہے اور اس کی تحقیق کس معیار کی ہے اور اپنے ہم عصروں میں اس کا رتبہ کیا ہے۔اور اگر یہ کام قدیم نسابین میں سے کسی نے کر دیا اور بعد میں آنے والے نسابین کی رائے بھی اس سے اتفاق کر گئی تو ایسا خاندان باطل کہلائے گا اور ان کے شجرے کسی کام کے نہیں۔

چہارم: اگر کسی نسب کی صحت مستند اصولی نسابین کے سامنے ثابت ہے تو ایسا نسب ثابت ہے کیونکہ نسابین کسی بھی نسب کا مطالعہ کر کے ہی اس کے متعلق

رائے کا اظہار دے سکتے ہیں۔

پنجم: لکھے ہوئے شجرے یا وثیقے میں نقص ہونا عدم سیادت کے زمرے میں نہیں آتا۔ وثیقے یا شجرے میں نقل کی غلطی ہوسکتی ہے اور قرن درقرن یہی غلطی نقل ہوتی آرہی ہو یہ بھی ممکن ہے۔ اس سلسلے میں ایسے خاندانوں کے اجداد کی حیات پر مطالعہ ضروری ہے اور ان کی شہرت بلدی اور متعلقہ علاقے میں ان کے سرکاری جائیدادی ریکارڈ دیکھنا ضروری ہیں۔

ہشتم: تمام انساب کا پشت در پشت ایک جیسا ہونا ناممکن ہے یعنی ان میں حضرت امیر المومنین سے اب تک پشتوں کا کم یا زیادہ ہونا ممکن ہے اور آج ۱۴۳۶ سال بعد یہ فاصلہ ۱۰ پشتوں تک بھی ہوسکتا ہے۔ لہذا آج کی جدید سائنس کا مطالعہ بھی ضروری ہے اور ہر علاقے میں رسم ورواج علاقائی ثقافت تعلیم وغیرہ پشتوں کے کم یا زیادہ ہونے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ہفتم: متعلقہ خاندان کے اخلاق، علم، حلم، عمل میں اہل بیت کی پیروی ہونا بھی اہم ثبوت ہے کسی کے سید ہونے کے ضمن میں انسان کا کردار اس کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اور جدید سائنس کہتی ہے انسان اپنے آباؤ اجداد سے جینیاتی طور پر مشابہت رکھتا ہے اور موروثی خصوصیات نسل درنسل منتقل ہوتی جاتی ہیں۔ ایک سید الفاطمی کو اہلبیتؑ کے اسوہ پر گامزن ہونا چاہیے البتہ نیک اور گنہگار ہر جگہ موجود ہوتے ہیں مگر ہر انسان اپنے اجداد سے ورثے میں کچھ نہ کچھ ضرور حاصل کرتا ہے۔

النسابین: السید ضامن بین شدقم الحسینی العبید لی المدنی الاعرجی کا ن حیات سنہ ۱۰۹۰ ہجری اپنی کتاب **"تحفۃ الازھار زلال الانھار فی نسب ابناء الائمہ الاطہار"** کے (**صفحہ نمبر ۳۳ کتاب نشر مکتبہ المرعشی فی القم ایران**) میں اس بات کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں کہ نسب کے اعتبار سے افراد کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا جو ان کے مشجرات اور المبسوعات کی روشنی میں تقسیم کیا جائے گا۔

(۱) صحیح النسب: ایسا نسب جو نسابین کے نزدیک ثابت ہو اور نسابین کی اس پر شہادت ہو اور یہ نسب مصادر اور نص نسبیہ کے عین مطابق ہو اور اہل عقل، علم و اور مشہور العلماء اور الشیخ النسابین یعنی علم الانساب کے استاد اس پر متفق ہوں اور ان کے نزدیک ان کی ولادتیں طہارت پر ثابت ہوں ایسے نسب کو صحیح النسب کیا جائے گا اور وہ سادات صحیح النسب ہوگی۔

(۲) مقبول النسب: ایسا نسب جو بعض نسابین کے نزدیک ثابت ہو لیکن بعض نے اس کا انکار کیا ہو تو ایسوں کو مقبول النسب کہیں گے کیونکہ بعض نسابین نے ان کے نسب کو قبول کیا ہے۔ اور بعض نے انکار کیا ہے۔

(۳) مشہور النسب: ایسے خاندان یا نسب جو سیادت کے داعوئے دار ہوں لیکن ان کو اپنے نسب کا علم نہ ہو لیکن ان کی شہرت بلدی قدیم زمانے سے سید کی ہو یعنی اپنے علاقوں میں قدیم زمانوں سے سادات مشہور ہوں اور ان کا اندراج سرکاری ریکارڈ میں بھی بحیثیت سادات کے ہو تو ان کو مشہور النسب کہیں گے۔ (اسی میں کچھ اضافہ مولف نے خود کیا ہے)

(۴) مردود النسب: ایسا نسب جو داعوئے دار سیادت تو ہوں مگر ان اوپر والے تین گروپوں میں سے ہوں ان کا نسب بھی باطل ہو اور ان پر شہرت بلدی بھی ثابت نہ ہوا اوپر بیان کئے گئے تین گروپوں میں اگر کوئی نسب میں شامل نہیں ہو رہا تو وہ مردود النسب ہیں اور ان کا داعوی قطعاً باطل ہے ایسے لوگوں پر خدا

اور اسکے رسولؐ کی لعنت ہے جو کسی کے نسب میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب میں چوری سے داخل ہونا گناہ کبیرہ ہے اور رسولؐ اللہ نے ایسے شخص پر خود لعنت فرمائی ہے۔ مذکورہ چار گروہوں میں ہے اول دوئم اور سوئم گروہ پر خمس جاری ہوسکتا ہے۔ اور اس کا ذکر خاتم النسابین آقا السید شہاب الدین نجفی المرعشی الحسینی نے اپنے فتویٰ میں کیا ہے علم الانساب آج دنیا میں اولاد فاطمۃ الزہرؑا اور اولاد ابی طالبؑ کے انساب کی وجہ سے زندہ رہ گیا ہے۔ خاص کر اولاد فاطمۃ الزاہرا وہ نسل ہے جو دنیا کی تمام دوسری نسلوں پر فضیلت رکھتی ہے اس کی ایک وجہ یہ کہ اولاد رسولؐ اللہ محمد خاتم المرسلین سے ہونا اور دوسرا اشرف کہ ان کا انساب ہر جگہ کسی نہ کسی صورت میں محفوظ رہا سادات قرن بہ قرن کتابیں لکھتے رہے۔ اور جن منطقوں میں کتابیں نہیں لکھی گئی وہاں سادات نے اپنے شجرات کو محفوظ رکھا اور یوں قرن بہ قرن اولاد فاطمہ الزاہراؑ نے اپنے انساب کسی نہ کسی شکل میں محفوظ رکھے۔ نسب کی حفاظت ہر سید پر فرض ہے کہ وہ اپنے اجداد سے انساب کو نقل کرے اور اس پر مزید تحقیق بھی کرے تا کہ رسول اکرمؐ کی اور اولاد باقی قبائل کے ساتھ مخلوط نہ ہو جائے۔

قول الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسب پر: صحیح اسناد کے ساتھ روایوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جو علم الانساب کے بارے میں آپؐ کی مستند حدیث ہے اور اس حدیث میں آپؐ نے دوٹوک اس علم کے دو بڑے اصول متعین کر دیئے ہیں۔ خیر الانبیاء سید المرسلین، احمد المختار محبوب رب المشرقین والمغربین نے فرمایا ہے کہ **"لعن اللہ الداخل فینا بلانسب والخارج منا بلاسبب"** ترجمہ: کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے کسی کو کسی کے نسب میں داخل کیا یا بغیر کسی سبب کے خارج کیا۔ اس حدیث مبارکہ کو نسابین علم الانساب کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ اس حدیث کے دو جز ہیں اول یہ کہ ایسے شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو کسی کو کسی کے نسب میں داخل کرے یعنی آپؐ نے دوٹوک الفاظ میں بیان فرما دیا کہ جو اس طرح کرے گا اس پر خداوند متعال کی لعنت ہو" جو شخص بھی کسی شخص کا نسب دوسرے نسب سے ملائے تو وہ لعنتی ہے اس پر خداوند متعال کی لعنت ہے کسی کا باپ بدلنا بہت بڑا گناہ ہے اللہ نے جس کو جس قبیلے میں خلق کیا اسے اس کی نسبت استعمال کرنی چاہیے قرون اول سے ہی لوگ اعلیٰ نسب کے حامل افراد کے نسب سے خود کو ظاہر کرنے کے عادی رہے ہیں اور اس کیلئے لوگ بھاری رقوم کے نذرانے بھی ایسے لوگوں کو دیتے ہیں جو شجرہ جات لکھتے تھے خاص کر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ اولاد رسولؐ کی عزت اور تکریم زیادہ ہے تو رقم خرچ کر کے اپنے نسب رسولؐ سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ کام عرب عجم، ہندوستان و مصر ہر منطقے میں ہوتا آیا ہے۔ آپؐ کی حدیث میں اس بات کا امتیاز نہیں کہ سادات کے نسب میں داخل کرنے والا لعنتی ہے یا کسی اور کے نسب میں آپ نے عمومی طور پر ہر نسب کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی دوسرے شخص کو دوسرے کے نسب میں داخل کرے تو ایسا شخص لعنتی ہے جب عام شخص کے نسب و عام قبائل کے نسب پر حدیث اسطرح ہے تو خود محمد المصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب میں کسی کو داخل کرنا کس قدر لعنتی فعل ہے ایسے شخص پر خدا اور اسکے رسولؐ کی ابدی لعنت ہے۔ جو دنیاوی مال کی لالچ میں ایسا کام کرے خدا اور رسولؐ اس سے بروز محشر اس کا حساب لیں گے۔ اور ایسے شخص کا ٹھکانہ صرف اور صرف جہنم ہوگا۔ اور وہ لوگ جو سید بننے کے شوق میں نسب تبدیل کرتے ہیں وہ سب بھی لعنتی ہیں ان کی گردنوں میں لعنت اور خباثت کے طوق ہوں گے۔ کہ انہوں نے رسولؐ اللہ کے نسب میں داخل ہونا پسند کیا اس حدیث شریف کا دوسرا جز یہ ہے کہ اگر کسی کو بلا سبب اسکے نسب سے خارج کیا تو ایسا شخص بھی لعنتی ہے اس پر بھی خداوند متعال کی لعنت ہے بعض لوگ اپنے ذاتی حسد کی وجہ سے دوسروں کے نسب پر طعن کرتے ہیں۔ اور ان کو انکے نسب سے گرانے کی کوشش

کرتے ہیں۔ اس میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو ایسے نام نہاد نسابین، شجرہ نویس لوگ جو اپنی ادھوری اور نام نہاد تحقیق کی بنیاد پر کسی کو نسب النبویؐ سے خارج کرتے ہیں اور اس کو لکھ کر عوام میں عام بھی کرتے ہیں ایسے لوگوں کے پس منظر مختلف ہوتے ہیں اول تو یہ کہ کسی دوسرے کے ایماء پر کچھ مخصوص لوگوں کو حسد کا نشانہ بنانا۔ دوئم کسی دوسرے خاندان کی عزت اور تکریم جو سادات ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ ہو کو نہ برداشت کرنا۔ سوم علم الانساب کا باقاعدہ علم نہ ہونے کی وجہ سے خود اپنے نسب کا خالص اور دوسرے کے نسب کو ناقص ظاہر کرنا، چہارم کسی خاندان کی مکمل تاریخ اور وثائق سے لاعلمی کی بناء پر تحقیق کی بجائے جھٹ سے فرمان صادر کر دینا۔ یہ کچھ وجوہات ہیں جسکی وجہ سے کسی کے نسب کو بلاسبب خارج کیا جانا کہا گیا ہے البتہ کسی کے نسب کا رد امہات کتب انساب اور مشائخ علم الانساب اور اساتذہ ونسابین کے خطوط سے ثابت ہے تو یہ ایک قوی سبب ہے اس سے کسی نسب کو خارج کیا جاسکتا ہے۔ دور حاضر کے نسابین بھی اگر کسی نسب کے کالعدم ہونے پر متفق ہیں تو یہ بھی ایک مضبوط سبب ہے البتہ یہاں صرف اور صرف اصولی نسابین کی بات ہو رہی ہے جو اصول علم الانساب سے واقف ہوتے ہیں اور مشائخ علم الانساب کی پیروی کرتے ہیں۔ حدیث کی رو سے دوسرا العنتی گروہ وہ ہے جو سنی سنائی باتوں پر ہی دوسروں کے انساب پر طعن کرنا شروع کرتے ہیں اور یہ بات دوسروں تک پھیلاتے ہیں۔ غلط خبر بھی ایک بیماری ہے اور ایک سے دوسرے کو لگتی جاتی ہے۔ یہاں سادات کرام سے بھی گذارش ہے کہ وہ علم الانساب کی تعلیم حاصل کریں اور بلا سوچے سمجھے کسی بھی شخص کے نسب پر طعن نہ کریں۔

تاریخ علم الانساب: آل اسماعیلؑ نے شروع سے ہی اپنے انساب کو محفوظ رکھا اور نسل در نسل روایات نقل ہوتی رہیں۔ مگر علم الانساب کی اول کتاب کونسی ہے اس پر اختلاف ہے زمانہ قدیم میں زیادہ تر مسبوط محفوظ نہ رہ سکے خاتم النسابین آغا آیت اللہ السید شہاب الدین نجفی المرعشی النجفی نے المجدی کی اشاعت نو میں جو مقدمہ تحریر فرمایا اس میں (ص ۹۲-۹۱) پر آپ نے فرمایا کہ ابن الندیم نے اپنے مقالہ سوم الفہرست میں ایک نسابہ کا نام لکھا بکری ہے جو شاید نصرانی تھا اور روبۃ بن الحجاج نے اس سے روایت کی تھی لیکن یہ قدیم عرب انساب کی کتاب آج موجود نہیں اس لئے یہ بات ضعیف ہے پھر سید شہاب الدین فرماتے ہیں کہ شاید کتاب جمرۃ النسب تالیف ابی المنتذر ہشام بن محمد بن انسائب الکلبی (المتوفی ۲۰۴ ہجری) اول کتاب ہے جو باقاعدہ ایک علم الانساب کی کتاب تھی اور کئی بار طبع بھی ہو چکی ہے لیکن ابن الندیم اور دیگر علمائے تاریخ اور رجال کچھ مزید تاریخی نسابہ کا نام لیتے ہیں جیسے محمد بن صائب الکلبی (۱۴۶ ہجری) ابی مخنف لوط بن یحییٰ الکلبی (اوسط قرون دوئم) ابوالیقظان سحیم بن حفص یا عامر بن حفص (۱۹۰ ہجری) ابن مریم مورج بن عمرو السدوسی (۱۹۵ ہجری) ابی المنذر ہشام بن محمد السائب المکلبی (۲۰۴ یا ۲۰۶ ہجری) معصب بن عبداللہ بن زبیر اور ہشم بن عدی (۲۰۷ ہجری) ابوالحسن علی بن محمد المدائینی (۲۱۵ ہجری) زبیر بن بکار القرشی (۲۳۵ ہجری) خلیفہ بن شباب الاصغری (۲۴۰ ہجری ان میں بعض کتاب عرب میں مشہور ہوئیں جیسے زبیر بن بکار کی نسب القریش' مبرد کی نسب عدنان وقحطان اور بلازری کی۔ الانساب الاشراف ان میں اہل عرب کے انساب کی تفصیل ملتی ہے۔ لیکن نسابین کا ذکر اگر فی زمانہ کیا جائے۔ تو ابوزہرا سید فدا حسین موسوی کے مقدمہ کو دیکھنا پڑے گا جو انہوں نے کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر فی التفصیل نساب السادات الحسینی مع تاریخ السادات الھمد انیہ تالیف النقیب الشریف السید قمر عباس الحسینی الاعرجی الھمدانی میں تحریر کیا۔

اہمیت علم الانساب

قال تعالیٰ: یایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوباً وقبائل التعارفوان اکرمکم عنداللہ اتقاکم (سورۃ الحجرات ۱۳)

قال تعالیٰ: واختلاف السنکم والوانکم (سورۃ روم ۲۲)

قال تعالیٰ: یایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدہ وخلق منھا زوجھاوبث جلدً کثیرا واتقواللہ الذی تسائلون بہ ا لا رحام

قال تعالیٰ: ان اللہ اصطفی آدم ونوحاً وآل ابراھیم عمران علی العالیمن ذ ریہ بعضھا من بعضً اللہ سمیع علیم (سورہ آل عمران ۳۴)

قال تعالیٰ: واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجاً وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدۃ ورزقکم من الطیبات (سورہ نحل ۷۲)

قال تعالیٰ: قل لا السالکم علیہ اجراً ا لاالمودۃ فی القربی (سورۃ الشعوریٰ ۲۳) فان خمسہ للسول والذی القربیٰ (انفال ۴۱) وآت ذی اقربی حقہ (الاسرا۔ ۲۶)

قال تعالیٰ: فھل عیستم ان تویستم ان تفسدوفی ا لا رض ولعطعوا ا رحامکم (سورۃ محمد ۲۲)

قال تعالیٰ: اولئلث الذین انعم اللہ علیھم من ذ ریۃ آدم وممن حملنا مع نوح ومن ذ ریہ ابراھیم واسرائیل (سورۃ مریم ۵۸)

(۱) یہ حدیث روایت کی ابن قتیبہ نے اسناد کے ساتھ کہ سنا زید بن ارقم نے اس نے ابوداوٴد سے اس نے اسحاق بن سعید سے اس نے سعید بن عاص سے کہ ان کو عبداللہ بن عباس سے خبر پہنچی کہ رسولؐ نے کہا: اعرفوا انسابکم تصلوا ا رحامکم

(۲) اورسمعانی نے اسناد کے ساتھ ابی ہریرۃ سے حدیث روایت کی کہ رسولؐ اللہ نے کہا۔ تعلموامن انسابکم ماتصلون بہ ا رحامکم (الانساب سمعانی جلد ۱: ۱۹) ترجمہ

(۳) روائیت کی الجوینی نے اسناد کے ساتھ عبداللہ ابن عباس سے کہ آپؐ نے فرمایا۔ تمام سبب اور نسب قطع ہو جائیں کے قیامت کے دن سوائے میرے نسب اور سبب کے (فرائد السمطین ۲۸۱)

(۴) امالی ہی الشیخ طوسی: ابن صلت سے اور وہ ابن عقدہ سے اور وہ علی بن محمد العلوی سے اور وہ جعفر بن محمد بن عیسیٰ سے اور وہ عبیداللہ بن علی سے اور انہوں نے امام رضاؑ سے سنا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ تمام نسب منقطع ہو جائیں گے روز قیامت سوائے میرے نسب کے (بحارالانور جلد اول صفحہ ۲۴۶)

اول کتاب النسب آل ابی طالب پر: نسابین اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ آل ابی طالبؑ پر اول کتاب السید ابوالحسین یحییٰ نسابہ بن ابومحمد الحسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ بن امام حسین علیہ السلام بن امام علی علیہ السلام بن ابی طالبؑ نے لکھی۔ آپ عالم فاضل النقیب الصدوق المورخ تھے آپ کی ولادت محرم ۲۱۴ ہجری کو عقیق قصر عاصم میں ہوئی اور وفات ۲۷۷ ہجری میں مکہ المکرّمہ میں ہوئی۔ آپ کو حضرت خدیجۃ الکبری کے پہلو میں دفن کیا گیا تھا بقول ابوالفرج اصفہانی المتوفی ۳۸۷ ہجری کہ کثیر تعداد میں مصنفین نے آپ کی روایات پر اعتماد کیا جو حسن بن محمد بن یحییٰ نسابہ کے وساطت سے دوسروں تک پہنچی۔ شیخ ابوجعفر الصدوق القمی المتوفی ۳۸۷ ہجری نے بھی آپ کی روایات پر اعتماد کیا۔ بقول شیخ شرف العبید لی ابوالحسن محمد بن ابی جعفر المتوفی سنہ ۴۳۵ ہجری در کتاب تہذیب الانساب کے صفحہ ۲۳۱ پر کہتے ہیں کہ آپ صاحب کتاب النسب تھے اور اہل مدینہ میں نقابت رکھتے تھے۔ ابوالحسن عمری المتوفی سنہ ۴۵۰ ہجری نے اپنی کتاب المجد ی فی الانساب الطالبین کے صفحہ ۲۰۳ میں فرمایا کہ الشریف ابو

الحسین یحییٰ نسابہ صاحب فضائل اور صاحب کتاب النسب تھے۔اور آپ کی کتاب کی روایات آپکے پوتے ابومحمد حسن الدندانی بن محمد بن یحییٰ نسابہ سے دوسروں تک پہنچی۔ابومحمد حسن الدندانی نسابہ بن محمد بن یحییٰ نسابہ نے ہی اپنے دادا کی کتاب کو روایت کیا ہے آپ کو ابن اخی طاہر بھی کہتے ہیں۔ نجاشی المتوفی سنہ ۴۵۰ نے رجالہ (کے صفحہ نمبر ۱۱۸۹) میں کہا کہ ابوالحسین یحییٰ نسابہ العالم الفاضل الصدوق تھے آپ نے روایت ابن الرضا سے کیا۔اپنی کتاب نسب آل ابی طالب اور کتاب المسجد میں اور یہ خبر محمد بن عثمان بن حسن النصیبی کی ہے۔جس نے کہا کہ حسن الدندانی بن محمد نسابہ نے کہا اور انہوں نے اپنے دادا سید ابوالحسین یحییٰ نسابہ سے سنا۔

اور الشیخ طوسی المتوفی ۴۶۰ ہجری نے کتاب فہرست کتب الشیعہ و مصنفیھم کے صفحہ ۵۰۶۔۵۰۵ برقم ۸۰۴۔۸۰۲ کہا کہ کتاب المسجد جس کے مصنف ابو الحسین یحییٰ نسابہ تھے کی خبر ایک جماعت تک پہنچی التلعکبر ی کے ذریعے سے اور کتاب المناسک عن امام علی بن حسین علیہ السلام جس کو بھی ابوالحسین یحییٰ النسابہ نے لکھا کی خبر احمد بن محمد بن موسیٰ کو ابن عقدہ سے ملی اور کتاب نسب آل ابی طالبؑ کی خبر احمد بن عبدون کو ابی بکر الدوری سے اور ان کو ابی محمد بن ابو محمد حسن الدندانی سے یہ روایت ملی اور آپ کو نسب آل ابی طالب کی اول کتاب کی روایت اپنے دادا ومولف کتاب سید ابوالحسین یحییٰ نسابہ العقیقی سے ملی ابومحمد حسن اور الدندانی بن محمد بن یحییٰ نسابہ سے روایت کیا جو ابن اخی طاہر سے مشہور تھے۔

اور ابن فندق البیہقی المتوفی ۵۶۵ نے لباب الانساب کے (جلد دوم صفحہ ۶۱۵) میں کہا کہ یحییٰ نسابہ کی وفات ۲۷۷ ہجری کو ہوئی اور ان کے بیٹے طاہر بن یحییٰ نسابہ کی وفات ۳۱۳ ہجری کو ہوئی۔اور انکی اولاد کو الطاہر یون کہتے ہیں بقول حافظ شہر آشوب المتوفی ۵۸۸ نے کتاب معالم العلما میں کہا کہ یحییٰ بن حسن العلولی نے کتاب المسجد لکھی المروزی نے اپنی کتاب الفخری فی الانساب الطالبین کے ص ۵۸ میں کہا آپ نسابہ العالم الفاضل المحدث تھے اور آپ اول تھے جنھوں نے اولاد ابی طالب پر کتاب لکھی آپ ۲۷۷ کو فوت ہوئے اور طقطقی نے اپنی کتاب الاصیلی کے صفحہ ۳۴ میں کہا کہ آپ صاحب مبسوط نسب الطالبین تھے اور ص ۳۰۸ میں کہا کہ یہ ظن کیا جاتا ہے کہ آپ اول تھے جنھوں نے آل ابی طالب کے نسب کو جمع کیا اور آپ رجال الامامیہ میں سے تھے۔

اور جمال الدین ابن عنہ الحسنی المتوفی ۸۲۸ نے اپنی کتاب عمدہ الطالب فی الانساب آل ابی طالب کے (ص ۳۳۱) میں کہا کہ آپ اول تھے جنھوں نے آل ابی طالب کے انساب پر کتاب لکھی۔

اور کتاب تحفہ لب الباب میں ضامن بن شدقم المدنی جو سید یحییٰ نسابہ کی اولاد میں سے تھے اور گیارویں صدی ہجری کے جید علما اور نسابین میں سے تھے کہا کہ آپ نے اول کتاب اولاد ابی طالب کے نسب پر لکھی سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی نے اپنی کتاب سراج الانساب کے صفحہ ۱۴۲ پر لکھا ہے کہ آپ اول تھے جس نے اولاد ابوطالبؑ پر کتاب تحریر کی ۔مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ السید ابوالحسین یحییٰ النسابہ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین ہی وہ اول شخصیت تھے جنھوں نے آل ابوطالب کے نساب کو جمع کیا اور تحریر کیا اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ السادات حسینی پارہ چنار پاکستان اور سادات ہمدانیہ پاکستان وہند اولاد میر سید علی ہمدانی آپ کے سگے چچازاد بھائی ابومحمد حسن جلاباذی بن ابی عبداللہ الحسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین کی اولاد ہیں۔آپ کی تصانیف میں درج ذیل

کتابیں ہیں۔

(۱)اخبار المدینہ معجم المؤلفین (۲)المناسک عن علی بن حسین علیہ السلام جس کا ذکر شیخ طوسی نے کیا ہے (۳)المسجد جس کا ذکر الشیخ نجاشی، شیخ طوسی اور ابن شہر آشوب نے کیا ہے

(۴) کتاب النسب یا نسب آل ابی طالب یا انساب آل ابی طالب یا کتاب المعقبین جو سادات پر اول کتاب تھی کیونکہ سید یحییٰ نسابہ کی یہ کتاب ان کے پوتے ابومحمد حسن الدندانی نسابہ نے روائیت کی اس کا کوئی نام نہ تھا۔ مختلف نسابین نے اس کو مختلف ناموں سے رقم کیا عصر حاضر میں مکتبہ آیت اللہ العظمٰی سید شہاب الدین نجفی المرعشی نے اس کو کتاب المعقبین من ولد امیر المومنین کے نام سے شائع کیا۔

(۵)اخبار الزینبات: جو ۱۳۳۳ ہجری کو قاہرہ مصر سے طبع ہوئی۔ مگر کچھ محققین کے بقول اخبار الزینبات آپ سے منسوب ہے آپ کی تحریر نہیں۔

(۶)اخبار الفواطم جس کا ذکر آغا السید شہاب الدین نجفی المرعشی نے مقدمہ کتاب اخبار الزینبات میں کیا

(۷)المکرّ فیمن کسنی بابی بکر (۸) کتاب فی الخلافہ ان کا ذکر بھی آغا مرعشی نے مقدمہ اخبار الزینبات میں کیا

صاحبان المشائخ علم الانساب جن سے اس کتاب کے الانساب روائیت کیا گیا۔

(۱)الشریف السید ابوالحسن یحییٰ نسابہ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ (المتوفی ۲۷۷ ہجری)

(۲)السید ابومحمد حسن الدندانی المعروف بابن اخی طاہر بن ابوالحسن محمد الاکبر بن یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ المتوفی ۳۵۸ ہجری

(۳)ابوالقاسم حسین نسابہ المعروف بابن الخذاع بن جعفر الاحول بن حسین بن ابوعبداللہ جعفر الخذاع بن احمد الدخ بن محمد بن اسماعیل بن ابوعبداللہ محمد الارقط بن عبداللہ الباہر بن امام زین العابدین المتوفی ۳۴۷ ہجری

(۴)الشریف ابوعبداللہ حسین النسابہ المعروف ابن طباطبا بن محمد بن ابی طالب بن قاسم بن ابی الحسن محمد بن احمد بن ابوجعفر محمد بن ابوعبداللہ احمد الرئیس بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام المتوفی ۴۴۹ ہجری

(۵)النسابہ سید ابوالحسن محمد المعروف الشیخ شرف العبید لی بن ابی جعفر محمد بن ابی الحسن علی الجزار بن حسن بن ابی الحسن علی قتیل سامراء بن ابراہیم بن علی الصالح بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام سجادؑ ۴۳۵ ہجری

(۶)الشیخ ابونصر سھل بن عبداللہ بن داؤد بن سلیمان بن ابان بن عبداللہ البخاری متوفی بعد ۳۴۱ سنہ صاحب سر سلسلہ العلویہ

(۷) الشریف النسابہ ابوالحسین زید النقیب المعروف بابن کتیلہ الحسینی بن محمد بن القاسم بن علی بن یحییٰ بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید بن علی زین العابدین علیہ السلام

(۸)النسابہ العلامہ ابوالغنائم محمد بن علی بن محمد بن محمد بن احمد بن علی بن محمد الصوفی العمری

(۹)الشریف ابوعلی عمر العلوی الکوفی المعروف بالموضح النسابہ بن علی بن حسین بن اخی اللبن عبداللہ بن محمد الصوفی بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف

بن امام امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ

(۱۰) ابوالحسین محمد بن محمد بن ابوالحسن محمد بن ابوالقاسم علی بن محمد ابی زید بن احمد بن عبیداللہ الامیر بن ابوالحسن علی الباغر بن عبیداللہ الامیر الکوفہ بن حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن حسن المجتبیٰ الامام بن علی علیہ السلام

(۱۱) الشریف نسابہ ابوحرث محمد بن محسن بن حسن بن علی بن محمد الاصغر بن حمزہ بن علی الدینوری بن حسن بن حسین بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن سید الساجدین علیہ السلام

(۱۲) نجم الدین ابوالحسن علی المعروف عمری صاحب المجدی فی انساب الطالبین بن ابی الغنائم محمد نسابہ بن ابوالحسین علی نسابہ بن ابی الطیب محمد الاعور بن ابی عبداللہ محمد ملقطہ بن ابی الحسین احمد الاصغر الضریر الکوفی بن ابی القاسم علی الضریر بن ابن علی محمد الصوفی بن ابوالحسین کی یحییٰ الصالح بن ابی محمد عبداللہ بن ابی عمر محمد بن عمر الاطرف بن امام علی علیہ السلام المتوفی ۴۵۰

(۱۳) علی بن حسین بن محمد بن احمد بن الھیثم بن عبدالرحمان بن مروان بن عبداللہ بن مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن العاص المعروف ابوالفرج الاصفھانی (صاحب مقاتل الطالبین)

(۱۴) احمد ابوالفضل جمال الدین بن ابی المعالی محمد بن المھنا بن ابی الحسین علی بن المھنا بن ابی علی حسن بن ابی منصور محمد بن مسلم بن المھنا بن ابی العلاء مسلم الامیر بن ابوعلی محمد الامیر بن ابی الحسین محمد الاشتر بن عبیداللہ ثالث بن علی بن عبیداللہ ثانی بن علی الصالح بن عبداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن سید الساجدین صاحب التذکرہ المطاہرہ۔

(۱۵) السید ابوعلی عبدالحمید النسابہ بن النسابہ عبداللہ التقی بن اسامہ بن ابوعبداللہ شمس الدین احمد النقیب بن ابوالحسن علی النقیب بن ابوطالب محمد بن الشریف ابوعلی عمر الامیر بن ابوالحسین یحییٰ الثانی نقیب النقباء بن نقیب اول النسابہ حسین النقیب بن احمد المحدث بن عمر بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید شھید بن امام زین العابدین علیہ السلام

(۱۶) ابوہاشم حسین النسابہ بن ابوالعباس احمد القاضی بن ابی الحسن علی المحدث الفاضل النسابہ بن ابوعلی ابراہیم بن ابوالحسن محمد المحدث بن ابومحمد حسن بن محمد الجوانی بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام (آپ سے شیخ شرف العبیدلی نے روایت کی ہے)

(۱۷) امیر الدولہ الشریف قاضی ابوجعفر محمد نسابہ بن محمد بن ھبت اللہ بن علی بن حسین بن ابوجعفر محمد بن علی بن ابوالحسن محمد بن علی بن عمر بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدینؑ (آپ سے الشیخ عمری نے روایت کی ہے)

(۱۸) الشیخ سید رضی الدین حسن المدنی النسابہ بن قتادہ بن مزروع بن علی بن مالک بن احمد بن حمزہ نفس ذکیہ بن حسن بن عبدالرحمان بن یحییٰ بن عبداللہ الفاضل بن ابومحمد السید العالم بن ابوعبداللہ حسین الجواد بن ابومحمد قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

(۱۹) ابواسماعیل ابراہیم النسابہ مولف منتقلہ الطالبیہ بن ناصر بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن ابوالحسن علی بن ابوالحسن محمد الاصفھانی بن احمد الاصفھانی بن

ابوجعفر محمد بن احمد الرئیس بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

(۲۰) الشیخ السید ابوعبداللہ تاج الدین محمد النسابہ بن ابوجعفر جلال الدین قاسم بن فخرالدین حسین بن ابوجعفر جلال الدین قاسم بن ابومنصور حسن الزکی الثالث بن ابوطالب محمد الزکی بن ابومنصور حسن الزکی بن احمد بن حسن بن ابوعبداللہ حسین القصری بن محمد بن ابوعبداللہ حسین الفیومی بن ابوالقاسم علی بن ابو عبداللہ حسین الخطیب بن ابوالقاسم علی المعروف بابن معیہ بن حسن الج الثانی بن حسن الج اول بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بین حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام المعروف ابن مغیہ (آپ ابن عنبہ کے استاد تھے)

(۲۱) سید شمس الدین ابی علی فخار بن معد بن فخار الاول بن احمد بن محمد فخار بن ابوالغنائم محمد بن حسین بن محمد الحائری بن محمد العابد بن امام موسیٰ کاظم المتوفی ۶۳۰ ہجری

(۲۲) ابوالقاسم علی سید المرتضیٰ علم الھدی دوالمجدین بن ابو احمد الحسین بن موسی الثالث الابرش بن محمد الاعرج بن ابوسبحہ موسیٰ الثانی بن ابراہیم المرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

(۲۳) ابوالحسن محمد المعروف الشریف رضی جامع کتاب نہج البلاغہ بن ابواحمد الحسین بن موسی الابرش بن محمد الاعرج بن ابوسبحہ موسیٰ ثانی بن ابراہیم المرتضیٰ ابن امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام

(۲۴) النسابہ ابوالقاسم علی بن ابوالحسن رضی بن علی محمد بن محمد بن الشریف ابوالقاسم علی سید المرتضیٰ علم الھدی من اولاد امام موسیٰ کاظمؑ

(۲۵) النقیب القاضی العالم الشریف محمد بن اسعد النسابہ الجوانی بن علی بن ابوالغنائم معمر بن عمر بن علی بن ابو ہاشم حسین النسابہ بن ابوالعباس احمد بن ابی الحسن علی المحدث بن ابوعلی ابراہیم بن ابوالحسن محمد بن ابومحمد حسن بن محمد الجوانی بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام آپ نے مصر میں وفات پائی۔

(۲۶) السید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی صاحب سراج االانساب من منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ النجفی المرعشی

(۲۷) القاضی ابوطالب عزالدین اسماعیل المروزی العلوی الحسینی الازوارقانی بن جمال الدین حسین بن محمد الطیان بن ابی احمد حسین بن ابوعلی احمد بن ابو حسین محمد بن ابی جعفر عبدالعزیز بن ابی الفضل حسین بن ابی جعفر محمد الاطروش بن ابی الحسین علی بن بن ابی عبداللہ حسین بن ابوالحسین علی خارضی بن ابو جعفر محمد الدیباج بن امام جعفر الصادق علیہا السلام صاحب کتاب الفخری فی الانساب الطالبین۔

(۲۸) العلامہ الشیخ فخرالدین محمد بن عمر بن حسین القریشی الطبرستانی المعروف امام فخرالدین الرازی صاحب کتاب الشجرۃ المبارکہ

(۲۹) الشریف صفی الدین ابوعبداللہ محمد صاحب کتاب الاصیلی بن تاج الدین ابی الحسن علی بن شمس الدین علی بن حسن بن رمضان بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ بن علی بن القاسم بن محمد بن القاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام المعروف ابن الطقطقی۔

(۳۰) العلامہ السید ضامن بن شدقم بن زین الدین علی بن بدرالدین حسن بن نورالدین علی النقیب بن حسن بن علی بن شدقم من اولاد السید ابی الحسین یحیٰ

النسابہ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین صاحب کتاب تحفۃ الازھار زلال الانہار فی نسب ابناء الائمہ الاطہار جو ۱۰۹۰ ہجری میں زندہ تھے۔

(۳۱) العلامہ النسابہ السید الرضا بن علی الموسوی الجرانی الغریفی (۱۳۳۹-۱۲۹۶) صاحب الکتاب الشجر ۃ الطیبہ فی الارض المخصبۃ

(۳۲) عمدۃ النسابین السید جعفر الاعرجی البغدادی الکاظمی الحسینی بن محمد بن جعفر بن سید رضی الاعرجی بن حسن بن مرتضیٰ بن شرف الدین بن نصر اللہ بن السید محسن الکبیر زرزور بن ناصر بن منصور بن عماد الدین موسیٰ بن علی بن ابوالحسن محمد بن عمار بن المفضل بن ابوالحسن محمد الصالح بن احمد البین بن محمد الاشتر بن عبیداللہ الثالث بن علی بن عبیداللہ ثانی بن علی الصالح بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ صاحب مولفات الکثیر ہ اساس الانساب مناہل الضرب

(۳۳) خاتم النسابین آغا آیت اللہ العظمیٰ السید شہاب الدین نجفی المرعشی من اولاد حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ

(۳۴) السید حلیم حسن الاعرجی صاحب کتاب الاعرجی نقیب سادات الاعراجیہ عراق

(۳۵) نسابہ المحقق الشیخ المولف کتاب ھذ السید الشریف عبدالرحمان الحسینی العنزی الاعرجی الکویت بن نبیل بن محمد بن محمود بن عبدالقادر بن محمود بن سلیمان بن احمد بن حبار بن عواد بن مشعل بن عبید بن سراج الدین بن محمد السرحان بن عثمان بن ولی الصالح محمد البیطار المعروف مقبر محمد الباقر بن باقر المعروف ببریج بن علی الازغب بن ابوالعباس نصیر الدین بن ابوعلی شہاب الدین احمد بن شمس الدین ابویحییٰ بن عمار بن مفضل الثانی بن حسن بن جعفر بن المفضل الاول بن حمزہ ابوالقاسم المعروف شقیق بن حسن العزی نقیب الغری بن علی قتیل للصوص بن عبیداللہ الثالث بن علی بن عبیداللہ ثانی بن علی الصالح بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام سید الساجد بن علی علیہ السلام

(۳۶) علامۃ النسابہ السید مہدی الرجائی الموسوی صدر مکتبہ آیت اللہ العظمی النجفی المرعشی اسلامی جمہوریہ ایران

(۳۷) السید واثق ناجی آل زبیبہ من اولاد جعفر الخواری بن امام موسی الکاظمؑ عراق

(۳۸) السید ابوزہرا فدا حسین الموسوی الاسحاقی المظفر آبادی النسابہ (۳۹) السید محسن رضا کاظمی الحمیدی نسابہ پاکستان

(۴۰) السید فاضل علی شاہ الموسوی الصفوی خلخالی زادہ صاحب کتاب الشجر ہ الطیبہ مطبوعہ قم المقدس ایران، کراچی

(۴۱) ابوعمار بلال المہدی نسابہ، بھکر پاکستان

(۴۲) ابوالحسن الاشنانی نسابہ المعری

(۴۳) ابوالمنذر علی بن حسین بن طریف النسابہ الجبلی الغراز الکوفی

(۴۴) ابوبکر محمد بن عبدۃ العبقسی الطرطوسی النسابہ

(۴۵) الشریف الجلیل قاضی ابوالعباس احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد بن محمد الجوانی بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام سید الساجدین جد مادری الشیخ شرف العبید لی

(۴۶)ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام صاحب کتاب نسب القریش

(۴۷)السید محمد بن حسین بن عبداللہ الحسینی السمر قندی المدنی صاحب تحفہ الطالب

(۴۸)سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی صاحب عمدہ الطالب

(۴۹)ابی المنذ رنسابہ کوفی

(۵۰)ابن دینار نسابہ کوفی

قاعدہ نسب

(۱)اولاد جعفر الذکی کے علاوہ کوئی نقوی نہیں کہلوا سکتا۔

(۲)اور اولاد علی الھادی اور اولاد موسیٰ مبرقع بن محمد التقی بن امام علی الرضاؑ کے علاوہ کوئی قبیلہ تقوی اور رضوی نہیں کہلوا سکتا۔

(۳)اولاد امام علی رضاؑ ابراہیم المرتضی، عباس، اسماعیل، محمد العابد، عبداللہ۔حسن۔جعفر الخواری۔اسحاق الامیر۔حمزہ۔زید النار۔حسین اور ہارون ابنان امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے علاوہ کوئی موسوی نہیں کہلوا سکتا

(۴)اولاد امام موسیٰ کاظمؑ اولاد اسماعیل الاعرج اولاد محمد الدیباج اولاد اسحاق المؤتمن اور اولاد علی العریضی ابنان جعفر الصادق بن امام محمد باقرؑ کے علاوہ کوئی قبیلہ باقری اور جعفری نہیں کہلوا سکتا

(۵)اولاد امام محمد الباقرؑ اولاد عبداللہ الباہر۔اولاد وزید شہید۔اولاد عمر الاشرف۔اولاد حسین الاصغر اور اولاد علی الاصغر ابنان امام زین العابدینؑ کے علاوہ کوئی قبیلہ حسینی نہیں کہلوا سکتا۔

(۶)اولاد حسنؑ اور اولاد حسینؑ کے علاوہ کوئی قبیلہ فاطمی نہیں کہلوا سکتا

(۷)اولاد امام حسنؑ کے علاوہ کوئی قبیلہ حسنی نہیں کہلوا سکتا

(۸)اولاد امام حسنؑ۔اولاد امام حسینؑ۔اولاد محمد حنفیہ۔اولاد عمر الاطرف اور اولاد ابوالفضل عباس ابنان امیر المومنین علیؑ کے علاوہ کوئی قبیلہ۔علوی نہیں کہلوا سکتا

(۹)اولاد امیر المومنین علیؑ۔اولاد عقیل ابن ابی طالب اور اولاد جعفر بن ابی طالب کے علاوہ کوئی قبیلہ طالبی نہیں کہلوا سکتا اور طالبی ہی بنی ہاشم میں معروف ہیں۔

شان آلِ رسولؐ ذریت بتول سلام اللہ علیہا

اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کی اولاد مولا علی شیر خدا علیہ السلام اور بی بی فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سیدۃ النساء العالمین سے جاری کی۔ اوران کوشرف اور فضیلت بخشی آج سیدۃ النساء العالمین کی اولاد امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی نسل سے بکثرت موجود ہے یہ شرف ان حضرات کوخود خداوند تعالیٰ نے دیا۔ آپؐ کی اولاد سیدۃ النساء العالمین فاطمۃ الزہرا سے چلی اس ضمن میں کثرت سے روایات اور احادیث موجود ہیں۔ قطب الاقطاب محبوب سبحانی سید السادات سالار عجم میر سید علی ہمدانی الاعرجی الحسینی اپنی کتاب مودت فی القرباء کے باب دوئم صفحہ ۲۵ میں مطلب بن ابی وداعۃ سے مروی حدیث فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ نے خلقت کو پیدا کیا اور مجھے افضل مخلوق (انسان) میں رکھا۔ پھر ان کو قبیلہ قبیلہ بنایا اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا الغرض میں بلحاظ قبیلہ تم سب سے بہتر ہوں اور بلحاظ نسب تم سب سے بہتر ہوں۔ اور رسول اکرمؐ کی اولاد تمام انبیاء کرام کی اولادوں سے افضل ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا اللہ نے ہر نبی کی اولاد اسکے صلب میں رکھی اور میری اولاد علیؑ کے صلب میں رکھی (مناقب علی ابن ابی طالبؑ صفحہ ۴۹ ینابیع المودۃ صفحہ ۲۶۶ صواعق محرقہ ص ۴۷۔ ریاض النفرۃ جلد دوئم ص ۱۶۷ میزان الاعتدال جلد دوئم صفحہ ۱۱۶ السان المیز ان جلد سوم صفحہ ۴۲۹) اور رسول اللہ کی اولاد جو بنی فاطمہؑ ہیں قیامت تک جاری رہے گی اور ان کی محبت امت پر فرض ہے اور رسول اللہ کی یہ تمنا قرآن پاک میں اسطرح ہے یعنی اے رسول کہہ دیجئے میں تم سے کارِ رسالت نہیں مانگتا مگر میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔ اور یہ سادات بنی فاطمہؑ ہی رسول کے قرابت دار ہیں محی الدین ابن العربی تفسیر ابن العربی جلد دوئم صفحہ نمبر ۲۴۳ میں آل محمد علیہ السلام کا تعین کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ رسولؐ اللہ سے پوچھا گیا ہے کہ آپ کے قریبی رشتہ دار کون ہیں جن کی محبت اور مودت ہم پر فرض ہے تو آپ نے فرمایا وہ علیؑ فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور انکی اولاد ہیں یعنی سادات بنی فاطمہ اور الہامیہ شرح ہدایہ النحو کے صفحہ (۱۰) پر ہے کہ آل حسبی اور نسبی ہے دورد شریف میں آل ہمارے اور نبی کے درمیان وسیلہ ہے (حسب نسب جلد ششم صفحہ (۱۳۲) سید وہ ہے جس پر روز قیامت تک صدقہ حرام ہے (صواعق الحرقہ۔ مشکواۃ ارجح المطالب) اور ایک جگہ بیان ہے کہ حضرت امام حسنؑ اور حسینؑ کی اولاد کیلئے سیادت مخصوص ہے ان کی اولاد میں سے مرد ہو یا عورت سید رہے گا اور ساری کائنات پر ان کی تعظیم ہمیشہ سب کیلئے واجب ہے (لوامع التنزیل از جلال الدین السیوطی جلد سوم صفحہ ۳۴۳) اور رسول اللہ صلی علیہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں اور تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت کرے اسکے ساتھ بھی محبت رکھ (ترمذی جلد اول صفحہ (۲۴۰) مسند احمد بن حنبل صفحہ (۲۸۸)۔ تاریخ بغداد صفحہ (۱۴۱)۔ حسب نسب جلد اول صفحہ (۱۲۶)) آپؐ نے حسنین کریمین کی شان میں یہ بھی فرمایا کہ یہ جنت کے سردار اور رئیس ہیں اور اپنے والد کے ہمراہ سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ اور حسنین کریمین کا رسول اللہ کی اولاد ہونا قرآن سے بھی ثابت ہے۔ **فمن حاجک فیہ من بعد ماجاک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین** (آل عمران ۶۱:۳) ترجمہ: جوکوئی اس بات میں تیرے پاس علم آنے کے بعد جھگڑا کرے پس کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنے

نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ اور پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔ سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے علی المرتضیٰؑ، فاطمۃ الزہراؑ اور حسنینؑ کو طلب کیا اور فرمایا یہ میرے اہل بیتؑ ہیں (صحیح المسلم)

آپؐ نے اس آیت کے نزول کے بعد مباہلہ کے وقت ایک پہلو میں امام حسنؑ اور دوسرے پہلو میں امام حسینؑ کو لیا آگے امیر المومنینؑ اور پیچھے بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو جگہ دی پس معلوم ہوا کہ حق سبحانہ نے علی المرتضیٰؑ کو نفس رسول اور حسنین کریمینؑ کو اولاد رسول فرمایا۔ اور رسول کی بیٹی کو نساء فرمایا (المودت فی القرباء از میر سید علی ہمدانی دوسری صفحہ مودت صفحہ ۳۶) **ابو رافع** سے مروی ہے رسول اللہؐ نے فرمایا آل محمد کیلئے صدقہ حلال نہیں اور مومنین کے حاکم اور سرداران میں سے ہی ہوں گے (المودت فی القربا از میر سید علی الہمدانی صفحہ ۴۰) **حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنھا** سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہم اولاد عبدالمطلب کا گروہ جنت والوں کا سردار ہیں یعنی میں علیؑ۔ حمزہؑ۔ جعفرؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور مہدیؑ آخر الزمانؑ (مودت فی القربا صفحہ ۴۰) اور **حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنھا** سے مروی ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا۔ اے لوگوں میں تمہارے درمیان دو گراں بہاء چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی رسی ہے اور دوسری میری اہلبیتؑ یہ ہرگز جدا نہ ہوں گی حتیٰ کہ کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی (مودت فی القربا، از میر السید علی ہمدانی صفحہ ۴۱)

ترتیب طبقات النسابین

(۱)۔ بیان اولاد ابی طالب میں سے پہلے اولاد علیؑ پھر اولاد جعفر اور پھر اولاد عقیل کا (لیکن صاحب عمدۃ الطالب جمال الدین ابن عنبہ نے پہلے اولاد عقیل کی اولاد جعفر اور پھر اولاد علی لکھی اور کتاب ھذا میں بھی جناب جمال الدین ابن عنبہ کی پیروی کی گئی)

(۲)۔ پھر اولاد علی میں پہلے اولاد حسنؑ پھر اولاد حسینؑ پھر اولاد محمد بن حنفیہ پھر اولاد عمر الاطرف اور پھر اولاد ابوالفضل العباس

(۳)۔ پھر اولاد امام حسنؑ میں اول اولاد حسن مثنیٰ ثانی اولاد زید بن حسنؑ (لیکن اس کتاب میں اول زید اور دوئم حسن المثنیٰ ہیں)

پھر اولاد حسن المثنیٰ میں اول اولاد عبداللہ المحض دوئم اولاد ابراہیم الغمر سوئم اولاد حسن المثلث چہارم اولاد جعفر پنجم اولاد داؤد پھر ترتیب اولاد عبداللہ المحض اول محمد نفس ذکیہ دوم اولاد ابراہیم قتیل باخمری سوم موسی الجون چہارم سلیمان پنجم یحییٰ صاحب الدیلم ششم ادریس پھر ترتیب اولاد زید بن امام حسن اول قاسم بن حسن بن زید بن حسن میں اول بنو البطحانی دوم اسماعیل بن حسن بن زید

ترتیب اولاد حسین بن علی ابن ابی طالبؑ اول اولاد محمد الباقرؑ دوئم عبداللہ الباہر سوئم زید الشہید چہارم عمر الاطرف پنجم حسین الاصغر ششم علی الاصغر ترتیب اولاد امام محمد الباقر اول امام موسی کاظم بن امام جعفر الصادق دوئم اولاد اسماعیل الاعرج سوئم محمد الدیباج چہارم اسحاق المؤتمن پنجم علی العریضی

اولاد موسی الکاظم اول امام علی الرضاؑ دوئم ابراہیم المرتضیٰ سوئم زید النار چہارم عبداللہ پنجم محمد العابد ششم جعفر الخواری ہفتم اسحاق الامیر ہشتم۔ نہم۔ دہم۔ یازدھم۔ دوزدھم (دوسرے فرزندان کی اولاد)

ترتیب اولاد بنی اسماعیل الاعرج میں اول محمد اور ترتیب بنی زید الشہید میں اول حسین ذی الدمعہ اور ترتیب بنی حسین الاصغر میں اول عبید اللہ الاعرج

ترتیب اولاد محمد ابن حنفیہ: اول علی بن محمد دوئم جعفر بن عبداللہ بن جعفر بن محمد حنفیہ

اجازہ المولف

بکرم وعنائیت سیدة النساء العالمین فاطمة الزاہرا بنت رسولؐ الله الشریف النقیب السید قمر عباس الاعرجی الهمدانی الحسینی پاکستان عن السید عبدالرحمان الحسینی العزی الاعرجی الکویت عن السید حلیم حسن الاعرجی عراق عن السید ضیاء اشکار ة الاعرجی عراق عن السیدها دی جعفر عراق عن فخر المحقین سرتاج النسابین السید جعفر الاعرجی الحسینی البغدادی الکاظمی عراق عن ابی سید محمد الاعرجی عن السید جعفر الاعرجی عن السید راضی الاعرجی عن سید حسن الاعرجی عن سید مرتضیٰ الاعرجی عن سید شرف الدین الاعرجی عن سید نصر الله الاعرجی عن آیت الله العظمی النسابه المحقق العالم الفاضل الشریف الاجل سید محسن الکبیر المعروف زوزور الاعرجی الحسینی

باب اول

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نسب آل اسماعیل علیہ السلام

جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے جناب آدم تک بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری در کتاب نسب القریش (صفحہ 4) کہ بعض نے کہا ابراہیم بن تارح بن ناحور بن اسرع بن ارغو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام بن لامک بن متوشلخ بن اخنوح ادریس علیہ السلام بن یارد بن ھلیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم صفی اللہ علیہ السلام

آپ کا نسب دو بیٹوں سے چلا جناب اسحاق اور جناب اسماعیلؑ جناب اسحاق کی نسل آل اسرائیلؑ ہے جن کے بارہ قبائل ہیں اسرائیل جناب یعقوبؑ کا نام ہے آپ کی اولاد بارہ بیٹوں سے چلی۔ اور جناب اسماعیلؑ ذبیح اللہ علیہ السلام کی اولاد عرب قوم کہلاتی ہے اور یہ ان کے بیٹے قیدار سے چلی اور اہل عرب کے جمھور کا نسب عدنان بن ادسے ہوتا ہوا جناب اسماعیل تک منتھیٰ ہوتا ہے بقول جمال الدین احمد بن عنبہ صاحب عمدۃ الطالب (صفحہ نمبر ۲۹ نشر مکتبہ انصاریاں قم ایران) کہ عدنان کا نسب اسطرح ہے عدنان بن ادبن الیسع بن الھمیسع بن سلامان بن النبت بن حمل بن قیدار بن اسماعیل علیہ السلام اور زیادہ تر روایت یہی درست ہے اور اسی کو نسابین نے زیادہ درست جانا مگر بعض دیگر نے دوسری روایت بھی لکھی ہے۔ بقول ہشام بن صائب الکلبی عدنان بن ادد بن ھمیذع بن سلامان بن عوض بن ثور بن قوال بن ابی بن عوام بن ناشہ بن حذار بن تدلاس بن تدلاف بن صالح بن حاجھم بن ناخش بن مامی بن عبقی بن عبقر بن عبید بن الدعا بن احمد بن سنتین بن تیرز بن بحرز بن ملحس بن ارغون بن عبق بن ریسان بن عبصر بن اقناد بن ایھامی بن مقصر بن ناحث بن رازخ بن شما بن مزی بن عوض بن عرام بن قیدار بن اسماعیل علیہ السلام اور بعض اہل الکتاب جن میں بورخ بن باریا کاتب ارمیا کے بقول عدنان بن ادد بن ھمیذع بن ھمیسع بن سلامان بن عوض بن لواری بن تسوخی بن نعمانی بن کدانی بن قلسدنی بن یدلافی بن طھی بن نحش بن محا کی بن عاونی بن عافادی بن دیشانی بن ابداعی بن ہمدانی بن بشنانی بن بترانی بن عرانی بن ملحانی بن رعوانی بن عاقانی بن دیشانی بن عاصاری بن حیادی بن شامانی بن مقصاری بن فاحث بن رازخ بن شما بن یزی بن صفا بن جھم بن قیدار بن اسماعیل علیہ السلام (عمدہ الطالب نشر مکتبہ انصاریان صفحہ ۲۹) لیکن ان تینوں روائیتوں میں اول روایت ہی درست ہے جسے جمال الدین ابن عنبہ اور دوسرے نسابین نے اعتماد کے ساتھ اپنی کتابوں میں رقم کیا ہے۔

عدنان بن ادد

قیدار بن اسماعیل کی اولادوں میں عدنان ایک بڑی شخصیت تھے میں قیدار کی اولاد کا یہ خاصہ تھا کہ وہ حجاز میں رہی عدنان بھی حجاز ہی میں پیدا ہوئے بنو اسماعیل علیہ السلام کے قبائل انکی جانب منسوب ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان قبائل کو آل عدنان کہا جاتا ہے۔ عدنان ایک خوبصورت شخص تھے اور با اخلاق انسان تھے ان کی پیشانی پر نور نمایاں تھا کہ آخری نبیؐ انہیں کی نسل سے ہوگا وہ اپنے زمانے میں سردار تھے اور شمشیر زنی میں ماہر تھے۔ باشا اور یثرب کے علاوہ عرب کے بدون قبائل بھی انکے ماتحت جمع ہوئے۔ بقول بلازری کہ عدنان اول تھے جنہوں نے کعبہ پر غلاف چڑھایا (انساب الاشرف جلد اول صفحہ ۱۵ بلازری) بخت نصر جب بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے بعد عرب آیا اور حجاز پر حملہ کیا عدنان نے اپنی پوری صلاحیت سے کعبہ کا دفاع کیا لیکن عدنان کے لشکر میں آدمیوں کی تعداد کم تھی۔ اور وہ بھاگنے لگے اور اتنے کم آدمیوں کے ساتھ لڑ نہ سکے تو انہوں نے سوچا کہ وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ

یمن چلے جائیں سو وہ یمن گئے اور وہیں وفات پائی اور عدنان کے دس بیٹے تھے۔ (کتاب حیات علی از مفتی جعفر حسین)

معد بن عدنان

آپکی والدہ منھاد بنت لھم بن جلید بن طسم تھیں (بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری فی کتاب نسب القرش) جن کا تعلق قبیلہ بنی جرہم سے تھا آپ کی پرورش یمن میں ہی ہوئی جب بخت نصر گیا اور جزیرہ نما عرب میں امن واپس آ گیا تو حجازی قبائل نے معد بن عدنان کو حجاز واپس آنے کی داعوت دی اہل حجاز نے اس سلسلے میں ایک قاصد یمن بھیجا پھر معد حجاز میں واپس آئے جبکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب بخت نصر نے عرب پر قبضہ کیا تو ارمیاء معد کو شام لے گئے اور جب بخت نصر گیا تو وہ معد واپس آئے اور عرب پر اپنی کمان ڈالی یعقوبی لکھتے ہیں کہ اسماعیل کی اولاد سے کسی نے وہ مقام نہیں پایا جو معد نے پایا ان کا کردار سب سے اعلیٰ اور بہترین تھا وہ اپنے والد عدنان کی طرح بہادر تھے اور مشہور جنگجو تھے انہوں نے کبھی بھی دشمن کو جنگ میں پیٹھ نہیں دیکھائی تاریخ الخمیس جلد اول صفحہ (۱۴۷) میں لکھا ہے کہ جس سے بھی انہوں نے جنگ کی اس پر فتح حاصل کی وہ سب سے اول تھے جنھوں نے اونٹ کی کوہان پر پلان رکھا اور انہوں نے کعبے کی پتھروں سے حدیں بھی بنائیں معد کے چار بیٹے تھے جبکہ معصب الزبیری نے دو بیٹوں نزار اور قضاعۃ کا ذکر کیا ہے۔

نزار بن معد

انکی والدہ کا نام مغانۃ بنت جوشم بن جلاھمۃ بن عامر بن عوف بن عدی بن دب بن جرہم تھا نزار کی ولادت پر معد کے گھر اسقدر خوشی ہوئی کہ معد نے بچے کی پیشانی دیکھ کر کہا کہ یہ ختم المرسلین کا جد ہوگا اور ابراہیم کی ساری سنتوں کا وارث ہوگا اس خوشی میں معد نے ایک ہزار اونٹوں کی قربانی دی اور عرب کے قبائل میں تقسیم کیا اور کہا کہ اس بچے کی شان کے آگے یہ بہت کم ہے دیار البکری کہتا ہے کہ وہ اپنی ذہانت حسن اور حکمت میں سرفہرست تھے جب معد کی وفات ہوئی تو عرب کی ساری سرداری نزار کی طرف منتقل ہوئی۔ نزار نے ہی سب سے اول عربی حروف تہجی ایجاد کی اور اپنی آخری عمر میں اپنے بیٹوں کے ساتھ بیابان میں رہنے لگے اور جب انہیں محسوس ہوا کہ ان کا آخری وقت آ گیا ہے تو مکہ کی جانب چلے گئے تاریخ الخمیس کے مولف کہتے ہیں کہ نزار مدینہ کے قریب ذات الجیش نامی جگہ پر رہ گئے آپکے چار فرزند تھے ربیعہ اور انمار کی والدہ حدالۃ بنت وعلان بن جوشم بن جلاھمۃ بن عامر بن عوف بن عدی بن دب بن جرہم تھیں (بقول الزبیری ونسب القریش صفحہ نمبر ۶) اور مضر اور ایاد کی والدہ خبسہ بنت عک بن عدنان تھیں (حیات علی از مفتی جعفر حسین)

مضر بن نزار

بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری در کتاب نسب القریش صفحہ (۶) کہ آپ کی والدہ خبسۃ بنت عک بن عدنان تھیں آپ مذہب ابراہیمی کے مخلص پیروکار تھے اور لوگوں کو اس طرف داعوت دیا کرتے تھے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسکی تائید فرمائی کہ مضر اور ربیعہ دین ابراہیم پر تھے اور ایک حدیث بھی فرمائی کہ کبھی مضر کو برا نہ کہنا وہ مسلمان تھے مضر اپنی سخاوت اور حکمت کی وجہ سے اپنے بھائیوں میں افضل تھے نزار کے چار وفرزند حکمت میں مشہور تھے لیکن مضر ان پر بھی کمال رکھتے تھے مضر دوراندیشی لوگوں کے ذہنوں میں جھانکنے کے ماہر تھے احمد بن یحیی بن جابر البلازری اپنی کتاب انساب الاشراف میں کہتے ہیں کہ جب نزار فوت ہو گیا تو ربیعہ اور مضر ایک سفر پر جانے کی تیاری میں تھے کہ ربیعۃ چھپ چھپ کر ان سے پہلے حاکم کے پاس پہنچ گیا تاکہ وہ حاکم کو مضر سے قبل متاثر کرسکیں تھوڑی دیر بعد مضر بھی پہنچ گئے۔ آپ ظاہراً خاموش طبع کے تھے اس لئے حاکم کے قریب نہ جاسکے پھر حاکم نے دونوں کو

طلب کیا اور کہا تم کیا چاہتے ہو مضر کو ڈر تھا کہ ربیعۃ ان پر برتری لے جائے گا اس لئے حاکم سے کہا آپ مجھے جو کچھ بھی دیں ربیعۃ کو اس سے دوگنا دیں کیونکہ وہ بڑا بھائی ہے حاکم نے کہا آپ کو کیا چاہیے مضر نے جواب دیا آپ کی ایک آنکھ یہ سن کر حاکم نے کہا عجیب طلب ہے اور کہا کہ میں دونوں کو برابر دوں گا اور ایک جیسا مقام دوں گا یہ ان کی حکمت کا ایک واقعہ ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنے خیالات حاکم پر واضح کیے اور اپنا مقام برقرار رکھا۔

حکمت کے علاوہ انکے پاس خوبصورت آواز تھی۔ جسے جانور بھی پسند کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ وہ اونٹ سے گرے تو ان کا ہاتھ زخمی ہو گیا تو پکارے ہائے میرا ہاتھ ہائے میرا ہاتھ۔ یہ سن کر اردگرد کے تمام اونٹ ان کے گرد جمع ہو گئے جب اونٹ پر بیٹھتے تو ہدی خوانی کرتے انہیں سے ہدی خوانی ایجاد ہوئی پڑھنے والوں جتنا تیز رجز پڑھے اونٹ اتنی رفتار سے بھاگتا ہے جنگ سے قبل رجز خوانی بھی انہیں سے شروع ہوئی۔محمد بن عبداللہ الارزقی لکھتے ہیں کہ مضر نے ہی کعبہ کی تعمیر نو کی (حیات علی از مفتی جعفر حسین)

الیاس بن مضر

بقول ابی عبداللہ معصب الزبیری در کتاب نسب القریش صفحہ (۸) کہ آپکی والدہ کا نام الحنفا بنت ایاد بن معد بن عدنان تھا آپ کا پیدائشی نام حبیب تھا الیاس کی پیدائش کے وقت مضر بوڑھے تھے آپ جب قوم کے سردار ہوئے تو انہیں کبیر القوم اور سید العشیر ۃ کے القاب سے یاد کیا جانے لگا آپ ابراہیمی قبائل میں بہت محترم تھے آنحضرت محمد المصطفیؐ نے بھی انکے ایمان کی تصدیق کی ہے اور فرمایا کہ الیاس کے بارے میں برا نہ بولو وہ اہل ایمان میں سے تھے جو شہرت انہوں نے حاصل کی وہ ان کے زمانے میں کسی دوسرے کے پاس نہ تھی دیار البکری لکھتے ہیں کہ عرب الیاس کا اسطرح احترام کرتے تھے جس طرح حکم لقمان کا کیا جاتا تھا عرب جانتے تھے جو معاملہ ان کی جانب لایا جائے گا اس کا عادلانہ فیصلہ کیا جائے گا انہوں نے عربوں سے جہالت دور کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں رہے کہ آل اسماعیلؑ مذہب ابراہیمؑ پر باقی رہے یعقوبی رقمطراز ہیں کہ انہوں نے بداعت کو دور کیا اور لوگوں کو مذہب ابراہیمؑ کی داعوت دی انکو تپ دق (Tuber Closes) کی بیماری تھی آپ کی زوجہ لیلیٰ بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ جس کو خندف بھی کہتے ہیں انہوں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اس بیماری کی وجہ سے الیاس فوت ہو گئے تو ساری زندگی جنگل میں رہیں گی اور کبھی بھی چھاؤں پر نہیں بیٹھیں گے۔آپ کی وفات کے بعد خندف جنگل میں چلی گئی اور ہر جمعرات کو آپ کی یاد میں شعر پڑھا کرتی تھیں۔آپ کے تین بیٹے عمرو۔عامر اور عمیر تھے جو اس طرح طابخۃ۔مدرکہ اور وقمعۃ مشہور تھے (حیات علی از مفتی جعفر حسین)

مدرکہ بن الیاس

بقول ابی عبداللہ معصب الزبیری در کتاب نسب القریش (صفحہ ۷) کہ آپ کا اصلی نام عامر تھا اور اپ مدرکہ مشہور تھے آپ کی والدہ خندف جنکا اصل نام لیلیٰ بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ (نسب لقریش صفحہ ۸) جن کو خندف کہا جاتا تھا۔ جمال الدین ابن عنبہ نے عمدہ الطالب کے صفحہ ۲۸ میں مدرکہ کا اصلی نام عمرو لکھا ہے آپ کو ابوالہذیل بھی کہا جاتا تھا مدرکہ اس لئے کہلائے کہ ایک مرتبہ ان کے والد محترم سفر پر گئے تو راستے میں قافلے میں اونٹوں کے درمیان ایک خرگوش آیا جس کی وجہ سے اونٹ ڈر کے بھاگنے لگے تو مدرکہ گئے اور انہوں نے خرگوش کو پکڑ لیا اس لئے ان کو مدرکہ کہا گیا۔یعنی جس نے پکڑ لیا اس کے علاوہ ایک اور وجہ بھی بیان ہوتی ہے کہ ان کے پاس اجداد کی تمام خوبیاں تھیں تاریخ الخمیس میں دیار الکبری لکھتے ہیں کہ ان کو

مدرکہ اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے ساری خوبیاں اپنے اجداد سے حاصل کیں یہ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے تاریخ الیعقوبی (جلد اول صفحہ ۲۲۹) میں یعقوبی لکھتے ہیں کہ مدرکہ اپنی قوم کا سردار تھا اسکی شہرت اور عظمت واضح تھی آپکے دو بیٹے تھے ھذیل اور خزیمہ (حیات علی از مفتی جعفر حسین)

خزیمہ بن مدرکہ

آپکی والدہ بقول ابی عبداللہ معصب الزبیری در کتاب نسب القریش (ص ۸) سلمیٰ بنت اسد بن ربیعہ بن نزار تھیں اور آپکی کنیت ابوالاسد تھی آپ مذہب ابراہیم کے پیروکار تھے اس مذہب پر سختی سے کاربند تھے یعقوبی لکھتے ہیں کہ عرب حکام انکی بہت زیادہ تکریم کرتے تھے آپ کی اولاد میں اسد اور الھون انکی والدہ برۃ بنت مر بن ادبن طابخۃ بن الیاس بن مضر بن نزار تھیں جو تمیم بن مر کی بہن تھیں اور تیسرے بیٹے کنانہ جنکی والدہ عوانہ بنت قیس بن عیدان تھیں بقول ابی عبداللہ معصب الزبیری

کنانہ بن خزیمہ

جبکہ بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ آپکی کنیت اباقیس تھی بقول زبیری آپکی کنیت ابونضر تھی آپکی والدہ عوانۃ بنت قیس بن عیدان تھیں آپ اپنے والد کے بعد عرب قبائل کے سردار تھے آپ بہت رحمدل تھے سیرت الحلبیہ میں علامہ حلبی لکھتے ہیں کہ کنانہ بہت زیادہ صاحب علم تھے اور اس وجہ سے انکی منزلت عرب قبائل میں بہت زیادہ تھی مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کبھی اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر غذا کے وقت ایک نہ ایک مہمان ضرور ہونا چاہیے اور اگر اکیلے کھانا کھانا پڑ جاتا تو ایک نوالہ خود کھاتے ایک پتھر پر رکھ دیتے اور یہ ذہن میں رکھتے کہ مہمان کھا رہا ہے آپکی اولاد میں نضر ہی مشہور تھے (حیات علی از مفتی جعفر حسین)

نضر بن کنانہ

آپکی کنیت ابایخلد تھی آپ کا اصل نام قیس تھا اور بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری (در نسب القریش صفحہ ۱۰) آپکی والدہ برۃ بنت مر تھیں کچھ مورخین کا خیال ہے کہ آپ ہی اول تھے جن کو قریش کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے یعنی آپ کی اولاد ہی قبیلہ قریش کہلانے لگی تھی اس بات کی کافی توجیہات ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ انکے قبیلہ کے لوگ صبح شام انکے دستر خوان پر بیٹھتے تھے اس مجمع کی وجہ سے بھی قریش کہلاتے تھے دوسری یہ کیونکہ قریش اکٹھا کرنے کو کہتے ہیں دوسری توجیہ یہ ہے وہ لوگوں کو ڈھونڈتے تھے تاکہ ان کو کھانا کھلاسکیں اور انکی حمایت کرسکیں عربی میں نقریش ڈھونڈنے کو بھی کہتے ہیں یا آسانی دینے کو بھی کہتے ہیں ایک اور وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ کسی سفر پر کشتی کے ذریعے گئے تو انکے اصحاب نے ایک سمندری جانور دیکھا جس کا نام قریش تھا نضر نے اس جانور کو مار دیا آپ کے اصحاب اس جانور کو مکہ لائے اور ایک پہاڑ پر رکھا جس کا نام ابوقبیس تھا جس نے بھی اس جانور کو دیکھا اس نے کہا نضر نے قریش کو مارا اسکے بعد آپ کا لقب قریش ہوگیا ابوحنیفہ الدینوری نے ''اخبار الدیوال'' میں کہا کہ سکندر یونانی جب یمن سے مکہ آیا تو اس نے نضر سے ملاقات کی اس زمانے میں مکہ پر بنوخزاع کی حکومت تھی سکندر نے بنوخزاع سے کہا کہ وہ مکہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں اسکندر یونانی نے مکہ نضر کے حوالے کردیا۔ اور معد بن عدنان کی اولاد کو تحائف بھی دیئے اور جب نضر کی حکمرانی آئی تو اخلاقی اور اقتصادی بدلاؤ لائے اور اصطلاحات نافذ کیں لوگوں پر سخت نظر رکھی تاکہ وہ قانون نہ توڑیں اور قانون توڑنے پر سزائیں بھی مقرر کیں کچھ مورخین کے خیال میں آپ نے قتل پر سواونٹ جرمانہ مقرر کیا

آ پکے دو بیٹے یخلد اور مالک تھے (حیات علی مفتی جعفر حسین)

مالک بن نضر

آپ کی کنیت ابوالحارث تھی اور بقول ابومحمد عبداللہ معصب الزبیری در کتاب نسب القریش صفحہ (۱۱) کہا آ پکی والدہ کا نام عکرشہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیدان تھا اور بعض نے انکا نام عاتکہ بھی لکھا ہے دیار البکری نے لکھا ہے کہ ان کا نام مالک اس لئے تھا کہ عرب میں ہر شہ کے مالک تھے۔ان کے تین بیٹے تھے۔فہر۔حارث اور شیبان

فہر بن مالک

آ پکی کنیت ابو غالب تھی اور والدہ کا نام بقول معصب الزبیری در کتاب نسب القریش جندلہ بنت حارث بن جندل بن عامر بن سعد بن الحارث بن عضاض بن جرہم تھیں بعض مورخین نے انکا نام قریش لکھا ہے اور ابوعبداللہ معصب الزبیری نے بھی آپ کو قریش کہا ہے آپ کی دانش اور علم کا شہرہ دور دور تک تھا انکی شجاعت اور مردانگی دور دور تک تھی انکے زمانے میں حسان بن عبدالکلال یمن سے بہت بڑا لشکر لیکر آیا اور مکہ پر حملہ کیا تا کہ کعبہ کو تباہ کر سکے اور کعبے کے پتھر یمن لے جا کر وہاں کعبہ بنائے۔جب فہر کو پتہ چلا تو انہوں ایک پرچم کے نیچے تمام قبائل کو جمع کیا اور جنگ پر آمادہ کیا۔لہذا بہت شدید جنگ ہوئی اور فہر کے ایک بیٹے حارث جنگ میں شہید ہوگئے آخر جنگ اہل مکہ نے جیت لی اور حسان کو قیدی بنالیا اور پھر تین سال کے بعد رہا کر دیا۔ آپ کے فرزندوں میں محارب اور غالب قابل ذکر ہیں جبکہ حارث اور خالد بھی تھے۔

غالب بن فہر

بقول معصب الزبیری در کتاب نسب القریش آ پکی والدہ کا نام لیلیٰ بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ھذیل بن مدرکہ تھا آپ اپنے پدر بزرگوار کے بعد عرب قبائل کے سردار تھے آ پکے فرزند لوی اور تیم تھے۔

لوی بن غالب

بقول معصب الزبیری در کتاب نسب القریش صفحہ (۱۳) کہ آ پکی والدہ کا نام عاتکہ بنت یخلد بن نضر بن کنانہ تھا لفظ لوی لئی سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے روشنی ہے آ پکی کنیت ابوکعب تھی اپنے والد کی وفات کے بعد عرب کے سردار منتخب ہوئے کعبہ کے نزدیک ایک کنواں کھودا جس کا نام عسرا تھا حاجی اس کنویں سے سیراب ہوئے تھے لوی کے فرزند کعب۔حارث۔عامر اور سامہ اور سعد تھے (حیات علی ان مفتی جعفر حسین)

کعب بن لوی

کتاب نسب القریش میں ابوعبداللہ معصب الزبیری اور کتاب الانساب میں سمعانی کے بقول آ پکی والدہ ماریہ بنت کعب بن القین بن جر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعۃ تھیں آپ اپنے کردار کی وجہ سے مشہور تھے ہمیشہ مظلوموں کی مدد کرتے تھے عرب میں ایک کیلنڈر انکی وفات سے شروع ہوا اور عام الفیل پر ختم ہوا اور ثابت کرتا ہے کہ عرب میں آپ کی کتنی شہرت تھی عرب کیلنڈر بڑے واقع یا حادثے یا بڑی

شخصیت سے منسوب ہوتا ہے یہ کیلنڈر ۵۲۰ سال جاری رہا اور وہ وقت تھا جو انکی موت اور عام الفیل کے درمیان تھا اہل عرب جمعہ کو عروبہ کہتے تھے۔سب سے اول انہوں نے عروبہ کو جمعہ سے بدل دیا۔

کعب جمعہ میں خطبہ دیا کرتے تھے اور لفظ ''امابعد'' ان سے ہی رائج ہوا میں آپ بہت بڑے خطیب تھے اور آپ کے خطبوں کی شہرت دور دور تک تھی اور قیس بن سعیدہ نے ''امابعد'' کو خطوط میں بھی لکھنا شروع کر دیا۔کعب اپنے خطبوں میں اہم موضوعات کو زیر بحث لانے جیسے حقوق الانسانی۔دفاع حتیٰ رسول اکرمؐ کی ولادت کی بشارت بھی ایک خطبے میں دی تھی جس میں انہوں نے کہا۔نرمی رکھو اور صلہ رحمی پر توجہ دو اپنے وعدہ کو وفا کرو اپنی دولت کو تجارت کے ذریعے زیادہ کرو سخاوت بڑھاؤ کعبے کی عزت اور شرف کو سمجھو جلدی بہترین خوشخبری آئے گی اور آخری نبی جلد ظہور فرمائیں گے اور یہ خبر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی لائے تھے آپ کی اولاد میں (ا) عدی جنکی والدہ حبیبہ بنت بحالہ بن سعد بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان بن حضر بن نزار جبکہ مرہ اور ھصیص کی والدہ وحشیہ بنت شیبان بن صحارب بن فہر بن مالک تھیں۔اور اس کا ذکر نسب القریش کتاب میں ابوعبداللہ معصب الزبیری نے کیا۔

مرہ بن کعب

آپکی والدہ وحشیہ بنت شیبان ابن محارب بن فہر بن مالک تھیں مرہ عرب قبائل کے سردار تھے آپ نے عرفات کے قریب ایک کنوں کھودا جو لوگوں کی پیاس بجھاتا تھا آپ کے فرزندگان میں کلاب۔سریرا اور یقظہ ان کی والدہ بنت سعد بن عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر تھیں

کلاب بن مرۃ

عمدہ الطالب میں السید جمال الدین احمد بن عنبہ نے آپ کا اصل نام حکیم لکھا ہے۔(ص نمبر ۲۷) اور ابوعبداللہ معصب الزبیری نے کتاب نسب القریش کے صفحہ (۱۳) پر اور کتاب الانساب میں سمعانی نے آپکی والدہ ھند بنت سریر بن ثعلبہ بن حارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر لکھا ہے آپ کی کنیت ابوزہرا تھی آپ کو کلاب اس لیے کہتے ہیں کہ آپ شکار کیلئے کتوں کو جمع کیا کرتے تھے آپ کا نسب ماں اور باپ دونوں کی جانب سے مشہور تھا لوگ مجادلات اور مسائل میں انکے پاس آتے تھے آپ نے عوام کیلئے تین کنویں کھدوائے تھے آپ کے فرزندگان قصی اور زہرۃ تھے

(حیات علی از مفتی جعفر حسین)

قصی بن کلاب

آپ کا اصل نام زید اور کنیت ابومغیرہ تھی اور بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری در الکتاب نسب القریش صفحہ (۱۴) آپکی والدہ فاطمۃ بنت سعد بن سیل بن حمالۃ بن عوف بن غنم بن عامر الجادر تھیں کلاب بن مرۃ کی وفات کے بعد فاطمۃ بنت سعد بن سیل بن حمالۃ کی شادی ربیع بن حرم کے ساتھ ہوئی اور آپ بنوعذرا میں چلی گئیں قصی چونکہ چھوٹے تھے اس لئے ساتھ ہی گئے اور زہرۃ چونکہ بڑا تھا اس لئے مکہ میں ہی رہا ان کا نام قصی اس لئے بھی پڑا کہ وہ ایک تھا جو دور ہو گیا۔قصی کی پرورش بنوعذرا میں ہوئی۔اور آپ کو بنوعذرا قبیلے کا ہی سمجھا جانے لگا۔ایک دفعہ قصی کی بحث ہوئی بنوعذرا کے ایک فرد سے اس نے کہا تم کسی دوسرے قبیلے کے ہو بنوعذرا سے نہیں ہو۔قصی نے کہا کس قبیلے سے ہوں اس فرد نے کہا جا کر اپنی ماں سے پوچھو قصی اپنی والدہ کے پاس آئے اور پوچھا میرا قبیلہ کونسا ہے تو والدہ نے کہا تم ہر لحاظ سے بنوعذرا سے بہتر ہو تمہارے قبیلے کے لوگ کعبہ کے نزدیک رہتے ہیں تم کلاب بن مرۃ کے بیٹے ہو

جب قصی نے سنا تو مکہ کی جانب چلے گئے یعنی حج کے زمانے میں وہ اپنے مادری بھائی کے ساتھ بنو قطاع کے ایک قافلے کے ساتھ نکل گئے اور جا کر اپنے بھائی زہرۃ بن کلاب سے ملے اس وقت مکہ پر بنوخزاع کی حکمرانی تھی حلیل بن جشۃ یہاں کا حکمران تھا قصی نے اسکی بیٹی حسی کا ہاتھ مانگا حلیل آپکے اجداد کی فضیلت جانتا تھا اس لئے قبول کرلیا۔ آپ کے پانچ بیٹے تھے۔ عبد مناف۔ عبدالدار۔ عبدالغری۔ عبداً۔ برۃ

عبد مناف بن قصی

آپ کا اصل نام مغیرہ تھا اور کنیت ابوعبدالشّمس تھی بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری در کتاب نسب القریش صفحہ (۱۴) آپکی والدہ حسی بن حلیل بن حشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن خزعۃ تھیں خوبصورتی کی وجہ سے آپکو ''قمر'' بھی کہا جاتا تھا قصی کے سب سے بڑے فرزند عبدالدار کے پاس کعبہ کی چابیاں تھیں عبد مناف اپنے والد کی حیات میں ہی حاکم بن گئے تھے دیار البکری لکھتا ہے کہ آپ اپنے والد کی حیات میں ہی حکمران بنے عبد مناف کے اولاد میں ہاشم اور عبدالشّمس دونوں جڑواں تھے۔ اور باقی مطلب۔ تماخر۔ قلابہ۔ حیۃ۔ ام الاخشم۔ اور ام سفیان تھے

ہاشم بن عبد مناف

آپکا اصلی نام عمرو اور شخصیت کی وجہ سے عمروالاعلی بھی کہا جاتا تھا کنیت ابوفضلہ اور آپ کو سید البطحا بھی کہا جاتا تھا بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری آپکی والدہ عاتکہ بنت مرۃ بن ھلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبۃ بن بھثۃ بن سلیم بن منصور تھی اور عاتکہ کی والدہ ماریہ بنت موزہ بن عمرو بن سلول بن صعصۃ بن معاویہ بن بکر بن ھوازن تھیں ہاشم ایک مرتبہ قحط کے زمانے میں شام سے خوراک لائے اونٹ کے شوربے میں نان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے اسی لئے آپ کو ہاشم کہا گا یعنی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے والے ہاشم اور عبدالشّمس جڑواں بھائی تھے ایک کا ہاتھ دوسرے کے ماتھے پر تھا تو انکو تلوار سے جدا کیا گیا بقول جمال الدین ابن علی عنبہ در عمدۃ الطالب صفحہ (۲۶) ہاشم کو انکے حسن جمال کی وجہ سے قمر بھی کہا جاتا تھا اور زادالراکب بھی کہا جاتا تھا آپکے بیٹوں میں عبدالمطلب اور ابوعبداللہ معصب الزبیری کے بقول الشفاء بھی ایک فرزند تھے (حیات علی از مفتی جعفر حسین)

عبدالمطلب بن ہاشم

آپ کا نام عمرو اور کنیت ابوالحارث تھی اور جب پیدا ہوئے تو سر پر کچھ بال تھے عربی میں اس کو شعیب کہتے ہیں اسی لئے آپ کو شیبہ یعنی شیبۃ الحمد کہتے تھے۔ بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری آپ کی والدہ سلمٰی بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تیم اللہ بن ثعلبۃ بن عمرو بن الخزرج تھیں اور سلمٰی کی والدہ عمیرۃ بنت صخر بن حبیب بن حارث بن ثعلبۃ بن مازن نجار تھیں۔ ہاشم کی وفات ایک سفر میں ہوئی عبدالمطلب چھوٹی عمر میں ہی شفقت پدری سے محروم ہوگئے اور آپ کی پرورش والدہ کے ہاں ہوئی اس زمانے میں گھوڑ سواری۔ تیراندازی اور شمشیرزنی بہت اہم مشاغل تھے عبدالمطلب بھی تیراندازی کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب وہ باقی لڑکوں کے ساتھ یثرب میں تیراندازی کررہے تھے تو ہر تیر کے نشانے پر وہ کہتے تھے میں ہوں بیٹا سید البطحا کا بنوحارث کا ایک فرد قریب سے گزرا تو اس نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے تو آپ نے بتایا میرا نام شیبۃ الحمد بن ہاشم بن عبد مناف ہے جب وہ شخص مکہ پہنچا تو شیبہ کے چچا مطلب سے سارا واقعہ بیان کردیا مطلب نے کہا کہ وہ اس بات سے رنجیدہ ہیں کہ اپنے بھتیجے کا صحیح خیال نہیں رکھ سکے۔ مطلب ان کو لینے کیلئے یثرب گئے تو دیکھا کہ آپ بنونجار کے محلے میں کھیل رہے تھے اور شیبہ کو پہچان لیا اور بنونجار کے افراد کو بتایا کہ میں شیبہ کا چچا

ہوں میرا نام مطلب بن عبد مناف ہے تو بنونجار کے افراد نے کہا تم اسکو لے جاؤ لیکن اگر اسکی ماں کو معلوم پڑ گیا تو وہ اسکو نہ جانے دے گی شیبہ فوراً اپنے چچا کے ساتھ مکہ آ گئے جب قریش نے مطلب کے ساتھ اس بچے کو دیکھا تو پکار اٹھے دیکھو عبدالمطلب آ رہا ہے یعنی مطلب کا غلام۔ مطلب نے کہا نہیں یہ انکے بھائی ہاشم کا بیٹا شیبہ ہے لیکن پھر بھی لوگ آپ کو عبدالمطلب پکارنے لگے۔ عبدالمطلب عرب کے چند پڑھے لکھے افراد میں سے تھے ابن ندیم فہرست ابن ندیم میں لکھتے ہیں کہ مامون الرشید کے خزانے سے ایک وثیقہ ملا جس پر عبدالمطلب کی تحریر موجود تھی۔

اولاد عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف

بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری در کتاب نسب القریش صفحہ نمبر (۱۷) کہ عبدالمطلب کی اولاد میں (۱) **عبداللہ** پدر بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور (۲) **ابو طالب** (۳) زبیر (۴) ام حکیم (۵) عاتکہ (۶) مرۃ (۷) امیمہ اور (۸) اروی انکی والدہ فاطمۃ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں اور فاطمہ بنت عمرو کی والدہ تخمر بنت عبد بن قصی تھیں اور تخمر بنت عبد کی والدہ سلمٰی بنت عامرۃ بن عمیرۃ بن ودیعۃ بن حارث بن فہر تھیں اور سلمٰی بنت عامرۃ کی والدہ فاطمۃ بنت عبداللہ بن حارث بن مالک بن عدوان تھیں۔ جبکہ عبدالمطلب کی باقی اولادوں میں (۹) حمزہ (۱۰) المقوم (۱۱) حجل۔ صفیہ کی والدہ مالۃ بنت آھیب بن عبد مناف بن زہرۃ تھیں۔ جبکہ (۱۲) عباس اور (۱۳) ضرار کی والدہ نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن انمر بن قاسط من بنی القریۃ تھیں (۱۴) حارث اور (۱۵) قثم کی والدہ صفیہ بنت جندب بن حجیر بن رباب بن حبیب بن سواۃ بن عامر بن صعصۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھیں (۱۶) ابولھب جس کا اصلی نام عبدالعزٰی تھا کی والدہ لبنٰی بنت ھاجر بن عبد مناف بن ضاطر بن جشیۃ بن سلول جو بنی خزعۃ سے تھیں (۱۷) غیداق جس کا اصل نام معصب تھا کی والدہ بھی خزاعیہ تھیں جنکے بھائی کا نام عوف بن عبدالعوف بن عبد بن حارث بن زہرۃ بن کلاب تھا۔

نیز جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے زمانہ جاہلیت میں پانچ طریقے مقرر کئے اور اللہ نے اس کو اسلام میں جاری فرمایا (۱) عبدالمطلب نے باپوں کی بیویاں بیٹوں پر حرام رکھ دئیں اور اللہ نے اس موافق قرآن میں آیت نازل کی اور اللہ نے فرمایا ''جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے تم ان سے نکاح مت کرو''

(۲) عبدالمطلب نے کہیں سے کوئی مال پایا تو اس سے پانچواں حصہ نکالا اور اسے راہ خدا میں تصدیق کیا پس اللہ نے اس موافق آیت نازل کی اور اللہ نے فرمایا یعنی معلوم کرو کہ جو مال غنیمت میں پاؤ تو اس کا پانچواں حصہ خدا اور اسکے رسولؐ کا ہے

(۳) جب عبدالمطلب نے چاہ زم زم کھودا تو اس کا نام سقائیۃ الحجاج رکھا خدا نے بھی ایسا ہی کہا

(۴) آدمی کے قتل میں خون بہا ایک سو اونٹ مقرر کیا

(۵) قریش میں طواف کی تعداد کچھ مقرر نہ تھی عبدالمطلب نے سات شوط مقرر کی اور اللہ نے اسے اسلام میں جاری فرمایا (بحوالہ مودت فی القربا صفحہ ۱۶۲_۱۲۲)

اور یہی روایت میر سید علی ہمدانی کی کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں بھی لکھی گئی ہے (صفحہ ۵)

جناب عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ السلام

بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری آپ کی والدہ فاطمۃ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں اور آپکی نانی تخمر بنت عبد بن قصی تھیں اور تخمر بنت عبد کی والدہ سلمٰی بنت عامرۃ بن عمیرۃ بن ودیعۃ بن الحارث بن فہر تھیں اور سلمٰی بنت عامرۃ کی والدہ فاطمۃ بنت عبداللہ بن الحارث بن مالک بن عدوان تھیں بقول الشیخ عباس قمی در کتاب احسن المقال صفحہ نمبر (۲۲) کہ جب عبداللہ کی ولادت ہوئی تو بہت سے علمائے یہود ونصاریٰ کاہنوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ نبی آخرالزمان کے والد بزرگوار کی ولادت ہوگئی ہے۔ نورنبویؐ جناب عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا تھا آپ کی پشت میں نورالٰہی تھا آپ جس درخت کے پاس بیٹھتے وہ سرسبز وشاداب ہوجاتا اور آپ کو یہ صدا آتی تھی کہ اے حامل نورمحمدؐ تجھ پر سلام ہو۔ جناب عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ جب اللہ نے ان کو دس بیٹے دیے جوان کے کاموں کی پشت پناہی کریں گے تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا جب ان کے دس بیٹے ہوگئے تو انہوں نے مصمم ارادہ کیا کہ وہ اپنے عہد کو پورا کریں گے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور اپنے ارادہ سے مطلع فرمایا تمام نے سراطاعت خم کیا اور طے یہ پایا کہ قرعہ اندازی کی جائے جن کے نام کا قرعہ نکلے اس کو قربان کیا جائے لہٰذا قرعہ جناب عبداللہؑ کے نام کا نکلا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے عبداللہؑ کا ہاتھ پکڑا قربانی کیلئے تو قریش اور مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم مانع ہوئے اور یہ طے پایا کہ مرد کے خون بہا یعنی دس اونٹ فدیہ کے طور پر قربان کئے جائیں اور پھر قرعہ ڈالا گیا تو دوبارہ عبداللہ کے نام کا قرعہ آیا دس اونٹ بڑھا دیئے گئے حتیٰ کہ اونٹوں کی تعداد جب سو ہوگئی تو قرعہ اونٹوں کے نام کا نکلا تو عبدالمطلب مان گئے اور جناب عبداللہ کے فدیہ میں سو اونٹ قربان کئے گئے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ایک مرد کا خون بہا سو اونٹ مقرر ہوئے اس لئے رسولؐ اللہ نے فرمایا انا ابن الذبیحین'' کہ میں ذبیحوں کا بیٹا ہوں یعنی آپ کے جد اسماعیل ذبیح اللہ اور آپ کے والد جناب عبداللہ آپ کا چہرہ پرنور چمکتا تھا اسی لئے اہل مکہ آپ کو مصباح الحرم'' کہتے تھے آپ کا نکاح جناب آمنہ بنت وہب کے ساتھ ہوا تو اس سال عرب میں بارشیں ہوئی اور سبزہ اور ہریالی کی فروانی ہوئی تو اس سال کو عام الفتح یعنی کشائش کا سال کہا گیا اسی سال جناب عبدالمطلب نے جناب عبداللہ کو تجارت کے عنوان سے شام بھیجا اور واپسی پر مدینہ پہنچے تو آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور آپ نے یہاں پردہ فرمایا اور آپ کو دارالنابغہ میں دفن کیا گیا آپ کی اولاد میں صرف اور صرف حضرت محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب علیہ السلام

سید جمال الدین احمد بن علی عنبہ مولف کتاب عمدۃ الطالب نشر قم مکتبہ انصاریاں کے صفحہ (۲۲) پر کہتے ہیں کہ آپ کے نام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ عمران ہے اور پھر کہتے ہیں کہ یہ ضعیف روایت ہے پھر ابن عنبہ ابوبکر محمد بن عبداللہ طرطوسی العبقسی نسابہ کو روایات کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ کی کنیت ہی آپ کا نام تھا اور ابوبکر محمد عبداللہ العبقسی طرطوسی نسابہ نے یہ روایت ابوعلی محمد نسابہ بن ابراہیم بن عبداللہ بن جعفر الاعرج بن عبداللہ بن جعفر قتیل الحرۃ بن ابی القاسم محمد الحنفیہ بن علی علیہ السلام بن ابی طالبؑ سے حاصل کی تھی جن کا مبسوط بھی علم الانساب پر تھا جبکہ جمال الدین ابن عنبہ کہتے ہیں کہ آپ کا اصل نام عبدمناف اور کنیت ابوطالب تھی آپ اپنے والد عبدالمطلب کے وصی بھی تھے۔ بقول ابوالحسن عمری فی اکتاب المجدی فی الانساب الطالبیین صفحہ (۱۲۷) کہ آپ کا نام عبدمناف تھا کنیت ابوطالب تھی اور آپ نے بھی ابوعلی محمد نسابہ صاحب المبسوط کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ آپ کی کنیت

ہی آپ کا نام تھا بقول ابوعبداللہ مصعب الزبیری در کتاب نسب القریش صفحہ نمبر (۱۷) کہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں اور فاطمہ بنت عمرو کی والدہ یعنی حضرت ابوطالب کی نانی تخمر بنت عبد بن قصی تھی اور تخمر بنت عبد کی والدہ سلمٰی بنت عامرۃ بن عمیرۃ بن ودیعۃ بن حارث بن فہر تھیں اور سلمٰی بنت عامرۃ کی والدہ فاطمۃ بنت عبداللہ بن الحارث بن مالک بن عدوان تھیں۔

آپ ہی تھے جن کی آغوش ہی رسالت مآبؐ نے پرورش پائی اور آپ نے اسلام کا دفاع کیا آپ نے رسول اللہؐ کے نکاح اول یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ سے جو ہوا کا خطبہ پڑھا اور اس وقت اسلام کی ڈھال بنے جب آپؐ کے اصحاب چند لوگ تھے آپ نے شعب ابی طالب پر بھی اپنے کنبے کے ہمراہ اسلام کیلئے فداکاریاں کرتے رہے آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے بعد آپؐ نے ہی سید المرسلین کی پرورش کی بقول میر سید علی ہمدانی الاعرجی الحسینی در کتاب مودۃ فی القربا صفحہ (۱۶۲) نشر بلتستان پاکستان کہ امام جعفر الصادقؑ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبرائیل نازل ہوئے اور فرمایا آپ کے پروردگار بعد تحفہ درود وسلام کے فرماتا ہے کہ میں آتش دوزخ کو حرام کردیا اس پشت پر جس نے تم کو اتارا اور اس شکم پر جس نے تم کو اٹھایا اور اس گود پر جس نے تمہاری پرورش اور کفالت کی یعنی حضرت عبداللہؑ بی بی آمنہؑ اور حضرت ابوطالبؑ۔

ابن الہشم سے مروی ہے کہ میں نے علیؑ سے سنا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ابوطالب تمام احوال میں حضرت عبدالمطلب کی پیروی کرتے تھے یہاں تک انہی کے مذہب (اسلام) پر دنیا سے رحلت کر گئے اور وصیت کر گئے کہ مجھے عبدالمطلب کی قبر میں دفن کرنا پس (میں علی) نے وفات پر رسولؐ اللہ کو اطلاع دی آپؐ نے فرمایا انکی نصیت کے موافق عمل کر وراوی کہتا ہے کہ آپ نے ان کو غسل دیا کفن پہنا کر جون قبرستان لے گئے عبدالمطلب کی قبر کو کھودا تختہ اٹھایا تو انکا منہ قبلہ کی طرف تھا اور یہ حال دیکھ کر میں نے اللہ کی حمد وثناء کی اور تختہ اوپر رکھ دیا اور وہ ابوطالبؑ پیغمبروں کے وصیوں کے وصی اور بہترین وارثان انبیاءؑ تھے (مودت فی القرباء از میر سید علی ہمدانی صفحہ (۱۶۲) المشجر من اولاد حسین الاصغر از السید قمر عباس الاعرجی صفحہ ۵)

بقول ابی عبداللہ مصعب الزبیری آپکے چار بیٹے تھے۔(۱) طالبؑ۔(۲) **عقیلؑ**۔(۳) **جعفرؑ** (۴) **علیؑ** اور ان سب کے درمیان دس سال کا فاصلہ تھا بقول ابن عنبہ وعمری کہ طالب سے دس سال عقیل چھوٹے تھے اسی طرح عقیل سے دس سال جعفر اور جعفر سے دس سال علیؑ چھوٹے تھے اور بیٹیوں میں جمانہ اور ام ہانی تھیں۔طالب بن ابوطالب جوانی میں فوت ہو گئے۔

<u>باب دوم</u> عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا نام عقیل اور کنیت ابا یزید تھی بقول عمری الشریف ابومحمد حسن الددانی نسابہ المعروف بابن اخی طاہر بن محمد الاکبر بن یحییٰ النسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ سے روایت ہے۔

جو آپ نے اپنے دادا السید یحییٰ نسابہ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں عقیل سے دو محبتیں کرتا ہوں ایک مجھے اس سے محبت ہے اور دوسرا ابو طالب کو اس سے محبت تھی۔بقول السید جمال الدین ابن عنبہ کہ آپ عالم الانساب تھے اور الشیخ عباس القمی احسن المقال ترجمہ بہ احسن المقال صفحہ (۲۶۳) میں لکھتے ہیں کہ مسجد نبوی میں آپ کیلئے گدیلہ بچھا دیا جاتا تھا آپ اس پر نماز پڑھتے اور لوگ ان کے پاس جمع ہو جاتے اور علم النسب اور ایام عرب کے متعلق ان سے استفادہ کرتے اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے اور لوگ ان سے بغض رکھتے تھے کیونکہ وہ لوگوں کے انساب کی اچھائی اور

برائی سے واقف تھے اور عمدہ جواب دینے میں مشہور تھے آپ کے علم الانساب کے بارے میں یہ بات بھی مشہور ہے اور شیخ عباس القمی نے احسن القال کے صفحہ (۲۶۸) میں اس واقعہ کو نقل کیا کہ ایک دفعہ جناب امیر المومنین نے جناب عقیلؑ سے پوچھا کہ آپ انساب عرب کے ماہر ہیں میرے لئے کسی ایسی عورت کا انتخاب کریں جس کے بطن سے پیدا ہونے والا میرا بیٹا جوانمرد اور فارس عرب ہو تو جناب عقیلؑ نے فرمایا آپ ام البنین الکلابیہ سے شادی کریں جن کے آباو اجداد سے بہادر عرب میں کوئی نہیں تھا پس جناب امیر المومنین نے شادی کی اور ان کے بطن سے جناب عباس علمدارؑ اور تین بھائی پیدا ہوئے۔ بقول ابوالحسن عمری صاحب المجد ی صفحہ (۱۸۸) کہ ابی الحسین محمد بن ابراہیم بن علی الاسدی الکوفی المعروف بابن دینار نسابہ کی لکھی تحریر میں پڑھا گیا کہ عقیل بن ابی طالب۔ ایک کی ایک آنکھ کام نہ کرتی تھی (یعنی نابینا تھا) مگر جو غور نہ کرے اسے معلوم نہیں پڑتا تھا۔ بقول ابوالقاسم حسین بن جعفر بن الارقطی المعروف بابن خداع المصر ی نسابہ کہ عقیل کی کنیت ابایزید تھی اور ابن عبدۃ کے بقول بھی یہی ہے۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ نے صفین کی جنگ دیکھی یعنی آپ صفین میں موجود تھے آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں اور بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری آپ اول ہاشمیہ تھیں جنکی کی تزویج ہاشمی سے ہی ہوئی۔ بقول ابوالحسن عمری فاطمہ بنت اسد نے ہجرت میں حصہ لیا اور آپ کی قبر مدینہ المنورہ میں ہے اور کتاب المجد ی کے صفحہ (۱۹۲) پر عمری ذکر کرتے ہیں کہ آپ کو رسولؐ اللہ ''امی'' یعنی والدہ کہہ کر مخاطب کرتے تھے اور آپ کی شان اور مرتب کے بارے میں کثیر احادیث موجود ہیں جناب عقیل کی وفات ۵۰ ہجری میں ۹۶ سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ کی اولاد **محمد** سے باقی رہی۔

اولاد جناب عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

بقول جمال الدین ابن عنبہ در کتاب عمدۃ الطالب صفحہ (۳۲) کہ عقیل کی اولاد صرف محمد بن عقیل سے باقی رہی جبکہ آپ کے فرزند ارجمند مسلم بن عقیل کربلا کے اول شہید تھے یعنی آپ کوفہ میں امام حسینؑ کے سفیر بن کر گئے تاکہ وہاں کے حالات کا جائزہ لیں اور وہاں کے لوگوں نے آپ سے بدعہدی کی اور آپ کو عبیداللہ ابن زیاد نے شہید کر دیا آپ کی زوجہ رقیہ بنت امام علی المرتضیٰ علیہ السلام تھیں

جناب عقیل بن ابی طالب کی زیادہ اولاد کربلا میں شہید ہوگئی تھی۔ ابی الفرج اصفہانی نے اپنی کتاب مقاتل الطالبین کے صفحہ (۹۸۔۹۶) پر آپکے فرزندوں کا ذکر کیا ہے

شہادت عبدالرحمان بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

آپکی والدہ ام الولد تھیں آپ کا ذکر السید ابوالحسین یحییٰ نسابہ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ نے اپنے مبسوط میں کربلا کے شہدا میں کیا ہے۔ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں لکھا کہ آپکی والدہ ام الولد تھیں سلیمان بن ابی راشد نے حمید ابن مسلم سے روایت کی ہے کہ آپ کو عثمان بن خالد بن اسید الجھنی اور بشیر بن حوط القایفی نے قتل کیا۔

شہادت جعفر بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا ذکر السید ابوالحسین یحییٰ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن سید الساجدینؑ نے اپنی مبسوط میں کیا ہے جو اولاد ابو طالب پر اول کتاب مانی جاتی ہے ابوالحسین یحییٰ نسابہ نے آپ کو کربلا کے شہدا میں لکھا ہے بقول ابوالفرج اصفہانی در کتاب مقاتل الطالبین صفحہ (۹۷)

کہ جعفر بن عقیل بن ابی طالبؑ کی والدہ ام الثغر بنت عامر بن الھصان العامری جو بنی کلاب سے تھیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ الخوصا بنت عمر والثغر یۃ بن عامر بن الھصان بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب العامری تھیں اور الخوصا بنت عمر والثغریۃ کی والدہ اردۃ بنت حنظلہ بن خالد بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب تھیں اور اردۃ بنت حنظلہ کی والدہ ام البنین اورام البنین بنت معاویہ کی والدہ حمیدہ بن عتبہ بن سمرۃ بن عقبہ بن عامر تھیں الامام ابوجعفر محمد الباقر بن امام زین العابدین حمید ابن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کو عروۃ بنت عبداللہ الخثعمی نے قتل کیا۔

شہادت عبداللہ الاکبر بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا ذکر ابی الحسین یحییٰ النسابہ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ نے اپنی مبسوط میں شہدائے کربلا میں کیا ہے بقول ابی الفرج اصفہانی آپکی والدہ ام الولد تھیں اور مدائنی نے ذکر کیا کہ خالد بن امیر الجھنی جو بنی ہمدان کا فرد تھا نے آپ کو قتل کیا (اس کا ذکر طبری جلد دوم ص ۲۸۰ اور ابن الاثیر جلد ۴ صفحہ ۴۱ میں ہے کہ آپکو عمرو بن صبح الصدائی نے قتل کیا۔

شہادت جناب مسلم بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

آپ کربلا کے اول شہید مانے جاتے ہیں آپ کا ذکر ابوالحسین یحییٰ النسابہ نے کیا ہے۔لوط بن یحییٰ ابی مخنف اپنی مقتل میں لکھتے ہیں کہ اہل کوفہ نے آپ کی بیعت کی اور ابن زیاد نے آپ کو حیلہ وفریب سے منتشر کر دیا آپ ہانی ابن عروہ کے گھر میں مقیم تھے ہانی بن عروہ کو گرفتار کر کے لے گئے جس پر بنی مذحج کے لوگ دارالامارہ کے گرد جمع ہو گئے مگر عبیداللہ ابن زیادہ نے قاضی شریح کو بلا کر یہ کہلوا دیا کہ ہانی خیریت سے ہیں دراصل ہانی کو شہید کر دیا گیا جناب مسلم کوفے میں امام حسین علیہ السلام کے نمائندے تھے آپ نے جہاد کا حکم دیا تو لوگ جمع ہو گئے مگر ابن زیاد کی چالوں کے سامنے منتشر ہو گئے آخر آپ اکیلئے رہ گئے اور آپ کو گرفتار کر لیا گیا آپ کو دارالامارہ کی چھت سے گرا دیا گیا آپکی زوجہ رقیہ بنت علی بن ابی طالب تھیں آپکے فرزندان میں محمد اور ابراہیم جو کم سن تھے کو کوفہ میں شہید کر دیا گیا۔جبکہ عبداللہ کربلا میں شہید ہوئے۔

شہادت عبداللہ بن مسلم بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا ذکر ابوالحسین یحییٰ النسابہ نے اپنی مبسوط میں شہیدائے کربلا میں کیا ہے بقول ابوالفرج الاصفہانی در کتاب مقاتل الطالبین کہ آپکی والدہ رقیۃ بنت علی امیر المومنین بن ابی طالبؑ تھیں علی بن محمد المدائنی نے حمید ابن مسلم سے روایت کی ہے کہ آپ کو عمرو بن صبیح نے قتل کیا۔

شہادت محمد بن ابی سعید الاحول بن عقیل بن ابی طالب

آپ جناب عقیل کے پوتے تھے اور بقول ابی الحسین یحییٰ النسابہ کربلا میں شہید ہوئے بقول ابوالفرج اصفہانی آپکی والدہ ام الولد تھیں اور المدائنی نے ابی مخنف سے اور ابی مخنف نے سلیمان بن ابی راشد سے اور اس نے حمید ابن مسلم سے روایت کی ہے کہ آپکو یقسط بن یاسر الجھنی نے قتل کیا۔
یہاں محمد بن علی بن حمزہ نے ذکر کیا کہ آپ کو جعفر بن محمد بن عقیل کے ساتھ واقعہ حرۃ میں قتل کیا گیا لیکن ابوالفرج الاصفہانی کے بقول کہ انساب کی کتب میں محمد بن عقیل بن ابی طالب کا کوئی بیٹا جعفر ثانی نہ تھا لہذا اول روایت ہی درست ہے۔

اعقاب محمد بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

بقول جمال الدین ابن عنبہ در کتاب عمدۃ الطالب صفحہ (۳۲) کہ محمد بن عقیل کا صرف ایک ہی فرزند تھا جن کا نام ابومحمد عبداللہ بن محمد تھا ان کی والدہ زینب الصغری بنت امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں اور محمد بن عقیل کے دو اور بیٹے قاسم اور عبدالرحمان نامی تھے جنکی اولاد منقرض ہوگئی۔

ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عقیل بن ابی طالب کے دو بیٹے تھے (۱) **محمد** بن عبداللہ بن محمد جنکی والدہ حمیدۃ بنت مسلم بن عقیل تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ حمیدہ بنت مسلم کی والدہ ام کلثوم (رقیہ) بنت علی تھیں اور دوسرا بیٹا مسلم بن عبداللہ بن محمد تھا جسکی والدہ ام الولد تھیں۔

اعقاب محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

آپکے پانچ فرزند تھے (۱) قاسم (۲) عقیل (۳) علی (۴) طاہر (۵) ابراہیم۔ اول قاسم بن محمد آپ عالم فاضل تھے آپ کو قاسم الجیزی بھی کہتے ہیں آپکے دو فرزند تھے عبدالرحمان بن قاسم اور عقیل بن قاسم۔ جبکہ عبدالرحمان بن قاسم بن کی اولاد میں سے محمد المرقوع بن عبدالرحمان بن قاسم المذکور تھے جنکی اولاد کو بنوالمرقوع کہتے ہیں اور یہ لوگ طبرستان کی جانب گئے۔ اولاد عقیل بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام بقول جمال الدین احمد بن عنبہ آپ صاحب حدیث ثقۃ اور جلیل عالم تھے۔ آپکے چار فرزند (۱) قاسم (۲) احمد (۳) عبداللہ اور (۴) مسلم تھے۔

احمد بن عقیل بن محمد بن عبداللہ کے دو فرزند تھے جعفر اور محمد جبکہ جعفر کے بیٹے عبداللہ اور عبداللہ کے بیٹے محمد اور جعفر تھے۔ محمد بن احمد بن عقیل بن محمد بن عبداللہ کے ایک ہی بیٹے علی اور علی کے دو بیٹے ابوحسن محمد اور حسین تھے۔

عبداللہ بن عقیل بن محمد بن عبداللہ کے پانچ فرزند (۱) حسن (۲) محمد (۳) علی (۴) عقیل اور (۵) احمد۔ عقیل بن عبداللہ بن عقیل کے دو فرزند محمد اور عبداللہ جبکہ مسلم بن عقیل بن محمد بن عبداللہ کے اعقاب میں مسلم بن احمد بن محمد بن مسلم المذکور تھے۔ محمد بن مسلم بن عقیل کو ابن ابی الساج نے قتل کیا۔ آج جناب عقیل بن ابی طالب کی اولاد ان کے ایک ہی فرزند جناب محمد بن عقیل بن ابی طالب سے باقی ہے۔

<u>باب سوئم</u>

جعفر بن ابی طالب علیہ السلام

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کا نام جعفر کنیت ابوعبداللہ اور ابا المساکین تھی آپ نے حبشہ ہجرت فرمائی ۔ اور آپ فتح خیبر کے روز واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سمجھ نہیں آ رہا کس بات پر خوشی کروں فتح خیبر پر یا جعفر کی واپسی پر آپ کو دو ہجرتوں والا بھی کہتے ہیں یعنی ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ۔ آپکی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں آپ بھائیوں میں تیسرے نمبر پر تھے آپ کو جعفر طیار بھی کہتے ہیں کیونکہ جنگ موتہ میں آپکے دو باز و قلم ہو گئے آپ کی شہادت سے پہلے رسولؐ اللہ نے بشارت دی کہ اللہ آپ کو جنت میں دو پر عنائیت فرمائے گا جنگ موتہ میں جعفر بن ابی طالبؑ کے علاوہ زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحۃ بھی شہید ہوئے بقول نجم الدین ابوالحسن عمری جو السید یحییٰ نسابہ کی کتاب المبسوط فی ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ میں اور جعفر بن ابی طالب علیہ السلام ایک شجرہ سے ہیں اور یہ خُلق اور خلق میں مجھ سے مشابہ ہیں ۔ بقول ابن عبدۃ کہ جعفر بن ابی طالب کی کنیت ابوعبداللہ تھی ۔ اور ابوالمساکین بھی کہتے ہیں آپ سخی تھے اور ہجرت کے آٹھویں سال جنگ موتہ میں شہید ہوئے اور آپ کی شہادت پر رسولؐ اللہ اور مسلمانوں کی جماعت نے غم اور حزن منایا اور کعب بن مالک نے اس موقع پر اشعار بھی کہے اور بقول جمال الدین ابن عنبہ جعفر بن ابی طالب زید بن حارثہ اور عبداللہ بن روحہ جو تینوں جنگ موتہ کے شہید تھے کو ایک ہی قبر میں دفنایا گیا۔

اعقاب جعفر بن ابی طالب علیہ السلام

بقول جمال الدین ابن عنبہ درکتاب عمدۃ الطالب صفحہ(۳۶۔۳۵) کہ آپکے آٹھ بیٹے تھے (۱) عبداللہ(۲) عون(۳) محمد الاکبر(۴) محمد الاصغر(۵) حمید(۶) حسین(۷) عبداللہ الاصغر اور(۸) **عبداللہ الاکبر الجواد** اوان سب کی والدہ اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔ پھر جمال الدین ابن عنبہ کہتے ہیں کہ محمد الاکبر بن جعفر بن ابی طالب اپنے چچا امیر المومنین علیؑ کے ہمراہ صفین گئے اور شہید ہو گئے یعنی جنگ صفین میں شہادت پائی اور عون اور محمد الاصغر اپنے چچا زاد امام حسین السبط الشہید کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے (لیکن ایک روایت میں عون اور محمد عبداللہ بن جعفر کے بیٹے تھے یعنی جو کربلا میں شہید ہوئے)

محمد اکبر بن جعفر بن ابی طالب کے اعقاب میں دو بیٹے عبداللہ اور قاسم تھے اور قاسم بن محمد الاکبر بن جعفر الطیار کی شادی عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار کی بیٹی سے ہوئی جن کی والدہ بی بی زینب بنت امیر المومنین سلام اللہ علیہ تھیں اور نانی فاطمہ بنت رسول اللہ تھیں قاسم اور عبداللہ کی نسل بھی آگے نہ چلی ۔ یوں اولاد جعفر طیار بن ابی طالب میں سے صرف عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار کی نسل آگے چلی ۔

اعقاب عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا نام عبداللہ اور لقب جواد آپ کی سخاوت کی وجہ سے تھا جمال الدین ابن عنبہ درکتاب عمدہ الطالب صفحہ نمبر(۳۷) کہ آپ کی ولادت ارض حبشہ میں ہوئی آپ پہلے بچے تھے جو ہجرت حبشہ میں پیدا ہوئے اور ابن عنبہ کے بقول آپ کی سخاوت کے قصے بہت طویل اور زیادہ ہیں ۔ آپ اعلان نبوت کے تین سال بعد پیدا ہوئے اور ہجرت النبیؐ کے وقت آپکی عمر دس سال تھی اور ۸۰ ہجری میں ۹۰ سال کی عمر مبارک میں فوت ہوئے اور بقیع میں دفن ہوئے ابن عنبہ کے بقول بقیع میں دفن ہوئے لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں فوت ہوئے اور ابوہ میں دفن ہوئے شیخ ابوالحسن عمری

کے بقول عبداللہ الجواد کی وفات عبدالملک بن مروان کے ایام میں ۹۰ سال کی عمر میں ہوئی۔ مجالس المومنین میں قاضی نور اللہ شوستری کہتے ہیں کہ آپ کو پیغمبر اکرمؐ کے شرف ملازمت بھی حاصل رہا اور خود جناب عبداللہ الجواد سے روایت ہے کہ جب میرے والد جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی خبر مدینہ میں آئی تو رسول اللہ ہمارے گھر آئے اور میرے والد محترم کی تعزیت کی اور میرے اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیرا ہمیں بوسے دیئے آپکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپؐ فرما رہے تھے جعفر طیار بہترین ثواب کو پہنچ گئے اب تم ان کی اولاد انکی بہترین جانشین بنو۔ آپ کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں عبداللہ بن جعفر بہت زیادہ کریم تھے بقول شیخ عباس قمی در کتاب احسن المقال صفحہ (۲۵۹) انکو بحرالجواد یعنی سخاوت کا سمندر بھی کہا جاتا تھا۔

ابن شہر آشوب سے منقول ہے کہ ایک دن رسولؐ خدا عبداللہ کے قریب سے گزرے ان کا بچپن تھا اور عبداللہ کھیل رہے تھے۔ اور کھیل میں مٹی کا ایک گھر بنا رہے تھے رسولؐ اللہ نے فرمایا اس گھر کا کیا کرو گے عبداللہ الجواد نے فرمایا اسے فروخت کروں گا رسولؐ اللہ نے فرمایا اسے بیچ کر کیا کرو گے تو عبداللہ الجواد نے فرمایا تازہ کھجوریں خرید کر کھاؤں گا رسولؐ اللہ نے ان کے حق میں دعا کی خدایا اسکے ہاتھ میں برکت دے اور اسکے سودے کو نفع مند قرار دے پس آپؐ کی دعا سے ایسا ہی ہوا عبداللہ نے کوئی چیز نہیں خریدی کہ جس میں نفع نہ ہوا ہوا ور اسقدر مالدار ہو گئے کہ ان کی بخشش عرب میں ضرب المثل بن گئی اور اہل مدینہ جب کسی سے قرض لیتے تو اس سے واعدہ کرتے کہ عبداللہ بن جعفر کی عطا اور بخشش ملے گی تو قرض ادا کریں گے اور روایت ہے انہیں زیادہ بخشش و سخاوت پر ملامت کیا گیا تو عبداللہ نے کہا جو مال کی کمی سے نہیں ڈرتا اور نہ کرم و احسان کرنے پر خدا کا خوف رکھتا ہوں اور جب میں خرچ کرتا ہوں تو وہ اسکی جگہ پھر اور دیتا ہے میرا رب وسیع نعمتوں والا ہے مروج الذھب میں لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن جعفر کا مال ختم ہوا تو جمعہ کے دن مسجد میں جا کر خدا سے مرنے کی دعا کی اور عرض کی خدایا تو نے مجھے جود و سخا کی عادت ڈالی ہے اور میں نے لوگوں کو عطا اور بخشش کا عادی بنایا ہے اب اگر مال دنیا مجھ سے منقطع کرتا ہے تو مجھے دنیا میں باقی نہ رکھ پس اسی ہفتہ کے اندر آپ کی وفات ہوگئی۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی نماز جنازہ ابان بن عثمان بن عفانؓ نے پڑھائی۔ اور بقیع میں دفن ہوئے۔ بقول ابوالحسن عمری نسابہ کے عبداللہ الجواد کے بیس بیٹے تھے اور چوبیس بیٹے ہونے کا قول بھی ہے تاہم نسابین نے آپکے چار فرزندان کی اولاد کا ذکر کیا ہے (۱) **معاویہ**۔ (۲) **علی الزینبی**۔ (۳) **اسماعیل الزاھد** اور (۴) **اسحاق العریضی**۔ جبکہ عوان الاکبر اور محمد دو بیٹے کربلا میں شہید ہو گئے اور بقول عمری عباس ابراہیم اور جعفر اور ابوبکر جو واقعہ حرہ میں قتل ہوئے عون الاصغر عبید اللہ یہ سب عبداللہ الجواد کے بیٹے تھے۔

اعقاب معاویہ بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیا بن ابی طالب علیہ السلام

بقول جمال الدین ابن عنبہ صاحب عمدۃ الطالب کہ آپ اپنے والد کے وصی تھے اور ان کے بیٹے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ الجواد ۔محمد۔ یزید۔علی۔صالح اور انکی اولاد کا ذکر نسابین نے نہیں کیا جبکہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار نے مروان الحمار کے زمانہ میں ۱۲۵ ہجری کو خروج کیا اور لوگوں نے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ الجواد کی بیعت کر لی اس طرح ۱۲۹ ہجری تک یہ معاملہ رہا بقول جمال الدین ابن عنبہ صاحب عمدہ الطالب (صفحہ ۳۸) ابوجعفر منصور الدوانقی کے عامل ابومسلم مروزی نے مکر و حیلہ سے اسے گرفتار کر کے ہرات میں قید رکھا اور عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ الجواد مسلسل قید رہے اور ۱۸۳ھ میں وفات پائی اور ہرات میں ہی دفن ہوئے وہاں انکی زیارت کی جاتی ہے یعنی انکا مزار ہے

اور صاحب عمدۃ الطالب جمال الدین ابن عنبہ نے انکی قبر کی زیارت ۷۷۶ھ میں کی۔

شیخ ابوالحسن عمری اور شیخ السید ابوالحسن محمد المعروف الشیخ شرف العبید لی کی نص ہے کہ معاویہ بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار کی اولاد اس کے علاوہ نہ چلی یعنی انکے بیٹوں سے اولاد آگے نہ چلی لیکن بقول الشیخ ابوعبداللہ حسین بن محمد الطباطبا الحسنی کہ انکی اولاد اصفہان کے پہاڑوں پر پائی جاتی ہے اور پھر بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا الحسنی کہ اصفہان کے صوفیہ میں سے ایک فرد جو صوفی تھا کا ذکر محمد بن صالح بن معاویہ بن عبداللہ الجواد کے نام سے ملا مگر اسکے زمانے کا تعین بھی نہ ملا اور نہ ہی اسکی اولاد اور اہل بیت کا یہ عجیب کلام ہے اواس نص کو شیخ الشرف العبید لی نسابہ نے رد کیا اور معاویہ بن عبداللہ الجواد کے بارے میں النقیب سید تاج الدین محمد بن معیہ الحسنی اور نسابین وہ متاخرین نے کیا کہ وہ انقرض (یعنی جسکی اولاد چل کر ختم ہوگئی)

اعقاب اسماعیل الزاہد بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالب علیہ السلام

آپ تابعین میں شمار ہوتے ہیں اور آپ رجال من اصحاب امام جعفر الصادق علیہ السلام تھے

آپ کا قتل ۱۴۵ ہجری میں ہوا اور علامہ مامقانی نے تنقیح المقال میں عبارت لکھی ہے کہ اپنے بھائی معاویہ کے بیٹوں کے قتل یا بنوامیہ میں سے کسی کے قتل میں یا محمد نفس زکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن المثنی بن امام حسنؑ کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے آپ کو قید کر لیا گیا حتی کہ قتل ہوگئے اور امام جعفر الصادقؑ بھی اس قید میں آپ کے ساتھ تھے جن کو بعد میں رہا کر دیا گیا اور یہ بات کلینی نے اصول کافی کے باب مایفصل بہ بین الحق والمبطل فی الامر الامامۃ میں لکھی ہے بقول جمال الدین ابن عنبہ در کتاب عمدۃ الطالب کہ اسماعیل بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار کی اولاد میں سے عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن اسماعیل المذکور تھے اور انکا لقب کلب الجنۃ تھا اور بقول الشیخ ابوالحسن عمری عبداللہ بن حسین کلب الجنہ کی اولاد میں بغداد کے ایک صوفی تھے جنکے والد ابوالحسین بن عبدالوھاب بن علی بن حسین بن محمد بن عبداللہ الکلب الجنہ بن حسین بن عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار تھے اور انکی والدہ دختر النبطہ المعنیۃ تھیں بقول ابوعبداللہ حسین بن طباطبا کہ عبداللہ بن حسین کلب الجنہ کے اعقاب جرجان میں رہے۔لیکن النقیب تاج الدین محمد بن معیہ الحسنی کے بقول اسماعیل الزاہد بھی منقرض ہوگئے اور عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار کی اولاد اسحاق العریضی اور علی الزینبی سے باقی رہی۔

اعقاب اسحاق العریضی بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا نام اسحاق اور لقب العریضی تھا بقول جمال الدین احمد بن عنبہ الحسنی کہ یہ نسبت العریض نامی موضع سے ہے جو مدینہ کے قرب میں ہے آپ کے تین فرزند تھے (۱) محمد۔(۲) جعفر۔(۳) القاسم الامیر یمن اور انکی والدہ ام الحکیم بنت القاسم الفقیہ بن محمد بن ابی بکر تھیں یعنی یہ حضرات امام جعفر الصادق کے خالہ زاد تھے۔اور بقول جما ل الدین ابن عنبہ قاسم الامیر یمن بن اسحا ق العریضی بن عبداللہ جواد کے سات بیٹے تھے (۱)۔جعفر (۲) اسحاق۔(۳) عبدالرحمان۔(۴) عبداللہ۔(۵) احمد۔(۶) زید۔(۷) حمزہ۔

اور ابونصر بخاری نسابہ سے روایت ہے کہ محمد بن جعفر بن القاسم الامیر المذکور کے اعقاب میں تین فرزند۔(۱) ابراہیم۔(۲) حسن اور (۳) علی تھے اور ابراہیم بن محمد بن جعفر بن القاسم الامیر کی اولاد میں بقول شیخ الشرف العبید لی ابوعلی عیسیٰ بن یحییٰ بن القاسم بن ابراہیم المذکور تھے جو عمان کے فاضلا میں سے تھے۔اور متولی نقابۃ الموضعین تھے اور ابوعلی عیسیٰ بن یحییٰ کے اعقاب میں موھوب بن عبداللہ بن عباس بن عیسیٰ المذکور تھے۔

اورعبداللہ بن قاسم الامیر بن اسحاق العریضی بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار کے چھے فرزند تھے۔(۱) محمد۔(۲) عبدالرحمان۔(۳) زید۔(۴) احمد (۵) جعفر۔(۶) اسحاق جن میں محمد بن عبداللہ بن قاسم الامیر مدینہ کے امیر تھے جن کی عقب صعید مصر میں گئی اسحاق العریضی بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالب کی اولاد بہت پھیلی اور آج تک انکے اعقاب کا سلسلہ جاری ہے اور نسابین نے اپنی کتابوں میں انکے تذکرے کئے ہیں

اعقاب علی الزینبی بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالب علیہ السلام

بقول ابن عنبہ اور عمری کے آپکی والدہ زینب بنت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں اور ابوالحسن عمری کے بقول عباس بن عبداللہ الجواد۔جعفر بن عبداللہ الجواداور ابراہیم بن عبداللہ الجواد بھی بی بی زینب بنت امام علی کے بطن سے تھے۔بقول ابوالحسن عمری آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور علی کو زینبی کا لقب والدہ سیدہ زینب بنت امیرلمومنین علیہ السلام کی وجہ سے عنایت ہوا اور آپ کی نانی سیدۃ النساء العالمین فاطمہ بنت رسول اللہ اور نانا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے۔

بقول ابوالحسن عمری علی الزینبی بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار کی اولاد میں(۱) ۔محمد الارئیس (۲) ۔**اسحاق الاشرف** (۳)۔ابراہیم (۴)۔اسماعیل (۵)۔یعقوب تھے اور دختران میں زینب اور ام کلثوم تھیں لیکن آپ کی اولاد محمد اور اسحاق سے چلی محمد الارئیس اور اسحاق الاشرف ابنان علی الزینبی بن عبداللہ الجواد کی والدہ لبابۃ بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھیں۔محمد الارئیس بن علی الزینبی بن عبداللہ الجواد کی اولاد میں چار فرزند تھے(۱)۔**ابی الکرام عبداللہ** (۲)۔**عیسی** (۳)۔یحییٰ اور (۴) **ابراهیم الاعرابی** جو بنی ہاشم کی جلیل شخصیات میں سے تھے۔

ابراہیم الاعرابی بن محمد الارئیس بن علی الزینبی کی والدہ قریش کے امراء میں سے تھیں اور ابراہیم الاعربی بن محمد الائیس بن علی الزینبی کے دس فرزند تھے (۱)۔**جعفر السید** (۲)۔یحییٰ (۳)۔ہاشم (۴)۔محمد (۵)۔عبدالرحمان (۶)۔صالح (۷)۔علی (۸)۔قاسم (۹)۔عبداللہ (۱۰)۔عبیداللہ

لیکن ان کی مشہور اولاد جعفر السید کی ہی تھی بقول جمال الدین ابن عنبہ در عمدہ الطالب کہ آل ابی طالب کے تین بڑے حصے تھے پہلا حصہ بنوموسی الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنی بن حسن الامام السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام دوسرا حصہ بنوموسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین علیہ السلام اور تیسرا حصہ بنوجعفر السید بن ابراہیم الاعربی بن محمد الارئیس بن علی الزینبی بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالبؑ۔

اعقاب اولاد جعفر السید بن ابراہیم الاعرابی بن محمد الارئیس بن علی الزینبیؒ

آپکے تیرہ فرزند تھے (۱)۔محمد العالم (۲)۔یعقوب (۳)۔ابراہیم (۴)۔یوسف (۵)۔عیسی الخلیصی (۶)۔اسماعیل (۷)۔موسیٰ (۸)۔عبداللہ الغرش (۹)۔داؤد (۱۰)۔سلیمان (۱۱)۔احمد (۱۲)۔حسین (۱۳)۔ہارون جبکہ شیخ شرف اور ابن طباطبا کے بقول اول دس کی اولاد تھی۔

جن میں اول ابراہیم بن جعفر السید بن ابراہیم الاعرابی کا ایک فرزند جعفر تھا اور اسکے علاوہ بقول جمال الدین ابن عنبہ موسی۔ہارون عبداللہ اور احمد بھی تھے۔بقول الشیخ العمری ابراہیم بن جعفر السید کی بقیۃ یعنی اولاد بغداد میں گئی اور بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا الحسنی النسابہ کہ ابراہیم بن جعفر السید کی اولاد میں ابویعلی محمد بن حسن بن حمزہ بن جعفر بن عباس بن ابراہیم بن جعفر بن ابراہیم بن جعفر السید المذکور تھے جو مذہب الامامیہ کے فقیہ تھے اور السید

الاطروش کے نام سے پہچانے جانے تھے۔الشیخ عباس قمی اپنی کتاب احسن المقال کے(صفحہ نمبر ۲۵۹)میں فرماتے ہیں کہ آپ الشیخ المفید کے جانشین تھے اورآپ کی وفات ۴۶۳ ہجری میں ہوئی۔لسان المیز ان میں ابن الحجر نے (صفحہ ۱۳۵) میں وفات رمضان کے مہینے میں اورسن وفات ۴۶۳ ہجری لکھا ہے اورابویعلی محمد کے دادا حمزہ بن جعفر کی اولاد میں سے فرزند حسین بن حمزہ بن جعفر بن عباس بن ابراہیم بن جعفر بن ابراہیم بن جعفرالسید تھا جن کے اعقاب جرجان میں چلے گئے۔

دوئم یوسف بن جعفرالسید جنکی اولاد میں امارت رہی انکے دو بیٹے تھے (۱)۔الامیر ابراہیم بن یوسف (۲)۔الامیر ابوعلی محمد بن یوسف اورابوعلی محمد بن یوسف بن جعفرالسید کی اولاد حجاز میں محمد یون کہلاتی تھی ابی علی محمد بن یوسف بن جعفرالسید کے چارفرزند تھے(۱)۔ابوعبداللہ محمد صاحب المروۃ (۲)۔ابو عبداللہ جعفرصاحب خیبر(۳)۔اسحاق امیرالمدینہ(۴)۔سلیمان الامیر

ان میں سے اسحاق بن ابی علی محمد کی اولاد سے محمد المدعوضبر ۃ بن حسن بن حسن بن اسحاق بن ابی علی محمد بن یوسف بن جعفرالسید المذکوراور بقول الشیخ العمری سلیمان بن ابی علی محمد کی اولاد سے عبداللہ بن الامیر ادریس بن الامیر اسحاق بن الامیر احمد بن الامیر سلیمان بن ابی علی محمد بن یوسف بن جعفرالسید تھے۔بقول ابوالحسن عمری انکی اولاد میں وادی القریٰ امارت رہی اوران میں سے مفرح بن اسحاق بن احمد بن سلیمان بن محمد بن یوسف بن جعفرالسید تھے جوالامیر ادریس کے بھائی تھے اورانکی اولاد حجاز میں رہی اوردوسرے بھائی حسن اورعلی الاعرج ابنان اسحاق بن احمد امیر خیبر تھے۔

سوئم عیسی الخلیصی بن جعفرالسید بن ابراہیم الاعرابی کی اولاد کثیر تھی اورخلیصیین کے نام سے معروف تھے۔آپکے تین فرزند تھے(۱)۔حسین (۲)۔احمد اور(۳)عبداللہ ان میں حسین اوراحمد کی اولاد کے بارے میں نسابین نے فی ''صح'' لکھا ہے یعنی انکی اولاد کے اقرار یاانکار یعنی ہونے یانہ ہونے کی خبر نسابین تک نہیں پہنچی۔اور جمہور اولاد عبداللہ بن عیسیٰ الخلیصی بن جعفرالسید سے جاری ہوئی۔عبداللہ بن عیسیٰ الخلیصی بن جعفرالسید کے تین فرزند تھے (۱)۔محمد۔(۲)عیسیٰ۔(۳)ابراہیم جنکی اولاد طبرستان گئی۔بقول جمال الدین ابن عنبہ محمد بن عبداللہ بن عیسیٰ الخلیصی کے اعقاب میں بنوالخلیصی تھی جو عراق میں تھی جن میں عبداللہ الطّویل بن محمد بن عبداللہ بن عیسی الخلیصی المذکور تھے جبکہ الشیخ ابوالحسن العمری کے بقول ان میں میمون العابدین بن صالح بن عبداللہ بن صالح بن محمد بن عبداللہ بن عیسیٰ الخلیصی تھے جنکی اولاد موصل میں رہی۔بقول عمری ان کی بقایاجات آج بصرہ میں ہیں۔

اورعیسیٰ بن عبداللہ بن عیسیٰ الخلیصی کے اعقاب میں بقول الشیخ ابوالحسن عمری (۱)۔محمد (۲)۔جعفر (۳)۔عبداللہ (۴)۔ابراہیم (۵)۔سلیمان تھے جن میں سے زیادہ اولاد محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ بن عیسیٰ الخلیصی کی ہے اور باقی فی ''صح'' ہیں یعنی انکی اولاد کے ہونے یانہ ہونے کی خبرنسابین کونہیں پہنچی۔

چہارم اسماعیل بن جعفرالسید بن ابراہیم الاعرابی بقول ابوعبداللہ نسابہ بن قاسم بن حسین الحلی الدیباجی الحسنی بابن معیہ (اور یہ شیخ تاج الدین ابن معیہ کے علاوہ ہیں) کہ آپ چارفرزند تھے (۱)۔محمد الاکبر العالم المحدث (۲)۔ابراہیم المقتول ان دونوں کی والدہ رقیہ بنت موسیٰ الجون تھیں (۳)۔علی الشعرانی صاحب الجاراور(۴)احمد الملیح اورابوعبداللہ حسین بن طباطبا نسابہ نے محمد الاصغروعساہ کا ذکر بھی کیا جوانقرض تھے۔

محمد الاکبر العالم بن اسماعیل بن جعفرالسید کے اعقاب میں بقول جمال الدین احمد ابن عنبہ سات بیٹے تھے(۱)۔علی (۲)۔موسیٰ (۳)۔عبیداللہ (۴)۔ (۴)۔احمد المدنی (۵)۔عبدالعزیز (۶)۔یحییٰ (۷)۔عبداللہ

اور ابراہیم المقتول بن اسماعیل بن جعفر السید کے چار فرزند تھے (۱)۔موسیٰ (۲)۔یعقوب (۳)۔اسحاق (۴)۔داؤد۔ داؤد بن ابراہیم المقتول کے بارے میں ابن طباطبا نے کہا کہ بقول (الدمشقی) الجعفری مصر میں منقرض ہوئے اورموسیٰ بن ابراہیم المقتول کے فرزند (۱)۔یعقوب (۲)۔جعفر (۳)۔داؤداور جعفر بن موسیٰ بن ابراہیم المقتول کے اعقاب میں شکر بن عبداللہ المعروف بابن سعدی بن محمد بن جعفر المذکور تھے جنکی اولاد بنوشکر صعید مصر میں رہی یہ زعم ہے نسابہ المصری کا اورابوجمیل حسان بن جعفر المذکور جن کے اعقاب میں ثعلب بن یعقوب بن سلیمان بن ابی جمیل حسان بن جعفر بن موسیٰ بن ابراہیم المقتول تھے۔اور یہ قوم مصر میں بنوثعلب سے مشہور رہی اوراسی ثعلب بن یعقوب کے پانچ فرزند تھے (۱)۔قطب الدین حسام (۲)۔عزالعرب فارس (۳)۔حسام الدین عبدالملک (۴)۔فخرالدین ابوالمفید اسماعیل (۵)۔علی الاکبران میں سے ابو المفید اسماعیل فخرالدین مصری حجاج پرامیر رہے سنہ ۵۹۲ ہجری میں اورانکی اولاد آج تک مصر میں آباد ہے۔

اولاد یعقوب بن ابراہیم بن اسماعیل بن جعفر السید میں سے محمد المعروف بابن خندیہ بن یعقوب بن محمد بن القاسم الجار بن یعقوب المذکور تھے بقول الشیخ ابوالحسن عمری کو یہ سیداً مقدماً تھے مصر میں اوران کالقب برغوثہ تھااولاد عیسیٰ بن علی الشعرانی بن اسماعیل بن جعفر السید میں (۱)۔ابی عبداللہ محمد اور (۲) ابی محمد عبداللہ (۳)۔احمد (۴)۔اسماعیل (۵)۔یعقوب اور بقول الدمشقی الجعفری ان میں یعقوب بن عیسیٰ منقرض تھے اور باقی تمام کی اولاد منتشر ہوگئی۔

پنجم موسیٰ بن جعفر السید بن ابراہیم الاعرابی اور یہ موسیٰ خفافی سے مشہور تھے ان کے تین فرزند تھے (۱)۔حسین جنکی اولاد بصرۃ میں گئی۔(۲) حسن انکی اولاد مغرب اور مدینہ میں گئی۔(۳) علی۔ششم داؤد بن جعفر السید کا ایک بیٹا محمد المعروف حصینی اور محمد الحصینی کا بیٹا ابراہیم الحبشی تھا

ہفتم سلیمان بن جعفر السید کا ایک فرزند محمد بن سلیمان تھا اور یہاں ہر اولاد جعفر السید بن ابراہیم الاعرابی بن محمد بن علی الزینبی بن عبداللہ الجواد جوابن زینب بنت امیر المومنین علی علیہ السلام تھے تمام ہوئی۔نہم محمد العالم بن جعفر السید کی اولاد داؤد۔ابراہیم۔ادریس۔عیسیٰ۔صالح۔اور موسیٰ سے جاری ہوئی۔جو آج مغربی افریقہ کے ملک موریطانیا میں کثرت سے آباد ہیں اوران میں ہمارے دوست نسابہ خالد سلیمانی بھی ہیں۔

اعقاب بقایا اولاد ابراہیم الاعرابی بن محمد بن علی الزینبی بن بی بی زینب علیہ السلام

یحییٰ بن ابراہیم الاعرابی بن محمد بن علی الزینبی کے تین فرزند تھے (۱)۔ابراہیم (۲)۔جعفر (۳)۔یحییٰ بقول الدمشقی الجعفری نے اپنی کتاب میں کہا کہ یحییٰ بن ابراہیم الاعرابی کی اولاد آل ابی الھیاج سے معروف ہے۔اور عبداللہ بن ابراہیم الاعرابی کے فرزند (۱)۔محمد اور (۲) جعفر تھے انکی والدہ جعفریہ تھیں۔

اور عبیداللہ بن ابراہیم الاعرابی کی اولاد میں (۱) ابراہیم (۲)۔محمد (۳)۔علی تھے اور ابراہیم بن عبیداللہ کی اولاد میں عبیداللہ بن محمد بن علی بن ابراہیم المذکور تھے جنکی اولاد دمشق میں گئی اوران عبیداللہ بن محمد کی اولاد میں ابوطالب محمد بن ابی الحسین بن عبیداللہ بن حسین المشہور بن ابی الفضل جعفر بن ابی الحسین عبیداللہ المذکور تھے اور عبیداللہ بن محمد کی دوسری شاخ میں ذوالجلال بن ابی طالب حسن بن حسین بن ابی الحسن قاسم بن عبیداللہ المذکور تھے اور یہ ذوالجلال المعروف بابن جعفری تھے اور صاحب اقتدار اور ریاست تھے۔

اعقاب ابوالکرام عبداللہ بن محمد الارئیس بن علی الزینبی بن سیدہ زینب الکبری سلام اللہ علیہا

آپکے تین فرزند تھے (۱)۔داؤد (۲)۔ابراہیم اور (۳) محمد ابوالمکارم الاصغر الملقب باحمر عینہ انکی اولاد کثیر تھی۔محمد ابوالمکارم بن ابوالکرام عبداللہ بقول جمال الدین احمد ابن عنبہ در کتاب عمدۃ الطالب (صفحہ نمبر ۴۹) جنگ مدینہ میں ابومنصور جعفر الدوانقی کے ساتھ تھے اور جب محمد نفس الزکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ کوقتل کیا گیا تو محمد ابوالمکارم نے آپ کا سرنیزے پر بلند کیا یعنی آپ نے عباسیوں کا ساتھ دیا

اعقاب داؤد بن ابی الکرام عبداللہ بن محمد الارئیس بن علی الزینبی بن سیدہ زینب علیہ السلام

آپکے فرزندگان میں (۱)۔علی (۲)۔سلیمان (۳)۔محمد اور یہ کہا الشیخ الشرف العبید لی اور ابوالحسن عمری اور بقول ابن طباطبا علی بن داؤد بن ابی الکرام عبداللہ کی اولاد سے ابی عبداللہ حسین الثائر قزوین میں انکی قبر ہے اور انکی اعقاب۔مراغۃ کوفہ شاش اور قزوین اوراھواز میں گئی۔اور انکی اولاد سے محمد بن علی بن ابی عبداللہ حسین الثائر المذکور تھے۔

اعقاب عیسیٰ بن محمد الارئیس بن علی الزینبی بن سیدۃ زینب سلام اللہ علیہا

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکی اولاد میں صرف ایک فرزند محمد المطبقی تھا اور محمد المطبقی کے فرزندگان میں (۱)۔ابراہیم (۲)۔عباس (۳)۔احمد (۴)۔اسحاق (۵)۔علی (۶)۔یحییٰ تھے اوران کے اعقاب زیادہ تر عراق میں رہے اور ابراہیم بن محمد المطبقی کی اولاد میں ۔(۱) جعفر المستجاب الدعوۃ (۲)۔**احمد** (۳)۔**علی** تھے ان کا ذکر الشیخ الشرف العبید لی نے نہیں کیا مگر ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا نے ان کا ذکر کیا ہے جعفر المستجاب الدعوۃ بن ابراہیم بن محمد المطبقی کے چار فرزند تھے (۱)۔ابی احمد حمزہ (۲)۔ابی الفضل العباس (۳)۔ابی القاسم حسین (۴)۔ابی اسحاق محمد ان میں ابی احمد حمزہ بن جعفر المستجاب الدعوۃ کے دوفرزند۔(۱) ابی محمد علی الشیخ جنکی بقیہ بغداد میں گئی اور (۲) حسن جنکی اولاد بغداد گئی اور منقرض ہوگئی اور ابو الفضل العباس بن جعفر المستجاب الدعوۃ کی اولاد میں ابوالفضل احمد بن حسین الاحول القصیر بن علی بن ابی الفضل عباس المذکور تھے جنکی اولاد مزید آگے نہ بڑھی۔اور ابوالقاسم حسین بن جعفر المستجاب الدعوۃ کے دوفرزند تھے (۱)۔ابی الحسن علی۔اور (۲) ابی عبداللہ محمد اور ابی الحسن علی بن ابوالقاسم حسین بن جعفر المستجاب الدعوۃ کے بقول ابن طباطبا کہ ابی العلا محمد الاعور بن زید بن علی بن ابی القاسم حسین بن جعفر المستجاب الدعوۃ المذکور تھے۔ابواسحاق محمد بن جعفر المستجاب الدعوۃ کے دوفرزند تھے۔(۱) ابومحمد الحسن اور (۲) ابوالحسین علی ان میں ابوالحسین علی کی بقول ابن طباطبا صرف بیٹی تھی بغداد میں اور ابومحمد حسن بن ابواسحاق محمد بن جعفر المستجاب الدعوۃ کی اولاد میں علی المعروف قتادہ بن ابی طالب محسن بن احمد بن ابومحمد حسن المذکور تھے

اعقاب احمد بن ابراہیم بن محمد المطبقی

آپکی اولاد سے ابی الخطاب زید بن القاسم بن محمد بن احمد بن ابراہیم بن محمد المطبقی تھے۔انکی اولاد کو بنوطوری بھی کہا جاتا ہے جو اولاد تھے ابی العز زید الملقب بطوری بن حسن بن ابی الخطاب زید المذکور کے اوانکی ایک جماعت حلہ اور حائر میں گئی۔

اعقاب علی بن ابراہیم بن محمد المطبقی

بقول ابن طباطبا آپکے دوفرزند(۱)۔ابوالفضل محمد اور(۲) ابوعبداللہ محمد تھے۔اور انکی اولادمیں علی الضریر بن ابی ہاشم عیسیٰ بن ابی الفضل محمد بن علی بن ابراہیم بن محمد المطبقی المذکور تھے۔

اعقاب اسحاق الاشرف بن علی الزینبی بن سیدۃ زینب سلام اللہ علیہا

آپ کے سات فرزند تھے(۱)۔جعفر(۲)۔حمزہ(۳)۔محمد العطوانی(۴)۔عبداللہ الاکبر(۵)۔عبداللہ الاصغر(۶)۔عبیداللہ(۷)۔حسن ان میں اول جعفر بن اسحاق الاشرف کے چار فرزند(۱) عبداللہ الاکبر(۲)۔عبداللہ الاصغر کے اعقاب مصر اور نصیبین میں گئے ۔(۳) علی المرجا اعقاب مصر گئے۔ (۴) اور محمد بقول ابی عبداللہ حسین بن طباطبا ان کی اولاد سمرقند گئی۔

عبداللہ الاکبر بن جعفر بن اسحاق الاشرف کے بیٹے محمد المشلیق تھے اور محمد المشلیق کے بیٹے(۱)۔علی(۲)۔احمد(۳)۔حسن(۴)۔حسین تھے۔ان میں علی بن محمد المشلیق کے فرزندوں میں(۱) ابی عیسیٰ محمد الشاہد بالکوفہ(۲)۔ابی الطیب محمد(۳) ابی عبداللہ محمد۔(۴) اور ابی محمد حسن تھے۔اور ابی عیسیٰ محمد الشاہد بن علی بن محمد المشلیق کے دو بیٹے تھے(۱) ابوالقاسم جعفر ذرق ا لبط اور(۲) ابوالحسن احمد تھے۔

دوئم محمد العطوانی بن اسحاق الااشرف کے فرزند علی تھے اور علی کے فرزندگان میں(۱) حسین الحقانی(۲)۔عبداللہ الاصغر(۳)۔عبیداللہ(۴)۔حسن سوئم حمزہ بن اسحاق الاشرف انکے فقط ایک ہی فرزند محمد تھے اور محمد کے پانچ فرزند تھے۔(۱) حسن الصدری نسب میں الصدر کی وجہ سے صدری کہلائے جو کہ ایک موضع ہے مدینہ کے قرب میں(۲)۔عبداللہ(۳)۔داؤد(۴)۔ابراہیم(۵)۔صالح ان میں صالح بن محمد کے بارے میں دمشقی نے لکھا ہے کہ انقرض ہوگئے اور ابن طباطبا نے کہا کہ فی ”صح“ تھے یعنی ان کی اولاد کا ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہوسکا اور ابراہیم بن محمد کے فرزند مغرب گئے ان میں تین فرزند۔(۱) زیارت اللہ۔(۲) مظہر اور(۳) محمد تھے اور بقول جمال الدین ابن عنبہ(درعمدۃ الطالب صفحہ۵۳) نسب قطع ہوگیا۔اور داؤد بن محمد کے دوفرزند تھے۔اسحاق اور اسماعیل جنکی اولاد بھی تھی۔اور عبداللہ بن محمد کے تین فرزند تھے۔(۱)۔یحییٰ الفافا(۲)۔احمد(۳)۔علی۔اور ان سب کی اولاد تھی اور حسن الصدری بن محمد بن حمزہ کی اولاد کثیر تھی آپکے چودہ فرزند تھے۔(۱) زید(۲)۔القاسم(۳)۔جعفر(۴)۔محمد(۵)۔عبداللہ(۶)۔داؤد(۷) احمد (۸) طاہر(۹) اسحاق(۱۰) ابراہیم(۱۱) یحییٰ(۱۲) حمزہ(۱۳) بلیق(۱۴) ابولفواس۔ان میں زید بن حسن الصدری کی اولاد میں ابوعبداللہ محمد المعروف باجمالان بن عبداللہ بن حسن بن زید المذکور تھے۔جنکی اولاد میں بنو جمالان حلہ میں تھی۔جوزعم کیا جاتا ہے کہ محمد بن زید کی اولاد تھی اور کہا جاتا ہے کہ ان کا نسب جعلی ہے۔(واللہ اعلم) پھر القاسم بن حسن الصدری کے دوفرزند۔محمد الفافا جنکی عقب فارس گئی اور احمد پھر داؤد بن حسن الصدری کے فرزند ابوالحسن اسماعیل الملقب اللطیم تھے۔

ابوالحسن اسماعیل المعقب اللطیم کے فرزند ابوالقاسم محمد جو بیت المقدس میں فوت ہوئے اور بقول الشیخ عمری آپ کی اولاد تھی۔اور احمد بن حسن الصدری کی اولاد میں سے ایک جماعت مصر کی جانب گئی اور ابی العصیب طاہر بن حسن الصدری کے بیٹے جعفر قاضی طبرستان تھے ان کی اولاد بلاد جبل کی جانب گئی دوسرے بیٹے علی بن طاہر اور تیسرے بیٹے حسن کے عقب بھی بلاد الجبل میں گئے۔

اور اسحاق بن حسن الصدری ان کے بیٹے یحیٰ اور یحیٰ کے بیٹے حسین تھے جو مصر میں فوت ہوئے اور بلیق بن حسن الصدری کا ایک بیٹا عیسیٰ تھا جسکی اولاد قزوین کی جانب گئی اس کے بعد اولاد حسن الصدری بن محمد بن حمزہ بن اسحاق الاشرف بن علی الزینبی بن سیدہ زینب سلام اللہ وعبداللہ الجان بن جعفر الطیار بن ابی طالب علیہ السلام تمام ہوئی۔

شہادت عون الاکبر بن عبداللہ الجواد بن جعفر بن ابی طالب علیہ السلام

بقول ابی الفرج الاصفہانی در کتاب مقاتل الطالبین صفحہ ۹۵ میں کہا کہ آپکی والدہ سیدہ زینب بنت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھی اور آپکی نانی فاطمہ بنت محمد رسولؐ اللہ تھیں اور مقتل الحسین کے (صفحہ ۸۳) میں لکھا ہے کہ روایت کی احمد بن عیسی نے کہا حسین بن نصر نے کہ اس نے سنا اپنے والد سے اور والد نے سنا عمر بن سعد سے اور اس نے سنا ابی مخنف سے اور اس نے سلیمان بن راشد سے اور اس نے حمید بن مسلم سے کہ عون بن عبداللہ بن جعفر الطیار کو عبداللہ بن قطنۃ التھیانی نے قتل کیا اور طبری میں بھی یہی لکھا ہے شیخ عباس قمی اپنی کتاب احسن المقال کے اردو ترجمہ مولوی صفدر حسین نجفی کے (صفحہ ۴۶۱) میں لکھتے ہیں کہ طبری نے لکھا کہ لوگوں نے عون بن عبداللہ کو گھیر لیا پس عبداللہ بن قطنۃ التھیانی نے آپ پر حملہ کر دیا مناقب میں ہے کہ عون مبارزہ کیلئے نکلے اور جنگ شروع ہوئی اور یہ رجز پڑا اگر مجھے نہیں پہچانا تو میں جعفر طیار بیٹا ہوں اور جو سچا شہید ہے جنت میں زیادہ روشن چہرے والا اور سبز پہروں سے جو اڑتا ہے او میدان محشر میں یہی شرف میرے لئے کافی ہے پس جنگ کے تین سواروں اور اٹھارہ پیادوں کو فی النار کیا اور بالاخر عبداللہ بن قطنہ نے آپ کو شہید کر دیا

شہادت محمد بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالب علیہ السلام

بقول الشیخ عباس قمی در احسن المقال کہ مبارز کیلئے نکلے اور یہ رجز پڑھا میں دشمن کی اللہ سے شکایت کرتا ہوں جس قوم کے افعال ہلاکت میں ڈالتے ہیں او ر یہ قوم اندھی ہے انہوں نے قرآنی احکام اور محکم تنزیل کو بدل دیا ہے اور سرکشی کے ساتھ کفر کا مظاہرہ کیا ہے پس دس افراد کو قتل کیا اور عامر بن نبشل تمیمی نے ان کو شہید کیا ابوالفرج اصفہانی نے آپکی والدہ کا نام الخوصا بنت حفصہ بن ثقیف بن ربیعہ بن عثمان بن ربیعہ بن عائز بن ثعلبہ لکھا ہے۔ پھر ابوالفرج الاصفہانی نے لکھا ہے کہ سلیمان بن ابی راشد نے روایت کی حمید ابن مسلم ہے کہ آپ کو عامر بن نہشل التمیمی نے قتل کیا۔ اور سلیمان بن قتہ نے اپنے مرثیہ میں ان کی شہادت کی طرف اشارہ کیا۔

شہادت عبید اللہ بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالب

بقول ابی الفرج اصفہانی آپکی والدہ خوصا بنت حفصہ بن ثقیف بن ربیعہ بن عثمان بن ربیعہ بن عائذ بن ثعلبہ تھیں آپ کا ذکر سید یحیٰ نسابہ بن ابو محمد حسن المدنی العقیقی نے کیا اور روایت کی احمد بن سعید سے کہ آپ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ روز عاشور شہید ہوئے۔

شہادت ابوبکر بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار

بقول ابی فرج اصفہانی آپکی والدہ خوصا بنت حفصہ بن ثقیف بن ربیعہ بن عثمان بن ربیعہ بن عائذ بن ثعلبہ تھیں اور روایت کی احمد بن محمد بن شبیب نے کہ کہا احمد بن حرث الخزار نے کہ اس نے ابوالحسن مدائنی سے سنا کہ ابوبکر بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار کا قتل ''یوم الحرۃ'' کو ہوا۔ یوم الحرۃ بروز بدھ ذی الحجہ ۶۳ ہجری کو (راجع بن الاثیر ۵۲۔۴۸ جلد سوم۔طبری ۱۲۔۵ جلد ۵ والعقد جلد دوئم ۳۹۱۔۳۸۷ ابوالغد اء ۱۹۲ ابن ابی الحدید جلد سوئم صفحہ ۳۰۶ التنبیہ والا شراف ۲۶۴ مروج الذھب جلد دوئم صفحہ ۶۹)

شہادت عون الاصغر بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالب علیہ السلام

بقول ابی الفرج الاصفہانی در کتاب مقاتل الطالبین صفحہ ۱۲۲ کہ آپ عون الاصغر تھے جبکہ عون الاکبر کربلا میں شہید ہوئے آپکی والدہ جمانہ مسیّب بن نجبہ بن ربیعہ بن ریاح بن عوف بن ھلال بن ربیعہ بن سمخ بن فزارہ تھیں آپ کا نانا مسیّب بن نجبہ توابین کے امراء میں سے تھے جنھوں نے امام حسینؑ کے خون کے بدلے کیلئے ابن زیادلعین کے خلاف خروج کیا اوعین الوردۃ میں شہید ہوگیا۔اور مسیّب بن نجبہ نے امیر المومنین علی بن ابی طالب کو دیکھا اور آپکی صحبت میں بھی رہے (الطبری جلد ۷ صفحہ ۷۷۔۶۶ مروج الذھب جلد دوئم صفحہ ۸۱۔۷۷) بقول ابی الفرج الاصفہانی کہ خبر سنی احمد بن محمد بن شبیب نے خزار سے اور خزار نے سنا علی بن نجم المدائنی سے کہ عون یوم الحرۃ کو مسروف بن عقبہ کے اصحاب کے ہاتھوں شہید ہوئے یوم حرۃ وہ واقع ہے جب ۶۳ ہجری کو اہل مدینہ نے قتل امام المظلوم حسین بن علیؑ کے واقع کے ردعمل کے طور پر یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی اور اس نے مسروف بن عقبہ کو لشکر دیکر روانہ کیا اور اہل مدینہ کی جان مال اور عزت کو مباح کر دیا اس لئے اس کو یوم الحرۃ کہتے ہیں۔

باب چہارم سید الوصیین امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام

حضرت علی ابن ابی طالب امام المتا قین کی ولادت بغیر کسی اختلاف کے ۱۳ رجب المرجب ۳۰ عام فیل کو ہوئی بقول شیخ ابوالحسن عمری آپ کی ولادت عین کعبۃ اللہ کے اندر ہوئی اور یہ سعادت اور کسی کو نصیب نہ ہوئی۔سید جمال الدین ابن عنبہ سے بھی یہی منقول ہے کہ آپ کعبۃ اللہ میں پیدا ہوئے اور یہ شرف آپ کے علاوہ کسی اور کو نصیب نہ ہوا نسابہ سید محمد بن حسین بن عبداللہ السمر قندی اپنی کتاب تحفۃ الطالب کے (صفحہ ۱۸) پر لکھتے ہیں کہ آپ یوم الجمعہ ۱۳ رجب کو کعبۃ المشر فہ میں تولد ہوئے اور آپ کے علاوہ کعبہ میں کوئی بھی پیدا نہ ہوا پھر کہتے ہیں کہ آپکی کنیت ابوالحسن ابوتراب اور ابوالسبطین تھی اور آپ کو حیدر کہا جاتا تھا۔اور یہ نام آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف نے رکھا تھا جیسا کہ آپ نے خیبر کے مقام پر اس طرح رجز خوانی کی تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام حیدر رکھا ہے بقول صفی الدین محمد بن تاج الدین علی المعروف با بن طقطقی الحسنی در کتاب الاصیلی (صفحہ نمبر ۵۳) کہ آپکے لقب المرتضی اور ابوالائمہ ہیں اور آپ حضرت ابو طالب بن عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔طالب سب سے بڑے ان سے دس سال چھوٹے عقیلؑ ان سے دس سال چھوٹے جعفرؑ ان سے دس سال چھوٹے علی علیہ السلام تھے۔ بقول الشیخ عباس القمی در احسن المقال (صفحہ ۱۸۹) کہ آپؑ اور آپؑ کے بہن بھائی اولین ہاشمی تھے جنکی کے والد اور والدہ دونوں ہاشمی تھے اور آپ کی ولادت کے بارے میں مشہور ہے اور اس کے حق میں بہت سی اسناد وارد ہوئی ہے کہ ایک دن عباس بن عبدالمطلب اور یزید بن قعنب بنی ہاشم اور بنی عبدالعزی کی ایک جماعت کے ساتھ کعبہ کی

حدود میں بیٹھے تھے کہ فاطمۃ بنت اسد کعبہ میں تشریف لائیں اور اچانک ان کو درد زِہ اٹھا اور آپ خانہ کعبہ کے سامنے کھڑی ہوگئی آسمان کی طرف دیکھ کر کہنے لگیں اسے پروردگار میں تجھ پر اور انبیاء والمرسلین پر ایمان رکھتی ہوں اور تیری کتابوں پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے جد بزرگوار کی باتوں کی تصدیق کرتی ہوں جنہوں نے کعبہ بنایا پس میں تجھے اس گھر کے حق کا اور اسکے بنانے والے کے حق کا اور اس فرزند کے حق کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ مجھ پر وضع حمل کو آسان کر عباس اور یزید کہتے ہیں کہ جونہی فاطمہ بنت اسد کی دعا ختم ہوئی تو کعبہ کی پچھلی دیوار پھٹی اور فاطمہ اندر داخل ہوگئیں اور حکم خدا نے دیوار کو دوبارہ ملا دیا اور آپؑ کا ظہور پرانوار ہوا آپ کی بے شمار اوصاف اور فضائل ہیں قرآن میں آپ کی شان میں کئی آیات ہیں آپ کی ہی شان میں ۔انما ولیکم کی آیت اتری آیت نجوی ۔قل کفیٰ سب آپ کی مداح سرائی میں ہیں اور آپ کی علومنزلت کے بارے میں احادیث نبویؐ کا کثیر مجموعہ ہے آپ رسولؐ اللہ کے وصی تھے بحکم خداوندی آپؐ نے غدیر خم کے مقام پر تمام مسلمانوں سے فرمایا کہ من کنت مولا فھذا علی مولا یعنی جس جس کا میں مولا اس اس کا علی مولا ہے آپ کی شادی فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء العالمین بنت محمد رسولؐ اللہ سے ہوئی آپ ختم المرسلینؐ کے وصی اور امام الاول تھے اور آپ نے ہی امت کی اصلاح کیلئے جنگیں کیں بقول علامہ سید مہدی رجائی در کتاب المعقبو ن کہ آپ کی شادی ہجرت کے دوسرے سال میں بی بی پاکؑ سے ہوئی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ اس بات کی کثیر روایات ہیں کہ آپ اول مسلمان تھے یعنی آپؐ کی رسالت کی گواہی اللہ کی واحدنیت کی گواہی سب سے پہلے آپ دی (یہاں ظاہری مسلمان کی بات ہو رہی ورنہ آپ اور رسولؐ پاک کا ایک ہی نور تھا)

بقول محمد بن حسین بن عبداللہ سمرقندی آپکے لقب ۔المرتضیٰ حیدرۃ ۔امیر المومنین ۔الانزع البطین تھے اسکے علاوہ شیخ مفید اور دوسروں کے نزدیک آپ امام المتا قین ۔سید الوصین ۔امام الامشارق والمغارب ۔کل ایمان یعسوب الدین یہ سب آپکے القاب مبارک تھے۔ اور بقول سمرقندی کے آپ کی عمر ۶۵ برس تھی جن میں ۲۵ سال آپ نے مکہ میں رسولؐ اللہ کے ساتھ گزارے اور دس سال ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں گزارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اور آپ کے وصال کے بعد تیس سال زندہ رہے اور بعض روایات میں آپ کی عمرہ مبارک ۶۳ برس تھی۔

جن میں ۲۳ برس مکہ میں گزارے آپ نے اپنی خلافت کے زمانے میں دارالحکومت مدینہ سے تبدیل کر کے کوفہ میں رکھا۔ آپ کو ۱۹ رمضان المبارک سن ۴۰ ہجری کو عبدالرحمان ابن ملجم المرادی خارجی نے زہر میں بجھی تلوار کے ساتھ بوقت نماز فجر دوران نماز ضرب لگائی۔ جس سے آپ کا سر مبارک شگافتہ ہوگیا اور ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ ہجری کو آپ نے شہادت پائی۔ آپ کا مدفون نجف الاشرف میں مرجع الخلائق ہے۔

اعقاب امیر المومنین سید الوصیین علی بن ابی طالب علیہ السلام

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ روایت کی خود ابوعلی ابن شہاب العکبر ی نے محمد ابن بطۃ سے (جو مولف کتاب اسماء مصنفی الشعیۃ تھے ابوالعلا محمد بن بطہ اور عضد الادولۃ دیلمی کے وزراء میں سے تھے) کہ انہوں نے خود لکھا الشیخ ابی الحسن بن ابی جعفر نسابہ کے ہاتھ سے لکھے نسخے میں کہ علیؑ کے ۲۰ بیٹے اور ۱۹ بیٹیاں تھیں اور خود العکبر ی نے امام علیؑ کی اولاد کی تعداد اتنالیس لکھی ہے اور الشیخ ابوالحسن عمری نے اپنے والد سے روایت کی کہ امام علیؑ بن ابی طالب کی ۳۷ اولادیں تھیں پھر الشیخ ابوالحسن عمری نے اپنی کتاب المجد ی فی الانساب الطالبین کے (صفحہ ۱۹۲) پر روایت لکھی کہ میں نے یہ روایت سنی الشریف ابی علی النسابہ العمری الموضع الکوفی سے کہ حسنؑ ۔حسینؑ ۔زینبؑ اور رقیہؑ المعروف ام کلثوم کی والدہ فاطمۃ بنت رسولؐ اللہ تھیں اور محمد الا کبر ابن حنفیہ ۔محمد الاصغر

ام الحسن کی والدہ رملة بنت الثقفیہ تھیں (جو زیادہ روایات میں خولہ لکھی گئی) اور عباس۔عثمان۔جعفر اور عبداللہ کی والدہ ام البنین بنی کلابیہ سے تھیں اور ابو بکر۔عبداللہ کی والدہ بنی النھشلیہ سے تھیں یحییٰ کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں اور عباس الاصغر۔عمر اور رقیہ کی والدہ بنی الثعلبیہ سے تھیں اور امامہ۔ فاطمہ۔خدیجہ۔میمونہ۔ام سلمة۔جمانہ۔امة اللہ۔ام الکرام رقیة الصغریٰ زینب الصغریٰ ام ہانی۔ام کلثوم۔عبدالرحمان۔عمر الاصغر۔عثمان الاصغر۔عون۔جعفر الاصغر۔محسن بھی آپکی اولادیں تھیں اور عمری لکھتے ہیں کہ نسب کی کتب میں محسن کا ذکر بھی ہے اور لکھا شیخ شرف العبید لی کے خط (یعنی ہاتھ سے لکھے نسخے میں) کہ حضرت علی بن ابی طالب کے ۱۹ بیٹے تھے جن میں سے ۶ آپ کی حیات میں ہی فوت ہوگئے تیرہ بیٹے باقی رہے اور یہی روائیت جمال الدین ابن عنبہ نے بھی اپنی کتاب عمدۃ الطالب میں نقل کی ہے۔ابوعبداللہ معصب الزبیری نے اپنی کتاب نسب القریش میں آپکی اولاد کا تذکرہ اسطرح کیا ہے ملاحظہ کریں (صفحہ ۴۰)

حسن۔حسین۔زینب الکبریٰ اور کلثوم الکبری کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ تھیں۔محمد بن حنفیہ کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمة تھیں جو بنی حنفیہ سے تھیں۔عمر بن علی اور رقیہ دونوں جڑواں تھے اور انکی والدہ الصہباء تھی انکا اصل نام ام حبیب بنت ربیعہ جو بنی ثعلب میں سے تھیں۔اور ابوالفضل عباسؑ جنکی کنیت ابوقربة۔عثمان۔جعفر۔اور عبداللہ کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن عامر بن کلاب بن ربیعہ تھیں اور عبیداللہ بن علی کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمی بن جندل بن نہشل بن دارم تھیں۔اور یحییٰ بن علی کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں اور یہ یحییٰ مولا علیؑ کی حیات میں ہی وفات پا گئے تھے۔ام الحسین بنت علی اور رملہ بنت علی کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب الثقفی تھیں۔ اور زینب الصغریٰ۔ام کلثوم الصغریٰ رقیہ الصغریٰ۔ام ہانی۔ام الکرام۔جمانہ جن کو ام جعفر بھی کہتے ہیں۔ام سلمة میمونہ۔خدیجہ۔فاطمہ اور امامہ یہ سب مولا علی کی بیٹیاں مختلف بیویوں سے تھیں۔اور العلامہ النسابہ السید مہدی رجائی اپنی کتاب المعقبون من آل ابی طالب کے صفحہ ۴۴ میں آپکی اولاد کی تفصیل اسطرح لکھتے ہیں

(۱) امام حسن المجتبیٰ (۲) امام حسینؑ والدہ فاطمة بنت رسولؐ اللہ

(۳) محمد الاکبر بن حنفیہ والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلیمہ بن ثعلبہ بن عبید بن میر بوع بن ثعلبہ بن الاوَل بن حنفیہ

(۴) عمر الاطرف والدہ الصہباء التغلبیہ جن کا اصل نام ام حبیب بنت ربیعہ بن یحییٰ بن العبد بن علقمہ بن حارث بن عتبة بن سعد بن زہیر بن حشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن عثمان بن تغلب تھیں

(۵) ابوالفضل عباس الشہید لقب سقا آپ میدان کربلا میں علمدار تھے اور کربلا میں شہید ہوئے عمر ۳۴ سال تھی والدہ ام البنین بن حزام تھیں۔

(۶) اور عثمان جنکی کنیت ابا عمرو تھی اور کربلا میں شہید ہوئے عمر ۲۱ سال تھی (۷) جعفر کنیت ابوعبداللہ تھی اور عمر ۲۹ سال تھی اور کربلا میں شہید ہوئے اور سب کی والدہ ام البنین بنت خورم بن خالد بن ربیعہ بن واحد بن عامر بن کعب بن عامر بن کلاب تھیں (منتقلہ الطالبیہ صفحہ ۲۶۲۔۲۶۱)

اور بقول ابواسماعیل طباطبا جعفر درج تھے اور کربلا میں تھے بھائی امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے

(۸) عبداللہ الاکبر کنیت ابومحمد والدہ ام النبین فاطمة بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن واحد بن عامر بن کعب بن عامر بن کلاب تھیں اور کربلا میں ۲۵ سال

کی عمر میں شہید ہوئے

(۹) محمد الاصغر کربلا میں شہید ہوئے (۱۰) ابوبکر جن کا اسم عبداللہ تھا کربلا میں شہید ہوئے اور بقول ابواسماعیل طباطبا درکتاب منتقلہ الطالبیہ (صفحہ نمبر۲۶۱) آپ کربلا میں اپنے بھائی امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے اور آپکی قبر بھی کربلا میں ہے آپکی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمی بن جندل بن نہشل بن دارم بن حنظہ بن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم تھیں۔

(۱۱) العباس الاصغر (۱۲) ابوعلی عبیداللہ انکی والدہ بنی النھشیلہ سے تھیں جو بقول ابوالفرج الاصفہانی نے لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربیع بن سلمی بن جندل بن نھشل تھیں۔

یہاں یہ بحث بھی ضروری ہے کہ شیخ مفید نے ارشاد میں کہا کہ محسن بن امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام بی بی فاطمۃ الزہرا بنت رسول خدا کے بطن سے تھے مسعودی نے مروج الذھب میں ابن قتیبہ نے معارف میں اور نورالدین عباس موسوی شامی نے ازہابستان الناظرین میں محسن کو اولاد امیر المومنین میں شمار کیا ہے۔ الشیخ ابوالحسن عمری العلوی اپنی کتاب المجد ی فی الانساب الطالبین کے صفحہ۱۹۳ میں ذکر کرنے میں کہ شیعہ محسن اور ان کے اسقاط حمل کی روایت بیان کرتے ہیں اور میں نے بعض اہل نسب کی کتب میں محسن کا ذکر دیکھا ہے لیکن اہل نسب کی کتب میں ان کے اسقاط کی کوئی وجہ بیان نہیں ہوئی تاہم شیخ مفید بیان کرتے ہیں کہ جناب محسن شہید ابھی شکم مادر میں ہی تھے تو رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام محسن رکھ دیا۔ انساب کے علاوہ تاریخ اور احادیث کی بہت سے کتابوں میں جناب محسن جو بی بی فاطمۃ الزہرا کے بطن سے تھے کے اسقاط حمل کی وجوہات مسند روایت کی روشنی میں بیان کی گئی ہیں جو علم الرجال سے ثابت ہوتی ہیں تاہم ان کے ذکر کا محل یہ نہیں۔ تمام نسابین متاخرین اور محققین اس بات پر متفق ہیں کہ مولا علی شیر خدا کی نسل پانچ فرزندگان سے چلی ہے امام حسن المجتبیٰ۔ امام حسین شہید کربلا۔ محمد ابن حنفیہ۔ ابوالفضل العباس۔ عمر الاطرف۔ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کیا گیا۔ ان کے علاوہ مولا علی کے کسی دوسرے بیٹے سے ملنے والا نسب یقیناً باطل ہے۔

ہم امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی اولاد کا تذکرہ اسی ترتیب سے کریں گے جس ترتیب سے نسابین نے کیا ہے اور یہ طبقات اہل النسب کے مرتب کردہ ہیں جس میں اول امام حسن۔ دوئم امام حسینؑ سوئم محمد حنفیہ اور چہارم جناب ابوالفضل عباس پنجم عمر الاطرف کا اور انکی اولاد کا تذکرہ انشاءاللہ ہوگا امام حسنؑ اور امام حسینؑ چونکہ رسولؐ اللہ کی اولاد ہیں تو اس لئے ہم خاتم المرسلین کا تذکرہ سادات کے ذکر کے ساتھ ہی کریں گے رسولؐ اللہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے جد ہیں آپؐ کی اولاد صرف ان حضرات سے ہی چلی۔

اس لئے رسول اللہ کا ذکر امام حسنؑ اور حسینؑ کے ذکر سے پہلے شروع کیا جارہا ہے۔

شہادت عبداللہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

آپ کا نام عبداللہ الاکبر اور کنیت ابومحمد تھی آپ کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن واحد بن عامر بن کعب بن عامر بن کلاب تھیں میدان کربلا میں آپ کی عمر مبارک ۲۵ سال تھی۔ بقول الشیخ عباس قمی درکتاب احسن المقال میں لکھا کہ سخت جنگ کے بعد مانی بن ثبیت نے آپ کو شہید کردیا بقول ابی الفرج اصفہانی آپ کی عمر اس وقت ۲۵ سال تھی۔

شہادت جعفر بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا نام جعفر کنیت ابوعبداللہ تھی اور آپ کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن واحد بن عامر بن کعب بن عامر بن کلاب تھیں آپ اپنے بھائی عبداللہ کے بعد میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا میں بلندیوں کا مالک جعفر ہوں اور بہترین بخشنے والے علی کا بیٹا ہوں میرا حسب میرے چچا جعفر اور میرے خالو جیسا ہے میں سخی حسینؑ صاحب فضل کی حمایت کرتا ہوں ابن شہر آشوب نے کہا کہ خولی اصحی نے آپ کی طرف تیر پھینکا اور وہ آپ کی آنکھ پر لگا جبکہ ابوالفرج اصفہانی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خولی اصحی نے آپ کو شہید کیا۔اور واقعہ کربلا میں آپ کی عمر مبارک ۲۹ سال تھی۔

شہادت عثمان بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا نام عثمان کنیت ابوعمرو تھی اور واقعہ کربلا میں آپ کی عمر ۲۱ برس تھی آپ کی والدہ بی بی ام البنین بنت حزام الکلابیہ تھیں آپ نے بہترین جنگ کی حتیٰ کہ خولی اصحی نے آپ کے پہلو میں تیر مارا اور آپ کو گھوڑے سے زمین پر گرا دیا۔پھر بنی دارم کے ایک فرد نے آپ پر حملہ کیا اور آپ کو شہید کر دیا۔منقول ہے کہ آپ کی پیدائش پر امیر المومنین نے فرمایا کہ میں اپنے اس بیٹے کا نام اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر رکھ رہا ہوں جناب عثمان بن مظعون حضور اکرم کے جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں آپ کی وفات ۲ھجری ذی الحجہ کو مدینہ منورہ میں ہوئی آپ وہ پہلے شخص ہیں جنکی قبر جنت البقیع میں ہوئی آپ کی وفات کے بعد آپؐ نے آپ کا بوسہ لیا اور جب رسولؐ اللہ کے پسر جناب ابراہیم کی وفات ہوئی تو انہیں بھی عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کیا۔

شہادت ابوبکر بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا نام بعض نے عبداللہ یعنی عبداللہ الاصغر لکھا ہے۔بقول ابواسماعیل طباطبا در کتاب منتقلہ الطالب (صفحہ نمبر ۲۶۱) آپ کربلا میں اپنے بھائی امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے آپ کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمی بن جندل بن نہشل بن دارم بن حنظلہ بن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم تھیں آپ کا اسم گرامی سید ابوالحسین یحییٰ النسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ نے ابوبکر ہی تحریر کیا۔

آپ میدان جنگ میں داخل ہوئے تو رجز پڑھے ''میرے باپ طویل مفاخر کا مالک علیؑ'' ہے بہترین سخی اور صاحب فضل ہاشم کی اولاد ہیں۔اور یہ نبی مرسلؐ کے بیٹے حسین ہیں ہم انکی صیقل شدہ تلوار کے ساتھ حمایت کرتے ہیں ان پر میری جان قربان ہو جو معزز بھائی ہیں اور پے در پے جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ جنگ شروع ہوئی اور پے در پے حملے ہونے لگے یہاں تک کہ رجز بن بدر یا کے ایک قول کی بناء پر عقبہ بن غنودی نے آپ حملہ کیا اور آپ کو شہید کر دیا اور مدائنی سے روایت ہے کہ آپ کی لاش نہر سے ملی اور معلوم نہ ہو سکا کہ کس شخص نے انہیں قتل کیا ہے۔

شہادت محمد الاصغر بن امیر المومنین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام

بقول ابی الفرج اصفہانی آپ کی والدہ کنیز تھیں لیکن طبری (جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۹) میں ہے کہ آپ کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں بقول ابی الفرج اصفہانی کہ احمد بن عیسیٰ نے کہا کہ روایت کی حسین بن نصر نے اپنے والد سے اور انہوں نے عمرو بن شمر سے اس نے جابر سے اور اس نے ابی جعفر سے اس نے احمد

بن شبیۃ سے اور اس نے احمد بن حرث سے اور اس نے مدائنی سے

کہ بنی تمیم کے ایک شاح ابان بن دارم کے ایک شخص نے آپ پر حملہ کیا اور قتل کر دیا ابوالحسین یحییٰ النسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ نے محمد الاصغر بن علیؑ کا ذکر شہدائے کربلا کی فہرست میں کیا ہے۔

اور یہاں پر عقیلی اور طالبی، زینبی کی نسلیں تمام ہوئیں۔ ان میں جعفری قبائل جو زینبی اور غیر زینبی ہیں کی طرف منسوب قبائل عرب میں موجود ہیں ۔(واللہ اعلم)

جبکہ وہ علوی یعنی حضرت علی علیہ السلام کی وہ اولاد جن کی نسل نہ چلی اور ان میں زیادہ شہید ہو گئے، تمام ہوئے۔

الاشرف الانبیاء شفیع روز عرصات از جمیع اہل الارض والسموت حضرت خاتم النبین
سید المرسلین محمد المصطفیٰؐ

آپؐ کا نام لکھنا بھی میری قلم کی سعادت ہے آپ باعث تخلیق کائنات ہیں۔ارض سماء کی بساط آپ کی خاطر ہی بچھائی گئی آپ سے ہی دو جہانوں کا کاروبار جاری وساری ہے۔آپ اور آپکی اہلبیت یعنی آل عباء کا نورخلقت کائنات سے قبل خداوندمتعال کی تسبیح وتقدیس میں مصروف تھے آپ کا نور خداوندمتعال کے نور سے ہے جس پر آپ نے فرمایا اول خلق اللہ من نوری اور دوسری جگہ کہا علی و من نور واحدۃ۔یعنی اللہ نے سب سے اول میرا نور خلق فرمایا اور میں اور علی ایک ہی نور سے ہیں۔اور یہ نور اللہ پاک کا نور ہے اس لئے آپؐ نے حدیث کساء فرمائی جو جابر ابن عبداللہ انصاری نے آپؐ سے روایت فرمائی اور اہل کساء محمدؐ،علیؑ،فاطمہؑ،حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

بقول ابوعبداللہ معصب الزبیری در کتاب نسب القریش (صفحہ۲۰) آپؐ کی والدہ آمنہ بنت وھب بن عبدمناف بن زہرۃ بن کلاب تھیں اور آپؐ کی نانی برۃ بنت عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھیں اور برۃ بنت عبدالعزی کی والدہ ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزی بن قصی تھیں اور ام حبیب بنت اسد کی والدہ برۃ بنت عدی بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں اور برۃ بنت عدی کی والدہ امیمہ بنت مالک بن غنم بن حنش بن عادیہ بن صعصۃ بن کعب بن طانحہ بن لحیان بن ھذیل تھیں اور امیمہ بنت مالک کی والدہ اور قلابہ بنت الحارث بن کی والدہ دبۃ بنت الحارث بن تمیم تھیں اور دبۃ بنت الحارث کی والدہ لبنیٰ بنت الحارث بن النمر بن حبریۃ بن آسید بن عمرو بن تمیم بن مر بن اد بن طالخۃ بن الیاس بن مضر بن نزار

اور آپکی کنیت ابوالقاسم تھی آپ کی ولادت علمائے امامیہ کے نزدیک ۱۷ ربیع الاول اور علمائے اہل سنت نے آپکی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو لکھی ہے الشیخ الکلینی اور بعض فاضل علمائے شیعہ نے بھی ۱۲ ربیع الاول لکھی ہے اور بقول الشیخ عباس قمی در احسن المقال (صفحہ نمبر۲۵) کہ آپ کی ولادت بروز جمعہ صبح صادق کے وقت ہوئی اور آپ کی ولادت اسی سال ہوئی جس سال اصحاب فیل کعبہ کو خراب کرنے کیلئے آئے تھے آپکی ولادت مکہ میں ہوئی مورخین نے کہا ہے کہ آپؐ کی ولادت باسعادت ہبوط آدم سے چھ ہزار ایک سو تریسٹھ سال بعد ہوئی آپ کے معجزات وخصوصیات اور اوصاف اس قدر کثیر ہیں کہ آگر ان کو لکھا جائے تو دیوانوں کے دیوان رقم ہو جائیں جب آپکی عمر مبارک ۲۵ سال ہوئی تو آپکی شادی جناب خدیجہ بنت خویلہ بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب سے ہوئی اور انکے بطن سے ہی آپ کی اولاد کا سلسلہ جاری ہوا۔آپ تمام انبیاء سے افضل اور برتر تھے آپ نے خود فرمایا کہ نحن الاخرون والسابقون یعنی ہم سب سے آخر ہیں اور سب سے پہلے ہیں (مودت فی القرباء از میر سید علی ہمدانی) سید سادات سالار عجم میر سید علی ہمدانی مودت فی القرباء کے (صفحہ نمبر۲۸) پر فرمایا کہ آپؐ نے فرمایا میں بنی آدم میں سابق (پہلا) ہوں (کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر صفحہ نمبر۵)

آپ کا نسب الشریف شیخ عمری نے پڑھا سید شیخ ابی الحسن محمد بن ابی جعفر محمد بن علی العلوی الحسینی العبید لی المعروف الشیخ شرف العبید لی سے اور انہوں نے کہا کہ یہ روایت کی ہے ابی بکر محمد بن عبدۃ العبقسی الطرطوسی نسابہ نے اور یہ روایت انہوں نے عبداللہ سے کی کہ آپ کا نسب اسطرح ہے محمد رسولؐ اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن اد د بن السیع بن الھمیسع بن سلامان بن النبت بن حمل بن قیدار بن اسماعیل ذبیح اللہ بن

ابراہیم خلیل اللہ بن تارخ بن ناحور بن سروغ بن ارغو بن فالغ بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن الیارد بن مھلائیل بن قنیان بن انوش بن شیث بن حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام (کتاب المجدی ۱۸۶۔۱۸۵صفحہ)

اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؐ کے فرزندگان میں (۱) القاسم جنکی نسبت سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے (۲) عبداللہ جنکو الطیب بھی کہتے ہیں (۳) طاہر ان تین ابنان کی والدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی ابن قصی اور فرزند چہارم ابراہیم کی والدہ بی بی ماریہ قطبیہ تھیں

آپکی بیٹیوں کے بارے میں روایت میں اختلاف پایا جاتا ہے جمہور نسابین نے آپکی چار بیٹیاں لکھی ہیں

فاطمہ الزہرا۔ زینب۔ ام کلثوم۔ رقیہ لیکن الشیخ ابوالحسن عمری نے المجدی میں یہ کہا کہ فاطمہ الزہراؑ کے علاوہ باقی بیٹیوں کے بارے میں ایک گروہ یا قوم کا کہنا ہے کہ وہ بیٹیاں تو جناب خدیجہ کی ہی تھیں مگر آپؐ سے نہ تھیں یعنی آپؐ کی صلبی اولاد نہ تھیں۔ اس ضمن ہی علمائے تسنن اور تشعیون میں سے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ تین جناب ہالہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی کی بیٹیاں تھیں جن کی کفالت حضرت خدیجہ کرتی تھیں اور آپؐ سے شادی کے بعد ان کی کفالت خود رسولؐ خدا نے کی تاہم اس صورت میں بھی وہ رسولؐ اللہ کے زیر سایہ پرورش پانے والی تھیں اور ان کی عظمت اور منزلت کی کوئی حد نہیں رسولؐ اللہ نے انکی کفالت کی لیکن مورخین اور نسابین نے ان کو آپؐ کی بیٹیوں میں شمار کیا ہے اور تمام مورخین نسابین محققین۔ آئمہ الفقہ والحدیث اس بات پر متفق ہیں کہ آپؐ کی اولاد صرف اور صرف سیدۃ النساء العالمین کے بطن سے چلی اور قیامت تک آپکی نسل ان سے باقی رہے گی۔

تذکرہ سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

الشیخ طوسی نے المصباح میں کہا کہ فاطمہ الزہرا سیدۃ نساء العالمین کی ولادت ۲۰ جمادی الاول کو ہوئی اور کہا کہ یہ بعثت کا دوسرا سال تھا بعض نے کہا بعثت کا پانچواں سال سیدۃ نساء العالمین کی ولادت ہوئی۔ ابن بابویہ نے سند معتبر کے ساتھ یونس بن ظبیان سے روایت کی ہے حضرت امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا کہ آپ کے نو نام ہیں فاطمہ صدیقہ۔ مبارکہ۔ زکیہ۔ راضیہ۔ مرضیہ۔ محدثہ۔ زہرا پھر فرمایا کہ امیر المومنین علی ابن ابو طالب کے علاوہ کوئی بنی آدم میں سے روئے زمین پر کوئی انکا کفو نہیں تھا اور شیخ صدوق نے سند معتبر سے روایت کی ہے کہ آپؐ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے جناب فاطمہؑ کے گھر جاتے کچھ دیر وہاں رکتے اور پھر اپنے گھر جاتے۔ الشیخ مفید اور الشیخ طوسی نے طریق عامہ سے روایت کی کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جو اس کو خوش کرے اس نے مجھے خوش کیا اور جو اسکو ناراض کرے اس نے مجھے ناراض کیا۔ الشیخ طوسی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ وہ کہتی تھیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو بات کرنے میں رسولؐ خدا کیساتھ فاطمہؑ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو آپ کو جنت کی عورتوں کی سرداری کی بشارت رسولؐ اللہ نے دی آپ کی فضلیت اسقدر تھی جب سیدۃ فاطمہ رسول کے سامنے نمودار ہوتیں تو آپؐ احترام میں کھڑے ہو جاتے قیامت تک آپؐ کی اولاد حسنین کریمین سے جاری رہے گی سیدہ نے ۳ جمادی الثانی کو پردہ فرمایا۔

آپ کی آخری وصیت میر سید علی ہمدانی الحسینی الاعرجی نے اپنی کتاب مودت فی القرباء مودت چہارم صفحہ ۱۵۹ میں اس طرح لکھی ہے شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ فاطمہ بنت رسولؐ اللہ کی وصیت ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ

اللہ کے رسولؐ ہیں اور شہادت دیتی ہوں کہ جنت حق ہے اور اللہ قبروں سے تمام مردوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا اے علیؑ! میں فاطمہ دختر رسولؐ اللہ ہوں اللہ تعالیٰ نے تم سے میرا نکاح کیا تا کہ میں دنیا اور آخرت میں تمھاری بیوی رہوں اور تم غیر کی نسبت میرے لئے زیادہ تر اولیٰ ہو پس تم ہی مجھ کو غسل دینا اور حنوط کرنا اور کفنا کر رات کے وقت دفن کرنا اور کسی کو خبر نہ دینا میں تم کو اللہ کے سپرد کرتی ہوں اور اپنی اولاد کو جو قیامت تک ہوگی سلام کرتی ہوں۔

شرف سادات جو انہیں دوسروں سے ممتاز کرتا ہے

اول: ان حضرات کا احترام امت پر لازمی ہے وہ اس وجہ سے کہ رسولؐ اللہ کی اولاد ہیں اور اس نسبت سے ان کا احترام واجب ہے اصول کافی میں باب تقبیل کے اندر صحیح اسناد کے ساتھ امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "لا یقبل راس احد ولد یدہ الا رسولؐ اللہ او من ارید بہ رسول اللہ"

ترجمہ: کسی کا ہاتھ اور سر نہیں چوما جاتا سوائے رسول اللہ کے یا اس کا جس کا رسول اللہ کی نسبت سے چوما جائے۔ یعنی آپؐ کی اولاد سادات بنی فاطمہ ہے

دوئم: اور روایت ہے انس بن مالک سے کے کہ کہا رسول اللہ نے کہا لا یقوم الا حد الا الحسن والحسین وذریتھما۔

یعنی کوئی (تعظیماً) اٹھتا نہیں کسی کیلئے سوائے حسنؑ اور حسینؑ اور انکی اولاد کیلئے۔ یہ حدیث بھی سادات عظام کے شرف میں ہے

سوئم: سادات عظام کا کثیر ہونا اور شرقاً غرباً پھیل جانا اس طرف اشارہ ہے جو اللہ قرآن میں فرمایا

انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر" جب جناب ابراہیم بن محمد رسولؐ اللہ نے وصال فرمایا تو دشمنان اسلام نے آپؐ پر بے اولادی کے طعنے لگائے تو اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ اور یہاں الکوثر سے مراد نسل کثیر ہے جو سادات عظام میں جو بی بی فاطمہؑ کی اولاد ہیں اور اسطرح آپؐ کی اولاد ہیں۔

چہارم: اللہ پاک نے قرآن میں خمس رسولؐ اللہ کے قرابت داروں کیلئے مخصوص کر دیا یعنی پاک مال کا پانچواں حصہ رسول کے قرابت داروں یعنی سادات کیلئے مخصوص ہے اور یہ بات بھی ان حضرات کے شرف میں جاتی ہے۔

پنجم: اور قرآن میں یہ آیت اتری کہ رسول نے کہا کہ میں تم سے اجر رسالت کچھ نہیں مانگتا سوائے میرے قرابت داروں سے محبت یعنی اولاد رسولؐ اللہ سادات عظام سے محبت تفسیر ابن العربی میں محی الدین ابن العربی سے منقول ہے (صفحہ نمبر ۲۳۲ جلد دوئم) کہ رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ آپکے قریبی رشتہ دار کون سے ہیں جنکی محبت فرض ہے تو آپ نے فرمایا علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ اور انکی اولاد۔

ششم: اور امام محمد مہدی آخرالزماںؑ جن کے بارے میں رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ مہدی حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے یہ بات بھی السادات کیلئے باعث فخر ہے

ہفتم: ہر کسی کی جد کو کوئی بھی گالی دے سکتا ہے مگر سادات کی جد کو کوئی بھی گالی نہیں دے سکتا کیونکہ سادات کی جد خود رسول اکرمؐ ہیں

ہشتم: حسب اور نسب کے اعتبار سے دنیا میں کوئی قوم قبیلہ چاہے انبیاء علیہ السلام کی اولاد ہی کیوں نہ ہوں سادات سے زیادہ شرف اور فضیلت نہیں رکھتا کیونکہ سادات کی جد رسول اکرم تمام انبیاء کے سردار اور امام ہیں

نہم: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل بیت ویطھرکم تطھیرا" اس آیت میں رسولؐ اللہ کے گھر والوں کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ آیت بھی اشراف کیلئے اہمیت رکھتی ہے کہ اللہ کی خواہش ہے کہ رسول کے گھر والوں سے ہر قسم کی گندگی دور ہو جائے۔

دہم: الامالی میں شیخ طوسی نے ابن صلت سے اور انہوں نے ابن عقدہ سے اور انہوں نے علی بن محمد العلوی سے اور انہوں نے جعفر بن محمد بن عیسیٰ اور انہوں نے عبیداللہ بن علی سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے اور آپ نے اپنے آباء سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام نسب قطع ہو جائیں گے سوائے میرے نسب کے یعنی آپ کی اولاد سادات کا سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا سبحان اللہ (بحار الانوار صفحہ ۲۴۶)

باب پنجم امیر المومنین امام حسن المجتبیٰ بن امیر المومنین علی المرتضیٰ بن ابی طالب علیہ السلام

بقول ابوالحسن عمری در کتاب المجدی فی انساب الطالبین (صفحہ ۱۹۴) میں روایت کی انہوں نے ابوعلی العمری الموضح نسابہ سے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت ہجرت کے تیسرے سال ہوئی اور کہا کہ امام حسنؑ رسولؐ اللہ کی شبیہ تھے اور آپ کی شہادت ۵۲ ہجری میں ہوئی ۴۸ سال کی عمر میں اور آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔

اور بقول ابوبکر بن عبدۃ نسابہ کی روایت ہے ابن معیہ کے طریق سے کہ حسن بن علیؑ کی ولادت مدینہ میں غزہ بدر سے انیس ۱۹ دن قبل ہوئی اور آپ اپنی جد محمد خاتم المرسلینؐ سے احادیث روایت کرتے تھے اور وفات مدینہ منورہ میں ۴۹ ہجری میں ہوئی۔ اور ابوالغنائم حسین البصری نے اپنے چچا ابی القاسم صفی سے سنا کہ ابوالقاسم حسین بن خداع النسابہ المصری الاقطی نے کہا کہ امام حسن بن علی کی ولادت رمضان کے مہینے میں ہجرت کے تیسرے سال ہوئی اور آپ نے ۵۰ ہجری کو پردہ فرمایا اس وقت آپکی عمر ۴۷ سال تھی اور آپکی قبر بقیع میں ہوئی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ صاحب عمدۃ الطالب (صفحہ ۶۱) کہ آپکی والدہ سیدہ فاطمہ بنت رسولؐ خدا تھیں اور آپکی نانی خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی تھیں اور جمال الدین ابن عنبہ نے روایت کی اپنی کتاب میں کہ کہا الشریف النسابہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسن بن حسن بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن المثنیٰ بن امام حسن بن امام علی علیہ السلام المعروف بابن معیہ صاحب ''المبسوط'' کہ حسن بن علی کی ولادت مدینہ منورہ میں واقعہ بدر سے ۱۹ دن قبل ہوئی اور شہادت مدینہ میں ۴۹ ہجری کو ہوئی۔

پھر جمال الدین بن عنبہ الشیخ المفید سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسنؑ رمضان کی ۱۵ تاریخ کو ہجرت کے تیسرے سال ولادت ہوئی اور رسول پاکؐ سیدۃ النساء العالمین کے پاس ولادت کے ساتویں دن گئے اور حریر کا ایک لباس سیدۃ فاطمۃ الزہرہؑ کو دیا کہ جبرائیل جنت سے حسنؑ کیلئے لائے ہیں اور رکھا ابن عنبہ نے کہ یہی روایت احمد بن صالح التمیمی نے عبداللہ بن عیسیٰ سے اور اس نے امام جعفر الصادقؑ بن امام محمد الباقرؑ سے کی۔ اور کہا جمال الدین ابن عنبہ نے کہ آپ کو جعدۃ بنت اشعث نے زہر دی جس کی وجہ سے آپ ۴۰ دن بیمار رہے اور صفر میں ۵۰ ہجری کو ۴۸ سال کی عمر مبارک میں شہید ہو گئے آپکی مدت امامت دس سال تھی اور آپکے بھائی حضرت امام حسینؑ نے آپکی تجہیز اور تکفین کی اور اپنی دادی فاطمۃ بنت اسد کے قریب جنت البقیع میں دفن کر دیا۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ رسولؐ اللہ آپ سے بے پناہ محبت کرتے تھے آپ نے اپنی جد رسول اللہ سے احادیث بھی روایت کی ہیں آپکے بارے میں رسول پاکؐ نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ پھر جمال الدین ابن عنبہ نے لکھا ہے کہ جنگ صفین کے دنوں میں امام حسنؑ جب جنگ کرنے کیلئے نکلے تو امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے لوگوں سے کہا حسن کو جنگ کرنے سے روکو مجھے خوف ہے کہ اگر یہ قتل ہو گئے تو رسولؐ اللہ کی نسل منقطع ہو جائے گی بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے وصی حضرت امام حسین علیہ السلام تھے۔

بقول الشریف صفی الدین ابوعبداللہ محمد المعروف باابن طقطقی الحسنی صاحب اصیلی اپنی کتاب کے (صفحہ ۶۱) پر کہتے ہیں کہ آپ شباب اہل جنت کے سرداروں میں سے ایک خمسہ آل عبا یعنی صاحبان حدیث کساء میں سے ایک اور صاحبان مباہلہ جو رسول نے نجران کے نصارا سے کرنے کیلیئے لئے گئے ان میں سے ایک تھے۔ بقول ابن عنبہ آپ کو جعدہ بنت اشعث نے زہر دی جس کی وجہ سے آپ چالیس روز مریض رہے۔ اور شہید ہوئے۔

بقول السید محمد بن حسین بن عبداللہ الحسینی السمر قندی درکتاب تحفہ الطالب (صفحہ ۲۰) کہ امام حسن رسولؐ اللہ سے مشابہت رکھتے تھے اور آپکے القاب۔ التقی۔ الزکی۔ الطیب۔ السید۔ الوالی۔ المجتبیٰ تھے اور آپ اپنے والد کے بعد امام تھے اور کہا کہ آپکی عمر ۴۷ سال تھی یا ۴۸ سال تھی اور آپ نے اپنی جد رسولؐ اللہ کے ساتھ سات سال گزارے اور اسکے بعد تیس سال اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے ساتھ گزارے اور والد کے شہادت کے بعد ۱۰ سال زندہ رہے آپکی خلافت کی مدت چھے ماہ اور تین دن تھی پھر کہتے ہیں کہ آپکو ۵۰ ہجری میں آپکی زوجہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی نے زہر دیا آپ ۴۰ دن علیل رہے اور پھر شہید ہوگئے۔ سید ضامن بن شدقم المدنی اپنی کتاب تحفہ الازھار (صفحہ ۱۰۵) میں روایت لکھتے ہیں کہ سنا علی بن ابراہیمؒ نے اپنے والد سے اور اس نے حماد بن عیسیٰ سے اور اس نے ابراہیم بن عمر یمانی اور عمر بن اذینہ سے اور اس نے ابان بن ابی عیاش سے اور اس نے سلیم بن قیس الھلالی سے کہ اس نے کہا کہ حضرت علی نے اپنی شہادت کے وقت اپنا وصی امام حسن علیہ السلام کو مقرر کیا اور ان کی اس وصیت پر ان کے بیٹے امام حسینؑ باقی اولاد گھر والے اور شیعہ گواہ تھے۔ اور پھر تحفہ الازھار میں السید ضامن بن شدقم روایت کرتے ہیں کہ سنا محمد بن یحییٰ نے علی بن حسن سے اور اس نے علی بن ابراہیم العقیلی سے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے ضرب لگنے کے بعد کہا اے میرے بیٹے حسن تم میرے بعد ولی الامر ہوں اور میرے خون کے والی میرے خون کے بدلے میں میرے قاتل کو صرف ایک ہی ضرب لگانا اور امام حسنؑ نے ابن ملجم کو ایک ہی ضرب لگائی اور اس کا کام تمام کردیا۔

اعقاب حضرت امام حسن علیہ السلام بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

حضرت امام حسن بن علی کی اولاد کے بارے میں الشیخ شرف العبید لی کی روایت ہے کہ آپکی ۱۶ اولادیں تھیں جن میں پانچ بیٹیاں اور گیارہ بیٹے تھے۔ جن میں (۱)۔ زید (۲)۔ حسن (۳)۔ حسین اثرم (۴)۔ طلحہ (۵)۔ اسماعیل (۶)۔ عبداللہ (۷)۔ حمزہ (۸)۔ یعقوب (۹)۔ عبدالرحمان (۱۰)۔ ابوبکر اور (۱۱)۔ عمر تھے اور بیٹیوں میں (۱) ام الخیر رملۃ (۲)۔ فاطمہ (۳)۔ ام عبداللہ (۴)۔ ام سلمۃ اور (۵) ام الحسن تھیں۔ بقول النسابہ ابن جعفر کہ عبداللہ بن حسن کربلا میں شہید ہوئے۔

بقول الموضح النسابہ کہ ام الخیر۔ زید اور ام الحسن کی والدہ بنو خزرجیہ میں سے تھیں پھر بقول الموضح النسابہ حسن المثنیٰ کی والدہ خولۃ بنت منظور الفزاریۃ تھیں اور کہا کہ عمر بن حسن کی والدہ ام الولد تھیں اور قاسم بن حسن بھی اسکے مادری، پدری بھائی تھے اور حسین الاثرم بن حسن کی والدہ ام الولد تھیں اور طلحہ بن حسن بقول ابوعلی العمری طلحہ الجواد تھے اور انکی والدہ تیم قریش میں سے تھیں۔ ابوالحسن عمری المجدی میں بیان کرتے ہیں کہ روایت ہے۔ الموضع العمری النسابہ سے کہ کہا الشیخ الشرف العبید لی نے اپنی کتاب تہذیب الانساب میں کہ امام حسنؑ کی اولاد چار بیٹوں سے چلی۔ حسن۔ زید۔ عمر اور حسین الاثرم جن میں سے عمر اور حسین الاثرم منقرض ہوگئے اور آپ کی اولاد آج دو بیٹوں سے باقی ہے ابوالحسین زید اور حسن المثنیٰ اور کہا ابوالموضح النسابہ نے کہ عبداللہ بن حسن

کوہی ابوبکر بھی کہتے تھے۔اور آپ کی شادی سکینہ بنت الحسینؑ سے ہوئی۔

بقول ابی نصر بخاری کہ امام حسن بن علیؑ کے ۱۳ بیٹے اور ۶ بیٹیاں تھیں جن میں سے زید۔حسن المثنیٰ عمر اور حسین الاثرم کی اولاد چلی۔ان سے عمر اور حسین الاثرم کی اولاد منقرض ہوئی۔اور زید اور حسن المثنیٰ کی اولاد باقی ہے اور یہی روایت جمال الدین احمد بن عنبہ نے عمدۃ الطالب میں لکھی ہے۔بقول امام فخر الدین الرازی درکتاب الشجرۃ المبارکہ (صفحہ نمبر ۱۷) کہ ابومحمد حسن بن علی ابن ابی طالب علیہ سلام کے ۱۳ بیٹے اور ۶ بیٹیاں تھیں لیکن آپکی اولاد دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے چلی۔(۱) ابومحمد حسن المثنیٰ بن امام حسن (۲) ابوالحسین زید بن امام حسن اور ام عبداللہ بنت امام حسن جنکی شادی امام زین العابدین سے ہوئی تھی اور انکے بیٹے عبداللہ باہر۔حسین الاصغر اور امام محمد باقر ابنان امام زین العابدین تھے۔اور ام عبداللہ کا اصل نام فاطمہ تھا۔اور بقول صفی الدین ابو عبداللہ محمد المعروف بابن طقطقی الحسنی مولف کتاب الاصیلی فی الانساب الطالبین (صفحہ نمبر ۶۲) کہ امام حسن بن علی کی اولاد صرف حسن المثنیٰ اور ابوالحسین زید سے چلی۔بقول السید محمد بن حسین بن عبداللہ الحسینی السمر قندی در تحفہ الطالب کہ آپکی اولاد زید اور حسن المثنیٰ سے چلی۔عمر اور حسین الاثرم منقرض ہوگئے اور کتاب الانوار فی نسب آل النبی المختار مولف ابی عبداللہ محمد بن محمد الکلبی الغرناطی نے بھی اپنی کتاب کے (صفحہ ۲۴) پر آپ کی اولاد حسن المثنیٰ اور زید سے جاری ہونے کا ذکر کیا ہے۔اور نسابہ ضامن بن شدقم نے اپنی کتاب تحفۃ الازھار کے (صفحہ نمبر ۱۴۷۔۱۴۶) میں روایت کیا الشیخ المفید کی کتاب الاشاد سے کہ شیخ مفید نے کہا کہ آپکی ۱۵ اولادیں تھیں حسین الاثرم طلحۃ اور فاطمۃ کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ التمیمی تھیں۔ابوبکر عمر عبداللہ اور قاسم کی والدہ ام الولد تھیں (جن کا نام کچھ جگہ ام الفروہ بھی لکھا ہے) ابوالحسین زید۔ام الحسن اور ام الحسین کی والدہ ام بشیر جن کا نام فاطمہ تھا بنت ابی مسعود عقبۃ بن عمرو بن ثعلبۃ الخزومی الانصاریہ تھیں اور حسن المثنیٰ کی والدہ خولہ بنت المنظور بن زبان بن سیار الفزاریہ تھیں اور باقی احمد۔اسماعیل۔عقیل۔عبدالرحمان۔بشر کی والدائیں ام الولد تھیں۔

اب ہم السید مہدی رجائی کی روایت کی جانب آتے ہیں اور یہ کہ وہ امام حسن کے باقی فرزندوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ابومحمد حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ آپکی والدہ خولہ بنت منظور بن زبان بن سیار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن ھلال بن سمی بن مازن فزارۃ تھیں

ابوالحسین زید بن امام حسنؑ آپکی والدہ ام بشیر جن کا نام فاطمہ تھا بنت ابی مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ مخزومی الانصاری تھیں۔

طلحۃ بن امام حسنؑ سیداً۔سخیاً۔کریم اور جواد تھے لیکن انکی اولاد نہ تھی۔بقول الشیخ المفید کہ انکی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ التمیمی تھیں۔

(الارشاد جلد دوئم صفحہ ۲۶)

عبدالرحمان بن امام حسنؑ آپکی وفات ابواء میں ہوئی اور آپکے چچا امام حسینؑ آپکے ساتھ تھے امام نے آپ کو کفن دیا اور آپکے چہرے کو نہیں ڈھانپا گیا

عمر بن امام حسن: جن کو عمرو بھی کہا گیا اپنے چچا امام حسین بن علی علیہ السلام کے ساتھ حج کو نکلے اور احرام پہنے ہوئے ہی مقام ابواء میں فوت ہوگئے بقول بیہقی کہ آپ رجلاً ناسکاً من الدین اور صاحب الورع تھے اور انکے بیٹے محمد اور بیٹی ام سلمۃ تھیں جنکی والدہ رملۃ بنت عقیل بن ابی طالب تھیں اور کہا جاتا ہے کہ محمد بن عمر بن امام حسن منقرض ہوگئے (لباب الانساب جلد ۱ صفحہ ۳۸۱ جلد ۲ صفحہ ۴۵۰)

حسین الاثرم بن امام حسنؑ انکی والدہ ام الولد تھیں لیکن شیخ مفید اور بعض دوسروں نے کہا آپکی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ التمیمی تھیں آپ جمیع

الفضائل اور حسن الشمائل تھے اثرم اسے کہتے جسکے اگلے دو دانت گر گئے ہوں۔ آپکی اولاد تھی مگر منقرض ہوگئی (الارشاد جلد۲صفحہ۲۶ لباب الانساب جلد۲صفحہ۴۴۹)۔ اس کے علاوہ امام حسنؑ کے باقی فرزند تھے۔ انکی اولاد بھی جاری نہ ہوئی۔ جن میں احمد۔ عقیل۔ بشر۔ اسماعیل۔ حمزہ۔ یعقوب۔ عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام

شہادت القاسم بن امام حسن علیہ السلام

القاسم بن امام حسن آپ روز عاشور شہید ہوئے ابوالفرج الاصفہانی اپنی کتاب مقاتل الطالبین کے صفحہ (۹۲) میں آپکے متعلق لکھا ہے کہ آپ ابوبکر بن حسن کے مادری پادری بھائی تھے روایت ہے احمد بن عیسی سے کہا حسین بن نصر نے کہ اس کا والد کہتا ہے کہ سنا اس نے عمر بن سعد سے اور اس نے ابی مخنف سے اس نے سلیمان بن ابی راشد سے اور اس نے حمید ابن مسلم سے کہ ایک بچے کو میدان میں میں آتے دیکھا گویا وہ چاند کا ٹکڑا تھا اس نے قمیض پہن رکھی تھی اور جوتے پہنے تھے اور بائیں جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا عمرو بن سعد الازدی کہنے لگا خدا کی قسم میں اس لڑکے پر حملہ کروں گا اور اسے قتل کر کے چھوڑوں گا پس نے گھوڑا دوڑایا حالانکہ اس بچے کو ایک ہجوم نے پہلے سے گھیر رکھا تھا۔ اس نے اس پر حملہ کیا اور اس بچے کے سر کو زخمی کر دیا۔ القاسم بن حسن کا سر زخمی ہوگیا اور وہ سر کے بل زمین پر گر گیا اور فریاد کی اے میرے چچا اے میرے چچا بس یہ فریاد جب مولا حسینؑ کے کانوں تک پہنچی آپ تیزی سے نکلے جیسے عقاب بلندی سے نیچے کی جانب اترتا ہے۔ صفوں کو چیرتے ہوئے شیر غضب ناک کی طرح فوج پر حملہ کیا یہاں تک کہ عمر و ملعون قاسم کے قاتل کے پاس پہنچے اور تلوار اسکے حوالہ کرنی چاہی اس نے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اسکا ہاتھ کاٹ دیا اس ملعون نے زوردار چیخ ماری اور لشکر کوفہ میں حرکت آگئی اور لشکر نے حملہ کیا تا کہ عمرو کو چھڑا سکے لیکن لشکر کے ہجوم سے اس ملعون کا بدن گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوگیا اور وہ قتل ہوگیا جب غبار چھٹا تو لوگوں نے دیکھا کہ امام حسین قاسم کے سرہانے بیٹھے ہیں اور وہ نوجوان جان کنی کی حالت میں زمین پر ایڑیاں رگڑ رہے ہے اور اسکی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کرنے کو تیار ہے اور امام حسینؑ فرمارہے تھے تیرے چچا کیلئے دشوار ہے کہ تو اسے پکارا اور وہ جواب نہ دے سکے اگر جواب دے بھی تو تیری مدد نہ کر سکے اور اگر تیری مدد کرے بھی تو تجھے اس کا فایدہ نہ پہنچے۔ وہ شخص جس نے تمہیں قتل کیا خدا کی رحمت سے دور رہے گا اور یہ وہ دن ہے کہ جس میں خدا کے دشمن زیادہ اور مددگار تھوڑے ہیں یہ مذکورہ بالا قصہ قاتل الطالبین اور شیخ عباس قمی کی کتاب احسن المقال میں دیا ہے۔

شہادت عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام

بقول ابی الفرج الاصفہانی در کتاب مقاتل الطالبین (صفحہ۹۳) کہ آپکی والدہ دختر السلیل بن عبداللہ البجلی تھیں جو جریر بن عبداللہ البجلی کے بھائی تھے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپکی والدہ ام الولد تھیں اور ابوالفرج الاصفہانی لکھتے ہیں کہ امام ابوجعفر محمد الباقر بن علیؑ سے روایت ہے کہ آپکو حرملہ بن کاہل الاسدی نے قتل کیا۔ الشیخ عباس قمی لکھتے ہیں کہ میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھے اگر مجھے نہیں پہنچانتے تو میں حیدر کا بیٹا ہوں جو بیشہ کا شیر تھا اور دشمنوں پر بادصرصر تھا میں تمہیں تلوار سے اس طرح ناپوں گا جیسے پیمانہ ناپتا ہے۔ پس آپ نے دشمن پر حملہ کیا اور ۱۴افراد خاک میں ملا دیئے پس ہانی بن ثبت حصرمی نے آپ پر حملہ کیا اور شہید کر دیا۔ السید یحیی نسابہ نے بھی آپ کا ذکر کیا ہے۔

ابو بکر بن امام حسن علیہ السلام

صاحب المجدی ابوالحسن عمری نے ابو بکر بن حسن کو ہی عبداللہ لکھا ہے تاہم دوسروں نے علیحدہ علیحدہ لکھا ہے (المجدی صفحہ نمبر ۲۰۱) بقول الشیخ عباس قمی درکتاب احسن المقال (صفحہ نمبر ۴۶۵) کہ آپکی والدہ ام الولد تھیں اور آپ جناب قاسم بن امام حسن کے مادری پدری بھائی تھے حضرت امام باقر سے مروی ہے کہ آپ کو عبداللہ بن عقبہ غنوی نے قتل کیا اور السید یحیٰی نسابہ بن ابی محمد حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام بن امام علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے مبسوط میں جو آل ابی طالب پر لکھی جانے والی اول کتاب ہے میں آپ کا ذکر کیا ہے اور مولف کہتا ہے کہ السید یحیٰی نسابہ نے عبداللہ بن حسن اور ابو بکر بن حسن کا ذکر علیحدہ علیحدہ کیا ہے اور شہدائے کربلا کی فہرست میں امام حسن کے تین فرزاندن کا ذکر کیا ہے۔ جناب قاسم۔ جناب عبداللہ اور جناب ابو بکر اور سید یحیٰی نسابہ کربلا کے واقعے کے باقی نسابین کی نسبت قریب تھی یعنی ۲۷۷ ہجری میں آپ نے وفات پائی لہذا بقول السید یحیٰی نسابہ المدنی العقیقی امام حسنؑ کے تین فرزند کربلا میں شہد ہوئے۔ قاسم۔ عبداللہ اور ابو بکر

اعقاب ابوالحسین زید بن امام حسن بن امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام

بقول ابن خداع نسابہ المصری الارقیطی الحسینی کہ زید بن حسنؑ بن امیر المومنین علیؑ کی کنیت ابوالحسین تھی اور آپ شریف النفس تھے۔آپ کو زید الابلج بھی کہا جاتا ہے ۔بقول السید یحییٰ نسابہ بن ابومحمد حسن المدنی العقیقی کہ آپکی والدہ ام بشیر جس کا نام فاطمہ تھا بنت ابی مسعود بن عقبہ بن عمرو بن ثعلبۃ الانصاریہ تھیں۔بقول الموضح العمری نسابہ کہ آپ متولی صدقات النبیؐ تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ آپ نے اپنے چچا امام حسینؑ سے اختلاف کیا اور انکے ساتھ عراق نہ گئے اور آپکی والدہ فاطمہ بنت ابی مسعود بن عقبہ بن عمرو بن ثعلبۃ الخزرجی الانصاری تھیں بقول ابی نصر بخاری زید سخاوت میں مشہور اور قابل تعریف تھے آپ نے ۱۰۰ سال عمر پائی بعض نے ۹۵ اور بعض نے ۹۰ سال لکھی آپ کی وفات مکہ اور مدینہ کے درمیان نامی ''حاجز'' جگہ میں ہوئی اور آپکی اولاد میں صرف ایک بیٹا حسن تھا۔اورالشیخ مفید اپنی کتاب الاشاد میں لکھتے ہیں کہ زید بن حسن رسول خدا کے صدقات کے متولی تھے اوراولاد امام حسنؑ ہیں سب سے بڑے تھے جلیل القدر شریف الطبع پاکیزہ نفس تھے اور زیادہ امان کرنے والے تھے شعراء نے انکی مدح کی ہے اوران کے فضائل میں بہت گفتگو کی ہے ۔لوگ احسان مند ہونے کیلئے اطراف عرب سے ان کا قصد کیا کرتے تھے اور صاحبان تاریخ وسیر نے بیان کیا ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک بن مروان مسند خلافت پر بیٹھا تو اس نے حاکم مدینہ کو خط لکھا۔امابعد جب میرا خط تجھے ملے تو زید بن امام حسنؑ کو صدقات رسولؐ خدا سے معزول کردے اور وہ صدقات فلاں بن فلاں شخص کو اپنی قوم کے فرد کو دے اور جس چیز میں وہ تیری قوم کا فرد تجھ سے مدد طلب کرے اسکی مدد کر۔حاکم مدینہ نے سلیمان کے حسب الامر زید بن امام حسنؑ کو تولیت صدقات النبی سے محروم کردیا اور دوسرے شخص کو متولی بنادیا اور جب خلافت عمر بن عبدالعزیز تک پہنچی تو اس نے حاکم مدینہ کو تحریر کیا۔امابعد زید بن حسنؑ بنی ہاشم کے سن رسیدہ اور شریف بزرگ ہیں جب میرا خط تمھیں پہنچے تو صدقات النبی انہیں واپس کرو اور جن امور میں مدد چاہیں انکی مدد کرو پس تولیت صدقات زید بن حسن کو واپس مل گئیں آپ نوے سال زندہ رہے اور جب دنیا سے گئے تو شعراء کے ایک گروہ نے آپ پر مرثیہ کیا اور قدامہ بن موسی نے آپکی شان میں قصیدہ کہا۔معلوم رہے کہ زید بن حسن کی بیوی لبابہ بنت عبداللہ بن عباس تھیں لبابہ پہلے ابوالفضل عباس بن علی بن ابی طالب کی زوجہ تھیں عباس علمدار شہید ہوئے تو زید نے لبابہ سے شادی کی اوران کے بطن سے حسن اور نفیسہ پیدا ہوئے۔

فان یک زید عالت الارض شخصہ　　　　فقدیان معروف هناک وجود

ترجمہ:اگر زمین نے زید کے بدن کو چھپادیا ہے تو یہاں انکی نیکی اور سخاوت واضح ہے آپکی اولاد میں ایک فرزند ابومحمد حسن تھے اورانہیں سے آپکی اولاد چلی۔

اعقاب ابومحمد حسن بن ابوالحسین زید بن امام حسن المجتبیؑ

بقول جمال الدین ابن عنبہ حسن بن زید کی کنیت ابومحمد تھی اور آپ ابوجعفر منصور دوانقی کی طرف سے مدینہ کے حاکم رہے بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکی والدہ زجاجہ نامی ام الولد تھیں مگر کچھ نسابین ،متاخرین نے حسن کی والدہ لبابہ بنت عبداللہ بن عباس تحریر کیا ہے۔اورالشیخ عباس قمی نے بھی لبابہ ہی لکھا لیکن سید ضامن بن شدقم المدنی نے تحفۃ الازهار میں لکھا کہ آپکی والدہ زجاجہ نامی ام الولد تھیں بقول امام فخر الدین زارد رکتاب شجرۃ المبارکہ کہ علویوں میں سے آپ اول تھے جنھوں نے کالا لباس پہنا او آپ منصور کی طرف سے مدینہ کے امیر تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ در کتاب عمدۃ الطالب آپ

بنی عباس کی طرف سے اپنے چچا حسن المثنیٰ اوران کے بیٹوں پر نظر رکھتے تھے اورانکی اطلاعات بنی عباس تک پہنچاتے تھے آپ کی وفات ۸۰ سال کی عمر میں ہوئی جبکہ بقول ابن خداع انساب مصری کے اور بقول ابوالغنائم الحسنی کہ کہا ابن خداع نے حسن بن زید حاجر میں فوت ہوئے۔ابن خداع المصری کے بقول ۶۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور الشیخ عباس قمی نے اپنی کتاب احسن المقال میں لکھا ہے کہ حسن بن زید کو منصور دوانقی نے مدینہ اوراساتیق کی حکومت دی تھی اور یہ ان کی طرز پر سیاہ لباس پہنتے تھے ۸۰ سال زندہ رہے منصور۔مہدی۔ہادی۔اور ہارون کا زمانہ دیکھا خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں تحریر کیا ہے کہ حسن بن زید بن حسن اسخیا میں سے تھے اور منصور کی طرف سے پانچ سال مدینہ کے حاکم رہے اس کے بعد منصوران پر ناراض ہو گیا اور انکو معزول کر دیا۔ان کا مال چھین لیا اور بغداد میں قید کر لیا اور وہ مسلسل منصور کی قید میں رہے۔جب منصور مرا تو مہدی خلیفہ ہوا تو مہدی نے ان کو رہا کیا اوران کا مال انکو واپس کیا اور انکی وفات مقام ''حاجز'' میں ہوئی جب کہ حج کیلئے جا رہے تھے خطیب بغدادی نے حسن بن زید کے بیٹے سے روایت کی ہے کہ میرا باپ صبح کی نماز اول وقت میں جبکہ فضاء تاریک ہوتی ہے پڑھا کرتا تھا ایک دن نماز صبح ادا کی اور سوار ہوا کہ اپنی زمین کی طرف چلے جو ''غابہ'' میں تھی اچانک اس کے پاس معصب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر کا بیٹا عبداللہ بن معصب آیا (یعنی ابوعبداللہ معصب بن عبداللہ مولف کتاب نسب القریش کا والد) اور میرے باپ سے کہا میں نے شعر پڑھا ہے آپ سنیئے۔میرے باپ نے کہا یہ شعر پڑھنے کا وقت نہیں۔ابن معصب نے کہا آپ کو اس قرب اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں جو آپ کو رسولؐ اللہ سے ہے کہ میرا شعر سنیے اور شعر پڑھا

یا بن بنت النبی و ابن علی

انت انت المجیر من ذی الزمان

ترجمہ:اے نبی کی بیٹی اور علی کے بیٹے صرف تم ہی اس زمانہ سے پناہ دے سکتے ہو اس کا مقصد یہ تھا کہ حسن بن زید اس کا قرض ادا کر دیں اور آپ نے وہ قرض ادا کر دیا۔

الشیخ ابوالحسن عمری نے اپنی کتاب المجدی کے صفحہ ۲۰۳ پر الشیخ شرف العبید لی کو روایت کیا ہے کہ آپ کے سات فرزند تھے

(۱)۔**القاسم** (۲)۔**علی** (۳)۔**اسماعیل** (۴)۔**ابراھیم** (۵)۔**زید** (۶)۔**اسحاق** (۷)۔**عبداللہ**

اور بقول جمال الدین ابن عنبہ در کتاب عمدۃ الطالب آپ کے سات فرزند تھے (۱)۔ابومحمد القاسم جنکی والدہ ام سلمۃ بنت حسین اثرم بن امام حسن بن علی بن ابی طالبؑ تھیں (۲)۔علی بن حسن جنکا لقب سدید اور کنیت ابوالحسن انکی والدہ ام الولد تھیں ان کی وفات منصور دوانقی کی قید میں ہوئی۔(۳)۔زید بن حسن کنیت ابوطاہر تھی اور والدہ ثوبیہ نامی کنیز تھیں (۴)۔ابراہیم بن حسن کنیت ابواسحاق اور والدہ کنیز تھیں (۵)۔عبداللہ بن حسن انکی والدہ ام الولد تھیں اور بقول سید یحییٰ نسابہ ام الولد بنی شیبان سے تھیں اور بقول ابی نصر بخاری در کتاب سر سلسلۃ العلویہ کہ انکی والدہ ام رباب بنت بسطام تھیں اور انکی کنیت ابوزید تھی اور ابومحمد بھی کہی جاتی ہے (۶)۔اسحاق بن حسن جنکو کوکبی بھی کہتے ہیں کنیت اباالحسن والدہ ام الولد بحرانیہ تھیں اور (۷)۔اسماعیل کنیت ابومحمد والدہ ام الولد اور یہ حسن بن زید بن امام حسن کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔

باب پنجم فصل اول

اعقاب ابومحمد القاسم بن حسن بن ابی الحسین زید بن امام حسن علیہ السلام

آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ کہا ابن الخداع نسابہ المصری الحسینی نے آپ کی والدہ ام سلمۃ بنت حسین الاثرم بن امام حسن علیہ السلام تھیں جبکہ السید یحیٰ نسابہ المدنی العقیقی کے بقول آپکی والدہ ام سلمۃ بنت حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام تھیں (المعقبین صفحہ نمبر ۲۷) آپ زاہد عابد سخی اور متقی و پرہیز گار شخص تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ در کتاب عمدۃ الطالب کہ آپ اپنے چچازادوں بنی حسن المثنیٰ پر نظر رکھنے پر مامور تھے بنی عباس کی جانب سے۔ بقول الشیخ عباس قمی کہ آپ بنی عباس کی موافقت میں محمد نفس ذکیہ سے نزاع رکھتے تھے صاحب المجدی نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۰۳ پر آپ کے چار بیٹے تحریر کئے اور دو بیٹیاں (۱)۔عبدالرحمان الشجری (۲)۔محمد البطحانی (۳)۔حمزہ (۴) حسین اور بیٹیاں خدیجہ اور عبدۃ جن میں عبدۃ بنت ابومحمد القاسم کی شادی اپنے چچازاد طاہر بن زید بن حسن بن زید سے ہوئی اور خدیجہ کی شادی عبدالعظیم بن عبداللہ السدید سے ہوئی۔

اور بقول الشیخ شرف العبید لی کہ آپکے اعقاب میں تین فرزند (۱)۔**عبدالرحمان الشجری** (۲)۔**محمد البطحانی** اور (۳)۔**حمزہ** تھے اور جمال الدین ابن عنبہ کے نزد یک بھی ہی تین فرزند تھے جبکہ چوتھے فرزند حسین کی خبر جب وہ دیلم گئے اسکے بعد موصول نہ ہوئی۔

اعقاب حمزہ بن ابومحمد القاسم بن حسن بن ابی الحسین زید

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ حمزہ بن ابومحمد القاسم فی ''صح'' تھے یعنی انکی اولاد ہونے یا نہ ہونے کی خبر نہیں پہنچی اور بقول ابوالحسین بن دینار الاسدی نسابہ اور بقول ابوعمرو عثمان بن المنتاب نسابہ اور بقول ابن خداع نسابہ المصری الحسینی الارقطی کہ حمزہ کی اولاد میں (۱) علی بن حمزہ جنکی والدہ فاطمۃ بنت علی السدید بن حسن بن زید (۲)۔حسین (۳)۔محمد (۴)۔ام علی جنکی شادی ابن الارقط (یعنی اسماعیل بن محمد الارقط بن عبداللہ باہر بن امام زین العابدین) سے ہوئی (۵)۔ام الحسن جنکی شادی محمد بن جعفر الصادق سے ہوئی اور امینہ جنکی شادی جعفر بن عبداللہ بن جعفر بن محمد حنفیہ سے ہوئی ان میں اول علی بن حمزہ بن القاسم کے بیٹے محمد تھے جنکی کوئی خبر موصول نہ ہوئی۔ دوئم حسین بن حمزہ کی والدہ ام الولد تھیں اور انکے اعقاب یمامہ کی جانب گئے سوئم محمد بن حمزہ بن القاسم کی والدہ ام الولد تھیں اور ان کے چار فرزند تھے۔(۱)۔حمزہ (۲)۔حسن (۳)۔عبداللہ ان تینوں کی کوئی خبر نہ آئی جبکہ (۴)۔حسین کی والدہ ام الولد تھیں اور یہ اپنے پڑدادا کے بھائی اسحاق الکوکبی بن حسن بن زید کے ساتھ قتل ہوگئے اور بقول نسابہ الارقطی کہ کوکبی کے ساتھ محمد بن حمزہ بن القاسم حسن۔ حسین۔اور حمزہ قتل ہوئے اور بقول نسابہ مجمدی کے کہ حمزہ بن ابومحمد القاسم بن حسن کی ایک بیٹی میمونہ نام کی بھی تھی جسکی شادی زید النار بن امام موسیٰ الکاظمؑ سے ہوئی اور سید جمال الدین ابن عنبہ نے لکھا کہ الشیخ ابوالحسن العمری نے کہا کہ قزوین اور دیلم میں ایک قوم منسوب ہے علی اور محمد ابنان حمزہ بن ابومحمد القاسم بن حسن بن ابی الحسین زید سے یعنی انکی اولاد ہونے کی داعودار ہے واللہ اعلم۔

اعقاب محمد البطحانی بن ابومحمد القاسم بن حسن بن ابی الحسین زید

آپ کا نام محمد اور لقب بطحانی تھا بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ کہا ابوالمنذ راوراشانی نے کہ یہ ظن ہے کہ یہ لفظ بطحانی نہیں بلکہ بطحائی ہے جو کہ محلّہ الانصار سے منسوب ہے یعنی جس طرح اہل صنعاء کو صنعانی کہتے ہیں اسی طرح اہل بطحاء کو بطحائی یا بطحانی کہیں گے آپ نے وادی بطحاء میں زیادہ قیام کیا اس وجہ سے آپ بطحانی مشہور ہو گئے بقول السید یحییٰ نسابہ المدنی العقیقی التوفی ۲۷۷ ہجری کہ آپ والدہ کا نام امامہ بنت صلت بن ابی عمرو بن ربیعہ تھا جو بنی ثقیف سے تھیں ۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ آپ سات فرزند تھے ۔(۱)۔**القاسم الرئیس بالمدینہ** (۲)۔**ابراھیم** (۳)۔**موسیٰ** (۴)۔**عیسیٰ**(۵)۔**ھارون**(۶)۔**علی**(۷)۔**عبدالرحمان** اور دو بیٹیاں فاطمہ۔مبارکہ تھیں جبکہ الشیخ ابوالحسن عمری نے دو بیٹے احمد اور ابراہیم بھی لکھے ہیں جنکی اولاد نہ چلی ۔

اعقاب عبدالرحمان بن محمد البطحانی

بقول شیخ شرف العبید لی کہ کوفیوں نے انکی اولاد کا ذکر نہیں کیا اور کہا کہ دیکھا گیا عدی الذراع البصری نسابہ بن ابی جزی البصری کے مشجر میں کہ عبدالرحمان کے دو بیٹے (۱) جعفر اور (۲) علی تھے اور علی بن عبدالرحمان کے فرزند محمد الاغر تھا اور الشیخ ابوالحسن عمری نے کہا کہ میرے والد ابوالغنائم محمد ابن الصوفی العمری نسابہ کہ دیکھا میرے والد نے عدی الذراع البصری نسابہ کے شجر کو جس میں عبدالرحمان کے دو فرزند کا ذکر تھا ۔پھر جعفر بن عبدالرحمان بن محمد البطحانی کا ایک فرزند تھا احمد بن جعفر بن عبدالرحمان جسکے آگے تین فرزند (۱)۔طاہر بن احمد طبرستان میں (۲) عیسیٰ بن احمد ''رے'' میں (۳) کوچک بن احمد آمل میں گئے ۔جبکہ علی بن عبدالرحمان کا صرف ایک ہی فرزند تھا جس کا نام محمد تھا اسکی اولاد کا تذکرہ نسابین نے نہیں کیا۔
اسکے علاوہ ایک اور نسب کا ذکر جمال الدین ابن عنبہ نے کیا جو جعفر بن عبدالرحمان تک منتہٰی ہوتا ہے ناصر الدین علی بن مہدی بن محمد بن حسین بن زید بن محمد بن احمد بن جعفر بن عبدالرحمان بن محمد البطحانی ۔المدفون محلّہ سورانیک بازار قم المقدس مگر جعفر بن عبدالرحمان بن محمد البطحانی کا کوئی فرزند محمد نام کا نہ تھا واللہ اعلم (عمدۃ الطالب صفحہ ۶۸۔۶۷ نشر مکتبہ انصاریان القم المقدس ایران)

اعقاب علی بن محمد البطحانی

اور روایت لکھی الشیخ ابوالحسن عمری نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۰۸ پر روایت کی ابی المنذر نسابہ اور ابن دینار الاسدی النسابہ سے کہ انکی تین بیٹیاں (۱)۔خدیجہ (۲)۔مبارکہ (۳) فاطمہ تھیں اور بیٹوں میں (۱) قاسم بن علی طبرستان گئے جبکہ ابی الغنائم عمری نے کہا کوفہ میں گئے اور لاولد تھے (۲)۔حسن الاطروش بن علی جرجان گئے اور کہا ابی الغنائم عمری نے کہ کوفہ کو گئے اور اولاد طبرستان گئی جن میں ایک بیٹا محمد اور ایک بیٹی فاطمہ تھیں (۳)۔حسین بن علی اور کہا الشیخ ابوالحسن عمری نے کہ آپکی آٹھ اولادیں تھیں ۔(۱)۔فاطمہ (۲)۔خدیجہ ۔(۳)۔زید (۴)۔احمد (۵)۔محمد (۶)۔ابو الحسن علی الکوفی الجندی الاطروش (۷)۔ابوالقاسم (۸)۔حمزہ اور کہا الشیخ ابوالحسن عمری نے کہ یہ پڑھا میرے والد ابوالغنائم بن صوفی نسابہ العمری العلوی نے جبکہ بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا کہ علی الجندی الکوفی بن حسین بن علی بن محمد البطحانی کی اولاد دمشق اور آذربائیجان میں گئی ۔

اعقاب ہرون بن محمد البطحانی

بقول الشیخ ابوالحسن عمری اور جمال الدین ابن عنبہ آپکے پانچ فرزند تھے(۱)۔محمد (۲)۔علی (۳)۔حسن (۴)۔حسین (۵)۔قاسم ان میں اول محمد بن ھرون بن محمد البطحانی کے بقول جمال الدین ابن عنبہ پانچ فرزند تھے(۱) داؤدالاصغر بن محمد بن ھرون کی اولاد دینور چلی گئی (۲) حسن بن محمد بن ھرون کی اولاد مدینہ میں رہی (۳) حمزہ بن محمد بن ھرون کی اولاد ''رے'' میں گئی اور (۴) عیسی بن محمد بن ھرون کے عقب میں ایک بیٹا حمزہ بن عیسیٰ المذکور تھا۔(۵) حسین بن محمد بن ھرون کے دو بیٹے تھے(۱)۔ھرون الاقطع (۲)۔ابوعیسیٰ علی المعروف با بن عزیزہ انکی اولاد کوفہ میں بنوعزیزہ مشہور تھی۔ھرون الاقطع بن حسین بن محمد بن ھرون کے اعقاب میں ایک فرزند حسین بن ھرون الاقطع تھا جن کے اعقاب میں دوفرزند شریفان الجید ان تھے(۱)۔ابوالحسین المویٔد باللہ احمد بن حسین بن الاقطع المذکور اور (۲)۔دوسرا ابوطالب یحییٰ بن حسین بن ھرون الاقطع المذکور جو عالم فاضل تھے اور علم الکلام میں بہت سی کتابیں لکھیں۔

اعقاب عیسیٰ الکوفی بن محمد البطحانی

آپ کوفہ میں رئیس تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ بصریوں کی روایت کے مطابق آپکے چار بیٹے تھے (۱)۔حمزہ الاصغر (۲)۔ابوتراب علی النقیب (۳)۔ابوعبداللہ الحسین اور (۴)۔ابوتراب محمد جبکہ ابن دینار النسابہ اسدی نے کہ آپکی اولاد یں لکھی ہیں جن میں آپ کی بیٹیاں (۱)۔زینب الکبریٰ (۲)۔ام الحسین (۳)۔ام سلمۃ (۴)۔ام علی (۵)۔وزینب الصغریٰ بھی ہیں اور بقول ابوالمنذر علی بن حسین النسابہ العجلی کہ آپکی اولاد میں یوسف جرجان میں فوت ہوئے۔عبداللہ طبرستان میں صالح اور یحییٰ حسین احمد المکفوف اور محمد بھی تھے۔

بقول ابی محمد الغنائم الضریر۔داؤد اور احمد تھے اور ابی المنذر کی روایت کے مطابق یہ سب درج (یعنی بےاولاد تھے) عیسیٰ اور صالح بھی درج تھے اور یہ بھی روایت ہے کہ صالح کے بیٹے تھے پھر ابومحمد حسن سجستان میں گئے اور انکی خبر موصول نہ ہوئی۔

ابوالحسن عمری جمال الدین ابن عنبہ کے مطابق عیسیٰ الکوفی بن محمد البطحانی کی اولاد چار فرزندوں سے چلی (۱)۔**حمزۃ الاصغر مقتول طبرستان** (۲)۔**الشریف النقیب ابوتراب علی**(۳)۔**ابو عبداللہ حسین**(۴)۔**ابو تراب محمد**

اعقاب حمزہ الاصغر المقتول بطرستان بن عیسیٰ بن محمد البطحانی

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے دوفرزند تھے(۱)۔علی (۲)۔القاسم میمون الاعرج صاحب عمدہ نے صرف ان دوفرزندگان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ یہ مہدی رجائی نے اپنی کتاب المعقبون میں القاسم میمون الاعرج کا ایک فرزند عیسیٰ لکھا ہے اور اس کا فرزند حمزہ بن عیسیٰ بن القاسم میمون الاعرج جسکی والدہ تقیہ بنت عبدالرحمان بن محمد بن عبدالرحمان الشجری بن ابومحمد القاسم بن حسن بن زید بن امام حسن تھیں اور دوسرا بیٹا علی بن عیسیٰ بن القاسم میمون الاعرج جبکہ علی بن حمزہ الاصغر بن عیسیٰ بن محمد البطحانی کی اولاد صاحب ذی القدار تھے اور ان کے پانچ فرزند تھے (۱)۔حمزہ (۲)۔احمد (۳)۔اسماعیل (۴)۔زید یہ چاروں لاولد تھے اور (۵)۔القاسم کی اولاد تھی

اعقاب الشریف النقیب ابوتراب علی بن عیسیٰ بن محمد البطحانی

بقول شیخ ابوالحسن عمری کہ آپ کا صرف ایک ہی بیٹا داوٗد تھا جسکی کنیت ابوعلی تھی ۔ بقول السید مہدی رجائی آپ قائد جیش الداعی الصغیر تھے طبرستان میں اور داوٗد بن ابوتراب علی کے چار فرزند تھے (۱) حمزہ خجند میں (۲) **محمد** (۳) **احمد** (۴) **ابی عبدالله الحسین المحدث الطبری** نیشاپور کی جامع مسجد میں امام تھے ۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ عن الشیخ ابوالحسن عمری کہ اہل نیشاپور نے ان کے نسب پر طعن کیا لیکن ابوالحسن عمری کے والد ابوالغنائم النسابہ کے نزدیک انکا نسب صحیح ثابت تھا۔

اعقاب ابی عبداللہ حسین المحدث الطبری بن ابوعلی داوٗد بن النقیب ابوتراب علی

آپ نے طبرستان اور نیشاپور میں زیادہ وقت گزارہ اور آپ نقباء السادات کے جد تھے اور آپ نیشاپور کی جامع مسجد میں امام تھے آپکی وفات سوموار ۱۱ جمادی الثانی ۳۵۵ ہجری کو ہوئی ۔

آپکی اولاد بنی طبری سے مشہور تھی آپکی اولاد میں (۱) ۔**ابو الحسن محمد** بن ابی عبداللہ حسین جنکی والدہ ام العباس بنت عبدالواحد النیلی عامیہ تھیں آپ نے نیشاپور سے مرو ہجرت کی (۲) ۔ابوعلی محمد بن ابی عبداللہ حسین المحدث آپکے ایک ہی فرزند تھے ابوالفضل احمد بن ابوعلی محمد جو نیشاپور میں حنفی مسلک کے فقیہ تھے (عمدہ الطالب) (۳) ۔ابوالحسین محمد جو مرو میں گئے ۔

اعقاب ابوالحسن محمد المحدث بن ابی عبداللہ حسین المحدث الطبری بن ابوعلی داوٗد

آپ عالم فاضل رئیس ۔محدث تھے نیشاپور میں اپنے والدہ بزرگوار کے بعد مسجد کے امام منتخب ہوئے آپ سادات کبار اور عیان المحدثین میں شمار ہوئے تھے آپ کثیر فضائل والے تھے آپ کی وفات جمعرات ۱۰ جمادی الثانی ۴۰۱ ہجری میں ہوئی اور آپ کا جنازہ السید ابوجعفر نے پڑھایا۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکی اولاد میں خراسان کی نقابت رہی آپکے تین فرزند تھے (۱) ۔ابوعبداللہ حسین جسکے ایک فرزند ابوالفتح الرضی تھے ۔(۲) ۔ابوالبرکات اسحاق بن ابوالحسن محمد المحدث جنکو ھبت اللہ بھی کہا جاتا تھا (۳) ۔ابوالحسن النقیب آپکی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) ۔ابوالمعالی اسماعیل النیقب اپنے بھائی کے بعد نقیب بنے اور (۲) ۔ابوالقاسم زید النقیب اور ابوالقاسم زید کی اولاد سے ذخر الدین بن ابوالقاسم زید بن تاج الدین بن ابومحمد حسن بن ابوالقاسم زید المذکور تھے جو نیشاپور میں نقیب تھے ۔

اعقاب احمد بن ابی علی داوٗد بن ابوتراب علی النقیب

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے تین بیٹے تھے (۱) ۔علی (۲) ۔ابوعلی داوٗد آپکی والدہ ماجدہ بنت عبداللہ بن احمد بن بشر القرشی تھیں ۔(۳) ۔زیدان میں ابوعلی داوٗد بن احمد کے فرزند ابوہاشم محمد طبرستان میں تھے اور زید بن احمد کے تین فرزند تھے (۱) ۔علی لا ولد (۲) سراھنک لا ولد اور (۳) ابوعلی محمد نقیب اور جنکی اولاد طبرستان میں رہی اور علی بن احمد کے تین فرزند تھے (۱) مہدی (۲) ابوحرب اور (۳) ابوزید تھے ۔

اعقاب محمد بن ابوعلی داؤد بن ابی تراب علی النقیب

آ پکے دوفرزند تھے حسن اور حسین اور دونوں کی اولاد نہ چلی۔

اور عیسیٰ بن محمد البطحانی کی اولاد سے حمزہ بن داؤد بن ابوتراب علی بن عیسیٰ کا ذکر نسابین نے نہیں کیا۔ صرف یہ لکھا کہ وہ خجند گئے۔

اعقاب حسین بن عیسیٰ بن محمد البطحانی

صاحب المجدی نے اپنے والد ابی الغنائم سے روایت کی کہ آپکے تین فرزند تھے (۱)۔قاسم (۲)۔علی اور (۳)۔**محمد المعروف ششد یو** اور بقول ابوالغنائم المعروف المکاری۔ان کے اعقاب بلخ اور طبرستان میں گئے محمد ششدیو کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور والدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالبؑ تھیں۔قاسم بن حسین بن عیسیٰ کی اولاد منصورۃ طبرستان اور آمل میں آباد ہوئی۔اور علی بن حسین بن عیسیٰ جنکی کنیت ابو طالب تھی بقول جمال الدین ابن عنبہ ان کا ایک بیٹا ''رے'' دوسرا راوند اور تیسرا قم میں آباد ہوا جبکہ ابن طباطبا نے حسن بن علی بن حسین بن عیسیٰ کے سواء کسی کا ذکر اپنی کتاب میں نہیں کیا۔

اعقاب ابوعبداللہ محمد ششدیو بن حسین بن عیسیٰ بن محمد البطحانی

آپکی اولاد بعض نے چھے اور بعض نے سات بیٹے تحریر کئے (۱)۔علی الاکبر المکاری المعروف خدابندہ (۲)۔ابوالحسن علی الاصغر الرویانی رویان سے رے کو ہجرت کی اور آپکے چھے فرزند تھے جن میں سے اکثر رے اور جیلان میں آباد ہوئے (۳)۔حمزہ جرجان میں تھے اور اعقاب کم تھی جورے میں گئی (۴)۔ابوہاشم حسین سراھنک قم سے ابھر ہجرت کی اور وہیں فوت ہوئے (۵)۔ابوعلی احمد امیر کا اولاد قزرین۔دینور زنجان۔ہمدان اور استرآباد گئی۔ (۶)۔علی اور سید مہدی رجائی نے ساتواں بیٹا سلیمان بھی لکھا ہے جبکہ بقول جمال الدین ابن عنبہ چھے ہی فرزند تھے اور ابی نصر بخاری نے مذکورہ بالا کے نسب کا ذکر شک کے ساتھ کیا واللہ اعلم۔اور سید مہدی رجائی نے اپنی کتاب المعقبون میں ان سب کی اولاد تفصیل سے بیان کی ہے۔

اعقاب ابوتراب محمد بن عیسیٰ بن محمد البطحانی

بقول ابوالحسن عمری کہ آپکی اولادوں کی تعداد دس تھی جن میں پانچ لڑکیاں تھیں (۱)۔درۃ جنکی شادی علی المرعش الحسینی کے بیٹے سے ہوئی (۲)۔زینب (۳)۔تقیۃ (۴)۔رقیہ (۵)۔فاطمہ اور پانچ بیٹے (۱)۔القاسم الاکبر اولاد طبرستان (۲)۔قاسم الاصغر اولاد صرف لڑکیاں ہندوستان اور بلخ میں (۳)۔عیسیٰ اولاد بلخ میں بقول ابی الحسن الاشنانی نسابہ البصری کہ عیسیٰ کی اولاد ہندوستان گئی۔(۴)۔ابوالحسن علی اولاد رے میں بقول ابی المنذر النسابہ کہ ان کی عرفیت علی مہدی تھی اور (۵)۔احمد اولاد بلخ میں گئی۔

اعقاب موسیٰ بن محمد البطحانی

بقول ابوالحسن عمری کہ آپ سادات مدینہ میں سے ایک تھے آپکی والدہ ام الولد تھیں بقول ابی الغنائم النسابہ آپکی تین بیٹیاں تھیں۔فاطمہ۔خدیجہ اور نفیسہ اور بقول ابی الغنائم آپکے دس بیٹے تھے۔(۱)ابراہیم (۲) زید (۳) یحییٰ تینوں لاولد۔(۴) یحییٰ اور (۵) احمد کی اولاد طبرستان میں گئی اور (۶) حسن

بقول ابوالغنائم النسابہ العمری کہ حسن بن موسیٰ کی وفات بنی مخزوم کی قید میں ہوئی اور انکے اعقاب میں ام الحسن نامی بیٹی کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔(۷)محمد اور(۸)حسن کی اولاد مدینہ میں اور(۹)حمزہ السید بن موسیٰ مدینہ میں۔لیکن ان میں سے حمزہ بن موسیٰ کی ہی اولاد کا ذکر ملتا ہے۔حمزہ بن موسیٰ بن محمد البطحانی کی ایک بیٹی ام الحسن اور ایک بیٹا ابوزید حسن المعروف بابن الزبیر یہ الھمد انیہ تھا۔اور انکی اولاد بصرہ اور دوسری بلاد میں منتقل ہوگئی اور ان کی اولاد سے محمد المعروف عمر بن حسن بن داؤد بن حسن ابوزید بن حمزہ المذکور تھے جن کا ایک وقت تک انکے والد انکار کرتے رہے اور پھر اعتراف کیا۔بقول ابو عبداللہ حسین بن طباطبا موسی بن محمد البطحانی کی اولاد حجاز میں زبیریون سے معروف ہے۔

اعقاب ابراہیم بن محمد البطحانی

از روایت در کتاب المجدی کہ بقول ابی الغنائم نسابہ کہ کہا محمد بن قاسم نسابہ نے کہ ابراہیم بن محمد البطحانی کی عرفیت الشجری تھی اور آپکی والدہ ام الولد تھیں بقول ابی الغنائم آپکی دو بیٹیاں۔فاطمہ اور ام الحسن تھیں اور نو بیٹے تھے جس میں(۱)۔علی(۲)زید درج(۳)۔القاسم(۴)۔احمد(۵)عبداللہ بقول ابوالحسن الاشنانی کہ عبداللہ کی کنیت ابومحمد تھی۔اور(۶)۔محمد درج(۷)۔**محمد الاصغر الکوفی**(۸)حسن بقول ابی الغنائم نسابہ اولاد الجفتہ اور کوفہ میں تھیں اور(۹)حسین بخط ابی الحسن الاشنانی لقب''ولبنی'' مدینہ میں رہے اور اولاد مصر میں گئی۔

لیکن انکی اولاد بقول جمال الدین ابن عنبہ صرف اور صرف محمد الاصغر بن ابراہیم بن محمد البطحانی سے باقی رہی۔

اعقاب محمد الکوفی بن ابراہیم بن محمد البطحانی

آپکے تین فرزندوں سے آپکی نسل چلی(۱)۔جعفر(۲)۔حمزہ(۳)۔محمد المجنون اول حمزہ بن محمد الکوفی کے اعقاب میں ابومحمد حسن اور محمد الاطروش تھے محمد المجنون بن محمد الکوفی کی اولاد کا تذکرہ نسابین نے نہیں کیا صرف وہ طبرستان گئے اتنا تحریر کیا اور جعفر بن محمد الکوفی کی اولاد سے الوزیر ابوالحسن ناصر بن مہدی بن حمزہ بن محمد بن حمزہ بن مہدی بن ناصر بن زید بن حمزہ بن محمد بن جعفر بن محمد الکوفی المذکور تھا جو مازندران یعنی طبرستان میں پیدا ہوا اور السید النقیب عزالدین یحییٰ بن محمد نقیب رے وقم اور آمل جو اولاد عبداللہ باہر بن امام زین العابدین تھے قتل کے بعد بغداد میں داخل ہوا اور ابوالحسن ناصر الوزیر کے ساتھ عزالدین یحییٰ کا بیٹا محمد بن یحییٰ تھا پس نقابت انکے سپرد ہوئی اسکے بعد نیابت و وزارت بھی اسکو ملی پھر ابوالحسن ناصر الوزیر نے نقابت محمد بن یحییٰ کو دے دی اور امیر وزارت خود ہوگیا۔وہ ان چار وزراء میں سے ایک تھا جسکی وزارت خلیفہ ناصر الدین باللہ العباسی کے زمانہ میں کامل ہوئی اور ہمیشہ جلالت تسلط اور نفاذ امر میں باقی رہا یہاں تک کہ معزول ہوا اور ۶۱۷ ہجری میں بغداد میں ہی فوت ہوا۔(عمدۃ الطالب صفحہ ۷۱)اور کہا جاتا ہے کہ ابوالحسن ناصر وزیر انقرض ہوگیا۔آپ خلیفہ ناصر الدین باللہ کے وزیر تھے۔بقول ابن عنبہ آپ نے انقلاب حکومت کی ساز باز کی تھی۔اور کسی نے یہ بات خلیفہ کو بتادی۔

اعقاب القاسم الفقیہ الرئیس بن محمد البطحانی

الشیخ ابوالحسن عمری اپنی کتاب المجدی فی الانساب الطالبین(صفحہ ۲۱۲)میں لکھتے ہیں کہ آپکے چھ بیٹے تھے(۱)۔عبدالرحمان بن قاسم بقول ابی الغنائم نسابہ سیداً بالمدینہ تھے(۲)۔محمد بن قاسم بقول ابو الغنائم نسابہ المعروف بطحانی(۳)۔حسن البصری بہمدان(۴)۔احمد بطبرستان(۵)۔حمزہ

بالمدینہ(٦)۔ابراہیم بن القاسم اورآ پکی دو بیٹیاں ام الحسن اور فاطمہ بھی تھیں

بقول جمال الدین ابن عنبہ آ پکے پانچ فرزند تے (١)۔**عبدالرحمان**(٢)۔**حسن بصری** (٣)۔**محمد**(٤)۔**احمد**(٥)۔حمزہ اورالشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی نے القاسم الفقیہ الرئیس بن محمد البطحانی کے اعقاب میں حمزہ کا ذکرنہیں کیا اور سید ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا نے بھی چار فرزندان کا ذکر کیا اورحمزہ کا ذکرنہیں کیا۔

اعقاب احمد بن القاسم الفقیہ الرئیس بن محمد البطحانی

بقول جمال الدین ابن عنبہ کے آپ کا ایک بیٹا طاہر دوسرا قاسم تھا جس کوصاحب زنج نے قتل کیا اور ذکر کیا علی بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن محمد الجوانی بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین نے جوالمحد ث الناسب تھا نے کہ انکی اولاد سے القاسم بن طاہر، محمد بن طاہر ابراہیم اور زید تھے اور بقول ابوعبداللہ ابن طباطبا کہ ذکر کیا ابوالفضل ناصر بن ابراہیم بن حمزہ بن الداعی نے کہ وہ قاسم بن طاہر سے ہے اور اسکی گواہی علوی نے دی اور ابن طباطبا کے نزدیک یہ نسب ثابت تھا اور اس وجہ سے اسکی خبر لمبی ہے۔اور قاسم بن احمد بن قاسم کی اولاد میں حسین بن قاسم تھا جسکی اولاد بھی تھی بقول ابن طبا طبا کہ بعض نسابین نے اسکا ذکر بھی کیا کہ نسب ثابت ہے مگر بقول ابی نصر بخاری کہ یہ انقرض ہوگئے واللہ اعلم۔

اعقاب محمد بن القاسم الفقیہ بن محمد البطحانی

آ پکے اعقاب میں تین فرزند تھے۔(١)ابراہیم (٢)عبدالعظیم (٣)ابوعلی حسین الخطیب تھے اول عبدالعظیم بن محمد بن القاسم الفقیہ کے صرف محمد فرزند تھے جنکی اولاد سمرقند میں چلی گئی انکی والدہ صفیہ بنت حمزہ بن عیسیٰ بن محمد البطحانی تھیں دوئم ابوعلی حسین الخطیب بن محمد بن القاسم الفقیہ کے بھی صرف ایک فرزند تھے ابی علی احمد الخطیب جو مامطیر میں چلے گئے۔سوئم ابراہیم بن محمد بن القاسم الفقیہ کے اعقاب میں تین بیٹے تھے(١)ابوالحسن علی (٢)ابوالحسین زید(٣)ابوالعباس احمد بالکوفہ

اول اولا ابوالحسن علی بن ابراہیم بن محمد کے ایک فرزند تھے۔ابوعبداللہ محمد جنکی اولاد طبرستان چلی گئی

دوئم ابوالحسین زید بن ابراہیم بن محمد کے دو بیٹے تھے(١)حمزہ الطّویل الطرافی جنکی اولاد موصل میں ہے(٢)ابوعلی عبیداللہ انکی اولاد بھی موصل میں ہے۔

سوئم ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن محمد کے اعقاب میں دو بیٹے تھے(١)ابوعبداللہ محمد المعتز لی الادیب الفاصل صاحب ابی عبداللہ البصر ی

اور ابراہیم بن ابوالعباس احمد المعروف مبارک۔پھر ابوعبداللہ محمد المعتز لی کے دوفرزند تھے

(١)ابوالحسین علی الملقب انیس الدولہ مصر میں فوت ہوئے اور انکا ایک بیٹا ابوعبداللہ محمد بن ابوالحسین علی بغداد آیا

(٢)ابوالحسن محمد جنکا ایک بیٹا بقول ابن طباطبا معمر نامی کوفہ میں تھا۔

اور ابراہیم بن ابوالعباس احمد کی اولاد میں دوفرزند تھے اول ابوالقاسم حسین جنکی اولاد موصل میں گئی اور دوئم ابوالفوارس علی جنکی اولاد بغداد میں رہی۔

اعقاب حسن البصر ی بن القاسم الفقیہ بن محمد الطحانی

بقول الشیخ ابی الحسن العمری کہ حسن البصر ی بن القاسم الفقیۃ کی اولاد سے (١)۔حسن بصرہ میں اولاد فوت ہوئے (٢)۔ابوجعفر محمد دراورد میں گئے اور

بقول ابی الغنائم نسابہ کہ انکی اولاد ہمدان گئی (۳)۔ابوعبداللہ حسین جبکہ جمال الدین ابن عنبہ نے دوفرزندان کا ذکر کیا ہے۔ابوجعفر محمد اورابوعبداللہ حسین۔اولاد ابوعبداللہ حسین بن حسن البصری میں سے دوفرزند تھے (۱)۔ابی الحسن علی رئیس ہمدان (۲)۔ابی اسماعیل علی الشہید ہمدان۔اول ابی الحسن علی رئیس ہمدان بن ابی عبداللہ حسین کے تین فرزند تھے (۱)۔ابوعبداللہ حسین الاطروش (۲)۔ابوجعفر محمد (۳)۔حسن۔جن میں ابوعبداللہ حسین الاطروش بن ابی الحسن علی رئیس ہمدان کے ایک فرزند ابوالحسین علی تھے جو اہل علم فضل اور ادب میں سے تھے آپ صاحب الجلیل تھے آپکی شادی صاحب ابن عباد کی بیٹی سے ہوئی اور جب ابن عباد کی بیٹی سے انکا بیٹا تولد ہوا صاحب اسماعیل بن عباد خوش ہوا اور یہ اشعار پڑھے (الاصیلی ۱۴۱)

الحمد للہ حمداً ادا ئما ابد ا

قدصار سبط رسول اللہ لی ولدا

کہ اللہ تعالیٰ کی دائم اور ابدی ثناء ہے کہ رسول کا نواسہ میرا بیٹا ہوگیا پھر اس ابوالحسین علی بن ابی عبداللہ حسین الاطروش بن ابوالحسن علی رئیس ہمدان کے فرزند (۱) ابوالحسن عباد (۲) الامیر ابوالفضل حسین الملقب رضی تھا جسکی والدہ الصاحب اسماعیل بن عباد کی بیٹی تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ صاحب عمدۃ الطالب کہ ان کے نوفرزند تھے۔مگر انہوں نے ذکر صرف ابوالفتح محمد بن الامیر ابوالفضل حسین الملقب رضی المذکور کا کیا ہے۔

اور السید مہدی رجائی نے اپنی کتاب المعقبون (صفحہ ۴۸۰ جلد اول میں) دس فرزندان کا ذکر کیا ہے۔اور وہ اس طرح ہے (۱)۔ابوہاشم زید الملقب زین الاشراف المرتضیٰ تاج الدین (۲)۔ابوعبداللہ اسماعیل (۳)۔ابو طالب ما نکدیم (۴)۔ابوالحسین علی (۵)۔ابوالفتوح محمد الرئیس اصفہان (۶)۔ابو الشجاع ناصر (۷)۔ابوالقاسم الداعی (۸)۔ابوالبرکات الحسن (۹)۔ابوالثریا حیدر (۱۰) حسین اور العلامہ نسابہ السید مہدی رجائی نے انکی اولادوں کے تذکرے بھی لکھے ہیں۔لیکن جمال الدین ابن عنبہ نے صرف ابوالفتح محمد کی اولاد کا ذکر کیا جو سادات گلستانہ سے ایران میں معروف ہے۔

اعقاب السادات آل گلستانہ الحسنی

اولاد الشرف شاہ گلستانہ بن عباد بن ابوالفتح محمد بن الامیر ابوالفضل حسین بن ابوالحسین علی بن حسین الاطروش بن علی رئیس ہمدان بن حسین بن حسن البصری المذکور کے دوفرزند تھے۔(۱)۔علی (۲)۔حسن

اولاد علی بن شرف شاہ گلستانہ میں السید حیدر بن محمد بن حیدر شرف شاہ بن اسماعیل بن علی بن حسن بن علی المذکور تھے جنکی وفات ربیع الاول ۷۷۹ھ میں ہوئی اور دوسرے فرزند حسن بن شرف الدین گلستانہ کے ایک فرزند ابی تراب علی عماد الدین تھے اور ابی تراب علی بن حسن بن شرف شاہ گلستانہ کے فرزند اسماعیل تھے۔پھر اسماعیل بن ابی تراب علی بن حسن بن شرف الدین گلستانہ کے دوفرزند تھے۔(۱) احمد بن اسماعیل (۲)۔حیدر بن اسماعیل اول احمد بن اسماعیل کے فرزند السید العالم المصنف الجلیل مجد الدین عباد تھے جو سلطان اولیجا ئیو محمد بن ارغون کے زمانہ میں اصفھان کے قاضی تھے۔اور مجد الدین عباد بن احمد کی اولاد سے مجد الدین عباد بن یحییٰ بن مجد الدین عباد المذکور تھے جو عالم فاضل تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ وہ انکے دوست تھے اور انکی والدہ زینب بنت العلامہ المصنف صدر الدین محمد بن محمد المشتھر بترکہ الاصفہانی تھیں اور انکی وفات ۷۹۰ ہجری کے بعد ہوئی۔(عمدہ الطالب ص ۹۳)

مجد الدین عباد بن یحییٰ بن عباد کے فرزند ابوالفتح نظام اور صاحبزادی ھمایون تھیں جنکی والدہ فاطمۃ بنت محمد بن محمد الاصفہانیہ تھیں۔

اعقاب حیدر بن اسماعیل بن ابی تراب علی بن حسن بن شرف شاہ گلستانہ

حیدر بن اسماعیل بن ابی تراب علی کی نسل سے المیر زا علاؤالدین محمد (جو عالم فاضل اور مجتھد تھے اور صاحب شرح نہج البلاغہ تھے) بن المیر زا ابوتراب علی بن ابوالمعالی بن ابی تراب بن امیر المرتضیٰ بن الامیر غیاث منصور رکن الدین بن عبدالعزیز بن الامیر نظام الدین بن اسماعیل بن ابی تراب بن شرف الدین حیدر بن محمد بن حیدر المذکور کتاب سراج الانساب (صفحہ۴۵) پر بھی اس نسب کا ذکر ہے اور کتاب الکواکب المنتشر ہ (صفحہ۴۸۶) پر بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔المعقبو ن میں بھی اس کا ذکر سید مہدی رجائی نے کیا ہے۔

اعقاب ابو اسماعیل علی الشہید ہمدان بن ابوعبداللہ الحسین بن حسن البصر ی

بقول جمال الدین ابن عنبہ صفحہ۵۷ کہ ابو اسماعیل علی الشہید ہمدان بن ابوعبداللہ حسین کے صرف ایک فرزند تھے۔ ابوالحسین محمد الصوفی الواعظ البخاری اور انکی اولا د نہ تھی۔

اولا د حسن البصر ی بن القاسم الرئیس الفقیہ بن محمد البطحانی یہاں تمام ہوئی۔

اعقاب عبدالرحمان بن القاسم الفقیہ بن محمد البطحانی

بقول الشیخ ابوالحسن عمری در کتاب المجد ی فی انساب الطالبین صفحہ۲۱۲ کہ روایت ہے ابوالغنائم نسابہ الصوفی العلوی العمری سے عبدالرحمان سید بالمدینہ تھے اور آپکے آٹھ بیٹے اور چودہ بیٹیاں تھیں۔ اور آپکی اولاد بنو عبدالرحمان کہلاتی ہے۔بیٹیوں میں (۱)۔میمونہ (۲)۔ام الحسین (۳)۔ام علی (۴)۔فاطمہ (۵)۔ام القاسم (۶)۔حمدیہ (۷)۔ام کلثوم (۸)۔میمونہ (۹)۔نفیسہ (۱۰)۔صفیہ (۱۱)۔فاطمۃ الصغریٰ (۱۲)۔اسماء (۱۳)۔

زینب (۱۴۔خدیجہ اور آپکے فرزندگان میں (۱)۔عیسیٰ (۲)۔محمد الاصغر (۳)۔محمد الاکبر (۴)۔حسن (۵)۔جعفر (۶)۔حسین (۷)۔علی

جن میں سے تین فرزندوں کی اولا د نہ چلی۔بقول السید جمال الدین ابن عنبہ کہ آپکی اولا د پانچ فرزندوں سے چلی (۱)۔**حسن** کی اولاد بخارا۔سندھ اور ہمدان میں گئی (۲)۔**جعفر** کی اولاد بغداد اور قزوین میں گئی (۳)۔**ابوجعفر محمد الاکبر** کی اولاد قزوین اور طبرستان میں گئی۔(۴)۔**ابو عبداللہ حسین الملقب البرسی** کی اولاد کوفہ نصیبین اور دینور میں گئی (۵)۔اور **علی**۔صاحب تحفۃ الازھار ضامن بن شدقم المدنی العقیقی کو یہ اشتباہ تھا کہ عبدالرحمان بن قاسم الفقیہ بن محمد البطحانی دراصل عبدالرحمان الشجر ی بن ابومحمد القاسم بن حسن بن زید تھے انکی اعقاب کا ذکر انہوں نے ابی عبداللہ حسین البرسی بن عبدالرحمان الشجر ی کے عنوان سے کیا۔جو کہ ان کی غلطی تھی۔

اعقاب ابوعبداللہ حسین البرسی بن عبدالرحمان بن القاسم الفقیہ بن محمد البطحانی

صاحب عمدہ الطالب کے تحت آپکے پانچ فرزند تھے (۱)۔عبدالرحمان (۲)۔حمزہ (۳)۔علی ابوالحسن (۴)۔ابراہیم اور (۵)۔محمد جن میں اول عبدالرحمان کی اولاد کا موصل کی جانب جانا لکھا ہے دوئم حمزہ بن حسین البرسی کے بارے میں ابن طباطبا کا قول ہے کہ انکا برس نامی فرزند سوادالکوفہ میں تھا سوئم ابراہیم بن حسین البرسی کی نسل سے محمد بن حسین بن ابراہیم المذکور کی اولاد نصیبین اور شام میں متفرق ہوگئی

چہارم محمد بن حسین البرسی کی اولاد سے ابوالحسن علی المعروف سعادۃ بن ابی محمد حسن بن ابی الحسین احمد بن محمد المذکور تھے بقول الشیخ ابوالحسن علی بن محمد العمری نسابہ سال ۴۳۰ کی آمد کے ساتھ کہ الشیخ جس کی شہادت مقبول ہوا اور وہ شرط لکھتے ہیں کہ دعویٰ کیا گیا کہ وہ علی ہیں جن کو سعادۃ کہا جاتا ہے بن ابی محمد حسن بن ابی الحسین احمد بن محمد بن حسین البرسی المذکور میں نے اس سے پوچھا اس کے دعوٰی کی صحت کے بارے میں اس نے مجھے شہادت دینے والوں کی تحریر دیکھائیں جن میں قضاۃ النصیبین اور دیار بکر میں علویوں کے علاوہ کی بھی گواہی دیکھی اور میں نے ان میں سے کچھ عادل لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس کا نسب صحیح ہے اور میں نے اسکو اپنے شجر میں ثابت لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اسکے ہاتھوں میں حجت ہے اور یہ سعادۃ (علی ابوالحسن) کا لقب قبع تھا اور اسکی موت ۴۴۸ھ میں ہوئی اور اسکی اولاد بھی تھی پھر میں نے الشریف القاضی ابی السرایا احمد بن محمد بن زید بن علی بن عبیداللہ بن علی بن جعفر بن احمد سکین بن جعفر بن محمد بن زید شہید بن امام زین العابدین سے ملاقات کی وہ رملہ میں علوی خاندان کے نقیب تھے میں نے ان سے پوچھا ابوالحسن علی السعادہ کے نسب کے متعلق تو انہوں نے کہا ان کے نزدیک ثابت ہے یہ ہم بھی کہتے ہیں مگر پھر نسب میں گڑ بڑ ملی اور ثابت نہیں ہو سکی اور ایک ایسی حکائیت کی انکے نسب کے باطل ہونے کے متعلق تھی۔(المجدی فی الانساب الطالبین)

پنجم ابوالحسن علی بن ابو عبداللہ حسین البرسی کی نسل سے احمد بن محمد بن علی بن حسن بن محمد بن ابوالحسن علی المذکور تھے جسکے چار فرزند (۱)۔محمد (۲)۔حسن (۳)۔مفضل (۴)۔مرجا تھے ان میں بنو مرجا بن احمد بن محمد میں سے بنو ثنیثہ تھی جو محمد بن ابوالحسن محمد بن احمد بن مرجا المذکور تھی اور ایک جماعت مشہد الغروی میں بنو فضائل بن احمد بن مرجا المذکور تھی۔ان میں سے السید حسین المعروف حسون البراقی بن احمد بن حسین بن اسماعیل بن زینی بن محمد بن علی بن یحییٰ بن ابوالغنائم بن محمد بن فضائل المذکور تھے۔مفضل بن احمد بن محمد کی اولاد سے بنو الحداد مشہد امام موسیٰ کاظم کے قرب میں تھی جو ابوطالب محمد الحداد بن مہدی بن القاسم بن مفضل المذکور کی نسل سے تھی۔

اعقاب علی بن عبدالرحمان بن القاسم بن محمد البطحانی

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپکی تین بیٹیاں اور تین بیٹے تھے (۱)۔فاطمہ (۲)۔ام علی (۳)۔خدیجہ اور (۱) عیسی ابی المنذر کی روایت میں آپکے اعقاب تھے (۲)۔عبداللہ (۳)۔**القاسم** یہ تین آپکے فرزند تھے۔

اول عیسیٰ بن علی بن عبدالرحمان کے دو فرزند تھے (۱)۔محمد اور (۲)۔علی ان میں محمد بن عیسیٰ بن علی کے دو فرزند تھے (۱)۔ابوالحسن علی الملقب صداب اولاد سار یہ میں (۲)۔ابوالفضل جعفر الملقب خلیف انکی اولاد کثیر تعداد میں طبرستان سار یہ۔آمل۔نصر آباد اور بعض نے بلغار کی جانب ہجرت کی بقول الشریف المروزی ان میں سے رمضان کے مہینے میں ۶۰۳ ہجری میں خوارزم میں السید اجل شمس الدین حمزہ بلغاری بن الشریف رضا جنھون کے بلغار ہجرت کی بن محمد بن ابی عبداللہ بن حسین بن مہدی بن جعفر بن محمد بن عیسیٰ المذکور تھے جبکہ ابوالحسن علی الملقب صداب بن محمد بن عیسیٰ بن علی کے اعقاب میں تین بیٹے تھے (۱)۔ابوہاشم محمد (۲)۔ابوالحسن قاسم اور ابوعبداللہ الناصر (المعقبون از سید مہدی رجائی صفحہ ۴۶۶)

اعقاب القاسم بن علی بن عبدالرحمان بن القاسم بن محمد البطحانی

القاسم بن علی بن عبدالرحمان بن القاسم الفقیہ بن محمد البطحانی کے اعقاب میں ایک فرزند ابی محمد الحسن الداعی الجلیل تھے جو کہ آئمۃ الزیدیہ میں سے ایک تھے بقول ابوالحسن عمری نسابہ کہ عجمیوں کو یہ زعم تھا کہ ابومحمد حسن الداعی الجلیل بن قاسم بن علی بن عبدالرحمان الشجر ی بن القاسم بن حسن کے اولاد سے تھے۔اور یہ درست بھی مانا گیا مگر الاشنانی کا زعم تھا کہ الداعی ہی تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ یہ کہا گیا کہ یہ داعی یعنی حسن بن قاسم بن علی بن عبدالرحمان الشجر ی ہے ابونصر بخاری کے قول کے مطابق ہے جبکہ اول روایت یعنی حسن بن قاسم بن علی بن عبدالرحمان بن قاسم بن محمد البطحانی عمری کی ہے جبکہ الشیخ تاج الدین معیہ الحسنی دوسرے قول پر دلالت کرتے ہیں جو عجمی قول ہے واللہ اعلم

ابی محمد حسن الداعی الجلیل بن القاسم بن علی بن عبدالرحمان دیلم میں حکمران رہے آپکی اولاد میں جمال الدین ابن عنبہ کے بقول آٹھ بیٹے تھے جن میں ابوعبداللہ محمد بن حسن الداعی ولی نقابۃ النقباء بغداد تھے معز الدولہ بن بویہ دیلمی کے زمانے میں ان کو امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی شبیہ کہا جاتا تھا آپکے دو بیٹے تھے (۱)۔ابوالحسن علی (۲)۔ابوالحسین احمد جنکی وفات والد کی وفات سے قبل ہوئی انکی والدہ سیدۃ بنت علی بن عباس بن ابراہیم بن علی بن عبدالرحمان الشجر ی تھیں اور یہ علی بن عباس ان حضرت کے نانا داعی الصغیر کے زمانے میں طبرستان کے قاضی تھے اور کثیر تصانیف کے حامل تھے خاص کر فقہ میں کثیر تصانیف تحریر کیں۔

اعقاب جعفر بن عبدالرحمان بن القاسم بن محمد البطحانی

آپکے فرزند عبداللہ تھے۔عبداللہ کی والدہ نونوۃ بنت احمد بن حسن بن علی بن عبدالرحمان الشجر ی الحسنی تھیں اور آپ ''آمل''میں قتل ہوگئے آپکی نسل میں سے ابوالقاسم علی الشعرانی بن عبداللہ الاطروش بن علی بن عبداللہ المذ کور تھے جن کے آگے چار فرزند تھے (۱) ابومحمد عبداللہ۔(۲) ابومنصور محمد ان دونوں نے اعقاب بغداد میں گئے۔(۳) ابراہیم کے عقب میں بیٹیاں تھیں اور (۴) محسن درج فوت ہوئے۔

اعقاب حسن بن عبدالرحمان بن القاسم الفقیہ

آپکی اولاد میں تین فرزند (۱)۔محمد (۲)۔علی الملتانی (۳)۔حسین تھے اول محمد بن حسن بن عبدالرحمان کے اعقاب میں پانچ فرزند تھے (۱)۔عبیداللہ جنکی والدہ ام کلثوم بنت جعفر المولتانی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن مولا علی تھیں (۲)۔عیسیٰ (۳)۔القاسم (۴)۔عبداللہ (۵)۔عبدالرحمان جبکہ حسن بن عبدالرحمان کا ایک بیٹا مہدی رجائی نے جعفر بھی لکھا ہے جس کے بیٹے محمد بن جعفر کا وارد سندھ ہونا معقبون میں تحریر ہے واللہ اعلم۔

اعقاب ابا جعفر محمد الاکبر بن عبدالرحمان بن القاسم الفقیہ بن محمد البطحانی

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے اعقاب میں ایک فرزند حمزہ تھا جبکہ المعقبون میں السید مہدی رجائی نے آپکے فرزندوں میں (۱)۔ابوالحسین احمد جسکی اولاد طبرستان میں گئی اور نصیر آباد میں بخارا اور آمل میں آباد ہے اور (۲)۔عبدالرحمان المحد ث جو کوفہ سے دیلم منتقل ہوئے کا ذکر بھی کیا ہے۔
اول حمزہ بن محمد بن عبدالرحمان کے اعقاب میں محمد درازگیسو تھے اور جنکی اولاد قزوین اور طبرستان کے اطراف میں پھیل گئی

باب پنجم فصل اول جز دوئم

اعقاب عبدالرحمان الشجر ی بن ابومحمد القاسم بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آ پکی والدہ ام الولد تھیں آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں(۱)۔ام القاسم (۲)۔ام الحسین (۳)۔ام الحسن (۴)۔زینب اور پانچ فرزندار جمند تھے(۱)۔**ابو الحسن علی السید** بالمدینہ آ پکی اور آ پکی دو بہنوں ام القاسم اور زینب کی والدہ ام الحسن بنت حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ تھیں۔ (۲)۔جعفر الشریف السید آ پکی والدہ ام الولد تھیں (۳)۔محمد الشریف بقول السید یحییٰ نسابہ آ پکی والدہ سکینہ بنت عبداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین تھیں جبکہ عمری نے سکینہ بنت عبداللہ بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ لکھا ہے۔ (۴)۔حسن والدہ ام الولد تھیں اور اولاد ماوراالنھر کی جانب گئی (۵)۔ابوعبداللہ حسین والدہ حسینیہ تھیں اور اعقاب کثیر تھے۔عبدالرحمان الشجر ی کوالشجر ی اس لئے کہتے ہیں کہ(مدینہ کے قرب میں ایک شجرہ آپ سے منسوب تھا اور آپ کئی قبائل کے باپ ہیں)

اعقاب علی السید بن عبدالرحمان الشجر ی

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آ پکے تین فرزند تھے(۱)۔**ابراھیم العطار** (۲)۔**حسن**(۳)۔**ابو الحسین زید** انکی والدہ فاطمۃ بنت محمد البطحانی تھیں اور بقول السید مہدی الرجائی اور بقول عمری علی السید بن عبدالرحمان الشجر ی کی چار بیٹیاں تھیں۔(۱)۔ام علی (۲)۔فاطمۃ (۳)۔خدیجہ (۴)۔ام الحسن جبکہ الشیخ ابوالحسن عمری نے آ پکے نو بیٹے لکھے ہیں (۱)۔یحییٰ المقتول جو اسحاق الکوکبی بن حسن بن زید کے ساتھ ایام المہدی میں قید ہوئے اور انکی قبر ''رے'' میں ہے اور آ پکے پیچھے ایک فرزند احمد نامی تھا۔(۲) القاسم بن علی السید آپ بھی قتل ہوئے اور آ پکی اولاد نہ چلی (۳)۔محمد اعقاب مغرب کو گئے (۴)۔علی بن علی السید جنکی اولاد کا ہونا یا نہ ہونا معلوم نہ ہوسکا (۵)۔عبداللہ (۶)۔عیسیٰ مگر آپ کی اولاد تین فرزندان جنکا ذکر ابن عنبہ نے بھی کیا ان سے ہی چلی (۱)۔ابراہیم العطار (۲)۔حسن (۳)۔ابوالحسن زید

اعقاب حسن بن علی السید بن عبدالرحمان الشجر ی

آ پکا نام حسن اور کنیت ابومحمد تھی آ پکے صرف ایک فرزند تھے القاسم بن حسن بن علی السید جنکی والدہ دختر عیسیٰ بن محمد البطحانی تھیں آ پکے اعقاب رے کوفہ میں تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ آ پکے فرزند ابومحمد حسن الداعی الصغیر بن القاسم تھے جو آئمہ الزیدیہ میں سے تھے اور دیلم کے حکمران تھے کچھ نسابین کی رائے میں ابومحمد حسن الداعی بن قاسم بن علی بن عبدالرحمان بن قاسم بن محمد البطحانی تھے مگر بھی بقول ابوعبداللہ حسین بن طباطبا الحسنی کہ ابومحمد حسن داعی الصغیر بن قاسم بن حسن بن علی السید بن عبدالرحمان الشجر ی ہی تھے تاہم اس بات میں جید نسابین کا آپس میں اختلاف ہے کیونکہ اس نام کی دو شخصیات تھیں اور ان کے نسب نامے بھی پانچ پشتوں تک تقریباً ایک ہی نام کے تھے جبکہ تواریخ میں داعی الصغیر حسن ان میں سے کوئی ایک شخصیت تھیں ابومحمد حسن الداعی الصغیر کو مرواد تیج بن زیاد نے بمطابق ۳۱۶ ہجری کو جنگ میں قتل کیا۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ آ پکے تین فرزند تھے (۱)۔ابوعبداللہ محمد النقیب الخلیفہ دیلم (۲)۔ابوالفضل یحییٰ آ پکی والدہ دختر ابی الحسن احمد بن ناصر للحق

حسن بن علی بن عمر الاشرف بن امام زین العابدین۔(۳) ابراہیم

اول ابوعبداللہ محمد بن ابومحمد حسن محمد داعی الصغیر کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔احمد (۲)۔علی (۳)۔عبداللہ احمد بن ابوعبداللہ محمد النقیب کے بیٹے اسماعیل اور اسماعیل کے بیٹے علی جو دیلم کی جماعت کے ساتھ مصر کو گئے

دوئم ابوالفضل یحییٰ بن ابومحمد حسن محمد داعی الصغیر کے تین فرزند (۱)۔ابوعبداللہ محمد (۲)۔ابوالحسن علی (۳)۔ابوزید صالح تھے۔

سوئم ابراہیم بن ابومحمد حسن محمد داعی الصغیر کے دو بیٹے (۱)۔ابوطالب حمزہ (۲)۔ابوحرب مہدی

اعقاب ابراہیم العطار بن علی السید بن عبدالرحمان الشجر ی

بقول جمال الدین احمد ابن عنبہ آپکے دو فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔عباس آپکی والدہ بنوعباس سے تھیں

اول محمد بن ابراہیم العطار جو داعی الکبیر کے وزیر اور سسر تھے اور انکی والدہ دختر القاسم بن محمد البطحانی تھیں اور آپ کے بیٹے ابوالحسن احمد بن محمد تھے۔آپ ابو محمد مہدی حسن الداعی الکبیر بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن امام حسنؑ کے بہنوئی تھے اور ابومحمد حسن داعی الکبیر کی وفات کے بعد آپ نے دیلم وطبرستان کی حکومت سنبھالی اس وقت ابومحمد حسن داعی الکبیر کا چھوٹا بھائی محمد الاصغر داعی الصغیر جرجان میں تھا۔اور وہاں ہی آپ نے بھائی کی موت کی خبر سنی اور یہ بھی معلوم کیا کہ تخت اب اسکے بہنوئی ابوالحسن احمد بن محمد المذکور کے قبضے میں ہے۔تو اسی سال ۲۷۰ ہجری کو محمد الاصغر داعی الصغیر واپس آیا اور ابوالحسن بن احمد کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کیا اور ۷ سال اور ۲ مہینے حکومت کی۔

دوئم عباس بن ابراہیم العطار کا فرزند علی تھا جو طبرستان میں قاضی تھا۔

اعقاب ابوالحسین زید بن علی السید بن عبدالرحمان الشجر ی

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکی اولاد میں ابوالحسن علی المعروف با بن المقعد ۃ تھے آپکی والدہ المقعد ۃ یعنی ام الحسن بنت عیسیٰ بن محمد البطحانی تھیں اور آپکی اولاد بنو المقعد ہ کہلاتی ہے۔صاحب عمدۃ الطالب نے آپکے آٹھ فرزند لکھے ہیں تاہم ان فرزندوں کے نام تحریر نہیں کئے لیکن سید مہدی رجائی نے المعقبون میں ان کے ناموں کا تذکرہ کیا ہے لیکن مہدی رجائی نے ان کے چھے فرزندوں کا ذکر کیا ہے جو یہ ہیں (۱)۔ **حسن الضریر الطبری** انکی والدہ ملیکہ بنت حسن بن علی بن محمد بن حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن اولاد بنو ضریر کہلاتی ہے (۲)۔ **ابو القاسم حمزہ** (۳)۔زید (لاولد) (۴)۔ابوحسین امیر کا الخشاب اولاد بنی خشاب کہلاتی ہے (۵)۔ابوطالب حمزہ بھوسم (۶) ابویعلی عیسیٰ المداح انکی اولاد بنو مداح سے معروف ہے جو ’’رے‘‘ قزوین اور ساریہ میں گئی۔

اعقاب حسن الضریر الطبر ی بن ابوالحسن علی بن ابوالحسین زید بن علی السید

آپ کے چار فرزند تھے (۱)۔زید الخضیب (۲)۔ابوالعباس احمد (۳)۔ابوطاہر یحییٰ (۴)۔حسین

اول زید الخضیب بن حسن الضریر الطبر ی کا بیٹا یحییٰ اور یحییٰ کا بیٹا ابی الفضل ناصر المرضح جو بقول ابوالحسن عمری بصرہ میں انکے دوست تھے دوئم ابوالعباس احمد امیر کا بن حسن الضریر الطبر ی کے اعقاب میں پانچ فرزند (۱)۔زید (۲)۔جعفر المعروف مدینیی (۳)۔ابوالحسن علی الفاضل (۴)۔ابوعبداللہ حسین

المعروف یحییٰ(۵)۔حسین قتل مصراوراعقاب زیادہ ترقزوین میں رہی۔

ابوالقاسم حمزہ بن ابوالحسن علی بن ابوالحسین زید بن علی السید بن عبدالرحمان الشجر ی

اعقاب میں سات فرزند تھے(ا)۔ابو زید اولاد قزوین اور شیراز میں(۲)۔ہادی بوسم اولاد دیلم (۳)۔ناصر(۴)۔ابوالقاسم مہدی اولاد قزوین(۵)۔ابوالھول بورامین میں اورآپکے چارفرزند تھے(۶)۔ابواللیل اولادقزوین،تبریزاورآذربائیجان میں(۷)۔الداعی

اعقاب جعفر بن عبدالرحمان الشجر ی

بقول صاحب المجد ی عمری آپکی چھےاولادیں تھیں(ا)۔محمد(۲)۔احمد الاکبراولادنہ تھی(۳)۔احمد الرئیس(۴)۔حمزہ(۵)۔ام سلمۃ(۶)۔ام کلثوم

بقول جمال الدین احمد ابن عنبہ محمد بن جعفر بن عبدالرحمان الشجر ی کی کنیت ابوجعفر اور لقب کرکورۃ تھا اور اولاد بنی کرکورۃ کہلاتی تھی۔آپکے تین فرزند تھے۔(ا)۔عبداللہ(۲)۔حسین(۳)۔احمد

اول عبداللہ بن محمد کرکورۃ کی نسل سے ابوعبداللہ مہدی جنکی اولاد طبرستان میں رہی بن حسن بن محمد بن زید بن احمد بن علی بن عبداللہ المذ کور تھے۔دوئم حسین بن محمد کرکورۃ کی نسل سمرقند چلی گئی جس سے جعفر المظلوم صاحب شامہ بن محمد بن حسن بن حسین المذ کور تھے جن کے نسب پر بنو ناصر احمد بن یحییٰ الہادی نے گواہی تھی

سوئم احمد بن محمد کرکورۃ۔قدیم جید نسابین نے انکی اولاد کا اقرار کیاہے جورے میں چلی گئی مگران میں سے کسی کا تذکرہ بیان نہیں کیا۔سید مہدی رجائی نے انکے دس فرزند لکھے ہیں اور انکی اولادوں کی تفصیل بھی اپنی کتاب المقبون میں تحریر کی ہے جن میں(ا)۔ابوالحسن عیسیٰ الکوسج اولاد کثیر رے اور مصر میں گئی۔(۲)۔ابو طالب حمزہ الطّویل الشعرانی اولاد شراز اور خراسان گئی(۳)۔عباس(۴)۔ابوعلی محمد(۵)۔عبیداللہ(۶)۔جعفر(۷)۔ابو الحسین طاہر(۸)۔عبداللہ(۹)۔القاسم(۱۰)۔الرضا

اعقاب احمد بن جعفر بن عبدالرحمان الشجر ی

احمد جن کو احمد الاصغر بھی کہا گیا اور احمد رئیس بھی کہا گیا کے اعقاب میں چار فرزند تھے (ا)۔ابو الحسن محمد الموقانی اعقاب الاھواز میں گئے(۲)۔احمد(۳)۔عیسیٰ(۴)۔حمزہ اوران سب کی اولاد تھی(المعقبون جلد اول صفحہ ۵۱۸)

اعقاب محمد الشریف بن عبدالرحمان الشجر ی

بقول السید یحییٰ نسابہ آپ کی والدہ سکینہ بنت عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں

جبکہ بقول ابوالحسن عمری آپکی والدہ سکینہ بنت عبداللہ بن حسین الاصغر تھیں۔ابوالحسن عمری نے آپکے آٹھ فرزند تحریر کئے ہیں جن میں(ا)۔**عبید اللہ** کی اولاد کثیر تھیں(۲)۔**حسن ملقب شعرانف** آپکی اعقاب صعید۔ہندوستان بخارااورخراسان مصراور ملتان تک گئی(۳)۔**حسین** السید الشریف بالکوفہ آپکی والدہ فاطمۃ بنت عبداللہ بن زید بن عبداللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت الانصاری تھیں جو رسولؐ اللہ کے صحابی محترم تھے

(۴)۔حمزہ (۵)۔احمد (۶)۔عیسیٰ (۷)۔حسن (حسن اور حسین کے بارے میں ابن طبا طبا نے کلام کہا ہے ان کے فرزند تھے) اورالمجدی میں (۸) عبدالرحمان کا ذکر بھی ہے۔

اعقاب عبیداللہ بن محمد الشریف بن عبدالرحمان الشجری

آپکے تین فرزند تھے (۱)۔**ابو جعفر احمد الامین** آمل سے سرمن رائے ہجرت کی اولادرے میں ہے (۲)۔**محمد الاعلم** (۳)۔**حسن** ان سب کی والدہ خدیجہ بنت علی السید بن عبدالرحمان الشجری تھیں۔

اعقاب احمد الامین بن عبیداللہ بن محمد الشریف بن عبدالرحمان الشجری

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپکے دو فرزند تھے (۱)۔اسماعیل (۲)۔جعفر بعض نسابین نے زیادہ بھی لکھے ہیں جبکہ الشیخ العمری نے حمزہ بن احمد الامین کا ذکر بھی کیا۔جن کا بیٹا ابوالحسن محمد الراز الملقب شهدانق جسکی اولادرے اورقزوین میں تھی۔

اول اسماعیل بن احمد الامین: آپکے پانچ فرزند تھے (۱)۔احمد (۲)۔ابوعبداللہ محمد (۳)۔یحییٰ قتل بآمل (۴)۔حسن (۵)۔علی جن میں احمد بن اسماعیل کے بیٹے ابوطالب قاسم تھے جنکے آگے سے تین فرزند (۱) ابوجعفر محمد الکیا الدمام الرئیس النقیب نسابہ سید الاشرف تھے جنکی اولاد نہ تھی (۲) علی الزاہد اور (۳) حسین تھے دوئم جعفر بن احمد الامین بن عبیداللہ آپکے چار فرزند تھے (۱)۔احمد (۲)۔ابوالقاسم علی (۳)۔محمد (۴)۔یحییٰ ان میں سے اول احمد بن جعفر بن احمد الامین کی اولاد سے ابوالحسن علی بن ابوطالب احمد بن القاسم بن احمد المذکور تھے آپکی والدہ فاطمہ بنت زید بن احمد بن داوٗد بن علی بن عیسیٰ بن محمد البطحانی تھیں بقول ابوعبداللہ حسین ابن طبا طبا آپ کثیر الفضائل والعلوم تھے اور ہر علم میں ثابت تھے۔حفظ۔تصرف۔معرفت اور علم الانساب میں جید تھے۔آپ طبرستان کے نقیب تھے آپکی وفات دیلم میں ۴۷۲ھ میں ہوئی اور بقول ابواسماعیل طبا طبا صاحب المنتقلہ الطالبیہ کہ آپ سید الاجل الامام نسابہ تھے اور ۴۶۳ھ میں اصفہان میں آئے اور کہا کہ اولاد جعفر بن احمد الامین میں سے میں اور میرا بھائی محمد باقی رہ گئے (المنتقلہ الطالبیہ صفحہ ۳۹)

بقول السید مہدی رجائی کہ آپکے اعقاب میں تین فرزند (۱)۔ابوطالب حسن نقیب بالآمل ملقب امیرثم ملقب بہ الامام (۲)۔ابوعبداللہ محمد مہدی النقیب بآمل (بقول ابو اسماعیل طبا طبا کہ آپ والد کے ہمراہ اصفہان آئے تھے)(۳)۔ابوعلی اسماعیل درج تھے اور آپکی چھے بیٹیاں بھی تھیں۔(۱)۔جلوبہ (۲)۔سعیدہ (۳)۔میمونہ (۴)۔مبارکہ (۵)۔ملکۃ (۶)۔خدیجہ اوران سب کی والدہ ام البنین فاطمہ بنت الامیر اسماعیل بن جعفر بن ابی جعفر الثائر باللہ محمد بن حسین بن علی بن حسن بن علی بن عمر الاشرف بن امام علی السجادؑ تھیں۔

دوئم ابوالقاسم علی بن جعفر بن احمد الاحسین جن کا بیٹا ابوطالب محمد تھا اوراسکی اعقاب جیلان کی جانب گئی

سوئم محمد بن جعفر بن احمد الامین کے ایک فرزند زید جو طبرستان میں امام المسجد تھے

چہارم یحییٰ بن جعفر بن احمد الامین آپ لا ولد تھے۔

اعقاب محمد الاعلم بن عبیداللہ بن محمد الاشریف

آپ کے تین فرزند تھے(۱)۔یحیٰ(۲)۔**ابو عبداللہ حسین** جنکے اعقاب آمل طبرستان ایلاق میں تھے۔(۳)۔**ابو القاسم صالح** ان سب کی والدہ دختر زید بن علی بن عبدالرحمان الشجری تھیں اور انکی نانی دختر علی بن محمد بن عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن تھیں۔اول یحییٰ بن محمد الاعلم کے تین فرزند تھے(۱)۔ابوعیسیٰ حسن کوچک انکی اولاد آمل شالوش۔کلار دیلم میں تھی(۲)۔محمد(۳)۔جعفر جن میں ابوعیسیٰ حسن کو چک کے تین فرزند تھے(۱)۔اسماعیل(۲)۔ابو القاسم عبیداللہ(۳)۔یحیٰ۔ان میں محمد بن یحییٰ بن محمد الاعلم کے تین فرزند تھے(۱)۔علی(۲)۔حسین الرسول اولاد ترنجہ میں گئی(۳)۔زید النقیب ساریہ جنکی اولاد سے کثیر روساء اور نقباء تھے ان میں سے علی بن محمد بن یحییٰ کے دو فرزند ابوعلی حسن ملقب زرین کمر اور ابومحمد قاسم ما نکدیم تھے۔پھر حسین الرسول بن محمد بن یحییٰ کے دوفرزند(۱)عبدالرحمان اور(۲)ابوعلی حسن جنکی اولاد طبرستان گئی۔

اعقاب ابوعبداللہ حسین بن محمد الاعلم بن عبیداللہ بن محمد الشریف

بقول جمال الدین ابن عنبہ نے آپکے فرزندوں کا ذکر اجمالی طور پر کیا ہے جبکہ المعقبو ن میں دس فرزند تحریر ہیں۔تاہم ان سب کی اولاد ہونے کا ذکر المعقبون میں بھی نہیں۔جمھور نسابین کے نزدیک آپکی اولاد حسن بن حسین بن محمد الاعلم سے چلی جنکے ایک فرزند حسین بن حسن بن ابوعبداللہ حسین تھے اور انکے تین فرزند تھے(۱)۔ابوجعفر محمد(۲)۔ابوالعباس احمد جنکو زید بھی کہا گیا(۳)۔ابواحمد محمد ابنان حسین بن حسن بن ابوعبداللہ حسین تھے اور ابواحمد محمد بقول ابوعبداللہ حسین بن طباطبا الحسنی کہ آپ نے ابی الحسین القدوری کی مجالس میں فقہ حنفیہ کی تعلیم حاصل کی(تہذیب الانساب صفحہ۱۳۳)

اعقاب صالح بن محمد الاعلم بن عبیداللہ بن محمد الشریف

آپکے فرزند ابی القاسم زید القاضی تھے اور کہا ابوالحسن قاضی طبرستان نے کہ آپ نے دیلم میں خروج کیا اور اہل دیلم سے اپنی بیعت کا مطالبہ کیا اور ابی القاسم زید القاضی کے فرزند ابوطالب حسن تھے جنکے آگے چار فرزند تھے۔(۱)۔ابومحمد حسین الناصر الدین اللہ ملقب المرتضیٰ اہل دیلم سے بیعت لی اور پھر آمل میں وفات پائی(۲)۔ابوالقاسم صالح(۳)۔ابوعبداللہ محمد الراضی اعقاب ساریہ میں(۴)۔ابوالقاسم زید الملقب ''المسدد باللہ'' آپ کی دیلم میں بیعت کی گئی۔

اعقاب حسن بن عبیداللہ بن محمد الشریف

آپکی اولاد آپکے بیٹے ابی جعفر محمد سے چلی جنکے آگے سے تین فرزند تھے(۱)۔حسن(۲)۔القاسم(۳)۔اسماعیل اور ان کی اولادیں بھی تھیں مگر صاحب عمدہ نے ان کا ذکر نہیں کیا تاہم المعقبون میں السید مہدی رجائی نے تفصیل لکھی ہے۔

اعقاب حسن شعرانف بن محمد الشریف بن عبدالرحمان الشجری

صاحب عمدۃ الطالب کے بمطابق آپکے تین فرزند تھے(۱)۔ابوالقاسم محمد(۲)۔ابومحمد جعفر جنکی اولاد نوبہ میں گئی اور(۳)۔ابوالحسن محمد جنکی اولاد درے میں

گئی۔ان میں ابوالقاسم محمد بن حسن شعرانف بن محمد الشریف کی اولاد سے یحییٰ صاحب الزواریق بن ہرون بن ابوالقاسم محمد المذ کور تھے اوران یحییٰ کے دو فرزند تھے(۱)۔محمد اور(۲)۔علی

اول محمد بن یحییٰ کے ایک فرزند حمزہ جسکی اعقاب کوفہ گئی اور دوئم علی بن یحییٰ کے تین فرزند(۱)ابو ہاشم المجد ور(۲)۔صلاح اور(۳)ابوطالب حمزہ جنکی اولاد رے اورطبرستان میں رہی۔

جبکہ یہاں قابل غور عبارت المجدی فی الانساب الطالبین کی ہے جسے ابوالحسن عمری نے رقم کی کہ حسن شعرانف بن محمد الشریف کی اولاد میں ابوعبداللہ محمد الملقب زغینہ بھی تھے جنکی ذریت میں ایک بیٹا حسین المعروف بابن مرۃ تھا اور اسکی اولاد بصرہ میں تھیں بقول عمری حسن شعرانف بن محمد الشریف کی اولاد صعید۔ہند۔بخارا۔نوبہ۔خراسان۔مصر۔ملتان۔عراق میں گئی جو یحییٰ بن ہارون بن محمد بن ابی عبداللہ محمد بن حسن شعرانف المذکور کی نسل سے تھی اور یہ روایت ہے ابی منذ راور کوفیوں کی۔واللہ اعلم

اعقاب حسین بن محمد الشریف بن عبدالرحمان الشجری

آپکی اولاد میں بقول جمال الدین ابن عنبہ سات فرزند تھے (۱)۔یحییٰ جنکی والدہ جعفریہ تھیں(۲)۔ابی محمد علی(۳)۔ابی الحسن محمد(۴)۔عبداللہ(۵)۔ابراہیم(۶)۔جعفر(۷)۔ابی الغیث محمد جنکی وفات سامراء کی قید میں ہوئی تاہم صاحب عمدۃ الطالب ان سات میں سے دو کی اولاد کا ذکر کیا ہے اول ابی الغیث محمد بن حسین بن محمد الشریف جنکی اولاد سے احمد بن علی بن حسین بن ابی الغیث محمد المذکور تھے جنکی اولاد بخارا میں بنی کاسکین سے مشہور تھی۔دوئم یحییٰ بن حسین بن محمد الشریف جنکی اولاد سے مفضل بن محسن المناخیلی بن زید بن محمد الموزر بن زید ملقب کشکہ بن یحییٰ المذکور تھے اور مفضل بن محسن المناخیلی کے دوفرزند تھے(۱)۔سعداللہ ابونقشہ(۲)۔حسین المناخیلی ان میں سعداللہ ابونقشہ بن مفضل کی اولاد سے ایک جماعت مشہد الغروی میں گئی وہ بنوشکر سے معروف تھی اور وہ شکر بن مالک لقب الود بن محمد بن سعداللہ ابونقشہ المذکور سے تھی۔

باب پنجم فصل دوئم اعقاب اسماعیل بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام

آپ کا نام اسماعیل کنیت ابومحمد اور لقب حالب الحجارۃ تھا آپ حسن بن زید کی اولادوں میں سب سے چھوٹے تھے آپ احادیث کے راوی تھے اور اہل الفضل میں سے تھے ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اس بات پر اختلاف ہے کہ آپ کا لقب حالب الحجارۃ کیوں تھا ۔بقول الشیخ ابوالحسن العمری فی المجدی (صفحہ ۲۱۸) آپکے تین فرزند لکھے ہیں جبکہ السید یحییٰ نسابہ نے آپکے چار فرزند لکھے ہیں (المعقبین ۴۷)جن میں(۱)۔محمد الاکشف آپکی والدہ فاطمۃ بنت عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین تھی اور اولاد بنوکشف کہلائی(۲)۔ابوالقاسم احمد اعقاب سمرقند(۳)۔ابو القاسم علی النارو کی اور بعض نے الزانکی بھی لکھا جوزانک رے کے قریب ایک قریہ ہے(۴)۔حسن جو محدث تھے۔

اعقاب محمد الاکشف بن اسماعیل بن حسن بن زید

آپکے چارفرزند ارجمند تھے(۱)۔ابوطالب زید آپکی والدہ ام الحسین بنت عبدالرحمان الشجری تھیں(۲)۔ابوالقاسم احمد نقیب بخارا جنکی والدہ خدیجہ بنت عبداللہ بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر الطیار تھیں اولاد بخارا میں رہی اور احمد بن جعفر کی جنگ میں قتل ہو گئے(۳)۔اسماعیل الملقب ''ابیض البطن ان کی

والدہ خدیجہ بنت عبداللہ بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر الطیار اور (۴)۔علی النازوکی

اعقاب ابوطالب زید بن محمد الاکشف بن اسماعیل

صاحب المجدی اور صاحب عمدۃ الطالب نے آپکے دوفرزندان کا ذکر کیا ہے ۔(۱)۔ابومحمد حسن الشریف الامیر الداعی الکبیر حاکم طبرستان (۲)۔ابو عبداللہ محمد الداعی الصغیر حاکم طبرستان اپنے بھائی کے بعد حاکم ہوئے۔

عزت مآب ابومحمد حسن الشریف الامیر الداعی الکبیر بن ابوطالب زید بن محمد الاکشف حاکم طبرستان

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکی والدہ دختر عبداللہ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں۔ جبکہ عبیداللہ الاعرج کا عبداللہ نام کا بیٹا بھی تھا داعی کی والدہ آمنہ بنت ابی صفار حسین بن عبیداللہ بن عبداللہ بن حسین الاصغر بھی لکھی گئی ہیں۔آپ نے ۲۵۰ھ میں طبرستان میں خروج کیا اور ۲۷۰ھ میں وفات پائی آپکی سلطنت وحکومت کی مدت ۲۰ سال رہی صاحب ناسخ التواریخ نے لکھا ہے کہ داعی الکبیر نے ۲۵۲ھ میں سلیمان بن طاہر پر حملہ کیا اور اسے طبرستان سے نکال دیا اور اس علاقے پر مکمل تسلط قائم کرلیا۔وہ لوگوں کو قتل کرنے اور شہروں کو برباد کرنے میں کوئی عیب نہیں سمجھتا تھا اسکی ایام سلطنت میں بڑے لوگوں اور اشراف کا قتل ہوا جن میں دوسادات حسینی سے تھے ایک حسین بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن محمد الارقط بن عبداللہ الباہر بن امام زین العابدین تھے یہ دونوں حضرات داعی الکبیر کی طرف سے قزوین اور زنجان کے حاکم تھے۔جس وقت موسیٰ بن بغا نے زنجان اور قزوین کو ان سے چھڑوانے کیلئے عمدہ لشکر کے ساتھ حملہ کیا تو اسکے مقابلے میں ان دونوں کی ہمت نہ رہی مجبوراً طبرستان کی طرف بھاگ گئے۔داعی نے شکست کھانے اور بھاگ کر آنے کے جرم میں ان دونوں کو حاضر کیا اور گہرے پانی میں غرق کیا یہاں تک کہ انکی جان نکل گئی اور پھر انکی لاشیں نکال کر سرداب میں ڈال دیں اور یہ واقعہ ۲۷۵ ہجری کا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب یعقوب بن لیث طبرستان میں آیا اور داعی الکبیر دیلم کی طرف بھاگ نکلا تو یعقوب نے ان دونوں لاشوں کو سرداب سے نکال کر دفن کر دیا اس کے علاوہ داعی الکبیر کے مقتولین میں ان کی خالہ کا بیٹا حسن بن محمد بن جعفر الصحصح بن عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین بھی تھا جو داعی الکبیر کی جانب سے شہر ساری کا حاکم تھا داعی الکبیر کی عدم موجودگی میں انہوں نے سیاہ لباس پہنا جو بنوعباس کا شعار تھا اور سلاطین خراسان کے نام کا خطبہ پڑھا اور جب داعی الکبیر نے دوبارہ قوت پکڑی اور واپس آیا حسن عقیقی کے ہاتھ گردن سے باندھ کر قتل کروایا۔داعی الکبیر طبرستان کے کچھ لوگوں کے متعلق سمجھتا تھا کہ وہ اس سے مکروکینہ اور بغض رکھتے ہیں اس نے چاہا ان سب کو تہ تیغ کر دے پس اپنے آپ کو مریض ظاہر کیا اور چند دن کے بعد اپنی موت مشہور کرادی پس اسے ایک تابوت میں ڈال کر مسجد میں لے آئے تا کہ نماز جنازہ پڑھا جائے

پس اس کے آدمیوں نے مسجد کے دروازے بند کردیئے اور داعی الکبیر خود بھی تابوت سے باہر تلوار لے کر آیا اور ان سب کو قتل کر دیا۔خلاصہ یہ اگر چہ داعی الکبیر خونخوار اور جری تھا مراتب فضائل میں بلند مقام رکھتا تھا علماء اور شعراء کیلئے اس کا دربار محیط الرجال تھا اور علماء اور نسابین کا اتفاق ہے کہ اسکی اولاد نہ چلی سوائے ایک بیٹی (احسن المقال مولف الشیخ عباس قمی صفحہ ۳۱۴۔۳۱۳)

عزت مآب ابوعبداللہ محمد داعی الصغیر بن ابو طالب زید بن محمد الاکشف حاکم طبرستان

محمد بن زید بن محمد الاکشف اپنے بھائی داعی الکبیر کے بعد داعی کے لقب سے ملقب ہوا۔ داعی الکبیر کی وفات کے بعد انکے بہنوئی ابوالحسن احمد بن محمد بن ابراہیم العطار بن علی السید بن عبدالرحمان الشجر ی نے انکی سلطنت پر قبضہ کرلیا اس وقت محمد بن زید الداعی الصغیر جرجان میں تھے اور وہیں سے لشکر لیکر آئے اور ابوالحسن احمد سے جنگ کی اور اسکو قتل کر کے طبرستان پر قبضہ کرلیا اور ۲۷۱ھ سے لیکر سترہ سال سات مہینے حکومت کی اور بقول جمال الدین عنبہ اسکی حکومت اسقدر مضبوط ہوگئی رافع بن ہرثمہ نیشاپور میں ایک مدت تک اسکے نام کا خطبہ پڑھتا رہا اور ابومسلم محمد اصفہانی کا تب معتزلی ان کا وزیر اور دبیر تھا آخر کار محمد بن ہرون سرخسی صاحب اسماعیل بن احمد سامانی نے جرجان میں محمد بن زید الداعی الصغیر کو قتل کیا اور اسکا سر لے کر اسکے بیٹے زید بن محمد جو قید کرلیا گیا تھا کہ ساتھ ''مرو'' بھیجا اور وہاں سے بخارا منتقل کیا گیا اور ان کی لاش جرجان میں محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ کے مزار میں دفن کردی۔ محمد بن زید الداعی فضل جوانمردی اور سخاوت میں بزرگ شخص تھا۔ علماء اور شعراء اسکے دربار کو ملجاو ماویٰ سمجھتے تھے۔ اس کا دستور تھا کہ وہ سال کے آخر میں بیت المال کا حساب دیکھتا جو کچھ اخراجات سے زائد ہوتا قریش وانصار فقہاء اور فقراء اور دوسرے لوگوں میں تقسیم کرتا اور ایک دمڑی بھی باقی نہ رکھتا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک سال جب اس نے بنوعبدمناف کو عطا کرنے کی ابتداء کی اور بنی ہاشم سے جب فارغ ہوا تو بنی عبدمناف کے دوسرے طبقے کو بلایا۔ ایک شخص عطیہ لینے کی غرض سے کھڑا ہوا۔ محمد بن زید الداعی الصغیر نے پوچھا تو کس قبیلے سے ہے اس نے کہا اولاد عبدمناف سے محمد بن زید الداعی الصغیر نے کہا شاید تو اولاد معاویہ سے ہے۔ اس نے کہا ایسا ہی ہے۔ پھر پوچھا معاویہ کے کس بیٹے سے تیرا نسب ملتا ہے تو وہ خاموش ہوگیا۔ داعی نے کہا یزید کی اولاد میں سے ہے۔ اس نے کہا جی ہاں محمد بن زید الداعی نے کیا کہا احمق اور بیوقوف شخص ہے طمع آرزوئے بخشش رکھنا ہے اولاد ابوطالبؑ سے حالانکہ وہ تجھ سے خون کا بدلہ چاہتے ہیں اگر تجھے اپنے دادا کے کردار کا پتہ نہیں تو تو کتنا جاہل اور غافل ہے۔ سادات علوی نے جب یہ سنا تو اسے گھور کر دیکھنے لگے اور اسے قتل کرنے کے درپے ہوئے۔ محمد بن زید الداعی الصغیر نے بلند آواز میں کہا اس کے حق میں برا ارادہ نہ کرنا جو اسے آزاد پہنچائے کا مجھ سے اپنا انجام دیکھ لے گا تمہارا کیا خیال رہے امام حسینؑ کے خون کا بدلہ اس سے لیا جائے خداوند عالم کسی شخص کو دوسرے کے گناہوں کے سبب عذاب نہیں دیتا پس داعی الصغیر نے حکم دیا کہ اس کو بھی اولاد عبدمناف کے برابر حصہ دیا جائے اور اپنے لوگوں سے چند افراد کو حکم دیا کہ اسے سلامتی کے ساتھ رے کے علاقہ تک پہنچائے پس وہ شخص اٹھا اور محمد بن زید داعی الصغیر کے سر کے بوسے لئے بقول ابواسماعیل طباطبا (منتقلہ الطالبیہ ص۱۱۴) کہ محمد بن زید الداعی الی الحق المقتول کی والدہ ام الولد تھیں اور انکا بیٹا زید تھا جسکی والدہ بھی ام الولد تھیں

بقول البیھقی فی لباب الانساب (جلد اول صفحہ ۴۲۹) محمد بن ہرون نے ان کو قتل کیا جرجان میں ۲۸۹ھ میں ان کے اعقاب میں ایک بیٹا ابوالحسین زید الامیر بخارا تھا جنکی والدہ حاکم دیلم کی بیٹی تھی ابوالحسین زید بن محمد بن زید کے تین فرزند تھے (۱)۔ ابوعبداللہ محمد الرضا جس کا نام احمد بھی لکھا گیا اور انکی اولاد بغداد طبرستان رے اور دیلم میں گئی (۲)۔ ابوعلی اسماعیل (۳)۔ ابومحمد حسن المھد ی کی اعقاب کثیر تعداد میں طبرستان۔ رے بلخ اور سرخس میں رہے۔ محمد الرضا اور حسن المھد ی کی والدہ ام ابراہیم بنت حسن الداعی الکبیر بن زید بن محمد بن اسماعیل بن زید تھیں پھر ابوعبداللہ محمد الرضا بن ابی الحسین زید کے اعقاب میں پانچ فرزند تھے۔

(۱)۔ابوالحسین زید خلیفہ بن محمد الرضا آپکی والدہ سکینہ بنت حسن بن القاسم بن حسن بن علی بن عبدالرحمان الشجری تھیں اور آپکی اولاد بغداد اور جیلان گئی (۲)۔اسماعیل (۳)۔ابوالحسن علی (۴)۔ابومحمد الحسن (۵)۔ابوعبداللہ حسین

اعقاب ابوالحسین زید خلیفہ بن محمد الرضا بن زید بن محمد الداعی الصغیر

آپکی اعقاب میں پانچ فرزند تھے (۱)۔ابوجعفر محمد الامین (۲)۔ابوعلی حسن (۳)۔ابوالحسین علی انکی والدہ فاطمۃ بنت السید ابی حسن محمد بن محمد بن ناصر الحسن بن علی بن حسن تھیں (۴)۔ناصر (۵)۔حسن

اعقاب ابوالحسن علی بن محمد الرضا بن زید بن محمد الداعی الصغیر

آپکی اولاد سے تاج الدین علی بن عبداللہ بن حسین بن حسن بن عبداللہ بن طاہر بن ہاشم بن عربشاہ بن الناصر بن زید بن عبداللہ بن ابی علی بن ابوالحسن علی المذکور تھے۔اور انکی نسل سے میر مرتضٰی حیدر خراسانی بن محمد الشریف بن تاج الدین علی بن مرتضٰی بن تاج الدین علی المذکور تھے (کتاب المعقبون وسراج الانساب صفحہ ۴۴)

اعقاب علی النازوکی بن محمد الاکشف بن اسماعیل بن زید

جمال الدین بن عنبہ نے آپ کے دو فرزندان کا ذکر کیا ہے۔(۱)۔احمد الاضغم (۲)۔ابوطاہر محمد الامین قتل طبرستان المعروف با بن علیہ

اول احمد الاضغم بن علی النازوکی کے پانچ فرزند تھے (۱)۔ابوزید عبداللہ البزاز (۲)۔ابوالعباس حسن یدعی الخلیفہ ویلقب طنزخوارہ اعقاب طبرستان میں بنوطنزخوار مشہور ہے (۳)۔ابوالقاسم احمد (۴)۔زید (۵)۔علی

دوئم ابوطاہر محمد الامین بن علی النازوکی آپکی اعقاب میں دو فرزند (۱)۔ابوالقاسم علی شکنبۃ جو اعمال نیشاپور میں سے اور (۲) قاسم جنکی اولاد دینور میں گئی۔ اور ابوالقاسم علی شکنبہ کا بیٹا حسین امیر کا القمی المعمر تھا جو ۱۰۰ سال زندہ رہے اور حلب میں وفات پائی ان کے اعقاب کثیر تعداد میں دمشق ،حلب الرملۃ اور طرابلس میں آباد ہیں۔

باب پنجم فصل سوئم اعقاب ابراہیم بن حسن بن زید بن امام حسن

آپکے تین بیٹے تھے (۱)۔ابراہیم بقول السید یحیٰی نسابہ آپکی والدہ ام القاسم بنت جعفر بن حسن المثنٰی بن امام حسن مجتبیٰؑ تھیں (۲)۔علی (۳)۔اور زید کی والدہ ام الولد تھیں (المجدی ۲۱۸) اور ابراہیم بن ابراہیم کے دو فرزند تھے۔(۱) حسین جن کی والدہ خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطابؓ کی اولاد سے تھیں۔جنکی اولاد نصیبین۔آرمینیہ میں گئی (۲)۔محمد جنکی اولاد بغداد حبشہ و یثرب اور نصیبین گئی

اول حسن بن ابراہیم بن ابراہیم کے فرزند محمد تھے اور محمد کے فرزند داؤد پھر داؤد بن محمد کے دو فرزند محمد اور احمد تھے

دوئم محمد بن ابراہیم آپکے تین فرزند تھے (۱)۔علی جن کے اعقاب مدینہ اور نصیبین میں گئے اور (۲)۔حسن جس کے اعقاب نصیبین گئے (۳)۔داؤد کے اعقاب نصیبین گئے اور ان تینوں کی والدہ ام سلمۃ بنت عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن امام حسنؑ تھیں پھر حسن بن محمد بن ابراہیم کے

اعقاب میں ایک بیٹا محمد نامی تھا بقول ابو الفرج اصفہانی حارث بن اسد نے انکو پکڑا اور مدینہ لے گیا اور ان کے ٹانگیں کاٹ دیں اور ان کو پھینک دیا (مقاتل الطالبین ص ۴۳۷)

بیھقی نے لباب الانساب میں کہا (جلد اصفحہ ۴۱۸) کہ حارث بن اسد نے ان کو پکڑا اور مدینے کے راستے میں وہ فوت ہوئے اور ان کی وفات کے بعد حارث نے انکی ٹانگیں کاٹ دیں اور نہ دفن ہوئے اور نہ ہی ان پر نماز جنازہ پڑھا گیا اس وقت محمد بن حسن بن محمد بن ابراہیم کی عمر ۲۷ سال تھی۔

باب پنجم فصل چہارم اعقاب اسحاق الکوکبی بن حسن الامیر بن زید بن امام حسنؑ

آپ کا نام اسحاق کنیت ابوالحسن اور لقب کوکبی تھا کیونکہ آپ ایک آنکھ سے کانے تھے۔ آپ نے ہارون رشید کی قید میں وفات پائی۔ آپ کی رائے سے ہارون رشید نے علویوں کی ایک جماعت کے قتل کا حکم دیا یہ بات ہارون کو ناگوار گزری تو اس نے آپ کو قید کیا جہاں آپ فوت ہو گئے۔ آپ کی والدہ ام الولد بحرانیہ تھیں الشیخ الشرف العبید لی نے انکے اعقاب کا ذکر نہیں کیا اور ابو نصر بخاری نے انکے بیٹے حسن حسین اور ہارون لکھے ہیں جبکہ ابوالحسن العمری نے اسماعیل اور ہارون لکھے ہیں پھر ابو عبداللہ ابن طبا طبا نے ہارون۔ حسن لکھے ہیں۔ الشیخ ابوالحسن عمری نے کہا کہ ہارون بن اسحاق کے بیٹے رافع بن للث الصفار نے قتل کر دیئے۔ اور انکی والدہ قمیہ تھیں۔ بقول ابن طبا طبا ہارون اور حسن ابنان اسحاق الکوکبی کی اولاد تھی۔

ہارون بن اسحاق الکوکبی کی اولاد سے ایک فرزند جعفر بن ہارون تھے اور داعی الکبیر اور رافع بن للث الصفاء کی جنگ میں قتل ہو گئے اور ہارون کے باقی فرزند بھی اسی جنگ میں قتل ہوئے۔ اور جعفر بن ہارون بن اسحاق الکوکبی کے تین فرزند تھے (۱)۔ محمد جنکو آمل میں رافع بن للث صفار نے قتل کیا اور آپ کا مزار آمل شہر میں ہے اولاد آمل اور طبرستان میں گئی

(۲)۔ احمد جن کا ایک بیٹا محمد الخطیب تھا اور اسکی اولاد خطیبین کہلائی۔ اور (۳)۔ حسن

بقول ابو نصر بخاری حسن بن اسحاق الکوکبی کے بیٹے اور بیٹیاں تھیں اور وہ مغرب (مراکش) میں قتل ہوئے۔

باب پنجم فصل پنجم زید بن حسن بن زید بن امام حسن المجتبیٰ

آپ کی کنیت ابا طاہر تھی الشیخ شرف العبید لی نے انکی اعقاب کا ذکر نہیں کیا اور ابن طبا طبا نے ایک بیٹا طاہر لکھا ہے جبکہ الشیخ ابوالحسن عمری نے انکی اولاد میں علی اور طاہر لکھا ہے

طاہر بن زید بن حسن کی والدہ بقول السید یحییٰ نسابہ اسماء بنت ابراہیم بن موسیٰ بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن مغیرہ مخزومی تھیں اور طاہر بن زید کے ایک فرزند محمد بن طاہر تھے جنکی والدہ بقول یحییٰ نسابہ المدنی العقیقی عبیدہ بنت القاسم بن حسن بن زید بن حسن بن زید امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں دوسرا علی جسکی والدہ ام الولد تھیں اور محمد بن طاہر کے بیٹے حسن بن محمد تھے بقول ابوالغنائم زیدی نسابہ کہ حسن کی پیدائش صغا یمن میں ہوئی اور انکی والدہ بھی یمن کی تھیں اور بقول ابی نصر بخاری محمد بن طاہر کی والدہ ام الولد تھیں حجاز کی اور انکی اولاد بصرہ میں کثیر ہے۔ اور ذکر کیا احمد بن عیسیٰ بن حسین بن علی نے جو کہ علوی انساب کا ایک عالم تھا کہ میں نے سنا کہ طاہر بن زید نے اپنی موت کے وقت کہا میرا کوئی بھی اعقاب نہیں اس لئے بنو طاہر جو طاہر بن حسن بن محمد بن طاہر بن زید بن حسن کی جانب منسوب ہے ان کے حال کا اللہ کو علم ہے واللہ اعلم

باب پنجم فصل ششم — اعقاب عبداللہ بن حسن بن زید بن امام حسن علیہ السلام

آ پکی کنیت اباز یداور ابا محمد تھی آپ کی والدہ ام الولد تھیں آ پکی اولاد کا ذکر شیخ شرف العبید لی نے نہیں کیا جبکہ ابوالحسن عمری نے آ پکے پانچ فرزند لکھے ہیں (۱) علی (۲) محمد (۳) زید (۴) حسن اور (۵) اسحاق اور بقول ابی نصر بخاری زید بن عبداللہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ بہادر تھے بقول عمری انکی والدہ ام الولد بنی شیبان سے تھیں اور ابوالسرایا سری بن منصور بن حسان شیبانی کے ساتھ تھے جب وہ کوفہ سے باہر آیا اور جب ان پر معاملہ سخت ہو گیا تو اہواز چلے گئے اور وہاں گرفتار ہو گئے اور آپ کو قتل کر دیا گیا۔ زید بن عبداللہ کے چار فرزند تھے (۱)۔ محمد (۲)۔ علی (۳)۔ حسین اور (۴) عبداللہ اور انکی والدہ علویہ تھیں اور محمد بن زید کے تین بیٹے تھے (۱) حسن (۲) علی اور (۳) عبداللہ یہ حجاز میں ساکن رہے۔

باب پنجم فصل ہفتم — اعقاب علی السدید بن حسن بن زید بن امام حسنؑ

آپ کا نام علی کنیت ابوالحسن اور لقب سدید اور بعض نے شدید لکھا ہے آ پکی والدہ ام الولد تھیں مورخین نے لکھا ہے آپ کی وفات منصور دوانقی کی قید میں ہوئی تاہم نسابین نے اس بارے میں کوئی کلام نہیں کیا۔ بقول ابونصر بخاری علی السدید نے اپنے والد کی زندگی میں ہی وفات پائی جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی کنیزوں کو فروخت کیا گیا تو ان میں ھیفاء نامی کنیز آپ سے حاملہ تھیں جب معلوم پڑا تو حسن بن زید بن امام حسنؑ نے ان کو واپس لیا اور ان سے عبداللہ بن علی پیدا ہوئے (سر السلسلۃ العلویہ صفحہ ۲۴) یوں علی السدید بن حسن بن زید کی اولاد صرف عبداللہ بن علی السدید سے چلی

اعقاب عبداللہ بن علی السدید بن حسن بن زید

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کے آ پکے پانچ فرزند تھے (۱)۔ جعفر (۲)۔ قاسم (۳)۔ **حسن** (۴)۔ **عبدالعظیم** (۵)۔ **احمد** اور بقول ابن خداع النسابہ المصری الارقطی الحسینی کہ آپ کی اولاد کا سلسلہ صرف عبدالعظیم اور احمد سے چلا جبکہ بقول ابن طباطبا حسن کی اولاد بھی چلی اور ان کا لقب مھفھف تھا۔

اعقاب عبدالعظیم الحسنی بن عبداللہ بن علی السدید

آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی آپ کی قبر معظم رے کی مسجد الشجرہ میں ہے جہاں آپ کا مزار مشہور و معروف ہے آپ اکابر محدثین علماء زہاد اور عباد میں سے تھے اور امام تقیؑ امام ہادیؑ اور امام رضاؑ کے شاگرد اور صحابی تھے محقق داماد نے اپنی کتاب رواشح میں فرمایا کہ آپ کی شان اور فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اور ابن بابویہ اور ابن قولویہ میں سے ایک شخص رے سے امام علی الہادی علیہ السلام کی خدمت اطہر میں گیا تو آپ نے پوچھا تم کہاں تھے اس نے کہا امام حسینؑ کی زیارت کرنے گیا ہوا تھا۔ امام علی الہادی علیہ السلام نے فرمایا تو قبر عبدالعظیم کی زیارت کرتا تو اس شخص کی ہی مانند ہوتا جس نے امام حسینؑ کی زیارت کی صاحب ابن عباد نے مختصر سا رسالہ ان کے حالات کے بارے میں لکھا اور الشیخ مرحوم محدث متجر نوری نور مرقد اللہ نے وہ رسالہ مستدرک کے خاتم میں نقل فرمایا ہے جب متوکل نے کربلا کو منہدم فرمایا تو آپ کربلا میں ہی تھے اور بحکم امامت مدینہ سے رے کو ہجرت کی متوکل عباسی اور اس کا چالاک وزیر امیر حاج عیداق تمام تر طاقت اور چالاکیوں کے باوجود آپ کو گرفتار نہ کر سکا اور ذکر کیا ابواسماعیل طباطبا نے کہ آپ نے رے میں دخول کیا ابی عبداللہ حسین طباطبا کے مطابق کے آپ کے اعقاب نہ تھے مگر ابی الغنائم النسابہ العمری نے آپ کے بیٹے محمد بن عبدالعظیم کا ذکر کیا ہے جنکی

والدہ فاطمہ بنت عقبۃ بن قیس العمیر ی تھیں اور ابی الحسین محمد بن قاسم المتیمی النسابہ نے کہا کہ عبد العظیم کے اعقاب میں ایک بیٹا محمد درج (لا ولد) اور دو بیٹیاں خدیجہ اور رقیہ تھیں۔ امام فخر الدین نے کہا کہ جناب عبد العظیم کا قتل رے میں ہوا اور آپکا مزار وہیں ہے۔ اور بقول النسابہ المرشد باللہ زین الشرف ابو الحسین یحییٰ بن حسین دام اللہ نعمتہ کہ عبد العظیم کے عقب میں ایک ہی فرزند محمد تھا جو درج (لا ولد) تھا (منتقلہ الطالبیہ ۔ ۱۵۷۔۱۵۶) جبکہ ایک بیٹی ام سلمیٰ بھی تھیں۔ اور بقول البیھقی کے آپکے اعقاب نہیں رہے (لباب الانساب جلد دوئم صفحہ ۴۴۷) جمال الدین ابن عنبہ نے بھی محمد بن عبد العظیم کو انقرض لکھا ہے۔

اعقاب احمد بن عبداللہ بن علی السد ید بن حسن بن زید

آپ کے تین بیٹے تھے (۱)۔ ابو محمد قاسم السبیعی الشبیہ رسولؐ اللہ یا السبیعی نسبت ہے ایک محلّہ السبیعیہ جو کوفہ میں تھا (۲)۔ **ابو علی عبداللہ الدردار** آپکی والدہ اشتریہ تھیں آپکی اولاد بنو الطوّری اور بنو الدردار مشہور تھی (۳)۔ ابو عبداللہ محمد شاطورہ آپ کی اولاد کثیر تعداد ابھر میں موجود ہے۔

ابو محمد قاسم السبیعی بن احمد بن عبداللہ بن علی السد ید کے چار فرزند تھے (۱)۔ ابو عبداللہ حسین (الفخری فی الانساب الطالبین میں ابوالقاسم لکھا ہے) نقیب السادات بالکوفہ (۲)۔ ابو عبداللہ محمد عقب بالکوفہ و بغداد (۳)۔ علی (۴)۔ ابو علی حسن

اول ابو عبداللہ حسین بن ابو محمد القاسم السبیعی کے دو فرزند تھے (۱)۔ ابو محمد القاسم السبیعی الشاہد بالکوفہ جنکی والدہ ام الولد تھیں جن کو مونس بھی کہا جاتا تھا یہ اعیان العلوبیین تھے (۲) محمد آپکی اولاد مصر اور بغداد میں السبیعو ن کہلاتی ہے

پھر ابو محمد القاسم السبیعی بن ابو عبداللہ حسین النقیب کے دو فرزند تھے (۱)۔ یحییٰ جو مصر میں ولی القضاء تھے (۲)۔ علی

اعقاب عبداللہ الدردار بن احمد بن عبداللہ بن علی السد ید

آپ کی کنیت ابو علی اور نام عبداللہ لقب الدردار تھا آپ سید جلیل۔ عظیم الشان۔ رفیع المنز ل صالح عابد۔ زاہد تھے آپکے اعقاب میں ایک ہی فرزند تھا ابو علی محمد ابھری جن کی والدہ فاطمۃ بنت زید بن عیسی موتم الاشبال بن زید الشہید بن امام زین العابدین تھیں آپکی اولاد صاحب جلالت اور ریاست اور کثیر تعداد میں ابھر میں آباد تھی۔ آپ کے چھ فرزند تھے (۱)۔ **ابوزید عیسیٰ** (۲)۔ ابوالحسین زید (۳)۔ ابو علی عبداللہ (۴)۔ ابوالحسن علی (۵)۔ ابو علی حسن (٦)۔ اسماعیل

اعقاب ابوزید عیسیٰ بن ابو علی محمد ابھری بن عبداللہ الدردار بن احمد

آپکی اولاد میں ایک بیٹا ابی طالب محمد تھا جو صاحب ذی محل اور ریاست تھا۔ ابی طالب محمد کا ایک بیٹا ابی الفتح ناصر الدیلمی تھا (بعض نے ناصر بن حسن بن محمد بن عیسیٰ لکھا ہے) اور ابی الفتح ناصر الدیلمی کا بیٹا حسن تھا۔ بقول نسابہ السید عزالدین ابی طالب المروزی سادات حسنیہ ابھر کے جد امجد ابوزید عیسیٰ بن محمد ابھری بن عبداللہ الدردار ہیں اور ابی عبداللہ حسین بن طباطبا کا بھی یہی قول ہے لیکن بقول ابی لغنائم النسابہ کے سادات ابھریون عیسی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن الامیر بن زید بن امام حسن کی اولاد ہے ابی الغنائم نے یہ قول ابی طالب الجوانی سے نقل کیا۔ لیکن سادات ابھر کے اجداد کا اپنا قدیم قول یہی ہے کہ وہ علی السد ید بن حسن بن زید کی اولاد سے ہیں اور الشریف عزالدین ابی طالب المروزی نے اپنی کتاب الفخری میں یہ ذکر کیا ہے کہ

ابوالغنائم زیدی دمشقی نسابہ ابھر میں داخل ہوا اور سادات سے اس مسئلہ پر بحث کی اور آخر یہ طے پایا کہ سادات ابھر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن الامیر کی اولاد ہیں۔ جبکہ اصلاً یہ لوگ ابوزید عیسیٰ بن ابوعلی محمد ابھری بن عبداللہ الدردار بن احمد بن علی السدید کی اولاد ہیں واللہ اعلم

اعقاب حسن بن عبداللہ بن علی السدید

آپ کا لقب صاحب عمدہ اور دوسرے نسابین نے المھفھف لکھا ہے آپکی نسل سے ابی زید عیسیٰ بن اسماعیل بن عیسیٰ بن اسماعیل بن محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن حسن المھفھف المذکور تھے جن سے علماء فضلاء اخیار نے استفادہ کیا اور آپ کی وفات ۷۱۴ھ میں ہوئی آپ منقرض تھے۔ (اس نسب کی ۷۱۴ سال میں ۱۶ نام بنتے ہیں اور گران کی اولاد ہوتی۔ تو پوتے بھی جوان ہوتے انکی وفات کے سن میں یوں ۱۸ پشتیں ۷۱۴ سال میں بنتی ہیں اور علم الانساب کی رو سے یہ ممکن ہیں)

من معذرت از النسابین

بعض نسابین نسب میں معمولی سے غلطی کو عدم سیادت کے زمرے میں لے جاتے ہیں جو غلط ہے۔ ہر نسل کی فی صدی پشتیں مختلف ہوسکتی ہیں اور یہ بات ڈھکی نہ رہے کہ ایک صدی میں کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ پانچ پشتیں گزر سکتی ہیں بعض اہل عرب نسابین بھی نسب کو اس وجہ سے رد کر دیتے ہیں کہ فلاں نسابہ نے اس شخص کے اعقاب میں اس نام کا فرزند ذکر نہیں کیا اور آپ کا نسب اس شخص سے ملتا ہے لہذا آپ کا نسب غلط ہے لہذا ممکن ہے ایک مخطوط غلط ہوا سی خاندان کے کسی دوسرے فرد کے پاس درست مخطوط ہو۔ اور وہ صحیح ثابت ہو رہا ہو بعض اوقات شجرہ سے شجرہ نقل کرتے ہوئے بھی غلطی ممکن ہے اور یہی غلط قرن در قرن سفر کرتی ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ مذکورہ خاندان یا قبیلہ سید ہی نہیں اسی طرح نسابین کی مختلف آراء ہیں کہ نسب آج کے زمانے میں کتنی پشتوں کا ہونا چاہیے فقیر کہتا ہے جب عوام الناس کی عقول، عمروں، نفوس۔ اولاد کی تعداد۔ تعلیم۔ ثقافت میں فرق ممکن ہے تو انکی پشتوں میں بھی فرق ممکن ہے اور جدید سائنس دانوں سے بھی اس بات کے شواہد ملے ہیں فقیر کہتا ہے کہ ہم امیر المومنین سے تا حال ۳۸ سے ۴۸ پشتوں کو درست مانتے ہیں اور ایسا ممکن ہے اور اس کی نص جمال الدین ابن عنبہ نے اپنی کتاب میں تحریر کی ہے اور اس تحریر کی رو سے ایک صدی میں زیادہ سے زیادہ چھے اور کم سے کم دو پشتیں ممکن ہیں اور اس کی مثال بھی دی گئی

سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی نے ذکر کیا کہ عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب زندہ تھا ہارون الرشید کی اولاد کے زمانے میں۔ ابنان ہارون بن مہدی بن محمد بن منصور بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھا۔

ہم نے اصولی علم الانساب کے تحت تمام تحقیق کی اور آئمہ کی اولادیں رقم کی۔

اب کچھ شجرہ جات ایسے جن کا ذکر انساب کی کتب میں ملتا ہے مگر اصولی علم الانساب سے ان میں نقص پایا جاتا ہے اور بعض شجر جات بالکل درست بھی ہیں اول اولاد زید بن امام حسن کی اولاد کے شجرے ملاحظہ فرمائیں۔

السید العالم امیر شریف الصدر بشیراز بن تاج الدین علی بن جلال الدین مرتضیٰ بن عبداللہ بن طاہر بن ہاشم بن عرب شاہ بن ناصر بن زید بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن حسن بن زید بن محمد الداعی بن زید بن محمد الاکشف بن اسماعیل بن حسن الامیر بن زید بن امام حسن بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب

علیہ السلام (الشجرۃ الطیبہ جلد اول صفحہ۲)

السید ابوالحسین الملقب المرشد باللہ المعروف کیا یحیٰی بن ابوعبداللہ حسین بن الموطق باللہ بن ابوحرب اسماعیل الخوارزمی بن ابوالقاسم زید العالم شالوش بن ابومحمد حسن بن جعفر بن حسن قیل حسین بن محمد بن جعفر بن عبدالرحمان الشجری بن ابومحمد القاسم بن حسن بن زید بن امام حسن بن امام علی بن ابی طالب علیہ السلام (سراج لانساب)

السید طیب المظفر کاشان بن محمود بن مرتضیٰ بن علی بن محمد بن علی بن حسین بن ابوالمجد بن ہادی شاہ بن حسین بن علی بن ابوالحسن بن حمزۃ بن محمد بن طاہر بن ابوالقاسم احمد بن ابوجعفر محمد کوکورہ بن جعفر بن عبدالرحمان الشجری بن ابومحمد القاسم بن حسن بن زید بن امام حسن المجتبیٰ بن امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام (سراج الانساب)

السید قاضی غیاث الدین شکراللہ بن عطا الدین بن نصر اللہ بن عطا اللہ بن عبداللہ بن لطف اللہ بن فضل اللہ بن محمد بن حمزہ بن ابوالھلول بن حمزہ بن سراھنک بن زید بن ابوالحسن علی بن زید بن علی السید بن عبدالرحمان الشجری بن ابومحمد القاسم بن حسن بن زید بن امام حسن المجتبیٰ بن امام علی ابن ابی طالبؑ

السید العالم امیر کا احمد قاضی القضاء بقزوین وسلطانیہ بن تاج الدین علی بن کمال الدین ناصر بن محمد بن ولی خان بن آقا خان بن امیر الحاج بن محمد بن عزالدین بن نظام الدین بن عراقی بن ابوہاشم بن الداعی بن رضی الدین زید بن ابوالعباس احمد امیر کا بن ابوابراہیم حسن بن ابوالحسن علی المعروف بابن المقعدہ بن زید بن علی السید بن عبدالرحمان الشجری بن ابومحمد القاسم بن حسن بن زید بن امام حسنؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام (سراج الانساب)

امیر غیاث الدین بقزوین بن امیر ابوسعید بن قاضی حسین میر برھان الدین بن عمادالدین بن ابوسعید بن برہان الدین حسین بن امیر غیاث الدین محمد القاضی بقزوین وسلطانیہ بن محمد شمس الدین بن امیر کا احمد بن ابوہاشم الداعی بن عراقی بن ابوہاشم بن الداعی بن رضی الدین زید بن ابوالعباس احمد امیر کا بن ابوابراہیم حسن بن ابوالحسن علی المعروف بابن المقعدہ بن زید بن علی السید بن عبدالرحمان الشجری بن ابومحمد القاسم بن حسن بن زید بن امام حسن بن امام علی علیہ السلام۔

نسب الشریف قاضی جہان بن نورالھدیٰ بن قطب الدین بن عبداللہ بن شمس الدین محمد بن قاضی سیف الدین بن امیر کا محمد بن علی بن ناصر بن محمد بن ولی خان بن آقا خان بن امیر حاج بن محمد بن عزالدین بن نظام الدین بن ابی ہاشم بن عراقی بن داعی بن زید ابوالعباس بن احمد امیر کا بن ابوالحسن علی المعروف بابن المقعدہ بن زید بن عبدالرحمان الشجری بن ابومحمد القاسم بن حسن الامیر بن زید بن امام حسنؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ (سراج الانساب صفحہ۴۴)

نسب السادت حسنی قزوین خیاط عزیز بن عبداللہ بن صدرالدین بن سعدالدین بن خواجہ بن صدرالدین بن عبدالغنی بن طیفور بن احمد بن ابی ہاشم بن حسن بن ناصر بن ابی سلیمان بن عراقی بن ابی ہاشم بن حسن بن رضا بن عیسیٰ بن علی بن زید بن علی السید بن عبدالرحمان الشجری بن ابومحمد القاسم بن حسن الامیر بن زید بن امام حسنؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

نسب الشریف سادات قزوین شانہ تراش: میر علی بن عبدالقادر بن عبدالحی بن علی بن روح اللہ بن مرتضیٰ بن نعمت اللہ بن ھبت اللہ بن محمود بن السید امیر حسین بن علی بن محمد بن امیر حسین بن امیر حسن بن حسین بن حاجی کمال الدین بن شرف شاہ بن علی بن محمد بن احمد بن محمد المشھو رابی الحرب بن ھبت اللہ بن حسن بن رضا بن عیسیٰ بن ابوالحسن علی المعروف ابن المقعد ہ بن زید بن عبدالرحمان الشجر ی بن ابومحمد القاسم بن حسن الامیر بن زید بن امام حسن المجتبیٰ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام (سراج الانساب صفحہ ۴۷)

نسب شریف سادات حسنی ابھر: رضی الدین ابوعبداللہ محمد بن حسین بن عل بن عرب شاہ بن احمد بن عبدالعظیم بن احمد بن حمزہ بن عبدالعظیم بن عبداللہ بن محمد ابھری نقیب ابھر بن عبداللہ الدردار بن احمد بن عبداللہ بن علی السد ید بن حسن الامیر بن زید بن امام حسن علیہ السلام (سراج الانساب صفحہ نمبر ۴۷ یہ شجرہ صاحب سراج الانساب نے السید العالم الکامل کمال الاسلام والمسلمین الموسوی الحسینی الجرجانی سے نقل کیا تھا)

اور یہاں پر زید الابلج کی بن امام حسن علیہ السلام بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی اولاد تمام ہوئی۔

باب ششم

اخبار حسن المثنیٰ بن امام حسن المجتبیٰ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

آپ کا نام حسن کنیت ابومحمد اور لقب مثنی تھا یعنی دوسرا حسن۔ بقول ابن دینار النسابہ آپ کی وفات ۳۵ سال کی عمر مبارک میں ہوئی بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپکی والدہ خولہ بنت منظور بن زبان بن سیار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن سمی بن حازن بن فزارۃ بن ذبیان تھی۔ اور منظور بن زبان بیٹی کی پہلی شادی محمد بن طلحۃ بن عبیداللہ التمیمی سے ہوئی تھی محمد بن طلحۃ جنگ جمل میں قتل ہوگئے منظور بن زبان مدینہ آیا اور مولا علی علیہ السلام سے دکھ بیان کیا تو آپ نے انکی بیوہ بیٹی کی شادی اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے کرادی۔

خولہ بنت منظور کی اولاد محمد بن طلحہ بنت عبیداللہ سے بھی تھی بقول السید یحییٰ النسابہ العقیقی المدنی کہ ان کے نام ابراہیم داؤد اور ام القاسم تھے اور صاحب الاصیلی یا ابن طقطقی الحسنی نے اپنی کتاب میں السید یحییٰ نسابہ کو روایت کیا ہے کہ امام حسینؑ نے حسن المثنیٰ بن امام حسن سے کہا تم شادی کیلئے میری کسی بھی بیٹی کا انتخاب کرسکتے ہو سکینہ یا فاطمہ اور بقول ابی نصر بخاری آپ نے فاطمہ صغریٰ کا انتخاب کیا اور صاحب عمدہ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے پھر امام حسین السید الشہیداء نے فرمایا تمہاری بیوی اپنی دادی فاطمہ بنت رسولؐ اللہ کی شبیہ ہے حسن المثنیٰ کی شادی روز عاشور سے قبل ہو چکی تھی احمد بن ابراہیم۔ لوط بن ابی مخنف سے روایت کرتے ہیں کہ حسن المثنیٰ نے کربلا میں اپنے چچا امام حسینؑ کی حمایت میں جنگ کی اس وقت انکی عمر ۱۹ یا ۲۰ سال ہوگی۔ ۱۱ محرم الحرام تک وہ بے ہوش رہے اور قید ہو کر ابن زیاد ملعون کے دربار میں آئے ان کی والدہ کے رشتہ دار اسمائ ن خارجہ بن عیینہ بن خضر بن حذیفہ بن بدر الفرازی نے عبیداللہ ابن زیاد سے سفارش کی پھر ان کے ماموں ابی الاحسان کو بلایا گیا اور آپ رہا کر دیا گیا (عمدۃ الطالب صفحہ ۹۲)

جب حجاج ابن یوسف مدینے کا والی تھا تو اس نے چاہا کہ عمر الاطرف بن امام علی علیہ السلام حسن المثنیٰ کے ساتھ صدقات النبیؐ کی محافظت کے سلسلے میں مدد کریں کیونکہ صرف بنو فاطمہ ہی صدقات کی محافظت کررہی تھی حسن المثنیٰ نے حجاج ابن یوسف کی درخواست رد کردی۔ حسن المثنیٰ نے اپنی وفات سے قبل صدقات النبی کا محافظ اپنے بیٹے عبداللہ محض کو بنایا۔ جب منصور دوانقی نے عبداللہ المحض کو قید کیا تو صدقات اپنی تحویل میں لے لئے۔ حسن المثنیٰ کو ولید بن عبدالملک نے زہر دے کر شہید کر دیا۔ اور اس وقت آپ کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی۔ (عمدۃ الطالب ۹۲۔۹۱) اور ابن خداع المصری نسابہ نے بھی کہا کہ آپ کی وفات ولید بن عبدالملک کے عہد میں ہوئی۔ اور بعض روایات میں سلیمان بن عبدالملک نے آپ کو زہر دی۔

اعقاب حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ

بقول جمال الدین ابن عنبہ در عمدۃ الطالب صفحہ ۹۲ آپکے پانچ فرزند تھے (۱)۔ **ابو محمد عبداللہ المحض** دیباجہ بنی ہاشم (۲)۔ **ابراھیم الغمر** (۳)۔ **حسن المثلث** ان تینوں کی والدہ السیدہ فاطمہ بنت امام حسینؑ بن امام علی ابن ابی طالب تھیں (۴)۔ **دائود** (۵)۔ **جعفر** بقول جمال الدین ابن عنبہ ان دونوں کی والدہ رومی کنیز تھیں جنکا نام حبیبہ تھا مگر کتاب الانوار فی نسب آل النبی المختار میں علامہ ابی عبداللہ محمد بن محمد الجزی الکلبی الغرناطی نے (صفحہ ۳۸) پر لکھا کہ ان دونوں کی والدہ ام الولد بربریہ تھیں جن کا نام مریم بنت علی بن محمد بن مجدول الشامی تھا جبکہ مناہل الضرب فی الانساب العرب میں العلامہ نسابہ السید جعفر الاعرجی نے آپکا ایک بیٹا محمد نام کا بھی لکھا مگر اس کی اولاد نہ چلی۔ واللہ اعلم

باب ششم فصل اول   اخبار عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن المجتبیٰ

آپ کا نام عبداللہ کنیت ابومحمد اور لقب المحض تھا یعنی کامل کیونکہ آپ والد کی طرف سے امام حسنؑ کا خون تھے اور والدہ کی جانب سے امام حسینؑ کا آپ کی والدہ فاطمۃ بنت الحسینؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب تھیں بقول الشیخ ابی الحسن عمری آپ اپنے زمانے میں شیخ بنی ہاشم کہلائے بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ رسولؐ اللہ کی شبیہ تھے اور قوی النفس اور بہادر تھے جس کا اشارہ عرب کے اشعار میں بھی ملتا ہے۔ابن اخی طاہر الدندانی نسابہ کے بقول آپکو منصور نے قید کیا تھا اور آپ سے آپ کے دو بیٹے محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم کی پوچھ گچھ کی کہ وہ کہاں ہیں اور آپ کو قید کر کے عراق لے گئے اور پھر آپ نے وہیں وفات پائی اور آپ کی قبر وہیں ہے اور شیخ شرف العبید لی کے بقول آپ نے منصور کے قید خانے میں وفات پائی آپ کو صاحب الاصیلی ابن طقطقی الحسنی نے سید اھلہ و شیخ القرش لکھا ہے اور کہا کہ بقول خطیب فی تاریخ کہ آپ کی وفات منصور کی قید میں بروز عبدالاضحیٰ ۱۴۵ میں ہوئی (تاریخ بغداد جلد۹ صفحہ۴۳۴) اور بقول السید عبدالحمید النسابہ آپ کی وفات منصور العباسی کی قید میں ہوئی اور اس وقت آپ ۷۰ سال کے تھے آپ کی قبر کوفہ میں فرات کے قریب تھی۔جبکہ جمال الدین ابن عنبہ نے عمدۃ میں اور آغانی میں ابن عقدہ نے السید یحییٰ نسابہ سے روایت کی آپ کی وفات ۱۴۵ھ میں ہوئی اس وقت آپکی عمر ۷۵ سال تھی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ ابوالعباس سفاح عباسی خفیہ انداز میں ابی سلمہ خلال کے گھر کوفہ میں آیا کہ خلافت علی اور عباس کی اولاد کے پاس آئے اور اس پر مشورہ ہو وہ اتفاق کر کے کسی ایک کو چن لیں سفاح نے ابن خلال سے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ اتفاق نہ ہو سکے گا ان کی رائے تھی کہ یہ مشورہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی اولاد کے درمیان لے جائیں پھر انہوں نے خط لکھے تین لوگوں کو اول امام جعفر الصادقؑ (دوئم عبداللہ المحض کو) اور خط انکے کوفہ کے رہائشی موالی کو دے کر بھیجا وہ قاصد رات کے وقت امام جعفر الصادقؑ سے ملنے آیا او کہا کہ وہ ابی سلمہ خلال کا قاصد ہے جو پیغام لے کر آیا ہے امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا کہ میرا اور ابی سلمہ خلال کا کیا واسطہ وہ ہمارے شیعہ میں سے نہیں ہے۔قاصد نے کہا خط پڑھ کر جواب تو دیں امام جعفر الصادقؑ نے اپنے خادم سے فرمایا وہ چراغ لاؤ پھر امام نے اس خط کو جلا دیا پھر قاصد نے کہا کیا آپ جواب دیں گے آپؑ نے کہا تم نے میرا جواب دیکھ لیا اتنے میں عبداللہ محض بھی آ گئے اور امامؑ سے کہا اے ابومحمد جعفر آپ کو کونسی خبر آئی ہے مجھے بتائیں پھر عبداللہ محض نے جلے خط کو دیکھ کر کہا یہ کیا ہے امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا یہ خط ابی سلمہ خلال کا ہے جو مجھے اس امر (خلافت) کی داعوت دے رہا ہے۔کہ میں اسے قبول کرلوں اور مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں (عمدۃ الطالب صفحہ۹۳)

عبداللہ محض اور ان کے دو بیٹے محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم بنی امیہ کی حکومت کے زمانے میں اس بات کے حق میں تھے کہ خلافت اولاد علی کو منتقل ہو اور بنو عباس نے اس مقصد کے حصول کیلئے ان کا استعمال کیا اور امام حسینؑ کی مظلومیت کے نام پر خوب لشکر جمع کیا اور آخران کو ایک طرف کر کے خلافت کو اپنے قبضہ میں کرلیا۔حالانکہ ان میں طے یہ پایا تھا کہ جب بنوامیہ کا تختہ پلٹے گا تو خلیفہ محمد نفس ذکیہ ہونگے اور تمام عباسیوں نے انکی بیعت بھی کی تھی۔اور بنو عباس کا اول خلیفہ ابوالعباس سفاح عباسی تخت پر متمکن ہوا تو عبداللہ محض کے بیٹے روپوش ہوگئے سفاح ہمیشہ عبداللہ محض کے ساتھ احترام کا رویہ رکھتا تھا اور ہر ملاقات میں یہ ضرور پوچھتا کہ تمہارے بیٹے کہاں ہیں لیکن جب منصور دوانقی کی حکومت آئی تو اس نے عبداللہ محض کو قید کرلیا اور انکے ساتھ اولاد امام حسن

کے باقی افراد بھی قید ہوئے جن کا ذکر السید یحییٰ النسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ نے اپنے مبسوط میں کیا ہے ۔ یہ وہ حضرات ہیں جو پہلی دفعہ مدینے میں قید ہوگئے بعد میں ان کی تعداد بڑھتی گئی ۔(۱)۔عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ (۲)۔سلیمان بن داؤد بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام (۳)۔حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ (۴)۔اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ (۵)۔علی بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ (۶)۔علی بن عباس بن حسن مثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن ۱۴۰ھجری میں منصور دوانقی نے سفر حج کیا تو عبداللہ محض کو مروان کے گھر پر قید کیا اور ریاح بن عثمان کو زندان بان مقرر کیا۔

ریاح بن عثمان نے اولادِ امام حسن علیہ السلام میں سے ایک گروہ کو قیدی بنایا اور ان پر سخت سختیاں کیں اور جن دنوں یہ لوگ قید میں تھے کبھی ریاح عبداللہ محض کے پاس چند افراد کو بھیجتا کہ وہ اسے نصیحت کریں کہ اپنے بیٹوں کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دیں جب یہ لوگ عبداللہ محض کو یہ باتیں کہتے اور ان کو بیٹوں کے معاملے کو چھپانے میں سرزنش کرتے تو عبداللہ محض فرماتے میری مصیبت اور ابتلاء جناب خلیل خدا کی ابتلاء سے بھی زیادہ سخت کیونکہ انہیں حکم ہوا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں اور ان کے لئے بیٹے کو ذبح کرنا اطاعت خدا تھی لیکن مجھے یہ حکم دیتے ہیں کہ اپنے بیٹوں کا اتہ پتہ بتاؤں تا کہ انہیں قتل کردیں حالانکہ ان کو قتل کرنا خدا کی نافرمانی ہے خلاصہ یہ کہ آپ تین سال مدینہ میں قید رہے اور ۱۴۴ ہجری میں جب منصور دوبارہ حج کرنے آیا تو مکہ سے واپسی مدینہ میں آیا اور ربذہ چلا گیا اور آل حسنؑ جو قیدی تھے وہاں طلب کیا اور دھوپ میں کھڑا کردیا اور سخت اذیتیں دیں اور عبداللہ محض کو تازیانے مارے گئے پس منصور ان حضرات کو زنجیروں میں جکڑ کر برہنہ اونٹوں پر سوار کر کے کوفہ لے آیا۔اور ان کو ہاشمیہ قید خانے کی سرداب میں قید کردیا یہ انتہائی تاریک قید خانہ تھا جس میں رات دن کی کوئی خبر نہ تھی یہ قید خانہ فرات کے کنارے کوفہ کے پل کے قریب تھا اور ان کا مزار بھی اسی زندان میں بنا ان کی قبر وہی زندان ہے جسکی چھت انکے اوپر گرادی گئی تھی۔اس تنگ اور تاریخ زندان میں ان کا قضائے حاجت کیلئے بھی باہر نکلنے نہیں دیتے تھے یہ قید خانہ اسقدر تاریک تھا کہ اوقات نماز کا بھی پتہ نہ چلتا لہذا ان حسنی حضرات نے قرآن کے پانچ حصے قرار دیتے تھے اور شب و روز میں ایک قرآن ختم کرتے جب ایک حصہ ختم ہوجاتا تو نماز پڑھتے اور جب ان میں سے کوئی مرجاتا تو اس کا جسم بے گور و کفن زندان میں ہی پڑا رہتا سبط ابن جوزی نے یہ واقعات اپنی کتاب میں تحریر کئے ہیں۔

ان کے درمیان علی عابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن حسنؑ الامام بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھے وہ عبادت الٰہی اور شدائد پر صبر کرنے میں ممتاز تھے اور ایک روایت کے مطابق بنی حسنؑ اوقات نماز کو علی عابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ سے معلوم کرتے کیونکہ وہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے اور اپنے اوراد جنھیں رات دن میں مقرر کیا ہوا تھا اوقات نماز دریافت کرتے کیونکہ علی العابد بن حسن المثلث ہر وقت ذکر و عبادت میں مشغول رہتے ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں اسحاق بن عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ ایک دن عبداللہ محض نے قید خانے میں میرے والد کو پیغام بھیجا کہ مجھ سے ملاقات کریں میرے والد منصور دوانقی سے اجازت طلب کر کے ملنے آئے تو عبداللہ المحض نے پانی طلب کیا میرے والد نے گھر سے ایک کاسہ پانی منگوا کر دیا جب وہ پینے لگے تو ابوالازہر زندان بان آگیا اور اس نے کاسے کو پاؤں مارا تو وہ عبداللہ المحض کے دانتوں پر لگا جس سے آپ کے دندان ٹوٹ گئے یہاں تک کہ آپ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم نے خروج کیا اور قتل ہوئے اور ان کے سر منصور کے پاس بھیجے گئے منصور نے سر عبداللہ محض کو قید خانے میں

بھیجے تو عبداللہ نے سر دیکھتے ہی جان دے دی اور شہید ہو گئے (احسن المقال از شیخ عباس قمی صفحہ ۳۴۱۔۳۴۰)

سبط ابن جوزی ان آل امام حسنؑ کے قیدی حضرات کی تعداد بیس لکھی ہے تاہم السید یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ نے اپنے مبسوط میں ان حضرات کے نام جو منصور کی قید میں شہید ہوئے یوں درج کئے

(جن حضرات حسنی نے زندان میں ہی وفات پائی)

تسمیہ حمل من اولاد حسن المثنیٰ بن حسن بن علیؑ الامام فی زمن ابی جعفر منصور دوانقی

(۱)۔عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام (زندان میں فوت ہوئے) (۲)۔ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن المجتبیٰ علیہ السلام (زندہ دفن کیا گیا) (۳)۔حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن المجتبیٰ (زندان میں فوت ہوئے) (۴)۔علی العابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن المجتبیٰؑ زندان میں فوت ہوئے (۵)۔یعقوب بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام (زندان میں فوت ہوئے) (۶)۔عباس بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ من امام حسن المجتبیٰؑ (زندان میں فوت ہوئے) (۷)۔عبداللہ بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام زندان میں فوت ہوئے (کتاب المعقبین بن ولد امیر المومنین نشر قم ایران صفحہ نمبر ۱۲۵۔۱۲۴)

اعقاب عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن المجتبیٰ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

بقول شیخ شرف العبید لی آپ کے چھے فرزند ارجمند تھے (۱)۔ابوعبداللہ وابا القاسم **محمد نفس ذکیہ** قتل بالمدینہ (۲)۔ابوالحسن **ابراهیم قتیل باخمری** (۳)۔ابوالحسن **موسیٰ الجون** صاحب السویقہ ان تینوں کی والدہ بقول جمہور نسابین ھند بنت ابی عبیدۃ بن عبداللہ بن زمعۃ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی اور آپ تینوں کے نانا ابی عبیدۃ بن عبداللہ کی والدہ زینب بنت ابی سلمۃ اور زینب بنت ابیب سلمۃ کی والدہ ام سلمۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھا تھیں (۴)۔**یحییٰ صاحب الدیلم** آپکی والدہ قریبہ بنت رکیح عبداللہ بن ابی عبیدۃ بن عبداللہ بن زمعۃ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ (۵)۔**سلیمان** المقتول فخ (۶)۔**ابو محمد ادریس** المقتول بالمغرب ان دونوں آخر الذکر کی والدہ عاتکہ بنت عبدالملک بن حارث بن خالد بن عاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن یقظۃ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب تھیں۔

اخبار محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

آپ کا نام محمد کنیت ابوعبداللہ اور ابوالقاسم تھی بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کو نفس ذکیہ کہتے تھے اور آپ کی ولادت ۱۰۰ ہجری کو ہوئی آپکی عمر ۴۳ سال تھی آپ کو عیسیٰ بن موسی نے ایام منصور دوانقی میں مدینہ میں قتل کیا اور آپ عقیدہ اعتزال پر تھے۔ بقول الشیخ شرف العبید لی کہ کہا ابی الفرج اصفہانی نے کہ محمد نفس ذکیہ کا قتل ۱۵ رمضان ۱۴۵ ہجری کو ہوا اور آپ کا بریدہ سر محمد ابوالمکارم جعفری نے اٹھایا بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کا حمل آپکی والدہ کو چار سال رہا۔اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان انڈے کے برابر سیاہ خال تھا۔اور السید الدندانی نسابہ نے اپنے دادا السید یحییٰ نسابہ سے روایت کی کہ آپ کی عمر ۴۵ سال تھی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ صاحب عمدۃ الطالب آپ کومقتول احجارالزیت بھی کہاجا تا تھاابن طقطقی الحسنی صاحب الاصیلی نے بھی آپ کے حمل کی مدت چار سال لکھی ہے آپلقب نفس ذکیہ کثرت عبادت کی وجہ سے تھا آپ کی ماں اور دادیوں کی طرف سے کوئی بھی کنیز نہ تھی۔ان کے بعض ماننے والے حدیث نبوی''ان المھد ی من ولدی اسمہ اسمی''یعنی مہدی میری اولاد میں سے ہےاوراسکا نام میرانام ہے) کا ظاہری معنیٰ نکال کہ آپ کوہی مہدی موعود کہنے لگے۔ بقول ابی الفرج اصفہانی آپ کی آواز میں خرخراہٹ تھی۔بقول ابن عنبہ کہ قول رسولؐ اللہ ہے کہ مقام احجارالزیت پر میری اولاد سے نفس زکیہ قتل ہوگا۔ جناب یحییٰ بن زیدالشہید بن امام زین العابدینؑ کی شہادت ایساواقعہ تھا جس نے اموی حکومت کے خلاف عام نفرت اور بیزاری کی لہر دوڑا دی جس کا حکومت پر اثر انداز ہونا ضروری تھا چنانچہ ولید بن یزید کے مارے جانے کے بعد زوال یقینی ہوگیا۔اس موقع پر بنی عباس اور بنوعلی کے نمائندوں کا ماہ ذی الحجۃ ۱۳۱ہجری میں مدینہ کے اندر اجلاس ہوااوراس بزم مشاورت میں یہ طے پایا گیا کہ اموی اقتدار کے دم توڑتے ہی محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض کی خلافت کا اعلان کر دیا جائے یہ یادرہے کہ محمد نفس ذکیہ اورانکے بھائی ابراہیم قتل باخمری جناب یحییٰ بن زیدالشہید کے سلسلے کے قائم مقام اوروصی تھے۔چنانچہ اس اجلاس میں محمد نفس ذکیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس معاہدہ کی تکمیل بھی کر لی گئی جب یہ مرحلہ طے ہوگیا تو امام جعفرالصادقؑ کو وہاں طلب کیا گیا حضرتؑ صورت حال پر مطلع ہوئے تو آپ نے انکے خلاف رائے دی اور جب آپکی بات نہ سنی گئی تو آپ محمداورابراہیم کے قتل کی پیشنگوئی کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔یادرہے محمد نفس ذکیہ کی بیعت کرنے والوں میں ابوالعباس سفاح العباسی اورمنصوردوانقی پیش پیش تھے۔آخری وہ وقت آ گیا کہ اموی حکومت ڈگمگانے لگی عرب اورعجم میں سادات کی مظلومیت بیان کر کے گروہ درگروہ حکومت کے خلاف اکٹھے کئے گئے اورغم ظاہر کرنے کیلئے سیاہ لباس پہنے گئے اور باب فدک کا قبضہ حاصل ہوا تو عباسی حضرات نے چلاکی سے حسنی سادات کومحروم کردیا اورخودابوالعباس سفاح عباسی نے خلافت سنبھال لی اورمحمد نفس ذکیہ اورانکے بھائی ابراہیم جنگلوں اور پہاڑوں میں روپوش ہوگئے یہاں تک کہ سفاح عباسی کا دوراختتام کو پہنچا۔اورمنصور دوانقی تخت پر متمکن ہوااورآتے ہی محمداورابراہیم کی تلاش شروع کردی اورجب حج کیلئے آیاتوان حضرات کے والدعبداللہ محض کوریاح بن عثمان کی قید میں ڈال دیااورسادات حسنی پر مصیبتوں کے پہاڑتوڑ ڈالے محمد نفس ذکیہ اورابراہیم کی روپوشی کے کئی واقعات ہیں۔جن میں ایک یہ ہے کہ ابوالفرج اصفہانی سے منقول رہے کہ محمد نفس ذکیہ نے کہا کہ جب میں پہاڑوں کی گھاٹیوں پر مخفی تھاایک دن میرا قیام رضوی پہاڑ پر تھا میں اپنی کنیز کے ساتھ تھا جس سے میرا دودھ پینے والا بچہ بھی تھا اچانک معلوم ہوا کہ ایک غلام مدینے سے میری تلاش کو یہاں پہنچ رہاہے میں نے فرار کیااور وہ کنیز بھی میرے بچے کوگود میں لئے فرار کررہی تھی کہ اچانک وہ بچہ ماں کی گود سے چھوٹ گیااور پہاڑ سے گرکرٹکڑےٹکڑے ہوگیااور جب پہاڑ سے گرکرمرگیاتو محمد نفس ذکیہ نے یہ اشعار پڑھے جس کے جوتے ٹوٹ گئے ہیں وہ ننگے پاؤں ہونے کی شکایت کرتاہے پتھروں کے کنارے اسے خون آلودہ کررہے ہیں اورخوف نے آبادیوں سے دھکیل دیاہے۔اسے بہت مصیبت نے گھیر رکھاہے اسی طرح جوشخص مصیبت اورگرمی کوناپسند کرےتویقیناً موت اس کیلئے راحت اورآرام ہوتی ہے ۔اورموت بندوں کیلئے حتمی چیز ہے۔جب منصوردوانقی نے مسلسل ان کے والداوراحباب کوقیدرکھا تو محمد نفس ذکیہ نے ۱۴۵ہجری کوخروج کیا۔اورحکومتی مظالم کے خلاف نعرۂ تکبیر بلند کیااوراڑھائی سوافراد کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے اورقیدخانے کادروازہ توڑدیااوزندان بان ریاح بن عثمان کوقید کرلیا محمد نفس ذکیہ منبر پر گئے اورخطبہ پڑھااورکچھ مثالب اورمطاعن اروخبیث سیرت منصور کا تذکرہ کیا لوگوں نے امام مالک ابن انس سے فتویٰ پوچھا کہ

باوجوداس کے کہ منصور کی بیعت ہماری گردن پر ہے کیا ہم محمد نفس ذکیہ کی بیعت کر سکتے ہیں امام مالک نے فتویٰ دیا کہ ہاں بیعت کر سکتے ہو کیونکہ منصور نے جو بیعت تم سے لی وہ جبری اور قہری تھی امام مالک کی تائید میں امام ابوحنیفہ۔ابن عجلال اور عبدالحمید بن جعفر نے بھی فتوے دیئے اور لوگ دھڑا دھڑ انکی بیعت میں داخل ہونے لگے اور حجاز اور یمن پر ان کا تسلط قائم ہوگیا۔منصور نے جب یہ حالات دیکھے تو صلح وصفائی کی پیشکش کی اور امان نامہ لکھ دیا محمد نفس ذکیہ نے جواب دیا کہ تم کونسی امان مجھے دے رہے ہو وہ امان جو ابن ہبیرہ کو دی یا اپنے چچا عبداللہ بن علی کو دی یا ابومسلم خراسانی کو دی کیونکہ ان تینوں افراد کو منصور نے امان دے کر قتل کروادیا۔آخر منصور نے اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو جو اس کا ولی عہد بھی تھا کو جنگ کے لیے بھیجا ان کے پاس چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ فوجی تھے اور جب محمد نفس ذکیہ کو اس کا علم ہوتو جنگ کی تیاریاں شروع کرائیں اور مدینے کے گرد خندق کھودی اور ماہ رمضان میں عیسیٰ بن موسیٰ مدینے پہنچا اور مدینے کے گرد گھیرا ڈال لیا۔سبط ابن جوزی کہ روایت کرتا ہے کہ جب منصور کے لشکر نے مدینہ کو گھیر لیا تو محمد نفس ذکیہ کو یہ فکر تھی کہ وہ دفتر کہ جس میں ان لوگوں کے نام میں جنھوں نے نفس ذکیہ کی بیعت کی تھی اور اس سے خط و کتابت کی تھی اس کو جلا دیا جائے اور جب ان کو جلا دیا تو اس وقت کہا اب موت میرے لئے خوشگوار ہے اگر یہ دفتر نہ جلایا جاتا تو منصور ان تمام لوگوں کو جن کے نام تھے قتل کرادیتا۔جب اہل مدینہ نے چمکتی تلواریں دیکھیں تو محمد کا ساتھ چھوڑنے لگے اور آخر صرف تین سو تیرہ افراد رہ گئے اور عیسیٰ بن موسیٰ نے کو وہ سلع سے محمد کو امان دی تو محمد نے کہا تمہاری امان میں وفا نہیں ہے عزت سے مرجانا ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔محمد کے ساتھیوں نے غسل کئے حنوط جسم پر ملا سر پر کفن باندھا اپنی میانیں توڑ ڈالیں اور عیسیٰ کے لشکر پر حملہ کردیا حتیٰ کہ تین دفعہ انکے لشکر کے پاؤں اکھاڑ دیئے

اور عیسیٰ کے سپہ سالار حمید بن قحطبہ نے خندق کو عبور کرلیا اور یک لخت حملہ کردیا حتیٰ کہ محمد کے لشکر کے تمام افراد قتل ہوگئے حمید بن قحطبہ نے محمد نفس ذکیہ شہید کیا اور سر کاٹ کر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے گئے محمد نفس ذکیہ کی بہن زینب اور بیٹی فاطمہ نے ان کا جسم زمین پر سے اٹھایا اور بقیع میں دفن کیا پس محمد نفس ذکیہ کا سر منصور کے پاس کوفہ بھیج دیا گیا اور اس کے حکم کے مطابق سر کوفہ میں نصب کیا گیا اور پھر باقی شہروں میں پھرایا گیا محمد نفس ذکیہ کے خروج سے شہادت کا عرصہ دو ماہ سترہ دن تھا آپکی شہادت رمضان ۱۴۵ہجری میں ہوئی انکی قتل گاہ احجار الزیت مدینہ ہے جیسا کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے اخبار غیبیہ میں ہی اس طرف اشارہ کیا کہ ''الہ قتل عند احجار الزیت'' کہ احجار الزیت کے پاس وہ قتل ہوا (احسن المقال صفحہ ۳۴۵۔۳۴۴) اور ابو الفرج اصفہانی نے روایت کی ہے کہ جب محمد نفس ذکیہ شہید ہوگئے تو ان کے ساتھیوں میں سے ایک ابن خضیر قید خانے میں گیا اور ریاح بن عثمان کو قتل کردیا اور محمد کا دفتر جلا دیا پھر قید خانے سے باہر آیا اور پے در پے جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا۔

باب ششم فصل اول جز اول اعقاب محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپکی گیارہ اولادیں تھیں جن میں پانچ بیٹیاں تھیں (۱)۔فاطمہ (۲)۔زینب الخسمہ (۳)۔ام کلثوم (۴)۔ام سلمۃ (۵)۔ام علی اور فرزندگان میں (۱)۔عبداللہ الاشتر (۲)۔ابراہیم (۳)۔طاہر (۴)۔یحییٰ (۵)۔حسن (۶)۔علی بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ اول علی بن محمد نفس ذکیہ کو قید کرلیا گیا حتی انہوں نے اقرار کیا کہ وہ اپنے پدر بزرگوار کے شیعوں میں سے ہیں لوگوں نے علی کو پکڑا یہ اپنے شیعہ عظائم میں جری ہیں اور انکی وفات قید میں ہوئی۔

بقول الدندانی نسابہ المعروف ابن اخی طاہر کہ علی بن محمد نفس ذکیہ مصر میں قید ہوئے اور یہ بھی ظن کیا جاتا ہے کہ عراق میں قید ہوئے جبکہ بقول ابوالحسین یحییٰ نسابہ المدانی العقیقی کہ آپ کا قتل مصر میں ہوا (کتاب المعقبین صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۳) اور یہ بات مستند ہے کہ آپکی اولاد نہ چلی تاریخ سبط میں ہے کہ علی کو انکے والد نے مصر بیعت لینے اور دعوت دینے بھیجا تھا۔

دوئم حسن بن محمد نفس ذکیہ بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کا لقب ابالزفت تھا بعض شیوخ الانساب نے کہا کہ آپ پر شراب خوری کا جھوٹا الزام لگایا گیا۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ جنگ فخ میں حسین بن علی العابدین حسن مثلث کے ساتھ موجود تھے۔

ذکر کیا ابو اسماعیل بن طباطبا نے کہ آپ کا قتل جنگ فخ میں ہوا اور آپکی والدہ ام سلمۃ بنت محمد بن حسن بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ تھیں اور آپ اورانقرض تھے یعنی آپ کی نسل نہ چلی (منتقلہ الطالبیہ صفحہ ۲۳۰)

سوئم یحییٰ بن محمد نفس ذکیہ بقول صاحب المجدی آپ مدینہ میں رہے اور لاولد تھے

اور السید مہدی رجائی نے یہ لکھا کہ آپ مدینہ سے دیلم منتقل ہوئے اور وہاں ہی قتل ہوئے۔

چہارم ابراہیم بن محمد نفس ذکیہ بقول صاحب المجدی آپ کے عقب میں بیٹیاں تھیں اور ایک بیٹا محمد تھا جسکی والدہ حسینیہ تھی اور بقول ابی المنذر نسابہ کہ محمد بن ابراہیم بن نفس ذکیہ انقرض ہوگئے یعنی انکی اولاد نہ چلی۔ بقول ابی نصر بخاری کہ ہم نے ابراہیم بن محمد نفس ذکیہ کی اولاد ہونے کا داعوے دار کوئی نہیں پایا بقول ابو اسماعیل ابن طباطبا کہ ماوراء النہر اور بلخ میں ایک قوم نے ذکر کیا کہ وہ ابراہیم بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ محض کی اولاد ہیں بقول ابی نصر بخاری کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ دیکھا اور نہ ہی شہروں کے نقباء کے جرائد میں ان کا تذکرہ پایا واللہ اعلم انکے حال پر (تہذیب الانساب صفحہ ۳۷۔ منتقلہ الطالبیہ صفحہ ۳۲۳۔۲۸۳) اور یہ بھی روایت ہے کہ ابراہیم بن محمد نفس ذکیہ کابل میں قتل ہوئے۔ بقول ابن عنبہ کہ کہا العمری نے کہ فاتک بن حمزہ بن حسن بن حسین بن ابراہیم بن نفس ذکیہ محمد والا نسب باطل ہے۔

پنجم طاہر بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض

بقول ابی المنذر نسابہ کہ آپکی اولاد نہ چلی اور آپکی والدہ زبیریہ تھیں اور بقول ابی نصر بخاری آپکی والدہ محمدیہ تھیں (یعنی محمد حنفیہ بن امام علی کی اولاد سے تھیں) اور بقول ابوالحسن الاشنانی نسابہ البصری کے طاہر بن محمد نفس ذکیہ کے فرزند محمد اور علی تھے اور انکی اولاد بنی الصایغ سے معروف ہے لیکن انکے پاس کوئی مشجر نہیں جو انہیں شریف یا سید ظاہر کرے بقول السید مہدی رجائی (در کتاب المعقبون صفحہ نمبر ۵۴) کہ طاہر کی والدہ فاختہ بنت فلیح بن محمد بن المنذر بن زبیر بن عوامؓ تھی اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ بربریہ تھیں اور ابی نصر بخاری نے کہا کہ موصل میں ایک قوم طاہر بن نفس ذکیہ کی اولاد ہونے کا داعوی کرتی ہے یہ بھی روایت ہے کہ طاہر بن محمد نفس ذکیہ جنگ فخ میں شہید ہوئے۔

السید جمال الدین ابن عنبہ صاحب عمدۃ الطالب نے اپنے استاد محترم السید الشریف النقیب ابوعبداللہ محمد تاج الدین ابن معیہ الحسنی سے روایت کرتے ہیں کہ محمد نفس ذکیہ کی اولاد صرف اور صرف عبداللہ الاشتر سے باقی رہی۔

اعقاب عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ محض

آپکی والدہ ام سلمۃ بنت محمد بن حسن المثنیٰ بن امام حسن تھیں اور بعض نے ام سلمۃ بنت محمد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ بھی لکھا ہے السید یحییٰ النسابہ المدنی العقیقی کے نزدیک بھی ام سلمۃ بنت محمد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ تھیں۔ آپکی کنیت ابومحمد تھی صاحب المجدی فی الانساب الطالبین نے لکھا کہ بقول ابی الفرج اصفہانی وابوعبداللہ الصفوانی الاصئم کہ روایت ہے انکی شیخ ابوابی الحسن بن ابی الجعفر سے کہ عبداللہ الاشتر کا قتل کابل کے پہاڑوں میں ہوا اور انکا سر منصور کے پاس لایا گیا۔ اور پھر حسن الامیر بن زید بن امام حسنؑ نے انکا سر پکڑا اور منبر پر چڑھ کر اسکی نمائش کی اور بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ کہا انکے استادمحترم النقیب تاج الدین ابن معیہ الحسنی نے کہ عبداللہ الاشتر اپنے والد کے قتل کے بعد سندھ گئے اور کابل کے پہاڑوں پر قتل ہوئے اور بقول بیہقی کہ عبداللہ الاشتر کا قتل سندھ میں ہوا اور اسوقت انکی جاریہ حاملہ تھیں سبط ابن جوزی کے کلام سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے والد محمد نفس ذکیہ نے ان کو سندھ بھیجا دعوت اور بیعت لینے کیلئے اس بات کو مروج الذھب میں مسعودی نے بھی ذکر کیا ہے۔

عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ کی اولاد بقول الشیخ ابوالحسن عمری حسن جو درج تھے فاطمہ جنکو ام کلثوم بھی کہتے ہیں اور **محمد الکابلی** تھے بقول ابی نصر بخاری کہ جب عبداللہ الاشتر سندھ میں قتل ہوئے تو اس وقت انکی جاریہ حاملہ تھیں یعنی اولاد کا چلنا اثبات میں لکھا ہے۔ اور ذکر کیا ابواسماعیل بن طباطبا نے کہ عبداللہ اشتر کے دو فرزند تھے محمد الکابلی جن سے انکی اولاد چلی انکی والدہ ام الولد کابلیہ تھیں اور حسن جو درج تھے (منتقلہ الطالبیہ ص7) اور یہ روایت الشریف نسابہ شیخ الشریف ابی حرب محمد بن محسن بن حسن الافطس الدینوری کی ہے کہ عبداللہ الاشتر کی اولاد کابل داخل ہوئی اور ایک ہی بیٹا محمد الکابلی سے اولاد چلی جسکی والدہ ام الولدہ کابلی تھی اور دوسرا بیٹا حسن درج تھا۔ اور اس ام الولد کابلیہ کا نام آمنہ تھا (منتقلہ الطالبیہ ص۲۸۳)۔ صاحب عمدۃ الطالب اپنی کتاب میں ابی نصر بخاری کو روایت کرتا ہے کہ جس وقت عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ کا سندھ میں قتل ہوا اس وقت انکی جاریہ حاملہ تھیں اور یہ بات عبداللہ الاشتر کی شہادت کے بعد منصور کو خط کے ذریعے بتائی گئی جمال الدین ابن عنبہ لکھتے ہیں منصور کو حفص بن عمر المعروف بھزارمرد امیر سندھ نے خط لکھ کر یہ بات بتائی اور یہی بات سر سلسلہ العلویہ میں ابی نصر بخاری نے اسطرح لکھی ہے کہ امام جعفر الصادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا یہ نسب کیسے ثابت کرتے ہیں ایک شخص نے دوسرے شخص کو لکھ دیا (یعنی امام نے اس طریقہ پر اعتراض کیا) اور ابی النصر بخاری کہتے ہیں کہ یہ ذکر انہوں نے ابوالیقظان اور السید یحییٰ نسابہ العقیقی سے لیا۔ اور آخر میں ابی نصر بخاری کہتے ہیں کہ نسب صحیح ثابت ہوتا ہے (سر سلسلہ العلویہ صفحہ ۸، عمدۃ الطالب ۱۰۹)

بقول امام فخر الدین رازی در کتاب الشجرۃ المبارکہ (صفحہ نمبر ۱۸) کہ عبداللہ الاشتر کی اولاد میں اختلاف ہے۔ کہ ان کی جاریہ سے انکا محمد الکابلی نامی بیٹا تولد ہوا اور یہ بات منصور العباسی کو خط لکھ کر بتائی گئی۔ اور امام جعفر الصادقؑ نے اس پر طعن کیا اور پھر فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ اکثریت نے اس نسب کو درست مانا ہے۔ بقول ابن عنبہ جب عبداللہ اشتر علج نامی پہاڑ پر قتل ہوئے اور ان کا سر منصور دوانقی کو بھیجا گیا تو حسن بن زید بن حسنؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے اس سر کو اٹھایا اور ممبر پر چڑھ کر اس سر کی نمائش کی۔ یعنی کہ وہ اس معاملے میں منصور دوانقی کے ساتھ تھے۔ عبداللہ الاشتر وارد ہند ہوئے اور ان کا قتل سندھ یا کابل میں ہوا۔ تاہم ان کا مدفن واضح نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

اعقاب محمد الکابلی بن عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ

بقول ابن دینار الاسدی نسابہ کہ محمد بن عبداللہ الاشتر کی ولادت کابل میں ہوئی جہاں آپ کی والدہ جو کہ ام الولد آمنہ نامی تھیں آپکے والد محترم کے قتل کے بعد منتقل ہوئیں بقول ابوالحسن عمری کہ آپ کی چودہ اولادیں تھیں مگر انہوں نے اپنی کتاب المجدی فی الانساب الطالبین میں (۱۱) کے نام تحریر کیے ہیں بیٹیوں میں (۱)۔مریم (۲)۔ام کلثوم (۳)۔رقیہ (۴)۔امامہ (۵)۔ام سلمہ انکی والدہ اہل مکہ سے تھیں اور (۶)۔زینب الصغریٰ تھیں جبکہ فرزندگان میں (۱)۔طاہر جومنقرض ہوئے (۲)۔علی منقرض ہوئے (۳)۔ابراہیم بطبرستان وجرجان (۴)۔**حسن الاعور** جن کی والدہ زبیریہ تھیں اوران کو بنی طے نے قتل کیا ذی الحجۃ ۲۵۱ ہجری میں آپکی قبرفید میں ہے جبکہ ابی نصر بخاری نے احمد نامی بیٹے کا ذکر بھی کیا ہے اور کہا طاہر بن محمد الکابلی انقرض تھے اور عمری کے بقول طاہر اور علی دونوں منقرض تھے جبکہ ابی نصر بخاری علی اور حسن الاعور کی اولاد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حسن الاعور کی اولاد کثیر تھی اور علی کی کم تھی بقول ابی الیقظان کہ علی کی اولاد نہ تھی اور احمد بھی لاولد تھے۔جبکہ الشیخ ابوالحسن عمری نے ابراہیم بن محمد الکابلی کی اولاد کی طرف اشارہ کیا کہ وہ طبرستان اور جرجان میں ہے واللہ اعلم۔

جمہور نسابین نے محمد الکابلی بن عبداللہ الاشتر کی اولاد صرف حسن الاعور سے ہونے کا ہی لکھا ہے

اعقاب حسن الاعور بن محمد الکابلی بن عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ

آپ کا نام حسن الاعور اور کنیت ابومحمد تھی بقول الموضح نسابہ العمری کہ آپ بنی ہاشم کے سخی افراد میں سے تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حسن الاعور بنی ہاشم کے اسخیاء میں سے تھے اور دین الٰہی کے ممدوح تھے آپ کو بنی طے کے کسی فرد نے ذی الحجۃ ۲۵۱ھ میں قتل کیا بقول الشعرانی النسابہ العمری المعروف بابن سلطین کہ حسن الاعور کا قتل ایام المعتز میں ہوا۔صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کے چار فرزندان کا ذکر کیا ہے (۱)۔**ابو جعفر محمد** الاصغر النقیب الرئیس کوفہ آپکی والدہ ام جعفر بنت علی بن یحیٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید بن امام زین العابدینؑ تھیں اولاد آپکی بصرہ۔واسط اور ہمدان میں ہے۔(۲)۔ابوعبداللہ حسین نقیب رئیس الکوفی اپنے بھائی کے بعد نقیب ہوئے آپکی والدہ ام الولد تھیں آپکی اولاد کوفہ میں بنی الاشتر سے معروف تھی اور آپ منقرض ہوگئے بقول جمال الدین ابن عنبہ ۶۰۰ ہجری کے بعد آپ کی اولاد ختم ہوگئی۔(۳)۔**ابو محمد عبداللہ** آپکی اولاد جرجان، نیشاپور، بخارا، رے، شالوش، طبرستان، آمل، استر آباد اور خراسان میں گئی۔

(۴)۔ابومحمد قاسم آپکی وفات مدینہ میں ہوئی، آپکی والدہ ام الحسین بنت عبدالرحمان بن قاسم بن حسن تھیں بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا کہ حسن الاعور بن عبداللہ الاشتر کا پانچواں بیٹا ابوالعباس احمد بھی تھا۔

(۵)۔ابوالعباس احمد آپ کی وفات طبرستان میں ہوئی ۲۶۱ ہجری میں آپ کو انقرض کہا گیا اور فی صح بھی یعنی آپکی اولاد کے ہونے یا نہ ہونے کا معلوم نہ ہوسکا۔

اب ان حضرت کا مختصر تذکرہ جن کی اولاد مختصر رہی۔جن میں اول ابی عبداللہ حسین بن حسن الاعور کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔

دوئم ابومحمد القاسم بن حسن الاعور انکی اولاد کا ذکر طبرستان میں ملتا ہے بقول جمال الدین بن عنبہ اولاد میں (۱) محمد (۲)۔علی (۳)۔عبداللہ (۴) حسن اور

(۵) حسین تھے اور بقول ابی عبداللہ الحسین بن طباطبا کہ انکے بارے میں کوئی خبر موصول نہ ہوئی اور نہ ہی انکے کوئی اعقاب تھے جو پہچانے جاتے واللہ اعلم۔اور ابن طباطبا نے یہ بھی کہا کہ انکی اولاد کے ہونے کے دعویٰ کیلئے اچھی اور قوی دلیل اور صحت کی ضرورت ہے۔

سوئم ابوالعباس احمد بن حسن الاعور

آپ کی اولاد میں ایک فرزند ابوجعفر محمد ملتا ہے لیکن کچھ نے مزید فرزندوں کا ذکر بھی کیا ہے۔ایک قول کے مطابق اولاد جرجان میں گئی مگر بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا کہ ابوالعباس احمد کے اعقاب سے کوئی ایک بھی باقی نہیں جو انکی اولاد کے حوالے سے پہچانا جائے اگر کوئی انکی اولاد کہلائے تو اسے قوی دلیل کی ضرورت ہے بقول النقیب تاج الدین ابن معیہ الحسنی کہ انکے اعقاب ختم ہو گئے۔

اب حسن الاعور بن محمد الکابلی بن عبداللہ الاشتر کے باقی فرزندوں کا ذکر جنکی اولاد جاری ہوئی۔

اعقاب ابوجعفر محمد النقیب بن حسن الاعور بن محمد الکابلی

آپکے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ فکان سیدً نقیباً آپ کا قتل فید میں ہوا آپکے اعقاب میں پانچ فرزند تھے (۱)۔**ابو علی احمد نقیب** بغداد المدعو بابن معزار جوان کی والدہ تھیں (۲)۔ابومحمد عبداللہ اور بعض نے ابوجعفر محمد بھی کہا ہے۔کی نسل نہ چلی (۳)۔علی المعروف بابن''من النفس''انکی والدہ خانۃ بنت حمدان البرادی تھی آپ مدینہ سے قم ہجرت کر کے آئے (۴)۔اسماعیل اور (۵)۔حسن

ان میں اسماعیل بن ابوجعفر محمد النقیب کی اولاد سے علی بن ابی جعفر محمد بن احمد بن محمد بن اسماعیل المذکور تھے جن کی مزید اولاد آگے نہ چلی آپکی والدہ دختر الشبیہ العلوی تھیں۔

دوسرے علی بن ابوجعفر محمد النقیب قم سے ہمدان منتقل ہوئے اور آپکی اولاد میں السید العالم المحدث ادیب ابی طالب علی الھمد انی بن حسین بن حسن بن ابی حسن علی بن ابوجعفر حسین بن علی المذکور تھے۔

اعقاب ابوعلی احمد بن ابوجعفر محمد النقیب بن حسن الاعور

آپ کے صرف ایک فرزند ابوجعفر محمد بن ابی علی احمد تھے۔جنکے آگے سے چھ فرزند تھے۔(۱)۔ابوالعلاء عبداللہ اور بعض نے عبیداللہ لکھا ہے جو الشریف عمری کے دوست تھے (۲)۔ابی السرایا حسن بالبصرۃ والدہ عامیہ (۳)۔ابوالبرکات محمد جو درج تھے (۴)۔حسین (۵)۔ابو طالب درج والدہ حسینیہ (۶)۔علی جو درج تھے۔

اول ابی العلاء عبداللہ بن ابوجعفر محمد بن ابوعلی احمد کے اعقاب میں دو فرزند تھے۔(۱)۔میمون اور (۲)۔ابوالبرکات مبارک جنکا اصل نام علی تھا اور وہ اہواز سے بغداد منتقل ہوئے۔

دوئم ابوالسرایا حسن بن ابوجعفر محمد بن ابوعلی احمد کے اعقاب میں ایک فرزند محمد اور ایک بنت فاطمہ تھے۔

سوئم حسین بن ابوجعفر محمد بن ابوعلی احمد کے اعقاب میں ایک فرزند محمد تھا جو واسط میں تھا اور بقول ابن طقطقی الحسنی کہ کہا احمد بن المھنا النسابہ نے کہ یہ محمد الدمشقی کے نام سے بلاعجم میں جانے جاتے تھے (الاصیلی ص ۷۹)

اعقاب ابومحمد عبداللہ بن حسن الاعور بن محمد الکابلی

آپکی اولاد خراسان آمل اوراسترآباد میں تھی بقول جمال الدین ابن عنبہ انکی اولاد میں بہت سے بناوٹی اورجعلی لوگ گھسے ہوئے ہیں ابومحمد عبداللہ بن حسن الاعدر کے تین فرزندان کی روایت بھی ہے (۱)۔قاسم (۲)۔احمداور (۳) ابوعبداللہ علی مگراولاد صرف ابوعبداللہ علی سے چلی۔

ابوعبداللہ علی بن ابومحمد عبداللہ کے دوفرزند تھے (۱)۔ابوجعفرمحمد (۲)۔حسن ان حضرات کی اولاد جرجان نیشاپوراورطبرستان میں تھی پھران میں ابوجعفرمحمد بن ابوعبداللہ علی کے دوفرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔ابوالفضل عبداللہ

اول علی بن ابوجعفرمحمد کاصرف ایک بیٹاناصرتھا

دوئم ابی الفضل عبداللہ بن ابوجعفرمحمد کی اولاد سے ابوالفضل علی بن ابو ہاشم محمد بن ابوالفضل عبداللہ المذکور تھے۔

عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ کی اولاد سے ایک شخصیت کا ذکر ہندوستانی مصادر میں ملتاہے

ذکرنسب سیداحمد شہید

سیداحمد شہید بمقام بالاکوٹ مانسہرہ بن سیدمحمد عرفان بن سیدمحمد نور بن سیدمحمد ہدیٰ بن سیدعلم اللہ بن سیدمحمد فضیل بن سیدمحمد معظم بن سیداحمد بن سیدمحمود قاضی بن سیدعلاؤالدین بن سیدقطب الدین محمد ثانی بن سیدصدرالدین ثانی بن سیدزین الدین بن سیداحمد بن علی بن سیدقیام الدین بن سیدصدرالدین بن قاضی رکن الدین بن امیرنظام الدین بن امیرکبیر قطب الدین محمد حسنی حسینی المدنی الکڑوی بن سیدرشیدالدین احمد مدنی بن سید یوسف بن عیسیٰ بن حسن بن سیدابی الحسن علی بن ابی جعفرمحمد بن قاسم بن ابی محمد عبداللہ بن حسن الاعور بن محمد الکابلی بن عبداللہ الاشتر بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن امیرالمومنین علی علیہ السلام

باب ششم فصل اول جز دوئم

ابراہیم قتیل باخمری بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن المثنیٰؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور آپ خمریٰ میں قتل ہوئے جو کوفہ کے قرب میں ایک بستی تھی آپ اعتزال کا عقیدہ رکھتے تھے اور آپ اس پر بہت سخت تھے آپکی والدہ ہند بن ابی عبیدۃ بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی تھیں۔ آپ نے ۱۴۵ھ میں بصرہ سے خروج کیا اور اسی سال شہید کر دیئے گئے بقول الشیخ ابی الحسن عمری آپ کی بیعت میں کئی اعلیٰ شخصیات بھی تھیں جن میں بشیر الرحال امام ابوحنیفہ الفقیہ۔ الاعمش۔ عباد بن منصور القاضی صاحب مسجد عباد بصرۃ اور مفضل بن محمد شامل تھے۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ ابراہیم اکابر علماء میں سے تھے اور بہت سے علوم پر عبور رکھتے تھے آپ کے پاس بہت سے اونٹ تھے جن میں اچانک ایک مادہ اونٹنی شامل ہوگئی محمد نفس ذکیہ نے اپنے بھائی ابراہیم سے کہا کہ اگر تم نے اس اونٹنی کو اسکے مالک کی طرف نہیں لوٹا سکو گے۔

ابراہیم نے چھلانگ ماری اور اونٹنی کی دم کو پکڑ لیا۔ اونٹنی بھاگنے لگی اور ابراہیم کو گھسٹنے لگی اور ابراہیم کو ساتھ لے گئی ابراہیم نے اسکی دم کو نہیں چھوڑا اچانک ابراہیم غائب ہوگئے۔ عبداللہ المحض نے اپنے بیٹوں سے کہا تمہارا بھائی مصیبت میں پڑ گیا ہے۔ اچانک ابراہیم چادر میں لپٹے ہوئے آئے وہ اونٹنی ان سے بھاگ چکی تھی تو محمد نفس ذکیہ نے کہا کہ میں کہا تھا تا کہ تم اس اونٹنی کو اسکے مالک کی جانب نہیں لوٹا سکو گے۔

جناب ابراہیم بن عبداللہ محض نے ۱۴۵ ہجری میں اپنے بھائی محمد نفس زکیہ کے بعد خروج کیا آپ نے خروج کی ابتداء بصرہ سے کی اور بہت سے اہل فارس اہواز بالخصوص زیدیہ اور معتزلہ بغداد نے آپ کی بیعت کر لی اور اولاد علی علیہ السلام سے عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدین بھی آپکے ساتھ تھے منصور نے اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو ابراہیم سے جنگ کرنے کیلئے بھیجا۔ ادھر کوفیوں کا ایک وفد ابراہیم کے پاس آیا کہ آپ کوفہ تشریف لائیں وہاں کے لوگ آپ پر اپنی جان قربان کریں گے۔ اہل بصرہ نے آپکو کوفہ جانے سے منع کیا مگر آپ چلے دیئے۔ اور کوفے سے سولہ فرسخ دور طرف کے علاقے باخمری میں ابراہیم اور منصور کے لشکر آمنے سامنے ہوئے اور جنگ شروع ہوئی لشکر ابراہیم منصور کی فوج پر فتح یاب ہوا اور ان کو شکست دی بقول ابی الفرج اصفہانی شکست فاش دی اور وہ اسطرح بھاگے کہ اگلا حصہ کوفہ جا پہنچا اور روایت کے مطابق عیسیٰ بن موسیٰ اپنے خاندان کے ساتھ پھر بھی ڈٹا رہا اور قریب تھا کہ ابراہیم بھی ان پر فتح یاب ہو۔ اچانک جنگ کے دوران ایک نامعلوم تیر آیا اور ابراہیم باخمریٰ کو لگا اور آپ زین سے زمین پر گر گئے۔ ابو الفرج اصفہانی روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم کو گرمی اور حرارت جنگ نے تھکا دیا آپ نے اپنی قباء کے بٹن کھول دیئے اور اپنے سینے سے قمیض ہٹائی تا کہ گرمی کا حملہ کم ہو سکے اچانک ایک نامعلوم تیر آ کر آپکے گلے میں لگا۔ حتیٰ کہ اس وقت عیسیٰ بن موسیٰ جنگ کو پشت دیکھا کر بھاگ رہا تھا۔ ابراہیم نے اپنے ہاتھ گھوڑے پر ڈال دیئے اور زیدیہ گروہ جو انکے ہمراہ تھا اس نے انکے گرد گھیرا ڈال دیا ایک روایت ہے کہ بشیر الرحال نے انہیں سینے سے لگایا خلاصہ یہ کہ اس تیر سے آپ کی شہادت ہوئی۔

آپ کا شہید ہونا تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کے بھاگتے ہوئے ساتھی واپس آ گئے اور جنگ کا نقشہ یکدم بدل گیا منصور کا لشکر فتح یاب ہوا۔ ابراہیم، باخمریٰ کا قتل دن چڑھے سوموار ذی الحجۃ ۱۴۵ھ میں پیش آیا اس وقت ابراہیم کی عمر اڑتالیس سال تھی۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے اخبار غیبیہ میں اس

طرف اشارہ فرمایا ہے ابراہیم کا سر کاٹ کر منصور کو بھیجا گیا بقول عمری آپ کا سر محمد ابوالمکارم جعفری نے اٹھایا اور اس کی نمائش کی اور پھر سر مصر بھیج دیا گیا۔ محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم پر بہت سے شعراء نے مرثیہ کیا۔ دعبل خزاعی نے بھی مرثیہ کیا۔

قبور بکم فان واخری بطیبہ   واخری بفخ نالھا صلوٰتی واخری

بارض الجوز جان جان محلھا   وقبر باخمری لذای الخربات

ترجمہ: کچھ قبریں کوفہ میں کچھ مدینہ میں ہیں اور کچھ مقام فخ میں جن کو میرے درود صلوات پہنچ گئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ جن کا مقام جوز جان کا علاقہ ہے اور ایک قبر باخمری میں ہے جو خاندان اہلبیت کا ایک فرد ہے۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی درعمدۃ الطالب (صفحہ ۱۰۰-۹۵) جب ابراہیم بصرہ میں مخفیانہ زندگی بسر کررہے تھے اس وقت وہ مفضل بن محمد کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے ابراہیم نے مفضل سے کتب مانگی تاکہ ان سے مانوس رہیں۔ مفضل بن محمد شعرائے عرب کے دیوان انکے پاس لے آیا اور ابراہیم نے ان میں سے ۸۰ قصیدوں کا انتخاب کیا اور انہیں ازبر کیا ابراہیم کی شہادت کے بعد مفضل نے ان کو جمع کیا اور ان کا نام مفضلیات اور اختیار الشعراء رکھا۔ مفضل ابراہیم کے ساتھ جنگ میں ہم رکاب تھا۔

ابراہیم کی بہادری کے کارنامے اور کچھ اشعار اس نے نقل کئے ہیں۔ ابراہیم کے حق میں جن لوگوں نے بیعت کی اور فتوے دیئے ان میں سے امام ابوحنیفہ بشر الرحال، اعمش بن مہران، عباد بن منصور صاحب مسجد بصرہ۔ مفضل بن محمد۔ سعید بن حافظ مشہور ہیں۔ ایک دفعہ ان کے پاس ایک عورت آئی اور شکایت کی کہ تم لوگوں نے خروج کا فتوی دیا اور میرا بیٹا ابراہیم کے ساتھ گیا اور قتل ہو گیا اس کے جواب میں امام ابوحنیفہ کا فتوی آیا کاش میں تمہارے بیٹے کی جگہ پر ہوتا۔ اور منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ نے ابراہیم باخمری کی خدمت میں لکھا تھا میں نے آپ کے پاس ۴۰۰۰ درہم بھیجے اور میرے پاس اور نہیں ہیں اور ہوتے تو وہ بھی بھیجتا اور پھر کہا اگر تم نے اس قوم پر فتح حاصل کی ان سے ویسا سلوک کرنا جیسا تمہارے والد (علی علیہ السلام) نے اہل صفین کے ساتھ کیا۔ یعنی ان کے زخموں کا خیال رکھا یہ خط منصور دوانقی کے ہاتھ لگ گیا اور اسکی ابوحنیفہ پر غضبناک ہونے کی یہی وجہ تھی۔ اور ابراہیم بن عبداللہ محض کا لقب امیر المومنین تھا۔

اعقاب ابراہیم قتیل، خمریٰ بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

بقول الشیخ ابوالحسن عمری درکتاب المجدی (صفحہ ۲۲۹) آپکے سات فرزندگان تھے

(۱)۔ **ابو محمد حسن**، جنکی والدہ امامۃ بنت عصمہ بن عبداللہ بن حنظلہ بن طفیل بن مالک بن الاخرم رئیس ہوازن بن جعفر بن کلاب بن قیس بن عیدان تھیں اور السید یحییٰ نسابہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (۲)۔ ابوالحسن محمد الاکبر المعروف فشانژہ آپ درج (لاولد) تھے (۳)۔ طاہر جنکی والدہ ام الولد تھیں آپ بھی درج تھے (۴)۔ علی درج تھے (۵)۔ جعفر (۶)۔ محمد الاصغر آپ کی والدہ رقیۃ بنت ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن تھیں (۷)۔ احمد الاکبر لیکن ان سب کی اولادیں آگے نہ چلیں اور یہ منقرض ہو گئے اور بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی درعمدہ الطالب (صفحہ ۱۰۰) کہ ابراہیم کی اولاد صرف اور صرف ابومحمد حسن سے چلی جبکہ باقی بیٹے درج تھے یعنی لاولد رہے۔

اعقاب ابومحمد حسن بن ابراہیم قتیل باخمریٰ بن عبداللہ المحض

بقول عمری آپ کی والدہ بنی جعفر بن کلاب سے تھیں۔ بقول جمال الدین بن عنبہ آپ کی زوجہ محترمہ ملیکہ بنت عبداللہ الاشم نے حج کے موقع پر خلیفہ ہادی سے اپنے شوہر کیلئے امان طلب کی اور آپ کو امان مل گئی۔ عمری نے آپکے تین فرزند لکھے ہیں (۱) ابراہیم جنکی اولاد نہ تھی (۲) علی جنکی والدہ ام الولد تھیں اور اولاد نہ چلی اور (۳) عبداللہ جنکی والدہ بنی تمیم سے تھیں۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں ۔(۱) رقیہ جن کی شادی حسن الاعور بن عبداللہ الاشتر سے ہوئی (۲) بکیہ جن کی شادی علی بن حسن مثلث سے ہوئی (۳) ام الحسن۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ عبداللہ بن ابومحمد حسن کی والدہ ملیکہ بنت عبداللہ بن اشیم تمیمہ تھی جو بنی مالک بن حنظلہ میں سے تھیں اور بقول ابن طقطقی الحسنی (در کتاب الاصیلی صفحہ ۸۵) کہ خبر ملی علی بن محمد بن محمود کی کتاب سے خبر ملی الشریف ابومحمد قریش بن سبیع الحسینی العبید لی نے کہ رویت کی الشیخ ابوالفتح محمد بن سلیمان نے الشخیان النقیبان ابوالفضل احمد بن حسن بن حبرون اور ابوطاہر احمد بن حسن الباقلانی سے اور انہوں نے ابوعلی حسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان سے اور انہوں نے الشریف ابومحمد حسن بن محمد بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے دادا السید ابوالحسن یحییٰ النسابہ سے کہ عبداللہ بن ابومحمد حسن بن ابراہیم باخمریٰ کی والدہ ملیکہ بنت عبداللہ الاشم بن القلقان بن طرود تھیں جو بنی عبداللہ بن دارم جو بنی مخزوم سے تھا میں سے تھیں۔ جمہور نسابین نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ابومحمد حسن بن ابراہیم قتیل باخمری کے دو فرزند تھے۔(۱)۔محمد الاعرابی الحجازی اور (۲)۔ابراہیم الازرق جبکہ ایک قول علی بن عبداللہ بن حسن بن ابراہیم باخمری کا بھی ہے بقول ابی نصر بخاری یہ نسب باطل ہے اور بالکل غلط ہے بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ ذکر کیا احمد بن عیسیٰؒ نسابہ نے کہ عبداللہ بن حسن نے اپنی وصیت لکھی کہ میرے دو ہی فرزند ہیں (۱)۔محمد الاعرابی الحجازی اور ابراہیم الازرق۔ اول محمد الاعرابی الحجازی بن عبداللہ بن حسن بن ابراہیمؑ باخمری۔ بقول ابن عنبہ کہ ان کی اولاد میں صرف ایک بیٹا ابراہیم ہی تھا بقول الشیخ النقیب تاج الدین محمد بن معیہ الحسنی کہ ابراہیم بن محمد الاعرابی کی اولاد قلیل تھی جبکہ امام فخر الدین رازی اور الشیخ شرف العبید لی ابن طباطبا اور تاج الدین ابن معیہ الحسنی کے نزدیک النسابہ ابی الحسین احمد صاحب خاتم آپ کی نسل سے تھے جنکا نسب اس طرح ہے احمد بن محمد بن الاحزم بن ابراہیم بن محمد الحجازی الاعرابی المذکور تاہم نسابہ ابوالحسین احمد صاحب خاتم کا نسب کچھ نسابین نے ابراہیم الازرق سے منسوب کیا ہے۔

دوئم ابراہیم الازرق بن عبداللہ بن حسن بن ابراہیم باخمری: آپکی اولاد ینبع میں گئی تھی آپ کے دو بیٹے تھے (۱)۔ابوعلی احمد (۲)۔ابوحنظلہ داؤد الامیر ان میں سے ابوعلی احمد بن ابراہیم الازرق کے ایک فرزند ابوحنظلہ محمد بن ابوعلی احمد تھے ان کے دو فرزند تھے (۱)۔ابوعبداللہ سلیمان اور (۲)۔نسابہ ابی الحسین احمد صاحب خاتم اور ابی الحسین احمد صاحب خاتم کی یہ روایت جمال الدین ابن عنبہ اور ابن طقطقی صاحب الاصیلی نے تحریر فرمائی۔ دوسری روایت کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ان میں ابوحنظلہ داؤد الامیر بن ابراہیم الازرق بن عبداللہ کے دو فرزند تھے (۱)۔حسن اور (۲)۔ابوسلیمان محمد حزیمات۔ اول حسن بن ابوحنظلہ داؤد الامیر کی نسل سے۔رزق اللہ الملقب بخندرس بن عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن حسین بن محمد بن عبداللہ بن حسن المذکور تھے۔

دوئم ابوسلیمان محمد حزیمات کی نسل سے سلیمان بن سلیمان بن ابوسلیمان محمد حزیمات المذکور تھے۔اور ان حضرات کی اولادیں مزید بھی چلیں۔

باب ششم فصل اول جز سوئم

اعقاب موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی۔ آپ کا نام موسیٰ اور لقب الجون تھا جو آپکی سیاہ رنگت کی وجہ سے آپکی والدہ نے دیا تھا۔ الجون کا مطلب عربی میں سرخ اور سیاہ جلد کے ہیں اور یہ لقب والدہ نے آپ کو تب دیا تھا جب آپ بچے تھے۔ آپکی والدہ ھند بنت ابی عبیدۃ بن عبداللہ بن زمعۃ بن الاسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ حسنی آپ شاعر تھے جب منصور نے موسیٰ الجون کے والد جناب عبداللہ المحض کو گرفتار کیا تو ان کو ہزار تازیانے مارے اور کہا تمھیں معلوم ہے یہ کیا ہے تمہاری سزا ہے اور انجام ہے پھر منصور نے کہا کہ میں تمہیں حجاز بھیجوں گا تمہیں اپنے دونوں بھائیوں (محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم باخمری) کی خبر دینی ہوگی کہ وہ کہاں ہیں موسیٰ الجون نے کہا میری دونوں آنکھیں زخمی ہیں مجھے کچھ نظر بھی نہیں آتا میں ان کو کیسے دیکھوں اور تمہارے جاسوس بھی ساتھ ہوں تو وہ میرے سامنے کیسے آئیں گے منصور نے والی مکہ کو لکھا کہ کوئی موسیٰ کا تعرض نہ کرے موسیٰ مکہ کی طرف گئے اور روپوش رہے حتیٰ کہ مہدی بن منصور کی خلافت آئی اور وہ حج کیلئے آیا کسی نے اس سے دوران طواف کہا اگر آپ مجھے امان دیں تو آپ کو بتاؤ موسیٰ الجون کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ مہدی نے کہا تمھیں امان ہے بتاؤ تو اس شخص نے کہا میں ہی موسیٰ الجون ابن عبداللہ المحض ہوں مہدی نے پوچھا تمہارے ارد گرد آل ابوطالب میں سے کون کون ہے موسیٰ الجون نے کیا یہ ہیں۔ حسن بن زید۔ یہ موسیٰ ابن جعفر الکاظمؑ۔ یہ حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علیؑ اور موسیٰ الجون زندہ رہے ہارون رشید کے زمانے تک حتیٰ کہ سویقہ میں قتل ہوئے (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۰۲) المسعودی نے مروج الذھب میں لکھا ہے کہ موسیٰ الجون نے سویقہ مدینہ منورہ میں وفات پائی ان کی اولاد اور احفاد صاحب ریاست اور امارت تھے۔ بقول نسابہ الکبیر عبدالحمید الزیدی (ان کے مخطوط سے نقل) کہ موسیٰ کی والدہ نفس ذکیہ اور ابراہیم کی والدہ بھی تھیں (اصیلی ۸۹)

آپ کی اعقاب میں الشیخ ابوالحسن عمری نے (۱۲) اولادوں کا ذکر کیا ہے جن میں بیشتر بیٹیاں تھیں جن میں (۱)۔ زینب (۲)۔ فاطمہ (۳)۔ ام کلثوم (۴)۔ رقیہ (۵)۔ خدیجہ (۶)۔ صفیہ (۷)۔ ام الحسن انکی والدہ طلحیۃ التمیمیہ تھیں (۹) ملیکہ اور تین بیٹے (۱)۔ ابراہیم (۲)۔ عبداللہ الشیخ الصالح (۳)۔ اور محمد جسکی اولاد نہ تھی یعنی درج تھے جمہور نسابین جن میں ابن طباطبا۔ ابن عنبہ۔ ابن طقطقی اور بقایا جید لوگ ہیں نے آپ کی اولاد کا تذکرہ دو فرزندان سے ہی کیا ہے۔ (۱)۔ **ابراھیم** جنکی اولاد یمامہ کی حاکم تھی اور (۲)۔ **ابو محمد عبدالله الررضا السويقى المعروف الشيخ الصالح** جنکی والدہ ام سلمۃ بنت محمد بن طلحۃ بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر الصدیقؓ بن ابی قحافہ تھیں۔ بقول ابن عنبہ ام سلمۃ بنت محمد کی والدہ عائشہ بنت طلحۃ بن عبداللہ التیمی تھیں اور عائشہ بنت طلحۃ کی والدہ ام کلثوم بنت ابوبکر الصدیقؓ تھیں۔

اعقاب ابراہیم بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی والدہ طلحیہ التمیمیہ تھیں آپ کی پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے تھے۔ آپکی بیٹیوں میں (۱)۔ قریبہ (۲)۔ فاطمہ (۳)۔ ریطہ (۴)۔ مریم (۵)۔ ملیکہ تھیں اور بیٹوں میں (۱)۔ محمد ابوعبیدۃ (۲)۔ اسماعیل اور (۳) **یوسف الاخیضر** تھے۔ ان میں سے محمد ابوعبیدۃ اور اسماعیل

ابنان ابراہیم بن موسیٰ الجون کی اولاد نہ چلی اور نہ ہی نسابین نے ذکر کیا جمہور نسابین کے نزدیک آپکی اولاد یوسف الاخیضر بن ابراہیم بن موسیٰ الجون سے ہی چلی ابن طباطبا۔ابن عنبہ اور ابن طقطقی نے بھی یہی لکھا ہے۔

اعقاب یوسف الاخیضر بن ابراہیم بن موسیٰ الجوان

آپکی والدہ قطبیہ بنت عامر بن مزید بن شبیب بن عمرو بن طفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

بقول الشیخ عمری آپ کی پانچ بیٹیاں اور چھ بیٹے تھے۔بیٹیوں میں (۱)۔کلثوم (۲)۔زینب (۳)۔آمنہ (۴)۔فاطمہ (۵)۔امامہ اور بیٹوں میں (۱)۔صالح جن کے اعقاب نہ تھے (۲)۔اسماعیل المغور جو مکہ میں قتل ہوئے (۳)۔علی کی اعقاب (اولاد) نہ تھی جبکہ بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین فرزندگان سے چلی (۴)۔**ابو الحسن ابراهیم** (۵)۔**ابو جعفر احمد** (۶)۔**الامیر ابو عبدالله محمد صاحب الیمامه بالاخیضر** ۔ان تین فرزندان کی نسل جاری ہوئی۔جبکہ بقول جمال الدین ابن عنبہ در عمدۃ الطالب (صفحہ ۱۰۳) کہ ان کی اولاد میں سے حسن بن یوسف الاخیضر حجاز میں ظاہر ہوئے بنوعباس نے آپ کو قتل کیا۔اسماعیل بن یوسف الاخیضر حجاز میں ظاہر ہوئے اور مکہ پر غالب آئے اور ایام المستعین باللہ میں کثیر جماعت کے ساتھ مطابق ۲۵۱ ہجری قتل ہوئے اور علی بن یوسف الاخیضر اچانک بستر پر فوت ہوئے ۲۵۲ میں اور انکی اولاد نہ تھی یہاں ابن عنبہ نے حسن بن یوسف کا اضافہ کیا یوں یوسف الاخیضر کے سات فرزندان کا ذکر ہوا جن میں سے تین کی اولاد کا ذکر نسابین نے کیا۔ابن طقطقی الحسنی صاحب الاصیلی نے بھی حسن کا ذکر کیا ہے۔

اعقاب ابوالحسن ابراہیم بن یوسف الاخیضر بن ابراہیم بن موسیٰ الجون

بقول صاحب المجدی آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔یوسف (۲)۔اسماعیل جنکی اولاد ہونے اور نہ ہونے کا علم نہ ہوسکا۔(۳)۔رحمۃ صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کے اعقاب فقط ایک فرزند کا ذکر کیا ہے۔رحمۃ اور رحمۃ بن ابوالحسن ابراہیم کی والدہ فاطمہ بنت اسحاق بن سلیمان بن عبداللہ بن موسیٰ الجون تھیں آپکے آگے تین فرزند تھے (۱)۔احمد (۲)۔محمد اور (۳)۔اسماعیل اور ان حضرات کی اولاد تھی۔اور ان میں سے محمد بن رحمۃ بن ابوالحسن ابراہیم کی نسل سے ابوالقاسم صالح الدندانی ۴۳۵ ہجری بن نعمت بن محمد المذکور تھے (المجدی صفحہ ۲۳۳)

اعقاب ابوجعفر احمد بن یوسف الاخیضر بن ابراہیم بن موسیٰ الجون

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی ایک بیٹی کلثوم اور تین بیٹے (۱)۔ابومحمد حسن (۲)۔ابومحمد یوسف (۳)۔عبداللہ تھے جبکہ صاحب عمدۃ الطالب نے لکھا کہ آپکی نسل دو فرزندان سے چلی (۱)۔عبداللہ اور (۲)۔یوسف

اول عبداللہ بن ابوجعفر احمد کے اعقاب صرف ایک فرزند محمد بن عبداللہ سے رہی

دوئم یوسف بن ابوجعفر احمد کی اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔محمد المعروف فرقانی اور (۲)۔ابراہیم بقول صاحب المجدی (صفحہ ۲۳۳) اور صاحب عمدۃ الطالب (صفحہ ۱۰۵) کہ یمامہ جو ایک جگہ کا نام ہے نجد میں یہ حضرات وہاں رہتے تھے اور محمد الفرقانی بغداد میں لائے گئے تو انہوں نے علوی (اولاد علی) ہونے سے انکار کیا پھر انکے بھائی ابراہیم نے قاصد بھیجا کہ محمد الفرقانی کو یمامہ واپس لایا جائے بقول عمری کہ اس کا مطلب ہے ان کے نسب کی صحت صحیح

تھی کہ ابراہیم نے انہیں واپس بلوایا۔اور بغداد میں ان (محمد الفرقانی) کے بیٹے بھی تھے جبکہ بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا کہ میں نے یمامہ کے لوگوں سے اس علوی گھر کے بارے میں دریافت کیا تو کسی ایک نے بھی ان کی معرفت کا اقرار نہ کیا۔اور بقول تاج الدین ابن معیہ الحسنی کہ ابراہیم بن شعیب الیوسفی کے بقول اس بنی یوسف الاخیضر کے ساتھ قبیلہ بنی عامر اور عاید کے ۱۰۰۰ غازی جانباز تھے ان جانبازوں نے بنی یوسف الاخیضر کے شرف کی حفاظت کی اور کسی کو بنی یوسف الاخیضر میں داخل نہ ہونے دیا۔لیکن وہ انکے نسب کے بارے میں انجان تھے۔(عمدۃ الطالب صفحہ ۱۰۵)

اعقاب الامیر ابوعبداللہ محمد الاخیضر الصغیر بن یوسف الاخیضر بن ابراہیم بن موسیٰ الجون

بقول جمال الدین احمد ابن علی عنبہ کہ الامیر عبداللہ محمد الاخیضر کو قتل کرنے کے لیے المعتز باللہ عباسی نے فوج بھیجی تھی آپ نے اس کا مقابلہ کیا اور یمامہ کی جانب چلے گئے اور وہاں آپ نے حکومت کی بنیاد رکھی جو بعد میں آپکی اولاد کے پاس آئی۔اور آپکی اولاد کو الاخیضر یون کہتے ہیں۔صاحب المجدی نے آپکی ۱۲۸ اولادوں کا ذکر کیا ہے۔جن میں ۱۶ بیٹیاں اور ۱۲ بیٹے تحریر کیے۔بیٹیوں میں (۱)۔عاتکہ (۲)۔رقیہ (۳)۔خدیجہ (۴)۔فاطمہ (۵)۔قریبہ (۶)۔رقیہ (۷) صفیہ (۸)۔حسنۃ (۹)۔حبیبہ (۱۰)۔ملیکہ (۱۱)۔ام سلمۃ (۱۲)۔ریطہ (۱۳)۔ام کلثوم (۱۴)۔ملیکہ الصغری (۱۵)۔ کلثوم الصغری (۱۶)۔کلثوم اور بیٹوں میں (۱)۔محمد (۲)۔قاسم (۳)۔احمد (۴)۔حسن (۵)۔محسن (۶)۔عبداللہ (۷)۔حسین (۸)۔زغیب "فی صح" (۹)۔ابراہیم (۱۰)۔اسماعیل (۱۱)۔ابوعبداللہ محمد اور (۱۲)۔**یوسف الامیر**۔ان حضرات میں احمد بن الامیر ابوعبداللہ محمد کی کنیت ابوجعفر آپ کی تزویج بنی العلیج میں ہوئی اور رحمت نامی لڑکا پیدا ہوا جو شادی کے دوران ہی مر گیا۔پھر حسن محسن دونوں بھی یمامہ میں درج رہے اور القاسم کے اعقاب نہ تھے۔پھر عبداللہ کی وفات زندان میں قید کے دوران ہوئی اور آپ ۲۵۶ھ کو جنت البقیع میں دفن ہوئے اور آپ کی اعقاب بھی نہ تھی۔آپ کو ابن ابی الساج نے قتل کیا۔پھر زغیب کی اولاد کا کچھ معلوم نہیں کہ ہے یا نہیں اس لئے ان کو "فی صح" لکھا گیا۔(کتاب المجدی فی الانساب الطالبین صفحہ نمبر ۲۳۴)
لیکن بقول السید جمال الدین احمد بن علی عنبہ آپکے ۱۲ فرزند تھے لیکن نسل تین سے جاری ہوئی (۱)۔**یوسف الامیر الثانی** (۲)۔**ابراھیم** (۳)۔ابوعبداللہ محمد قتیل قرامطہ (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۰۳)

اعقاب الامیر یوسف الثانی بن امیر ابوعبداللہ محمد الاخیضر الصغیر بن یوسف الاخیضر

بقول عمری آپکی والدہ ام عبداللہ بنت اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ الجون تھیں

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے تین فرزند تھے (۱)۔ابو ابراہیم اسماعیل ان کو قرامطیون نے اپنے چچا نے ہمراہ ۳۱۶ میں شہید کر دیا بقول عمری اخیضر یون کا وجود اسماعیل کی اولاد کی وجہ سے آج باقی ہے (۲)۔ابومحمد حسن (۳)۔ابوعبداللہ محمد زغیب ان میں سے ابومحمد حسن بن الامیر یوسف الثانی کے دو فرزند تھے (۱)۔ابوجعفر احمد امیر الیمامہ (۲)۔عبداللہ الملقب فروخا

اول ابوجعفر احمد الامیر الیمامہ بن ابومحمد حسن بن الامیر یوسف الثانی کے دو فرزند تھے (۱)۔ابوعبداللہ محمد الامیر (۲)۔ابوالمقلد جعفر الملقب عبریہ۔ان میں سے ابوعبداللہ محمد بن ابوجعفر احمد الامیر یمامہ کے دو فرزند تھے (۱) احمد اور (۲) عبداللہ اور ابوالمقلد جعفر الملقب عبریہ بن ابوجعفر احمد الامیر الیمامہ کے پانچ فرزند تھے (۱)۔محمد الامیر (۲)۔علی (۳)۔حسن (۴)۔مقلد (۵)۔جعفر

دوئم عبداللہ الملقب فروخا بن ابومحمد حسن بن الامیر یوسف الثانی کے دوفرزند تھے(۱)۔ابراہیم بعیشار (۲)۔عیسیٰ
پھر ان میں ابراہیم بن عبداللہ فروخا کی اولاد سے عیثار بن المنفقفیہ بن حسن بن ابراہیم المذکور تھے اور الشیخ ابوالحسن عمری نے روایت کی ابی الحسن الاشنانی النسابہ سے کہ حسن بن ابراہیم پر شک کیا گیا (واللہ اعلم)

اعقاب ابوابراہیم اسماعیل قتیل قرامطہ بن الامیر یوسف الثانی بن الامیر ابوعبداللہ محمد الاخیضر

آپ کا نام اسماعیل کنیت ابوابراہیم تھی اور آپ یمامہ کے حاکم تھے بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ الاخیضر یون کا وجود آج اسماعیل کی اولاد کی وجہ سے باقی ہے آپ کو ۳۱۶ ہجری میں قرامطیوں نے قتل کیا۔
آپ کی اولاد میں دوفرزند تھے(۱)۔صالح الامیر الیمامہ (۲)۔احمد الملقب حمیدان جنکی کنیت ابوجعفر تھی۔اور بقول ابوعبداللہ بن طبا طبا کنیت ابوالضحاک تھی
اول صالح الامیر الیمامہ بن اسماعیل کے اعقاب میں ایک فرزند محمد اور محمد کے فرزند میں عبداللہ بن محمد المعروف الجوہرۃ تھا دوئم ابوجعفر احمد الملقب حمیدان کی اولاد کثیر تھی جن کو بنوحمیدان کیا جاتا تھا ان میں بنوالدکین بھی تھیں جو ابوالفضل بن احمد الحمیدان کی اولاد تھی اور بنوالالف جو ابوالعسکر بن احمد الحمیدان کی اولاد تھی اور حسن بن احمد الحمیدان کی نسل سے ابی الصمصام ذوالفقار بن محمد بن معید بن حسن المذکور تھے جو ایک فقیہ اور عالم متکلم تھے اور محمد بن احمد الحمیدان کی اولاد عراق کی طرف گئی۔

اعقاب ابراہیم بن الامیر ابوعبداللہ محمد الاخیضر الصغیر بن یوسف الاخیضر

آپ کی اعقاب کے بارے میں ابوعبداللہ حسین ابن طبا طبا نے کچھ نہیں کہا۔جبکہ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے چار فرزند تھے (۱)۔صالح (۲)۔احمد (۳)۔ابراہیم اور (۴)۔محمد۔اول احمد بن ابراہیم بن الامیر ابوعبداللہ محمد الاخیضر کے دوفرزند تھے ا۔(۱) سماعیل اور (۲)۔محمد ان میں اسماعیل بن احمد کی اولاد میں سلیمان تھا جسکی اولاد بنوالاخیضر کہلاتی تھی پھر ان میں محمد بن احمد کی نسل سے صالح بن نعمۃ بن محمد المذکور تھا۔
دوئم: صالح بن ابراہیم بن الامیر ابوعبداللہ محمد الاخیضر کے اعقاب میں ایک فرزند محمد تھا
سوئم: ابراہیم بن ابراہیم بن الامیر ابوعبداللہ محمد الاخیضر کے دوفرزند تھے(۱)۔محمد (۲)۔احمد اور یہاں پر ابراہیم بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ بن امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تمام ہوئی۔

اعقاب ابومحمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المض بن حسن المثنیٰ

آپ کی والدہ طلحیۃ تھی آپ شاعر، عالم، فاضل اور احادیث کے راوی تھے مامون آپ پر نظر رکھتا تھا۔آپ جنگ پر نکلے اور ایک بادیہ میں شہید ہوگئے۔
بقول ابوالحسن عمری آپکے ۱۲ فرزند تھے(۱)۔**ابو عمرو موسی الثانی** ۔آپکی والدہ امامۃ بنت طلحۃ بن صالح بن عبداللہ بن عبدالجبار بن منظور بن زبان بن سیار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن ھلال بن سمی بن مازن بن فزارہ تھیں۔
(۲)۔**یحییٰ الفقیہ المعروف السویقی** آپکی والدہ خلیدۃ بنت زبیر بن زمعۃ بن ربیع بن فزارۃ بن معاویہ بن قیس بن سیار بن ھبیرۃ جو بنی اسد میں سے تھیں (۳)۔**سلیمان** آپکی اولاد السلیمانیوں کہلاتی ہے (۴)۔**صالح** آپ کی اور ابوعمرو موسیٰ ثانی کی والدہ ایک ہی تھیں اور آپکی اولاد حجاز

میں رہی جن میں آل ابی الضحاک تھی۔ (۵)۔**احمد المسور** آپکی والدہ عائشہ بنت عبداللہ بن سھیل بن حنظلہ بن طفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں آپ کی اولاد سے اہل ریاست اور سیادت تھے (۶)۔داؤد بقول عمری آپ کی وفات قید میں ہوئی اور آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے اور آپ کا ایک بیٹا احمد نام تھا (۷)۔ادریس (۸) عیسیٰ (۹)۔ایوب بقول عمری انکی اعقاب نہ تھی۔ (۱۰)۔علی بقول عمری انکی اعقاب کا ذکر بھی نہیں (۱۱)۔محمد ابن الاسد یہ بقول عمری آپ کی اولاد میں چھے بیٹیاں تھیں (۱۲)۔ابراہیم بقول السید جمال الدین ابن عنبہ ابومحمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ کی اولاد پانچ فرزندان سے باقی رہی جن میں (۱)۔صالح (۲)۔یحییٰ السویقی (۳)۔احمد المسور (۴)۔سلیمان (۵)۔موسیٰ الثانی

اعقاب صالح بن ابومحمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح بن موسیٰ الجون

بقول فخر الدین رازی آپ کی والدہ کلثم بنت حسن بن علی بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن تھی۔جبکہ ایک روایت امامہ بنت طلحہ کی بھی ہے بقول الشیخ ابوالحسن عمری العلوی النسابہ آپ کی اولاد میں ایک بیٹی ولفاء نامی تھی اور تین فرزند لاولد تھے جبکہ اولاد ابوعبداللہ محمد سے چلی جنکی قبر بغداد میں ہے جو شاعر اور عالم تھے اور بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ ابوعبداللہ محمد کو الشہید بھی کہتے ہیں آپ مرد دلیر و بہادر تھے چونکہ لوگوں کو غاصبین حقوق اہل بیت کی اتباع میں دیکھتے تھے اس لئے ان کے قتل میں دریغ نہ کرتے تھے۔متوکل عباسی کے زمانے میں مکہ کے راستے سے گزرنے والوں سے ان کا آمنا سامنا ہوا اور لڑائی ہوئی آپ کو گرفتار کر کے متوکل کے پاس لایا گیا اس نے آپ کو قید کر کے سامرہ بھیج دیا اور ایک طویل مدت ہوگئی تو آپ نے متوکل کی تعریف میں اشعار کہے اور چند قصیدے لکھے۔آپ کی خلاصی کا سبب یہ ہوا کہ ابراہیم بن مدبر نے یہ اشعار ایک گانے والی کو یاد کروائے اور اس سے کہا متوکل کے سامنے گاؤ۔جب متوکل نے یہ اشعار سنے تو پوچھا یہ کلام کس کا ہے تو ابراہیم بن مدبر نے کہا ابوعبداللہ محمد بن صالح بن عبداللہ بن موسیٰ الجون کے ابراہیم بن مدبر نے آپ کی ذمہ داری لی کہ دوبارہ خروج نہیں کریں گے تو آپ کو رہا کر دیا گیا۔لیکن آپ دوبارہ حجاز نہ آسکے اور سامراء میں ہی فوت ہوئے۔ابراہیم بن مدبر کا آپ کے حق میں سفارش کرنے کا سبب یہ تھا کہ بقول محمد بن صالح کہ میں نے ایک دفعہ حجاز کے راستے میں ایک قافلے پر حملہ کیا انہیں مغلوب و مقہور کیا۔میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا تا کہ دیکھوں میرے ساتھی مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہیں اچانک ایک عورت جو کہ ہودج میں بیٹی ہوئی تھی میرے سامنے آئی اور کہنے لگی اس لشکر کا رئیس کون ہے میں (ابوعبداللہ محمد الشہید) نے کہا رئیس سے کیا چاہتی ہو۔وہ عورت کہنے لگی مجھے معلوم ہوا کہ اس لشکر میں اولاد رسولؐ سے ایک شخص موجود ہے مجھے اس سے ایک حاجت ہے میں نے کہا میں حاضر ہوں تم کیا چاہتی ہو اس عوت نے کہا اے سید میں ابراہیم بن مدبر کی بیٹی ہوں اور قافلہ میں میرا بہت سا مال اونٹ، ریشم اور دوسری چیزیں ہیں نیز میرے اس ہودج میں بہت سے جوہرات ہیں میں آپ کو آپکے جد رسولؐ خدا اور والدہ فاطمۃ الزہرا کا واسطہ دیتی ہوں کہ یہ مال مجھ سے حلال طریقے سے لے لیں اور کسی دوسرے شخص کو میرے ہودج کے قریب نہ آنے دیں اور اس کے علاوہ بھی جتنا مال چاہتے ہیں میں آپ سے واعدہ کرتی ہوں کہ تجارت حجاز سے قیمتاً لے کر آپ کے سپرد کر دوں گی۔جب میں نے یہ بات سنی کہ اپنے ساتھیوں سے کہا لوٹ مار سے ہاتھ کھینچ لو اور جو کچھ لوٹا ہے سب واپس کر دو اور مال سے چشم پوشی کر لی اور کم یا زیادہ کچھ بھی نہ لیا۔پھر جس وقت میں سامرہ میں قید تھا چند عورتیں میرے پاس اور ملاقات کا اذن چاہا میں سے سمجھا کہ شاید میری کوئی رشتہ دار ہوں گی اور اجازت چاہی

ہیں حتیٰ کہ وہ عورتیں آئیں اور کھانے کے بہت سے ہدیے دیئے ان میں ایک صاحب حشمت تھی میں نے پوچھا یہ کون ہے تو اس نے کہا کیا آپ مجھے نہیں جانتے میں ابراہیم بن مدبر کی بیٹی ہوں اور میں نے آپ کا احسان نہیں بھلایا غرض جب تک میں قید رہا یہ میری دیکھ بھال کرتی رہی اور اپنے باپ کو تیار کیا تا کہ وہ میری نجات کا وسیلہ بنے۔ (ہدایۃ الطالب از ابن معیہ حسنی)

ابراہیم بن مدبر نے اپنی اس بیٹی کا نکاح ابوعبداللہ محمد الشہید سے کر دیا آپ کی مناقب بہت زیادہ ہیں۔ عمری کے بقول آپکا مدفن بغداد میں ہے۔ اور بعض دیگر کے بقول آپ کی قبر مشہد محمد الفضل کے نام سے زیارت گاہ خاص وعام ہے اور بقول النقیب تاج الدین محمد بن معیہ الحسنی کہ اس مزار کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہ محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ کا ہے مگر یہ درست نہیں بقول ابن معیہ الحسنی کہ یہ بات درست نہیں کیونکہ یہ مزار مرجع الخلائق ہے محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادقؑ نے اپنے چچا امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ کیا کیا کہ اسے یہ مقام ملتا یعنی امامؑ کی گرفتاری میں ہارون الرشید کی مدد کی لہذا یہ مزار ابوعبداللہ محمد الشہید کا ہے۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ ابوعبداللہ محمد الشہید بن صالح نے سرمن رائے میں ہی شہادت پائی تو کس نے ان کو بغداد منتقل کیا (عمدۃ ۱۰۸) واللہ اعلم اور شیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی نے کہا کہ میں نے سامراء میں انکی قبر دیکھی ہے۔ جہاں وہ قید تھے اور کسی نے نقل نہیں کیا کہ وہ بغداد میں ہیں۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند عبداللہ تھا۔ اور اس کے علاوہ آپکی کوئی دوسری اولاد نہ تھی اور عبداللہ بن ابوعبداللہ محمد الشہید کے ایک ہی بیٹا تھا۔ حسن قتیل جھینہ اور حسن بن عبداللہ کے تین فرزند تھے (۱)۔ ابوضحاک عبداللہ (۲)۔ احمد (۳)۔ سلیمان۔ ان میں ابوضحاک عبداللہ بن حسن کے ایک بیٹا زید بن ابی ضحاک عبداللہ تھا اور اسکے دو فرزند تھے، اول مسلم بن زید جس کا بیٹا ھذیم تھا اور اولاد آل ھذیم کہلاتی تھی اور دوسرا حسن بن زید جسکی اولاد آل حسن سے مشہور تھی۔

اعقاب یحییٰ السویقی بن ابومحمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح بن موسیٰ الجون

بقول جمال الدین ابن عنبہ اور امام فخر الدین الرازی در کتاب الشجرۃ المبارکہ (صفحہ ۲۷) کہ آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔ ابوحنظلہ ابراہیم نقیب یمامہ (۲)۔ **ابو دائود محمد السویقی** اور ان دونوں کی والدہ مریم بنت ابراہیم بن موسیٰ الجون تھیں۔ بقول عمری ان کی اولاد زیادہ حجاز میں آباد رہی۔ ان میں ابوحنظلہ ابراہیم نقیب یمامہ بن یحییٰ السویقی کے دو فرزند تھے (۱)۔ حسن اور (۱)۔ سلیمان اور ان میں سلیمان بن ابوحنظلہ ابراہیم کی نسل سے صالح بن موسیٰ بن حسین بن سلیمان المذکور تھے ابن مزبد الاسدی سے روایت ہے کہ آپ الشیخ عاقل اور عالم دین تھے۔ اور بنی حسنؑ کے شیوخ میں سے تھے۔

اعقاب ابوداؤد محمد السویقی بن یحییٰ السویقی بن ابومحمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح

بقول ابن طباطبا آپکے سات بیٹے تھے جن میں (۱)۔ یحییٰ (۲)۔ یوسف الخیل (۳)۔ عباس (۴)۔ عبداللہ (۵)۔ داؤد (۶)۔ علی اور (۷) القاسم تھے جبکہ النقیب تاج الدین ابن معیہ نے آٹھ لکھے ہیں اور (۸) ابوجعفر احمد کا اضافہ کیا ہے جمال الدین ابن عنبہ نے بھی آٹھ فرزندان والی روایت کی تائید کی ہے جبکہ امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب الشجرۃ المبارکہ میں آپکے دس فرزند لکھے ہیں (۱)۔ ابومحمد یوسف عروس الخیل المعروف العقیقی (۲)۔ ابو جعفر احمد (۳)۔ ابوالحسن علی (۴)۔ ادریس الاقطع (۵)۔ ابومحمد عبداللہ (۶)۔ صالح (۷)۔ عباس (۸)۔ ابو الحمد داؤد الشاعر (۹)۔ یحییٰ الکلح یلقب

شیظم (عمدۃ میں سبظم ہے)(۱۰)۔القاسم الاکبراور بقول السید جمال الدین ابن علی عنبہ صاحب عمدہ الطالب کہ ان کے سات بیٹوں سے اولاد چلی جن میں (۱)۔ابوالحسن علی (۲)۔القاسم (۳)۔عباس (۴)۔ابومحمد عبداللہ الغلق (۵)۔یحییٰ الکلح ملقب شیظم (۶)۔ابوالحمد داؤد (۷)۔ابومحمد یوسف الخیل تھے۔

اول ابوالحسن علی بن ابوداؤد محمد السویقی کے تین فرزند تھے (۱)۔ابوطالب محمد (۲)۔احمد (۳)۔حسین انکی اعقاب کا معلوم نہیں

دوئم ابومحمد القاسم بن ابوداؤد محمد السویقی کے دوفرزند تھے (۱)۔ابوعبداللہ محمد (۲)۔ابوجعفر احمد بقول ابوالحسن الشیخ العمری آپ کے اعقاب کی تعداد زیادہ تھی

سوئم عباس بن ابوداؤد محمد السویقی آپ کا ایک بیٹا یحییٰ فارس الحجاز تھا بقول الشیخ ابوالحسن عمری وھوفارس من فرسان بنی حسن (یعنی آپ بنی حسن کے فارسوں غازی میں سے ایک تھے) بقول الشیخ شرف العبید لی آپ کا قد طویل رنگ سیاہ اور قوی القلب تھے اور آپ البطائح النشابہ میں قتل ہوئے آپ کی اولاد کثیر تعداد میں عراق میں ہے۔آپ کے اعقاب میں دوفرزند تھے (۱)۔محمد اور (۲)۔ابوالغنائم یحییٰ جن میں محمد بن یحییٰ بن عباس کا ایک فرزند یحییٰ اور ابوالغنائم یحییٰ بن یحییٰ بن عباس کا ایک فرزند جعفر تھا۔

چہارم ابومحمد عبداللہ بن ابوداؤد محمد السویقی آپ کا لقب الغلق تھا اور آپ کی اولاد کو بنوغلق کہا جاتا ہے جبکہ بقول ابن طباطبا یہ لفظ علق ہے بقول اور ابوالحسن عمری کہ آپ کی نسل سے ابوالحسین عبداللہ الکوسج بن ابی الحسین بن یحییٰ النسابہ بن ابومحمد عبداللہ الغلق المذکور تھے آپ کا چہرہ بنی حسنؑ میں ایک خاص چہرہ تھا اور آپ فارس بھی تھے

پنجم یحییٰ الکلح بن ابوداؤد محمد السویقی آپ کی کنیت ابوالحریش تھی آپکے تین فرزند تھے (۱)۔نعمۃ بطل شجاح (۲)۔میمون (۳)۔سبظم بقول ابوالحسن عمری یہ حضرات منقرض ہوگئے یعنی یحییٰ الکلح بن ابوداؤد السویقی کی نسل ختم ہوگئی

ششم یوسف الخیل بن ابوداؤد محمد السویقی آپ کی کنیت ابوالسفاح تھی آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔یوسف (۲)۔عبداللہ اور (۳) احمد جن میں سے احمد بن یوسف الخیل جنکے تین فرزند تھے (۱)۔محمد المبعوج جنکی اولاد آل المبعوج کہلاتی تھی (۲)۔الفد کی جنکی اولاد آل الفد کی سے موسوم تھی (۳)۔یوسف جنکا ایک فرزند داؤد بن یوسف تھا جسکی اولاد آل داؤد الاعمی کہلاتی تھی اور بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ یہ لوگ حجاز اور یمن میں آباد تھے۔

یہاں پر اولاد آل یحییٰ السویقی بن ابومحمد عبداللہ الرضا بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تمام ہوئی۔

اعقاب احمد المسور بن ابومحمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح بن موسیٰ الجون

بقول جمال الدین ابن عنبہ (درکتاب عمدۃ الطالب صفحہ ۱۰۹) کہ آپ کا لقب مسور اس لئے ہے کہ آپ جنگی لباس پہننے کی تعلیم دیتے تھے آپ کی اولاد احمد یون کہلائی تھی جو اہل ریاست اور سیادت کے حامل تھے بقول جمال الدین بن عنبہ اور امام فخر الدین الرازی در کتاب الشجرۃ المبارکہ صفحہ ۲۵ آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔**محمد الاصغر** (۲)۔**صالح** (۳)۔**دائود** بقول النسابہ ضامن بن شدقم (فی کتاب تحفہ لب لباب صفحہ ۹۹) کہ احمد المسور جلیل القدر، رفیع المنزلہ، عظیم الشان، حسن الشمائل، جم الفضائل، کریم الاخلاق زکی الاعراق تھے اور آپ زیادہ بہادر انسان تھے آپکے کی اولادوں کا تذکرہ مندرجہ ذیل ہے۔

اعقاب محمد الاصغر بن احمد المسور بن ابومحمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح بن موسیٰ الجون

بقول امام فخرالدین الرازی در کتاب الشجرۃ المبارکہ آپ کی والدہ فاطمۃ بنت محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ بن امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کے تین فرزند تھے(۱) یحییٰ السراج (۲) جعفر الکشیش (۳) علی الغمقی

اول یحییٰ السراج بن محمد الاصغر بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد بنی السراج سے مشہور ہے جو بغداد میں کافی تعداد میں ہیں آپ کے اعقاب میں بقول صاحب الشجرۃ المبارکہ تین فرزند تھے (۱) محمد الصعلوک فارس من بنی حسن (۲) جعفر (۳)۔احمد جو الامیر السراج کے نام سے مشہور تھے اور انکی عقاب ینبع میں تھی جبکہ جمال الدین ابن عنبہ نے آپ کے اعقاب میں صرف احمد کی اولاد کا تذکرہ کیا ہے جن کے دو فرزند تھے (۱)۔علی بن احمد (۲) حسین بن احمد۔موخرالذکر حسین بن احمد کے دو پسران تھے عبداللہ اور موسیٰ

دوئم جعفر الکشیش بن محمد الاصغر

بقول جمال الدین عنبہ و دیگر نسابین آپکے اعقاب میں اکثر ینبع اور اسکے نواح میں کثیر تعداد میں تھے (عمدۃ الطالب ۱۰۹)

سوئم علی الغمقی بن محمد الاصغر

بقول جمال الدن ابن عنبہ آپکی اولاد غمق نامی مقام سے منسوب ہے اسی وجہ سے الغمقیون کہلائے ان کو الغموق بھی کہا جاتا ہے۔انکی تعداد عراق اور حجاز میں کثیر ہے۔آپ کے دو پسران تھے (۱)۔حسن (۲)۔محمد قیل احمد۔ان میں حسن بن علی الغمقی کی اولاد سے اسحاق المطرفی بن حسن بن علی المذکور تھا انکی اولاد آل المطرفی سے مشہور تھی اور اسحاق المطرفی کے اعقاب میں مسلم بن اسحاق المطرفی تھے

اور محمد (احمد) بن علی الغمقی کے اعقاب میں ایک فرزند الامیر عبداللہ تھے جو ایام الراضی میں ظاہر ہوئے اور انکے اعقاب منتشر ہوئے ان کے دو فرزند تھے (۱)۔ادریس بن الامیر عبداللہ (۲)۔قاسم بن الامیر عبداللہ

ادریس بن الامیر عبداللہ کی اولاد سے علی بن ادریس المذکور تھے جن کو بقول ابن عنبہ القیصری الحائری نے قتل کیا۔(عمدہ ۱۰۹ صفحہ) اسی کو المجدی میں المصیری الجابری لکھا ہے اور المجدی میں انکے چار بیٹوں کے نام لکھے ہیں لیکن عمدۃ الطالب میں انکے نام نہیں لکھے جبکہ قاسم بن الامیر عبداللہ کے اعقاب میں ایک فرزند موسیٰ تھا جنکی وفات ۴۳۱ ہجری کو ہوئی۔اور اس آل الغمقی میں آل عرفہ۔آل جماز بن ادریس آل سلمۃ۔اور السید فضل بن مطرنی جو شاعر تھے اور پھر انکی خبر موصول نہ ہوئی شامل ہیں۔

اعقاب صالح بن احمد المسور بن ابومحمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح

بقول الرازی آپکی والدہ دختر ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن محمد نفس ذکیہ تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد میں ایک فرزند موسیٰ بن صالح تھا جن کے آگے مزید چار فرزند تھے (۱)۔نافع (۲)۔احمد (۳)۔میمون (۴)۔صالح ان میں صالح بن موسیٰ بن صالح کے دو فرزند تھے (۱)۔میمون بن صالح جن کا ایک بیٹا عبداللہ تھا۔جبکہ دوسرا (۲)۔موسی بن صالح جن کا بیٹا حسن تھا

اعقاب داوٗد بن احمد المسو ر بن ابو محمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح بن موسیٰ الجون

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے چھے فرزند تھے(۱)۔حسین(۲)۔علی الازرق(۳)۔ادریس الامیر(۴)۔ابو الکرام عبداللہ(۵)۔جعفر الشجاع(۶)۔**حسن الاصغر المترف**۔ان میں اول علی الرزق بن داوٗد کے ایک بیٹے ابی القاسم حسن تھے انکی اولاد کو آل الفنید کہتے ہیں جبکہ بقول ابن طباطبا آل الفنید احمد بن علی الرزق کی اولاد ہے۔

دوئم ادریس الامیر بن داوٗد کے اعقاب میں(۱)۔حسن الیتیخ(۲)۔حسین النسابہ(۳)۔داوٗد(۴)۔قاسم(۵)عبداللہ ان میں داوٗد بن ادریس الامیر کے دس فرزند تھے۔سوئم ابوالکرام عبداللہ بن داوٗد، ایک فرزند حمزہ بن ابوالکرام عبداللہ تھا انکی اولاد آل حمزہ کہلائی۔چہارم جعفر الشجاع بن داوٗد کی اولاد سے دو فرزند(۱)۔احمد الشاعر الشجاع االجواد بن جعفر اور(۲)۔القاسم بن جعفر اور القاسم کی اولاد سے کیتم بن مالک بن قاسم المذکور تھا اور اس کیتم کے اعقاب میں ۱۶اولادیں تھیں مگر ابن عنبہ نے ان کے نام تحریر نہیں کئے

اعقاب حسن المتر ف بن داوٗد بن احمد المسو ر

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے دو فرزند تھے(۱)۔احمد المتر ف الاصغر(۲)۔علی المتر ف الاصغر

اول احمد المتر ف الاصغر بن حسن المتر ف کی اولاد سے جعفر بن احمد بن مفضل بن احمد المتر ف المذکور تھے اور اس جعفر بن احمد بن مفضل کے اعقاب میں تین فرزند تھے۔(۱)۔نصیب(۲)۔محمد(۳)۔یحییٰ ان میں محمد بن جعفر کے اعقاب میں تین فرزند(۱)۔موسیٰ(۲)۔علی(۳)۔عطیہ اور یحییٰ بن جعفر کے اعقاب میں ایک فرزند ثابت اور ثابت بن یحییٰ کے اعقاب میں تین فرزند(۱)۔علی(۲)۔خلیفہ(۳)۔ابوالمسو دیحییٰ اور ان سب کی اولاد تھی۔

دوئم علی المتر ف الاصغر بن حسن المتر ف کے اعقاب میں دو فرزند تھے(۱)۔حسن(۲)۔احمد،ان میں حسن بن علی المتر ف کی اولاد سے مسلم بن حسن بن مفلح بن سوار بن محمد بن ابواللیل عبداللہ بن حسن المذکور تھے جو کہ حلہ میں آل مسلم سے مشہور تھے۔اور احمد بن علی المتر ف کی اولاد سے عطیہ اور عطوہ ابنان سلیمان بن محمد بن یحییٰ بن ابواللیل عبداللہ بن احمد المذکور تھے۔

علامہ سید فاضل علی شاہ موسوی الصفوی خلخالی زادہ اپنی کتاب الشجر ۃ الطیبہ کے (صفحہ۳۴جلد اول) میں احمد المسو ر بن عبداللہ الرضا بن موسیٰ الجون کی اولاد سے درج ذیل ایک شجرہ نقل کیا ہے۔

علامہ السید محمد حسین فضل اللہ بن مہدی بن ہادی بن فخر الدین بن علی بن یوسف بن محمد بن فضل اللہ بن محمد بن محمد بن یوسف بن بدر الدین بن علی بن محمد بن جعفر بن یوسف بن محمد بن حسن بن عیسی الفاضل بن یحییٰ بن حویان بن حسن زیاب بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن داوٗد بن ادریس بن داوٗد بن احمد المسو ر بن عبداللہ الرضا الشیخ الصالح بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن بن امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اعقاب سلیمان بن ابومحمد عبداللہ الرضا عبدالشیخ الصالح بن موسیٰ الجون

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی ولادت حوالی مکہ کے بادیہ میں ہوئی اور آپ کی والدہ فزاریہ تھیں یعنی بنوفزاری قبیلہ کی تھیں آپ کے اعقاب کثیر تعداد میں ہیں اور وہ سلیمانیون کہلواتے ہیں بقول جمال الدین ابن عنبہ و دیگر نسابین آپکے اعقاب میں ایک فرزند داؤد بن سلیمان تھے بقول فخر الدین الرازی فی الشجر ۃ المبارکہ (صفحہ۲۹) داؤد بن سلیمان کی والدہ قریبہ بنت ابراہیم بن موسیٰ الجون تھیں بقول صاحب عمدۃ الطالب آپکے پانچ فرزند تھے(۱)۔علی (۲)۔محمد المصفح (۳)۔حسن المحترق (۴)۔حسین الشاعر (۵)۔**ابو الفاتک عبداللہ**

اول علی بن داؤد بن سلیمان کے چار پسران تھے(۱)۔ابوعبداللہ حسین الشبیہ العابد (۲)۔حسن (۳)۔نعمۃ (۴)۔سعید۔ان میں ابوعبداللہ حسین الشبیہ العابد بن علی کے چار فرزند تھے(۱)۔احمد ابوالوفا بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپکی والدہ خدیجہ بنت عبداللہ بن ابی قیراط الحسنی بن عبدالرحمان بن محمد تھیں (۲)۔جعفر (۳)۔القاسم (۴)۔محمد

پھر حسن بن علی بن داؤد کی اولاد سے یوسف بن قاسم بن حسن المذکور تھے۔پھر نعمۃ بن علی بن داؤد کی اولاد کا ذکر ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا نے نہیں کیا مگر الشیخ ابوالحسن عمری نے ان کا تذکرہ کیا اور بقول جمال الدین ابن عنبہ ان کے دوفرزند تھے(۱)۔احمد بن نعمہ جس کا ایک بیٹا حسان تھا اور (۲)۔یوسف بن نعمہ جن کے تین بیٹے محمد۔احمد اور عبداللہ تھے پھر ان میں سے سعید بن علی بن داؤد کے اعقاب میں محمد اور یحیٰ ابنان علی بن علی بن سعید المذکور تھے ابن طباطبا نے سعید کا ذکر نہیں کیا۔

دوئم حسن المحترق بن داؤد بن سلیمان آپکے چار فرزند تھے(۱)۔ابراہیم (۲)۔علی (۳)۔احمد (۴)۔محمد ان میں سے ابراہیم بن حسن المحترق کے دوفرزند تھے(۱)۔حسن (۲)۔محمد

سوئم حسین الشاعر بن داؤد بن سلیمان کے اعقاب میں پانچ پسران تھے(۱)۔اباالھند عبداللہ الشاعر (۲)۔حسن یلقب زنجیہ (۳)۔میمون (۴)۔یحییٰ (۵)۔داؤد

اعقاب ابوالفاتک عبداللہ بن داؤد بن سلیمان بن ابومحمد عبداللہ الرضا عبدالشیخ الصالح

بقول جمال الدین ابن علی عنبہ آپکی اولاد الفاتکیون کہلاتی ہے آپ ۱۲۵ سال زندہ رہے۔ آپ کے آٹھ فرزندان تھے(۱)۔اسحاق (۲)۔صالح (۳)۔ابوجعفر احمد (۴)۔داؤد (۵)۔محمد (۶)۔جعفر (۷)۔قاسم النسابہ (۸)۔**عبدالرحمان**

بقول النقیب الشیخ السید تاج الدین ابن معیہ الحسنی کہ انہوں نے السید العالم عبدالحمید تقی نسابہ کے خط سے نقل کیا کہ انکی اولاد یمن میں مخلاف بن طوق یعنی حرض سے جبل بن فیل تک یمن میں ہے اور ان میں عظیم علماء ہیں اور انہوں نے وہاں عظیم سلطنت قائم رکھی ہے۔

ابوالفاتک عبداللہ بن داؤد کی اولاد سے اول اسحاق بن ابوالفاتک عبداللہ آپ بنی حسن کے فارسان اسخیاء اور اشجاء میں سے تھے آپ کے چار پسران تھے(۱)۔محمد (۲)۔علی (۳)۔ادریس (۴)۔قاسم اور ان سب کے اعقاب بھی تھے

دوئم صالح بن ابی الفاتک عبداللہ آپ کا ایک فرزند علی الفاتک بن صالح تھا بقول ابن طباطبا انکی اولاد کا ہونے یا نہ ہونے کا علم نہیں۔سوئم ابوجعفر احمد بن

ابی الفاتک عبداللہ آپکے اعقاب میں دوفرزند(۱)۔محمد(۲)۔علی ان میں محمد بن ابوجعفر احمد کے چھے پسران تھے
(۱)۔احمد(۲)۔مسلم(۳)۔محمد(۴)۔علی(۵)۔اسحاق(۶)۔قاسم جبکہ علی بن ابوجعفر احمد کے اعقاب دوفرزند(۱)۔حسن الاکبر(۲)۔حسین الزاہد تھے۔جب کہ بعض نسخوں میں پانچ فرزند تھے(۳)علی(۴)عیسیٰ(۵)حسن الاصغر۔ان میں حسن الاکبر بن علی کی اولاد سے محمد بن علی بن احمد بن مسلم بن حسن الاکبر المذکور تھے جبکہ حسین الزاہد بن علی کے اعقاب میں تین فرزند(۱)۔حسن(۲)۔ابراہیم(۳)۔محمد تھے اور ان سب کی اولاد بھی تھی جن کو آل زاہد کہا جاتا ہے۔ان میں سے محمد بن علی بن احمد بن مسلم بن حسن بن علی بن ابی الفاتک عبداللہ کی اولاد ۴۹۱ ہجری میں اصفہان میں تھی۔
چہارم داؤد بن ابی الفاتک عبداللہ
بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے چھے فرزندان تھے(۱)۔موسیٰ الفارس(۲)۔حسین الھدار(۳)۔حسن الکلب(۴)۔محمد(۵)۔داؤد(۶)۔عیسیٰ
پنجم محمد بن ابی الفاتک عبداللہ کے اعقاب میں سات فرزند(۱)۔المطاح(۲)۔عامر(۳)۔حسن(۴)۔اسحاق(۵)۔عبدالرحمان(۶)۔ابا جعفر احمد(۷)۔عبداللہ ان میں سے عبدالرحمان بن محمد بن ابی الفاتک عبداللہ کے اعقاب میں ایک فرزند ابوالوفا احمد تھا جسکی اولاد بغداد اور طرابلس میں بنو الحجازی سے مشہور تھی (المجدی فی انساب الطالبین) اور ابا جعفر احمد بن محمد بن ابی الفاتک عبداللہ کے اعقاب میں دس فرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔سلیمان(۳)۔عبداللہ(۴)۔داؤد(۵)۔موسیٰ(۶)۔ابوطالب(۷)۔عباس(۸)۔القاسم(۹)۔محمد(۱۰)۔علی الاصغر
ششم جعفر بن ابی الفاتک عبداللہ آپکے تین فرزند تھے(۱)۔علی الاعرج(۲)۔یحییٰ(۳)۔ھفام انکی اولاد آل ھفام کہلاتی ہے
ہفتم قاسم النسابہ بن ابی الفاتک عبداللہ کی اولاد سے ایک فرزند محمد بن القاسم تھے۔

اعقاب عبدالرحمان بن ابی الفاتک عبداللہ بن داؤد بن سلیمان بن ابومحمد عبداللہ الرضا

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی اور آپ کی اٹھائیس اولادیں تھیں جن میں سے گیارہ فرزندان سے نسل جاری ہوئی اور دو کی مشہور ہے (۱)۔اسماعیل اور(۲)۔ابوالطیب داؤد۔اول اسماعیل بن عبدالرحمان کا ایک فرزند محمد بن اسماعیل تھا جو نیشاپور گئے اور وہاں سے بلخ اور وہاں سے طخارستان چلے گئے۔
دوئم ابوالطیب داؤد بن عبدالرحمان بقول صاحب عمدۃ الطالب آپکی اولاد آل ابی الطیب کثیر تعداد میں تھی اور وہ مخلاف یمن میں آباد تھی اور مختلف قبائل میں تقسیم ہوگئی جن میں بنو وہاس۔بنوعلی بنوشماخ۔بنومکثر۔بنوحسان۔بنوھشام۔بنو قاسم۔بنو یحییٰ ہیں۔ابولطیب داؤد بن عبدالرحمان بن ابی الفاتک عبداللہ کی اولاد وہاس بن ابی الطیب داؤد سے جاری ہوئی جس کے چھے فرزند تھے(۱)۔محمد(۲)۔حازم(۳)۔مختار(۴)۔مکثر(۵)۔صالح(۶)۔حمزہ ان میں حمزہ بن وہاس بن ابی الطیب داؤد تھے۔آپ الامیر تاج المعالی شکر بن ابی الفتوح حسن بن جعفر بن محمد بن حسین بن محمد الاکبر بن موسی الثانی بن ابو محمد عبدالرضا الصالح بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام کی وفات کے بعد شریف (الامیر) مکہ قرار پائے اور پھر بنی سلمان اور بنی موسیٰ الثانی کے مابین سات سال جنگ ہوئی اور آخر الامیر محمد بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن ابی ہاشم (جو بنی موسی الثانی من اولاد موسی الجون سے تھے) دوبارہ الامیر قرار پائے۔یعنی امارت بنی موسی الثانی سے بنی سلیمان کے پاس آئی اور دوبارہ بنی موسیٰ الثانی کے پاس واپس گئی اور بنی

سلیمان میں حمزہ کے بعد کسی کو حجاز کی امارت نہیں ملی یہ اول اور آخر امیر مکہ تھے جو بنی سلیمان میں سے تھے حمزہ بن وہاس کے چار فرزند تھے (۱)۔یحییٰ ابو غانم (۲)۔عیسیٰ امیر مخلاف (۳)۔محمد (۴)۔عمارہ ان میں عیسیٰ امیر مخلاف کو ان کے بھائی یحییٰ ابو غانم نے قتل کر کے مخلاف یمن کی امارت حاصل کی اور بعد میں ان کے بیٹے علی بن عیسیٰ سے بھی جنگ کی امارت کے سلسلے میں اور عیسیٰ بن حمزہ کا ایک فرزند ابوالحسن علی تھا جو عالم فاضل تھا مکہ میں آیا اور زمخشری نے اسکے لئے کتاب الکشاف لکھی اور ابوالحسن علی بن عیسیٰ کیلئے زمخشری نے قصائد کا دیوان بھی لکھا۔(عمدۃ الطالب صفحہ۱۱۳) اور ابی غانم یحییٰ بن حمزہ بن وہاس کی اولاد سے تین فرزند (۱)۔مطاع (۲)۔حمزہ (۳)۔غانم تھے۔ان میں غانم بن یحییٰ بن حمزہ کی اولاد سے احمد المویئد امیر المخلاف بن قاسم بن غانم المذکور تھے۔اور قاسم بن غانم کے باقی فرزندوں میں المرتضیٰ۔علی اور ابوطالب تھے جن میں سے بعض انقرض ہو گئے۔

اعقاب موسیٰ الثانی بن ابومحمد عبداللہ الرضا عبدالشیخ الصالح بن موسیٰ الجون

بقول السید جمال الدین بن علی عنبہ آپ کا نام موسیٰ المعروف موسیٰ الثانی کنیت ابوعمرو آپ سید الجلیل احادیث کے راوی تھے بقول ابی نصر بخاری آپ کا انتقال سویقہ قرب مدینہ میں ہوا بقول الشریف ابوجعفر محمد بن معیہ الحسنی نسابہ کے آپ ۲۵۶ ہجری میں قتل ہوئے اور یہ روایت درست ہے جسے مروج الذھب میں مسعودی نے رقم کیا۔

آپ کی والدہ امامہ بنت طلحۃ بن صالح بن عبداللہ بن عبدالجبار بن منظور بن زیارن بن سیار الفز اری تھیں بقول اسماعیل ابن طباطبا آپ کو سعید بن زاہد کے ہاں قید کیا گیا تھا بعد میں سعید حاجب آپکو مدینے سے لے گیا۔بقول ابن عنبہ موسی زہد اور غباء تھے اور سعید حاجب موسیٰ اور ان کے بیٹے ادریس بن موسیٰ کو معتز باللہ کے زمانے میں مدینہ سے گرفتار کر کے لے گیا جب ملک عراق کے زبالہ نامی مقام پر پہنچے تو بنی فزارہ اور دوسرے لوگوں کا گروہ جمع ہو گیا۔تاکہ وہ موسیٰ الثانی کو سعید حاجب سے چھین لیں۔سعید حاجب نے موسیٰ الثانی کو وہیں زہر دے دی اور آپ شہید ہو گئے بنی فزارہ نے ادریس بن موسیٰ الثانی کو ان سے لے لیا اور اپنے ساتھ لے گئے آپکی اولاد میں صاحب المجدی نے سات بنات کا ذکر کیا ہے (۱)۔ام محمد (۲)۔زینب (۳)۔فاطمہ (۴)۔ام موسیٰ ھند (۵)۔ام عبداللہ (۶)۔امامہ (۷)۔ملیکہ جبکہ ابی نصر بخاری نے ریطہ اور مریم بھی لکھی ہیں جبکہ بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کے اٹھارہ بیٹے تھے اور آپ کی اولاد حجاز میں موسویون بھی کہلاتی ہے۔ان میں امارت اور ریاست رہی۔

(۱)۔عیسی بن موسیٰ الثانی آپ کے اعقاب نہیں تھے (۲)۔ابراہیم بن موسیٰ الثانی بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ نے المھتدی باللہ کی قید میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے آپ انقرض تھے۔(۳)۔حسین بن موسیٰ بقول عمری آپ کی اولاد کا کسی نے ذکر نہیں کیا۔(۴)۔سلیمان بقول عمری آپ کی والدہ ام الولد تھیں آپ کا چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔(جبکہ ابنان کے نام تحریر نہیں کئے)(۵)۔احمد بن موسیٰ الثانی کے اعقاب کا نسابین نے ذکر نہیں کیا (۶)۔عبداللہ بن موسیٰ الثانی انقرض تھے (۷)۔اسحاق بن موسیٰ الثانی کا فرزند عبداللہ الجدی تھا مگر اسکی اولاد نہ تھی (۸)۔حمزہ بن موسیٰ الثانی انقرض ہو گئے (۹)۔یوسف الحرف بن موسیٰ الثانی بقول الشیخ عمری کہ الاشنانی نسابہ کی تحریر کے مطابق ابوالغنائم الزیدی نے انکی اولاد کا تذکرہ نہیں کیا۔

(۱۰)۔محمد الاصغر الاعرابی بینبع بن موسیٰ الثانی (عمری نے کہا کہ ان کے اعقاب تھے مگر ذکر نہیں کیا جبکہ ابن عنبہ کہ مطابق اعقاب نہ تھے) (۱۱)۔حسین الاصغر انکی اولاد بھی نہ تھی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی ودیگر جمہور النسابین موسی الثانی بن عبداللہ بن موسیٰ الجون کی اولاد سات پسران سے چلی ان میں (۱)۔**ادریس الامیر** (۲)۔**یحییٰ** (۳)۔**صالح** (۴)۔**حسن** (۵)۔**علی** (۶)۔**دائود** (۷)۔**محمد الاکبر**

اعقاب ادریس الامیر الرئیس بینبع بن موسیٰ الثانی بن ابو محمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح

بقول ابن عنبہ الحسنی آپ نے ۳۰۰ ہجری میں وفات پائی آپ السید الجلیل تھے آپ کی والدہ امۃ المجید جوام الولد مغربیہ تھیں آپ کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔حسن (۲)۔ابوالشویکات ابراہیم (۳)۔ابوالرفاع عبداللہ الامیر

اول حسن بن الادریس الامیر آپکی اولاد میں ایک بیٹا علقمہ تھا اور اسکی اولاد آل علقمہ کہلائی دوئم ابوالشویکات ابراہیم بن ادریس الامیر آپکی اولاد سے بسطام بن ادریس بن ابوالشویکات ابراہیم المذکور تھے۔سوئم ابوالرفاع الامیر عبداللہ بن ادریس الامیر کے ایک فرزند ابوعبداللہ امیر جدہ تھے جن کے آگے دوفرزند تھے عبداللہ المنتقم اور ابوالفتح المسلط نقیب البطائح۔

اعقاب یحییٰ بن موسیٰ الثانی بن ابو محمد عبداللہ الرضا المعروف عبدالشیخ الصالح

آپ کو یحییٰ الفقیہ العابد بھی کہا جاتا ہے آپ کی والدہ زہراء بنت عیسیٰ بن عبید الفزاریہ تھیں آپ کے اعقاب میں پانچ فرزند تھے (۱)۔یوسف (۲)۔موسیٰ (۳)۔عبداللہ الدیباج (۴)۔محمد (۵)۔احمد

اول یوسف بن یحییٰ الفیقہ بن موسیٰ الثانی کے اعقاب میں ایک فرزند ابوالشموط حسن جسکی اولاد بھی تھی۔دوئم موسیٰ بن یحییٰ الفقیہ کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔ادریس (۳)۔ابراہیم جن میں علی بن موسیٰ بن یحییٰ الفقیہ کی اولاد میں ایک فرزند ابوالھد ار یحییٰ الفقیہ العالم الوررع تھا۔ اور ادریس بن موسیٰ بن یحییٰ الفقیہ کی اولاد سے ایک بیٹا موسی بن ادریس تھا۔

اور ابراہیم بن موسیٰ بن یحییٰ الفقیہ کی اولاد سے عبداللہ بن محمد بن یحییٰ الملقب بمرفد بن ابراہیم المذکور تھا۔سوئم عبداللہ الدیباج بن یحییٰ الفقیہ بن موسیٰ الثانی آپ کا ایک بیٹا محمد تھا۔چہارم محمد بن یحییٰ الفقیہ بن موسیٰ الثانی کی اولاد سے محمد بن یحییٰ الحبیب بن محمد المذکور تھے۔پنجم احمد بن یحییٰ الفقیہ بن موسی الثانی کی اولاد سے ابواللیل موسیٰ بن علی بن موسیٰ بن احمد المذکور تھے انکی اولاد آل ابی اللیل تھی۔

اعقاب صالح بن موسیٰ الثانی بن ابو محمد عبداللہ الرضا عبدالشیخ الصالح

آپ کو صالح الارث الاعور بھی کہا جاتا ہے آپ بادیہ میں مقیم تھے۔آپکی اولاد سے ایک فرزند محمد بن صالح تھا جسکی اولاد کے ہونے یا نہ ہونے کی کوئی خبر موصول نہیں ہوئی۔یعنی ''فی صح'' تھے۔

اعقاب حسن بن موسیٰ الثانی بن ابو محمد عبداللہ الرضا عبدالشیخ الصالح

آپ کی کنیت ابومحمد تھی آپ شریف ینبع تھے بعض نے نزدیک آپ بھی اپنے والد کے ساتھ قتل ہوئے آپ کی والدہ زینب بنت حسن بن علی بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام تھیں آپ کی اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔احمد (۲)۔زید (۳)۔محمد

اول احمد بن حسن بن موسیٰ الثانی کے دوفرزند تھے حسین اورحسن ان میں حسن بن احمد کی اولا د سے احمد بن ابی الکواکب محمد بن حسن المذ کور تھے۔
دوئم محمد بن حسن بن موسیٰ الثانی کے اولا د میں سلیمان بن موھوب الترکی بن الامیر صالح بن محمد المذ کور تھا۔جن کے آگے سے دوفرزند تھے محمد بن سلیمان اورحسن بن سلیمان ان میں محمد بن سلیمان کا ایک بیٹا بدر بن محمد تھا جس کی اولا د آل بدر کہلاتی رہی اورحسن بن سلیمان کی نسل سے ناجی بن فلیتہ بن حسن المذ کورتھا۔اوراس ناجی بن فلیتہ کے چارفرزند تھے حسین ۔علی ۔محمد الاصغراورحسن تھے
سوئم زید بن حسن بن موسیٰ الثانی کے اعقاب میں تین فرزند تھے(۱)۔محمد(۲)۔ابوالفضل العباس(۳)۔یحییٰ
ان میں محمد بن زید بن حسن کے دوفرزند عبداللہ اورسالم تھے۔پھران میں ابوالفضل العباس بن زید بن حسن کے دوفرزند تھے ایک عبداللہ بن ابوالفضل عباس جن کا ایک بیٹا ابوالیلیل تھا اوردوسرا محمد الحبابر بن ابوالفضل العباس جس کا ایک بیٹا حسین المصر حی تھا۔پھران میں سے یحییٰ بن زید بن حسن کا ایک فرزند ابوخلاط حسین بن یحییٰ تھا۔ان کے چارفرزند تھے(۱)۔احمد(۲)۔علی(۳)۔زید(۴)۔عبداللہ بقول الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی انکے پانچ فرزند تھے۔

اعقاب علی بن موسیٰ الثانی بن ابومحمد عبداللہ الرضا بن موسیٰ الجون

آپ کوعلی الاصغر بھی کہا جا تا ہے آپ کی والدہ ام الحسن بن حسن بن علی بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام تھیں اور آپ کی اکثر اولا د بادیہ میں رہی آپکے تین فرزند تھے(۱)۔عبداللہ العالم(۲)۔عیسیٰ(۳)۔حسین جبکہ بعض نسخوں میں پانچ فرزند لکھے ہیں(۴)عبداللہ الاصغراور پانچویں کا نام نقل نہیں۔اول عبداللہ العالم بن علی بن موسیٰ الثانی آپ کے عقب میں تین فرزند تھے(۱)۔حسن الاشل(۲)۔یوسف(۳)۔علی اورانکی اولا د تھی
دوئم عیسیٰ بن علی بن موسیٰ الثانی بن ابومحمد عبداللہ الرضا بن موسیٰ الجون آپ کے عقب میں تین فرزند(۱)علی(۲)خلیفہ(۳)حسین اورانکی اولا د بھی تھی
سوئم حسین بن علی بن موسیٰ الثانی کے چارفرزند تھے(۱)یوسف(۲)احمد قیل محمد(۳)داؤد(۴)عبداللہ

اعقاب داؤد الامیر بن موسیٰ الثانی بن ابومحمد عبداللہ الرضا

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کو بابن الکلابیہ بھی کہا جا تا ہے آپ کی والدہ محبوبہ بنت مزاحم الکلابیہ تھیں اور بعض نے محررۃ الکلابیہ بھی لکھا ہے آپ کی اولا د بہت زیادہ ہے۔جووادی صفراء میں گئی اوراس کے علاوہ آپ کی اولا د حجاز اورعراق میں کثیر ہے ان میں بنی الداود دحلہ کے محلّہ مذنبیں میں آباد تھی۔
آپ کے تین فرزند تھے(۱)۔حسن(۲)۔**محمد بابن رومیہ**(۳)۔موسیٰ اور بقول الشیخ عبدالحمید ابن تقی نسابہ کہ ان تینوں کی والدہ ام الولد رومیہ تھیں ان میں اول موسی بن داؤد بن موسیٰ ثانی بقول جمال الدین ابن عنبہ انقرض ہوگئے۔
دوئم حسن بن داؤد الامیر بن موسیٰ الثانی کے تین فرزند تھے(۱)۔عبداللہ ابوالیلیل(۲)۔سلیمان(۳)۔محمد جن میں محمد بن حسن بن داؤد الامیر بقول جمال الدین ابن عنبہ کے اعقاب کا معلوم نہیں جبکہ سلیمان بن حسن بن داؤد الامیر کے دوفرزند تھے(۱)۔ابوالیلیل محمد(۲)۔اور ابوالوفاء احمد انکی اولا د آل ابوالوفا کہلاتی ہے ابوالوفا احمد بن سلیمان بن حسن کے اعقاب میں محمد بن یحییٰ بن ابوالوفا احمد المذ کور تھے۔
جبکہ عبداللہ ابوالیلیل بن حسن بن داؤد الامیر آپکی اولا د کا ذکر صاحب عمدۃ الطالب اوردوسروں نے نہیں کیا مگر صاحب السراج الانساب سید احمد بن محمد بن

کیا گیلانی نے (صفحہ نمبر ۶۲) میں ایک شجرہ تحریر کیا ہے۔جن عبداللہ بن حسن بن داؤدالامیر تک منتہیٰ ہوتا ہے ہم تحریر کر دیتے ہیں اس کی حقیقت کو خدا جانتا ہے۔میر السید باقر سمنانی کاشان بن حسین التاجرین حیدر بن قاسم بن باقر بن حسن بن حیدر بن محمد بن باقر بن حسین بن علی بن محمود بن قاسم بن احمد بن ابوالفضل بن اسماعیل بن محمد بن ناصر بن محمد بن علی بن عبداللہ بن حسن بن داؤدالامیر بن موسیٰ الثانی بن عبداللہ الرضا بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن بن امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اعقاب محمد بن داؤدالامیر بن موسیٰ الثانی بن ابومحمد عبداللہ الرضا

آپ کی اولاد میں پانچ فرزند تھے(۱)۔علی(۲)۔عبداللہ الصلصیل (۳)۔احمد(۴)۔ابواللیل حسن(۵)۔**یحییٰ**

اول علی بن محمد بن داؤدالامیر کے اعقاب میں دوفرزند یحییٰ اور معمر تھے۔ان کے بعد میں کسی کو بھی نہیں پایا گیا۔(قول ابن عنبہ)

دوئم عبداللہ الصلصیل بن محمد بن داؤدالامیر کے دوفرزند تھے(۱)۔سالم(۲)۔حسن ان میں حسن بن عبداللہ الصلصیل کے اعقاب میں دوفرزند(۱)۔محمد اورعبداللہ تھے ان میں عبداللہ بن حسن بن عبداللہ الصلصیل کے اعقاب میں دوفرزند(۱)۔ناجی اور(۲)محمد الصلصیل تھے جنکی اولاد صلصیلین سے مشہور تھی ان میں محمد الصلصیل بن عبداللہ بن حسن کے اعقاب میں تین فرزند تھے(۱)۔مکتوم(۲)۔عبداللہ(۳)۔احمد ان میں مکتوم بن محمد الصلصیل کے اعقاب میں عالی بن احمد بن محمد بن مکتوم المذ کور تھے اورعبداللہ بن محمد الصلصیل کے اعقاب میں ھذیم بن حسن بن عبداللہ المذ کور تھے اوراحمد بن محمد الصلصیل کے اعقاب میں فائز اورسالم ابنان حریز بن حسین بن احمد المذ کور تھے

سوئم احمد بن محمد بن داؤدالامیر کے اعقاب میں چارفرزند تھے(۱)۔حسن(۲) ۔جعفر(۳)۔عبداللہ(۴)۔علی الشرقی ان میں حسن بن احمد کے اعقاب میں دوفرزند عطیہ اور معصاد تھے اورجعفر بن احمد کے اعقاب میں ایک فرزند محمد تھا اور محمد کے تین فرزند۔شکر،علی اوراحمد تھے پھر ان میں عبداللہ بن احمد کا ایک فرزند عطیہ تھا جسکی اولاد آل عطیہ سے معروف تھی اورعلی الشرقی بن احمد کے آٹھ فرزند تھے جن میں سے ایک نزر تھا اوراسکی اولاد آل نزر کہلائی۔

چہارم ابواللیل حسن بن محمد داؤدالامیر کی اولاد سے علی ربیس بن احمد بن ابواللیل حسن المذ کور تھے جن کے دوفرزند محمد اور محمود تھے۔

اعقاب یحییٰ بن محمد بن داؤدالامیر بن موسیٰ الثانی بن ابومحمد عبداللہ الرضا شیخ الصالح

آپ کے اعقاب میں تین فرزند تھے(۱)۔علی(۲)۔احمد(۳)۔**محمد** ان میں اول علی بن یحییٰ بن محمد کے اعقاب میں دوفرزند فضل اورحسن تھے دوئم احمد بن یحییٰ بن محمد کے اعقاب میں دوفرزند(۱)۔زرق اللہ اور(۲)عبداللہ تھے ان میں زرق اللہ بن احمد بن یحییٰ کی اولاد الرزاقلہ کہلائی ان میں بنوالرزاقی حلہ عراق میں ہے اورعبداللہ بن احمد کی اولاد حلہ میں گئی۔آپ کے دوفرزند اور یحییٰ اور سالم تھے اور یحییٰ بن عبداللہ بن احمد کی اولاد آل یحییٰ کہلائی۔اورسالم بن عبداللہ بن احمد کے چار پسران تھے جن میں صخر بن سالم کی اولاد الصخو رکہلائی۔

اعقاب محمد بن یحییٰ بن محمد بابن رومیہ بن داؤدالامیر بن موسیٰ الثانی

آپکے دوفرزند تھے(۱)۔عبداللہ اور(۲)۔یحییٰ ان میں سے عبداللہ بن محمد بن یحییٰ کے اعقاب میں دوفرزند(۱)۔زباب اور(۲)۔محمد الوارد تھے جو حجاز سے ہجرت کر کے عراق میں آئے۔آپکی اولاد میں دوفرزند(۱)۔**علی عنبہ**(۲)۔حمضی تھے اور بقول ابن المرتضی الموسوی کہ ان کی والدہ عابدیہ تھیں

یعنی محمد العابد بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد سے تھیں ۔اور علی عنبہ آل عنبہ حلہ اور حائر کے جد امجد ہیں ۔جبکہ اور زباب بن عبداللہ کا ذکر السید جمال الدین ابن مھنا العبید لی نے تذکرۃ المطاہرہ میں کیا اور انکی اعقاب نہ تھی ۔

مقد مین جید نسابین کے نزدیک محمد الوارد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن داؤد الامیر بن موسیٰ الثانی بن عبداللہ الرضا بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام بن امام علی ابن ابی طالب کے صرف دو فرزند تھے ۔(۱) ۔علی عنبہ اور (۲) حمضی تھے لیکن سر تاج الصوفیہ الشیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد جو نسب درج کرتی ہے اس میں محمد الوارد بن عبداللہ ان کے تیسرے فرزند الشیخ عبدالقادر جیلانی بنتے ہیں ۔جن کے نسب پر ابن عنبہ نے اعتراض کیا ۔لیکن تصوف کی کتب میں ان کو سید لکھا گیا ہے ۔ واللہ اعلم

اعقاب علی عنبہ بن محمد الوارد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن داؤد الامیر بن موسیٰ الثانی

آپ آل عنبہ سادات حلہ و حائر کے جد امجد ہیں ۔ آپ کا ایک فرزند تھا جس کا نام عنبہ الاصغر بن علی عنبہ بن محمد الوارد تھا اور اسکے اعقاب میں سے السید جمال الدین احمد بن علی عنبہ بن حسین بن علی بن مھنا بن عنبہ الاصغر المذکور تھے جو آل ابی طالب پر لکھی گئی مستند ترین کتاب عمدۃ الطالب کے مصنف ہیں آپ کی پیدائش ۷۴۸ ہجری میں ہوئی اور وفات ۸۲۸ میں ہوئی ۔

آپ کے بارے میں شیخ عباس القمی نے لکھا ہے کہ سید جلیل علامۃ النسابہ آپ شاگرد تھے السید تاج الدین ابن معیہ الحسنی کے اور علمائے امامیہ میں سے تھے ۔ بقول السید شہاب الدین نجفی مرعشی آپ علامہ ،نسابہ فقیہ ،محدث اور ادیب تھے اور ۱۲ سال السید تاج الدین بن معیہ الحسنی النسابہ سے علم حاصل کیا اور آپ علمائے امامیہ میں سے تھے ۔

آپ نے ۷۸۶ کو حج کیلئے سفر کیا جہاں آپ الشریف محمد بن محمود بن احمد بن رمیثہ سے ملے اور آپ نے ۷۷۶ کو فارس کا سفر کیا اور اصفہان میں داخل ہوئے جہاں آپ کی ملاقات الشریف النقیب شرف الدین حیدر بن محمد بن حیدر بن اسماعیل بن علی بن حسن بن علی بن شرف شاہ بن عبادہ بن ابوالفتوح البطحانی الحسنی سے ہوئی جو سادات گلستانہ میں سے تھے آپ نے تیمور الامیر کے عہد میں ایک سفر سمرقند کا بھی کیا

جس میں آپکے ساتھ الشریف علم الدین عبداللہ بن مجد الدین محمد بن النقیب علم الدین علی بن ناصر بن محمد بن المعمر الحسینی جو بنی کتیلہ الزیدیہ یعنی اولاد زید الشہید بن امام زین العابدین سے تھے آپکے ساتھ تھے ۔

۷۷۶ ہجری کو آپ نے ہرات کا سفر اختیار کیا جہاں آپ نے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابو طالبؑ کی قبر کی زیارت کی ۔

اور بعض علم الانساب کی فارسی کتب میں تحریر ہے کہ آپ داخل ہوئے مزار الشریف بلخ میں اور کہا کہ یہ اس صاحب مزار کی اصل قبر کے صندوق پر تحریر ہے کہ یہ قبر امیر المومنین ابوالحسن علی بن ابی طالب بن عبیداللہ بن علی ابوالقاسم (جد سادات ہمدانیہ الاعرجیہ الحسینیہ پاکستان) بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام کی ہے اور ان کے نام اور کنیت کی وجہ سے عوام میں اشتباہ ہے کہ یہ قبر امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی ہے ۔آپ نے عرب عراق اور ایران میں سفر کئے اور مشجرات اور مخطوطات پر تحقیق کی آپ کی وفات کرمان ایران میں ہوئی ۔

مولفات السید جمال الدین احمد ابن علی الحسنی الدوودی

(۱)۔عمدۃ الطالب الکبری فی نسب آل ابی طالب غیر مطبوعہ

(۲)۔عمدۃ الطالب الوسطی فی نسب آل ابی طالب (جس کو اس کتاب کیلئے بہت زیادہ روایت کیا گیا) مطبوعہ قم انصاریان)

(۳)۔عمدۃ الطالب الصغریٰ فی نسب آل ابی طالب۔ ہمارے شیخ السید عبدالرحمان العزی الاعرجی اور بعض محققین کی رائے میں اس کتاب کا اصل نام مختصر بنی ہاشم ہے۔ مطبوعہ

(۴)۔الفصول الفخریہ فی الاصول البریۃ بااللغتہ الفارسیہ مطبوعہ سن ۱۳۸۷ ہجری

(۵)۔التحفۃ الجمالیہ فی الانساب باللغتہ الفارسیہ مطبوعہ اور بعض جگہ تحفہ الجلالیہ لکھا ہے

(۶)۔تحفتہ الطالب مختصر عمدۃ الطالب۔ غیر مطبوعہ

سلسلۃ اجازہ من علم النسب السید جمال الدین احمد بن علی الحسنی الدوودی

السید جمال الدین احمد الحسنی المعروف ابن عنبہ عن الشیخ السید ابوعبداللہ محمد تاج الدین ابن معیہ الحسنی عن شیخ علم الدین المرتضیٰ بن جلال الدین عبدالحمید بن شمس الدین فخار بن محمد الموسوی عن ابیہ فخار الاول الموسوی عن جدہ محمد فخار الموسوی بن ابوالغنائم محمد عن السید جلال الدین عبدالحمید ابن تقی الحسینی الزیدی من اولاد زید الشہید بن امام سید الساجدین عن ابن کلبون العباسی عن جعفر بن ہاشم بن ابی الحسن عمری عن جدہ الشریف الشیخ ابوالحسن عمری العلوی مولف کتاب المجدی فی الانساب الطالبین

ولادت ووفات

آپ کی پیدائش ۷۴۸ ہجری میں حلہ عراق میں ہوئی اور وفات سات صفر ۸۲۸ ہجری کو تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ہوئی۔

اعقاب محمد الاکبر الثائر الحرانی بن موسیٰ الثانی بن ابومحمد عبداللہ الرضا

آپ کا نام محمد الاکبر الثائر الحرانی تھا آپ کی کنیت ابوجعفر تھی اور لقب الامیر تھا آپ کی والدہ زینب بنت حسن بن علی بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ نے ایام المعتز باللہ العباسی کے دوران مدینہ میں خروج کیا۔ آپ کے مندرجہ ذیل پانچ فرزند تھے

(۱)۔**حسن الحرانی** آپ کی والدہ مریۃ بنت معن بن ھدلق تھیں جو بنی غطفان میں سے تھیں ان کا نام نجیبہ بھی لکھا گیا۔

(۲)۔**ابو عبداللہ القاسم الحرانی** آپ کی والدہ بھی مریۃ بنت معن بن ھدلق تھیں۔

(۳)۔**علی** آپ کی والدہ تاجہ بنت عزۃ الکلابیہ تھیں اور بادیہ میں آپ کی کثیر تعداد آباد ہوئی۔

(۴)۔**ابو عبداللہ حسین** الامیر مکہ حجاز کی امارت آپکے پاس تھی آپ قتل ہوئے آپ کی اولاد میں بھی حجاز کی امارت رہی

(۵)۔**ابو محمد عبداللہ الاکبر القود** آپ کے اعقاب مکہ اور ینبع میں گئے جنھیں بنی القود کہا جاتا ہے۔آپ کی والدہ بھی تاجہ بنت عزۃ الکلابیہ تھیں۔

اعقاب حسن الحرانی بن محمد الاکبر الثائر الحرانی بن موسیٰ الثانی

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔سلیمان

اول محمد بن حسن الحرانی کی نسل سے راجح بن علی بن مالک بن حسن بن حسین بن کامل بن احمد بن یحییٰ بن حسین بن محمد بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد المذکور تھے (المعقبون صفحہ ۱۵۷)

دوئم سلیمان بن حسن الحرانی کے اعقاب میں بقول جمال الدین ابن عنبہ ایک فرزند ابوالبرکین ہاشم تھا اور ان کا ایک فرزند یحییٰ تھا اور اس یحییٰ کو سلیمان بھی کہا گیا اور اسکے اعقاب میں دو فرزند حسن اور عبداللہ تھے بقول ابوالغنائم الزیدی النسابہ کہ ۴۳۳ تک بنی حسن الحرانی سے کوئی باقی نہیں رہا۔

اعقاب ابوعبداللہ القاسم الحرانی بن محمد الاکبر الثائر الحرانی بن موسیٰ الثانی

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد چار پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالحسین علی الملقب کتیم (۲)۔ادریس الاصغر (۳)۔محمد (۴)۔ابوالطیب احمد۔جن میں سے اول علی کتیم بن قاسم الحرانی کے تین فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔عبداللہ (۳)۔حسین ان میں سے محمد بن علی کتیم کی نسل سے محمد بن علی بن حسین بن محمد المذکور تھے۔

دوئم محمد بن ابوعبداللہ القاسم الحرانی کے تین فرزند تھے (۱)۔احمد (۲)۔ابواللیل یحییٰ (۳)۔حسن ان میں ابواللیل یحییٰ بن محمد کی اولاد سے عبداللہ اور ابوالحسن ابراہیم الامیر تھے۔اور ان کی اولاد سے محمد بن جعفر بن علی بن علی الصالح بن حسن بن ابوالحسن ابراہیم المذکور تھے۔

سوئم ادریس الاصغر بن ابوعبداللہ القاسم الحرانی کے چار فرزند تھے (۱)۔عبداللہ (۲)۔قاسم (۳)۔ابودرید حسن (۴)۔ذوہب

چہارم ابوالطیب احمد بن ابوعبداللہ القاسم الحرانی کے عقب میں حسن نامی فرزند تھا بقول ابن عنبہ انکے چھ فرزند تھے مگر نام تحریر نہیں کئے۔

اعقاب علی بن محمد الاکبر الثائر الحرانی بن موسیٰ الثانی

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد بنو علی کہلائی۔آپ کے چار فرزندان تھے (۱)۔سلیمان (۲)۔احمد العابد (۳) حسین (۴)۔محمد

اول سلیمان بن علی بن محمد الاکبر کی اولاد سے علی بن ابراہیم بن سلیمان المذکور تھے اس علی بن ابراہیم کے دو فرزند تھے (۱)۔عیسیٰ (۲)۔حسن ان میں عیسیٰ بن علی کی اولاد سے شھم بن احمد بن عیسیٰ المذکور تھا جسکی اولاد آل شھم سے مشہور ہوئی اور حسن بن علی کی اولاد سے مقر بن محمد بن ابراہیم بن حسن المذکور تھا۔انکی اولاد آل مقر سے مشہور ہوئی جو حلہ میں تھی۔دوئم احمد العابد بن علی بن محمد الاکبر الثائر کی اولاد میں (۱)۔حسن الاصم رئیس الطالبین ینبع تھے اور دوسرا (۲)۔عثمان الاسود جسکی کی کنیت ابوالحسین تھی بقول الشیخ ابوالحسن عمری کی اسکے والد احمد العابد نے اس سے انکار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور یہ شخص "فی صح" تھا یعنی اسکی اولاد کے ہونے اور نہ ہونے کا معلوم نہیں سوئم حسین بن علی بن محمد الاکبر الثائر آپکی اولاد سے عیسیٰ التمار بن علی بن یحییٰ بن حسین المذکور تھے

چہارم محمد بن علی بن محمد الاکبر الثائر کی اولاد سے حسن وحسین وعلی وعبداللہ ابنان صالح بن اسماعیل بن محمد المذکور تھے

اعقاب ابوعبداللہ حسین الامیر بن محمد الاکبر الثائر الحرانی بن موسیٰ الثانی

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد تین فرزندوں سے جاری ہوئی(۱)۔ابوالحسن علی الامیر الفارس صاحب سرین من یمن اعقاب کثیر تھے (۲)۔**ابو جعفر محمد الاکبر النقیب الامیر مکہ**(۳)۔**ابو ہاشم محمد الصغیر الامیر** آپ کی اولاد حسینیہ تھیں

اول ابوالحسن علی الامیر الفارس ابن ابوعبداللہ حسین الامیر کے اعقاب میں دوفرزند تھے(۱)۔الشریف حسن الامیری السرین (۲)۔عبداللہ ان میں الشریف حسن الامیری السرین بن ابوالحسن علی الامیر کا ایک فرزند الشریف الامیر یحییٰ السرین بن حسن الامیری تھا آپ اور آپکی اولاد امارت کے حصول کی مد میں قتل ہوئے۔

اعقاب ابوجعفر محمد الاکبر النقیب الامیر مکہ بن ابوعبداللہ حسین الامیر بن محمد الثائر الحرانی

آپ کے اعقاب میں دوفرزند تھے(۱)۔حسن المحترق وقیل حسین متوفی ۳۵۷ اور(۲)۔الامیر ابی محمد جعفر اول حاکم مکہ من بنی موسیٰ الجون اور آپ نے مکہ پر اشراف کی با قاعدہ حکومت کا اعلان کیا آپ اشراف بنی موسیٰ الجون کے حکمرانوں کے مبداء قرار پائے آپ کی وفات ۳۷۰ ہجری میں ہوئی۔آپ دونوں کی والدہ ام سلمۃ بنت عبداللہ الدیباج تھیں

بقول جمال الدین ابن عنبہ درعمدۃ الطالب (صفحہ۱۲۱) کہ حاکم مکہ العزیز اللہ فاطمی کی طرف سے انکجو رالتر کی تھا۔الامیر ابی محمد جعفر نے اس کا قتل کیا اس فساد میں بنی الطلحیۃ ۔الھذیلیہ۔البکریہ کے افراد کا کثیر تعداد میں قتل ہوا

(انتباہ ابی محمد جعفر کی وفات ۳۷۰ ہجری میں ہوئی اور آپ مولاعلی کی دسویں پشت سے تھے اس وقت آپ کے پوتے بھی جوان تھے اور صاحب اولاد تھے اس حساب سے ۳۷۰ سالوں میں ۱۳ پشتیں بنتی ہیں جو ایک اہم نص ہے پشتوں کے حساب سے کہ ۱۰۰ سالوں میں ۳ سے ۵ پشتیں ممکن ہیں)

ابی محمد جعفر بن ابوجعفر محمد الامیر کے تین فرزند تھے(۱)۔عبداللہ القود (۲)۔عیسیٰ الامیر (۳)۔ابوالفتوح حسن الامیر

اول عبداللہ بن ابی محمد جعفر الامیر

انکجو رالتر کی کی موت کے بعد آپ کو آپکے والد محترم نے مصر بھیجا آپ کا وہاں ہی انتقال ہوا اور آپ انقرض ہوگئے آپ کے اعقاب میں کوئی اولاد نہ رہی۔ایک شخص نے دعوی کیا کہ میں علیان بن جماعہ بن موسیٰ بن معصب بن ضاحی بن نعیمان بن عاصم بن عبداللہ القود المنذ کور ہوں مگر یہ نسب درست نہیں مصر کے ایک نقیب ابن الجوانی نسابہ نے اسکے نسب کو باطل قرار دیا۔

دوئم الامیر عیسیٰ بن ابی محمد جعفر الامیر

آپ اپنے والد کے بعد حاکم حجاز ہوئے (منتقلہ الطالبیہ ۳۰۶) آپ کی وفات ۳۸۴ ہجری کو ہوئی۔صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کی اولاد کا ذکر نہیں کیا۔

سوئم ابوالفتوح حسن الامیر بن ابی محمد جعفر الامیر

کتاب الفخری فی الانساب الطالبین میں آپکی کنیت ابی البرکات لکھی ہے۔آپ شاعر شجاع اور فصیح تھے آپ اپنے بھائی عیسی الامیر کے بعد حجاز کے حکمران

بنے بقول جمال الدین بن عنبہ ابوالفتوح حسن الامیر ۴۰۱ ہجری کوشام تشریف لے گئے اورلوگوں کواپنی طرف بلایا آپ الرشید باللہ کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کا وزیر ابوالقاسم حسن بن علی المغربی تھا اس نے بنی جراح سے ابوالفتوح حسن کے حق میں بیعت لی اور ابولقاسم نے ابوالفتوح حسن کیلئے کعبہ سے سونا لیا پھر جب یہ لوگ رملہ تک پہنچے اس وقت مصر پر ایک عبیدی اسماعیلی حاکم تھا جب اسے معلوم ہوا تو وہ غصہ میں آ گیا اور اس کو واپسی کا حکم سنایا۔
آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) ابوعبداللہ محمد الشریف الاجل الامیر مکہ المعروف شکر تاج المعالی جس کی والدہ دختر علی بن احمد الحسینی الزاہد العابد تھیں اور دوسرا (۲) ابوالفتوح عیسی الامیر مکہ اور بقول جمال الدین ابن عنبہ الامیر تاج المعالی شکر کی صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام تاج الملوک تھا۔ اور الامیر تاج المعالی شکر کی وفات ۴۶۴ میں ہوئی۔ اور ملک پر قبضہ حمزہ بن وہاس سلیمانی الحسنی کا ہو گیا اور بنی موسیٰ الجون اور بنی سلیمان بن موسیٰ الثانی بن عبداللہ بن موسی الجون کے مابین سات سال جنگ رہی آخر حجاز کا اقتدار دوبارہ بنی موسیٰ الجون کے پاس آیا اور الامیر محمد بن جعفر بن عبداللہ بن ہاشم بن حسین بن محمد الاکبر بن موسیٰ الثانی الامیر حجاز منتخب ہوئے۔

اعقاب ابو ہاشم محمد الصغیر بن ابا عبداللہ حسین الامیر بن محمد الاکبر الثائر الحرانی

آپ کی اولاد ہو اشم کہلائی آپکے عقب میں ایک فرزند ابی محمد عبداللہ بن ابو ہاشم محمد الصغیر تھا جسکی اولاد میں امارت رہی ابی محمد عبداللہ کی اولاد میں بقول جمال الدین ابن عنبہ صرف ایک فرزند ابی ہاشم محمد الامیر بن ابی محمد عبداللہ تھے جو مکہ کے الامیر تھے ابی ہاشم محمد الامیر بن ابی محمد عبداللہ کے اعقاب میں چار فرزند تھے (۱)۔ابوالفضل جعفر الامیر مکہ (۲)۔**علی** (۳)۔عبداللہ (۴)۔حسین الاصغر۔ابوالفضل جعفر الامیر بن ابی ہاشم محمد الامیر بن ابی محمد عبداللہ آپ کا ایک فرزند تاج المعالی محمد تھا جسکی والدہ بنی ابی الیل حسن الموسوی الداودی سے تھی۔ آپ الامیر حمزہ بن وہاس کے بعد والی مکہ بنے۔ آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔شمیلہ (۲)۔فضل (۳)۔قاسم اور ان میں قاسم بن تاج المعالی محمد کی اولاد فلیتہ سے جاری ہوئی جس کے دو فرزند۔(۱)۔قطب الدین عیسیٰ (۲)۔عمدہ الدین ہاشم تھے۔ ان میں قطب الدین عیسیٰ کا ایک بیٹا مکثر بن قطب الدین عیسیٰ جو اپنے والد کے بعد امیر مکہ منتخب ہوئے بمطابق ۵۹۳ ہجری بقول تاج الدین ابن معیہ الحسنی کہ مکثر بن قطب الدین عیسیٰ سے مکہ کی امارت الامیر قتادہ بن ادریس الحسنی نے لے لی سن ۵۹۷ ہجری کے مطابق اور یہ بات تاریخ عبداللہ بن حنظلہ بغدادی میں مرقوم ہے۔
جبکہ شمیلہ بن تاج المعالی محمد کی اولاد منقرض ہوگئی اور فضل بن تاج المعالی محمد کی اولاد ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہو سکا۔

اعقاب علی بن ابی ہاشم محمد الامیر بن ابی محمد عبداللہ

آپ کا ایک فرزند حسین بن علی تھا اور حسین بن علی کے دو فرزند (۱)۔ برکتہ اور (۲) مکثر تھے اول مکثر بن حسین بن علی کی اولاد آل مکاثرہ حجاز اور عراق میں منتشر ہوئی ان کے ایک فرزند مطاعن بن مکثر جس کی اولاد حلہ میں آل مطاعن معروف تھی مطاعن بن مکثر کے تین فرزند تھے (۱) محمد (۲) ادریس (۳) ابی القاسم۔ ان میں محمد بن مطاعن منقرض ہو گئے۔ اور ابی القاسم بن مطاعن کی اولاد سے سید ناصر الدین مہدی تھے دوئم برکہ بن حسین بن علی۔ آپ کی اولاد آل برکہ مشہور ہوئی، آپ کے ایک فرزند مالک بن برکتہ بن حسین تھے جن کے تین فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔علی (۳)۔الفضل ان میں محمد بن مالک کا ایک فرزند برکتہ تھا جس کی ایک ہی بیٹی تھی جو اپنے چچازاد السید الجلیل مبارک بن علی سے بیاہی ہوئی تھی۔ پھر ان میں علی بن مالک بن برکتہ کے دو فرزند

تھے(۱)۔السید الجلیل مبارک (۲)۔علی

اعقاب عبداللہ القو د بن محمد الا کبر الثائر الحرانی بن موسیٰ الثانی بن ابومحمد عبداللہ الرضا عبدالشیخ الصالح

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے تین فرزند تھے(۱)۔**ابو جعفر محمد ثعلب** (۲)۔علی (۳)۔محمد اورانکی والدہ دختر رحال السلمی تھیں جن میں علی بن عبداللہ القود بن محمد الا کبر الثائر الحرانی کے اعقاب سے ایک شجرہ کا ذکر المقعبو ن میں السید مہدی رجائی نے کیا میں اسکی صحت کے بارے میں خدا جانتا ہے الشریف یحییٰ بن حمود بن محمد بن مازن بن ہاشم بن دخیل اللہ بن احمد بن ہاشم بن ہادی بن عیادۃ بن مسیّب بن عواد بن السائب بن حمدان بن جماز بن عواد بن ابراہیم بن مسیّب بن السائب بن حماد بن محمد بن احمد بن جماز بن مسیّب بن رزق اللہ بن یحییٰ بن محمد داوٗد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن محمد الحرانی بن موسیٰ الثانی بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

اعقاب ابوجعفر محمد ثعلب بن عبداللہ القو د بن محمد الا کبر الثائر الحرانی

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کے اعقاب میں صرف ایک فرزند عبداللہ بن ابوجعفر محمد ثعلب تھا اورانکی اولاد میں پانچ فرزند تھے (۱)۔حسن بن عبداللہ (۲)۔یحییٰ بن عبداللہ (۳)۔محمد بن عبداللہ (۴)۔احمد بن عبداللہ آپ کی اولاد مصر گئی اور صعید میں بنواحمد سے معروف ہے (۵)۔**علی المعروف بابن السلمیۃ**

اول حسن بن عبداللہ بن ابوجعفر محمد ثعلب آپکی اولاد کا تذکرہ صاحب عمدہ نے نہیں کیا مگر صاحب الاصیلی نے کیا ہے آپکے اعقاب میں دوفرزند تھے (۱)۔حسین اور (۲)۔محمد ان میں حسین بن حسن کے اولاد سے ثعلب بن فاضل بن سلاقہ بن حسین بن ثعلب بن محمد بن عبداللہ بن حسین المذکور تھے جن کے آگے سے تین فرزند تھے۔(۱)حسن (۲)حسین اور (۳) سلاقہ

دوئم یحییٰ بن عبداللہ بن ابوجعفر محمد ثعلب کی اولاد سے بقول صاحب الاصیلی دوفرزند (۱)ابواللیل اور (۲)حسین تھے ان میں ابواللیل بن یحییٰ کی اولاد سے محمد بن غانم بن صحصابۃ بن حمزۃ بن بلدح بن ابی الفرج بن ابی اللیل مذکور تھے اور حسین بن یحییٰ بن عبداللہ کی اولاد سے موسیٰ بن محمد بن بابل بن حسین المذکور تھے جن کے آگے تین فرزند (۱)محمد (۲) حسان اور بکیر تھے۔سوئم محمد بن عبداللہ بن ابوجعفر محمد ثعلب اور آپکی اولاد سے دو فرزند (۱)۔شبیۃ (۲)۔عبداللہ تھے۔ چہارم احمد بن عبداللہ بن ابوجعفر محمد ثعلب کی نسل سے موسیٰ بن محمد بن مفتاح بن موسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن احمد المذکور تھے جنکی اولاد صعید مصر میں چلی گئی۔اور بنواحد کہلاتی ہے

اعقاب علی المعروف بابن السلمیۃ بن عبداللہ بن ابوجعفر محمد الثعلب

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے تین فرزند تھے(۱)حسین الشدید (۲)**ابوعبدالله سليمان** (۳)یحییٰ

اول حسین الشدید بن علی المعروف بابن السلمیۃ کی اولاد سے دوفرزند (۱)۔احمد الشدید (۲)۔محمد الشدید ابنان حسین الشدید ان کی اولاد الاشداء کہلاتی ہے۔ دوئم یحییٰ بن علی المعروف بابن السلمیۃ بقول جمال الدین ابن عنبہ کے ایک فرزند عیسیٰ بن یحییٰ اور اس عیسیٰ بن یحییٰ ان کی اولاد مکہ میں بنوعیسیٰ سے مشہور تھی۔آپکے دوفرزند تھے (۱)۔سبیع بن عیسیٰ (۲)۔سلامہ بن عیسیٰ بن یحییٰ پھر سلامہ بن عیسیٰ کے اعقاب میں سے السید شرف الدین علی بن جمال الدین

یوسف بن شرف الدین علی بن غانم بن یحییٰ بن مفلح بن عزیز بن سلامہ المذکور (قدیم تشجیر عمدۃ الطالب از یونس موصلی)
اور السید شرف الدین علی کے تین فرزند تھے(۱)۔نور الدین غانم (۲)۔محمد درج (۳)۔عمید الدین عبد المطلب
نوٹ تشجیر عمدۃ الطالب از یونس موصلی اور عمدۃ الطلب وسطیٰ میں اس شجرے میں اختلاف ہے تاہم ہم نے تشجیر کو رقم کیا۔

اعقاب ابوعبداللہ سلیمان بن علی المعروف با بن السلمیۃ بن عبداللہ

عمدۃ الطالب میں آپکے تین بیٹوں کا ذکر ہے مگر نام صرف ایک کا تحریر کیا گیا جبکہ بعض نسابین نے آپ کے چار فرزند تحریر کیئے (۱)۔محمد الازرق (۲)۔احمد (۳)۔ابراہیم (۴)۔**حسین** آپکی اولاد میں المستنجد باللہ کے عہد میں حجاز کی امارت آئی۔حسین بن ابوعبداللہ سلیمان کے علاوہ آپ کی اولاد کا تذکرہ نسابین نے کچھ خاص نہیں کیا۔

اعقاب حسین بن ابوعبداللہ سلیمان بن علی المعروف با بن السلمیۃ بن عبداللہ

آپ کے دوفرزندان تھے(۱)۔ابوالبشر ضحاک بن حسین (۲)۔**عیسیٰ بن حسین**
ان میں ابوالبشر ضحاک بن حسین بن ابوعبداللہ سلیمان کی اولاد میں صرف ایک فرزند ابوعبداللہ جعفر نسابہ الفاضل امام الحرم تھے۔
آپ کے بارے میں حکایت نقل کی جمال الدین ابن عنبہ نے اپنے استاد الشیخ تاج الدین ابوعبداللہ محمد بن معیہ الحسنی سے اور انہوں نے صحیح اسناد کے ساتھ السید العالم عبدالحمید بن التقی اسامہ نسابہ اور انہوں نے ابوالتقی عبداللہ بن اسامہ سے اور یہی حکایت علم الانساب کی ابن الطقطقی الحسنی النسابہ صاحب الاصیلی نے روایت کی الفاضل المورخ العلامہ ابوالفضل عبدالرزاق بن احمد الشیبانی الفوطی البغدادی اور انہوں نے جمال الدین احمد نسابہ ابن مھنا العبید لی صاحب التذکرۃ المطاہرۃ سے اور انہوں نے نقل کیا اپنے چچا علی ابن مھنا العبید لی کی تحریر سے اور کہا کہ انہوں نے نقل کیا نسابہ الکبیر عبدالحمید بن عبداللہ بن اسامہ النسابہ کی تحریر سے اور انہوں نے روایت کی ابی عبداللہ بن اسامہ بن احمد بن علی بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید بن امام زین العابدین علیہ السلام سے انہوں نے کہا کہ سن ۵۰۲ ہجری میں تمہارے دادا اسامہ اور ابونزار عدنان بن عبداللہ ابن المختار کی رفاقت میں حج کیلئے گئے انہوں نے طواف کیا کہ مسجد الحرام میں ایک مجمع جمع ہو گیا لوگوں نے ایک شخص کے ہجوم کر رکھا تھا لوگ اس شخص کی تعظیم کر رہے تھے ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو بتایا گیا یہ ابوعبداللہ جعفر بن ابی بشر ضحاک نسابہ ہیں السید ابی نزار عدنان نے تمہارے دادا سے کہا کہ میں ضعیف ہو گیا ہوں انکے پاس نہیں جاسکتا تم اٹھو اور ان کو سلام کرو تمہارے دادا اٹھے ان کا ماتھا چوما ان کو سلام کیا تو ابوعبداللہ جعفر بن ابی بشر ضحاک نسابہ ایک چھوٹے قد کے آدمی تھے انہوں نے تمہارے دادا سے پوچھا تم کون ہو تو انہوں نے کہا آپ کے چچازادوں میں سے ایک ہوں اور عراق سے آیا ہوں ابوعبداللہ جعفر بن ابی بشر ضحاک نسابہ نے کہا کیا تم علوی ہو تمہارے دادا نے کہا ہاں پھر ابوعبداللہ جعفر نے پوچھا کون سے علوی ہو۔حسنی۔حسینی۔محمدی۔عباسی۔یا عمری آگے سے انہوں نے جواب دیا حسینی علوی ہوں پھر ابوعبداللہ جعفر نسابہ نے کہا امام حسینؑ بن علیؑ کی اولاد صرف امام زین العابدینؑ سے چلی اور امام زین العابدین کی اولاد چھے بیٹوں سے چلی (۱)۔امام محمد باقرؑ (۲)۔عبداللہ الباہر (۳)۔زید الشہید (۴)۔عمر الاشرف (۵)۔حسین الاصغر (۶)۔علی الاصغر تم ان میں سے کس کی اولاد ہو۔تو انہوں نے جواب دیا میں زید الشہید کی اولاد ہوں پھر ابوعبداللہ جعفر نسابہ نے کہا کہ زید الشہید کی اولاد تین بیٹوں سے

چلی (۱)۔حسین ذی العبر ۃ (۲)۔عیسیٰ موتم الاشبال (۳)۔محمد تم ان میں سے کس کی اولا دہوتو انہوں نے جواب دیا میں حسین ذی العبر ۃ کی اولا دہوں پھر ابوعبداللہ جعفر نسابہ نے کہا کہ حسین ذی العبر ۃ کی اولا د تین بیٹوں سے چلی (۱)۔یحییٰ (۲)۔حسین العقد د (۳)۔علی تم ان میں سے کس کی اولا د ہو تو انہوں نے جواب دیا۔یحییٰ بن حسین ذی العبر ۃ کی اولا دہوں پھر ابوعبداللہ جعفر نسابہ نے کہا کہ یحییٰ بن حسین ذی العبر ۃ کی سات فرزندان سے اولا د چلی (۱)۔حسن الزاھد (۲)۔حمزہ (۳)۔محمد الاصغر (۴)۔عیسیٰ (۵)۔یحییٰ (۶)۔قاسم (۷)۔عمر تم ان میں سے کس کی اولا د سے ہوانہوں نے آگے سے جواب دیا میں عمر بن یحییٰ کی اولا دہوں۔ابوعبداللہ جعفر نسابہ نے پھر پوچھا کہ عمر بن یحییٰ کی اولا د دو بیٹوں سے چلی (۱)۔احمد المحد ث اور (۲)۔ابی منصور محمد تم کس کی اولا د ہوانہوں نے جواب دیا میں احمد المحد ث بن عمر کی اولا د سے ہوں ابوعبداللہ جعفر نسابہ نے پھر پوچھا کہ احمد المحد ث بن عمر کی اولا د حسین النقیب نسابہ سے چلی اور حسین النقیب نسابہ بن احمد المحد ث کے اعقاب (۱)۔زید اور (۲)۔یحییٰ سے جاری ہوئے تم ان میں سے کسی کی اولا د ہوتو جواب آیا کہ میں یحییٰ بن حسین النقیب نسابہ کی اولا دہوں تو ابی عبداللہ جعفر نسابہ نے کہا کہ یحییٰ بن حسین النقیب کی اولا د دو بیٹوں (۱)۔ابی علی عمر اور (۲) ابی محمد حسن سے چلی تم ان میں سے کس کی اولا د ہوتو جواب آیا کہ میں اباعلی عمر بن یحییٰ کی اولا د سے ہوں پھر ابوعبداللہ جعفر نسابہ نے کہا کہ ابوعلی عمر بن یحییٰ کی اولا د تین بیٹوں سے جاری ہوئی (۱)۔ابی حسین محمد (۲)۔ابی طالب محمد اور (۳)۔ابی الغنائم محمد تم ان میں سے کسی کی اولا د ہوتو انہوں نے جواب دیا میں ابی طالب محمد بن ابوعلی عمر کی اولا دہوں تو ابی عبداللہ جعفر نسابہ نے کہا ابی طالب محمد بن ابی علی عمر کی اولا د میں ایک بیٹا ابوالحسن علی النقیب تھا اور اس کا ایک بیٹا ابوعبداللہ احمد بن ابوالحسن علی النقیب تھا تو تم احمد بن ابوالحسن علی النقیب کے بیٹے اسامہ ہوں تو انہوں نے جواب دیا ہاں (الاصیلی صفحہ ۱۰۴۔۱۰۳ عمدۃ الطالب صفحہ ۱۲۷۔۱۲۶)

اور یہ حکایت دلیل ہے کہ ابوعبداللہ جعفر بن ابوالبشر ضحاک نسابہ کی اپنی قوم کے بارے میں معرفت اور علم الانساب کی اور ابی عبداللہ جعفر بن ابی البشر ضحاک کی اولا د سے یحییٰ بن احمد بن علی بن ابی عبداللہ جعفر المذ کور تھے۔

اعقاب عیسیٰ بن حسین بن ابوعبداللہ سلیمان بن علی المعروف با بن السلمیۃ

بقول صاحب الاصیلی صفی الدین محمد بن تاج الدین علی المعروف ابن طقطقی الحسنی کہ آپ کی اعقاب میں چھے فرزند تھے (۱)۔جعفر (۲)۔ابوالحسین (۳)۔عبداللہ (۴)۔حسین (۵)۔سریع (۶)۔عبدالکریم (الاصیلی صفحہ ۱۰۵) لیکن صاحب عمدہ اور صاحب الاصیلی نے اولا د صرف عبدالکریم بن عیسیٰ کی لکھی ہے آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔عبداللہ بن عبدالکریم (۲)۔**مطاعن** بن عبدالکریم ان میں عبداللہ بن عبدالکریم بن عیسیٰ کا ایک فرزند فھید تھا اور فھید بن عبداللہ کے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔قاسم اور (۲)۔منصور تھے۔منصور بن فھید کا ایک بیٹا محمد بدرالدین جون اللون تھا جو اوقاف العراق میں صاحب مکہ کے نائب کی حیثیت سے داخل ہوا اور بعد میں معزول ہو کے مصر کی طرف چلا گیا۔

اعقاب مطاعن بن عبدالکریم بن عیسیٰ بن حسین بن ابوعبداللہ سلیمان

بقول صفی الدین محمد بن تاج الدین علی المعروف با بن طقطقی الحسنی کہ آپ کے دو فرزند تھے (۱) ثعلب بن مطاعن اور (۲)۔ادریس بن مطاعن اول ثعلب بن مطاعن کا صرف ایک بیٹا علی تحریر کیا گیا۔

دوئم ادریس بن مطاعن بن عبدالکریم آپ کے تین فرزند تھے(۱)۔شبرقہ (۲)۔حسین (۳)۔ابی العزیز قتادہ امیر مکہ الامیر ابی العزیز قتادہ بن ادریس کی اولاد قتادات یا آل قتادہ مشہور ہے بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ نے تلوار کے زور پر حجاز کی حکومت حاصل کی اور ۵۹۷ ہجری میں الامیر محمد بن مکثر قتل ہوئے اور ہواشم حجاز سے نکالے گئے الامیر ابی العزیز قتادہ کی وفات ۶۱۸ ہجری کو ہوئی۔اور آپ کی اولاد میں مکہ کی امارت رہی۔

صاحب عمدہ نے آپ کے نو فرزند لکھے مگر اولاد ایک کی تحریر کی صاحب الاصیلی نے آپ کے چار فرزند تحریر کئے(۱)۔**علی الاکبر** (۲) راجح الامیر الحج (۳)۔ادریس (۴)۔علی الاصغر اور بقول جمال الدین ابن عنبہ (۵)۔حسن الامیر بھی تھے جن کو والد کے بعد حجاز کی امارت ملی۔جنکی وفات ۶۲۳ ہجری کو ہوئی اور انکی حکومت کے ایام میں ہی اہل مکہ اور قافلہ عراق میں تصادم ہوا جس میں حاکم قافلہ عراق کا قتل ہو گیا۔شریف حسن بن قتادہ نے اس کا سر پکڑ کے میزاب کعبہ میں رکھ دیا پھر شریف حسن بن قتادہ دار الخلافہ کی جانب پلٹ گئے۔

اور الامیر ادریس بن قتادہ بن ادریس امیر مکہ منتخب ہوئے آپکو آپکے بھتیجے کے بیٹے امیر نجم الدین محمد ابونمی نے قتل کیا اور سن ۶۶۴ ہجری میں امارت اپنے قبضے میں کر لی آپ کی ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام السیدہ شمسیہ تھا جو امیر نجم الدین محمد ابی نمی کے عقد میں تھیں اور صفی الدین محمد ابن طقطقی الحسنی نے روایت کی نجم الدین حمزہ بن ثویتہ بن حتیرش العلوی العبید لی سے کہ ابی نمی نے اپنی بیوی سے کہا مجھے پتہ ہے اگر میں تمھیں طلاق دوں تو تم منصور بن جماز العبید لی الحسینی امیر المدینہ یا مقبل بن جماز سے شادی کر لوگی۔ پھر جب طلاق دی تو یہ بات مقبل بن جماز کو معلوم پڑی تو انہوں نے سیدہ شمسیہ سے نکاح کر لیا۔(الاصیلی صفحہ ۱۰۶۔۱۰۵)اور امیر ادریس کی دوسری شادی دختر الامیر عجلان امیر مکہ سے ہوئی (العقد الشمسین جلد ۲ صفحہ ۴۲۶)اور امیر ادریس کے ایک بیٹے محمد کا ذکر بھی ملتا ہے مگر اسکی اولاد کے بارے میں کچھ نہیں لکھا گیا۔

اعقاب علی الاکبر بن ابی العزیز قتادہ بن ادریس بن مطاعن

آپ کی اولاد میں صرف ایک ہی بیٹا الامیر ابی سعد حسن تھا بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی والدہ حبشیہ تھیں اور الامیر ابی سعد حسن بن علی الاکبر کے اعقاب میں ایک فرزند الامیر نجم الدین محمد ابی نمی امیر مکہ تھا۔بقول صفی الدین محمد در کتاب الاصیلی (صفحہ ۱۰۶) کہ ابونمی بنی حسنؑ کے مشائخ میں سے حجاز کا امیر تھا۔کریم النفس اور عالی ہمت تھا مکہ میں رہا اور اپنے دادا کے بھائی ادریس بن قتادہ کو قتل کر کے امارت پر متمکن ہوا ان کی والدہ سلمۃ بنت صرفۃ بن ادریس الحسنیہ جو انکے والد کی چچا زاد تھیں۔اور صاحب الاصیلی نے آپ کے ۲۰ فرزندان کا ذکر کیا ہے۔(۱)۔طاہر (۲)۔**رمیثہ ابو عرادۃ الملقب اسد الدین** دونوں کی والدہ حبشیہ تھیں (۳)۔لبید والدہ بدویہ (۴)۔زید الاکبر والدہ رضویہ (۵)۔علی والدہ حبشیہ

(۶)۔ابو محمد حمیضۃ عز الدین والدہ حبشیہ (۷)۔سیف الاصغر والدہ حبشیہ (۸)۔منصور (۹)۔عاطف (۱۰)۔عطاف (۱۱)۔حمزہ والدہ حسنیہ (۱۲)۔حسان والدہ رضویہ (۱۳)۔عنبہ والدہ حبشیہ (۱۴)۔مہدی (۱۵)۔عطیفہ الامیر سیف الدین (۱۶)۔ابوسعید شمیلہ والدہ من مکاثرۃ (۱۷)۔ابوالحارث زید الاصغر عز الدین (۱۸)۔**ابو محمد عبدالله عضد الدین** (۱۹)۔ابوالغیث عماد الدین الامیر (۲۰)۔عبدالکریم

اول ابوسعید شمیلہ بن الامیر نجم الدین محمد ابی نمی شاعر اور فارس تھے اور بعض حجازیوں کی خبر کے مطابق (۶۸۳) ھ میں فوت ہوئے اور ان کے بھائی زید الثانی عز الدین کی شاعری سے معلوم پڑتا ہے کہ حجاز سے عراق میں بمطابق سن (۶۹۰) میں داخل ہوئے (الاصیلی صفحہ ۱۰۸) آپکی اولاد سے محمد بن

حازم بن ابوسعید شمیلہ تھے جنکی والدہ دختر السید حمیضہ الامیر بن ابی نمی تھیں عراق میں داخل ہوئے پھر تبریز گئے سلطان السعید بن اویس بن شیخ حسن نے آپ کونوازا پھرحجاز آئے اوریہیں وفات پائی

دوئم زید الثانی عزالدین بن الامیر نجم الدین محمد ابی نمی حجاز سے بمطابق (۶۹۸) ہجری کوعراق میں داخل ہوئے پھر حضرت سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اورآپ کوحلہ میں جا گیرعطا ہوئی (مجمع الاداب ابن الفوطی جلداول صفحہ نمبر ۱۸۶)

سوئم الامیر عطیفہ بن ابی نمی بقول ابن عنبہ حاکم مکہ تھا پھراس کے بھائی الامیر حمیضہ نے امارت پر قبضہ کرلیا اوران کومصر بھیج دیا وہاں سے آپ عراق آئے اورسلطان اولجایتو کی فوج میں شامل ہوئے سلطان نے آپ پر عنائتیں کیں سلطان آپکی جرءات اور بہادری کا قائل تھا۔

چہارم الامیر ابوالغیث عماد الدین بن ابی نمی نے اپنے بھائی الامیر حمیضہ کوقتل کیا آپ کی وفات (۷۴۳) میں ہوئی

پنجم السید زید الاصغر عزالدین بن ابی نمی بقول ابن عنبہ آپ کی دادی اور والدہ دونوں بنی ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ سے تھیں آپ عراق میں داخل ہوئے اور نقابۃ الطاہرہ کے متولی بنے آپ کریم جواد اورخوبصورت تھے حلہ میں وفات پائی اورمشہد الغروی نجف میں دفن ہوئے آپ کی اعقاب نہ تھیں ششم ابی نمی سیف الاصغر بن ابی نمی آپ کی والد کی آخری اولاد تھے آپ کا ایک فرزند احمد بن ابی نمی سیف الاصغر تھا جوخراسان کیا اس کی والدہ دختر علی بنت مالک الھاشمی الحسنی تھیں جوالشریف مبارک بن علی کی بہن تھی

اعقاب ابومحمد عبداللہ عضدالدین بن الامیر نجم الدین احمد ابی نمی

بقول صفی الدین محمد صاحب الاصیلی آپ بھی حجاز سے عراق میں بمطابق (۶۹۵) ھ کو داخل ہوئے اور سلطان ایلک خانی کا قصد کیا اس نے آپ کوحلہ میں جا گیرعطا کی اور بعض مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ مکہ میں واپس آگئے اور بقول ابن عنبہ السید ابومحمد عبداللہ عضدالدین الفارس البطل الشجاع پر انکے والد ابی نمی غضبناک ہوئے توان کو یمن میں بھیج دیا اورآپ عراق میں سلطان غازان بن ارغون کے پاس گئے جس نے آپ کوحلہ میں اراضی دی آپ کی وفات وہاں ہی ہوئی بقول ابن عنبہ آپکے اعقاب میں صرف ایک فرزند السید شمس الدین محمد تھا اوراس شمس الدین محمد کے تین فرزند تھے (۱)۔احمد اور (۲)۔ابوالغیث ان دونوں کی والدہ دختر زید بن ابی نمی تھیں آپ الامیر ابی اسحاق بن الامیر محمود شاہ کے ایام حکومت میں شیراز گئے اور مشہد علی بن حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ میں دفن ہوئے۔اورتیسرے بیٹے (۳) علی بن شمس الدین محمد آپ السید الجلیل عمید السادات العراق، کریم النفس اورحلیم الطبع تھے آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے۔(۱)۔السید شمس الدین محمد بن علی جنکی والدہ شمیہ بنت شریف شہاب الدین احمد بن رمیثہ بن ابی نمی تھیں اورآپ کی نانی ست الشرف بنت عضدالدین عبداللہ بن ابی نمی تھیں (۲)۔السید حسیب اللہ بن علی (۳)۔مغامس

اعقاب رمیثہ بن الامیر نجم الدین محمد ابی نمی

آپ کا نام رمیثہ اورمنجد کنیت ابی عرادۃ اورلقب اسد الدین تھا آپ مکہ کے حکمران تھے بقول ابن عنبہ بقایا مکہ کی امارت آپکی اولاد میں رہی بقول ابن عنبہ آپ کے ۵ فرزند تھے (۱)۔شہاب الدین احمد (۲)۔مغامس (۳)۔ابوشہاب ثقبہ (۴)۔مبارک (۵)۔**ابی السریع عجلان** ان میں السید شہاب الدین احمد ابوسلیمان بن ررمیثہ اپنے والد کی عہد حکومت میں عراق داخل ہوئے اورا سلطان ابی سعید بن اسلطان اولجایتو بن ارغون کے پاس گئے

اس نے آپ کوانعام اور اکرام دیا اور سلطان کے ساتھ ہی قیام کیا آپ کے دوفرزند تھے الشریف احمد جنکی اولا دنہ چلی اور الشریف محمود تھے اورمحمود بن شہاب الدین احمد کے ایک فرزند محمد بن محمود تھے انکے ایک بیٹے پانچ سال کی عمر میں فوت ہوگئے محمد بن محمود بن احمد بن رمیثہ کی وفات ۸۰۳ہجری میں ہوئی۔

اعقاب ابی السریع عجلان بن رمیثہ بن امیر غم الدین ابی نمی

آپکے چھے فرزند تھے (۱)۔ابو سلیمان شہاب الدین احمد(۲)۔محمد(۳)۔ابو الحسن علی علاؤ الدین حاکم مکہ(۴)۔ابو فوز کبیش (۵)۔خرص (۶)۔**الشریف حسن حاکم حجاز**متوفی ۸۲۹ہجری

اول ابوسلیمان شہاب الدین احمد بن عجلان آپ کے اعقاب میں دوفرزند تھے (۱)مسعود (۲)محمد

دوئم محمد بن عجلان کے دوفرزند (۱)احمد (۲)رمیثہ تھے

اعقاب الشریف حسن حاکم حجاز بن ابی السریع عجلان

آپ کے اعقاب میں پانچ فرزند تھے(۱)۔علی (۲)۔ابراہیم (۳)۔ابوالقاسم (۴)۔محمد (۵)۔برکات ان میں سے برکات بن الشریف حسن بن عجلان نے اعقاب میں آٹھ فرزندگان تھے

(۱)۔**شرف الدین محمد** (۲)۔ابودعیج ھزاع (۳)۔مھیزع (۴)۔احمد (۵)۔حازم (۶)۔ابی الغیث (۷)منصور (۸)۔قایتبای (العقد الثمین جلد۶صفحہ۴۲۸۔۴۲۹)

اعقاب شرف الدین محمد بن برکات بن الشریف حسن

آپ نے اپنے چچا علی کومعزول کرنے میں کوشش کی آپ کی وفات ۹۰۳ ہجری میں ہوئی

آپ کے اعقاب میں آٹھ فرزند تھے(۱)۔قایتبای (۲)۔ھزاع (۳)**برکات** (۴)۔حمیضہ (۵)۔رمیثہ (۶)۔علی (۷)۔راجع (۸)۔السید شہاب الدین احمد جازان المعروف الجیز انی

ان میں السید شہاب الدین احمد الجیز انی بن محمد بن برکات ابن الشریف حسن کی والدہ زینہ بنت رومی بن مالک بن نویرہ الاعسمی الحربی الزبیدی تھیں آپ کی اولا دعراق میں کثیر تعداد میں آباد ہے جوآل جیازنہ الحسنی سے معروف ہے(کتاب تحفہ الازھار لسید صامن بن شدقم العبید لی۔المشجر الوافی للسید ابی سعیدہ۔کتاب العقو داللولو یہ للسید الیمانی الموسوی کتاب تاریخ مکہ تالیف احمد السباعی)

اعقاب برکات بن محمد بن برکات بن الشرف حسن بن ابی السریع عجلان

آپ کی اولا د میں مکہ کی امارت رہی ان میں سے مشہور المعروف شریف مکہ الامیر الحجاز درعہد عبدالحمید خان العثمانی الشریف السید حسین بن علی بن محمد بن عبدالمعین بن عون بن محسن بن عبداللہ بن حسین بن عبداللہ (جد العبا داللہ) بن حسن بن محمد ابونمی ثانی بن برکات المذکور تھے اور یہ محمد بن برکات بن

الشریف حسن بن ابی السریع عجلان بن رمیثۃ ابوغرادہ بن امیر نجم الدین محمد ابی نمی بن الامیر ابوسعد حسن بن الامیر علی الاکبر بن ابوالعز یرقتاہ بن ادریس بن مطاعن بن عبدالکریم بن عیسیٰ بن حسین بن ابوعبداللہ سلیمان بن علی المعروف بابن السلمیہ بن عبداللہ بن ابوجعفر محمد الثعلب بن ابومحمد عبداللہ بن محمد الاکبر الثائرالحرانی بن موسیٰ الثانی بن ابومحمد عبداللہ الرضا الشیخ الصالح بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے آپ حاکم ملک حجاز تھے ۱۹۱۰ کے بعد سامراجی طاقتوں نے جب خلافت عثمانیہ کو توڑنا چاہا تو آپ کو استعمال کیا گیا اور لارنس آف عربیہ کو آپ کی طرف بھیجا گیا جس نے آپ کے بیٹے فیصل کے ساتھ مل کر عربوں کو عثمانی سلطنت کے خلاف ابھارہ اور دوسری طرف کیپٹین ولیم شکشیر کو آل سعود جو نجد کے حکمران تھے کیلئے بھیجا تا کہ وہ انہیں سلطنت عثمانیہ کے خلاف استعمال کریں یوں ان دونوں خاندانوں کو استعمال کر کے پہلی جنگ عظیم کے بعد عثمانی سلطنت کو توڑ دیا گیا آل سعود نے انگریزوں نے صرف حجاز کی حکومت طلب کی جہاں آج بھی وہ حکومت کر رہے ہیں جبکہ شریف حسین بن علی نے تمام عرب ممالک طلب کئے لہذا آپکے چار بیٹوں کو چار ممالک کے حاکم بنایا گیا (۱)۔ زید کو یمن کا (۲)۔ علی کو عراق کا (۳)۔ فیصل کو شام کا اور (۴)۔ عبداللہ کو اردن کا حاکم بنایا گیا یہاں انگریزوں نے چال چلی اور شریف حسین بن علی سے حجاز چھین کر آل سعود کے حوالے کر دیا وران کو ملک بدر کر کے قبرص منتقل کر دیا جہاں آپکی وفات ہوئی اور آپ کے بیٹوں کی حکومتوں میں سے یمن، عراق اور شام کی حکومتیں جلد ہی زوال پذیر ہوگئیں جبکہ چہارم ولائیت اُردن پر آج تک آپ کی اولاد حکمران ہے

الشریف حسین بن علی بن محمد الحسنی کے چار فرزند تھے (۱)۔ زید (۲)۔ علی (۳)۔ فیصل (۴)۔ عبداللہ

ان میں عبداللہ بن الشریف حسین بن علی جو اردن کے حاکم تھے کی اولاد سے عبداللہ الثانی بن شاہ حسین بن طلال بن عبداللہ المذکور ہنوز اردن کا بادشاہ ہے اور امارت ان میں آج بھی قائم ہے

باب ششم فصل اول جز چہارم

یحیٰی صاحب الدیلم بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

آپ کی والدہ قریبہ بنت رکیح بن ابی عبدۃ بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن المطلب بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزی تھیں بقول الشیخ عباس القمی در کتاب احسن المقال (صفحہ نمبر ۳۲۰) کہ یحییٰ بہت جلالت اور بے شمار فضائل والے تھے۔آپ نے امام جعفر الصادقؑ اور ابان بن تغلب اور دوسرے لوگوں سے بہت سی روایات نقل کی ہیں اور ایک جماعت نے آپ سے بھی روایت کی ہے بقول ابن عنبہ آپ جنگ فخ میں حسین بن علی العابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ کے ساتھ موجود تھے آپ واقعہ فخ کے بعد مدت تک بیابان کی خاک چھانتے رہے کیونکہ عباسی آپ کو خطرہ سمجھتے تھے حتیٰ ہارون رشید کے خوف سے دیلم میں چلے گئے اور لوگوں کو اپنی طرف بلایا اور ایک بڑے گروہ نے آپکی بیعت کر لی آپ کے اردگرد افراد کے کثیر گروہ جمع ہونے لگے حتیٰ کہ ہارون الرشید کو خطرہ محسوس ہوا حتی کہ ہارون نے فضل بن یحییٰ بن خالد برمکی کو لکھا کہ یحییٰ بن عبداللہ میرے لئے خطرہ بنا ہوا ہے میں اس کے خوف سے سو نہیں سکتا جس طرح ہو اس کا معاملہ نپٹاؤ۔پس فضل بن یحییٰ برمکی لشکر تیار کر کے دیلم کی جانب نکل پڑا اور سوائے رفق نرمی و مدارت کے کوئی راستہ اختیار نہ کیا اور یحییٰ بن عبداللہ کو تحذیر و ترغیب کے متواتر خطوط لکھے اور یحییٰ صاحب الدیلم بن عبداللہ محض بھی فضل بن یحییٰ کے مقابلے کی طاقت نہ رکھتے تھے لہذا فضل بن یحییٰ کے بھیجے امان نامہ کو منظور کر لیا فضل نے یہ امان نامہ ہارون الرشید کے پاس بھیجا یوں یحییٰ بن عبداللہ المحض کو امان نامہ دیا گیا اور آپ فضل بن یحییٰ کے ساتھ ۱۷۰ ہجری میں ہارون الرشید کے پاس آئے ہارون الرشید نے خوب آؤ بھگت کی اور آپ کو دو لاکھ دینار دیئے جو آپ نے لیکر حسین بن علی العابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ کا قرض ادا کیا خلاصہ یہ کہ ہارون الرشید ایک مدت تک خاموش رہا پھر ایک مرتبہ یحییٰ کو بلایا سرزنش اور عتاب کرنے لگا یحییٰ بن عبداللہ محض نے امان نامہ نکال کر دیکھایا کہ اس کے ہوتے ہوئے تم کس طرح عہد توڑ سکتے ہو ہارون نے وہ امان نامہ لے لیا اور محمد بن حسین قاضی ابو یوسف کے ساتھی کو دے دیا کہ اسے پڑھو اس نے کہا اس امان نامے میں یحییٰ کو صریح امان ہے اور حیلہ وہ بہانہ سے باخبر ہے اس وقت ابوالبختر ی وہب بن وہب نے امان نامہ لے لیا اور کہا اس میں فلاں فلاں خامی ہے جسکی وجہ سے یحییٰ بن عبداللہ کو امان فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور حکم دیا کہ یحییٰ بن عبداللہ کا خون بہا دیجیے اور اس کا خون میرے سر پر رکھ دیجئے ہارون نے کہا اگر یہ امان نامہ باطل ہے تو اسے پھاڑ دو ابوالبختر ی نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اس کو کثیر مال دیا گیا اور یحییٰ کو بحکم ہارون الرشید فوراً قید کیا گیا کچھ دن آپ کو قید خانہ میں رکھ کر ہارون نے دربار میں قاضیوں اور گواہوں کے ساتھ بلایا اور چاہا کہ یہ ظاہر کرے کہ یحییٰ کو قید خانے میں کوئی تکلیف نہ تھی اور اس کا قتل ہارون کو منظور نہ تھا نہ اسکے قتل کا حکم ہارون نے دیا سب اسوقت یحییٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہر ایک نے باتیں کہیں لیکن یحییٰ خاموش رہے اور کسی کا کچھ جواب نہ دیا لوگوں نے کہا تم جواب کیوں نہیں دیتے آپ نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ بات کرنے کی طاقت نہیں رہی پھر زبان نکال کر دیکھائی جو کوئلے کی طرح کالی ہو چکی تھی دوبارہ آپ کو قید میں بھیجا گیا جہاں آپ شہید ہو گئے۔ابوالفرج اصفہانی مقاتل الطالبین میں روایت کرتا ہے کہ ابھی گواہوں کا وہ گروہ مکان کے وسط میں بھی نہیں پہنچا تھا کہ یحییٰ زہر کی شدت کے بوجھ سے زمین پر گر گئے آپ کی شہادت کے متعلق مختلف روایات ہیں بعض کہتے ہیں زہر سے مارا گیا بعض نے کہا آپ کو کھانا نہ دیا گیا یعنی آپ بھوک سے مر گئے اور بعض نے کہا کہ ہارون الرشید نے آپ کو زندہ لٹا کر پتھر و گارے سے ستون بنا دیا اور آپ نے جان دے دی

اعقاب یحییٰ صاحب الدیلم بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ آپ کی چار بیٹیاں (۱)۔رقیہ (۲)۔عاتکہ (۳)۔قریبہ بنت المریہ (۴)۔فاطمہ اور سات فرزندگان تھے (۱)۔**ابو عبداللہ محمد الاثیبی** آپ کی والدہ بقول ابوالحسن یحییٰ نسابہ خدیجہ بنت ابراہیم بن طلحۃ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی تھیں اور آپ کی اعقاب حجاز اور عراق میں کثیر ہیں (۲)۔علی آپکی والدہ ام الولد تھیں (۳)۔عیسیٰ المعروف اخی صفیہ یعنی آپ صفیہ بنت علی الطیب بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے مادری بھائی تھے (۴)۔عبداللہ الاکبر (۵) صالح آپ کی والدہ صفیہ بنت عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امیر المومنین علیؑ تھیں (۶)۔عبداللہ الاصغر (۷)۔ابراہیم آپ کی والدہ ام الولد تھیں اور الشیخ ابوالحسن عمری نے یہ روایت الدندانی الحسینی نسابہ اور الشعرانی العمری نسابہ سے نقل کی۔بقول الشیخ شرف العبید لی اولاد یحییٰ بن عبداللہ المحض صرف ابوعبداللہ محمد الاثیبی سے چلی باقی سب منقرض ہو گئے

اعقاب ابوعبداللہ محمد الاثیبی بن یحییٰ صاحب الدیلم بن عبداللہ المحض

بقول ابواسماعیل طباطبا در کتاب منتقلہ الطالبیہ (صفحہ ۱۴۰) اور ابوالحسین یحییٰ نسابہ کہ آپ کی والدہ خدیجہ بنت ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی تھیں آپ کو محمد ابن التیمیہ الاثیبی بھی کہا گیا

بقول صاحب المجدی آپ کے اعقاب میں ایک بیٹی عاتکہ بنت محمد الاثیبی اور چار بیٹے تھے۔اول ابوالحسین احمد بن محمد الاثیبی بقول الشیخ شرف العبید لی احمد کے چار بیٹے (۱) محمد، (۲) احمد، (۳) سلیمان اور (۴) یحییٰ اور ایک بیٹی قریبہ تھیں جن میں سے سلیمان بن ابوالحسین احمد بن محمد الاثیبی کی ایک بیٹی ام الزرین تھیں اور یحییٰ بن ابوالحسین احمد بن محمد الاثیبی کے پانچ فرزند تھے (۱)۔عیسیٰ (۲)۔ابراہیم (۳) احمد (۴)۔صالح (۵)۔سلیمان جن کے چار فرزندگان کو ابن ابی الساج نے مدینہ میں گرفتار کر کے قید کر دیا جہاں یہ سب بخار میں مبتلا ہو گئے اور فوت ہو گئے پھر انہیں جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا ان میں سے کسی کی اولاد نہ چلی ابراہیم بن یحییٰ بن احمد بن محمد الاثیبی کے اعقاب میں صرف بیٹیاں تھیں اور عیسیٰ بن یحییٰ بن احمد کی اولاد تھی جن میں سے بقول الشیخ ابوالحسن عمری ایک کو روم میں قید کر لیا گیا اور بعد میں چھوڑا گیا اور بقول صاحب عمدۃ الطالب آپکے تین فرزندان تھے (۱)۔علی الملقب ثعلبا (۲)۔یحییٰ الملقب فطیسا (۳)۔حسین اور حسین بن عیسیٰ بن یحییٰ "فی صح" تھے یعنی انکی اولاد ہونے یا نہ ہونے کا علم نہیں اور نسابین نے یہ بھی کہا کہ ابوالحسین احمد بن محمد الاثیبی کے اعقاب بہت قلیل تھے دوئم عیسیٰ بن محمد الاثیبی درج یعنی بے اولاد تھے سوئم ادریس الصوفی بن محمد الاثیبی آپ کی والدہ فاطمۃ بنت ادریس بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ تھیں چہارم عبداللہ المحدث بالحجاز بن محمد الاثیبی۔اور محمد الاثیبی کی اولاد آپ سے باقی رہی۔

اعقاب عبداللہ المحدث بالحجاز بن محمد الاثیبی بن یحییٰ صاحب الدیلم

بقول نسابین آپ کی والدہ فاطمۃ بنت ادریس بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام تھیں بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی تین بیٹیاں (۱)۔فاطمۃ (۲)۔رقیہ (۳)۔زینب تھیں اور چار فرزند (۱)۔احمد درج (۲)۔**ابراھیم** (۳)۔سلیمان (۴)۔محمد تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد (۱)۔سلیمان (۲)۔محمد اور (۳) ابراہیم سے چلی۔اول محمد بن عبداللہ بن محمد الاثیبی بقول ابن عنبہ آپ کے اعقاب میں سات فرزند تھے

(۱)۔یحییٰ (۲)۔حسین (۳)۔داؤد (۴)۔ادریس (۵)۔صالح (۶)۔علی (۷)۔احمد جن میں سے یحییٰ بن محمد بن عبداللہ المحدث کا فرزند ابراہیم صاحب البثری اور یہ بثری چشمہ ہے ایک قریہ میں اور بقول صاحب المجدی کہ یحییٰ بن محمد کے اعقاب میں حسین البثری اور ابراہیم تھے اور صالح کا بھی لکھا ہے اور یہ روایت صاحب المجدی نے کتاب ابی المنذر النسابہ میں رقم دیکھی بقول ابن عنبہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن عبداللہ المحدث کی اولاد نہ تھی پھر حسین بن محمد بن عبداللہ المحدث کی اولاد تھی (عمدۃ الطالب) اور پھر داؤد بن محمد بن عبداللہ المحدث کی اولاد میں داؤد بن ابی البشر عبداللہ بن داؤد المذکور تھے بقول الشیخ العمری کہ داؤد بن محمد کی اکثر اولاد داؤد بن ابی بشر عبداللہ بن داؤد المذکور سے چلی پھر ادریس بن محمد بن عبداللہ المحدث کی بھی اولاد تھی صالح بن محمد بن عبداللہ کا ایک فرزند علی الشاعر تھا۔اور علی بن محمد بن عبداللہ کا ایک بیٹا ابوالقاسم علی تھا جو مغرب (مراکش) کی جانب گئے اور قتل ہو گئے۔ان کی اولاد حجاز میں نہیں تھی۔بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا کہ ان کی اولاد کا مغرب میں ہونا عقل سے باہر ہے ان کا جملۃ نسب قطع ہو گیا پھر احمد بن محمد بن عبداللہ المحدث کا لقب صالح تھا اور بلق الصویلح تھا آپ بھی فی صح تھے۔

دوئم سلیمان بن عبداللہ المحدث بن محمد الاثیبی بقول ابن عنبہ آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی آپ کے اعقاب میں ایک فرزند ابوالقاسم محمد تھا بعض نے ان کا نام سلیمان بھی لکھا ہے یہاں نسابین میں کچھ اختلاف ہے کچھ نے والد کی کنیت ابوالقاسم اور کچھ نے بیٹے کی کنیت بھی ابوالقاسم لکھی ہے اور بقول الشریف المروزی کہ کہا جاتا ہے کہ آپ ابوالقاسم محمد بن سلیمان کا نام سلیمان ہی اول مشہور ہوا (الفخری فی الانساب الطالبین صفحہ ۹۹) بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ ابوالقاسم محمد بن سلیمان بن عبداللہ المحدث کے گیارہ فرزند تھے (۱)۔ابوعبداللہ محمد (۲)۔یوسف (۳)۔حسین (۴)۔احمد (۵)۔موسیٰ (۶)۔علی (۷)۔حسن (۸)۔داؤد (۹)۔حمزہ (۱۰)۔ایوب (۱۱)۔ادریس اور ذکر کیا الشیخ العقیب السید الشریف تاج الدین محمد ابن معیہ الحسنی نے بارواں بیٹا ۱۲۔یحییٰ بن ابوالقاسم محمد بن سلیمان بھی تھا جسکی اولاد سے صاحب الشامۃ سلیمان بن یحییٰ بن ابوالقاسم محمد بن ابوالقاسم سلیمان بن عبداللہ المحدث بن محمد الاثیبی تھا جسکی اولاد عراق میں ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ المحدث بن محمد الاثیبی

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔عبداللہ الشیخ المکفوف (۲)۔محمد (۳)۔ابی الحسین احمد جبکہ بقول ابی نصر البخاری صاحب السلسلۃ العلویہ کہ ابوالحسین احمد ابوالحسین ابراہیم ہی تھا اول عبداللہ الشیخ المکفوف بن ابراہیم کے دو فرزند تھے (۱) علقمہ (۲) علی ان میں علقمہ بن عبداللہ الشیخ المکفوف کے اعقاب سے عتیبان بن علی بن حسن بن علقمہ المذکور تھا اور علی بن عبداللہ الشیخ المکفوف کی اولاد سے ابوطاہر حمزہ الجبلی (عمری نے حنبلی لکھا ہے) المعروف بالسیبی بن الاسود الصوفی بن حسن بن علی المذکور تھا جسکی اولاد بنو سیبی بغداد اور موصل میں معروف ہے اور ان میں بنو الضادیقی بھی بغداد میں ہے۔دوئم محمد بن ابراہیم بن عبداللہ المحدث کی اولاد میں ایک فرزند حسین الاعرج تھا جس کی اولاد میں بقول الشیخ شرف العبید لی اور بقول ابن طباطبا ایک بیٹی کے علاوہ کوئی نہ تھا۔سوئم ابوالحسین احمد بن ابراہیم بن عبداللہ المحدث بقول ابی نصر بخاری کہ آپ کا نام دراصل ابوالحسین ابراہیم تھا۔آپ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ محمد الورق بن یحییٰ بن ابی الحسین احمد المذکور تھا جبکہ بقول ابی نصر بخاری نقل کیا شیخ شرف العبید لی سے کہ یہ الورق دراصل احمد بن ابراہیم بن عبداللہ المحدث ہی تھا واللہ اعلم (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۴۰)

باب ششم فصل اول جز پنجم

اعقاب سلیمان بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن المجتبیٰ علیہ السلام

آپ کی کنیت ابومحمد نام سلیمان بقول ابواسماعیل طباطبا اور سید یحییٰ نسابہ کہ آپ کی والدہ عاتکہ بنت عبدالملک بن حارث بن خالد بن عاص بن ھشام بن مغیرہ مخزومی تھیں اور آپ کی نانی لبابہ بنی فزارہ سے تھی اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ کی نانی سایبۃ بنت الحکم بن عبدالجبار الفزاری تھیں (منتقلہ الطالبیہ صفحہ۲۳۰) بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ آپ کی والدہ مخزومیہ تھیں بقول الدندانی نسابہ العبید لی کہ آپ جنگ فخ میں شہید ہوئے۔ جو ھادی بن مہدی العباسی کے خلاف لڑی گئی آپ کی عمر ۵۳ برس تھی

آپ کی اولاد میں جید اور قدیم روایت میں ایک فرزند کا ذکر ہے (۱)۔محمد بن سلیمان تاہم بعض نسابین نے چار فرزند بھی لکھے ہیں

اول محمد بن سلیمان بن عبداللہ المحض بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ آپ جنگ فخ میں قتل ہوگئے لیکن بقول ابن عنبہ آپ اپنے والدمحترم کے قتل کے بعد اپنے چچا ادریس بن عبداللہ المحض کے ساتھ مغرب (مراکش) کی طرف چلے گئے اور وہاں آپ کی اولاد ہوئی جن میں (۱)۔عبداللہ (۲)۔احمد (۳)۔ادریس (۴)۔عیسیٰ (۵)۔ابراہیم (۶)۔حسن (۷)۔حسین (۸)۔حمزہ (۹)۔علی بقول ابن عنبہ ان حضرات کے نسب قطع ہونے کی باتیں بھی موجود ہیں اور ان کے گم ہوجانے یا کسی رابطے میں نہ رہنے کا تذکرہ بھی ہے

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ الشیخ شرف العبید لی بیان کرتے ہیں کہ انکے بارے میں کسی سے کچھ نہ سنا گیا۔ پھر عمری کہتے ہیں کہ عوام الناس کی روایت کے مطابق مغرب میں بنی سلیمان بن عبداللہ المحض موجود ہے مگر اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آج مغرب میں اولاد ادریس بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ کی موجود ہے۔محمد بن سلیمان بن عبداللہ المحض کے دو فرزند تھے (۱)۔عبداللہ (۲)۔حسن ان میں سے عبداللہ بن محمد بن سلیمان بقول الموضح النسابہ کوفے میں داخل ہوا اور وہ شخص جلیل القدر اور احادیث کا راوی تھا بقول ابی الفرج اصفہانی آپ کا قتل سوڑان کے جار نامی مقام پر ہوا (مقاتل الطالبین صفحہ۴۵۰) آپ کی اولاد میں دو فرزند (۱)۔محمد بن عبداللہ اور (۲)۔ادریس بن عبداللہ اور دو بیٹیاں ام عبداللہ اور فاطمہ تھیں پھر حسن بن محمد بن سلیمان بن عبداللہ محض کا ایک فرزند عبداللہ بن حسن تھا اور اسکے دو فرزند حسین اور ابراہیم ابن حسن تھے بقول الموضح نسابہ کہ ان میں سے ایک مدینے میں رہا۔ بیان کیا الشیخ ابوالحسن عمری نے کہ داؤد بن سلیمان بن عبداللہ المحض بھی تھے

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ ابی الغنائم حسین بیان کرتے ہیں ان کے دادا کے ہاتھ سے لکھے نسخے میں السید ابن الخداع نسابہ المصری الارقطی الحسینی نے سلیمان بن عبداللہ المحض کی اولاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ سلیمان بن عبداللہ محض کا ایک داؤد نامی بیٹا بھی تھا جو ۲۶۳ھ کو فوت ہوا اور اس داؤد بن سلیمان کے پانچ فرزند تھے (۱)۔حسین (۲)۔حسن المحترق (۳)۔علی (۴)۔محمد (۵)۔ابوالفاتک ۔ وہ دراصل سلیمان بن عبداللہ الرضا بن موسیٰ الجون بن عبداللہ بن حسن المثنیٰ کے فرزندان تھے جو کاتب کی غلطی کی وجہ سے داؤد بن سلیمان بن عبداللہ محض کے لکھے گئے۔

پھر عمری بیان کرتے ہیں کہ ابوالغنائم محمد بن احمد بن محمد الاعرج بن علی بن حسن بن علی بن محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ نقیب عکبرا جو میرے دوست تھے نے روکا مجھے اور سوال کیا مجھ سے ابوالعشائر المومل بن معالی بن علی بن حمزہ بن محمد بن سلیمان بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن المثنیٰ کے بارے

میں اور یہ ابوالعشائر الموئل ابن معالی کے نام سے جانے جاتے تھے اور خود کو اہل بصرۃ میں سے کہتے ہیں تو میں (عمری نسابہ) نے جواب دیا کہ مجھے اسکے نسب کے بارے میں نہیں معلوم کہ اسکا نسب کیسا ہے اور اس ابو العشائر الموئل کے بارے میں الحاجب ابو الفضل ابن ابی محمد بن فضالہ صاحب ابن ماکولا الوزیر نے شہادت دی کہ یہ علوی صحیح النسب ہے اور اہل بصرۃ میں سے ہے اور یہ شریف ابی الحرب کے چچازاد ہیں۔ پھر بقول عمری ضروری ہے کہ اس آدمی کے بارے میں پوچھا جائے تا کہ اسکے حالات سامنے آجائیں اور یہاں سلیمان بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد تمام ہوئی۔

باب ششم فصل اول جز ششم

اعقاب ادریس بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

آپ کی کنیت ابوعبداللہ نام ادریس تھا بقول ابوالحسین یحییٰ نسابہ کہ آپ کی والدہ عاتکہ بنت عبدالملک بن حارث بن خالد بن عاص بن ہشام بن مغیرہ مخزومی تھیں یعنی آپ سلیمان بن عبداللہ المحض کے مادری پدری بھائی تھے ادریس عبداللہ محض کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے

بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ آپ جنگ فخ میں حسین بن علی العابدین حسن المثلث بن حسن المثنیٰ کے ساتھ موجود تھے اور حسین بن علی العابد اور اپنے بھائی سلیمان کی شہادت کے بعد اپنے غلام راشد کے ساتھ جو پختہ عقل اور عمدۃ رائے رکھتا تھا شہر فاس وطنجہ اور مصر کی طرف چلے گئے اور وہاں سے مغرب (مراکش) میں چلے گئے اور یاد رہے کہ جنگ فخ ہادی بن مہدی العباسی خلیفہ کے خلاف سادات نے فخ نامی مقام پر لڑی جب ادریس بن عبداللہ المحض مغرب پہنچے تو یہاں کے لوگوں نے آپ کی بیعت کرنی شروع کی حتیٰ کہ ایک بڑی سلطنت کی بنیاد رکھی گئی اس وقت تک ہادی کے بعد ہارون الرشید العباسی نے اقتدار حاصل کرلیا تھا جب ہارون الرشید کو خبر ملی تو دنیا اسکی آنکھیں تاریک ہوگئی اور ادریس کے مقابلے میں لشکر تیار کرنے لگا مگر اندر ہی اندر خوف بھی کھا رہا تھا کیونکہ جو شجاعت اور حشمت ادریس میں تھی اس سے جنگ کرنا مشکل معلوم ہوتا تھا بالآخر سلیمان بن جریر الرقی (جو متکلم الزیدیہ تھا) کو اپنی طرف سے غیر رسمی طریقہ سے عطر کی شیشی میں زہر ملا کر بھیجا تاکہ وہ ادریس کو زہر دے۔ سلیمان بن جریر جب ادریس کے پاس پہنچا تو ادریس نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس کے آنے کو مبارک قرار دیا کیونکہ وہ ادیب اور زبان دان تھا مجلس کیلئے شائستہ اور شایان تھا سلیمان نے بھاگنے کا راستہ ہموار کرنے کیلئے سواری تیار کی ہوئی تھی اور وہ اس تلاش میں رہتا۔ ایک دن سلیمان نے راشد وغیرہ کو مجلس سے خالی پایا تو عطر مرکب زہر آلود ادریس بن عبداللہ المحض کو ہدیہ کے طور پر دی ادریس نے اس میں سے کچھ جسم پر لگایا اور اسے سونگھا سلیمان بن جریر فوراً باہر نکلا اور گھوڑے پر سوار ہوکر چل دیا ادھر ادریس کی طبعیت خراب ہونے لگی اور وہ لوٹنے لگے راشد جب اندر آیا تو جب اس نے یہ کیفیت دیکھی تو سلیمان بن جریر کا پیچھا کیا اور اس کو پالیا اور اسے تلوار ماری اور کئی زخم اس کے چہرے اور انگلیوں پر لگائے۔ ادھر ادریس بن عبداللہ کی وفات ہوگئی

بقول جمال الدین ابن عنبہ (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۴۲) کہ ادریس بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام ایک بیٹا ادریس ثانی تھا انکی والدہ ام الولد بربریہ تھیں ادریس بن عبداللہ محض کی وفات پر ایک کنیز حاملہ تھیں مغرب کے لوگوں نے راشد کی صوابدید پر تاج سلطنت اس کنیز کے شکم پر رکھ دیا ادریس بن ادریس بن عبداللہ محض کی ولادت اپنے والد کی وفات کے چار ماہ بعد ہوئی بقول ابی نصر بخاری کہ یہ بات عوام سے چھپی ہوئی تھی کہ ادریس بن عبداللہ محض کی کنیز ان سے حاملہ ہے لوگوں نے ادریس ثانی کا نسب اس کے غلام راشد نامی سے جوڑا کہ یہ اسکی اولاد ہے کہ راشد نے ملک حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا لیکن بقول جمال الدین ابن عنبہ ایسا نہیں ہے کیونکہ نسابہ داؤد بن قاسم الجعفری جو علم الانساب کے بڑے عالم تھے ادریس بن عبداللہ محض کی وفات سے ادریس بن ادریس بن عبداللہ محض کی ولادت تک وہیں موجود تھے انہوں نے ادریس بن ادریس بن عبداللہ محض کا قصہ لکھا اور انکے نسب کو حق اور تصدیق شدہ جانا اور اس کتاب کا نام رکھا ولادت ادریس بن ادریس اور اسی نسابہ داؤد بن قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر الطیار بن ابی طالبؑ نے کہا کہ میں مغرب میں ادریس بن ادریس بن عبداللہ محض کے ساتھ تھا میں نے اس سے زیادہ شجاع شخص نہیں دیکھا بقول جمال الدین ابن عنبہ

النسابہ کہ امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ادریس بن ادریس بن عبداللہ المحض اہل بیت کے بہادروں میں سے تھا اور کوئی اس جیسا نہیں تھا بقول شہید ثالث قاضی نوراللہ شوستری اور کتاب مجالس المومنین کہ اسلامی دنیا میں ادریس بن ادریس بن عبداللہ محض کے علاوہ اور کوئی نہ تھا کہ جسے شکم مادر میں ہی تاج سلطنت پہنایا جائے کیونکہ ارکان حکومت نے سلطنت کا تاج ادریس بن ادریس کی والدہ کے شکم پر رکھ دیا تھا۔

اعقاب ادریس الثانی بن ادریس بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام

آپکی والدہ ام الولد مغربیہ تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے اعقاب میں آٹھ بیٹے تھے (۱)۔داؤد (۲)۔حمزہ (۳)۔عمر (۴)۔یحییٰ (۵)۔عیسیٰ الملک (۶)۔عبداللہ (۷)۔القاسم جبکہ بعض حضرات نے اٹھواں بیٹا ابوعبداللہ محمد لکھا ہے

اول داؤد بن ادریس بن ادریس آپ صاحب السفر رہے فاس بشتاية اور صدفیہ کی جانب بقول عمری کہ کہا الموضح نسابہ نے کہ آپ کی اعقاب نہر الاعظم کے قریب مقیم ہیں

دوئم حمزہ بن ادریس بن ادریس بقول ابن طباطبا ابن صوفی العمری اور بخاری آپکی اولاد تھی اور بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ السوس الاقصی کی جانب گئے

سوئم: عبداللہ بن ادریس بن ادریس

بقول السید مہدی رجائی آپکے پانچ فرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔عمر (۳)۔زید (۴)۔ابوبکر (۵)۔محمد اور بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد السوس الاقصی میں گئی

ہمارے ایک رفیق السید محمود الحسنی الادریسی جو مصر میں مقیم ہیں اور علم الانساب میں دلچسپی بھی رکھتے ہیں نے ہمیں اپنا نسب بھیجا جو اسطرح ہے

السید محمود یونس الحسنی بن احمد بن محفوظ بن الادیب الاریب الثاب الفرید الشیخ سیدی عبدالمقصود بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن علی بن یونس بن علی بن عبدالرحمان بن السیدی القمر المنیر السید سعید الملقب الطیر بن ابراہیم الطیر بن محمد بن احمد بن محمد بن فاخر بن سلیمان بن محمد بن یعقوب بن السید القطب العالم سلیمان الفیتوری بن سالم بن عمران بن احمد بن خلیفہ الملقب بہ فیتور بن عبداللہ نبیل بن عمران بن احمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبدالقادر بن احمد الملقب عبدالرحیم بن محمد بن الامیر عبداللہ بن ادریس صاحب التاج بن ادریس بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن بن امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام

چہارم ابوعبداللہ محمد بن ادریس الثانی بن ادریس آپ کی اولاد کے بارے میں الشیخ شرف العبید لی الحسینی کی تحریر سے ملا کہ بقول ابی نصر بخاری کہ ابن محمد الداعی بن حسن بن القاسم کی نقابت کے دفتر میں ایک شخص داخل ہوا اور اس نے کہا میرا نام درج کریں میں بنی ادریس سے ایک علوی ہوں اور میرا نام احمد بن ادریس بن احمد بن یحییٰ بن محمد بن ادریس بن ادریس بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام ہے اور میری رہائش اندلس میں ہے بقول الشیخ ابوالحسن العمری کہ جب ابوزکریا قاضی اندلس حاضر ہوا تو اس نے انکار کیا کہ اندلس میں کوئی بھی علوی ہے اور کتابوں میں ان حضرات کی رہائش وادی الحجارۃ میں ہے اور مشجرات میں یہ نسب ثابت ہوتا ہے اور قاضی زکریا کا قول بھی باطل نہیں (المجدی ۲۵۳)

آپ کی اولاد سے ایک نسب کا ذکر السید عبدالرزاق آل کمونہ الاعرجی نے اپنی کتاب منیہ الراغبین (صفحہ ۵۰۴) میں کیا ہے اور وہ اس طرح ہے السید عبدالحی الکتانی الادریس الحسنی الفاسی بن عبدالکریم بن ابی المفاخر محمد بن عبدالواحد بن احمد بن موسیٰ بن ابی بکر بن محمد بن عبداللہ بن الہادی بن یحییٰ بن

عمران بن عبدالجلیل بن یحییٰ بن محمد بن ادریس بن ادریس بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور بقول السید عبدالرزاق آل کمونہ السید عبدالحی الکتانی الادریسی الحسنی الفاسی کہ آپکی ولادت ۱۳۰۲ ہجری میں ہوئی آپ عالم فاضل اور نسابہ تھے اور انساب العرب سے واقف تھے بالخصوص انساب بنی ہاشم اور انساب ادریسی اور آپ نے مختلف فنون پر کثیر کتب رقم کیں ۔

پنجم عیسی الملک المغرب بن ادریس بن ادریس ۔ بقول عمری آپ کی اولاد طھاضیہ اور ملکایہ میں گئی اور آپ کی اولاد سے القاسم اکنون بن عبداللہ بن یحییٰ بن احمد بن عیسیٰ المذکور تھے جو کتاب نسب بنی عیسیٰ کے مولف تھے ۔ آپ کی اولاد سے السید مہدی رجائی نے اپنی کتاب المعقبون میں تفصیل سے ذکر کیا ہے جن میں سے ایک قبیلہ الشرفا الدباغیون ہے جو شہر فاس اور مراکش میں آباد ہے ان کا نسب اس طرح ہے ۔ السید محمد المالکی الادریسی الحسنی العلوی بن علوی بن عباس بن عبدالعزیز بن عباس بن عبدالعزیز بن محمد بن قاسم بن علی بن عربی بن ابراہیم بن عمر بن عبدالرحیم بن عبدالعزیز الدباغ التوفی ۱۱۳۲ ہجری بن مسعود بن احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن عبدالرحمان بن قاسم بن قاسم بن محمد بن احمد بن ابی القاسم محمد بن ابراہیم بن عمر بن عبدالرحیم بن عبدالعزیز بن ہارون بن جنون بن علوش بن مندیل بن عبداللہ بن علی الھاجر مغرب (مراکش سے غرناطہ) بن عبدالرحمان بن عیسیٰ بن احمد بن محمد بن عیسیٰ الملک بن ادریس بن ادریس بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام ۔ ششم یحییٰ بن ادریس بن ادریس ۔ آپ کی اولاد سے بقول جمال الدین ابن عنبہ السید عبداللہ التاہرتی بن المھلب بن یحییٰ بن ادریس بن ادریس تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے آپ کا نسب عبداللہ التاھرنی بن مھلب بن محمد بن یحییٰ بن ادریس بن ادریس تھا بقول ابن عنبہ کہ آپ کا بیٹا علی بن عبداللہ التاہرتی کا قتل ارض شہر یرہ جو خراسان میں ہے کہ اندر ہوا بقول الشیخ ابو الحسن عمری کہ نقل کیا ابن طباطبا نے ابن المرعش نقیب الرے نے لکھا کہ عبداللہ التاہرتی کے نسب پر طعن کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ کا نسب محمد بن ادریس بن ادریس تک جاتا ہے نہ کہ یحییٰ بن ادریس بن ادریس اور آپکے بیٹے علی بن عبداللہ التاہرتی کی اولاد مصر اور خراسان میں ہے (المجدی ۲۵۲) بقول الشریف المروزی فی کتاب الفخری کہ آپ کا نسب یحییٰ بن ادریس بن ادریس تک منتھی ہوتا ہے اور یہ زعم بھی کیا جاتا ہے نسب اس طرح ہے عبداللہ التاہرتی بن مھلب بن محمد بن یحییٰ بن یحییٰ بن ادریس بن ادریس لیکن اہل نسب کے نزدیک یہ ثابت نہیں ہوتا (الفخری فی انساب الطالبین صفحہ ۱۰۱) بقول ابن عنبہ علی بن عبداللہ التاہرتی سلطان محمود غزنوی کے پاس عبیدی فاطمی حکمرانوں کا فرستادہ بن کر آیا اس وقت وہاں حسن بن طاہر بن مسلم علوی بن عبیداللہ بن طاہر بن یحییٰ نسابہ بھی موجود تھے ۔ یوں ان کا سلطان کی موجودگی میں عقائد اور نسب پر مباحثہ ہوا ۔ اور علی بن عبداللہ التاہرتی کا نسب ثابت نہ ہوا جس کی وجہ سے اسے قتل کر دیا گیا ۔ لیکن وہ ظاہراً علوی ہی تھی ۔

بقول امام فخر الدین الرازی کہ یحییٰ بن ادریس بن ادریس کی اولاد سے صرف ایک فرزند یحییٰ بن یحییٰ تھا اور اس یحییٰ بن یحییٰ کے تین فرزند تھے ۔ (۱) ۔ محمد (۲) ۔ القاسم عقب السوس الاقصی (۳) ۔ عبداللہ التاہرتی آپ کے فرزند علی بن عبداللہ التاہرتی مصر سے خراسان گئے اور حاکم باللہ کی داعوت دی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ محمد بن یحییٰ بن یحییٰ کی اولاد سے ہیں پھر یہ نسب اسطرح ہو جاتا ہے علی بن عبداللہ التاہرتی بن مھلب بن محمد بن یحییٰ بن یحییٰ اور یہ تو ذکر کیا السید ابی الغنائم نے اور ان کے نزدیک یہ نسب ثابت تھا اور بقول السید ابو اسماعیل ناصر الطباطبائی اس میں کوئی طعن نہ تھا ۔ (الشجرۃ المبارکہ ۳۴) بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ عبداللہ التاہرتی کا بیٹا علی بن عبداللہ التاہرتی صاحب المصر کے نمائندہ کی حیثیت سے السلطان محمود سبکتگین کے پاس گیا

اس کے پاس باطنیہ کی تصانیف بھی تھیں۔حسن بن طاہر بن مسلم العبید لی نے اس نسب کی دلیلیوں سے انکار کیا۔

ہفتم ابوحفص عمر بن ادریس بن ادریس

آپ مراکش کے شمال میں بلادغمارۃ کے حاکم تھے آپ کی وفات ۲۲۱ہجری کو ہوئی آپ کے اعقاب میں چھے فرزند تھے(۱)۔ادریس (۲)۔محمد (۳)۔علی (۴)۔عبداللہ(۵)موسیٰ(۶)۔عمران لیکن عمدۃ الطالب میں ابن عنبہ نے تین کے اعقاب تحریر کئے ہیں ادریس،عبداللہ اور محمد انکی اولاد زیتون شہر کی جانب گئیں

اول ادریس بن عمر بن ادریس بن ادریس آپکی اولاد سے عیسیٰ بن ادریس کی اولاد جبل الکوکب کی جانب گئی جو مراکش کا ایک شہر ہے

دوئم عبداللہ بن عمر بن ادریس بن ادریس

آپ کی اولاد سے احمد لقب حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبداللہ المذکور تھے اور انکے دوفرزند تھے(۱)۔القاسم الملقب بالمامون اور(۲)۔علی الملقب ناصر دین اللہ جو اندلس کے قلعہ بنی مروان میں حکمران تھے۔ان میں علی الملقب ناصر دین اللہ حاکم اندلس بن احمد لقب حمود کے اعقاب میں دوفرزند (۱)۔ادریس الملقب متائداور ولی عہد خلافت المغرب(۲)۔یحییٰ الملقب المغیلی ان میں سے یحییٰ الملقب المغیلی بن علی الملقب ناصر دین اللہ کے بھی دوفرزند تھے(۱)۔ادریس الملقب المعالی جنکی وفات ۴۴۶ہجری میں ہوئی اور(۲)۔حسن الملقب المستنصر جسکی وفات۴۳۴ وہی ہوئی اور یہ خلافت کے دعویٰ دار تھے۔یعنی اندلس کی خلافت کے دعویدار تھے۔

جبکہ القاسم الملقب مامون بن احمد لقب حمود کی اولاد حکمران جزیرہ الخضرہ اور مغرب کی حکمران رہی۔

سوئم محمد بن عمر بن ادریس بن ادریس

آپکی اولاد سے علی بن عبداللہ بن محمد المذکور تھے بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی اولاد الفواطم کہلائی

ہشتم القاسم بن ادریس بن ادریس

السید جمال الدین ابن عنبہ نے آپ کے ایک فرزند کے اعقاب کا ذکر کیا ہے محمد بن قاسم جنکے دوفرزند(۱)۔احمد بن محمد(۲)۔ابراہیم بن محمد

اول احمد بن محمد بن القاسم بن ادریس بن ادریس کی زیادہ اولاد ابوطالب ناسک بن احمد بن عیسیٰ بن احمد المذکور سے تھی۔

دوئم ابراہیم بن محمد بن قاسم بن ادریس بن ادریس آپ کی اولاد سے مصر میں الشیخ الشاعر الضریر صاحب الفضل حسن بن یحییٰ بن قاسم کنون بن ابراہیم المذکور تھے۔

باب سوئم فصل اول

ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

آپ کا نام ابراہیم کنیت ابا اسماعیل لقب الغمر سخاوت کی وجہ سے ہوا آپ سیداً شریف راوی احادیث تھے آپ کی والدہ فاطمۃ بنت الحسین بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب تھیں بقول صاحب المجدی آپ کی وفات ۱۴۵ ہجری میں ۶۹ سال کی عمر میں ہوئی اور بقول ابن الخذاع نسابہ الارقطی المصری آپ کی وفات ۶۷ سال کی عمر میں کوفہ کے مرحلہ سے قبل ہی ہوگئی تھی اور بقول نسابہ عبدالحمید اول نسابہ اپنے خط میں کہ ابراہیم الغمر کی وفات قید میں سن ۱۴۵ھ میں ہوئی اور آپ بنی امام حسن السبط میں اول تھے جنکی وفات منصور دوانقی کی قید میں ہوئی اور بقول ابی الفرج اصفہانی در کتاب مقاتل الطالبین کہ آپ کی وفات ہاشمیہ قید خانے میں ۱۴۵ھ کو ہوئی اور آپ اول تھے سادات بن حسن السبط میں جنکی وفات قید میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۶۷ سال تھی بقول امام فخر الدین الرازی کہ آپ رسولؐ اللہ کی شبیہ تھے (الشجرۃ المبارکہ ۳۸)

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ صاحب الصندوق تھے یعنی آپ کی قبر کا مزار کوفہ میں مرجع خلائق ہے آپ کے بارے میں ایک واقعہ جمال الدین ابن عنبہ نے اپنی کتاب عمدۃ الطالب میں رقم کیا کہ ابوالعباس السفاح عباسی ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ کا بہت احترام کرتا تھا اور یہ روایت ہے کہ سفاح عباسی عبداللہ المحض سے ان کے دونوں بیٹوں محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم قتیل باخمری کے بارے میں بہت پوچھتا تھا کہ وہ کہاں ہیں عبداللہ المحض نے اپنے بھائی ابراہیم الغمر کو بتایا ابراہیم الغمر نے کہا اب اگر سفاح پوچھے تو کہنا ان کے چچا ابراہیم ان کے حالات کے بارے میں زیادہ جانتا ہے پھر جب سفاح نے عبداللہ المحض سے پوچھا تو انہوں نے کہا ان کے چچا کو زیادہ معلوم ہے پھر جب سفاح العباسی کی ابراہیم الغمر سے ملاقات ہوئی تو پوچھا ان کے بھتیجوں کے بارے میں تو ابراہیم نے سفاح سے پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ سے ویسے بات کروں جیسے ایک آدمی اپنے سلطان سے کرتا ہے یا ویسے جیسے ایک چچازاد اپنے چچازاد سے کرتا ہے تو سفاح نے کہا ویسے جیسے ایک چچازاد اپنے چچازاد سے بات کرتا ہے تو ابراہیم الغمر نے کہا اگر یہ تقدیر ہوئی کہ حق (خلافت) محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم باخمری کا ہے تو کیا آپ اور تمام اہل الارض اسکے خلاف کچھ کر پائیں گے سفاح نے کہا نہیں کر پائیں گے۔ اللہ کی قسم پھر ابراہیم الغمر نے کہا اور اگر یہ تقدیر ہوئی کہ محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم کی تقدیر میں کچھ نہ ہو تو یہ دونوں اور تمام اہل الارض مل کر کچھ کر پائیں گے سفاح نے جواب دیا نہیں تو ابراہیم الغمر نے کہا کہ آپ کا حق نہیں ہے کہ اس الشیخ (عبداللہ محض) سے آپ پریشان ہوں جس کو اللہ نے نعمت نہیں دی السفاح العباسی نے ابراہیم الغمر کو دیکھا اور کہا کہ میں تم دونوں سے آج کے بعد ان دونوں کا تذکرہ نہیں کروں گا۔ آپ کے بارے میں السید یحییٰ نسابہ نے تحریر کیا کہ منصور دوانقی نے ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ کو زندہ دفن کر دیا تھا۔

اعقاب ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن مجتبی علی السلام بن امام علی علیہ السلام

بقول الشیخ ابو الحسن عمری آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں (۱)۔ خدیجہ (۲)۔ فاطمۃ (۳)۔ حسنۃ (۴)۔ ام اسحاق (۵) رقیہ اور آپ کے چھ فرزند تھے (۱)۔ اسحاق (۲)۔ یعقوب (۳)۔ محمد الاکبر (۴)۔ محمد الاصغر الملقب دیباج (۵) ابوزید علی الملقب ابی قربہ (۶) **ابو ابراهیم اسماعیل الدیباج**

جمہور نسابین کے نزدیک ابراہیم الغمر کی اولاد صرف اسماعیل الدیباج سے ہی باقی رہی۔

اول اسحاق بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ :۔ بقول ابی الفرج اصفہانی کہ آپ کو اہل بیت کی ایک جماعت کے ساتھ ابوجعفر منصور عباسی نے قید کرلیا تھا اور محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم باخمری ابنان عبداللہ المحض کے قتل کے بعد رہا کر دیا اور ذکر کیا محمد بن علی بن حمزہ نے اسحاق بن ابراہیم الغمر کو قتل کر دیا گیا لیکن اول روایت زیادہ درست ہے (مقاتل الطالبین صفحہ ۱۲۸)

اور بقول ابواسماعیل ابن طباطبا آپ انقرض ہوگئے یعنی آپ کی نسل جاری نہ ہوئی (منتقلہ الطالبیہ صفحہ ۲۶۵)

بقول الشیخ عمری آپ کے اعقاب میں ایک فرزند عبداللہ الجدی بن اسحاق بن ابراہیم الغمر تھا اور بقول ابی الفرج اصفہانی عبداللہ الجدی کی والدہ رقیہ بنت عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھیں آپ جنگ فخ میں حسین بن علی العابد ین حسن المثلث بن حسن المثنیٰ کے ساتھ شہید ہوئے (مقاتل الطالبین صفحہ ۲۸۹) آپ کی ایک بیٹی فاطمہ بنت عبداللہ الجدی تھی جنکی شادی یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے ہوئی۔ بقول البیھقی آپ جنگ فخ میں قتل ہوئے (لباب الانساب جلد ۲ صفحہ ۴۵۱۔۴۵۰)

دوئم علی بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ ۔

بقول عمری و یحییٰ نسابہ آپ جنگ فخ میں حسین بن علی العابد کے ساتھ موجود تھے صاحب المجدی نے آپ کا ایک بیٹا حسن لکھا ہے اور اس کو بعض نے حسین المطوف بھی کہا تاہم نسابین نے آپ کی اولاد کا تذکرہ نہیں کیا۔علی بن ابراہیم الغمر کی کنیت ابوزید جبکہ لقب ابی قربہ تھا آپ کی والدہ ام الولد تھیں

سوئم یعقوب بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ

بقول ابوالحسین یحییٰ نسابہ آپ کی وفات ابوجعفر منصور الدوانقی کی قید میں ہوئی اور آپ درج تھے

چہارم محمد الاکبر بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ آپ بھی درج تھے آپ کی اولاد نہ چلی

پنجم محمد الاصغر الملقب دیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ

بقول نسابین آپ کو منصور دوانقی نے قتل کیا آپ خوبصورت اور غیر شادی شدہ تھے بقول الشیخ عباس قمی کہ آپ کی والدہ ام الولد تھیں جن کا نام عالیہ تھا اور آپ کو کمال حسن کی وجہ سے دیباج الاصغر کہا جاتا تھا جب آپ کو گرفتار کر کے منصور دوانقی کے پاس لے گئے تو منصور دوانقی نے کہا دیباج الاصغر تو ہے آپ نے کہاں ہاں منصور نے کہا خدا کی قسم تجھے اس طرح قتل کروں گا کہ تیرے رشتہ داروں میں سے کسی کو اسطرح قتل نہ کیا ہوگا پھر کہا ایک ستون تیار کرو اور محمد الاصغر کو اس میں زندہ کھڑا کر دیا اور ستون بند کر دیا محمد دیباج الاصغر زندہ ہی ستون میں چنوا دیئے گئے (احسن المقال صفحہ ۳۲۴ مترجم صفدر حسین نجفی)

اعقاب ابوابراہیم اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کا نام اسماعیل کنیت ابوابراہیم اور لقب دیباج الکبیر تھا بقول ابی الغنائم عمری آپ کو شریف الخلاص بھی کہا جاتا تھا آپ کی والدہ ربیحہ بنت محمد بن عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم تھیں آپ جنگ فخ میں حسین بن علی العابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ کے ساتھ موجود تھے اور آپ کے بارے میں یہ روایت بھی ہے کہ آپ سادات حسنی کے ساتھ کوفے کے ہاشمیہ زندان میں قید رہے اور آپ مدینے میں بھی قید ہوئے جو منصور نے سادات حسنی کے افراد اول مدینے میں قید کئے اس کا ذکر ابوالحسین یحییٰ نسابہ نے اپنی مبسوط میں کیا ہے اور یہ بھی روایت ہے

کہ آپ ۱۴۵ہجری میں قید میں ہی وفات پا گئے الشیخ ابوالحسن عمری اور جمال الدین ابن عنبہ نے آپ کی ایک بیٹی جس کا نام شجیعہ المعروف ام اسحاق تھی اور دو فرزند(۱)ابوعلی حسن التج اور(۲)۔ابراہیم طباطبا لکھے ہیں۔

اعقاب ابوعلی حسن التج بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر

آپ کی کنیت ابوعلی لقب التج بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ آپ کی والدہ ام الکریم بنت عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن قرۃ بن نھیک الھلالی تھیں آپ جنگ فخ کے غازیوں میں سے تھے آپ کو ۲۰ سال ہارون الرشید نے قید رکھا حتیٰ مامون نے رہا کیا آپ کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی۔آپ کے اعقاب میں بقول صاحب المجدی دو فرزند(۱)۔علی اور(۲)ابومحمد حسن التج تھے لیکن اولاد صرف ابومحمد حسن التج سے ہی جاری ہوئی۔

اعقاب ابومحمد حسن التج بن ابوعلی حسن التج بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی والدہ نوفلیہ ہاشمیہ تھیں ایک کے اعقاب میں ایک بیٹی اور سات بیٹے تھے جن میں(۱)۔علی(۲)۔اسماعیل دونوں درج تھے (۳)۔ابراہیم کی ایک بیٹی تھیں(۴)۔قاسم بن ابومحمد حسن التج کے اعقاب کا ذکر نہیں ہے(۵)احمد بن ابومحمد حسن التج بقول ابی الغنائم العمری کہ آپ درج یعنی لاولد تھے(۶)۔**ابو جعفر محمد التج**(۷)۔**ابو القاسم علی الاکبر** آپ والدہ معیہ تھیں

اعقاب ابوجعفر محمد التج بن ابومحمد حسن بن ابوعلی حسن بن اسماعیل الدیباج

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو فرزندان سے چلی(۱)۔ابوالغارات احمد(۲)۔ابوعبداللہ حسین البربری

اول احمد بن ابوجعفر محمد التج بن ابومحمد حسن التج آپ کی اولاد مصر میں بہت شان اور عزت والی تھی اور ایک فرزند ابوالحسن محمد المصری بن احمد تھے اور آپ کی اولاد سے ابوعبداللہ حسین الزویدی بن ابراہیم بن محمد بن ابی الحسن محمد المصری المذکور تھے اور ابی عبداللہ حسین الزیدی بن ابراہیم کے بقول عمری تین فرزند تھے(۱)۔ابوتراب علی مصر میں لاولد فوت ہوئے(۲)۔ابراہیم آپ کی صرف بیٹیاں تھیں(۳)۔زید آپ کی اولاد تنفس میں ہے

دوئم ابوعبداللہ حسین البربری بن ابوجعفر محمد التج بن ابومحمد حسن التج آپ کی اولاد بنو بربری کہلاتی ہے آپ کی اولاد مکہ اور شام میں رہی آپکے دو فرزند تھے (۱)۔علی(۲)۔عبداللہ المعروف جریہ اور ان دونوں کی اولاد آل بربری کہلاتی ہے۔

اعقاب ابوالقاسم علی المعیہ بن ابومحمد حسن التج بن ابی علی حسن التج بن اسماعیل الدیباج

آپ کی والدہ معیہ تھیں جنکی وجہ سے آپ کی ساری اولاد بنو معیہ کہلاتی تھی ان کا نسب اسطرح ہے معیۃ بنت محمد بن حارثہ بن معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن الضبیعۃ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن طوف الدوس تھیں انکی اولاد انکی طرف اپنا نسب بیان کرتے ہیں اس لئے ان کو بنو معیہ کہتے ہیں جبکہ الشیخ تاج الدین محمد بن معیۃ الحسنی نے اپنی کثیر تصانیف میں انکی صراحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ(معیہ)ابی القاسم علی بن حسن التج بن حسن کی والدہ تھیں اور بقول ابن عنبہ معیہ بنت محمد کوفے کی تھیں بقول ابی الحسن عمری کہ معیۃ الانصاریہ تھیں جن سے انکی اولاد جانی جاتی ہے بقول ابن خداع نسابہ المصری کہ انکی اصل بغداد سے تھی بقول جمال الدین ابن عنبہ ابوالقاسم علی المعیہ بن ابومحمد حسن التج کے تین فرزند

تھے(۱)۔ابوجعفر محمد نسابہ(۲)۔ابی طاہر الحسن (۳)۔**ابو عبداللہ حسین الخطیب**

اول ابوجعفر محمد نسابہ صاحب المبسوط بن ابی القاسم علی المعیہ جوعلم الانساب کے ماہر تھے اور بقول الشیخ شرف العبید لی آپ منقرض تھے۔

دوئم ابو طاہر حسن بن ابی القاسم علی المعروف بابن معیہ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد کی کثیر تعداد کوفے میں تھی اوران میں سے السید العالم نسابہ عبدالجبار بن حسن بن محمد بن جعفر بن ابی طاہر حسن المذکور تھے آپکے نام سے کوفے میں ایک مسجد عبدالجبار بھی تھی اور آپکے دو بھائی ابی الحسن علی اور ابی الفوارس ناصرابنان بن حسن بن محمد بن جعفر بن ابی طاہر حسن المذکور تھےجسکی اعقاب بنوالمنادیلی کہلائی جومنقرض ہوگئی۔

اعقاب ابوعبداللہ حسین الخطیب بن ابوالقاسم علی بابن معیہ بن ابومحمد حسن الج

آپ کی اولاد بنی معیۃ سے معروف ہے آپ کی اولاد دوفرزندان سے چلی (۱)۔ابی احمد عبدالعظیم (۲)۔**ابی القاسم علی**

ان میں ابی احمد عبدالعظیم بن ابوعبداللہ حسین الخطیب بن ابی القاسم علی کے تین فرزندان تھے۔(۱) محمد المعروف میمون (۲) احمد (۳) علی

اول محمد المعروف میمون بن ابی احمد عبدالعظیم کے ایک فرزند حسین بن محمد المعروف میمون تھے اوران کے دوفرزند(۱)۔مہدی بن حسین جنکی اولاد رے میں ہے اور (۲)۔مانکدیم بن حسین

دوئم احمد بن ابی احمد عبدالعظیم آپ لاولد تھے سوئم علی بن ابی احمد عبدالعظیم انکی اولاد رے میں تھی۔

اعقاب ابوالقاسم علی بن ابوعبداللہ حسین الخطیب بن ابوالقاسم علی بابن معیہ

آپکے اعقاب میں دو بیٹے (۱)۔ابوعبداللہ محمد اور (۲)۔**ابو عبداللہ حسین الفیومی** تھے۔

ان میں ابوعبداللہ محمد بن ابوالقاسم علی بن ابوحسین الخطیب کے اعقاب میں چار پسران تھے اول ابوطیب حسن بن ابوعبداللہ محمد آپ کو بنواسد نے قتل کیا آپ کی اولاد میں چھے بیٹے تھے جنکی اولاد بقول ابی عبداللہ حسین ابن طباطبا، رامھر مز،اھواز اور بصرۃ میں تھی دوئم ابی القاسم عبداللہ الشعرانی بن ابی عبداللہ محمد آپکی اولاد بھی تھی سوئم ابومحمد ابراہیم بن ابوعبداللہ محمد آپکی اولاد اہواز گئی چہارم ابی طالب احمد بن ابی عبداللہ محمد آپ کی اولاد بقول ابن طباطبا بصرہ میں گئی بقول عمری آپ کی معروفت بہاءالدولہ بن بویہ الدیلمی سے تھی اور آپ رئیس بصرہ تھے۔

اعقاب ابوعبداللہ حسین الفیومی بن ابی القاسم علی بن ابی عبداللہ حسین الخطیب

آپکی اولاد میں ابوعبداللہ حسین القصری بن ابوطیب محمد بن ابوعبداللہ حسین الفیومی المذکور تھے جوقصرابن ھبیرہ میں رہائش پذیر تھے آپکے دوفرزند تھے (۱)۔ابوالحسن علی (۲)۔حسن

اول ابوالحسن علی بن ابوعبداللہ حسین القصری بقول ابن عنبہ آپ کواحمد بن عمار العبید لی نے قتل کیا۔آپ کی اولاد سے ابوعبداللہ محمد البدیوی بن ابوالمعالی ھبت اللہ بن ابوالحسن علی المذکور تھے جنکی اولاد عراق میں بنوالبدیوی کہلاتی ہے۔دوئم حسن بن ابوعبداللہ حسین القصری آپکی اولاد سے النقیب ظہیرالدولہ ابی منصور حسن بن احمد بن احمد بن حسن المذکور تھے جنکو زکی الاول بھی کہا جاتا تھا۔ظہیرالدولہ ابی منصور حسن بن احمد کے دوفرزند تھے (۱)۔رضی الدین (۲)۔**ابو طالب محمد الزکی الثانی**۔ان میں رضی الدین بن ظہیرالدولہ ابی منصور حسن کی اولاد سے السید عمادالدین محمد

بن محمد بن حسین النقیب بن قریش بن ابی الحسین بن ابی الفتح علی النقیب بن رضی الدین المذکور تھے جوخراسان کی طرف سفر کر گئے اور وہاں سے دہلی ہندوستان آ گئے (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۴۸)۔آپ کی اولاد ہندوستان و پاکستان میں موجود ہے۔

اعقاب ابوطالب محمد الزکی الثانی بن ابومنصور حسن الزکی اول بن احمد بن حسن بن ابوعبداللہ حسین القصری

آپکی اولاد میں ایک فرزند ابومنصور حسن الزکی الثالث بن ابوطالب محمد الزکی الثانی تھے آپ کی ہی اولاد بنی معیہ کہلاتی تھی جوصاحب جلالت اہل ریاست اور صاحبان نقابت تھے آپکی اولاد میں دوفرزند تھے (۱)۔ابوجعفر محمد بن ابومنصور حسن الزکی الثالث اور (۲)۔ابی جعفر جلال الدین قاسم النقیب بن ابومنصور حسن الزکی الثالث اول ابی جعفر محمد بن ابومنصور الزکی الثالث کے ایک بیٹے النقیب السید تاج الدین جعفر الشاعر الفصیح السان صاحب الدیوان بغداد

دوئم ابی جعفر جلال الدین قاسم بن ابومنصور حسن الزکی الثالث کے دوفرزند تھے (۱)۔زکی الدین حسن اور (۲)۔فخر الدین حسین بن ابوجعفر جلال الدین قاسم کا ایک فرزند ابی الجعفر القاسم جلال الدین بن فخر الدین حسین بن تھا اور اس ابوجعفر جلال الدین قاسم بن فخر الدین کے دوفرزند تھے اول زکی الدین بن ابی جعفر القاسم جلال الدین آپ کی صرف ایک بیٹی تھی یوں آپ منقرض ہوئے۔

اور دوئم النقیب تاج الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی جعفر القاسم جلال الدین بن فخر الدین حسین بن ابوجعفر جلال الدین قاسم بن ابومنصور حسن الزکی الثالث بن ابوطالب محمد الزکی الثانی بن ابومنصور زکی الاول بن احمد بن حسن بن ابوعبداللہ حسین القصری بن ابوطیب محمد بن ابوعبداللہ حسین الفیومی بن ابی القاسم علی بن ابوعبداللہ حسین الخطیب بن ابوالقاسم علی بابن معیہ بن ابومحمد حسن التج بن ابوعلی حسن التج بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب المعروف ابن معیہ الحسنی آپ عالم فاضل فقیہ المحدث،نسابہ الکبیر تھے

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کے پاس علوالمنزلت کی سندیں تھیں ابن عنبہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو اپنا استاد وشیخ جانا اور بارہ سال جناب کی خدمت کی اس دوران آپ سے انساب،حدیث،فقہ اورادب کا خزانہ حاصل کیا۔

جمال الدین ابن عنبہ کے بقول آپ کی تصانیف میں (۱) کتاب المعارف الرجال جو دوجلدوں میں تھی (۲)۔نہایۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب یہ کتاب ۱۲ جلدوں میں تھی ابن عنبہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کوخوب پڑھا (۳)۔کتاب ثمرۃ الطاہرہ من شجرۃ الطاہرہ یہ چار جلدوں میں تھی آل ابی طالب پر ابن عنبہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کومکمل پڑھا (۴)۔کتاب الفلک المشحون فی الانساب القبائل والبطون یہ چار جلدوں میں تھی (۵)۔کتاب اخبار الامم جو اکیس جلدوں میں تھی (۶)۔کتاب سبک الذھب فی شبک النسب جومختصر کتاب تھی (۷)۔کتاب الجذوہ الزینبیہ یہ کتاب بھی نسب پر تھی (۸)۔کتاب تبدیل الاعقاب (۹)۔کتاب کشف الالتباس فی نسب بنی عباس (۱۰)۔رسالہ ''الابتھاج فی الحساب'' (۱۱)۔کتاب ''منھاج العمال فی ضبط الاعمال جمال الدین ابن عنبہ مزید فرماتے ہیں کہ الشیخ تاج الدین بن معیہ الحسنی لباس فتوت پہنتے تھے آپ کی اولاد صرف بیٹیوں پر مشتمل تھی بقول عباس القمی آپ شیخ الشہید کے استاد تھے شہیدان سے روایت کرتے ہیں آپ کی وفات ۸ ربیع الاول ۷۷۶ ہجری کو ہوئی اور آپ کا جنازہ مشہد امیر المومنین لے جایا گیا۔

باب ششم فصل دوئم جز دوئم

اعقاب ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط علیہ السلام

بقول صفی الدین المعروف ابن طقطقی الحسنی صاحب الاصیلی کہ یہ پڑھا گی نسابہ عبدالحمید بن فخار بن سعد بن فخار الموسوی کی تحریر سے اور انہوں نے نقل کیا عبدالحمید نسابہ الفاصل محمد بن عبدالحمید اول کی تحریر سے کہ ابراہیم کو طباطبا اس لئے کہا گیا کہ ابراہیم جب بچے تھے تو آپ کے والد محترم نے چاہا کہ آپ کیلئے قمیض سلوائی جائے تو آپ سے کہا کہ تم چاہو تو تمہارے لئے قمیض بنوائی جائے ورنہ قبا بنادی جائے ۔ چونکہ ابراہیم کی زبان مخارج حروف کے نکالنے میں ابھی صاف نہ تھی تو آپ نے چاہا کہ کہیں قبا قبا تو کہا طباطبا لہذا یہی لفظ آپ کا لقب ہوگیا اور یہی واقعہ ابوالحسن عمری سے بھی منقول ہے ۔لیکن اہل سواد کہتے ہیں طباطبا قبطی زبان میں سید السادات کو کہتے ہیں لیکن نسابین کے نزدیک اول قول ثابت ہے آپ باوقار اور جلیل القدر شخصیت تھے آپ نے اپنے عقائد امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے سامنے پیش کئے اور انہیں شک وشبہ سے پاک وصاف کیا (احسن المقال از الشیخ عباس قمی ۳۲۵ مترجم صفدر حسین نجفی) آپ کی اولاد ایران وعرب میں سادات طباطبائی سے معروف ہے ۔آپ کی والدہ ام الولد تھیں بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی دو بیٹیاں (۱) ۔لبابہ اور (۲) ۔فاطمہ ۔آپ کی شادی عباس علمدار بن امام علیؑ کی اولاد میں ہوئی ۔اور گیارہ فرزند تھے ان میں سے (۱) ۔جعفر (۲) ۔ابراہیم دونوں درج تھے (۳) ۔اسماعیل (۴) ۔موسیٰ (۵) ۔ہارون ان تینوں کے اعقاب کا ذکر نہیں (۶) ۔علی بن ابراہیم طباطبا بقول عمری زعم ہے کہ آپ انقرض ہوگئے ۔جبکہ باقی پانچ فرزند کی کچھ نہ کچھ اولاد ہے ان میں (۷) ۔عبداللہ (۸) ۔محمد (۹) ۔**حسن** (۱۰) ۔**ابو عبداللہ احمد الرئیس** (۱۱) ۔**ابو محمد قاسم الرسی** جن کی کچھ نہ کچھ اولاد تھی ان میں اول عبداللہ بن ابراہیم طباطبا بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کا ایک فرزند احمد بن عبداللہ بن ابراہیم طباطبا تھا جس نے صعید مصر میں سن ۲۷۰ ہجری میں خروج کیا اور ان کو احمد بن طولون نے قتل کیا یوں آپ کی اولاد ختم ہوگئی ۔

دوئم محمد بن ابراہیم طباطبا: آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی آپ آئمہ زیدیہ میں سے تھے ۱۹۹ ہجری میں ایام مامون العباسی میں ابوالسرایا سری بن منصور شیبانی کی مدد سے کوفہ میں خروج کیا اور امیر المومنین کے لقب سے مشہور ہوئے آپ نے کوفہ کو اپنی بیعت میں لے لیا اور لوگوں کو رضا آلِ محمدؐ کی طرف داعوت دی اسی سال اچانک فوت ہوگئے اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ابی السرایا نے ہی آپ کو زہر دیا بقول ابی الفرج اصفہانی کہ امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ آپ نے جابر جعفی سے فرمایا جمادی الاول ۱۹۹ ہجری کو اہلبیت میں سے ایک شخص کوفہ پر متصرف ہوگا اور منبر پر خطبہ پڑھے گا خداوند عالم اپنے ملائکہ کے ساتھ اس پر فخر ومباہات کرے گا بقول ابن ابو اسماعیل بن طباطبا آپکی والدہ ام زبیر بنت عبداللہ بن ابی بکر بن عبدالرحمان بن حرث بن ہشام بن مخزوم تھیں آپ کی اولاد سے ایک بیٹا جعفر اور جعفر کے دو فرزند تھے (۱) ۔حسین اور (۲) محمد تھے اول حسین بن جعفر بن محمد بن ابراہیم طباطبا کا ایک بیٹا محمد تھا جس نے حبشہ میں خروج کیا اور پھر اسکی خبر نہ آئی ۔

دوئم محمد بن جعفر بن محمد بن ابراہیم طباطبا بقول ابن عنبہ آپ کو کرمان میں قتل کیا گیا اور سولی پر چڑھایا گیا یوں چالیس دن زلزلہ آتا رہا حتیٰ آپ کو درخت (جس پر سولی دی گئی) سے اتارا تو زلزلہ ختم ہوگیا

اعقاب حسن بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر

آپ کے اعقاب میں بقول ابن عنبہ دو فرزند تھے (۱)۔علی المستلحق صاحب ابن خمارویہ اور (۲)۔احمد المصری الملقب متویہ آپ کی والدہ عائشہ بنت محمد بن احمد بن ابراہیم طباطبا تھیں

اول علی المستلحق بن حسن بن ابراہیم طباطبا آپ کے اعقاب میں جمال الدین ابن عنبہ نے تین فرزندوں کا ذکر کیا ہے (۱)۔ابو محمد حسن (۲)۔ابراہیم (۳)۔الشیخ ابوالقاسم احمد الاھل

ان میں ابو محمد حسن بن علی المستلحق کے اعقاب میں ایک فرزند ابوالحسن علی تھا جس کا لقب جمل تھا اسکی وفات (۳۴۷) ہجری میں مصر میں ہوئی اور ان کی اولاد بھی تھی

پھر ابراہیم بن علی المستلحق کے اعقاب میں ایک فرزند ابو ابراہیم اسماعیل تھا جس کی وفات مصر میں ہوئی پھر الشیخ ابوالقاسم احمد اھل بن علی المستلحق کے اعقاب میں الشریف ابو محمد حسن بن علی بن محمد الصوفی المصری بن الشیخ ابوالقاسم احمد الاھل المذکور تھے ان کا لقب بابن بنت زریق تھا اور آپ تصوف کے پیروکار تھے آپ کی اولاد میں ایک لڑکا شاعر تھا (عمدۃ الطالب (۱۵۵) دوئم احمد المصری الملقب متویہ بن حسن بن ابراہیم طباطبا آپکے اعقاب میں چار فرزند تھے (۱) ابوالحسین محمد المسجد الشاعر (۲) ابوالحسن محمد الشجاع الملقب عباس المصری آپ کی والدہ رومی تھیں (۳) ابوجعفر محمد الرئیس (۴) ابوعلی محمد

اعقاب ابوعبداللہ احمد الرئیس بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج

آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔**ابو جعفر محمد الاصغر المعروف بابن الخزاعیہ** جن کا نام عائشہ بنت علی بن مالک بن الھشیم الخزاعی تھا (۲)۔ابواسماعیل ابراہیم الاکبر المکفوف آپ کی والدہ فاطمۃ بنت زید بن عیسیٰ بن زید الشہید بن امام زین العابدین تھیں آپ کی اولاد منقرض ہوگئی۔

جمہور نسابین کی رائے میں ابوعبداللہ احمد الرئیس بن ابراہیم طباطبا کی اولاد، ابوجعفر محمد الاصغر سے چلی

اعقاب ابوجعفر محمد الاصغر بن ابی عبداللہ احمد الرئیس بن ابراہیم طباطبا

آپ کے اعقاب میں سات فرزند تھے (۱)۔**ابو عبداللہ احمد الشاعر** جنکی والدہ دختر مطب مخزومی تھیں اور آپ کوفہ سے اصفہان منتقل ہوئے (۲)۔ابوالقاسم محمد (۳)۔ابوالحسن علی توفی کوفہ (۴)۔ابو نصر محمد (۵)۔عبداللہ درج (۶)۔حسن (۷)۔ابوعلیہ محمد۔بقول ابن عنبہ آپ کی جمہور اولاد ابی الحسن محمد شاعر اصفہانی بن ابوعبداللہ احمد شاعر بن ابوجعفر محمد اصغر المذکور سے جاری ہوئی۔

السید مہدی رجائی نے سادات طباطبائی کے کچھ شجرات کا ذکر اپنی کتاب المعقبون میں کیا ہے ہم اصولی علم الانساب میں تو ان کا ذکر نہیں کر رہے تاہم ان خاندانوں کی سیادت لاریب ہے مگر السید مہدی رجائی نے ان شجرات کے ساتھ حوالہ نہیں دیا۔ان میں نسب نامہ السید الامیر روح اللہ طباطبائی بن رضی الدین بن حسین بن السید روح اللہ بن السید مرتضیٰ علی بن السید روح اللہ طباطبائی (آپ شاہ عباس صفوی نے ہم عصر تھے) بن السید قوام الدین بن محمد ملک شاہ شمس الدین بن حسین قوام الدین النقیب بن محمد بن رکن الدین محمود بن ضیاء الدین محمد النقیب بن ابی القاسم حیدر بن ابی الشجاع حسین النقیب بن ابی طالب علی شہاب الدین بن عباد بن حسن بن احمد بن حسین بن علی بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد الرئیس بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم

الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام
نسب نام السید شرف الدین علی المعروف میر میران مدفون کر بلا المعلا عراق بن مسعود غیاث الدین مدفون مشہد امام علی رضاؑ بن محمد تقی الدین مدفون مشہد الرضوی بن حیدر بن محمد بن غیاث الدین بن مرتضیٰ بن حیدر بن ابی الفتوح علی بن حیدر بن علی بن ابی الفتوح حیدر بہاؤ الدین الشہید المدفون سبزوارہ بن حسن کمال الدین بن علی شہاب الدین النقیب بن عباد بن ابی المجد احمد العقیب بن حمزہ بن اسحاق بن طاہر بن علی بن ابی جعفر محمد شہاب الدین بن ابی الفتوح احمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ (المعقبون صفحہ ۳۶۵۔۳۶۴

اعقاب ابوعبداللہ احمد الشاعر الاصفہانی بن ابوجعفر محمد بن احمد الرئیس

آپ کی والدہ دختر مطب مخزومی تھیں آپ کوفے سے اصفہان منتقل ہوئے آپ کا ایک فرزند تھا ابوالحسن محمد الشاعر جو کتاب نقد الشعر کے مصنف ہیں صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کے پانچ بیٹے تحریر کئے ہیں(۱)۔**ابو الحسین علی الشاعر** (۲)۔ابوالمکارم محمد (۳)۔القاسم (۴)۔ابوالحسین محمد (۵)۔ابوالبرکات محمد

ان میں اول ابی برکات محمد بن ابوالحسن محمد الشاعر کی اولاد سے محمد بن محمد بن ابی البرکات محمد المذکور تھے جو بقول ابن عنبہ الشیخ شرف العبید لی کے دوست تھے

دوئم القاسم بن ابوالحسن محمد الشاعر آپ کی اولاد سے الشیخ الشریف نسابہ العالم الفاصل السید ابوعبداللہ حسین بن محمد بن ابی طالب بن القاسم المذکور تھے جن کو ابن طباطبا کہا جاتا ہے کتاب ھذا میں جہاں بھی ابن طباطبا کی روایت کا ذکر ہے وہ یہی موصوف ہیں۔بقول ابی الحسن عمری آپ نے علم الانساب پر بہت کچھ لکھا اور پڑھا اور آپ کا شمار کبار نسابین میں ہوتا ہے آپ کی روایات آج المجدی اور عمدۃ الطالب کی وجہ سے محفوظ میں جنہوں نے اپنی کتب میں آپ سے روایات نقل کیں۔

اعقاب ابوالحسین علی الشاعر بن ابوالحسن محمد الشاعر بن احمد الشاعر الاصفہانی

آپ کی اولاد میں چھ فرزند تھے(۱)۔ابوعبداللہ حسین النقیب اصفہان(۲)۔**ابو ھاشم طاھر** (۳)۔ابوالحسین احمد الشاعر اصفہانی (۴)۔**حسن** (۵)۔القاسم (۶)۔علی عماد الدین

اول ابوعبداللہ حسین الشاعر بن ابوالحسین علی بن محمد الشاعر کی اولاد سے تین بھائی ابی المعالی یوسف ضیاء الدین وابوالعز عبداللہ مجد الدین وابوالعلاء حیدرۃ نظام الدین بقول صامن ابن شدقم (۱۲) محرم الحرام (۱۰۸۷) کو یہ سادات الاشراف اصفہان کے تخت پر براجمان تھی اور یہ تین حضرات ابنان محمد جمال الدین بن یوسف ضیاء الدین بن ابی العز عبداللہ بن یوسف ضیاء الدین بن نظام الدین بن ضیاء الدین بن سلطان علی بن مرتضیٰ عز الدین بن یوسف ضیاء الدین بن حسین نظام الدین بن معین کمال الشرف بن محمد ضیاء الدین بن محمود رکن الدین بن محمد ضیاء الدین بن ابی القاسم حیدرۃ بن ابی شجاع حسین بن ابی طالب شہاب الدین بن ابی العلاء عباد بن حسن ابی العلاء بن ابوالعباس احمد بن ابوعبداللہ حسین المذکور

اعقاب ابی ہاشم طاہر بن ابوالحسین علی الشاعر بن ابوالحسن محمد الشاعر بن احمد الشاعر الاصفہانی

آپ کی اولاد میں پانچ فرزند تھے(۱)۔ابوالعلی الحسن (۲)۔ابراہیم (۳)۔ابوالفضل حمزہ (۴)۔ابوسعد ہاشم (۵)۔ابوعلی محمد

اول ابراہیم بن طاہر بن ابوالحسین علی الشاعر کے اعقاب میں محمد، علی، حسین، اسحاق ابنان علی بن محمد بن ابراہیم المذکور

دوئم ابوالفضل حمزہ بن ابی ہاشم طاہر بن ابوالحسین علی الشاعر کے اعقاب میں **سید عبد الکریم** اور السید علی الحکیم جد سادات آل حکیم ہیں اور دسویں سے گیارویں صدی ہجری کے مابین حرم امیر المومنینؑ کے منتظم رہے اور السید علی الحکیم بن سید مراد بن السید الامیر الشاہ اسد اللہ بن الامیر جلال الدین بن حسن بن علی مجد الدین بن قوام الدین بن اسماعیل بن عباد بن ابی المکارم بن عباد بن ابی المجد علی الملقب شہاب الدین عباد الامیر ابی الہاشم علی بن الامیر حمزہ ابی الفضل المذکور تھے (رسالۃ التذکرۃ فی انساب آل طباطبا از علامہ فقیہ نسابہ السید حسین بروجردی المتوفی ۱۳۸۰) وتحفۃ الاذھار ضامن بن شدقم) اور السید علی الحکیم بن السید مراد بن السید اسد اللہ کے اعقاب میں آیت اللہ السید محسن الحکیم طباطبائی الحسنی بن مہدی بن صالح بن احمد بن ابراہیم بن السید علی الحکیم المذکور تھے۔

اعقاب السید عبدالکریم بن السید مراد بن الامیر الشاہ اسد اللہ

آپ کی اعقاب میں ایک فرزند السید محمد طباطبائی بن السید عبدالکریم تھے جو عالم، فاضل، محقق تھے اور اصفہان میں پیدا ہوئے پھر بروجرد منتقل ہوئے آپ کا مزار بروجرد میں مرجع خلائق ہے آپ کے چار فرزند تھے (۱)۔السید علی ۔(۲)۔السید رضی (۳)۔السید مرتضی (۴)۔السید رضا درج متوفی ۱۱۷۹ ہجری (تذکرہ انساب آل السید محمد الطباطبائی صفحہ ۴۲) ان میں السید مرتضی بن سید محمد طباطبائی کی اولاد سے ایک بیٹا آیت اللہ سید مہدی بحر العلوم تھے جبکہ دیگر میں سے نسابہ الفقیہ العالم الفاضل آیت اللہ السید حسین بروجردی بن علی بن احمد علی نقی بن جواد بن مرتضٰی بن السید محمد طباطبائی المذکور تھے جن کے علم کا شہرہ یورپ اور امریکہ تھا اور کہا جاتا ہے کہ آئن سٹائن آپ سے بہت متاثر تھا۔

اعقاب حسن بن ابوالحسین علی الشاعر بن ابوالحسن محمد الشاعر

آپ کی اولاد سے العلامہ نسابہ العالم الفاضل صاحب کتاب المنتقلہ الطالبیہ ابی اسماعیل ابراہیم بن ناصر بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن المذکور تھے اور پھر بن ابوالحسین علی الشاعر بن ابوالحسن علی الشاعر بن ابوالحسن محمد الشاعر بن ابوعبداللہ احمد الشاعر الاصفہانی بن ابی جعفر محمد بن احمد الرئیس بن ابراہیم طبا طبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

آپ نے علم الانساب پر منفرد کتاب تحریر کی جس میں آل ابی طالب کے افراد کی تفصیل ان کے ہجرت کردہ علاقوں کے ساتھ لکھی گئی۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب تھی ایران میں یہ کتاب مہاجران ابی طالب کے نام سے بھی شائع ہو چکی ہے

مشجرات من السادۃ الطباطبائی الحسنی

السادۃ آل طباطبائی الحسنی کے کچھ مزید مشجرات جن کا ذکر ہم اصولی علم الانساب کے علاوہ کر رہے ہیں تاہم ان خاندانوں کی شُہرت بلدی اور سیادت کا

اعتراف نسابین نے کیا ہے۔اور یہ مشجرات مختلف الانساب کی کتب سے ہی حاصل کئے گئے ہیں

آیت اللہ سید محمد جواد تبریزی من علما نجف الاشرف بن میرزا احمد تقی طباطبائی تبریزی بن الحاج میرزا ابوالقاسم طباطبائی بن الشیخ اسلام میرزا علی الاصغر طباطبائی بن میرزا تقی القاضی بن محمد القاضی بن میرزا محمد علی القاضی بن صدر الدین محمد بن میرزا یوسف نقیب الاشراف بن علی الاکبر الملقب میر شاہ بن الامیر عبدالوہاب بن عبدالغفار بن عماد الدین بن فخر الدین حسن بن کمال الدین بن عماد الدین علی بن احمد بن ابوالحسین علی الشاعر بن ابی الحسن محمد الشاعر بن ابو عبداللہ احمد الاصفہانی بن ابوجعفر محمد بن احمد الرئیس بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ (الشجر ۃ الطیب السید فاضل علی موسوی الصفوی صفحہ ۳۳)

نسب نامہ الشریت آیت اللہ میرزا سید علی قدس بن میرزا محمد صادق بن محمد بن نصیر الدین الثالث بن صدر الدین ثانی بن نصر الدین بن میرزا صدر الدین محمد بن نصیر الدین احمد بن امیر محمد صالح بن حبیب اللہ الاردکانی بن زین العابدین بن نظام الدین بن رضا بن شمس الدین عز الدین بن یوسف بن مرتضیٰ بن ثابت محمد بن علاؤ الدین بن مرتضیٰ بن صدر الدین بن کمال الدین بن شہاب الدین علی بن ابوالمجد احمد بن عباد بن ابوالفضل حمزہ بن ابی ہاشم طاہر بن ابوالحسین علی الشاعر بن ابوالحسن محمد الشاعر بن ابوالحسن محمد الشاعر بن احمد الشاعر بن ابوجعفر محمد بن احمد الرئیس بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ (سراج الانساب)

نسب نامہ السادات طباطبا چشعقان قریہ حوالی اصفہان

السید جلال الدین سلطان بن شمس الدین محمد بن کمال الدین بن زین الدین امیر علی بن صدر الدین بن فخر الدین بن ہمایوں بن عماد الدین محمود بن جلال الدین شاہی بن تاج الدین حسن بن شہاب الدین علی بن عماد الدین بن السید ابوالمجدی بن عباد بن علی بن ابوالفضل حمزہ بن طاہر بن ابوالحسین علی االشاعر بن ابوالحسن محمد الشاعر بن احمد الشاعر الاصفہانی بن ابوجعفر محمد بن احمد الرئیس بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ (سراج الانساب صفحہ ۶۵)

اعقاب ابومحمد قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر

آپ کا نام القاسم کنیت ابومحمد اور لقب الرسی ہے اس توجیہ یہ ہے کہ آپ جبل الرس میں رہائش پذیر تھے تو آپ کا الرسی کہا گیا بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ عفیف النفس زاہد، پرہیزگار تھے آپ نے رضا آل محمد کی جانب لوگوں کو داعوت دی بقول عمری آپ نے وصی آل محمد کی جانب لوگوں کو دعوات دی آپ صاحب التصانیف تھے آپ کا تفصیلی ذکر الخلائق الوردیۃ فی احوال آئمہ الزیدیہ میں مرقوم ہے آپ نے ۷۷ سال کی عمر میں بمطابق ۲۴۶ھ کو جبل الرس میں وفات پائی آپ کو جمال الدین یا تر جمان الدین بھی کہا گیا آپ آئمۃ الزیدیہ میں سے تھے آپ کی والدہ ھند بنت عبدالملک بن سھل بن مسلم بن عبدالرحمان بن عمر بن سھل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن النصر بن مالک بن حسان بن عامر بن حسان بن لوی تھیں آپ اجلاء بنی ہاشم میں تھے

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی گیارہ بیٹیاں تھیں (۱)۔رقیہ (۲)۔مریم (۳)۔خدیجہ (۴)۔صفیہ (۵)۔ام سلمہ (۶)۔زینب (۷)۔حسنہ (۸)۔دلیلۃ (۹)۔اسماء (۱۰)۔حمدونہ (۱۱) کلثوم اور بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد سات فرزندان سے چلی جن میں (۱)۔یحییٰ العالم الرئیس نزل رملۃ (۲)۔ابومحمد حسن الرئیس المدینہ (۳)۔**ابو القاسم سلیمان** (۴)۔**ابو عبدالله حسین العالم العابد الفقیه** (۵)۔**ابو عبدالله محمد العالم العابد** آپ کی اولاد جبل الرس اور حجاز میں ہے (۶)۔**ابوالقاسم اسماعیل الرئیس** (الفخری میں کنیت ابوابراہیم لکھی ہے) بمصر آپ کی وفات (۱۶۳)ھ میں وئی آپ کی والدہ ام الولد مغربیہ تھیں جن کا نام مونسہ تھا (۷)۔موسیٰ قبر بمصر

ان میں اول یحییٰ العالم الرئیس بن قاسم الرسی کی اولاد رملہ میں تھی اور وہاں انکے اعقاب موجود تھے (عمدۃ الطالب) دوئم حسن بن ابومحمد القاسم الرسی آپ مدینے سے رئیس اور سید تھے آپکے دو فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔ابراہیم ان میں محمد بن حسن کی اولاد سے علیان بن محسن بن عبداللہ بن محمد المذکور تھے جن کا مزار مشہد عبیداللہ بن امیر المومنین علی بن ابی طالب کے مزار میں ہے پھر ابراہیم بن حسن بن القاسم الرسی کے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔قاسم الجمال اور (۲)۔محمد ان میں قاسم الجمال بن ابراہیم بن حسن کے چار فرزند تھے (۱)۔ابی خلاط علی المعروف معمر (۲)۔محمد (۳)۔ابراہیم (۴)۔حسین پھر محمد بن ابراہیم بن حسن ایک ایک بیٹا یحییٰ تھا جس کے اعقاب میں کثیر اولاد تھی (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۵۷)

اعقاب ابوالقاسم اسماعیل بن ابومحمد القاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپکے اعقاب میں صرف ایک فرزند ابوعبداللہ محمد الشعرانی بن اسماعیل تھے جو مصر میں نقیب الطالبین تھے آپ کے اعقاب میں سات فرزند تھے (۱)۔ابی محمد عیسیٰ (۲)۔ابی محمد القاسم (۳)۔ابی الحسین یحییٰ (۴)۔ابوالحسن علی (۵)۔ابومحمد جعفر (۶)۔ابوالقاسم احمد (۷)۔ابو ابراہیم اسماعیل

اول ابی محمد عیسیٰ اور دوئم ابی محمد القاسم کے اعقاب کا تذکرہ صاحب عمدۃ الطالب نے نہیں کیا دوئم ابی الحسین یحییٰ بن ابوعبداللہ محمد الشعرانی سے اعقاب میں ایک فرزند حسن بن ابی الحسین یحییٰ تھا

سوئم ابوالحسن علی بن ابوعبداللہ محمد الشعرانی آپ کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔ابواسماعیل ابراہیم (۳)۔حسن

چہارم ابومحمد جعفر بن ابی عبداللہ محمد الشعرانی کے اعقاب میں ایک فرزند ابوعلی الحسین تھے اور ان کے اعقاب میں تین فرزند (۱)۔یحییٰ

(۲)۔علی (۳)۔ابراہیم تھے

پنجم ابوابراہیم اسماعیل بن ابوعبداللہ محمد الشعرانی آپ اپنے والد کے بعد نقیب مصر منتخب ہوئے آپ کے اعقاب میں ایک فرزند ابی العباس ادریس تھے اور ابی العباس ادریس بن اسماعیل کے اعقاب میں تین فرزند (۱)۔محمد (۲)۔عبداللہ اور (۳)۔اسماعیل تھے

ششم ابوالقاسم احمد بن ابوعبداللہ محمد الشعرانی آپ اپنے بھائی اسماعیل کے بعد نقیب مصر بنے آپ کی وفات (۳۴۵) ھ کو ہوئی (تاریخ ارخہ بن فلکان والسیوطی) آپ کے اعقاب میں چھے فرزند تھے (۱)۔ابراہیم (۲)۔اسماعیل (۳)۔علی (۴)۔ابی الحسین عبداللہ (۵)۔ابی عبداللہ محمد الملقب بالقرقیس (۶)۔یحییٰ

اول ابراہیم بن ابوالقاسم احمد بن ابوعبداللہ محمد الشعرانی کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔ابوعبداللہ حسین (۲)۔ابوالحسن علی (۳)۔ابوالقاسم احمد ان میں سے ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم نقیب مصر تھے بقول ابن عنبہ آپ جمیع الفضائل اور کثیر المحاسن تھے آپ کے چار فرزند تھے (۱)۔ابراہیم (۲)۔اسماعیل (۳)۔علی (۴)۔طاہر اور ان سب کی اولاد تھی

پھر ابو الحسن علی بن ابراہیم آپکے تین فرزند تھے (۱)۔عبداللہ (۲)۔محمد (۳)۔یحییٰ پھر ابو القاسم احمد بن ابراہیم آپ کے بھی تین فرزند (۱)۔محمد (۲)۔ابراہیم اور (۳)۔علی تھے

دوئم ابوالحسین عبداللہ بن ابی القاسم احمد بن ابوعبداللہ محمد الشعرانی آپکے دو پسران تھے (۱)۔ابوالقاسم احمد (۲)۔محمد ان میں محمد بن ابوالحسین عبداللہ کے ایک فرزند القاسم بن محمد القاضی شام تھے

سوئم ابوعبداللہ محمد الملقب قرقیس بن ابوالقاسم احمد بن ابوعبداللہ محمد الشعرانی کے اعقاب میں پانچ فرزند تھے (۱)۔عبداللہ (۲)۔اسماعیل (۳)۔ابی القاسم احمد (۴)۔مسلم (۵)۔ابوعبداللہ حسین (از تشجیر عمدہ الطالب قدیمی بخط یونس موصلی)

اعقاب سلیمان بن ابی محمد القاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا

آپ کے اعقاب میں بقول جمال الدین ابن عنبہ تین پسران تھے (۱)۔علی الفارس (۲)۔ابراہیم (۳)۔موسیٰ قتیل بصنعاء

ان میں اول علی الفارس بن سلیمان بن ابی محمد القاسم الرسی آپ کا ایک فرزند محمد بن علی الفارسی اور محمد بن علی الفارس کے اعقاب میں چار فرزند (۱)۔محمد (۲)۔علی (۳)۔حسین (۴)۔القاسم العدل

دوئم ابراہیم بن سلیمان بن ابی محمد القاسم الرسی کے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔محمد الملقب توزون بصرۃ اور (۲)۔احمد ان میں محمد الملقب توزون بن ابراہیم بقول عمری آپکے اعقاب میں ابی منصور جعفر بن احمد بن محمد الملقب توزون المذکور تھے اور ان میں احمد بن ابراہیم کی اولاد سے موھوب ابوالحسن دلال الدقیق بن ابی الیل عبداللہ بن احمد المذکور تھے

سوئم موسیٰ قتیل بصنعاء بن سلیمان بن ابی محمد القاسم الرسی آپ کے اعقاب میں ایک فرزند ابوالحسن محمد بن موسیٰ تھا جسکی اولاد منتشر ہوگئی

اعقاب ابوعبداللہ حسین بن ابومحمد القاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا

بقول ابن عنبہ آ پکی اولا د دوفرزندان سے چلی (۱)۔ابوالحسین یحییٰ الھادی (۲)۔**ابو محمد عبدالله السید العالم** اور آپ دونوں کی والدہ فاطمۃ بنت حسن بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن المثنیٰ بن حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ اول ابو الحسین یحییٰ ھادی السید جلیل فارس مصنف شاعر اور آئمۃ الزیدیہ میں سے تھے آپ نے ۲۸۰ء ایام المعتضد باللہ میں یمن میں طاہر ہوئے اور ہادی الی الحق کے لقب سے شہرت پائی خود جہاد کرتے اور صوف کا جبہ پہنتے تھے آپ نے فقہ میں بڑی ضخیم تصانیف کی ہیں جو مذہب حنفیہ کے قریب ہیں آپ نے ۲۹۸ ھ کو یمن میں ہی وفات پائی اور آپ کی اولاد سے مذہب زیدیہ کے امام اور یمن کے بادشاہ ہیں بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اعقاب تین فرزندان سے چلی (۱)۔ابوالقاسم محمد المرتضیٰ المعروف الداعی (۲)۔ابوالحسین احمد الناصر دین اللہ ان دونوں کی والدہ فاطمۃ بنت حسن بن القاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا تھیں اور (۳)۔ابومحمد حسن الفیلی آپ کی والدہ ام الولد تھیں اور آپ نجران میں قتل ہوئے۔ان میں اول ابوالقاسم محمد المرتضیٰ بن ابوالحسین یحییٰ الھادی بن ابوعبداللہ حسین آپ اپنے والد کے بعد حکمران ہوئے آپ کے اعقاب میں ایک جماعت تھی جن میں علی، ابراہیم، حسن الدتج اور بقول ابن طبا طبا، حسین بھی تھے۔

ان میں حسن التج بن ابوالقاسم محمد مرتضیٰ بن ابوالحسین یحییٰ الھادی کا ایک فرزند ابوعبداللہ یحییٰ تھا اور اس ابوعبداللہ یحییٰ کے دوفرزند تھے (۱) ابوالعساف محمد (۲)، ابوہاشم حسن ان میں ابوالعساف محمد کی اولاد آل ابی العساف سے معروف تھی اصفہان میں تیسری ہجری تک تھے۔

پھر ابوہاشم حسن بن یحییٰ بن حسن التج بن ابوالقاسم محمد المرتضیٰ کے اعقاب میں (۱)۔داعی نسابہ (۲)۔رضی (۳)۔عبداللہ (۴)۔علی تھے اور ان حضرات کی اولاد سار یہ، خوزستان، رے میں گئی۔

دوئم ابوالحسین احمد الناصر دین اللہ بن ابوالحسین یحییٰ الہادی بقول ابن عنبہ آپ اکابرین آئمۃ الزیدیہ میں سے تھے جمیع الفضائل اور کثیر المحاسن تھے آپ کی وفات ۳۲۴ھ کو ہوئی آپ کی اولاد میں بقول ابن عنبہ ایک جماعت تھی جن میں سے نوفرزندان کا ذکر ابن عنبہ نے کیا ہے جن میں (۱)۔محمد بن احمد الناصر حلب کی طرف مراجت کی اولاد حلب اور مصر میں ہے (۲)۔ابوالفضل رشید بن احمد الناصر بقول الشیخ ابوالحسن عمری آ پکی اولاد حلب میں ہے (۳)۔حسین بن احمد الناصر آپ کی اولاد یمن میں ہے (۴)۔ابوغطش ابراہیم بن احمد الناصر (۵)۔اسماعیل بن احمد الناصر آ پکی اولاد خوزستان میں ہے (۶)۔ابوالحمد داؤد بن احمد الناصر آپ اہل شیوخ اور فضلاء میں سے تھے عراق میں آپ کی اولاد میں القاضی المجلی ابومحمد بن داؤد المذکور تھے، خوزستان میں داخل ہوئے اور انکی اولاد اھواز اور واسط میں ہے (۷)۔حسن بن احمد الناصر آپ کو اپنے والد کے بعد حکومت ملی آپ کا لقب المنتجب اللہ دین تھا (۸)۔یحییٰ بن احمد الناصر آپ نے امامت کیلئے اپنے بھائی کا قتل کیا آپ کا لقب منصور تھا (۹)۔القاسم المختار بن احمد الناصر آپ کنیت ابامحمد تھی اور آپ آئمۃ زیدیہ میں سے تھے آپ کا ایک فرزند محمد المستنصر تھا جس کے آگے تین فرزند (۱)۔یوسف (۲)۔عبداللہ المعتضد اور (۳)۔ابراہیم الموید تھے۔

اعقاب ابومحمد السید العالم عبداللہ بن ابوعبداللہ حسین بن ابومحمد القاسم الرسی

صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کے اعقاب میں کثیر جماعت کا ذکر کیا ہے لیکن ذکر فقط دو ابنان کا کیا ہے (۱)۔اسحاق (۲)۔یحییٰ ان میں اول اسحاق بن السید العالم عبداللہ بن ابوعبداللہ حسین کے اعقاب میں کثیر جماعت بادیہ حجاز میں موجود تھی۔دوئم یحییٰ بن ابومحمد السید العالم عبداللہ آپ کی اولاد سے حمزہ نفس زکیہ بن حسن بن عبدالرحمان بن یحییٰ المذکور تھے آپ کی اولاد میں زیدیہ امامت کا سلسلہ جاری رہا آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔احمد بن حمزہ نفس زکیہ (۲)۔علی بن حمزہ نفس ذکیہ ان میں اول احمد بن حمزہ بن حسن کی اولاد سے الشریف الشیخ نسابہ العالم السید رضی الدین حسن المدنی بن قتادہ بن مزروع بن علی بن مالک بن احمد المذکور تھے دوئم علی بن حمزہ نفس ذکیہ بن حسن کی اولاد سے الامام عبداللہ امام الزیدیہ بن حمزہ الثالث بن سلیمان بن حمزہ الثانی التقی آئمۃ الزیدیہ صاحب الامر بن علی المذکور تھے بمطابق کتاب حامش الاصل عبداللہ الامام کی وفات (۶۱۹)ھ کو ہوئی لیکن کتاب ریاض الفکر میں امام احمد بن یحییٰ بن مرتضیٰ بن احمد بن مرتضیٰ بن مفضل بن حجاج المولود کے بقول کہ عبداللہ امام کی ولادت (۵۳۱) ہجری کو ہوئی (۵۹۴) میں امارت سنبھالی اور (۶۱۴) میں فوت ہوئے۔

اعقاب ابوعبداللہ محمد بن ابومحمد القاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا

بقول صاحب عمدۃ الطالب آپ کی اولاد تین فرزندان سے چلی (۱)۔ابومحمد القاسم الرئیس (۲)۔**ابراھیم** (۳)۔ابومحمد عبداللہ الشیخ المعروف مسجد اوران حضرات کی والدہ فاطمۃ بنت محمد بن جعفر صحصح بن عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین تھیں (جبکہ کتاب الفخری فی انساب الطالبین میں فاطمہ بنت جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام سجادؑ ہے

اول ابومحمد القاسم الرئیس بن ابوعبداللہ محمد بن ابومحمد القاسم الرسی کی اولاد سے رمضان بن علی بن عبداللہ بن مفرج بن موسیٰ بن علی بن ابومحمد القاسم الرئیس المذکور تھے اوراس رمضان بن علی بن عبداللہ کے دو فرزند تھے (۱)۔محمد بن رمضان (۲)۔حسن بن رمضان ان میں محمد بن رمضان بن علی کا ایک بیٹا السید تاج الدین علی النقیب النقباء المعروف بابن طقطقی تھا اورحسن بن رمضان بن علی کے اعقاب میں ایک بیٹا شمس الدین علی تھا جسکی والدہ امیرۃ بنت الطقطقی تھیں پھر شمس الدین علی بن حسن بن رمضان کے اعقاب میں ہی بیٹا ابی الحسن تاج الدین علی تھا پھراس تاج الدین علی بن شمس الدین علی کے دو بیٹے تھے (۱)۔ابوجعفر محمد جلال الدین جو متولی النقابہ حلہ اورمشاہد کے تھے اور (۲)۔صفی الدین ابوعبداللہ محمد بن ابوالحسن تاج الدین علی المعروف بابن طقطقی الحسنی صاحب کتاب الاصیلی فی الانساب الطالبین آپ کی والدہ موسویہ تھیں جو معد بن رافع الموسوی کے گھر سے تھیں آپ کے والد بزرگوار تاج الدین علی کے بارے میں السید شہاب الدین نجفی مرعشی نے مقدمہ کتاب اللباب صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے کہ وہ علامہ نسابہ ولی نقابۃ العلویین نجف وکربلا اورحلہ تھے اورانہوں نے نسب پر کتاب بھی تحریر کی اور بقول عبدالرزاق الشیبانی المعروف ابن فوطی فی کتاب الحوادث الجامعہ کہ تاج الدین علی کا قتل ۶۷۲ س میں بغداد میں ہوا آپ کی والدہ معد بن علی الموسوی کے گھر سے تھیں اورایک جماعت اہل حلہ سے آپ پر تلواروں سے حملہ کیا حتیٰ کہ آپ قتل ہوگئے اوراسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ کہ ایک بڑے بھائی جلال الدین محمد نے نصر الدین طوسی کی بیٹی سے شادی کی اور بعد میں طلاق دے دی اورآپ کے خاندان کا نام طقطقی امیرۃ بنت طقطقی کی وجہ سے پڑھ گیا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں

السید صفی الدین ابی عبداللہ محمد کی تحریر کردہ کتب میں سے سب سے زیادہ مشہور و معروف (۱)۔کتاب الاصیلی فی الانساب الطالبین ہے اس کے علاوہ بھی آپ نے کتابیں تحریر کیں جن میں (۲)۔الفخری فی الاداب السلطانیہ والاول الاسلامیہ (۳)۔تجارت السلف (۴)۔مفیہ الفضلاء فی التاریخ الخلفاء والوزراء (۵)۔کتاب التاریخ (۶)۔کتاب الغایات وغیرہ (۷) جب کہ ایک کتاب مشاہیر الطالبیہ جس کی حوالہ وحواشی ہمارے ایک دوست محقق نسابہ سید علاء الموسوی نے لکھی۔ جو شام سے جرمنی ہجرت کر گئے ہیں نے اپنی تحقیق سے نجف الاشرف سے شائع کروائی

اعقاب ابراہیم بن ابوعبداللہ محمد بن ابومحمد القاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا

آپ کا ایک فرزند تھا جس کا نام زید الاسود بن ابراہیم تھا جن کو عضد الدولہ دیلمی بن بویہ نے بیت المقدس بلایا اور اپنی بہن کی شادی زید الاسود سے کردی پھر جب بہن فوت ہوئی تو بیٹی شاہان دخت کی شادی ان سے کردی آپکی کثیر اولاد شیراز میں اہل ریاست و وجاہت اور قضاوت و نقابت تھی آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔حسین ان میں حسین بن زید الاسود کا ایک بیٹا زید بن حسین تھا جسکے دو فرزند تھے (۱)۔نزار (۲)۔محمد اور ان میں اول نزار بن زید بن حسین کی اولاد سے عزیز بن العدل بن نزار المذکور تھے دوئم محمد بن زید بن حسین کی اولاد سے جعفر بن حسین بن محمد المذکور تھے اور اس جعفر بن حسین کے دو فرزند (۱)۔اسحاق اور (۲) اسماعیل تھے

اول اسحاق بن جعفر بن حسین کی اولاد سے قاضی شرف الدین محمد بن اسحاق المذکور تھے آپکی اولاد میں شیراز کی نقابت اور ریاست رہی دوئم اسماعیل بن جعفر بن حسین کا ایک فرزند ابراہیم تھا اور اس ابراہیم بن اسماعیل کے دو فرزند (۱)۔حمزہ اور (۲)۔حسین تھا اول حمزہ بن ابراہیم کی اولاد سے قطب الدین ابی زرعہ محمد بن علی بن حمزہ المذکور تھا دوئم حسین بن ابراہیم کی اولاد سے السید الامیر الجلیل ابومحمد فخر الدین حسن بن احمد بن حسن بن حسین بن ابراہیم بن اسماعیل بن جعفر بن حسین بن محمد بن زید بن حسین بن زید الاسود بن ابراہیم بن ابوعبداللہ محمد بن قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب تھے اور یہاں اولاد ابومحمد القاسم الرسی بن ابراہیم طباطبابن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ السبط بن امام علیؑ بن ابی طالب اور یہ نسل تمام ہوئی۔

باب ششم فصل سوئم

اعقاب حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام

آپکا نام حسن اور لقب مثلث اور کنیت ابوعلی تھی مثلث آپ کو اس لئے کہتے ہیں کہ آپ امام حسن کے بعد حسن مثنیٰ اور پھر آپ لگا تار حسن نامی افراد ہیں یعنی تیسرے حسن آپ کی والدہ فاطمۃ بنت امام حسین السبط الشہید بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ تھیں آپ کے چھے فرزند تھے (۱)۔طلحہ (۲)۔عباس (۳)۔حسن درج صغیر (۴)۔ابراہیم (۵)۔عبداللہ الملقب فاضل (۶)۔**علی العابد**۔حسن المثلث بن حسن المثنیٰ کی وفات بھی منصور الدوانقی لعین کی قید میں ۱۴۵ھ کو ہوئی ان کی عمر ۶۸ سال تھی ابوالفرج اصفہانی روایت کرتا ہے کہ جب عبداللہ المحض کو منصور نے قید کیا تو حسن المثلث نے قسم کھائی کہ جب تک عبداللہ المحض قید رہے میں بدن پر تیل اور آنکھوں میں سرمہ نہ لگاؤں گا اور نہ اچھے کپڑے پہنوں گا نہ ہی لذیز غذا کھاؤں گا اسی لئے منصور دوانقی نے آپ کو حاز کہا یعنی زینت چھوڑنے والا آپ عالم فاضل اور صاحب الورع تھے آپ مذہب زیدیہ پر تھے آپ کے چھے بیٹے تھے جن کا ذکر درج ذیل ہے۔

اول طلحہ بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ آپ کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن محمد بن عبدالرحمان بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھا تھیں اور آپ کی اولاد کا ذکر نہیں یعنی آپ کی اولاد نہ تھی۔

دوئم عباس بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ

آپ کا ذکر ابی الحسین یحییٰ نسابہ نے ان اشخاص میں کیا ہے جو منصور کی قید میں فوت ہوئے آپ بنی ہاشم کے ان نوجوانوں میں سے تھے جنھیں جب منصور قید کر کے لے جارہا تھا تو انکی والدہ نے فریاد کی کہ رک جاؤ میں اسکی خوشبو سونگ لوں اور اسے گلے لگالوں خبیث کہنے لگے تمہاری یہ مراد اس زندگی میں پوری نہیں ہوگی عباس نے ۱۴۵ھ زندان میں ہی وفات پائی اس وقت آپ کی عمر ۳۵ برس تھی آپ صاحب اولاد تھے آپ کا ایک فرزند علی بن عباس تھا جس کا ذکر ابوالحسین یحییٰ نسابہ نے منصور دوانقی کے قیدیوں میں کیا مگر یحییٰ نسابہ نے آپ کی وفات زندان میں نہ لکھی اور بقول الشیخ عباس قمی علی بن عباس بغداد میں آئے اور لوگوں کو اپنی جانب دعوت دی ایک گروہ زیدیہ نے انکی داعوت قبول کی اس پر خلیفہ مہدی عباسی نے آپ کو قید کرلیا اور حسین بن علی صاحب فخ کی سفارش پر چھوڑ دیا لیکن رہائی سے قبل آپ کو زہر دے دی اور زہر نے اپنا اثر شروع کر دیا جب آپ مدینے پہنچے تو بدن کا گوشت زہر کے اثر سے فاسد ہو چکا تھا اور اعضاء بدن ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے حتیٰ تین دن کے اندر آپ فوت ہوگئے آپ کی اولاد کا ذکر نہیں ہے (احسن المقال صفحہ ۳۲۴)

سوئم حسن بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ آپ کا انتقال بچپن میں ہوا چہارم ابراہیم بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ آپ کے حالات وواقعات کسی نے تحریر نہ کئے پنجم عبداللہ الملقب فاضل بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ بقول ابی الحسن عمری آپ کی وفات قید میں ہوئی ابی الحسین یحییٰ نسابہ نے بھی آپ کی وفات منصور کی قید میں لکھی ہے الشیخ عباس قمی لکھتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابوجعفر تھی اور آپ کی والدہ ام عبداللہ بنت عامر بن بشر بن عامر ملاعب الاسنہ تھیں آپ کو منصور دوانقی نے آپ کے بھائی علی العابد اور سادات حسنی کے ساتھ قید کیا جب مدینہ سے باہر نکل کر زبدہ کے قریب قصر نفیس جو

مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر پہنچے تو منصور نے لوہاروں کو حکم دیا کہ انہیں طوق اور زنجیر پہنا دیں پس ہر ایک کو طوق اور زنجیر پہنائے گئے عبداللہ بن حسن المثلث کی ہتھ کڑیوں کے کڑے بہت تنگ تھے انہیں بہت تکلیف ہو رہی تھی عبداللہ کی آہ نکل گئی ان کے بھائی علی العابد بن حسن المثلث نے جب یہ دیکھا۔ تو قسم دی کہ ان کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ان سے بدل دی جائیں کیونکہ علی العابد کی ہتھکڑیوں کے حلقے وسیع تھے پس علی العابد نے عبداللہ کے زنجیر لے لی اور اپنے انکو دے دی عبداللہ چالیس سال کی عمر میں عیدالاضحیٰ کے روز قید خانہ میں بمطابق (۱۴۵) ھ کو وفات پا گئے

اعقاب علی العابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ

آپ کا نام علی العابد لقب ذوالثفنات کنیت ابوالحسن اور آپ کو علی الخیر بھی کہتے ہیں آپ کی والدہ ام عبداللہ فاطمہ بنت عامر بن عبداللہ بن بشر بن عامر ملاعب الاسنہ بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں آپ کو زوج الصالح بھی کہتے ہیں کیونکہ آپ کی زوجہ زینب بنت عبداللہ محض بن حسن بن حسن بن علیؑ تھیں۔

آپ عبادت میں اسقدر حضور القلب تھے کہ ایک مرتبہ مکہ کے راستے میں آپ نماز میں مشغول تھے کہ ایک سانپ آپکے لباس میں داخل ہو گیا لوگ چیخے چلائے کہ سانپ تیرے لباس میں داخل ہو گیا ہے لیکن آپ جوں کے توں عبادت میں مشغول رہے حتیٰ کہ سانپ لباس سے نکل گیا اور کوئی اضطراب یا تغیر حال پیدا نہ ہوا روایت ہے کہ ابوجعفر منصور کی قید ایسی سخت تھی کہ تاریک زندان تھا اس میں دن رات کا امتیاز نہ کیا جا سکتا تھا اور اوقات نماز کا تعین علی العابد کی تسبیح اوراد سے کیا جاتا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دفعہ عبداللہ محض نے قید خانہ کی سختی کے بوجھ کی وجہ سے علی العابد سے کہا آپ ہماری مصیبت دیکھ رہے ہیں خداوند عالم سے دعا نہیں کرتے کہ وہ ہمیں اس سختی سے نجات دے علی العابد نے کافی دیر کوئی جواب نہ دیا پھر کہا اے چچا ہمارے لئے جنت میں ایک خاص مقام ہے جہاں ہم بغیر اس مصیبت کے نہیں پہنچ سکتے۔ اور منصور دوانقی کیلئے جہنم میں ایک درجہ ہے جہاں وہ اس ظلم کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔ جو آپ دیکھ رہے ہیں ہم ان شدائد پر صبر کرتے ہیں بہت جلد ہمیں راحت اور آرام حاصل ہوگا کیونکہ ہماری موت قریب ہے اگر آپ چاہیں تو میں دعا کرتا ہوں لیکن جو منصور کے لئے دوزخ میں مقام ہے اس تک نہ پہنچے گا عبداللہ کہنے لگے ہم صبر کریں گے۔ پس تین دن نہ گزرے تھے کہ زندان میں جان دے کر راحت اور آرام حاصل کر گئے علی العابد بن حسن المثلث نے حالت سجدہ میں رحلت فرمائی عبداللہ کو خیال آیا کہ بھتیجا سو گیا ہے لہذا اسے بیدار کرو جب آپ کو حرکت دی گئی تو آپ تو بیدار نہ ہوئے لہذا سمجھ گئے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں آپ نے ۲۶ محرم ۱۴۵ ہجری کو ۴۵ سال کی عمر میں وفات پائی بعض سادات حسنی جو منصور کی قید میں تھے روایت کرتے ہیں کہ ہم سب کو بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا گیا ہماری بیڑیوں کے حلقے وسیع تھے جب نماز پڑھنا چاہتے تھے یا سونے لگتے تھے تو پاؤں باہر نکال لیتے تھے اور جب زندان بان آتا تو اس کے ڈر سے پاؤں حلقوں میں ڈال لیتے تھے لیکن علی عابد بن حسن المثلث نے کبھی پاؤں بیڑیوں سے باہر نہیں نکالے اور کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں اپنے پاؤں بیڑیوں سے باہر نہیں نکالوں گا یہاں تک کہ وفات پاؤں اور خدا مجھے اور منصور کو جمع کرے اور پوچھے کہ کس وجہ سے اس نے مجھے قید کیا۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی چار بیٹیاں (۱)۔ رقیہ (۲)۔ فاطمہ (۳)۔ ام کلثوم (۴)۔ ام الحسن تھیں اور پانچ بیٹے (۱)۔ محمد (۲)۔ عبداللہ یہ دونوں درج یعنی بے اولاد تھے (۳)۔ عبدالرحمان بن علی العابد آپ کے اعقاب میں ایک بیٹی رقیہ تھیں (۴)۔ **حسین الشهید جنگ فخ**

(۵)۔اورحسن المکفوف جن سے آپ کی اولاد چلی ان سب بیٹوں کی والدہ زینب بنت عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط علیہ السلام تھیں ۔
اور یہ زینب بنت عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط صالحہ اور عابدہ تھی اور شوہر علی العابد بن حسن المثلث بھی اسی وجہ سے صالح الزوج کہلاتے تھے
اور جب منصور نے انکے چچازاد بھائیوں، چچاؤں اور شوہر کو قتل کیا تو ہمیشہ پلاس کا لباس پہنی رہی یہاں تک کہ دنیا سے رحلت کیا اور ہمیشہ گریہ کرتی رہیں

تذکرہ جنگ فخ وذکر ابوعبداللہ حسین بن علی العابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ

آپ کی والدہ زینب بنت عبداللہ محض بن حسنی مثنیٰ تھیں ۔آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام حسین بن علی العابد تھا آپ کی جلالت اور فضیلت بہت زیادہ ہے اور فخ مکہ سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے جہاں حسین بن علی العابد اپنے اہل بیت کے ساتھ شہید ہوئے ابی نصر بخاری سے نقل ہے کہ امام محمد تقی الجواد علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعہ کربلا کے بعد ہم اہلبیتؑ کے لئے فخ سے بڑی قتل گاہ نہیں دیکھی گئی ابوالفرج اصفہانی نے اپنی سند کے ساتھ امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ جناب خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ مقام فخ سے گزرے وہاں نزول اجلال فرمایا اور نماز میں مشغول ہو گئے جب دوسری رکعت کو پہنچے تو رونے لگے اور آپ گریہ کی وجہ سے لوگ بھی رونے لگے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے رونے کا سبب پوچھا تو لوگوں نے کہا آپ کے گریہ کی وجہ سے ہم بھی رونے لگے تو آپ نے فرمایا جب میں پہلی رکعت میں تھا تو جبرائیل نازل ہوا اور بتایا کہ اے محمدؐ اس جگہ آپ کی اولاد میں سے ایک شخص شہید ہوگا جس کے ساتھ شہید ہونے والوں کو دو شہیدوں کا ثواب ملے گا نصر بن قرواش سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو کچھ جانور کرایہ پر مدینہ سے مکہ کے لئے دیئے جب ہم نے بطن مرسے (جو ایک مقام کا نام ہے) کوچ کیا تو حضرت نے فرمایا جب مقام فخ پر پہنچیں تو مجھے بتانا میں نے عرض کی کیا آپ کو معلوم نہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ نیند آجائے اور ہم یہاں سے گزر جائیں راوی کہتا ہے جب ہم مقام فخ پر پہنچے تو میں نے حضرت کے محمل کو حرکت دی آپ نے فرمایا میرا اونٹ قطار سے الگ کر دو اور باقی اونٹ متصل کر دو میں نے ایسا ہی کیا آپ کا اونٹ سڑک سے الگ کر دیا آپ نے ظروف منگا کر وضو کیا نماز پڑھی اور سوار ہو گئے میں نے پوچھا آپ پر قربان جاؤں یہ کیا مناسک حج میں داخل ہے آپ نے فرمایا نہیں ۔یہاں پر ہم اہلبیت میں سے ایک شخص شہید ہوگا جن کی ارواح جسم سے پہلے جنت میں چلی جائیں گی ۔خلاصہ یہ کہ حسین بن علی العابد جلیل القدر سخی الطبع تھے حسن بن ہذیل سے مروی ہے آپ کا ایک باغ تھا جو آپ نے چالیس ہزار درہم میں فروخت کیا اور رقم آپ نے اپنے گھر کے دروازے پر ڈال دی اور مٹھی بھر بھر کر مجھے دیتے تھے اور میں فقرا اور اہل مدینہ میں جا کر تقسیم کرتا تھا اور آپ خود خالی ہاتھ گھر گئے ۔آپ کی شہادت کا واقعہ اسطرح ہے کہ جب ہادی بن مہدی عباسی تخت نشین ہوا تو اسحاق بن عیسیٰ بن علی کو والی مدینہ بنایا یہ شخص عبدالعزیز بن عبداللہ کے نام سے مشہور تھا اور خلیفہ ثانی عمر ابن خطابؓ کی اولاد سے تھا یہ شخص علوی حضرات سے سخت برتاؤ کرتا تھا اور ہمیشہ ان کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا تھا۔اس نے یہ دستور مقرر کیا تھا کہ ہر روز علوی اس کے پاس آئیں اور ہر ایک کو دوسرے کا کفیل مقرر کیا تھا ان میں سے حسین بن علی العابد اور یحییٰ صاحب الدیلم بن عبداللہ المحض اور حسن بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ محض کو ضامن قرار دیا کہ علویوں میں سے جسے وہ عبدالعزیز بن عبداللہ چاہیے یہ حضرات پکڑ کرا سکے پاس لے آئیں گے یہ کیفیت یونہی چلتی رہی حتیٰ کہ ستر آدمی شیعہ مختلف شہروں سے حج کیلئے روانہ ہوئے اور جب وہ مدینہ آئے تو بقیع بن افلح کے گھر ان کا قیام تھا اور ہمیشہ حسین بن علی العابد اور باقی علوی حضرات سے ملاقات کرتے یہ خبر جب عبدالعزیز بن عبداللہ کو پہنچی تو

اسے اچھا نہ لگا اس سے پہلے اس نے حسن بن محمد بن عبداللہ محض اور ابن جندب ھذ لی اور عمر خطابؓ کے ایک ملازم کو ساتھ گرفتار کر چکا تھا اور مشہور یہ کر دیا کہ انہوں نے شراب پی رکھی تھی ان پر حد جاری کی جائے۔اور حسن بن محمد بن عبداللہ محض کی گردن میں رسی ڈال کر ان کو ننگی پشت کے ساتھ مدینہ میں پھرایا جائے خلاصہ یہ کہ جب عبدالعزیز بن عبداللہ نے شیعوں کی مدینے میں آنے کی خبر سنی تو علویوں کی روزانہ پیشی میں سختی کر دی اور ابو بکر بن عیسیٰ جو لاہے کو ان کا نگران مقرر کر دیا پس جمعہ کے دن ان کو پیشی کے لیے حاضر کیا گیا انہیں اجازت نہ تھی کہ وہ واپس اپنے گھروں کو جائیں یہاں تک کہ نماز کا وقت آ گیا اور ان کو حکم دیا جا کر وضو کر و اور مسجد میں نماز کیلئے حاضر ہوں ابن حائک نے انہیں جمع کیا اور مقصورہ میں نماز عصر تک انہیں قید رکھا پھر انہیں بلایا تو حسن بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ محض کو ان میں نہ پایا تو یحییٰ صاحب الدیلم اور حسین بن علی العابد سے کہا کہ حسن کو حاضر کر و ورنہ تمھیں قید کر لیا جائے گا ان کے اور ابن حائک کے درمیان کافی باتیں ہوئیں یہاں تک کہ یحییٰ صاحب الدیلم نے اس کو گالی دی اور باہر چلے آیا ابن حائک نے یہ خبر عبدالعزیز بن عبداللہ کو دی تو اس نے حسین اور یحییٰ صاحب الدیلم کو بلایا اور ڈرایا دھمکایا اور کہا حسن بن محمد بن عبداللہ محض کو حاضر کر و ورنہ میں سویقہ (بازار) کو خراب کر دوں گا یا آگ لگا دوں گا اور حسین بن علی العابد کو ہزار تازیانے لگاؤں گا اور حسن بن محمد کی گردن اڑا دوں گا یحییٰ صاحب الدیلم نے قسم کھائی کہ میں آج رات تک نہیں سوؤں گا جب تک حسن بن محمد کو تیرے گھر نہ لے آؤں پس دونوں عبدالعزیز کے گھر سے نکلے حسین نے یحییٰ سے کہا تم نے قسم کھائی ہے کہ حسن کو عبدالعزیز کے پاس لے جاؤں گے یحییٰ نے کہا ہاں میری مراد یہ تھی کہ حسن بن محمد کو اپنی تلوار کے ساتھ حاضر کروں گا اور عبدالعزیز کا سر قلم کروں گا حسین بن علی العابد نے کہا یہ بات بھی اچھی نہیں ہمارے خروج کی مدت ابھی باقی ہے خلاصہ یہ کہ حسین نے حسن کو بلایا اور اسے واقعہ سنایا اور کہا اب جہاں چاہوں چلے جاؤ اور اپنے آپ کو اس فاسق کے ہاتھ سے چھپاؤ حسن نے کہا میں خدا کی قسم ایسا نہیں کروں گا کہ خود آرام سے رہوں اور تمھیں مصیبت میں چھوڑ دوں گا بلکہ تمہارے ساتھ جاؤں گا اور اپنا ہاتھ عبدالعزیز کے ہاتھ میں دوں گا حسین بن علی العابد نے کہا ہمیں پسند نہیں کہ عبدالعزیز تمھیں تکلیف پہنچائے کل بروز قیامت ہم رسولؐ اللہ کو کیا جواب دیں گے بلکہ ہم تم پر اپنی جان قربان کریں گے پس حسین بن علی العابد نے یحییٰ ادریس اور سلیمان پسران عبداللہ محض کو بلایا اور عبداللہ بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدین کو بلایا ادھر سے ابراہیم طبا طبا بن اسماعیل الدیباج اور اپنے بھائی حسن بن علی العابد اور عمر اور عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ اور عبداللہ بن امام جعفر الصادقؑ کو بلایا اسکے ساتھ ساتھ اپنے موالیوں کو جمع کیا یہاں تک کہ اولاد علیؑ سے بائیس افراد جمع ہو گئے کچھ موالی اور دس افراد حاجی جمع ہو گئے جب صبح نماز کا وقت آیا اور موذن منارہ پر گیا تو عبداللہ بن حسن الافطس بن علی بن امام زین العابدینؑ تلوار لے کر اس کے پیچھے گئے اور اسے کہا کہ آذان میں کہے حی علی خیر العمل جب موذن نے ننگی تلوار دیکھی تو کہہ دیا۔

جب عبدالعزیز عمری نے یہ کلمہ سنا تو اسے فتنے کا احساس ہوا اور خچر پر سوار ہو کر بھاگ گیا پس حسین بن علی العابد نے نماز پڑھائی اور حسن بن محمد بن عبداللہ محض کو بلا کر ان گواہوں جنھیں عبدالعزیز عمری نے مقرر کیا تھا بلا کر کہا حسن حاضر ہے اب عبدالعزیز کو لے آؤ۔ خلاصہ یہ کہ تمام علوی جمع ہو گئے سوائے حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ اور امام موسیٰ الکاظمؑ کے آپ حضرات ان میں شریک نہ ہوئے حسین بن علی العابد نے منبر پر خطبہ دیا اور لوگوں کو جہاد کیلئے ابھارا پس اس وقت حماد بریدی (یا خالد بریدی) جو خلیفہ کی جانب سے نگہبانی پر تھا اپنے ساتھیوں سمیت باب جبرائیلؑ پر پہنچا یحییٰ صاحب دیلم

نے اسے مہلت نہ دی اوراس کا کام تمام کردیا یحییٰ صاحب الدیلم نے اسکے ساتھیوں پرحملہ کیا۔تو وہ بھاگ گئے اسی سال عباسیوں کا ایک گروہ مثل عباس بن محمد بن سلیمان ،موسیٰ بن عیسیٰ بہت سے ہتھیاروں کے ساتھ سفرحج پر نکلے موسیٰ نے محمد بن سلیمان کو جنگ کی کمان دی ادھرحسین بن علی العابد بھی اپنے اصحاب اوراہلبیت کے تین سوافراد کے ساتھ حج کے ارادے سے مدینے سے نکلے۔جب مقام فخ پر پہنچے تو عباسیوں سے ان کا آمنا سامنا ہوا پہلے عباسیوں نے حسین بن علی العابد کوامان پیش کی جب حسین نے امان قبول کرنے سے انکار دیا تو جنگ شروع ہوئی موسیٰ بن عیسیٰ عباسی نے لشکر کودرست کیا محمد بن سلیمان کو میمنہ اور سلیمان کو میسرہ دیا پس موسیٰ نے جنگ کی ابتداء کی اوراپنے لشکر کے ساتھ علویوں پرحملہ کیا اورعلویوں نے بھی عباسیوں پرحملہ کیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ نے علویوں کودھوکہ دینے کیلئے اپنے لشکر کو پیچھے ہٹانا شروع کردیا اوروادی کے اندر چلے گئے اورعلوی بھی تعاقب میں وادی کے اندر داخل ہوگئے یحییٰ صاحب الدیلم غضب ناک شیر کی طرح ان پرحملہ کرتا تھا۔جبکہ ایک ہی حملے میں حسین بن علی العابد کے اکثر ساتھی شہید ہوگئے۔ یہاں تک کہ سلیمان بن عبداللہ محض اوراسحاق بن ابراہیم الغمر شہید ہوگئے۔

جنگ کے دوران حسن بن محمد بن عبداللہ محض کی آنکھ پر تیر لگا وہ تیر کی پرواہ کے بغیر جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ حسن بن محمد کوعیسیٰ بن موسیٰ نے قتل کردیا ایک شخص روایت ہے جو جنگ فخ میں موجود تھا کہ گھمسان کی جنگ میں میں نے دیکھا کہ حسین بن علی عابد زمین پر بیٹھ گئے اور کسی چیز کو دفن کرنے میں مشغول ہوگئے میں نے سمجھا کہ کوئی قیمتی چیز ہوگی جنگ کے بعد جب اس جگہ کوکھودا تو ان کے چہرے کا ایک ٹکڑا تھا۔خلاصہ یہ کہ حماد ترکی نے چلا کرکہا کہ مجھے حسین بن علی العابد کی نشاندہی کرو جب نشاندہی کرائی گئی تو اس نے نشانہ لیکر تیر مارااورآپ کوشہید کردیا خلاصہ یہ کہ حسین بن علی العابد کے لشکر کوشکست ہوئی ان میں سے کچھ زخمی اور باقی قید ہوئے شہداکے سر بدن سے جدا کئے گئے وہ ایک سو سے زیادہ سر تھے ان سروں کوقیدیوں سمت ہادی بن مہدی عباسی کے دربار میں پیش کیا گیا اورجب حسین بن علی العابد کی شہادت کی خبر مدینے میں پہنچی تو عبدالعزیز بن عبداللہ نے حسین اوران کے عزیزواقارب کے گھر جلادیئے اوران کے اموال لوٹ لئے

واقعہ فخ ۱۶۹ھ کو ہوااورکافی شعراء نے حسین بن علی العابد کا مرثیہ لکھا (احسن المقال۳۳۲۔۳۲۹)

حسین بن علی العابد کیساتھ علویین کی ایک جماعت نے جنگ لڑی ان میں سے جوحضرات شہید ہوئے ان کے نام ابی الحسین یحییٰ نسابہ نے اپنی مبسوط میں تحریر کئے ہیں اوروہ اسطرح ہیں اورحسین بن علی العابد کے اعقاب نہ تھے۔

(۱)۔حسین بن علی العابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ

(۲)۔عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ

(۳)۔حسن بن محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ

(۴)۔سلیمان بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط

ابوالفرج اصفہانی نے مدائنی سے نقل کیا ہے کہ مسعودی کی روایت ہے کہ شہداءفخ کے لاشے تین دن تک زمین پر پڑے رہے اورانہیں کسی نے دفن نہیں کیا یہاں تک کہ درندوں اور پرندوں نے انکی لاشوں کوکھالیا۔

اعقاب حسن المکفوف بن علی العابدین حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ

آپ کو ینبعی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ ینبع کے رہنے والے تھے۔ بقول الشیخ ابی الحسن عمری آپ کی چھے بیٹیاں اور تین بیٹے تھے بیٹیوں میں (۱)۔ام الحسن (۲)۔ام کلثوم (۳)۔فاطمۃ (۴)۔رقیہ (۵)۔زینب

(۶)۔امینہ اور بیٹوں میں (۱)۔محمد (۲)۔علی دونوں درج تھے اور (۳)۔ابوجعفر عبداللہ الضریر الشاعر آپکی اولاد ان میں سے ہی چلی عبداللہ الضریر کی والدہ سکینہ بنت یزید بن سلمۃ بن بلال الضریر تھیں۔

اول محمد بن حسن تھا جسے موسیٰ بھی کہا جاتا تھا یہ ابوالزوائد محمد بلادِ نوبہ میں داخل ہوا اور کہا جاتا ہے کہ انقرض تھا (یعنی اولاد ختم ہوگئی) اور بقول ابی الحسن عمری کہ انکی اعقاب حجاز اور عراق میں ہے۔ جبکہ صاحب الاصیلی نے بھی انکی طرف ایک قبیلہ بنوابی الزوائد کے منسوب ہونے کا ذکر کیا ہے۔

بقول ابی نصر بخاری حسن المثلث کی اولاد صرف عبداللہ الضریر سے چلی اور ان کے بعد انکے دو پسران محمد اور علی ابنان عبداللہ الضریر سے چلی اور یہ بالکل درست ہے (سر سلسلۃ العلویہ ص ۱۵)۔

بقول الشیخ شرف العبید لی کہ حسن المثلث کی اولاد ابی جعفر عبداللہ الضریر سے منتشر ہوگئی ان میں مدینہ میں بنی مکفوف ہے (تہذیب الانساب ص ۶۳)
اور بقول النسابہ ابی الحسین یحییٰ العقیقی کہ ان کی اولاد سے زیادہ منقرض ہوگئے (المعقبین ص ۷۰)

اعقاب ابوجعفر عبداللہ الضریر بن حسن المکفوف بن علی العابد بن حسن المثلث

آپ کے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔محمد انکی والدہ مریم بنت اسماعیل بن جعفر بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار تھیں اور (۲) علی الشاعر

اول محمد بن عبداللہ الضریر بن حسن المکفوف کی اولاد سے محمد بن حسن بن محمد المذکور تھے بقول عمری ان کے تین فرزند تھے موسیٰ، رکاب اور محمود

دوئم علی الشاعر بن عبداللہ الضریر بن حسن المکفوف آپکے فرزند (۱)۔ابومحمد جعفر (۲)۔ابوالصخر محمد الدمشقی ان میں ابومحمد جعفر بن علی الشاعر کے اعقاب میں سے عیسیٰ بن علی بن ابومحمد جعفر المذکور تھے

پھر ابوالصخر محمد الدمشقی بن علی الشاعر کے اعقاب سے کثیم بن ابی القاسم سلیمان الجزار بالرملۃ بن ابی الصخر محمد المذکور تھے۔

الشیخ ابوالحسن عمری کے بقول اولاد حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ بہت قلیل ہیں جن کا ذکر تاریخ میں بہت کم ہے اور ان کی بقایا حجاز اور عراق میں نہیں یہاں الشیخ تاج الدین ابن معیہ کے بقول انکی اعقاب مصر اور بلادعجم میں ہے

باب ششم فصل چہارم

اعقاب جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امام علی ابن ابی طالبؑ

بقول ابن عنبہ آپ کی کنیت ابوالحسن تھی ۔آپ عمر میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے آپ سید اور فصیح تھے آپ بنی ہاشم کے خطباء میں سے تھے آپ بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ منصور دوانقی کی قید میں رہے پھر رہا کر دیئے گئے اور آپ نے (۷۰) سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (عمدۃ الطالب ۱۶۵صفحہ) بقول ابی الفرج الاصفہانی آپ جماعت اہل بیت کے ساتھ قید ہوئے اور محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم قتیل باخمری کے قتل کے بعد رہا ہوئے (مقاتل الطالبین ص ۱۲۸)۔صاحب المجدی نے آپ کی چھے لڑکیاں (۱)۔فاطمۃ (۲)۔رقیہ (۳)۔زینب (۴)۔ام الحسین ،آپ کی شادی عمر بن محمد بن عمر الاطرف بن امام علیؑ سے ہوئی ۔(۵)۔ام الحسن (۶)۔ام القاسم لکھی ہیں اور چار فرزندان کا ذکر کیا جس میں (۱)۔عبداللہ (۲)۔القاسم کے اعقاب (اولاد) نہ تھے (۳)۔ابراہیم منقرض ہوگئے (۴)۔**حسن** اور جعفر بن حسن المثنیٰ کی اولاد صرف اور صرف حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ سے چلی ابراہیم بن جعفر بن حسن المثنیٰ کے بارے میں الشیخ عباس قمی نے احسن المقال میں لکھا ہے کہ انکی والدہ رومی تھی اور ان کا ایک پوتا عبداللہ بن جعفر بن ابراہیم المذکور تھا جس کی والدہ آمنہ بنت عبداللہ بن حسین الاصغر بن امام سجادؑ تھیں اور یہ عبداللہ بن جعفر بن ابراہیم مامون کے زمانے میں فارس کے سفر پر نکلے ایک دفعہ وہ ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے کہ خارجیوں کے ایک گروہ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو قتل کر دیا ان کے اعقاب میں ایک بیٹی کے علاوہ اور اولاد نہ تھی جسکی شادی محمد بن جعفر الصحیح بن عبداللہ بن حسین الاصغر بن امام سجادؑ سے ہوئی لیکن نسابین نے ایسا کوئی ذکر نہیں کیا تاہم الشیخ عباس قمی محقق اور مورخ شخص تھے اس لئے یہ روایت رقم کی گئی ۔

اعقاب حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امام علیؑ

بقول نسابہ ابی الحسین یحییٰ العقیقی آپ کی والدہ عائشہ بنت عوف بن حارث بن طفیل بن عبداللہ الازدی تھیں آپ نے جنگ فخ کی مخالفت کی اور اس میں شریک نہ ہوئے بقول بوالحسن عمری آپکے پانچ بیٹے تھے (۱)۔سلیمان (۲)۔ابراہیم یہ دونوں درج (لاولد) تھے (۳)۔**محمد السلیق** (۴)۔**عبداللہ** (۵)۔**جعفر الغدار**

حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ کے بارے میں بھی ابی الفرج نے روائیت کی کہ آپ کو جماعت اہل بیت کے ساتھ منصور نے قید کرلیا اور محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم باخمری کے قتل کے بعد رہا کیا (مقاتل الطالبین ص ۱۲۸)

اعقاب محمد السلیق بن حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ

بقول النسابہ ابی الحسین یحییٰ العقیقی کہ آپ کی والدہ ملیکۃ بنت داؤد بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ تھیں آپ کی اولاد سلیقون کہلاتی ہے بقول ابوالحسن عمری آپ کی ایک بیٹی عائشہ تھی اور دو بیٹے (۱)۔محمد جو درج (لاولد) تھے اور دوسرے فرزند علی تھے۔

ان میں علی بن محمد السلیق بن حسن کی والدہ فاطمۃ بنت محمد بن القاسم بن محمد حنفیہ بن امام علی علیہ السلام تھیں آپ کی اولاد میں چار دختران (۱)۔فاطمۃ

(۲)۔خدیجہ(۳)۔رقیہ(۴)۔علیہ اور تین فرزندان (۱)۔محمد الملقب الفتح اعقاب میں لڑکیاں تھیں (۲)۔احمد المعروف بابی صبیحہ ان کی بھی بیٹیاں تھیں اور تیسرے فرزند (۳)۔حسن السلیق ان سے ہی آپکی نسل جاری ہوئی

حسن السلیق بن علی بن محمد السلیق بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد ابوالفضل عبیداللہ بن حسن السلیق سے جاری ہوئی جو قزوین ،مراغۃ ہمدان اور راوند میں متفرق ہوگئے آپ کے تین فرزند تھے (۱) ابی الحسین احمد (۲)۔علی (۳)۔محمد ابنان ابوالفضل عبیداللہ بن حسن السلیق

اول ابی الحسین احمد بن ابوالفضل عبیداللہ بن حسن السلیق کے دو فرزند تھے (۱)۔ابوجعفر محمد اور (۲) عبیداللہ ان میں ابوجعفر محمد بن ابی الحسین احمد کے اعقاب میں (۱)۔عبیداللہ (۲)۔یحییٰ (۳)۔داعی (۴)۔احمد (۵)۔مسافر (٦) حمزہ تھے جبکہ عبیداللہ بن ابی الحسین احمد جو دیلم میں قتل ہوئے کے اعقاب میں تین فرزند، ناصر الکبیر احمد (۲)۔ناصر الصغیر احمد (۳)۔ابوالفورس حسن الملقب ہادی تھے

دوئم علی بن ابوالفضل عبیداللہ بن حسن السلیق آپ کے ایک فرزند عبیداللہ بن علی تھے الشیخ شرف العبید لی کے بقول کہ انکی اولاد ابی حسن علی بن احمد العمری الشعرانی کی نقابت کے ایام میں بخارا چلی گئی۔

سوئم محمد بن ابوالفضل عبیداللہ بن حسن السلیق

آپ کی اولاد سے السید الادیب المحدث الفاضل ضیاء الدین ابوالرضا فضل اللہ المعروف فضل اللہ راوندی بن علی بن عبیداللہ بن محمد بن عبیداللہ بن محمد المذکور تھے۔

اور السید فضل اللہ راوندی کی اولاد سے السید تاج الدین ابومیرہ بن کمال الدین بن ابی الفضل بن احمد بن محمد بن السید فضل اللہ راوندی المذکور تھے انہیں السید تاج الدین ابومیرہ کے دو فرزند تھے (۱)۔عزالدین علی (۲)۔رکن الدین محمد

ان میں رکن الدین محمد بن ابومیرہ تاج الدین کے دو فرزند تھے (۱)۔مرتضیٰ (۲)۔لطیف ان میں مرتضی بن رکن الدین کے اعقاب میں مرتضیٰ بن مسعود بن مرتضیٰ المذکو تھے اور لطیف بن رکن الدین محمد کے اعقاب میں دو بیٹیاں تھیں جن میں سے ایک کی شادی السلطان السعید جلال الدین ابوالفوارس شاہ شجاع بن محمد بن مظفر سے ہوئی اور ان کا بیٹا السلطان زین العابدین پیدا ہوا۔

جبکہ عزالدین علی بن ابومیرۃ تاج الدین کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔احمد (۳)۔حسین ان میں حسین بن عزالدین علی کے اعقاب میں تین بیٹے (۱)۔علی (۲)۔محمد (۳)۔جعفر تھے

جعفر الغدار بن حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ

بقول صاحب الاصیلی آپ ابی السرایا کے ایام میں بصرہ کے والی تھے آپ کو جعفر الثانی بھی کہا جاتا ہے بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کے اعقاب میں سات بیٹے تھے (۱)۔ابوالفضل محمد آپ کوفہ میں ظاہر ہوئے اور گرفتار ہوگئے پھر سرمن رائے میں قیدی رہے اور وہیں وفات پائی آپ کی اولاد بھی تھی (۲)۔ابوالحسن محمد الاکبر آپ کو ابا قیراط بھی کہا جاتا تھا آپ کی اعقاب بھی کثیر تھی (۳)۔ابوعلی محمد مغرب کی جانب گئے اور آپ کے اعقاب طنجہ میں ہیں (۴)۔ابوالحسین محمد آپ بھی مغرب کی جانب گئے (۵)۔ابواحمد آپ کوفہ پر غالب آئے اور اعقاب یسیر میں گئے (٦)۔جعفر درج تھے (۷)۔ابو

العباس محمد درج تھے۔

ان میں ابوعلی محمد بن جعفر الثانی الغدار کے بارے میں الشیخ شرف العبید لی سے منقول ہے اور ذکر کیا شبل بن تکین نسابہ نے کہ قیروان میں ان کے اعقاب سے ایک جماعت کثیر تعداد میں موجود ہے (تہذیب الانساب ص۹۶)

اور عمری نے شبل بن تکین نسابہ کی روایت پر لکھا کہ انہوں نے اولاد کثیر ہونے کا لکھا اور لکھا اس نے الشیخ الشرف العبید لی سے لیکن ان حضرات کے بارے میں پوچھ گچھ کرنی چاہیے (ص ۲۷۷)

صاحب عمدۃ الطالب نے تمام بیٹوں کا ذکر کر کے اولاد صرف ابوالحسن محمد کی اولاد کا ذکر تفصیل سے کیا ہے

البتہ صاحب الاصیلی نے ابوالفضل محمد بن جعفر الغدار کے اعقاب میں ایک فرزند جعفر بن ابوالفضل محمد تحریر کیا ہے اور ان کے آگے سے تین فرزند تھے

(۱)۔حسن الدفات (۲)۔ابی قیراط محمد (۳)۔ابوالحسن یحییٰ الضریر

اول حسن الدفاف بن جعفر کی اولاد سے محمد بن ابی الحسن بن علی بن حسن الدفاف المذکور تھے

دوئم ابی قیراط محمد بن جعفر کی اولاد سے محمد معقب بن ابی القاسم عبداللہ الشیخ الوجیہ الشعرانی بن حسن النقیب بن ابی قیراط محمد المذکور تھے

سوئم یحییٰ الضریر بن جعفر کی اولاد سے عتبہ معقب بن حسین بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ الضریر المذکور تھا (الاصیلی ۔صفحہ ۱۲۹)

اور ابوالحسن محمد بن جعفر الغدار کے اعقاب سے محمد الازرق بن الشیخ عبیداللہ بن ابوالحسن محمد المعقب ابی قیراط بن جعفر المحدث بن ابوالحسن محمد المذکور

انتباہ۔ یہاں پر نسابین میں کچھ اختلاف ہے۔صاحب عمدہ نے ابوالحسن محمد بن جعفر الغدار کی جو اعقاب

تحریر کی ہیں وہی اعقاب صاحب الاصیلی نے ابوالفضل محمد بن جعفر الغدار کی تحریر کی ہیں کیونکہ دونوں کے ایک ایک بیٹے تھے اور نام جعفر تھے اس لئے نسابین یہاں دو روایات میں پھنس گئے۔اس لئے اس نسب کا معاملہ واضح نہ ہوسکا۔

یحییٰ الضریر ابی قیراط محمد اور حسن الرفات ابنان جعفر بن ابوالفضل محمد ہے یہ روائیت صاحب الاصیلی کی جبکہ یحییٰ الضریر ابی قیراط محمد اور حسن الدفاف ابنان جعفر المحدث بن ابوالحسن محمد بن جعفر الغدار یہ روایت ہے صاحب العمدۃ الطالب لکھی تاہم ہم نے دونوں روایت لکھ دی ہیں واللہ اعلم

اعقاب عبداللہ بن حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن حسن السبط علیہ السلام

آپ کی اعقاب میں ایک فرزند عبیداللہ امیر الکوفہ بن عبداللہ تھا آپ کو مامون الرشید العباسی نے کوفہ کی گورنری دی تھی آپ کے چار فرزند تھے (۱)۔ابو جعفر محمد الادرع (۲)۔**ابو الحسن علی باغر** (۳)۔ابوسلیمان محمد اور (۴)۔ابوالفضل محمد بقول ابی نصر بخاری کہ کہا ابوطاہر احمد بن عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے کہ عبیداللہ الامیر بن عبداللہ کے اعقاب میں صرف ایک بیٹی صفیہ بنت عبیداللہ الامیر تھیں اور یہ ان کے علاوہ کسی نے نہ کہا پھر بقول ابی نصر بخاری کہ ان کے مذکورہ چار فرزندان کی اولاد کاشان اور نیشاپور میں بہت ہے

اول ابوالفضل محمد بن عبیداللہ الامیر الکوفہ بن عبداللہ

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے ابوالقاسم علی المتکلم بن احمد بن محمد بن ابی القاسم الاحول بن ابی الفضل محمد المذکور تھے جنہوں نے رامھرمز میں قیام کیا اور

آپ کی اولا دو ہاں پھیلی

دوئم ابی سلیمان محمد بن عبیداللہ الامیر الکوفہ بن عبداللہ

صاحب العمدۃ الطالب نے آپ کے دوفرزند تحریر کئے ہیں (۱)۔علی اور (۲) احمد ان میں علی بن ابی سلیمان محمد کی اولاد سے بنوالکشیش جنکی اکثریت شام میں تھی اور وہ اولاد تھی محمد بن علی المذکور کی پھر احمد بن ابی سلیمان محمد کی اولاد سے ایک بیٹا محمد بن احمد تھا بقول ابی نصر بخاری اسکی اولاد فارس میں تھی۔

سوئم ابوجعفر محمد الادرع بن عبیداللہ الامیر الکوفہ بن عبداللہ

بقول الشیخ تاج الدین ابن معیۃ الحسنی آپ نے ایک شیر کو مارا جس کی وجہ سے آپ کا لقب الادرع پڑ گیا آپ کوفے کے رئیس تھے اور کوفہ میں ہی وفات پائی آپ کو کناسہ میں دفن کیا گیا آپ کی اولاد خراسان اور ماوراالنھر میں بہت ہے صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کے دوفرزندان کا ذکر کیا ہے ابوالقاسم محمد (۲)۔جعفر ان میں جعفر بن ابوجعفر محمد الادرع کا ایک بیٹا ابومحمد الحسن تھا

جبکہ ابوالقاسم محمد بن ابوجعفر محمد الادرع کے اعقاب میں دوفرزند تھے (۱)۔ابوجعفر محمد الواعظ (۲)۔ابوعبداللہ حسین الملحوس ان میں اول ابوجعفر محمد الواعظ بن ابوالقاسم محمد کی اولاد فرغانہ اور خجند میں ہے اور دوئم ابوعبداللہ حسین الملحوس بن ابی القاسم محمد کے اعقاب میں چار فرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔القاسم (۳)۔احمد۔(۱)۔ابوالحسین محمد جنکی اولاد منتشر ہوگئی

اعقاب ابوالحسن علی باغر بن عبیداللہ الامیر الکوفہ بن عبداللہ بن حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ

بقول ابن عنبہ ودیگر آپ کی والدہ شیبانیہ یعنی بنی شیبان سے تھیں آپ کی کنیت ابوالحسن نام علی اور لقب باغر تھا یہ لقب آپ کو اسلئے ملا کیوں کہ آپ نے باغر کو (جو متوکل عباسی کا ترکی غلام تھا اور اس نے متوکل کو ضرب لگا کر قتل کیا تھا) جو بہت طاقت ور تھا کہ ساتھ کشتی کی اور اسے زیر کرلیا لوگوں کو اس پر تعجب ہوا تو اس سید کا لقب باغر رکھ دیا فخر الدین رازی نے الشجرۃ المبارکہ میں آپ کو قوی اور شاعر لکھا ہے۔فخر الدین رازی نے آپ کے سات فرزند لکھے ہیں (۱)۔ابو ہاشم محمد (۲)۔ابواحمد محمد (۳)۔ابوالحسن محمد (۴)۔علی (۵)۔ابوالفضل محمد (۶)۔عبیداللہ الامیر (۷)۔ابوطالب محمد جو منقرض ہوگئے

مگر جمال الدین ابن عنبہ الحسنی نے آپ کی اولاد میں چارفرزندان کا ذکر کیا اور انہیں سے آپ کی اولاد کا جاری ہونا تحریر کیا (۱)۔ابی ہاشم محمد (۲)۔ابوالحسن علی (۳)۔ابوالفضل محمد اور (۴)۔**ابو علی عبیداللہ الامیر** ان میں اول ابوالحسن علی بن ابوالحسن علی باغر بن عبیداللہ الامیر الکوفہ کی اولاد سے جعفر بن ابوالعباس احمد بن ابوالحسن علی المذکور تھے ان کی اور انکے بھائیوں کی اولاد بھی تھی۔

دوئم ابی ہاشم محمد بن ابوالحسن علی باغر بن عبیداللہ الامیر الکوفہ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے ایک جماعت قم ،بصرۃ اور نصیبین واصفھان میں پھیلی آپکے اعقاب میں تین فرزند (۱)۔ابومحمد حسن اولاد قم (۲)۔ابی الحسین عبیداللہ اولاد نصیبین اور (۳)۔ابوعبداللہ احمد تھے ان میں ابوعبداللہ احمد بن ابی ہاشم محمد آپ کی اولاد میں نقابت رہی اور آپ خود قم آ گئے آپ کی اولاد میں دوفرزند (۱)۔عیسیٰ (۲)۔ابوالحسین عبیداللہ کی اولاد اصفھان گئی

سوئم۔ابوالفضل محمد بن ابوالحسن علی باغر بن عبیداللہ امیر الکوفہ

آپ کی اولاد میں تین فرزند (۱)۔ابوعلی عبیداللہ جس کی اولاد بصرہ میں بنوحسنیہ کہلائی ہے (۲)۔ابوالقاسم احمد (۳)۔ابوالحسن علی ملاوی جنکی اکثر اولاد

شام میں ہے۔

اعقاب ابوعلی عبیداللہ امیر بن ابوالحسن علی باغر بن عبیداللہ الامیر الکوفہ بن عبداللہ

آپ کی اعقاب میں تین فرزند تھے(۱)۔محمد(۲)۔ابوالعباس احمد(۳)۔ابوعبیداللہ حسین

اول محمد بن ابوعلی عبیداللہ امیر بن علی باغر آپ کی اولاد میں ایک فرزند حمزہ بن محمد تھا جنکی اولاد آل حمزہ بنی الشجر ی سے بھی معروف ہے(اور یہ شجرہ یعنی درخت مدینہ سے سات میل کے فاصلے پر ایک وادی میں تھا)بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ حمزہ بن محمد امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی شبیہ تھے

دوئم ابوعبیداللہ حسین بن ابوعلی عبیداللہ امیر بن علی باغر الملقب سقنی ماء آپ کی اولاد میں ایک فرزند ابوالحسن علی تھے جو نقیب بارجان تھے اور ابوالحسن علی بن ابوعبیداللہ حسین کے دو فرزند تھے(۱)۔ابوالمختار حسین اور(۲)۔ابومحمد حسن جو عضدولہ بن بویہ کے شیراز میں حاجب تھے انکی اولاد شیراز میں ہے

سوئم ابوالعباس احمد بن ابوعبیداللہ امیر بن علی باغر

آپ کی اولاد سے ابوالقاسم علی بن ابوزید محمد بن ابوالعباس احمد المذکور تھے اور اس ابوالقاسم علی کے پانچ فرزند تھے(۱)۔ابوالحسن محمد(۲)۔ابوزید محمد(۳)۔ابوعلی محمد(۴)۔ابومنصور محمد(۵)۔ابوالفتح محمد

ان میں اول ابوالفتح محمد بن القاسم علی جو فارس البصر ۃ اور ولی نقابۃ تھے اور یہیں فوت ہوئے آپ کی کثیر اولاد تھی۔

بقول عمری آپ کی اولاد بغداد اور سیراف میں ہے دوئم ابومنصور محمد بن ابوالقاسم علی آپ صاحب اخلاق اور طاہر تھے آپ کا ایک فرزند الشریف ابوطالب تھا جو کبیر النفس اور واسع الصدر تھا اور یہ ابوالحسن عمری کے دوست تھے۔

باب ششم فصل پنجم

اعقاب داؤد بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ

آپ کا نام داؤد کنیت ابوسلیمان تھی آپ اپنے بھائی عبداللہ المحض کی نیابت میں صدقات امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے متولی تھے آپ کی والدہ ام داؤد تھیں آپ کو جب منصور دوانقی نے قید کیا تو آپ کی والدہ امام جعفر الصادق کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نالہ وزاری کی تو حضرت نے آپ کو دعائے استفتاح جو دعائے ام داؤد کے نام سے مشہور ہے تعلیم فرمائی ام داؤد نے پندرہ رجب کو اسی طرح وہ عمل بجالائیں جس طرح حضرت نے تعلیم فرمایا تو وہ داؤد کی خلاصی کا سبب بنا اور وہ رہا ہو کر مدینہ آئے (لباب الانساب جلد اول صفحہ (۳۸۱) اور ساٹھ سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی اور ام داؤد کے متعلق ابن عنبہ الاصغر سے منقول ہے کہ آپ رومیہ تھیں اور جعفر بن حسن المثنیٰ کی بھی والدہ تھیں (ھدایۃ الطالب فی انساب ابی طالب) صاحب الاصیلی نے داؤد بن حسن المثنیٰ کے متعلق لکھا کہ آپ اپنے بھائی حسن المثلث کی طرف سے صدقات الامیر المومنینؑ سے متولی تھے جبکہ صاحب عمدۃ نے عبداللہ محض کا لکھا ہے۔ بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی دو بیٹیاں (۱)۔ ملیکہ، آپ کی شادی اپنے چچازاد حسن بن جعفر بن حسن مثنیٰ سے ہوئی (۲)۔ حمادۃ اور دو فرزند (۱)۔ عبداللہ اور (۲) **سلیمان** تھے ان چاروں کی والدہ ام کلثوم بنت امام زین العابدینؑ تھیں۔

ان میں عبداللہ بن داؤد بن حسن المثنیٰ کی اولاد میں دو فرزند (۱) محمد ارزق جو فاضل اور پارسا تھے انکی اولاد ہوئی مگر ختم ہوگئی بقول صاحب المجدی کہ آپ کی اولاد میں آل جماس اور آل سرواط منقرض ہوگئی اور دوسرے فرزند (۲) علی ابن محمد یہ آپ نے خلیفہ مہدی العباسی کی قید میں وفات پائی۔

اعقاب سلیمان بن داؤد بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط علیہ السلام

آپ کی والدہ ام کلثوم بنت امام زین العابدین بن امام حسین السبط الشہید تھیں بقول ابی الفرج اصفہانی آپ کو منصور العباسی نے قید کیا اور محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم باخمری کے قتل کے بعد رہا کر دیا (مقاتل الطالبین صفحہ (۱۲۸) آپ کے اعقاب میں ایک فرزند محمد بن سلیمان تھا جنکی والدہ بقول نسابہ ابی الحسین یحییٰ اسماء بنت اسحاق بن ابراہیم بن یعقوب بن سلمۃ مخزومیہ تھیں محمد بن سلیمان کا لقب بربری تھا بقول ابن عنبہ آپ نے ابوالسرایا کے ایام میں مدینہ سے خروج کیا بقول ابی نصر بخاری آپ قتل ہوئے اور بقول ابی الحسن عمری آپ نے اپنے والد کی حیات میں تیس سال کی عمر میں وفات پائی بقول ابن عنبہ محمد البربری بن سلیمان کے چار فرزند تھے (۱)۔ موسیٰ (۲)۔ داؤد (۳)۔ اسحاق (۴)۔ **حسن** جبکہ عمری نے پانچواں فرزند سلیمان بھی تحریر کیا ہے۔

اول موسیٰ بن محمد بن سلیمان کے بارے میں صاحب عمدۃ کے بقول کہ آپ کی اولاد میں بیٹے تھے مگر نام تحریر نہیں کیے۔

دوئم داؤد بن محمد بن سلیمان کے بارے میں بقول الشیخ شرف العبید لی کہ آپ کریم اور سخی تھے اور ولی صدقات امیر المومنینؑ تھے اور آپ کے اعقاب میں زیادہ اولاد نہ تھی (مات عن ذیل لم بطل) بقول شیخ شرف العبید لی ان میں محمد۔ علی۔ حسن۔ حسین ابنان سلیمان الاسود بن علی الشریدی بن سلیمان بن علی الشریح بن داؤد المذکور تھے اور بقول ابی نصر بخاری درج تھے اور انکی والدہ نفیسہ بنت علی بن احمد عقیقی الحسینی تھیں

سوئم اسحاق بن محمد بن سلیمان کے اعقاب میں بقول ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد میں بنو قتادہ مصر میں تھی جو حمزہ قتادہ بن زید بن محمد بن اسحاق المذکور تھی اور حمزہ قتادہ کے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔ محمد اور (۲)۔ حسین تھے۔

چہارم سلیمان بن محمد بن سلیمان کے اعقاب میں صرف ایک بیٹی تھی۔

اعقاب حسن بن محمد بن سلیمان بن داوًد بن حسن المثنیٰ

آپ کو قتیل نوبہ کہتے ہیں۔آپ کو حسن العجیر بھی کہتے ہیں آپ عبدالحمید بن جعفر بن محمد الملتانی العمری العلوی کے اصحاب میں سے تھے جو حاکم (بادشاہ) کہلوائے تھے اور یہی عبدالحمید بن جعفر الملتانی بلاد بجہ پر غالب اور فاتح ہوئے بقول ابی الفرج اصفہانی کہ حسن بن محمد بن سلیمان بن داوًد کو عبداللہ بن عبدالحمید بن جعفر الملک ملتانی علوی عمری کی فوج میں قتل کر کے باہر پھینک دیا گیا تھا اور آپ ناحیہ جو بلاد بجہ کے نواح میں ہے پر غالب آئے (المقاتل الطالبین ص۴۵۳) حسن بن محمد بن سلیمان بن داوًد بن حسن کے اعقاب میں بقول ابن عنبہ دو فرزند (۱)۔**اسحاق** (۲)۔ابراہیم العجیر نقیب نصیبین تھے اور بعض نے تیسرا فرزند جعفر والی مکہ بھی لکھا ہے

ان سب کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن عبداللہ بن حسن بن زید بن امام حسن السبطؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں

ان میں ابراہیم العجیر بن حسن بن محمد البربری کا ایک فرزند قاسم بن ابراہیم تھا جن کے آگے سے تین فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔ابی تراب عبیداللہ (۳)۔ابراہیم

اول محمد بن قاسم بن ابراہیم العجیر بن حسن کے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔حساس اور (۲)۔جعفر تھے ان میں حساس بن محمد کا ایک بیٹا محسن تھا اور جعفر بن محمد بن قاسم بن ابراہیم کی اولاد سے ابی یعلی محمد بن حسن بن جعفر المذکور تھا جو ادیب الشجاع الکریم اور نقیب نصیبین تھا

دوئم ابی تراب عبیداللہ بن القاسم بن ابراہیم العجیر کے اعقاب میں ابی تغلب ابوعبداللہ حسین المعروف بالتالد تھے جو اہل ریاست جلالت اور وجاہت تھے یہ نصیبین کے روساء میں سے تھے۔

سوئم ابراہیم بن قاسم بن ابراہیم العجیر کا ایک فرزند ابوتراب حیدر تھا اور ابوتراب حیدر کا بیٹا ابوالقاسم ابراہیم تھا

اعقاب اسحاق بن حسن بن محمد بن سلیمان بن داوًد بن حسن المثنیٰ

آپ کے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔علی دقیس جنکی اعقاب عمق حجاز کے نواح میں تھی اور (۲)۔ابوعبداللہ محمد الملقب طاوًس بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کو حسن اور وجاہت کی وجہ سے طاوًس کہا گیا اور آپ کی اعقاب بھی آل طاوًس سے معروف ہوئی جو پہلے سوراشہر میں مقیم تھی پھر وہاں سے بغداد اور حلہ کو منتقل ہوئے ان میں سادات علماء نقباء عظام تھے

ابوعبداللہ محمد طاوًس بن اسحاق بن حسن کی اولاد سے السید الزاہد سعدالدین ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن ابوعبداللہ محمد الطاوًس المذکور تھے آپ کی اولاد سے چار فرزند تھے

(۱)۔امیر حاج عزالدین حسن (۲)۔شرف الدین محمد درج (۳)۔العالم الزاہد ابوالفضائل جمال الدین احمد (۴)۔العالم المصنف ابوالقاسم رضی الدین علی صاحب الکرامات نقیب النقباء عراق۔اول رضی الدین علی ابوالقاسم بن ابوابراہیم سعدالدین موسیٰ آپ صاحب الکرامات نقیب النقباء المعروف سید ابن طاوًس تھے آپ کی والدہ شیخ زاہد امیر اورام بن ابی فتراس کی بیٹی تھیں۔

آپ علمائے آل طاؤس میں سب سے زیادہ مشہور تھے کتب ادعیہ زیارات وفضائل میں جوسید ابن طاؤس استعمال ہوتا ہے اس سے مراد آپ جناب ہوتے ہیں صاحب ناسخ التواریخ نے آل طاوؤس کے حالات کے ذیل میں کہا کہ ان کی جلالت اورمنزلت اس درجہ کمال پرتھی کہ خلیفہ ناصر نے چاہا کہ نقابت طالبین سید رضی الدین علی کے سپرد کرئے ہلاکو خان کا بغداد پرغلبہ کرنے اور معتصم کے قتل ہونے پر نقابت طالبین السید رضی الدین علی کے پاس آ گئی آپ نے چاہا کہ معذرت کریں لیکن خواجہ نصیر الدین نے منع کیا السید رضی الدین کوخطرہ لاحق ہوا کہ اگر سرتابی کی تو ہلاکو خان کے ہاتھوں ذلیل ہو جاؤں گالہذا نقابت قبول کرلی کہا جاتا ہے کہ آپ اسم اعظم سے باخبر تھے اور کہتے تھے اسم اعظم میری مکتوب میں محفوظ ہے تم پرلازم ہے کہ تم ان کا مطالعہ کرو بقول ابن عنبہ آپ کے دو بیٹے تھے (۱)۔السید صفی الدین محمد الملقب المصطفیٰ (۲)۔السید رضی الدین علی الملقب مرتضیٰ ان میں صفی الدین محمد مصطفیٰ بن السید رضی الدی علی باوقار شخصیت تھے آپ لاولدفوت ہوگئے جبکہ دوسرے فرزند السید رضی الدین علی المرتضیٰ بن السید رضی الدین علی آپ اپنے والد کے بعد النقیب النقباء ہوئے آپ کا ایک فرزند النقیب قوام الدین احمد بن السید رضی الدین علی المرتضیٰ تھا جو بچپن میں ہی شفقت پدری سے محروم ہوگیا اور سلطان سعید الولجائیتو نے اس کو بلوایا اوراپنے زانو پر بیٹھایا اور بہت شفقت اور نوازیش اس پر کی آپ کو بچپنے کے عالم میں اپنے والد کی جگہ نقیب النقباء قرار دیا گیا آپ کے دوفرزند تھے

(۱)۔عمر (۲)۔نجم الدین ابوبکرعبداللہ الفقیہ الشاعرابنان النقیب قوام الدین احمد۔ان میں نجم الدین ابوبکرعبداللہ حلہ اورسرمن رائے کے نقیب رہے اور والد کے بعد نقیب النقباء کے نام سے معروف ہوئے لیکن ضعیف الحال تھے اپنے خاندان کے املاک اوراموال آپ سے ضائع ہوئے۔آپ نے ۷۷۵ ھ میں وفات پائی۔

دوئم ابوالفضائل جمال الدین احمد بن ابراہیم سعد الدین موسیٰ آپ بہت بڑے مصنف تھے فقہ اورعلم الرجال میں یگانہ روزگار تھے کتب فقہ اوررجالیہ میں سید ابن طاؤس سے مراد آپ ہوتے ہیں آپ کا ایک فرزند السید عبدالکریم غیاث الدین ابوالمظفر بن جمال الدین احمد آپ مصنف عالم اورزاہد تھے آپ کی کتاب الشمل منظوم فی اسماء مصفیٰ العلوم ہے اس کے علاوہ آپ کے کتب خانے میں دس ہزار عمدۃ کتابیں تھیں آپ کی کتاب فرحۃ الغربی بھی تھی آپ کے ایک فرزند ابوالقاسم رضی الدین علی بن السید عبدالکریم غیاث الدین تھے جومنقرض ہوگئے

سوئم امیر حاج عزالدین حسن بن ابوابراہیم سعد الدین موسیٰ

آپ کے دوفرزند تھے (۱)۔قوام الدین احمد جو لاولد تھے (۲)۔السید مجد الدین محمد صاحب کتاب البشارہ کہ جس میں ہونے والے اخبار اورآثار بیان ہوئے ہیں اور مغلوں کا غالبہ اور بنی عباس کی حکومت کا خاتمہ اس میں بیان ہوا جب ہلاکو خان بغداد کے قریب پہنچا تو السید مجد الدین محمد سادات اورعلماء حلہ کے ایک وفد کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے گئے اوروہ کتاب بادشاہ کوپیش کی اوراس نے آپ کی تعظیم اورتوقیر کی اورحلہ کربلا اورنجف اوران کے اطراف کے لئے امان نامہ بھیجا اور جب ہلاکو خان بغداد آیا تو منادی کرادی کہ جوشخص حلہ اوراطراف کا رہنے والا ہے سلامتی سے باہر چلا جائے اورلوگ بغیر کسی تکلیف کے باہر نکل گئے (احسن المقال صفہ(۳۳۶۔۳۳۴) الشیخ جلیل حسن بن سلیمان حلی شاگرد شہید اول نے کتاب منتخب الصائرین کتاب البشارۃ کی نسبت سید علی بن طاؤس کی طرف دی ہے مگر بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ کتاب البشارۃ السید مجد الدین محمد نے لکھی۔

باب ہفتم

فی مقاتل اہلبیت و اصحاب ابوعبداللہ حسین بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

بقول ابن عنبہ ابن طقطقی آپ کی ولادت شعبان (۴) ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ قاسم بن علاؤ ہمدانی وکیل امام حسن العسکریؑ کی طرف توقیع شریف آئی کہ ہمارے مولا آقا جمعرات کے دن تین شعبان کو ظہور فرما ہوئے۔ جبکہ وہ ہجرت کا چوتھا سال تھا آپ کی کنیت ابوعبداللہ القاب شبیر، شباب اہل جنت، سیدالشہداء ہیں آپ کے بارے میں رسولؐ اللہ کی حدیث ہے کہ حسین منی وانا من الحسین کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں آپ نے خدا کے دین کی حفاظت کیلئے باطل اور طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کیا اور اہل اسلام کو ایک ایسا راستہ دیکھایا جو دو جہانوں میں فلاح کا راستہ ہے آپ نے یزیدلعین کی بیعت نہ کر کے قیامت تک کے لوگوں کو حریت اور خود مختاری اور انسانیت کا پیغام دیا تا قیامت جہاں بھی اذان نماز ہوگی اسکی بقاء میں آپ کی قربانی شامل ہے آج اسلام کا وجود جو باقی ہے وہ آپ کا مرہون منت ہے ازل سے ابد تک کوئی ایسی جنگ نہیں ہوگی جس میں آپ جیسی مثال دی جا سکے آپکی والدہ فاطمۃ بنت رسولؐ خدا اور نانی خدیجہ بنت خویلد تھیں

اسباب ترکِ وطن مالوف مدینہ منورہ

امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ جوامت کے جید اصحاب کے منتخب کردہ خلیفہ تھے کو امیر شام معاویہ بن ابی سفیان نے تسلیم نہ کیا اور اہل شام کے ہمراہ جناب امیرؑ سے صفین میں جنگ کی اور جنگ ہارنے پر قرآن نیزوں پر لگا کر حیلہ اور بہانہ شروع کر دیا حتیٰ کہ (۴۰) ھ کو جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی شہادت پر جب خلیفہ برحق حضرت امام حسنؑ نے مسند خلافت سنبھالی تو دوبارہ جنگ کے شعلے بھڑکائے اور خلافت کے حصول کیلئے کوشاں ہو گیا۔ امام حسن مجتبیٰ نے مسلمانوں کو خوں ریزی سے بچانے کیلئے معاویہ ابن ابی سفیان الاموی سے صلح کر لی اور اس صلح میں یہ شرط طے کی کہ تیرے مرنے کے بعد خلافت تیری اولاد میں نہ جائے گی مگر معاویہ ابن ابی سفیان نے اپنی علالت کے ایام میں ہی اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا اور اہل شام اور حجاز سے بیعت لینے کی سعی کی اہل حجاز کے اکابرین جن میں حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ۔ حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر الصدیقؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمر الفاروقؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے اس بیعت سے انکار کیا۔ معاویہ بن ابی سفیان (۶۰) ھ کو فوت ہوا تو یزیدلعین تخت پر بیٹھا اور آتے ہی اکابرین حجاز سے بیعت لینے کیلئے والی مدینہ ولید بن عتبہ کو خط لکھا کہ ان حضرات سے میرے حق میں بیعت طلب کرو اور انکار کرنے کی صورت میں قتل کر دو خط ملتے ہی ولید بن عتبہ نے مروان بن حکم کو مشورہ کیلئے طلب کیا۔ مروان بن حکم نے کہا کہ ان لوگوں کو ابھی معاویہ کی موت کی خبر نہیں ملی ان کو فوراً طلب کر کے یزید کے حق میں بیعت لے لو اور اگر نہ مانیں تو قتل کر دو۔

ولید بن عتبہ کا پیغام رساں عمر بن عثمان جب پیغام لے کر آیا تو حضرت امام حسین اور دیگر مسجد نبوی میں بیٹھے تھے عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمان بن ابی بکر الصدیقؓ نے کہا کہ ہم اپنے گھروں کو جاتے ہیں اور اپنے دروازے بند کر لیتے ہیں عبداللہ بن زبیر نے کہا میں کسی صورت یزید کی بیعت نہیں کروں گا۔ امام حسینؑ اپنے تیس موالیوں اور اہلبیت کے ہمراہ ولید بن عتبہ کے ہاں تشریف لے گئے اور اپنے اہل بیتؑ کو باہر بٹھایا اور کہا اگر بات بگڑ جائے تو میرے امر کا انتظار کرنا آپ جب اندر گئے تو ولید بن عتبہ نے شام سے آیا خط پڑھ کر سنایا اور بیعت طلب کی آپ نے کہا کہ اس معاملہ میں انتظار کرو میں

اس معاملہ میں صبح تک اپنی رائے دوں گا اتنے میں مروان آیا اور اس نے کہا کہ ان کو ابھی قتل کراو ورنہ تم ان پر قابو نہ پاسکو گے۔ اس پر امام حسینؑ کو جلال آ گیا تو آپ نے فرمایا اے زرقا (نیلی آنکھوں والی عورت کے بیٹے) ہم اہل بیتؑ نبوتؐ اور معاون رسالتؐ ہیں۔ یزید فاسق فاجر شراب خور ناحق لوگوں کو قتل کرنے والا اور علانیہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہے مجھ جیسا انسان اس جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا اور باقی بہت جب تم سے ملاقات ہوگی تو کہیں سنیں گے اس رات عبداللہ بن زبیر مدینہ چھوڑ گئے ولید نے بنی امیہ کے افراد فوجی دستے کے ساتھ انکے تعاقب میں بھیجے مگر وہ ان کو نہ پاسکے۔ دوسرے دن ولید نے دوبارہ حضرتؑ کے پاس کسی کو بیعت لینے کیلئے بھیجا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور اپنی اہلبیت و بنی ہاشم اور محبین کو مطلع کیا آپ نے اپنی جد حضرت رسولؐ خدا کے روضہ پر حاضری دی والدہ فاطمۃ الزہرا اور بھائی امام حسنؑ کے مزار پر حاضری دی اور الوداعی سلام کیا۔ قصہ یہ کہ آپ عازم مکہ مکرمہ ہوئے اور روایت میں یہ دن ۲۷ یا ۲۸ رجب کا تھا۔

مکۃ المکرّمۃ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی آمد اور اہل کوفہ کے خطوط کی آمد

جب اہل مکہ اور اس کے اطراف سے عمرہ پر آنے والے حضرات نے آپ کی آمد کی خبر سنی تو صبح وشام آپکی خدمت میں حاضر ہونے لگے ادھر اہل کوفہ نے جب معاویہ ابن ابی سفیان کی موت کی خبر سنی تو کوفہ کے لوگ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئے اور اس خبر کو پایا کہ حضرت امام حسینؑ مکہ میں پہنچ چکے ہیں ان لوگوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت سے انکار کیا اور یہ طے کیا کہ ہم امام حسینؑ کو خط لکھیں گے اور ان کی بیعت کریں گے۔ چنانچہ سلیمان بن صرد خزاعی مسیّب بن نجبہ۔ رفاعہ بن شداد بجلی اور حبیب ابن مظاہر اور باقی حضرات نے آپ کی خدمت اقدس میں خط تحریر کئے اور آپ کو کوفہ تشریف لانے کی داعوت دی پس وہ خطوط عبداللہ بن مسمع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ مکہ پہنچے یہ خط رمضان میں مکہ معظّمہ پہنچے اس کے دو دن بعد اہل کوفہ نے قیس بن مسہر ۔عبداللہ بن شداد اور عمارہ بن عبداللہ سلولی کو بہت سے خطوط دے کر حضرتؑ کی خدمت میں روانہ کیا۔ ان خطوط کی تعداد ۱۵۰ تھی پھر اس کے بعد مزید خطوط حضرتؑ کی خدمت اقدس میں روانہ کئے گئے جو اہل کوفہ کے اکابرین نے تین تین چار چار افراد نے اپنی مہریں ثبت کر کے آپ کی جانب روانہ کئے ہر خط میں آپ کو کوفہ آنے کی داعوت دی گئی

پے در پے آپ کے پاس خطوط آنے شروع ہو گئے حتیٰ کہ انکی تعداد ۱۲ ہزار ہوگئی ہر خط میں آپ کو اہل کوفہ داعوت دیتے رہے۔ اور کہتے رہے کہ ہمارا امام وپیشواء کوئی نہیں آپ جلدی ہماری طرف آئیں

پس جب اہل کوفہ کے خطوط کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تو آپ نے جناب مسلم بن عقیلؑ کو اپنا سفیر بنا کر اور اپنا خط دے کر کوفہ کی طرف روانہ کیا اور اسی خط میں تحریر کیا کہ میں اپنی اہلبیتؑ میں سے اپنے چچا کا بیٹا مسلم بن عقیلؑ کو تمہاری طرف بھیج رہا ہوں پس اگر اس نے مجھے لکھا کہ تمہارے عقلاء اور دانا اور اشراف کی رائے اس چیز پر متفق ہے جو ان خطوط میں لکھی ہوئی ہے تو میں بہت جلد تمہاری طرف آجاؤں گا۔ پس آپ نے حضرت مسلم بن عقیلؑ کو کوفہ کی جانب بیعت لینے کے لئے روانہ کیا۔

سید ابن طاؤس۔ شیخ ابن نما اور دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ نے ایک خط شیوخ واشراف بصرہ کو جن میں حنیف بن قیس۔ منذر بن جارود۔ یزید بن مسعود نہشلی اور قیس بن ہثیم کو اس مضمون کا لکھا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

یہ خط ہے حسین بن علی بن ابی طالبؑ کی طرف سے ۔۔۔۔اما بعد واضح ہو کہ خداوند عالم نے جناب محمد مصطفیٰ کو نبوت ورسالت کے لئے انتخاب کیا ۔یہاں تک کہ آپؐ نے لوگوں کو نصیحت کی اور اپنے پروردیگار کا پیغام پہنچایا۔آپؐ کے بعد آپؐ کی اہلبیت آپ کے مقام کی زیادہ حقدار اور اس کے لئے اولی تھے۔لیکن ایک گروہ نے ہم پر غلبہ حاصل کیا اور ہم اس وجہ سے کہ فتنہ وفساد کھڑا نہ ہو اور خون ریزی نہ ہونے پائے خاموش ہو کر بیٹھ گئے اب یہ خط میں نے تمہاری طرف لکھا ہے اور تمھیں خدا اور اسکے رسولؐ کی طرف بلاتا ہوں پس یاد رکھوں شریعت اور سنت کو پامال کیا جارہا ہے اگر تم لوگ میری داعوت قبول کرو اور میری اطاعت کرو تو میں تمھیں گمراہی کے راستہ سے نکال کر ہدایت کے راستہ پر لے جاؤں گا۔والسلام

آپ کا یہ خط سلیمان نامی شخص جسکی کنیت ابورزین تھی۔سرداران بصرۃ کی طرف لے گیا

حضرت مسلم ابن عقیلؑ کا کوفہ جانا اور آپکی شہادت

حضرت مسلم ابن عقیلؑ امام حسینؑ کے حکم پر کوفہ کیلئے تیار ہوئے اور قبیلہ قیس کے دو افراد کے ساتھ کوفہ کو عازم سفر ہوئے بقول شیخ عباس قمی کہ کوفہ پہنچ کر آپ نے مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی کے گھر میں قیام کیا۔جبکہ طبری کی روایت ہے کہ آپ نے مسلم ابن عوسجہ کے گھر قیام کیا جب مسلم ابن عقیلؑ حضرت امام عالی مقامؑ کو خط سب کو پڑھ کر سناتے یہ کلمات سن کر لوگ گریہ کرتے اور بیعت کرتے تاریخ طبری کی روایت ہے کہ ان میں عابس بن ابی شبیب شاکری تھا وہ کھڑا ہوا اور حمد وثنائے الٰہی بجالایا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں جب آپ مجھے پکاریں گے تو لبیک کہوں گا اور آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ خداوند متعال سے ملاقات کرو پھر حبیب ابن مظاہر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں بھی عابس کی طرح عزم وارادہ رکھتا ہوں پھر سعید بن عبداللہ حنفی اور دوسرے لوگوں نے خطاب کیا۔بقول الشیخ مفید اور بعض دیگر علماء کے کہ جب جناب مسلم ابن عقیلؑ کے ہاتھ پر اہل کوفہ میں سے اٹھارہ ہزار افراد بیعت کر چکے تو آپ نے امام حسینؑ کو خط لکھا کہ اب اٹھارہ ہزار افراد بیعت کر چکے ہیں آپ کیلئے مناسب ہے کہ کوفہ تشریف لائیں۔

جب یہ خبر نعمان بن بشیر والی کوفہ کو ملی تو اس نے اہل کوفہ کو ڈرایا دھمکایا کہ مسلم ابن عقیلؑ سے دستبردار ہو جاؤ لیکن لوگوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔یہاں پر عمر بن سعد۔عبداللہ بن مسلم بن ربیعہ نے نعمان بن بشیر کے خلاف یزید ابن معاویہ کو خطوط لکھے کہ یہ مسلم ابن عقیلؑ کی بیعت کرنے والوں کے ساتھ نرمی سے پیش آرہا ہے جب یزید لعین کو یہ خبر موصول ہوئی تو اس نے بصرۃ کی امارت کے ساتھ ساتھ کوفہ کی گورنری بھی عبیداللہ ابن زیادہ کے سپرد کر دی اور اسے نیا والی کوفہ منتخب کر کے کوفہ کی جانب بھیج دیا ابن زیادہ نے اپنے بھائی عثمان کو بصرہ میں اپنا نائب مقرر کر کے خودرات کے وقت امام حسین کا لباس پہن کر (یعنی سبز لباس پہن کر) کوفہ میں داخل ہوا۔اہل کوفہ جو حضرت امام حسینؑ کے منتظر تھے جب عبیداللہ ابن زیادہ کو نقاب اوڑھے داخل ہوتے دیکھا تو سمجھے کہ امام حسین کوفہ میں پہنچ گئے ہیں لوگوں نے جوش وخروش کے ساتھ استقبال کرنا شروع کیا حتیٰ کہ جب اس نے نقاب ہٹایا تو سب حیران ہو کر منتشر ہو گئے یہ قصر دارالامارۃ میں داخل ہوا۔اور دوسرے دن مسجد میں جاکر لوگوں کو سخت الفاظ میں ڈرایا دھمکایا۔اور شام سے لشکر جرار کی آمد کی جھوٹی خبر سنائی۔اور امراء اور روساء کو محل میں بلوا کر ایسے لوگوں کے نام طلب کئے جو یزید کے مخالف تھے جب یہ خبر جناب مسلم ابن عقیلؑ کو ملی تو آپ نے خطرہ محسوس کیا لہذا مختار کے گھر سے ہانی ابن عروۃ کے کی طرف منتقل ہو گئے طبری اور ابی الفرج اصفہانی کی روایت کے مطابق جب ہانی بن عروہ کے دروازے

پر آئے تو ان کو باہر بلایا اور کہا مجھے پناہ دو۔ ہانی نے کہا آپ مجھے سخت چیز مکلّف قرار دے رہے ہیں مگر آپ میرے دروازے پر نہ آتے تو کہہ دیتا واپس چلے جائیں۔ اندر تشریف لائیں آپ نے ہانی ابن عروۃ کے گھر قیام کیا اور اسی روایت کے مطابق اہل کوفہ آپ سے پوشیدہ طور پر ملاقات کرتے رہے اور بیعت کرتے رہے حتیٰ کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے پچیس ہزار تک پہنچ گئی بقول ابن شہر آشوب ابن زیاد کو معلوم نہیں تھا مسلم ابن عقیل کہاں ہیں اس نے اپنے غلام معقل کو جاسوسی پر گامزن کیا اور مطلع ہوا کہ آپ ہانی ابن مروۃ کے گھر میں ہیں۔ ہانی ابن مروۃ کو چونکہ ابن زیاد کا کھٹکا تھا اس لئے خود کو مریض ظاہر کیا اور گھر میں ہی رہے تا کہ ابن زیاد کی مجلس میں نہ جاسکیں۔ ابن زیاد نے عمرو ابن حجاج اور اسماء ابن خارجہ و محمد ابن اشعث کے ذریعے ہانی کو طلب کیا یہاں تک کہ ہانی ابن عروہ اس ملعون ابن زیاد کے دربار میں پہنچے۔ تو عبیداللہ ابن زیاد نے سرزنش کرنا شروع کر دی اور کہا کہ تو نے مسلم ابن عقیل کو اپنے گھر میں پناہ دی ہوئی ہے۔ ہانی ابن عروۃ نے انکار کیا تو معقل سامنے آیا اور بیان کیا۔ اب ہانی ابن عروہ انکار نہ کر سکے۔ ابن زیاد نے کہا اے ہانی اپنے مہمان کو ہمارے حوالے کر دو ہانی ابن عروہ نے انکار کر دیا تو ابن زیاد نے کہا میں تیرا سر تن سے جدا کر دونگا ہانی نے کہا تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتا اگر ایسا کیا تو قبیلہ مذحج تجھے زندہ نہ چھوڑیں گے غصے میں ابن زیاد نے اپنی چھڑی ہانی کے ناک پر ماری اور ان کو زخمی کر دیا اور قید کر لیا اس پر اسماء ابن خارجہ اور بقول الشیخ مفید احسان ابن اسماء نے کہا تو نے ہمارے ذریعے ہانی کو بہانے سے بلوا کر قید کر لیا

جب یہ خبر ہانی کے سسر حجاج ابن عمرو کو ملی تو اس نے ہانی کے قبیلہ مذحج کو جمع کر کے قصر دارالامارۃ کا گھیراؤ کر لیا۔ اور مبارز طلب کرنے لگے۔ ابن زیاد کو ڈر محسوس ہوا تو اس نے قاضی شریح کو طلب کر کے کہا کہ ہانی کو دیکھو اور باہر لوگوں کو بتاؤ کہ وہ زندہ ہیں۔ قاضی شریح نے لوگوں کو تسلی دی کہ ہانی ٹھیک ہیں اور خیریت سے ہیں اس پر قبیلہ مذحج منتشر ہو گیا۔ جب ہانی کی قید کی خبر جناب مسلم ابن عقیلؑ کو ملی تو آپ نے اذنِ جہاد دیا اور لوگوں کو جمع ہونے کی تاکید کی تھوڑی دیر میں ہزاروں لوگ جمع ہو گئے ابن زیاد نے جب یہ کیفیت دیکھی تو مکر و حیلہ سے کام لیا۔ اور کثیر ابن شہاب کو قبیلہ مذحج کے پاس بھیجا کہ انہیں شامی لشکر جرار کی آمد سے ڈرائے۔

محمد ابن اشعث کو قبیلہ بنی کندہ کی جانب بھیجا کہ لوگوں کو امان کی منادی تو اور جھنڈا لہراؤ جس سے لوگ اس جھنڈے کے نیچے آ جائیں اور شبث بن ربعی۔ حجار بن جبیر اور شمر ابن ذی الجوش جیسے لوگوں کو سونا اور مال دے کر لوگوں کو خریدنے کے لئے بھیجا حتیٰ کہ کوفہ کے مختلف محلوں میں شعبدہ باز لوگ عورتوں میں اعلان کرتے رہے کہ جو عورت اپنی شوہر یا بیٹے کی تلوار دے گی اس کو سونا ملے گا۔ عورتیں اپنے مرد حضرات کو میدان جنگ سے رفتہ رفتہ لے جانے لگی۔

ادھر سے جب ابن زیاد نے دیکھا کہ اب یہ کمزور ہو گئے ہیں اور اس کے پیروکاروں نے بھی کافی لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر لئے ہیں تو شبث بن ربعی کو پرچم دے کر لشکر ترتیب دیا اور اوراکابرین کوفہ کے ذریعے اعلان کروایا کہ شامی لشکر بس پہنچ ہی گیا۔ یوں جناب مسلم بن عقیلؑ کے لشکر سے لوگ ڈر اور خوف کے مارے منتشر ہونے لگے۔ بے وفا کوفے کے لوگ بھاگ گئے اور بعض ابن زیاد سے جا ملے حتیٰ کہ عشاء کی نماز کے وقت جناب مسلم بالکل تنہا رہ گئے۔ یہاں تک آپ بنی بجیلہ کے محلے سے گزرے اور ایک عورت سے پانی طلب کیا اس عورت کا نام طوعہ تھا پانی پی کر آپ وہیں پر بیٹھ گئے اس نے کہا اے مسافر جاؤ یہاں کیوں بیٹھ گئے ہو آپ نے فرمایا میرا یہاں کوئی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا میں مسلم ابن عقیلؑ ہوں مجھے آج رات کیلئے پناہ دے دو

اس نے آپ کو پناہ دی لیکن اس کے بیٹے کو جب معلوم ہوا تو اس نے انعام کی لالچ میں خبر ابن زیاد تک پہنچا دی۔ ابن زیاد نے عبداللہ ابن عباس سلمی کو ستر افراد دیگر جناب مسلم کی جانب روانہ کیا محمد ابن اشعث اور بکیر ابن حمران بھی ان کے ساتھ تھا۔ مسعودی اور ابوالفرج اصفہانی کی روایت ہے کہ مسلم گھر سے باہر نکلے اور کوفیوں کا ہنگامہ اور اجتماع دیکھا اور ملاحظہ فرمایا لوگ چھتوں کے اوپر سے پتھر مار رہے ہیں اور سرکنڈے کے دستوں کو آگ لگا کر آپ کے بدن پر پھینک رہے ہیں۔ علامہ مجلسی کے بقول آپ باہر نکلے اور ان لوگوں پر حملہ کر دیا حتیٰ کہ ایک گروہ کو خاک میں ملا دیا۔ جنگ کے دوران بکیر ابن حمران نے آپ کے رخ اقدس پر ایک ضرب لگائی جس سے شدید خون جاری ہو گیا جب محمد ابن اشعث نے دیکھا کہ اسطرح آپ پر قابو پانا مشکل ہے تو اس نے آپ کو امان کی پیش کش کی آپ نے انکار کیا اور جنگ جاری رکھی حتیٰ آپ ناتوانی کے عالم میں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ابن اشعث نے آپ کو دوبارہ پیشکش کی تو آپ نے قبول کر لی آپ کو قید کر کے قصر دالامارہ لایا گیا۔

سید ابن طاؤس کے مطابق آپ لگاتار جنگ کرتے رہے اور امان سے انکار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کے جسم پر بے شمار زخم لگے اور آپ نے امان منظور کر لی آپ کو قصر دارالامارۃ لایا گیا اور ابن زیاد نے آپ کو قصر کی چھت سے نیچے گرا دیا جس سے آپ کی شہادت ہوئی آپ کی آخری خواہش تھی کہ امام حسینؑ کو خط لکھا جائے اور ان کو کوفہ آنے سے روکا جائے تاکہ ان بے وفا لوگوں کے درمیان نہ آئیں۔ آپ کو بکیر ابن حمران نے دارالامارۃ کی چھت سے دھکا دے دیا اور دوسری طرف ہانی ابن عروۃ کو بھی شہید کر دیا۔ سبط ابن جوزی کی روایت ہے کہ جناب مسلم اور ہانی کی لاش کناسہ میں سولی پر لٹکا دی گئی۔ قبیلہ مذحج نے ان کو اتار کر ان پر نماز جنازہ پڑھا اور دفن کیا آپ کی شہادت ذی الحجۃ بروز بدھ بروز عرفہ کو ہوئی۔

شیخ صدوق نے اپنی سند کے ساتھ شیوخ کوفہ سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جناب مسلم ابن عقیلؑ کے دو بیٹے قید کر لئے گئے اور ان کو ابن زیاد کے پاس لے گئے جس نے انہیں قید کر لیا جس سے یہ بچے دوروغہ مشکور نامی نے رہا کر دیئے جنہیں حارث نامی شخص نے قتل کر کے سر کاٹ دیئے اور ابن زیاد کو پیش کئے اور بعض دوسری کتب میں بھی اسکا ذکر موجود ہے بقول ابی الفرج اصفہانی کہ جناب مسلم ابن عقیل کی والدہ ام الولد ''ملیہ'' نامی تھیں جن کا تعلق شام سے تھا اور کہا ابی الفرج اصفہانی نے کہ آپ کی اولاد کا تذکرہ مجھے مل نہ سکا لیکن تواریخ سے جتنا معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ آپ کے چار فرزند اور ایک بیٹی تھیں اور بعض روایات میں ایک سے زائد بیٹیاں ہیں عبداللہ بن مسلم واقعہ کربلا میں شہید ہوئے۔ انکی والدہ رقیہ بنت امام علیؑ تھیں دوسرے محمد کی والدہ کنیز تھیں یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔ اور تیسرے ابراہیم اور چوتھے محمد جن کی شہادت الشیخ صدوق جو رئیس المحدثین ہیں نے مروج اخبار علوم آئمہ میں نقل کیا ہے

حضرت امام حسینؑ کا مکہ مکرمہ سے کربلا متوجہ ہونے کے بیان میں

یزید نے عمر بن سعید بن عاص کو کچھ لوگوں کے ساتھ امام حسینؑ کے قتل پر مامور کیا امام حسینؑ جب انکے ارادے سے مطلع ہوئے تو آپ نے احرام حج سے عمرہ کی طرف عدول کیا اور عمرہ ختم کرنے کے بعد عراق کی جانب عازم سفر ہوئے تاکہ کعبۃ اللہ کی حرمت برقرار رہے یعنی آپ کا خون یہاں نہ بہایا جائے امام جعفر الصادقؑ سے روایت ہے کہ جس دن آپ نے عراق جانے کا ارادہ کیا اسی رات محمد حنفیہ بن علی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اہل کوفہ کی بے وفائی کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا اے بھائی مجھے معلوم ہے لیکن ڈر ہے کہ یہ مجھے یہاں پر قتل نہ کروا دے اور اس گھر کی حرمت ضائع ہو جائے پھر

جناب محمد حنفیہ نے فرمایا آپ یمن چلے جائیں آپ نے فرمایا اس پر بھی سوچوں گا جب صبح ہوئی تو عراق کی جانب نکلے محمد حنفیہ آپ کی سواری کی مہار پکڑ لی کہ آپ نے نہ کہا تھا کہ اس بارے میں سوچوں گا آپؑ نے فرمایا رات مجھے میرے نانا محترم خواب میں آئے اور فرمایا اے حسین جاؤ خدا چاہتا ہے کہ تمہیں اپنی راہ میں مقتول دیکھے۔ابوالفرج اصفہانی کی روایت ہے کہ جناب عبداللہ ابن عباس نے آپ کو عراق کا سفر ترک کرنے کا مشورہ دیا اور اہل کوفہ کی مذمت بھی کی لیکن آپ عازم سفر عراق ہوئے۔

امام حسینؑ کربلا روانہ ہوئے اور بڑی تیزی سے سفر طے کرتے جا رہے تھے یہاں تک کہ ذات عرق نامی مقام پر پہنچے اور سید ابن طاؤس کی روایت کے مطابق وہاں بشیر بن غالب سے ملاقات کی جو عراق سے آ رہا تھا۔امام حسینؑ نے اس سے پوچھا تو نے اہل عراق کو کیسا پایا۔بشیر نے جواب دیا ان کے دل تو آپکے ساتھ ہیں مگر تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں شیخ مفید روایت بیان کرتے ہیں کہ جب امام حسینؑ کے کوفہ آنے کی خبر ابن زیاد تک پہنچی تو اس نے حصین بن نمیر کو بہت زیادہ لشکر کے ساتھ آپ کا راستہ روکنے کیلئے قادسیہ بھیجا اور قادسیہ سے لیکر خفان قطقطانہ تک کا فاصلوں کو انہوں نے بند کر دیا امام حسینؑ ذات عرق نامی مقام سے آگے چل کر مقام ''حاجز'' تک پہنچے تو آپ نے قیس بن مسہر صیداوی اور ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن یقطر کو اپنا سفیر بنا کر کوفہ کی جانب روانہ کیا ابھی تک امام عالی مقام کو شہادت مسلم ابن عقیلؑ کی خبر موصول نہ ہوئی تھی قیس بن مسہر صیداوی اسدی کو ابن زیاد نے شہید کر دیا۔راستے میں زہیر ابن قین بھی آپؑ کی داعوت پر آپکے ساتھ عازم سفر ہوئے۔پھر سرکار پاک مقام زرود اور وہاں سے ثعلبیہ پر پہنچے۔

شیخ مفید نے عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشمعل اسدی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم اعمال حج سے فارغ ہوئے تو تیزی سے سفر کیا تا کہ راستہ میں حضرت امام حسینؑ سے جا ملیں یہاں تک کہ مقام ''زورد'' جو ثعلبیہ کے قریب ہے حضرت سے جا ملے ہم نے چاہا کہ آپ جناب کی خدمت میں حاضر ہوں اچانک ہم نے دیکھا کہ کوفہ کی جانب سے ایک شخص نمودار ہوا جب اس نے حضرت کے لشکر کو دیکھا تو اپنا راستہ تبدیل کر لیا۔حتیٰ کہ ہم اس کے قریب پہنچے اور اس سے کوفہ کی خبر پوچھی تو اس شخص کا تعلق بنی اسد سے تھا اس نے بتایا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا مسلم اور ہانی قتل ہو گئے ان کے پیر پکڑ کر انہیں بازاروں میں گھسیٹا جا رہا ہے۔

پھر ہم امام حسینؑ سے جا ملے اور مقام ثعلبیہ پر پہنچ کر حضورؑ کو یہ خبر کر دی تو امام حسینؑ نے انا لیہ وانا علیہ راجعون پڑھا آپ نے فرمایا اس کے بعد ان کے بعد (مسلم بن عقیل) زندگانی دنیا میں کوئی خیر و برکت اور مزہ نہیں۔

شیخ کلینی نے روایت کی کہ مقام ثعلبیہ پر ایک کوفی شخص نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور شہادت مسلم ابن عقیل کی خبر موصول ہوئی۔شیخ مفید روایت کرتے ہیں جب دن ہوا تو آپ نے اپنے انصار اور نوجوانوں کو حکم دیا بہت سا پانی جمع کر کے اور سامان وغیرہ بار کر کے روانہ ہوئے اور مقام زبالہ تک پہنچ گئے یہاں آپ کو اپنے قاصد عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر موصول ہوئی۔اور آپ نے اپنے تمام ساتھیوں کو مسلم ابن عقیل اور ہانی کی شہادت کی خبر دی یہاں سے بطن عقبہ پہنچے اور پھر منزل شراف میں نزول اجلال فرمایا

امام حسینؑ کی حر بن یزید ریاحیؓ سے ملاقات

منزل شراف پر لشکر حر ابن یزید ریاحی کو آتا دیکھا حر ابن یزید ریاحی ایک ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا تو سخت گرمی کی وجہ سے اس کے لشکریوں کا

برا حال تھاامام حسینؑ نے نوجوانوں سے کہاان افراداوران کے گھوڑوں کو پانی پلاؤاسی اثناء میں نماز ظہر کا وقت آیا حر نے کہا ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے پس آپؑ نے دونوں لشکروں کونماز پڑھائی۔امام حسینؑ نے بعدازنماز حراوراسکےلشکر سےفرمایا کہ تم لوگوں نے ہمیں داعوت دی کہ ہمارا امام اور پیشواء کوئی نہیں آپ کوفے آجائیں اب کہ جب ہم آئے تو آپ لوگ جنگ کرتے ہو۔اس کیلئے تم لوگوں نے کثیر خطوط لکھے حر نے کہا مجھے ان خطوط کے بارے میں کوئی علم نہیں امام عالی مقام نے عقبہ بن سمعان سے فرمایا وہ تھیلے لے آؤ جس میں خطوط موجود ہیں ۔حرابن یزید ریاحی نے خط دیکھنے کے بعد کہا کہ میں ان خطوط لکھنے والے اشخاص میں نہیں ہوں۔ہم تو اس بات پر مامور ہیں کہ جب آپ سے سامنا ہوتو آپ سے الگ نہ ہوں آپ کوکوفہ لے جائیں عبیداللہ ابن زیاد کے پاس امام عالی مقامؑ کوجلال آیا اورفرمایا تیری موت اس بات سے پہلے ہے اورآپؑ نے اپنے اصحاب کوحکم دیا کہ سوار ہو جاؤ پھر مستورات کوسوار کیا اوراصحاب سے فرمایا چلوہم واپس چلتے ہیں۔لیکن حر نے آپکا راستہ روک لیاامام علیہ السلام نے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں روئے ہم سے کیا چاہتا ہے۔حر نے جواب دیا اگر آپ نے علاوہ کوئی اورشخص میری ماں کا نام لیتا تو میں بھی اسکی ماں کا نام لیتا لیکن آپ کی والدہ کا نام سوائے تعظیم کے نہیں لیا جاسکتا۔حضرت نے فرمایا اب کیا چاہیے ہو۔جواب آیا آپؑ کوعبیداللہ ابن زیاد کے پاس لے جانا چاہتا ہوں امام نے فرمایا تمہاری یہ بات نہیں مانوں گا۔حر نے کہا میں آپ سے جنگ پر مامورنہیں صرف کوفہ لے جانا چاہتا ہوں اگر آپ کوفہ نہیں جاتے تو کسی اورراستہ پر چلے جائیں حضرت امام حسینؑ نے قادسیہ اورغریب سے راستہ بدل کیا کہ اور بائیں جانب میدان رکھتے ہوئے چل پڑے اورغریب ہیجانات سے قصر بنی مقاتل پہنچے اور یہاں نزول اجلال فرمایا۔تو یہاں آپ نے عبیداللہ ابن حرجعفی کا خیمہ دیکھا اوراسے دعوات دی مگراس کمینے شخص نے کہا آپؑ کی داعوت پر لبیک نہ کہا پھر قصر بن مقاتل سے روانہ ہوئے اورتو آپؑ کوگھوڑے کی پشت پر نیند آگئی کہ آپؑ کی زبان مبارک سے انا للہ وانا علیہ راجعون والحمد للہ رب العالمین کا اعادہ دو یا تین مرتبہ کیا تو آپ کے فرزند شہزادہ علی اکبر بن حسینؑ نے آپ یہ کلمات کہنے کا سبب پوچھا اورآپؑ نے فرمایا اے جان پدر مجھے نیند آگئی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے یہ لوگ جارہے ہیں جب کہ موت انکی طرف جارہی ہے جناب علی اکبر نے پوچھا بابا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ امام پاکؑ نے فرمایا کیوں نہیں یقیناً ہم حق پر ہیں جناب علی اکبر نے فرمایا اگر ہم حق پر ہیں تو ہمیں موت کی کیا پرواہ آپ نے صبح کی نماز ادا کی اور جلد سوار ہوئے چاہتے تھے کہ حر کے لشکر سے جدا ہو جائیں مگر وہ مانع ہوا اورکوفہ لے جانا چاہتا تھا۔

اس کش مکش میں حدودنینوا کی زمین کربلا میں پہنچ گئے ۔حتیٰ کہ ایک قاصد آیا دونوں لشکر رک گئے

اس قاصد نے ابن زیاد کا خط حرابن یزید الریاحی کو دیا اس خط میں لکھا تھا کہ حسین ابن علی کا معاملہ تنگ کردو اورانہیں ایسے بیابان میں اتارو جہاں آبادی اور پانی نایاب ہواورابن زیاد کے قاصد کا حکم تھا کہ حر سے جدا نہ ہو جب تک میرے حکم کی تعمیل نہ ہو۔پس حر نے وہ خط امام پاکؑ اوران کے اصحاب کو سنایا اورآپ کو وہیں رکنے کا حکم دیا آپؑ نے فرمایا ہمیں اجازت دو کہ ہم غاضریہ کی بستی سے پانی لے آئیں حر نے کہا میں اس قاصد کی وجہ سے ایسا نہیں کرسکتا۔ادھر زہیر ابن قین نے کہا یاحسینؑ آپ اجازت دیں ہم ان سے جنگ کریں آپ نے فرمایا ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ جنگ میں پہل کریں آپ وہیں اتر پڑے یہ واقعہ جمعرات دوسری محرم کا ہے۔

امام حسینؑ کا کربلا میں ورود اور نویں محرم تک کے چیدہ چیدہ واقعات

آپؑ نے دوسری محرم کو ۶۱ ھ کربلا میں نزول اجلال فرمایا۔ ابی الفرج کے نقل کیا ہے کہ ابن زیاد نے عمر ابن سعد کو کربلا کے واقعے سے قبل رے کی حکومت کا پروانہ دیا تھا جب ابن زیاد کو خبر ملی کہ امام حسینؑ کربلا آ رہے ہیں تو اس نے عمر ابن سعد سے کہا پہلے حسین کو قتل کرو پھر رے جاؤ نہیں تو رے کی حکومت کا پروانہ واپس کردو اس لعین عمر ابن سعد بن ابی وقاص نے امام حسینؑ کے قتل کرنے کو قبول کیا دوسرے دن ابن زیاد نے عمر ابن سعد کو ایک بڑا لشکر دے کر روانہ کیا۔ سبط ابن جوزی نے بھی اسکے قریب قریب ہی لکھا ہے۔

خلاصہ یہ کہ عمر ابن سعد کربلا آیا تو اس نے عمروہ بن قیس احمسی کو بلایا اور چاہا کہ امام حسینؑ کے پاس جائے اور پوچھے وہ یہاں کیوں آئے نہیں۔ عروہ بن قیس کی شرم محسوس ہوئی کیونکہ اس نے حضرت کو کوفے آنے کی داعوت کا خط تحریر کیا تھا اس لئے صاف انکار کر گیا بعض دوسرے لوگوں نے بھی ایسا ہی انکار کیا۔ آخر کثیر بن عبداللہ کھڑا ہوا اور اس پیغام کے لے جانے کیلئے تیار ہوا یہ شخص دھوکہ باز تھا اور دھوکے سے قتل کرنے میں مشہور تھا ابو ثمامہ صیداوی نے اس کو روک لیا۔ اور کہا تلوار رکھو پھر پیغام سناؤ یہ شخص نہ مانا تو اسے واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد قرہ بن قیس کو عمر ابن سعد نے بھیجا امام حسین نے جواب میں کہا کہ کوفے کے لوگوں نے ہمیں خط لکھے ہیں اور داعوت دی ہے اس لئے ہم ادھر آئے ہیں حتیٰ کہ اس طرح کا سلسلہ جاری رہا اتنے میں ابن زیاد کا خط آیا امام حسینؑ پر پانی کا بند کردے اس خط کے ردعمل میں اس ملعون نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کے ساتھ گھاٹ پر مقرر کردیا یہ واقعہ سات محرم کا ہے۔ اس سے قبل سید ابن طاؤس کی روایت کے مطابق چھے محرم تک پے در پے لشکر جمع ہو کر بیس ہزار کی تعداد میں ہو گئے تھے۔

اس دوران عمر ابن سعد نے متعدد بار آپ کو یزید ابن معاویہ کی بیعت کی داعوت دی مگر آپ انکار کرتے رہے ادھر کوفہ میں شمر ذی الجوشن نے ابن زیاد کو حالات سے مطلع کیا اور ابن زیاد نے عمر ابن سعد کو شمر کے ہاتھ خط بھیجا جس میں تحریر تھا کہ اے پسر سعد میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ حسینؑ کے ساتھ ٹال مٹول کرے اگر وہ بیعت کرنے کو نہیں مانتے تو ان سے جنگ کر وان کو قتل کرو اور ان کے اعضاء اور لاشوں پر گھوڑوں کو دوڑاؤں اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو لشکر کی امارت شمر کے حوالے کردو۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام عالی مقام کے لشکر کا محاصرہ کرلیا گیا اور لشکر نے غل کیا تو بی بی زینب بنت علیؑ نے فرمایا اے بھائی آپ ان لوگوں کے شور وغل کو سن رہے ہیں حضرت نے سر رانوں سے اٹھایا اور فرمایا میں نے ابھی ابھی رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ تم میرے پاس آ رہے ہو یہ سن کر سیدہ زینبؑ نے واویلا کی صدا بلند کی امام پاکؑ نے فرمایا اے بہن خاموش ہو جائیں خدا کی یہی رضا ہے اتنے میں حضرت عباس علمدارؑ آپکے پاس آئے اور فرمایا آقا لشکر ہماری طرف آ رہا ہے امام پاک نے فرمایا اے عباسؑ جاؤ اور ان سے پوچھو کیا بات ہے۔ جناب عباسؑ بیس سواروں کے ساتھ ان کی طرف بڑھے اور پوچھا تمہارا کیا مقصد ہے اہل لشکر ملاعین نے کہا ہمیں حکم امیر ہے کہ آپ کو اطاعت کی داعوت دیں کہ آپ اطاعت قبول کرلیں ورنہ ہمارے ساتھ جنگ کریں۔ جناب عباس بن علی علمدار نے فرمایا تم روکو میں یہ باتیں امام عالی مقام کے حضور پیش کرتا ہوں واپس آ کر حضرت عباسؑ نے ساری باتیں سنا دیں امام حسینؑ نے فرمایا اے بھائی واپس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ایک رات صبر کریں اور جنگ کو کل پر چھوڑیں ہم کچھ نماز دعا اور استغفار کرلیں۔ واپس جا کر حضرت عباس نے مہلت طلب کی۔ عمر ابن سعد مہلت نہیں دینا چاہتا تھا مگر عمرو ابن حجاج زبیدی نے کہا کہ یہ اہلبیت رسول

ہیں انکی بات قبول کرنی چاہیے طبری کی روایت ہے کہ قیس بن اشعث نے کہا کہ ان کو مہلت دو مجھے معلوم ہے کہ یہ بیعت نہیں کریں گے کل صبح جنگ ہی کریں گے پس ان منافقین نے ایک رات کی مہلت دے دی اور دونوں لشکر اپنی آرام گاہ کی جانب پلٹ گئے ۔

شب عاشور کے واقعات

جب دسویں کی رات قریب آئی تو امام مظلوم نے اپنے اصحاب کو جمع کیا بروایت امام زین العابدینؑ کہ میں بیمار تھا پھر بھی قریب ہوا اور کان لگا کر سن رہا تھا آپؑ اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے کہ میں اللہ کی بہترین تعریف کرتا ہوں اور اسکی حمد کرتا ہوں تنگی اور وسعت میں اے میرے پروردگار میں تیرا سپاس گزار ہوں اس چیز پر کہ تو نے ہمیں شرف نبوت کے ساتھ مکرم کیا اور ہمیں قرآن کی تعلیم عطا فرمائی اور دین کی مشکلات ہمیں بتائیں ہمیں سننے والے کان دیکھنے والی آنکھیں اور سمجھنے ولا دل عطا کئے پس ہمیں اپنے شکر گزارروں میں قرار دے

پھر فرمایا بیشک میں اپنے اصحاب اور اپنی اہلبیت سے بہتر کسی کے اصحاب اور اہلبیت کو نہیں جانتا خداوند عالم تم کو جزائے خیر عطا کرے تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں اس گروہ کے حق میں دوسرا گمان رکھتا تھا اور انھیں اپنا مطیع اور فرمابردار سمجھتا تھا مگر اس کے برعکس ہوالھذا میں اپنی بیعت تم سے اٹھالیتا ہوں اور تمھیں اختیار دیتا ہوں کہ جہاں چاہو چلے جاؤ پردہ شب تمھیں گھیرے ہوئے ہے رات کو اپنی سواری قرار دو اور جدھر چاہو چلے جاؤ کیونکہ یہ گروہ مجھے چاہتا ہے جب مجھے پالیں گے تو میرے علاوہ کسی کی تلاش میں نہیں جایں گے جب آپ کی گفتگو یہاں تک پہنچی تو آپ کے بھائی بھتیجے اور عبداللہ بن جعفر الطیار کی اولاد نے کہا کہ ہم یہ کام کس لئے کریں تا کہ آپ کے بعد زندہ رہ جائیں خدا ہمیں کبھی یہ دن نہ دیکھائے کہ ہم یہ ناشائستہ حرکت کریں سب سے پہلے یہ گفتگو حضرت عباس علمدار نے شروع کی پھر باقی افراد نے ان کا اتباع کیا پھر امام حسینؑ اولادِ عقیل بن ابی طالب کی طرف رخ کیا کہ تمہارے لئے مسلم ابن عقیلؑ کی شہادت ہی کافی ہے اور مزید مصیبت نہ اٹھاؤ۔ انہوں نے بھی یہی کہا ہم آپ کو دشمنوں میں چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں ہم آپ پر اپنے اہل وعیال قربان کر دیں گے اس وقت مسلم ابن عوسجہ کھڑے ہوئے اور کہا اے فرزند رسولؐ کیا ہم وہ اشخاص بن جائیں جو آپ کی نصرت سے ہاتھ اٹھالیں پھر کونسی حجت کے ساتھ ہم خدا کے ہاں آپ کا حق ادا کرنے کے سلسلہ میں عذر پیش کریں گے خدا کی قسم میں آپ کی خدمت سے جدا نہیں ہوں گا پھر زہیر ابن قین بجلی آئے اور عرض کیا کہ خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ قتل کر دیا جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں یہاں تک کہ ہزار دفعہ قتل کر دیا جاؤ اس طرح کی گفتگو دوسرے اصحاب نے بھی کی امام پاکؑ نے ان کیلئے دعائے خیر فرمائی۔

شیخ مفید فرماتے ہیں کہ اس کے بعد امام پاک اپنے خیمے کی طرف چلے گئے اور تمام خیام اہلبیت میں گئے اور سب کی دلجوئی کی آپ نے یہ تمام رات عبادت میں گزاری ساری رات آپؑ کے اہلبیت اور اصحاب مناجات اور تسبیح اور تقدیس وسجود میں مصروف رہے

روز عاشور

روز عاشور نمودار ہوا معمول کے مطابق امام پاک کے موذن حجاج ابن مسروق نے اذان دینا چاہی آپ نے فرمایا اے علی اکبرؑ آج اذان آپ دیں جناب علی اکبرؑ نے اذان دی تو خیام اہلبیتؑ سے نالہ زاری کی صدائیں بلند ہوئیں جناب علی اکبرؑ خلق ،خُلق وخو میں سے سب سے زیادہ رسولؐ خدا سے مشابیہ تھے ۔امام پاکؑ نے لشکر ترتیب دیا۔ میمنہ پر زہیر ابن قین اور میسرہ پر حبیب ابن مظاہر تعینات فرمائے ۔لشکر کا علم حضرت عباس علمدارؑ بن علی علیہ

السلام کوعنائیت فرمایا اور خود امام پاکؑ قلب لشکر میں کھڑے ہوئے اور خیمے پس پشت قرار دیئے اور ان کے ساتھ ایک خندق کھدوائی اور اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ لگوادی تا کہ اشقیاء عقب سے خیام پر حملہ آور نہ ہوں دوسری طرف عمر ابن سعد نے عمر ابن حجاج کو میمنہ پر شمر بن ذی الجوشن کو میسرہ پر اور مروہ بن قیس کو سواروں پر شبث بن ربعی کو پیادہ فوج پر مقرر کیا اور لشکر کا جھنڈا اپنے غلام ورید کو دیا

سب سے اول عمر ابن سعد نے تیر چلایا اور جنگ کا آغاز کیا اشقیاء کی فوج سے سیار جو زیاد بن ابیہ کا غلام تھا اور سالم بن زیاد کا غلام دونوں مل کر میدان میں آئے امام پاک کے لشکر سے عبداللہ بن عمیر کلبی مقابلے کیلئے میدان میں آئے ان دونوں غلاموں نے عبداللہ بن عمیر کلبی سے کہا ہم تم کو نہیں جانتے جاؤ زہیر ابن قین ۔حبیب ابن مظاہر یا بریر ہمدانی کو ہمارے مقابلے پر بھیجو۔عبداللہ ابن عمیر نے کہا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے جسے چاہے انتخاب کرے یہ کہہ کر حملہ کیا اور یسار کو جہنم واصل کیا سالم بن زیاد نے جب یہ دیکھا تو عبداللہ بن عمیر کلبی کے سر پر تلوار ماری آپ نے ہاتھ سے اس کا وار روکا جس کی وجہ سے آپ کی انگلیاں کٹ گئیں عبداللہ نے زخموں کی پرواہ کئے بغیر سالم بن زیادہ کے غلام کو بھی واصل جہنم کیا پھر عمرو بن حجاج نے اپنے دستے کو حکم دیا کہ وہ امام حسینؑ کے لشکر کے میمنہ پر حملہ کرے جب وہ حملہ کرنے آئے تو امام پاک کے اصحاب نے زانو زمین پر ٹیک کر نیزے سیدھے کر لئے دشمن کے گھوڑے جب یہاں تک پہنچے تو ڈر کے مارے پشت پھیر کر بھاگنے لگے اور اصحاب حسینؑ نے ان پر تیر برسائے اور یہ لوگ کودتے پھاندتے نکل گئے حر ابن یزید ریاحی جو اپنے عمل پر نادم تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی کے طلب گار ہوئے اور اپنے بیٹے سمیت آپ کے لشکر کو اختیار کر لیا

حر ابن یزید الریاحی نے غضبناک شیر کی طرح عمر سعد کے لشکر پر حملہ کیا اور رجز پڑھے۔

راوی کہتا ہے کہ حصین بن نمیر نے یزید بن سفیان کی طرف دیکھ کر کہا یہ وہی حر ہے جسکے قتل کی آرزو تو اپنے دل میں رکھتا تھا یزید بن سفیان یہ سن کر حر کی جانب لپکا اور دونوں میں لڑائی شروع ہوئی حصین بن نمیر کہتا ہے کہ ایسا لگتا تھا جیسے یزید کی جان حر کے ہاتھ میں ہے اور بہت جلد اسے قتل کر دیا عمر سعد نے حصین بن نمیر کو پانچ سو تیر انداز کے ساتھ اصحاب حسین پر تیر اندازی کروائی زیادہ تر گھوڑے اس تیروں کی بارش میں مر گئے اور سوار پیادہ ہو گئے لوط ابن ابی مخنف نے ایوب بن شرح حیوانی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے حر کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دیں اور گھوڑے کے شکم پر تیر مارا وہ مضطرب ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ حر شیر کی طرح کود پڑا اور شمشیر براں اس کے ہاتھ میں تھی اور سخت جنگ کر رہے تھے اتنے میں ابن سعد کے ایک گروہ نے ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔روایت ہے کہ امام حسینؑ حر کے پاس آئے ابھی ان کے بدن سے خون بہہ رہا تھا امام پاکؑ نے فرمایا تو واقعی آزاد اور شریف ہے جس طرح تیرا نام رکھا گیا تو دنیا اور آخرت میں آزاد ہے یوں بریر بخضیر ہمدانی میدان میں آئے پھر وہب بن حباب کلبی جو نوزائیدہ مسلمان ہوئے تھے میدان میں آئے آہستہ آہستہ آپ کے اصحاب اشقیاء کو فی النار کرتے گئے اور خود بھی شہید ہوتے گئے پھر نافع ابن ہلال اور مسلم ابن عوسجہ میدان میں آئے اور شہید ہوئے۔حتیٰ کہ ابو ثمامہ صیداوی امام پاکؑ کی خدمت اطہر میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سرکار یہ وقت نماز ہے ہم آپکی امامت میں نماز پڑھنا چاہتے ہیں آپ نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا تم نے نماز کو یاد رکھا خدا تمھیں نمازیوں میں شمار فرمائے گا اور فرمایا کہ اس قوم سے کہو کہ جنگ روک دیں ہم نماز ادا کر لیں حصین بن نمیر نے جب یہ سنا تو پکار کر کہا تمہاری نماز قابل قبول نہیں حبیب ابن مظاہر نے فرمایا اے گدھے اے غدار فرزند رسولؐ کی نماز تو قبول نہیں اور تیری نماز قبول ہے حصین بن نمیر نے حبیب ابن مظاہر پر حملہ کر دیا حبیب نے اسکو تلوار

ماری اوراسکوزخمی کردیا حتیٰ کہ اسکے ساتھی اسکو چھڑالے گئے۔پس اسی جنگ کے دوران بنی تمیم کے ایک شخص نے جسکا نام ہذیل بن حریم تھا نے آپ کا سر تن سے جدا کر کے اپنے گھوڑے کے ساتھ لٹکا دیا۔لوط بن ابی مخف نے محمد بن قیس سے روایت کی کہ جب حبیب ابن مظاہر شہید ہوئے تو امام حسینؑ میں شکستگی پیدا ہوئی۔آپ کا دل ٹوٹ گیا اور آپ نے فرمایا کہ میں اپنی حمایت کرنے والے صحابیوں کا حساب اللہ پر چھوڑتا ہوں اور بعض مقاتل میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے حبیب خدا تمہارے بھلا کرے تم صاحب فضل انسان تھے اور ایک دن میں ہی قرآن ختم کر لیتے تھے۔

پھر امام حسینؑ نے زہیر ابن قین اور سعید بن عبداللہ حنفی کو کہا کہ میرے آگے کھڑے ہو جاؤ تا کہ نماز ظہر ادا کرلوں پس آپ نے آدھے اصحاب کے ساتھ نماز ظہر ادا کی اور روایت ہے کہ سعید بن عبداللہ حنفی امام کے سامنے کھڑے ہوئے اور اپنے آپ کو تیروں کا نشانہ بنایا یہاں تک کہ زمین پر گر گئے اور جان دے دی۔

راوی کہتا ہے کہ زہیر بن قین زبردست جنگ کر رہے تھے اس وقت کثیر بن عبداللہ شعمی نے مہاجر بن ادس تمیمی کے ساتھ مل کر ان پر حملہ کر دیا اور زہیر ابن قین کے قدم اکھڑ گئے اور آپ زخمی ہو کر زمین پر گر گئے اور شہید ہو گئے۔

پھر نافع بن ہلال میدان میں آئے اور لشکر اشقیاء نے ان پر حملہ کیا اور انکے بازو توڑ دیئے اور راوی کے بقول شمر ابن ذی الجوشن نے انہیں گرفتار کیا اور عمر ابن سعد کے پاس لے گیا اور اس کے حکم پر آپ کو قتل کر دیا اس کے بعد آپ کے ساتھیوں میں سے شوذب اور عابس کو شہید کیا۔حتیٰ کہ یزید بن زیاد بیہد لی میدان میں آئے اور جام شہادت نوش کیا

روایت کے مطابق اس کے بعد عمرو بن خالد صیداوی۔جابر بن حارث۔مجمع بن عبداللہ عائذ نے لشکر عمر سعد پر حملہ کیا اور دلیرانہ جنگ کی جسکے بعد یہ حضرات بھی شہید ہو گئے۔

اس کے بعد جون جو حضرت ابوذر غفاری کا غلام تھا نے امامؑ نے اذن رخصت لیا آپ نے اس سے فرمایا کہ تم خود کو ہماری راہ میں مبتلا نہ کرو مگر جون جذبہ جہاد سے سرشار تھے اور اصرار کر کے میدان میں چلے گئے لشکر اشقیاء کو خوب مشکل وقت کا سامنا ہوا حتیٰ کہ ایک گروہ نے ان کو شہید کر دیا اس کے بعد حجاج ابن مسروق کی شہادت ہوئی۔

یوں غلام ترکی نے بھی اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔اس کے بعد عمرو بن قرظ بن کعب انصاری نے میدان میں جام شہادت نوش کیا اور اس کے بعد سوید بن عمرو بن ابی سطاع خثعمی شہید ہوئے

اس کے بعد نوجوانان بنی ہاشم کی شہادت ہوئی جنکی شہادت کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر کی گئی ہیں چونکہ بنی ہاشم میں سے شہید حضرت تمام اولاد ابی طالبؑ ہی تھے اس لئے ان حضرات کے نسب کا جہاں جہاں ذکر ہے وہیں انکی شہادت کا ذکر بھی ہے جبکہ جناب علی اکبر اور جناب علی الاصغر کی شہادت کا ذکر ہم امام حسینؑ کی اولاد کے تذکرے میں کریں گے۔

شہادت ابا عبداللہ حسینؑ ابن علیؑ السبط رسولؐ اللہ

ارباب مقاتل نے نقل کیا ہے کہ جب سید الشہداء کے بھائی بھتیجے۔ بھانجے ۔ بیٹے اور اصحاب شہید ہو گئے تو آپ میدان کی طرف روانہ ہونے کیلئے آئے اور خواتین عصمت کوالوداع کہنے کیلئے خیمے کا رخ کیا۔اور عصمت کی پردہ دار بیبیوں کو آواز دی اے سکینہؑ اے فاطمہؑ اے زینبؑ اے ام کلثومؑ تم پر میرا اسلام ہو تمام بیبیاں آہ وزاری کرنے لگیں حتیٰ کہ لشکر میں موجود تمام بچے آپ کے گرد جمع ہو کر رونے لگے بہر حال امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسینؑ نے اپنی شہادت سے قبل اپنی بڑی بیٹی فاطمہ کو بلایا اور ایک لپٹی ہوئی کتاب اور وصیت کی اور اس وقت امام زین العابدینؑ بیمار تھے سیدہ فاطمہ نے وہ کتاب بعد میں امام زین العابدینؑ کو دی اسکے بعد امام پاک سید سجادؑ کے پاس گئے اور انہیں اعظم اور ہوا ریت ابنیائی کی وصیت کی اور آگاہ کیا کہ علوم وصحف اور ہتھیار جو مواریث نبوت میں سے ہیں جناب ام البنین اور ام سلمہ کے پاس ہیں اس کے بعد آپ نے ادھر اُدھر دیکھا حتیٰ کہ کوئی نہ تھا جو آپ کی سواری لاتا اتنے میں سیدہ زینبؑ نے آپ کو سوار کرایا۔

اور آپ عازم جنگ ہوئے اور قوم اشقیاء کے مدمقابل کھڑے ہوئے اور اشعار پڑھے جن کا ترجمہ اسطرح ہے

میں علیؑ کا بیٹا ہوں جو آل ہاشم میں سے ہے اور میرے فخر کیلئے یہ کافی ہے کہ میں اس پر فخر کروں کہ میرے نانا رسولؐ خدا ہیں جو تمام لوگوں سے زیادہ مکرم ہیں اور تمام مخلوق خدا میں خدا کا روشن چراغ ہیں فاطمہ جو دختر رسولؐ خدا ہیں میری والدہ ہیں اور میرے چچا دو پروں والے جعفر ہیں ہم حوض کوثر کے مالک ہیں جس سے اپنے دوستوں کو رسولؐ اللہ کے کاسے سے سیراب کرتے ہیں اور ہمارے شیعہ بہترین پیروکار اور شیعہ ہیں اور ہمارا دشمن قیامت کے روز گھاٹے اور خسارے میں رہے گا پھر آپ نے مبارز طلب کی۔ جو جو آپکے مقابلے میں آیا ہلاک ہوا۔حتیٰ کہ کسی میں یہ جرات نہ رہی کہ آپ کے مدمقابل ہو کر جنگ کرے آپ نے ایسی جنگ کی کہ لشکر عمر ابن سعد قادسیہ کی دیواروں سے لگنے لگا۔حتیٰ کہ دشمن نے سمجھ لیا کہ اس طرح وہ آپ پر قابو نہ پاسکے گا لہذا لشکر کے ایک بڑے حصے نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

کیونکہ ابن سعد نے اپنے لشکر کو برملا کہا کہ یہ علی ابن ابی طالب کا بیٹا ہے اسطرح تم اس پر قابو نہیں پاسکتے۔

ایک روایت کے مطابق تیر اندازوں نے آپ پر تیروں کی بارش کر دی اور باقی سپاہیوں نے بڑھ کر آپ پر حملہ کر دیا آپ غضب ناک شیر کی طرح ان کی جانب بڑھے اور بہت سے لوگوں کو زمین پر گرا دیا۔اتنے میں پیاس نے آپ پر غلبہ کیا آپ گھاٹ کی جانب بڑھے تو اعور سلمی اور عمرو بن حجاج نے چار ہزار کمانداروں کو جو گھاٹ پر تھے پکار کر کہا حسین گھاٹ تک نہ جانے پائیں آپ نے لشکر کو چیر کر گھاٹ تک راہ حاصل کی اور گھوڑا پانی میں ڈال دیا جونہی پانی کے قریب گئے ایک سوار نے آکر کہا حسینؑ تم پانی پی رہے ہو اور لشکر تمہارے خیام میں داخل ہو رہا ہے امام حسینؑ نے پانی نہ پیا اور یونہی واپس خیام کی جانب آئے وہاں کوئی بھی لشکری خیام میں داخل نہ ہوا تھا آپ نے دوبارہ اپنی اہلبیت کو الوداع کہا۔

خلاصہ یہ کہ ان سے رخصت ہوئے اور انہیں صبر وتحمل کی وصیت کی اور حکم دیا کہ اسیری کی چادر سر پر رکھ لیں۔پس آپ دوبارہ میدان میں آئے اور لشکر اشقیاء پر حملہ کر دیا ان منافقین کے سر برگ خزاں کی طرح زمین پر گر رہے تھے۔

تیر اندازوں نے آپ پر دوبارہ تیروں کی بارش کر دی یہ تیر آپ کی گردن اور سینے میں پیوست ہو گئے بے شمار تیر آپ کے سینے میں لگے امام باقر علیہ السلام

سے روایت ہے کہ تین سو بیس زخم آپ کو لگے۔ پیاس کی شدت اور خستگی کی زیادتی کی وجہ سے آپ نے چاہا کہ ستالیس کہ ایک ظالم نے آکر پتھر آپ کی پیشانی پر مارا جس سے پیشانی مبارک سے خون جاری ہوگیا اچانک تین بھالوں والا تیر جو زہر میں بجھا ہوا تھا آپ کے سینے پر لگا جب کہ ایک روایت ہے آپ کے دل پر لگا حتیٰ کہ آپ پر تلوار سے بھی حملہ کیا گیا یہ وقت عصر تھا آپ نے خالق اکبر کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔ اور دوران نماز میں شمر نے آپ کی گردن پر پے در پے وار کئے اور آپ کا سر تن سے جدا کر دیا (احسن المقال) زیادہ تر روایات میں ہے آپ کو خنجر سے شمر ابن ذی الجوشن نے قتل کیا تاہم بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کو شمر بن ذی الجوشن لعنت اللہ تعالیٰ نے شہید کیا اور یہ بھی ہے کہ خولی بن یزید اصبحی نے قتل کیا۔ جبکہ ایک روایت میں سنان ابن انس النخعی نے قتل کیا۔

اعقاب امام حسین السبط الرسولؐ اللہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری نسابہ آپ کی اولادوں کی تعداد چھ تھی جن میں چار فرزند اور دو بنات تھیں۔

فرزندان میں علی اکبرؑ جو میدان میں کربلا میں شہید ہوئے اور بعض نے ان کو علی الاصغر کہا ہے یعنی زعم کیا ہے (۲)۔ علی الاصغر (امام زین العابدینؑ) (۳)۔ عبداللہ جن پر پیاس کا غلبہ ہوا اور اپنے والد کے ہاتھوں پر ہی شہید ہوئے (۴)۔ جعفر جو درج تھے اور بیٹیوں میں (۱) فاطمہ اور (۲)۔ سکینہ۔ جبکہ کتاب الشجرۃ المبارکہ میں امام فخر الدین الرازی نے بھی اسی طرح لکھا ہے جبکہ ابی نصر بخاری نے بھی تقریباً یہی تحریر کیا صرف ابنان میں جعفر بن امام حسینؑ کا نام ابوبکر تحریر کیا (سر السلسلۃ العلویہ صفہ (۳۰)) جبکہ باقی کسی بھی مورخ یا نسابہ نے ابوبکر نام تحریر نہیں کیا۔

جبکہ بقول ابن طقطقی در کتاب الاصیلی فی الانساب الطالبین (صفحہ۱۴۳) کہ آپ کے پانچ فرزند تھے (۱)۔ علی زین العابدین (۲)۔ علی الاکبر شہید کربلا (۳)۔ علی الاصغر جو شیر خوار شہید کربلا (۴)۔ عبداللہ جو اپنے والد کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے اور (۵)۔ جعفر جو درج تھے

اور بقول علامہ نسابہ السید محمد بن حسین بن عبداللہ الحسینی السمر قندی المدنی فی کتاب تحفۃ الطالب (المتوفی ۹۹۶) ہجری نشر الشریف انس الکلتبی صفحہ۴۴ مدینہ منورہ) کہ امام حسین ابن علی علیہ السلام کی عمر مبارک ۵۷ سال ۵ ماہ اور تین دن تھی آپ نے اپنے نانا جان رسولؐ اللہ کے ساتھ سات سال گزارے اور خاتم المرسلین کی وفات کے بعد تیس سال والد بزرگوار علی ابن ابی طالبؑ کے ساتھ گزارے اور والد محترم کے وصال کے بعد دس سال امام حسنؑ کے ساتھ گزارے اور ان کی شہادت کے ۱۰ سال بعد تک زندہ رہے۔

اور آپ کی ۱۲ اولادیں تھیں جن میں سے اکثر کربلا میں شہید ہوئے۔ جبکہ آپ کی اولاد امام زین العابدینؑ سے جاری ہوئی الشیخ مفید کے بقول بھی امام حسینؑ کے چھے اولادیں تھیں (۱)۔ علی الاکبر (۲)۔ امام زین العابدینؑ (۳)۔ عبداللہ جو کربلا میں باپ کی گود میں شہد ہوئے اور (۴)۔ جعفر جو والد محترم کی حیات میں فوت ہوئے اور انکی والدہ قبیلہ بنی قضاعہ سے تھیں اور دو بیٹیاں (۱)۔ فاطمہ (۲)۔ سکینہ بقول الشیخ مفید ایک گروہ نے علی بن حسینؑ شہید کربلا کو علی الاکبرؑ اور علی امام زین العابدینؑ کو علی اوسط تحریر کیا جبکہ بعض نے نزدیک عبداللہ ہی علی الاصغر تھے۔

یوں مورخین اور نسابین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دو بیٹیاں اور چار فرزند تھے جبکہ بعض نے پانچ فرزند لکھے ہیں جنہوں نے پانچ لکھے ہیں انہوں نے عبداللہ اور علی الاصغر کو علیحدہ علیحدہ رقم کیا اور جنہوں نے چار لکھے انہوں نے ان کو ایک ہی خیال کیا چونکہ دونوں کی شہادت صغیر سنی میں کربلا

میں ہوئی۔ جبکہ آپ کی چار ازواج مشہور ہیں۔
جبکہ ایک زوجہ بنی قضاعہ سے تھیں ان کا نام کسی نے تحریر نہ کیا۔ یوں آپ کی اولادیں اور انکی امہات کے نام اسطرح ہوئے۔
(۱)۔علی الاکبر بن حسینؑ بن امیرالمومنین علی علیہ السلام آپ کی شہادت کربلا میں واقع ہوئی آپ کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرۃ بن عروہ بن مسعود بن مغیث بن مالک بن کعب بن عمرو بن مسعود بن عوف بن قصی الثقفی تھیں اور آپ کی نانی میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب الاموی تھیں۔ آپ کی اولاد نہ چلی۔ بقول ابی الفرج اصفہانی آپ کی ولادت حضرت عثمان ابن عفانؓ کی خلافت کے ایام میں ہوئی۔
(۲)۔امام علی زین العابدینؑ
بعض نے آپ کو علی الصغیر یا علی اوسط بھی تحریر کیا آپ کی والدہ شاہ زنان یا شہر بانو بنت یزگرد بن شہریار بن پرویز بن ہرمز بن نوشیروان عادل تھیں جن کا تعلق ایران کے شاہی خاندان سے تھا۔
(۳)۔جعفر بن حسینؑ آپ کی والدہ قبیلہ بنی قضاعہ سے تھیں ابی نصر بخاری نے آپ کا نام ابوبکر لکھا ہے جو کسی دوسرے نسابہ نہیں لکھا۔(۴)۔عبداللہ بن حسینؑ آپ کی والدہ رباب بنت امراءالقیس بن عدی تھیں اور آپ کی نانی ھند بنت الربیع بن مسعود بن حصاد بن حصن بن کعب بن علیم بن جناب تھیں آپ کی شہادت کی تفصیل آئندہ ذکر ہوگی آپ کی شہادت کم سنی میں کربلا میں ہوئی۔ آپ کو ہی علی الاصغر کہا جاتا ہے آپ کی شہادت حرملہ بن کاہل کے تیر سے ہوئی۔
(۵)۔فاطمہ بنت الحسینؑ
آپ کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ التیمی تھیں آپ کا نکاح جناب حسن المثنیٰ سے ہوا اور ابراہیم الغمر۔ حسن المثلث اور عبداللہ محض آپ کی ہی اولاد تھے آپ بی بی فاطمۃ الزہرہ خاتون جنت کے مشابیہ تھیں۔ آپ تقویٰ وکمال وفضائل میں بےنظیر اور بےعدیل تھیں آپ کا وصال ۱۱۷ ہجری کو ہوا۔
(۶)۔سکینہ بنت الحسینؑ
آپ کی والدہ رباب بنت امراءالقیس بن عدی تھیں بقول الشیخ عباس قمی کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اشراف قریش نے ان کی خواستگاری کی لیکن آپ نے قبول نہ فرمائی جواب میں فرمایا کہ فرزند رسولؐ خدا کے قرب کے بعد میں کسی سے مواصلت نہیں کروں گی اور امام حسینؑ کے بعد کسی کو اپنا شوہر نہیں بناؤں گی۔ ابن زیاد لعین کے دربار میں جب بی بی رباب کی نگاہ امام حسینؑ کے سر پر پڑی تو بےتاب ہوکر اس سر کو اٹھایا اور اس کا بوسہ لیا اور اپنی گود میں لےکر نوحہ خوانی کرنے لگی۔ ابن اثیر نے کامل میں کہا کہ جب آپ نے سید شہدا کے لاشے کو دھوپ پر پڑا دیکھا تو ہمیشہ دھوپ پر بیٹھتی تھیں اور ایک سال تک امام پاک کی قبر پر گریہ کرتی رہیں اور وہاں سے واپس مدینہ آئیں تو حزن وملال کے عالم میں وفات پائی۔
یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ امام حسین السبط الشہید الزکی کے تین فرزندوں کے نام علی تھے اول علی جن کو علی الاکبر کہا جاتا ہے آپ کی شہادت میدان کربلا میں ہوئی دوئم علی المعروف زین العابدینؑ سید الساجدین اہل عرب نسابین نے آپ کو علی الاصغر یا علی الصغیر لکھا ہے اور بعض نے آپ کو علی اوسط بھی لکھا ہے سوئم علی جن کا نام عبداللہ تھا آپ کربلا میں چھ ماہ کی عمر میں تھے کہ حرملہ بن کاہل ازدی کے تیر سے آپ کی شہادت ہوئی اپنے والد محترم

کے ہاتھوں پر ہی آپ نے دم توڑ دیا اہل عجم اور ہندوستان پاکستان کی کتابوں میں آپ کو علی الاصغر لکھا گیا ہے۔ یوں قدیم اور جدید روایات کی روشنی میں امام حسینؑ کے چار فرزند تھے جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔

شہادت علی الاکبر بن امام حسین السبط الشہید کربلا ابن امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب

آپ کی والدہ محترمہ لیلیٰ بنت ابی مرۃ بن عروۃ بن مسعود بن مغیث بن مالک بن کعب بن عمرو بن مسعود بن عوف بن قصی الثقفی تھیں اور بی بی لیلیٰ بنت ابی مرۃ کی والدہ یعنی جناب علی الاکبر کی نانی میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب تھیں بی بی لیلیٰ کے دادا عروہ بن مسعود اسلام کے چار بڑے سرداروں میں سے ایک اور بڑے مشہور لوگوں میں سے تھے ان کو مثل صاحب یٰسن اور عیسیٰ ابن مریم سے شباہت رکھنے والا کہتے تھے جناب علی اکبر بن امام حسینؑ بہت خوبصورت تھے اور سیرت صورت۔ یعنی خلق۔ خلق اور کلام میں جناب رسولؐ اللہ سے شباہت رکھتے تھے۔

ابوالفرج اصفہانی نے مغیرہ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک دن معاویہ اپنی خلافت کے زمانہ میں بیٹھا تھا اور کہنے لگا کہ خلافت کے لائق سب سے زیادہ کون ہے سب کہنے لگے ہم تیرے علاوہ کسی کو اس لائق نہیں سمجھتے معاویہ کہنے لگا ایسا نہیں ہے بلکہ سب سے زیادہ خلافت کے لائق علی ابن حسینؑ یعنی جناب علی الاکبر ہیں جن کا نانا رسولؐ خدا ہے اور جو شجاعت بنی ہاشم سخاوت بنی امیہ اور حسن منظر وافتخار ثقیف کا مجموعہ ہے (مقاتل الطالبین واحسن المقال صفحہ ۴۵۷ـ۴۵۶)

روز عاشور جناب علی اکبرؑ نے اپنے والد محترم سے اذن جہاد لیا اور میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ تو جب آپ رخصت ہوئے تو امام حسینؑ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اپنی ریش مبارک آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کیا اے میرے پروردگار اس قوم پر گواہ رہنا۔ اب ان کی طرف مبارزت کیلئے وہ جوان جا رہا ہے جو خلق۔ خلق اور گفتار میں تیرے نبی سے بہت زیادہ شباہت رکھتا ہے جب ہم تیرے حبیب کی زیارت کے مشتاق ہوتے تو اس جوان کے چہرے پر نظر کرتے تھے ادھر جناب علی اکبر خورشید تاباں کی طرح میدان میں داخل ہوئے اور یہ رجز پڑھے

انا علی بن حسین بن علی — نحن وبیت اللہ اولیٰ بالنبیؐ
اضربکم بالسیف حتیٰ ینثنی — ضرب غلام ھاشمی علوی
ولا یزال الیوم احمی — عن ابی تاتعالیٰ بحکم فینا ابن الدعی

ترجمہ اشعار

میں علی بن حسین بن علیؑ ہوں کعبہ کی قسم ہم نبیؐ سے زیادہ قرابت رکھتے ہیں۔ میں تمھیں تلوار سے ماروں گا
یہاں تک کہ وہ ٹیڑھی ہو جائے اور یہ جوان ہاشمی علوی کی ضرب ہوگی اور آج میں اپنے باپ کی حمایت کرتا ہی رہوں گا خدا کی قسم ہم پر حرامزادے کا حکم نہیں چلے گا۔ یوں جناب علی اکبر نے حملہ کیا اور اشقیاء کو فی النار کرنا شروع کیا آپ متواتر جنگ کرتے گئے اور ابن سعد کا لشکر برابر کٹتا رہا۔ اور ان میں شور وغوغا کی صدائیں بلند ہوتی رہیں اتنے میں گرمی شدت اور زخموں کی کثرت اور ہتھیاروں کی سنگینی نے آپ کو تھکا دیا آپ میدان سے واپس آئے اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور فرمایا بابا مجھے اس پیاس نے قتل کر دیا ہے ان ہتھیاروں کے بوجھ نے مجھے تھکا دیا ہے کیا یہ ممکن

ہے کہ آپ مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دیں۔تاکہ آپ کے دشمنوں سے جنگ کرنے میں قوت حاصل ہو۔حضرت امام حسینؑ نے فرمایا اے فرزند جلد تمہارے نانا رسولؐ خدا تم کو سیراب کریں گے اور ایک روایت یہ ہے کہ اپنی انگوٹھی آپ کے منہ میں ڈالی۔یوں جناب علی اکبرؑ دوبارہ میدان جنگ میں آئے اور مصروف جنگ رہے لشکر اشقیاء حیران و پریشان رہ گئے اس وقت مرۃ بن منقذ عبدی نے موقع پا کر آپ کے سر مبارک پر تلوار سے ضرب لگائی آپ نے فرق مبارک میں شگاف پڑ گیا۔اور ایک روایت کے مطابق آپ کو نیزہ مارا اور بے حال کر دیا۔پہلی روایت کے مطابق باقی سواروں نے بھی متواتر آپ پر تلواروں سے ضربیں لگائیں یہاں تک کہ آپ کی قوت جواب دے گئی آپ نے اپنے ہاتھ گھوڑے کی گردن پر ڈال دیئے اور گھوڑے کی باگ چھوڑ دی گھوڑا آپ کو لشکر اعدا میں ادھر اُدھر لے جاتا جہاں سے گزرتا ظالم آپ پر وار کرتے یہاں تک کہ آپ کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ابوالفرج اصفہانی کہتا ہے کہ ان میں حملوں کے دوران ایک تیر آپ کے حلق مبارک میں لگا اور آپ خون میں لوٹنے لگے یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ بہشت عنبر سرشت کی طرف رخ پرواز کریں تو آواز دی اے بابا اسلام علیکم آپ پر میرا اسلام ہو یہ ہیں میرے نانا رسولؐ خدا جو کہہ رہے ہیں آنے میں جلدی کرو پس امام حسینؑ اپنے لخت جگر کے پاس آئے اور سید ابن طاؤس کی روایت کے مطابق آپؑ نے اپنا رخسار شہزادے کے رخسار پر رکھ دیا امام پاک کے آنسو جاری ہو گئے آپ نے فرمایا اے بیٹا تیرے بعد زندگانی دنیا پر خاک ہے شیخ مفید بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کی لاش خیموں کی طرف لائی جا رہی تھی تو بی بی زینب سلام اللہ علیہا خیمے سے گریہ کرتے نکلی اور اپنے آپ کو لاش پر گرا دیا۔سید ابن طاؤس۔شیخ مفید۔طبری اور ابی الفرج اصفہانی کے بمطابق بنی ہاشم میں سے سب سے اول شہید علی اکبرؑ تھے۔

نسابین نے جناب علی اکبر بن حسین المظلوم کی شادی یا اولاد کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی مورخین نے ان کا ذکر کیا یوں آپ کی اولاد نہ تھی بقول ابی الفرج آپ نے احادیث اپنے دادا جناب علی ابن ابی طالب سے نقل کی اور روایت کیں۔(احسن المقال صفحہ ۴۶۰۔۴۵۶)

شہادت عبداللہ (علی اصغر) بن امام حسین السبط الشہید بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

جناب عبداللہ بن حسین الشہید جن کو پاک و ہند میں علی الاصغر بھی کہا جاتا ہے کی والدہ رباب بنت امری القیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم بن جناب بن کلب تھیں اور آپ کی نانی ہند بنت الربیع بن مسعود بن مصاد بن حصن بن کعب بن علیم بن جناب تھیں اور آپ کی پڑنانی میسون بنت عمرو بن ثعلبۃ بن حصین بن ضمضم تھیں۔جب امام حسین میدان جنگ کی طرف جانے لگے تو بچے کے رونے کی آواز سنی عبداللہ (علی الاصغر) اس وقت فقط چھے ماہ کے تھے آپ نے جب بی بی زینب سلام اللہ علیہا سے بچہ منگوایا اور دیکھا کی بچہ پیاس سے بے چین ہے تو آپ جناب عبداللہ (علی اصغر) کو لشکر اشقیاء کے مقابل لے گئے اور اپنے ہاتھوں پر بلند کر کے کہا اے قوم تم نے میرے بھائی بھتیجے بھانجے قتل کئے میرا جوان بیٹا اور میرے اصحاب قتل کئے یہ معصوم پیاس کی حالت میں ہے اس کا کیا قصور ہے اس پر بھی تم نے پانی بند کیا ہوا ہے۔جب ابن سعد کے لشکریوں نے یہ کلام سنا تو متغیر ہونے لگے عمر ابن سعد لعین نے حرملہ بن کاہل ازری سے کہا کہ وہ بچے پر تیر چلائے یہ لعین حرملہ ایک ماہر شکاری اور نشانہ باز تھا اس لعین نے تین منہ والا تیر بچے کی طرف پھینکا جو جناب عبداللہ (علی الاصغر) کے گلے پر لگا اور آپ شہید ہو گئے آپؑ نے جناب عبداللہ کا خون ہتھیلیوں پر لیا اور آسمان کی طرف پھینکا اور فرمایا جو مصیبت بھی مجھ پر نازل ہو آسان ہے کیونکہ خدا اسکا دیکھنے والا اور نگران ہے۔حضرت امام حسینؑ نے آپ کو خود پشت خیمہ پر دفن کیا لیکن عصر عاشور کے

بعد جب عمر ابن سعد کے لشکر نے شہدا کے سر جمع کی تو ایک سر کم پایا لہذا ان ظالموں نے آپ کی قبر کھود کر آپ کا جسد مبارک نکالا اور سر تن سے جدا کیا۔

حضرت امام زین العابدینؑ بن امام حسین السبط الشہید بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

آپ کا اصل نام علی اور القاب میں زین العابدینؑ، سید الساجدین ذوالثفنات ہیں بقول الشیخ ابی الحسن عمری کہ آپ کی کنیت ابی الحسن تھی اور بقول الشیخ شرف العبید لی آپ کی کنیت ابو محمد تھی آپ کی ولادت کی تاریخ میں اختلاف ہے مگر زیادہ مشہور اور اقوال ہیں اول پندرہ جمادی الاول ۳۶ ہجری اور دوئم پانچ جمادی الاول ۳۸ ہجری ہے آپ کی والدہ محترمہ شہر بانو بنت یزدگرد بن شہر یار بن پرویز بن ہرمز بن نوشیرون عادل تھیں یا بعض حضرات نے بی بی شہر بانو کا نام شاہ زنان لکھا ہے۔ علامہ مجلسی جلالعیون میں کہتے ہیں کہ شہزادی شہر بانو امام زین العابدینؑ کی پیدائش پر وصال فرما گئیں آپؑ والد کی طرف سے خاندان نبوت اور والدہ کی جانب سے بادشاہوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے بقول ابن عنبہ کہ کہا جاتا ہے کہ امام زین العابدینؑ یوم عاشور مریض تھے اور یہ زعم بھی کیا جاتا ہے کہ چھوٹے تھے اس لئے قتل نہ کئے گئے جب کم سن ہونے والی روایت غلط ہے بقول زبیر ابن بکار یوم عاشور پر آپ کی عمر ۲۳ سال تھی اور بقول واقدی بروز عاشور آپ کی عمر ۳۳ سال تھی یا ۲۸ سال تھی اور آپ کی شہادت سن ۹۵ ہجری کو ہوئی (عمدۃ الطالب ص ۱۷۳)
بقول ابن طقطقی الحسنی در کتاب الاصیلی فی الانساب الطالبین کہ امام زین العابدینؑ کی کنیت ابوالحسن یا ابو محمد تھی اور آپ کی والدہ شہر بانو بنت کسر یزجرد بن شہریار بن کسری پرویز بن ھرمز بن کسری نوشیروان الملک العادل بن فیروز بن یزدجرد بن بہرام بن کورمن بن یزخبرد بن بہرام بن سابور دی الاکتاف بن ھرفر بن موسیٰ بن بہرام بن ھرمز ین سابور بن اردشیر الملک بن بابک بن ساسان بن زرہ بن بلاس بن مھر وشین بن اسفندیار شاہ بن کشتاسف شاہ بن مہراب شاہ بن ارونک بن اسف بن کتاوخان بن کھیمانوش بن کشنیس بن کنافیر بن کیقباد بن زال بن توکان بن ناسو بن نوردین نوجھر بن مراوسیل بن مشخو اریع بن رینو یوز بن وسل بن ارشق بن ارقس بن تیق بن فرزحق بن فرکورق بن آذرملک بن افریدون فرخ ملک اتقیان بن آسان بن بامکان بن اتقیان بن سومکان بن تقیان بن کونکان بن اتقیان بن ورزکان بن ینفھر بن جمشیر شاہ بن ذوجھان بن انکھرار بن اینکھدب بن اوشیخ الملک بن فروال بن سیایل بن سری بن کیومرث بن آدم علیہ السلام (الاصیلی صفحہ ۱۴۴-۱۴۳)
بقول ابن طقطقی الحسنی کہ آپ کی ولادت ۳۸ ہجری اور شہادت ۹۵ ہجری کو ہوئی اور آپ نے کربلا دیکھی اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی آپ کو عبادتوں کی زینت کہا گیا آپ دن رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو آپ کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا اور رنگ زرد ہو جاتا آپ کی دعاؤں کا مجموعہ کتاب صحیفہ کاملہ عبادت گزاروں کیلئے بہترین تحفہ ہے اس میں آپ کی لکھی گئی دعائیں شامل ہیں۔ کلینی نے امام جعفر الصادقؑ سے روایت کی ہے کہ السید الساجدین جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا جب سجدہ میں جاتے تو اس وقت تک سر نہ اٹھاتے جب تک پسینہ نہ بہنے لگتا آپ کربلا میں علیل تھے آپ کو قید کر کے کوفہ لایا گیا حتیٰ کہ دربار ابن زیاد میں پیش کیا گیا اسکے بعد آپ اس لٹے قافلہ اہلبیت کے ساتھ شام گئے اور کثیر مصائب اپنی آنکھوں سے دیکھے آپ کی شہادت ۲۵ محرم ۹۴ ہجری کو ہوئی روایت ہے کہ ولید ابن عبدالملک الاموی نے آپ کو زہر دلوایا آپ کو جنت البقیع مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا
آپؑ کے فضائل کی تعداد کثیر ہے آپ چوتھے امام ہیں آپ نے اہلبیتؑ کے تمام مصائب اپنی آنکھوں سے دیکھے کربلا میں اپنے عزیز واقارب کے قتل

اورشام کے بازاروں اوردرباروں میں حرم اہلبیتؑ کے ساتھ میں جانا اورزندان شام میں قید ہونا آپ ان تمام واقعات کے گواہ ہیں۔آپ کئی سال واقعہ کربلا پرروتے رہے۔

باب ہشتم اعقاب امام علی زین العابدین بن امام حسین السبط الشہید علیہ السلام

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی اولاد میں نو بیٹیاں (۱)۔ام الحسن (۲)۔ام موسیٰ (۳)۔کلثوم،آپ کی شادی داؤد بن حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ سے ہوئی (۴)۔عبدۃ (۵)۔ملیکہ (۶)۔علیہ(۷)۔فاطمۃ (۸)۔سکینہ(۹)۔خدیجہ تھیں جبکہ آپ کے گیارہ بیٹے تھے (۱)۔امام محمد باقرؑ (۲)۔حسن (۳)۔عبداللہ الباہر(۴)۔حسین الاکبر (۵)۔القاسم (۶)۔حسین الاصغر(۷)۔زید الشہید (۸)۔عمرالاشرف(۹)۔سلیمان(۱۰)۔عبدالرحمان (۱۱)۔علی الاصغر۔آپ کی بیٹیوں میں علیہ بنت امام زین العابدین وہی شہزادی ہیں جنھیں علماء الرجال نے کتب رجال میں ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں اس شہزادی نے ایک کتاب جمع کی تھی جس سے زرارہ نقل کرتے ہیں (احسن المقال صفحہ۶۳۳) آپ کی شادی علی بن حسین الاثرم بن امام حسنؑ سے ہوئی۔

بقول الشیخ مفید درکتاب الاشاد (جلد دوئم صفحہ۱۵۵) کہ آپ کے سب فرزندان میں حسین الاکبر،سلیمان اورعبدالرحمان کی والدہ ام الولد تھیں۔امام محمد الباقرؑ۔عبداللہ الباھر اورحسین الاصغر کی والدہ ام عبداللہ فاطمۃ بنت امام حسنؑ السبط تھیں جبکہ بعض نے حسین الاصغر کی والدہ سعادہ ام الولد لکھا ہے۔زید شہید اورعمرالاشرف کی والدہ جیدانامی کنیز تھیں جن کومختار بن ابی عبیدۃ الثقفی نے خریدا اورآپ کودیا۔علی الاصغر کی والدہ بھی کنیز تھیں علی الاصغر کی وفات ینبع میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر تیس برس تھی۔

امام زین العابدین کی اولاد کے بارے میں الشیخ شرف العبید لی۔ابن طقطقی ۔جمال الدین ابن عنبہ اوردیگر نسابین متفق ہیں کہ آپ کی اولاد چھ فرزند ان سے چلی(۱)**عبداللہ الباہر**(۲)**علی الاصغر**(۳)**عمر الاشرف**(۴)**زید شہید**(۵)**حسین الاصغر**(۶)**امام محمد باقرؑ**

باب ہشتم فصل اول اعقاب عبداللہ الباہر بن امام زین العابدین بن امام حسین السبط الشہید

بقول الشیخ ابوالحسن عمری والشیخ مفید آپ متولی صدقات النبیؐ تھے اورآپ کی والدہ فاطمۃ بنت امام حسن علیہ السلام تھیں ان فاطمہ کوام عبداللہ بھی کہا جاتا ہے بقول الشیخ ابو الحسن عمری کہ آپ کے علاوہ صرف امام محمد باقرؑ فاطمہ بنت امام حسنؑ کے بطن اطہر سے تھے۔الشیخ مفید کے بقول عبداللہ باہر بن امام زین العابدینؑ عالم فاضل اورفقیہ تھے اورآپ نے اپنے والدامام زین العابدینؑ کے واسطہ سے رسولؐ خدا سے بہت سی احادیث کی روایت کی ہے اورلوگوں نے ان سے بہت سے اثار نقل کیے ہیں ان نقل شدہ روایات میں سے ایک روایت یہ ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بہت زیادہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میراؐ تذکرہ کیا جائے اوروہ مجھ پرصلوات نہ بھیجے۔جناب عبداللہ کوعبداللہ باہراس لئے کہتے ہیں کہ آپ حسن وجمال میں بے مثال تھے جس محفل ومجلس میں بیٹھتے تو حاضرین کواپنے فروغ حسن اورروشنی جمال سے نورعطا کرتے بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی دس اولادیں تھیں جن میں سے تین بیٹیاں تھیں اول کلثوم جوحسین بن زید شہید کی زوجہ تھیں دوئم فاطمہ اورسوئم علیہ جوامام جعفرالصادق کی زوجہ تھیں اوربعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن امام جعفر الصادق کی زوجہ تھیں لیکن اول قول درست ہے کیونکہ یہ نسابہ ابن دینار اسدی کی تحریر ہے اورآپ کے سات فرزند تھے۔ (۱)۔اسحاق(۲)۔القاسم(۳)۔حمزہ(۴)۔علی(۵)۔جعفر(۶)۔عباس(۷)۔**محمد الارقط**

ان میں اسحاق بن عبداللہ باہر بن امام زین العابدینؑ رسولؐ خدا کی شبیہ تھے آپ کی اولاد میں (۱) عبداللہ (۲) یحییٰ (۳) محمد الاکبر (۴) محمد الاصغر اور (۵) خدیجہ تھیں ان میں اسحاق اور خدیجہ کی والدہ بنی تمیم سے تھیں لیکن اسحاق بن عبداللہ الباہر بن امام زین العابدینؑ کی اولاد منقرض ہوگئی یعنی آگے نہ چلی اسحاق نے (۵۹) سال کی عمر میں وفات پائی۔

عبداللہ الباہر بن امام زین العابدین کی اولاد باقی بیٹوں سے بھی نہ چلی جمہور نسابین بالخصوص ابن عنبہ الحسنی کے بقول آپ کی اولاد صرف محمد الارقط سے باقی رہی۔

اعقاب محمد الارقط بن عبداللہ الباہر بن امام زین العابدینؑ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ آپ کی والدہ ام الولد تھیں آپ مدینہ کے محدثین میں سے تھے اور آپ نے امام جعفر الصادق سے روایت کیا آپکی عمر ۵۸ برس تھی بقول ابی نصر بخاری کہ محمد الارقط پر طعن کیا گیا لیکن یہ طعن نسب کے اعتبار سے نہ تھا بلکہ اس وجہ سے تھا کہ آپ کے اور امام جعفر الصادقؑ کے مابین کسی بات پر نزع ہوا تو محمد الارقط نے امام جعفر الصادقؑ کی طرف منہ کرکے تھوکا تب امام نے آپ کو بدعا کی جسکی وجہ سے آپ کے چہرے خال دار ہو گیا اسی لئے آپ کو محمد الارقط کہا گیا۔ (سر السلسلۃ العلویہ صفحہ ۵۱-۵۰) لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کہ آپ امام جعفر الصادق سے روایت بھی کرتے ہیں اور جھگڑا بھی ہوا لیکن ارقط کا مطلب خال دار کے ہی ہیں۔ بقول عمری کے آپ کی چار بیٹیاں تھیں (۱)۔ فاطمۃ الکبری جنکی والدہ ام الولد اور آپ کی شادی علی العریضی بن امام جعفر الصادق سے ہوئی۔ (۲)۔ رقیہ (۳)۔ فاطمۃ الصغری (۴)۔ زینب آپ کی شادی حمزہ مختلس الوصیہ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین سے ہوئی۔ بقول عمری آپکے تین فرزند تھے (۱)۔ عباس (۲)۔ عبداللہ (۳)۔ **اسماعیل** تھے جبکہ بقول ابوالحسن الاشنانی نسابہ کہ چوتھا فرزند ہارون نامی تھا۔ اول عبداللہ بن محمد الاقط بن عبداللہ باہر کے اعقاب میں بقول ابن دینار الاسدی نسابہ (۱)۔ محمد اور (۲)۔ علی جبکہ بقول ابوالحسن الاشنانی نسابہ کہ تیسرے فرزند عباس بھی تھے اور ایک بیٹی ام محمد تھی۔ جو آپ کی مختلف بیویوں سے تھے لیکن عبداللہ بن محمد الاقط کی اولاد آگے نہ چلی۔ آپ کی شادی خدیجہ بنت اسحاق بن عبداللہ الباہر سے ہوئی۔

دوئم عباس بن محمد الارقط بن عبداللہ باہر

آپ کی کنیت ابوالفضل تھی اور آپ کی والدہ ام سلمۃ بنت امام محمد الباقر علیہ السلام تھیں بقول عمری آپ کو ہارون الرشید عباسی نے قتل کیا۔ جسکی وجہ یہ تھی ایک مرتبہ عباس اور ہارون رشید کے درمیان چند باتوں کا ردو بدل ہوا آخر کار ہارون نے عباس بن محمد الاقط سے کہا یا ابن الفلاعۃ تو عباس نے کہا زنا کار تو تیری ماں تھی جو کہ اصل میں کنیز تھی اور غلام بیچنے والے اس کے بستر پر آتے جاتے تھے۔ ہارون رشید کو اس بات سے بہت زیادہ غصہ آیا تو اس نے عباس کے سر پر آہنی گرز مارا اور قتل کر دیا جبکہ ایک روایت ہے کہ ہارون الرشید کے زندان میں وفات پائی۔ بقول یحییٰ نسابہ عباس بن محمد ارقط کا ایک فرزند علی بن عباس تھا۔ جس کی والدہ ام الولد تھیں۔ اور علی بن عباس بن محمد ارقط کا ایک فرزند محمد تھا جس کی والدہ ام کلثوم بنت عبدالرحمان بن قاسم بن اسحاق بن عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابوطالبؑ تھیں۔ ابن عنبہ الحسنی اور دیگر نسابین سے منقول ہے کہ محمد الارقط بن عبداللہ باہر کی اولاد صرف اسماعیل سے باقی رہی۔

اعقاب اسماعیل بن محمد الارقط بن عبداللہ باہر بن امام زین العابدینؑ

بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ

آپ کی والدہ ام سلمہ بنت امام محمد الباقر علیہ السلام تھیں بقول ابن عنبہ وعمری آپ نے ابی اسرایا سری بن منصور شیبانی کے ساتھ خروج کیا تھا۔ آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں (۱)۔ام جعفر زینب (۲)۔فاطمہ (۳)۔ام الحسین رقیہ (۴)۔فاطمۃ اور تین فرزند تھے (۱)۔**حسین البنفسج** (۲)۔**محمد** اور (۳)۔احمد بقول ابی نصر بخاری کہ احمد کی والدہ ام الولد تھیں اور آپ کی اولاد نہ چلی آپ کی اولاد کا تذکرہ نسابین نے صرف حسین البنفسج اور محمد سے کیا۔

اعقاب حسین البنفسج بن اسماعیل بن محمد الارقط بن عبداللہ الباہر

بقول عمری آپ کی والدہ زینب بنت عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں جبکہ بقول ابن عنبہ زینب بنت عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین تھیں بقول عمری وابن عنبہ آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔ **عبداللہ الاکبر الاطروش** رے (۲)۔**اسماعیل الدخ** ان دونوں کی والدہ علیہ بنت عباس بن محمد الارقط بن عبداللہ باہر بن علی بن حسینؑ تھیں اور (۳)۔احمد البنفسج اس کے علاوہ ابن دینار نسابہ نے اپنی تحریر میں علی بن حسین بنفسج کا ذکر بھی کیا ہے تاہم باقی کسی نسابہ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔احمد البنفسج کی اولاد کا شیراز کی جانب لکھا گیا لیکن کسی نسابہ نے انکی اولاد تحریر نہ کی۔

اعقاب عبداللہ اکبر الاطروش بن حسین البنفسج بن اسماعیل

بقول الشیخ عمری آپکے تین فرزند تھے (۱)۔محمد جن کے اعقاب نہ ہوئے (۲)۔ابوالقاسم حمزہ الاخرس الاطروش (۳)۔علی

اول ابوالقاسم حمزہ الاخرس الاطروش بن عبداللہ الاکبر بن حسین البنفسج کے اعقاب میں سے ناصر الدین محمد قم بن احمد بن ابوالقاسم بن حمزہ بن زہیر بن احمد بن محسن بن علی بن ابوالقاسم حمزہ الاخرس المذکور تھے۔

دوئم علی بن عبداللہ بن حسین البنفسج کے اعقاب میں بقول عمری ابوجعفر محمد الکوکبی بن حسین بن علی الدردار بن عبداللہ بن حسین البنفسج بن اسماعیل بن محمد الارقط بن عبداللہ باہر بن امام زین العابدینؑ یہ روایت الشیخ ابوالحسن عمری کی ہے

جبکہ یہی ابوجعفر الکوکبی کا ذکر جمال الدین ابن عنبہ نے اسماعیل الدخ بن حسین البنفسج کی اولاد میں کیا ہے اسی لئے اس نسب کا ذکر دوبارہ بھی اولاد اسماعیل الدخ میں کیا جائے گا۔

اعقاب اسماعیل الدخ بن حسین البنفسج بن اسماعیل بن محمد الارقط

آپ کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱) حسین ۔(۲) محمد اور (۳) علی آپکی اعقاب نہ تھی اور ایک بیٹی خدیجہ تھیں اور ان سب کی والدہ فاطمہ بنت محمد بن اسماعیل بن محمد الارقط تھیں

ان میں حسین بن اسماعیل الدخ کے دو فرزند تھے (۱)۔علی اور (۲) عبداللہ جبکہ عبداللہ بن حسین بن اسماعیل الدخ بھی دو فرزند تھے (۱)۔حمزہ الاصم اور

(۲)۔علی الملقب الدردار

ان میں علی الدردار بن عبداللہ بن حسین کے بھی دوفرزند تھے(۱)۔حسین (۲)۔اسماعیل

اول حسین بن علی الدردار کے دوفرزند(۱)۔ابوجعفرمحمد الکوکبی اور (۲)۔عبداللہ (یہ ابوجعفرمحمد الکوکبی کا ذکرابن عنبہ کی روایت کے مطابق ہے جبکہ اوپر عمری کے مطابق ذکر کیا تھا)ان کی اولاد اکثر جرجان چلی گئی۔

دوئم اسماعیل بن علی الدردار کی اولاد سے اسماعیل ما نکدیم بن محمد الاحول بن اسماعیل المذکور تھے(عمدۃ الطالب صفحہ ۲۳۴)

اعقاب محمد بن اسماعیل بن محمد الارقط بن عبداللہ الباہر

بقول بی الحسین یحییٰ النسابہ علیہ بنت عباس بن محمد الارقط تھیں۔اور بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی والدہ زینب بنت عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن سید الساجدینؑ تھیں جبکہ بقول دیگر کہ یہ بی بی زینب بنت عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں۔بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد دوفرزندان سے چلی (۱)اسماعیل الناصب اور (۲)۔احمد الدخ ان میں اول اسماعیل الناصب بن محمد بن اسماعیل بقول ابوالحسن عمری کہ آپ نے سیاہ لباس پہنا اور آپ کو ابن طولون سے قرب حاصل تھا آپ کی اولاد میں ایک فرزند محمد الغریق بن اسماعیل الناصب تھا جسکی اولاد سے حسن بن احمد بن محمد الغریق المذکور تھا۔حسن بن احمد کے دوفرزند تھے(۱)۔احمد اور (۲)محمد ان میں احمد بن حسن کی اعقاب سے حسین المصری بن حسن بن احمد المذکور تھے انکی اعقاب کو بنوغریق کہا جاتا تھا اور یہ اکثر شام اور مصر میں آباد رہے جبکہ محمد بن حسن کے اعقاب سے ابوعلی حسین الطیب مصر میں تھے۔

دوئم احمد الدخ بن محمد بن اسماعیل آپ کی والدہ ام محمد بن عبداللہ بن محمد الارقط بن عبداللہ الباہر بن امام زین العابدینؑ تھیں بقول عمری ام محمد کی قبر مصر میں کلثوم بن محمد الادیباج بن امام جعفر الصادقؑ کی قبر کے پہلو میں تھی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد پانچ فرزندان سے جاری ہوئی اور عمری نے بھی انہیں کا ذکر کیا ہے۔

(۱)۔ابوعبداللہ جعفر الخذاع آپ کی اولاد بغداد اور مصر میں ہے (۲)۔ابوعلی عبداللہ المصری (۳)۔ابوجعفر محمد الفقیہ الملقب قیراط والمعروف الکوکبی (۴)۔**ابو القاسم حمزه القمی النقیب القم**(۵)۔ابوعبداللہ حسین الکوکبی صاحب رے۔

اول ابی عبداللہ جعفر الخذاع بن احمد الدخ آپ کے اعقاب میں ایک فرزند ابوالقاسم حسین تھا۔اور ابوالقاسم حسین بن ابی عبداللہ جعفر الخذاع کے دوفرزند تھے(۱)۔علی (۲)۔جعفر الاحول ان میں سے جعفر الاحول بن حسین کے دوفرزند تھے(۱)۔موسیٰ اور دوسرے (۲)نسابہ العالم الفاضل المحقق ابو القاسم حسین با بن الخذاع نسابہ المصری الارقطی المتوفی ۳۴۷ ہجری آپ صاحب علم وفضل تھے آپ نے جید احادیث کو جمع کیا بقول عمری کہ ابن الشریف ابی الغنائم الحسنی البصری سے روایت ہے کہ ظن کیا جاتا ہے کہ آپ کے والد بغداد میں تھے اور آپ کی کتاب ارخ اخبار آل ابی طالب ہے اور آپ کا ایک فرزند ابوالحسن علی الاشط تھا آپ کی وفات ۳۴۷ ہجری کو ہوئی۔آپ کی مولا علی سے ۱۲ جبکہ آپکے بیٹے تک ۱۳ اور اگر پوتا ہوتا تو ۱۴ پشتیں بنتی ہیں یعنی ۳۴۷ سال میں ۱۴ پشتیں ممکن ہیں۔یوں فی صدی ۴ سے پانچ پشتیں ہونا ممکن ہیں۔اور ابن خداع کا لقب ان کو اپنے دادا سے ملا تھا اور خداع ایک عورت تھی جس نے ابوالقاسم حسین نسابہ کے دادا حسین بن ابی عبداللہ جعفر کی تربیت کی تھی (المجدی فی الانساب الطالبین)

دوئم ابوعلی عبداللہ المصری بن احمد الدخ بقول عمری آپ کی والدہ بنان نامی بربریہ تھیں آپ بقول ابن عنبہ آپ نے المستعین باللہ کے زمانہ میں مصر میں خروج کیا جبکہ بقول عمری ۲۵۲ ہجری کو ظاہر ہوئے مصر میں آپ کو ایک تقریر کے بعد گرفتار کرلیا گیا اور آپ کے اہل وعیال سمیت آپ کو سامرا بھیج دیا گیا ان میں آپ کی بیٹی زنیب بنت عبداللہ مصری بن احمد الدخ بھی تھیں آپ ایک عرصہ تک سامرہ میں ہی رہے اور آپ کے اہل وعیال امام حسن العسکریؑ کے ساتھ ملحق ہوئے امام پاک حسن العسکریؑ نے انہیں رحمت اور سایہ میں جگہ دی اور اپنا ہاتھ زینب کے سر پر پھیرا اور اپنی انگوٹھی بھی عنایت فرمائی وہ انگوٹھی چاندی کی تھی زینب نے اسکا حلقہ بنا کر کان میں پہن لیا اور جب زینب کی وفات ہوئی تو وہ حلقہ ان کے کان میں ہی تھا اور زینب ۱۰۰ سال کی عمر میں فوت ہوئیں مگر آپ کے تمام بال کالے تھے (المجدی وعمدۃ الطالب)

جبکہ بقول ابی نصر بخاری کہ عبداللہ بن احمد الدخ ۲۵۲ ہجری میں ظاہر ہوئے یہ زمانہ المستعین باللہ عباسی کا تھا آپ نے دینار بن عبداللہ سے جنگ کی اور شکست کھا گئے اور غیبت میں گئے یا شہید ہوگئے انکی قبر معلوم نہیں اس وقت انکی عمر ۵۵ سال تھی۔ بقول ابن عنبہ مصر میں ایک قوم عبداللہ بن احمد الدخ کی جانب اپنا نسب بیان کرتے ہیں مگر ان کا نسب درست نہیں (عمدۃ الا طالب صفحہ ۲۳۵)

سوئم ابوجعفر محمد الفقیہ الکوکبی الملقب قیراط بن احمد الدخ آپ کی والدہ رقیہ بنت جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ تھیں آپ کی اولاد سے ابو الحسن احمد بن علی بن ابوجعفر محمد الفقیہ الکوبی المذکور تھے جو معزالدولہ بن بویہ کے زمانے میں بغداد کے نقیب النقباء تھے۔

چہارم ابی عبداللہ حسین الکوکبی بن احمد الدخ آپ کی والدہ امام محمد باقرؑ کی بیٹیوں میں سے ایک تھی بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ نے ۲۵۵ ہجری میں قزوین میں خروج کیا اور قزوین۔ ابھر اور زنجان پر غالب آ گئے آپ کے ساتھ اس خروج میں ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن عبیداللہ بن حسن بن عبیداللہ بن عباس علمدار بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ بھی شامل تھے آپ حضرات کا یہ خروج طاہر بن عبداللہ بن طاہر کے مقابلے میں تھا اسی جنگ کے دوران ابراہیم العباسی العلوی قزوین کے کسی موضع میں قتل ہوگئے۔ یوں حسین الکوکبی کو طبرستان میں شکست ہوئی۔ آپ نے حسن بن زید الداعی کو التجاء کی اور مدد کے لئے بلایا۔ حتیٰ کہ آپ تالاب میں غرق ہو کر فوت ہوگئے آپ کے اعقاب نہ تھے۔

اعقاب ابوالقاسم حمزہ القمی بن احمد الدخ بن محمد بن اسماعیل بن محمد الارقط

آپ کی والدہ رقیہ بنت جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ تھیں آپ قم کے نقیب تھے آپ طبرستان سے قم میں آئے تھے آپ کی اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔ ابوجعفر محمد النقیب الرئیس قم (۲)۔ ابوالحسن علی النقیب قم (۳)۔ حسن آپ لوگ طبرستان سے قم آئے تھے حمزہ القمی اور ان کے فرزند طبری زبان بولتے تھے یہاں تک کہ جب قم میں آباد ہوئے تو اسے اپنا وطن بنالیا اور وجہ معاش کا اکتساب کیا اور یہاں ہی وفات پائی اور مقبرہ بابلان میں جہاں بی بی معصومہ قم مدفون ہیں بنا آپ کی اولاد کی تفصیل اس طرح ہے۔

اول ابوجعفر محمد النقیب ورئیس قم بن حمزہ القمی

آپ اپنے والد کی وفات کے بعد قم کے رئیس مقرر ہوئے اور قم میں چند صنعتیں ایجاد کیں اور وادی واشجان کا پل تعمیر کروایا اور وہاں چونے اور مٹی کی ایک سرائے بنوائی آپ بھی مقبرہ بابلان میں دفن ہوئے آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ ابوالقاسم علی النقیب رئیس قم (۲)۔ ابومحمد حسن ان میں ابوالقاسم علی

بن ابوجعفر محمد بن حمزہ القمی کامل اور فاضل تھے اور قوت اور شجاعت سے موصوف تھے اور کئی جا گیریں علاوہ اس کے جو باب کے ترکہ میں ملیں تھیں آپ نے حاصل کی اور مقدم و پیشواء السادات قم علویہ ہوئے اور یہ اپنے چچا ابوالحسن علی بن حمزہ القمی کے بعد قم کی نقابت اسکے حصے میں آئی۔آپ ۳۴۵ھ میں حج پر گئے اور معزالدولہ اور سادات عراق وحجاز نے آپ کی عزت وتوقیر کی اور ۳۴۶ھ میں قم واپس آئے اور ہمیشہ مقدم اور پیشوار ہے یہاں تک کہ ۳۴۷ ہجری شعبان میں آپ کی وفات ہوئی۔

۳۴۶ھ میں ایک ترکی کنیز کے بطن سے آپ کا فرزند ابوالفضل محمد تولد ہوا اور ابوالفضل محمد بن ابوالقاسم علی بن ابوجعفر محمد النقیب بن حمزہ القمی المذکور امام زادہ جلیل سلطان محمد الشریف کے نام سے معروف ہیں آپ کا مزار قم میں مرجع خلائق ہے آپ کا مزار محلّہ سلطان محمد الشریف میں واقع ہے جو آپ کے نام سے ہی معروف ہے آپ کی اولاد میں ایک فرزند تھا(۱)۔ابوالحسن علی نقیب رے وقم جو السید الزکی الفاضل تھے اور السید ابوالحسن علی بن ابوالفضل محمد بن ابوالقاسم علی النقیب کے دوفرزند تھے۔(۱)۔ابوالحسن مطہر المعروف السید الاجل المرتضٰی النقیب النقباء ذوالفخرین رے تھے آپ کی والدہ سکینہ بنت حسین بن محمد بن علی بن القاسم بن موسی بن القاسم بن عبداللہ بن امام موسی الکاظم علیہ السلام تھیں آپ کی اعقاب رے میں نقباء تھیں اور(۲)۔ابوالمعلی حسن کمال اشرف بن ابوالحسن علی۔

ان میں ابوالحسن مطہر بن ابوالحسن علی بن ابوالفضل محمد آپ کے اعقاب میں صرف ایک فرزند محمد تھا۔اور اس محمد بن ابوالحسن مطہر کے اعقاب میں ایک فرزند علی تھا اور اس علی بن محمد بن ابوالحسن مطہر کے اعقاب میں دوفرزند(۱)۔ابوالفضل محمد شرف الدین جنکی والدہ سلطان سنجر بن ملک شاہ کی چچازاد بہن تھی اور دوسرا(۲)مطہر۔

پھر ان ابوالفضل محمد شرف الدین بن علی بن محمد بن ابوالحسن مطہر

بقول امام فخرالدین رازی کہ آپ کی اولاد میں صرف بیٹیاں تھیں بیٹا نہیں تھا تو آپ کی بیوی نے رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا آپؐ نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام یحیٰی رکھنا یوں جب آپ کا بیٹا ہوا تو اس کا نام عزالدین یحیٰی رکھا گیا اور آپ کی نسل صرف اسی بیٹے سے جاری ہوئی

السید عزالدین یحیٰی بن ابوالفضل شرف الدین محمد عالم فاضل تھے آپ رے قم اور دوسرے مقامات کے نقیب تھے آپ کو خوارزم شاہ نے قتل کروایا تھا۔آپ بہت بلند مرتبت سید تھے آپ کی شان میں یہ کافی ہے کہ شیخ صدوق نے اپنی کتاب فہرست مع کتاب الاربعین عن الاربعین من الاربعین فی فضائل امیر المومنینؑ آپ کیلئے تحریر فرمائی اور فہرست کے باب میں کہا کہ السید عزالدین یحیٰی طالبین کے نقیب تھے عراق میں عالم فاضل اور کبیر تھے آپ کی اعقاب میں دوفرزند تھے(۱)۔علی علاءالدین نقیب قم ومازندران اور رے اور(۲)۔شرف الدین محمد نقیب النقباء بغداد جو السید ناصر بن مہدی الحسنی کے ساتھ نقابہ لطالبین بغداد میں صاحب اختیار تھے ان حضرات کی اولاد بھی جاری ہوئی اور علی علاؤالدین بن عزالد بن یحیٰی کے اعقاب میں سے شمس الدین علی مرتضٰی بن فخرالدین بن سعدالدین مرتضٰی بن فخرالدین محمد بن عمادالدین بن معین الدین بن شمس الدین بن امیر بن شمس الدین بن علی علاوہ الدین المذکور تھے۔ یہ السید شمس الدین علی المرتضٰی التوفی(۹۰۴) ہجری کا شان میں مدفون ہوئے آپ کے اعقاب میں دوفرزند تھے۔(۱)۔السید جمال اور(۲)السید الامیر محمد

اوراس سیدالامیر محمد بن السید شمس الدین علی المرتضی کے اعقاب میں چھ فرزند تھے

(۱)۔السید عبدالغنی بن السید امیر محمد آپ کی اولاد سے السید امیر عبدالرحیم بن باقر بن حسن بن رضا بن عبدالغنی المذکور تھے (۲)۔علامہ السید عبدالباقی بن السید امیر محمد بن شمس الدین علی المرتضی آپ کی اولاد سے علامہ السید عباس کاشانی بن علی اکبر بن السید محمد مہدی بن السید محمد صادق بن زین العابدین بن السید عبدالباقی المذکور تھے۔

(۳)۔السید میر لطیف بن السید امیر محمد بن شمس الدین علی المرتضی آپ کی اولاد سے آیت اللہ السید محمد تقی الکاشانی الشہید المشہدی المتوفی ۱۲۵۸ ہجری بن عبدالحی بن السید ابراہیم المشہدی بن ماجد بن ابراہیم بن ماجد الکبیر بن السید میر لطیف المذکور تھے

(۴)۔السید عبدالغفار بن السید امیر محمد بن سید شمس الدین علی المرتضی

آپکے اعقاب سے آیت اللہ السید ابوالقاسم الکاشانی المتوفی ۱۳۸۱ ہجری بن آیت اللہ السید مصطفی کاشانی بن علامہ السید حسن کاشانی المتوفی ۱۲۹۶ ہجری بن میر محمد علی بن رضا بن عبدالرزاق بن عبدالغفار المذکور تھے

(۵)۔السید عابدین بن السید امیر محمد بن سید شمس اللہ بن علی المرتضٰی

آپ کی اولاد سے حجۃ السلام آقا سید علی وحجۃ السلام عباس وحجۃ السلام السید محمد رضا ابنان السید عزیز اللہ بن آیت اللہ السید فخر الدین امامت المتوفی ۱۳۹۲ ہجری بن علامہ السید محمد مہدی بن علی بن صفی بن میر عبدالغنی بن حسن بن عبدالغنی بن معز الدین بن شمس الدین بن حسن بن السید عابدین المذکور

(۶)۔العلامہ السید رکن الدین کاشانی بن السید امیر محمد بن شمس الدین علی مرتضٰی آپ کی اولاد سے حجۃ السلام السید محمد المھتدی نجفی بن سید حسن المھتدی النجفی بن السید ہادی المھتدی بن السید احمد کاشانی النجفی المتوفی ۱۳۸۸ ہجری بن آیت اللہ السید ابوالقاسم کاشانی النجفی المتوفی ۱۳۱۸ نجف الاشرف بن آیت اللہ العظمٰی السید احمد کاشانی متوفی ۱۲۸۰ نجف الاشرف بن العلامہ السید رکن الدین کاشانی المذکور تھے

دوئم ابوالحسن علی النقیب بن حمزہ بن احمد الدخ آپ کی اولاد میں

ابومحمد حسن عزیزی (۲)۔محسن (۳)۔حسکۃ (۴)۔ابوالفضل محمد (۵)۔جعفر (۶)۔حسین (۷)۔حمزہ اور (۸)۔احمد تھے اور ان حضرات میں بعض کی اولادیں بھی تھیں۔

باب ہشتم فصل دوئم   اعقاب عمر الاشرف بن امام زین العابدین بن امام حسین السبط الشہید

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کنیت ابوحفص تھی اور آپ ۶۵ سال زندہ رہے بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا کہ آپ اور زید الشہید مادری پدری بھائی تھے اور ان حضرات کی والدہ جیدا تھیں آپ ولی صدقات علی علیہ السلام تھے اور کچھ حضرات کے بقول آپ کی کنیت ابوعلی تھی۔اور بقول الشیخ شرف العبید لی کہ کہا ابوالفرج اصفہانی نے کہ جیدا نامی جاریہ مختار بن ابی عبیدۃ الثقفی نے امام زین العابدین کو دی جس سے آپ کی اولاد میں عمر الاشرف، زید الشہید، علی الاصغر اور خدیجہ پیدا ہوئے۔بقول ابن طقطقی الحسنی کہ آپ علماء بنی ہاشم میں سے ذی الفضل وکرم تھے۔بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کا نام امام زین العابدین نے اپنے چچا عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے نام پر رکھا لیکن عمر الاطرف کو فضیلت صرف والد محترم یعنی امیر

المومنین کی نسبت سے حاصل تھی اور عمر الاشرف بن امام زین العابدین کو دو فضیلتیں حاصل تھیں ایک آپ کے دادا علی المرتضٰی تھے اور دوسرا آپ کی دادی فاطمۃ بنت رسولؐ خدا تھیں اس لئے آپ اشرف کہلائے اسی طرح بنی جعفر اطیار میں بھی اسحاق العریضی بن علی الذینبی بن عبداللہ بن جعفر الطیار کو بھی اطرف یا اشرف کہا گیا۔

لیکن عمر الاشرف بن امام زین العابدین کی ولادت کے بعد ان کو بھی صرف الاطرف علی کہا گیا (عمدۃ الطالب صفحہ ۲۸۱)

الشیخ مفید کے بقول آپ صاحب الورع اور سخاوت تھے داؤد بن قاسم نے حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے چچا عمر الاشرف بن امام زین العابدین کو دیکھا جو ان سے صدقات امیر المومنین کے باغ خریدا کرتا تھا اس سے شرط طے کرتے تھے (یعنی جو لوگ میوہ جات بساقین وباغات وزراعات کو خریدتے) کہ وہ ان کی دیواروں میں شگاف رکھیں گے کہ اگر کوئی شخص ان میں داخل ہونا چاہیے تو وہ اندر جاسکے اور کسی کو منع نہ کریں گے جو کچھ اس میں جا کر کھانا چاہیے اور رجال الکبیر میں مرقوم ہے کہ عمر الاشرف مدنی تھے اور تابعین میں سے تھے اور ابوامامہ۔سہل بن حنیف انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ عمر الاشرف کی وفات (۶۵ یا ۷۰) سال کی عمر میں ہوئی۔لیکن (۶۵) والی روایت صحیح ہے۔واضح ہو کہ عمر الاشرف نے ام سلمہ بنت امام حسنؑ سے شادی کی۔السید مرتضٰی علم الھدی اور السید شریف رضی جامع خطبات امیر المومنین نے اپنی کتاب رسائل ناصریات کی ابتداء میں اپنا نسب شریف بیان کیا اور اپنی جد مادری یعنی عمر الاشرف بن امام زین العابدین کے بارے میں بھی تحریر کیا اور توصیف بیان کی اور لکھتے ہیں کہ عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ عظیم السیادۃ جلیل اللہ ومنزلت تھے بنی امیہ اور بنی عباس دونوں کے زمانے میں صاحب علم تھے اور ان سے احادیث روایت ہوئی ہیں۔ابوالجارود بن منذر کی روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کے بھائیوں میں آپ کو کون سا شخص افضل اور محبوب تر ہے تو آپ نے فرمایا عبداللہ الباہر میرا دست وبازو ہے جس کے ساتھ میں معاملہ کرتا ہوں۔عمر الاشرف میری آنکھ ہے جس سے میں دیکھتا ہوں زید شہید میری زبان ہے جس سے میں بولتا ہوں اور حسین الاصغر حلیم وبردبار ہے۔ بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں (۱)۔محسنہ (۲)۔سیدہ (۳)۔ام حبیب (۴)۔عبدۃ (۵)۔خدیجہ اور آپ کے دس فرزند تھے (۱)۔جعفر الاکبر المعروف بالبنین آپ کی والدہ نوفلیہ تھیں آپ منقرض ہو گئے (۲)۔جعفر الاصغر (۳)۔اسماعیل ابن عمر یہ آپ بھی منقرض ہوئے (۴)۔موسیٰ الاکبر (۵)۔موسیٰ الاصغر (۶)۔حسن جن کا ایک بیٹا علی ہوا اور پھر وہ منقرض ہو گیا۔(۷)۔ابوعمر ابراہیم اور کہا جاتا ہے آپ حسن کے نام سے معروف تھے (۸)۔علی الاکبر آپ نے امام جعفر الصادقؑ سے روایت کی ہے آپ کے اعقاب نہیں تھے (۹)۔محمد الاکبر آپ کی اولاد میں عمر نامی بیٹا تھا مدینہ میں ظن کیا جاتا ہے کہ آپ منقرض ہوئے۔(۱۰)۔**علی الاصغر** جنکی اولاد آج باقی ہے۔اور نسابین اور محققین ان بات پر متفق ہیں کہ عمر الاشرف بن امام زین العابدین کی نسل صرف اور صرف علی الاصغر سے باقی رہی۔

اعقاب علی الاصغر بن عمر الاشرف بن امام زین العابدین علیہ السلام

آپ نے امام جعفر الصادقؑ سے روایت کی ہے آپ کی اولاد میں بقول ابوالحسن عمری آپ کی اولاد میں چھے فرزندوں کی اولاد باقی نہیں رہی جبکہ تین سے اولاد چلی۔ ان میں (۱)۔موسی (۲)۔حسین (۳)۔زید (۴)۔محمد الملقب کباشہ (۵)۔عبداللہ (۶)۔جعفر اور جن سے اولاد باقی رہی ان میں (۷)۔**عمر الشجری** (۸)۔**ابو علی القاسم** (۹)۔**ابو محمد حسن**

اول موسی بن علی الاصغر بن عمر الاشرف آپ کی والدہ ام الولد تھیں آپ مغرب (مراکش) کی جانب چلے گئے بقول ابوالحسن الاشنانی آپ کی پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے (۱)۔احمد (۲)۔محمد اور (۳)۔علی تھے مگران کی اولاد کا ذکر بعد میں کسی بھی نسابہ نے نہ کیا۔آپ کی ایک بیٹی کا نام صفیہ بھی تھا۔

دوئم عبداللہ بن علی الاصغر بن عمر الاشرف

بقول ابی الغنائم الصوفی اور بقول الشیخ شرف العبید لی آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔قاسم اور (۳)۔زید مگران حضرات کی اولاد بھی بعد کے نسابین نے کہیں تحریر نہ کی شاید یہ لوگ بھی منقرض ہوگئے۔

سوئم۔جعفر بن علی الاصغر بن عمر الاشرف

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی والدہ ام فروہ بنت جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ تھیں بقول ابی الغنائم الصوفی نسابہ کہ آپ ایام المعتز باللہ میں قید تھے وہاں سے بھاگ گئے اور بقول ابی المنذر بن خزار نسابہ کہ آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور آپ صوفی کے نام سے مشہور تھے (المجدی صفحہ ۳۴۶)

جبکہ چہارم حسین پنجم زید اور ششم محمد الملقب کباشہ کی اولاد بھی نہ چلی

اب ہم ان فرزاند کا ذکر کرتے ہیں جنکی اولاد جاری ہوئی

اعقاب ابوعلی القاسم بن علی الاصغر بن عمر الاشرف

آپ کی کنیت ابوعلی تھی آپ شاعر تھے اور بغداد میں روپوش رہ کر زندگی گزاری آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند ابوجعفر محمد تھے۔ابوجعفر محمد کی والدہ صفیہ بنت موسیٰ بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں آپ صاحب علم زاہد ورع تھے اور فقیہ دین تھے اور پشمینہ کا لباس پہنتے تھے۔معتصم عباسی کے زمانے میں آپ نے کوفہ میں خروج کیا ادھر معتصم اپنے دفاع کو تیار ہوا تو ابوجعفر محمد کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ خراسان کی طرف چلے گئے اور خراسان کے شہروں میں پے درپے انتقال کرتے رہے کبھی مرو میں کبھی سرخس کبھی طالقان میں اور کبھی فسار میں منتقل ہوئے آپ کو کئی جنگیں اور معرکے درپیش ہوئے اور بہت سے لوگوں نے آپ کی بعیت کر لی ابوالفرج اصفہانی نے لکھا ہے کہ تھوڑے سے وقت میں چالیس ہزار افراد نے آپ کی بیعت کر لی۔ایک رات آپ نے وعدہ کیا کہ تمام لشکر جمع ہو۔جب لشکر جمع ہوا تو رات کو انہیں رونے کی آواز آئی تو اسکی تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کے ایک سپاہی نے جو لاہے کا نمدہ جو زین کے نیچے موٹا کپڑا اڈالا جاتا ہے، زبردستی چھین لیا اور گریہ اس جولاہے کا تھا۔ابوجعفر محمد نے اس سپاہی کو بلایا اور اس قبیح فعل کا سبب پوچھا۔وہ کہنے لگا ہم آپ کی بیعت میں اس لئے داخل ہوئے ہیں تاکہ لوگوں کا مال کھائیں اور جو کچھ چاہیں کرتے پھریں ابوجعفر محمد نے حکم دیا کہ جو لاہے کا نمدہ اسکو واپس کر دیا جائے اس وقت ابوجعفر محمد نے فرمایا ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر خدا کے دین کی مدد نہیں کی جاسکتی حکم دیا کہ لشکر کو منتشر کر دیا جائے جب لوگ پراگندہ ہوگئے تو ابوجعفر محمد اپنے خواص اصحاب کے ساتھ جو کہ اہل کوفہ میں سے تھے اسی وقت طالقان چلے گئے اور مرو طالقان کے درمیان چالیس فرسخ کی مسافت ہے جب آپ طالقان پہنچے تو بہت سے لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی۔ادھر عبداللہ بن طاہر (جو معتصم عباسی کی طرف سے نیشاپور کا گورنر تھا) نے حسین بن نوح کو ابوجعفر محمد کے مقابلے کیلئے بھیجا جب دونوں لشکر آمنے سامنے آتے تو ابوجعفر محمد بن ابوعلی قاسم بن علی الاصغر بن

عمر الاشرف کے لشکر کو نصرت نصیب ہوئی۔ اتنے میں عبداللہ بن طاہر نے حسین بن نوح کی مدد کیلئے اور بہت سا لشکر بھیجا اس دفعہ حسین بن نوح کو کامیابی ملی اور ابوجعفر محمد چھپ کر نساء شہر کی جانب روانہ ہو گئے عبداللہ بن طاہر نے آپ کے پیچھے جاسوس روانہ کئے اور ابراہیم بن غسان ایک لشکر لیکر نساء شہر گیا اور آپ کو گرفتار کر کے نیشا پور لے آیا آپ کو رسیوں میں جکڑ کر لایا گیا جب ابوجعفر محمد کو عبداللہ بن طاہر کے سامنے پیش کیا گیا تو عبداللہ بن طاہر کی نظر قید و بند بوجھ و ثقالت پر پڑی تو کہنے لگا اے ابراہیم بن غسان تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ ایک خدا کے صالح بندے کو اس طرح جکڑا ہوا ہے خلاصہ یہ کہ تین ماہ ان کو نیشا پور میں رکھا اور پھر بغداد روانہ کر دیا۔

جب ابوجعفر محمد بغداد پہنچے تو معتصم عباسی کو خبر دی گئی تو اس نے حکم دیا کہ ابوجعفر محمد کا عمامہ اتار دیا جائے تاکہ ننگے سر شہر میں داخل ہو پس ابوجعفر محمد کو نوروز کے دن ۲۱۹ ہجری کو بغداد میں وارد کیا گیا اور معتصم کے لشکر کے اوباش لوگ ابوجعفر محمد کے آگے آگے رقص کرتے جاتے تھے اور معتصم عباسی ایک اونچی جگہ سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ یہ عالم دیکھ کر ابوجعفر محمد رو پڑے حالانکہ آپ نے اپنی زندگی میں سخت مصائب دیکھے تھے کبھی بھی نہیں روئے۔ پس ابوجعفر محمد کو ایک سرداب میں جو کنویں کی مانند تھا قید کر لیا گا جسکی قید بہت سخت تھی اور جب اس سرداب کی بدحالی کی خبر معتصم عباسی کو دی گئی تو اس نے حکم دیا کہ انہیں ایک باغ میں ایک گنبد میں قید کیا جائے اسکے بعد انکی نگہبانی پر ایک گروہ مقرر کیا۔

اس کے بعد مورخین میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ انہیں زہر دیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ کسی نے تدبیر سے آپ کو وہاں سے نکالا اور آپ واسط پہنچ گئے اور وہاں زندگی گزارنے لگے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ اور واثق باللہ کے زمانے تک زندہ رہے۔

اور چھپ کر زندگی گزارتے رہے یہاں تک کہ متوکل کے زمانے میں دوبارہ گرفتار ہوئے اور قید میں ہی وفات پائی (احسن المقال صفحہ ۶۳۸۔۶۳۹) مقاتل الطالبین از ابی الفرج اصفہانی (صفحہ ۳۸۴۔۳۸۲ طبع نجف) میں ہے کہ آپ نے واسط میں مرض میں مبتلا ہو کر وفات پائی جبکہ تاریخ ابن الاثیر میں حوادث ۲۱۹ ہجری کے زمن میں ہے کہ آپ اہل علم اور فقہا میں سے تھے اور بلند مرتبہ زاہد تھے۔

آپ کی اولاد کے بارے میں الشیخ السید جلال الدین بن عبدالحمید تقی النسابہ کی نص ہے کہ ان کے اعقاب میں کوئی ایک بھی باقی نہ رہا یعنی یہ منقرض ہو گئے۔

اعقاب عمر الشجری بن علی الاصغر بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ

بقول عمری آپکی دو بیٹیاں (۱)۔ زینب (۲)۔ عبدۃ اور دو بیٹے (۱)۔ محمد اور (۲)۔ علی تھے ان میں اول علی بن عمر الشجری بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ انکی اولاد میں ابی طالب محمد مقیم واسط بن علی بن حسن بن احمد بن علی المذکور تھے ان کو بنو کردی بھی کہا جاتا تھا لیکن بعد کے نسابین نے ان کی کوئی تفصیل نہیں لکھی شاید یہ منقرض ہو گئے ہوں۔ (المجدی صفحہ ۳۴۶)

دوئم۔ محمد بن عمر الشجری: آپ کی کنیت ابوعبداللہ بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ آپ کی والدہ زہریہ قریشیہ تھیں جو عبدالرحمان ابن عوف کی اولاد سے تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو فرزندان سے جاری ہوئی (۱)۔ علی جنکی والدہ دختر موسیٰ بن علی الاصغر بن عمر الاشرف تھیں۔ اور (۲)۔ عمر الثالث یا ان کو عمر الاصغر بھی کہا جاتا ہے۔

ان میں اول علی بن محمد بن عمر الشجر ی: آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔حسین الشجر ی (۲)۔ابوعلی احمد صاحب الخال نقیب قم
ان میں حسین الشجر ی بن علی بن محمد کے اعقاب میں ایک فرزند جعفر تھا جن کی اولاد طبرستان میں گئی۔
اور ابوعلی احمد النقیب بن علی بن محمد آپ کی اولاد بقول ابن عنبہ ابومحمد حسن القمی بن ابوعلی احمد سے جاری ہوئی۔ابومحمد حسن القمی کی اولاد دو فرزند (۱)۔احمد اور (۲)۔محمد الشعرانی صاحب خال سے چلی۔
ان میں احمد بن ابومحمد حسن القمی کا فرزند محسن المعروف فضلان تھے جبکہ محمد الشعرانی بن ابومحمد حسن القمی کی اعقاب سے شرف الدین احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن حسن بن علی بن احمد بن حمزہ بن احمد بن محمد الشعرانی المذکور تھے۔
دوئم عمر الثالث بن محمد بن عمر الشجر ی آپ کی اولاد سے حسن بن علی بن عمر الرابع بن حسین بن محمد بن عمر الثالث المذکور تھے

اعقاب ابومحمد حسن بن علی الاصغر بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ

بقول ابی الحسین یحییٰ بن حسن نسابہ العقیقی کہ آپ کی والدہ ام نوفل بنت عبداللہ بن عمرو بن نبیہ بن وھب بن عثمان بن ابی طلحہ تھیں جو عبدالدار بن قصی کی اولادوں سے تھیں آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔**ابو جعفر محمد** جنکی والدہ بقول ابوالحسن عمری رقیہ بنت عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید تھیں (۲)۔**جعفر دیباجه** (۳)۔**ابو الحسن علی العسکری** بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ العقیقی ان تینوں کی والدہ ام علی بنت محمد بن عون بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب تھیں۔

اعقاب ابوجعفر محمد بن ابومحمد حسن بن علی الاصغر بن عمر الاشرف

بقول ابوالحسن عمری کہ آپ نے رے میں خروج کیا اور گرفتار کر لیے گئے آپ کو محمد بن طاہر کی قید میں رکھا گیا۔حتیٰ کہ نیشاپور میں آپ نے وفات پائی آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔ابوجعفر احمد الاعرابی جنکی والدہ ام علی بنت ابراہیم بن محمد بن القاسم بن محمد حنیفہ بن امیر المومنین علیؑ تھیں اور دوسرے فرزند (۲)۔محمد الاخرس جبکہ بعض نے تیسرے بیٹے (۳)۔عبداللہ کا بھی لکھا ہے
ان میں احمد الاعرابی بن ابوجعفر محمد بن ابومحمد حسن کا صرف ایک فرزند محمد تھے جنہوں نے رے میں خروج کیا اور غالب آ گئے بعد میں عزیز بن دلف نے ایام المعتمد میں آپ کی گردن پر ضرب لگائی اور قتل کر دیا۔جبکہ بعض کا خیال ہے آپ المستعین باللہ کے ساتھ جنگ میں قتل ہوئے اول قول درست ہے۔محمد بن احمد الاعرابی کے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔احمد الطبر ی (۲)۔حسن ان میں اول احمد الطبر ی بن محمد جو بغداد میں نہر عیسیٰ کے پاس قتل ہوئے کی اعقاب میں الامیر علی رضا مشہدی بن محمد رضا بن علی رضا بن عبدالعزیز بن احمد بن نظام الدین یحییٰ بن شرف الدین علی بن فخر الدین بن حسن بن یحییٰ بن احمد بن جعفر بن علی بن محمد بن مانکدیم بن محمد بن احمد الطبر ی المذکور تھے

دوئم حسن بن محمد بن احمد الاعرابی
آپ کی اولاد سے ابوالفضل علی المجل بن حسن بن محمد بن حسن المذکور تھے۔

اعقاب جعفر دیباجہ بن ابومحمد حسن بن علی الاصغر بن عمر الاشرف

آپ کی کنیت ابوالقاسم اورآپ کی والدہ ام علی بنت محمد بن عون بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین امام علیؑ تھیں۔اور طاہر بن محمد نفس ذکیہ آپ کے مادری بھائی تھے۔آپ مامون عباسی کے زمانے میں صدقاتِ مدینہ کے متولی رہے آپ کی اولاد میں دو بیٹیاں،ام نوفل اور زینب اور ایک فرزند ابوجعفر محمد تھے جنہوں نے المستعین باللہ میں رے پرخروج کیا اور گرفتار کر لئے گئے اور قید میں وفات پائی آپ کی اولاد محمد الفارس بن حسن بن ابوجعفر محمد المذکور سے چلی۔اس محمد الفارس کے تین فرزند تھے(۱)۔حمزہ الملقب ستین (۲)۔احمد (۳)۔ابوالقاسم احمد

اول حمزہ الملقب ستین بن محمد الفارس کی اولاد سے زہوان بن محمد المرتضیٰ بن عبدالعزیز بن یحییٰ بن ابوجعفر محمد نقیب الطبری بن حمزہ الملقب ستین المذکور تھے

دوئم احمد بن محمد الفارس کی اولاد سے ایک فرزند ابوالعز ناصر نقیب بصرۃ تھا

سوئم ابوالقاسم احمد بن محمد الفارس کی اولاد سے ابی الفخر الامام جمال الدین بن محمد التقی نقیب بصرۃ بن ابوالقاسم احمد المذکور تھے۔

اعقاب ابوالحسن علی العسکری بن ابومحمد حسن بن علی الاصغر بن عمر الاشرف

بقول ابی الحسین یحییٰ النسابہ العقیقی اور ابن المقعدہ آپ کی والدہ ام علی بنت محمد بن عون بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علیؑ تھیں بقول ابی الحسن عمری عمر بن فرج آپ کو اُٹھا کے مدینہ سے عراق لے گیا آپ کی وفات (۷۷) سال کی عمر میں ہوئی۔

بقول عمری آپ کے چار فرزند تھے(۱)۔محمد جو حجاز میں تھے آپ کی صرف ایک بیٹی فاطمہ تھی یعنی آپ کی نسل نہ چلی (۲)۔ابوعلی احمد الصوفی بقم الفاضل المصنف مصری (۳)۔**ابو عبداللہ حسین الشاعر المحدث المعروف زیدی المصری** (۴)۔**ابو محمد حسن الاطروش ناصر الحق المعروف ناصر الکبیر** ان میں ابوعلی احمد الصوفی بن ابوالحسن علی العسکری بن حسن کی اولاد موسوس گئی ان میں ابوطاہر محمد بن ابوعلی احمد الصوفی المذکور یعنی ان کے بیٹے تھے جنکی اولاد مصر میں معروف تھی

اعقاب ابوعبداللہ حسین الشاعر بن ابوالحسن علی العسکری بن ابومحمد حسن بن علی الاصغر

آپ شاعر عالم اور محدث تھے بقول عمری آپ کی وفات ۳۱۲ ہجری میں ہوئی۔بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد چار فرزندان سے چلی۔

(۱)۔عبداللہ۔(۲)۔محمد الثائر۔(۳)۔احمد (۴)۔محمد الشاعر

اول عبداللہ بن ابوعبداللہ حسین الشاعر

آپ کے اعقاب میں ایک فرزند ابوعلی محمد تھے جو مسلک زیدیہ کے فقیہ تھے اور صاحب المتکلم تھے اور بہت سی تصانیف کی ہوئی تھیں۔

دوئم۔محمد الثائر بن ابوعبداللہ حسین الشاعر

آپ کے اعقاب میں ایک فرزند ابوالفضل جعفر تھا آپ کی وفات (۳۴۵) ہجری میں ہوئی بقول صاحب ''بحرالزخار'' تالیف مہدی بن یحییٰ بن المرتقی حسنی المتوفی (۸۴۰) ہجری

سوئم احمد بن ابوعبداللہ حسین الشاعر

آپ کی اولاد سے علی بن حسن الصالح بن محمد بن احمد بن ابومحمد حسن بن احمد المذ کور تھے

چہارم محمد الشاعر بن ابوعبداللہ حسین الشاعر آپ کے اعقاب تین فرزندان سے چلی (۱)۔موسیٰ (۲)۔حسین (۳)۔ابوطالب ہارون ان میں موسی بن محمد الشاعر کے اعقاب میں مہدی بن علی بن موسیٰ المذ کور تھا۔پھر حسین بن محمد الشاعر کے اعقاب میں حسین بن حسن بن حسین المذ کور تھے پھر ابوطالب ہارون بن محمد الشاعر کا ایک فرزند حسین امیر کا تھا۔

اعقاب ابومحمد حسن الاطروش المعروف ناصر الکبیر بن ابوالحسن علی العسکری بن ابومحمد حسن

بقول الشیخ ابوالحسن عمری ان کی والدہ ام الولد تھیں بقول ابوالغنائم عمری نسابہ کہ آپ دیلم میں بمطابق سن ۲۹۰ ہجری ایام المکتفی باللہ میں داخل ہوئے اور بھوشم نامی مقام پر قیام کیا پھر عظیم لشکر کے ساتھ طبرستان کی طرف خروج کیا ۳۰۱ میں سلطان سامانی سے جنگ کی میں اور طبرستان پر حکومت کی آپ کی وفات شعبان ۳۰۴ ہجری میں ہوئی (کتاب المجدی صفحہ ۳۴۹) بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ زیدیہ سلسلے کے امام اور پیشواء تھے آپ صاحب المقالہ تھے اور زیدیوں میں سے ناصری لوگ انکی طرف نسبت رکھتے ہیں آپ محمد بن زید الداعی الحسنی کے ساتھ طبرستان میں تھے جب وہ رافع پر غالب آئے طبرستان کو فتح کیا اور اس کو پکڑ کر ہزار تازیانے مارے۔ابومحمد حسن ناصر الکبیر دیلم میں قیام پذیر رہے لوگوں کو اللہ اور اسلام کی طرف بلاتے رہے یہ تبلیغ ۱۴ سال تک کی تھی اس دوران کافر اور مجوسی آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔آپ جمادی الاول ۳۰۱ ھ کو طبرستان داخل ہوئے اور یہاں تین سال اور تین ماہ حکومت کی یہاں آپ ناصر الحق کے لقب سے مشہور ہوئے اور بہت بڑی تعداد میں لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے جس نے آپ کی عظمت کو بڑھا دیا آپ نے شہر آمل میں وفات پائی اس وقت آپکی عمر ۹۸ سال تھی یا ۹۹ سال تھی۔الشیخ عباس قمی ذکر کرتے ہیں کہ آپ صاحب مولفات کثیرہ تھے جن میں ایک کتاب جلد مسئلہ (سوسلہ) بھی جسکی السید مرتضی نے تصیح کی اور اسکا نام ناصریات رکھا اور ایک کتاب انساب الائمہ تھی۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری العلوی نسابہ آپ کی اولاد میں پانچ بیٹیاں (۱)۔میمونہ (۲)۔مبارکہ (۳)۔زینب (۴)۔ام محمد (۵)۔ام الحسن

جبکہ آپ کی اولاد میں پانچ بیٹے تھے (۱)۔زید (۲)۔ابوعلی محمد المرتضیٰ (۳)۔ابوالقاسم جعفر ناصرک (۴)۔ابوالحسن علی الادیب المجل (۵)۔ابوالحسین احمد صاحب الجیش ابی

اول زید بن ابومحمد حسن ناصر الکبیر آپکی اولاد نہ تھی اور آپ کا تذکرہ بہت کم کیا گیا

دوئم۔ابوعلی محمد المرتضیٰ بن ابومحمد حسن ناصر الکبیر:۔بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد دوفرزندان سے چلی (۱)۔حسین (۲)۔علی المحدث ان میں حسین بن ابوعلی محمد المرتضیٰ کا ایک فرزند ابواحمد محمد ناصر تھا جبکہ علی المحدث بن ابوعلی محمد المرتضی کا ایک فرزند ابوالقاسم عبداللہ تھا۔

سوئم ابوالحسن علی الادیب المجل بن ابومحمد حسن ناصر الکبیر: آپ مذہب شیعہ امامیہ اثناعشریہ پر تھے اور آپ نے زیدیہ کی ہجوگوئی کی اور آپ نے عبداللہ بن المعتز کے قصائد پر نقص اور اعتراض کئے جو اس نے علویوں کی مذمت میں لکھے تاریخ ابن اثیر کے مطابق آپ کی وفات ۳۱۲ ہجری کو ہوئی۔صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کے دوفرزندان کے اعقاب لکھے ہیں (۱)۔ابوعبداللہ محمد الطروش (۲)۔حسن المقتول جبکہ امام فخر الدین رازی نے کتاب الشجرۃ المبارکہ میں آپ کا تین فرزند لکھے ہیں (۳)۔ابوعلی محمد الشریف الفاضل جنکی اولاد طبرستان میں بنی سمین سے مشہور تھی (الشجرہ المبارکہ صفحہ نمبر ۱۳۸)

ان میں حسن المقتول بن ابوالحسن علی الا دیب المجل کے اعقاب میں سے االسید العالم ابوعلی حسن بن حسین بن حسن المقتول المذ کور تھے آپ کی والدہ تقیہ بنت ابی عبداللہ محمد بن علی الا دیب المجل بن ابی محمد حسن ناصرالمذ کور تھیں آپ جیلان میں رہے اور پھر آمل آئے اور یہاں ہی وفات پائی (الشجر ۃ المبارکہ صفحہ ۱۳۸) آپ کا ایک بیٹا ابوعبداللہ حسین بن حسن تھا جو آئمہ زیدیہ میں سے تھا۔ (عمدۃ الطالب صفحہ (۲۸۵)

چہارم ابوالقاسم جعفر ناصرک بن ابومحمد حسن ناصرالکبیر: بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ جب آپ کے والد ابومحمد حسن ناصرالکبیر فوت ہوئے تو ان کی خواہش تھی کہ انکے بیٹے ابوالحسین احمد کی بیعت کی جائے لیکن ابوالقاسم جعفر ناصرک نے انکار کیا ابومحمد حسن ناصرالکبیر کی بیٹی ابی محمد حسن بن القاسم داعی الصغیر کے نکاح میں تھیں۔ اور جب ابوالحسین احمد نے اپنے بھائی ابوالقاسم جعفر ناصرک کو خط لکھا اور بیعت کی داعوت دی تو ابوالقاسم جعفر ناصرک کو غصہ آیا اس نے فوج جمع کی اور طبرستان پر حملہ کر دیا جس میں داعی الصغیر کو ابوالقاسم جعفر سے شکست ہوئی یہ واقع نوروز (۳۰۶) ہجری کا ہے اور ابوالقاسم جعفر ناصرک الداعی الصغیر کو دماوند لے گیا۔ پھر رے میں علی بن دھسو ذان کی قید میں اور وہاں سے دیلم کے قلعہ میں بند کر دیا جب علی بن دھسو ذان کا قتل ہوا تو داعی الصغیر نے لوگوں کو جمع کیا اور ابوالقاسم جعفر ناصرک کا جرجان میں قصد کیا اور رے تک اسکا پیچھا کیا اس کے بعد داعی الصغیر نے (۳۱۶) ھ تک طبرستان پر حکومت کی اور اسے مرداویج بن زیاد نے آمل میں قتل کیا۔

جبکہ آپکے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔ ابوجعفر محمد الفافا (۲)۔ ابومحمد حسن نقیب بغداد

ان میں ابومحمد حسن نقیب بن ابوالقاسم جعفر ناصرک کی اولاد سے یحییٰ الاشل بن ابوشجاع محمد بن خلیفہ بن احمد بن ابومحمد حسن نقیب المذ کور تھے

پنجم ابوالحسین احمد بن ابومحمد حسن ناصرالکبیر:۔ بقول ابن طباطبا آپ اپنے والد ابومحمد حسن ناصرالکبیر کی فوج کے سردار تھے آپ کو معزالدولہ نے معزول کر دیا تھا آپ کی وفات (۳۷۰) میں ہوئی۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کے تین فرزند تھے۔

(۱)۔ ابوجعفر محمد صاحب القلنسوہ حاکم دیلم (۲)۔ ابوالحسن محمد اور (۳)۔ ابومحمد حسن الملقب ناصرالصغیر نقیب بغداد آپ کی ایک بیٹی فاطمہ تھیں۔ جبکہ آپکا ایک بیٹا احمد تھا۔ احمد بن ابومحمد حسن ناصرالصغیر نقیب بغداد کی اولاد سے ابوالقاسم ناصرالملقب بریقا بن حسین بن احمد المذ کور تھے

ذکر فاطمہ بنت ابومحمد حسن ناصرالصغیر بن ابوالحسین احمد بن ابومحمد حسن ناصرالکبیر

سیدہ فاطمہ بنت ابومحمد حسن ناصرالصغیر کا نکاح ابواحمد حسین النقیب الطاہر ذوالمناقب بن موسیٰ الثالث الابرش بن محمد الاعرج بن ابوسبحہ موسیٰ الثانی بن ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ہوا تھا۔ جن سے آپ کے دو جلیل القدر فرزند۔ السید مرتضٰی علم الھدی الموسوی اور السید شریف رضی الموسوی جامع خطبات امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ (نہج البلاغہ) تولد ہوئے۔ آپ بہت بلند مرتبہ خاتون تھیں آپ کیلئے ہی شیخ مفید نے کتاب احکام النساء تالیف کی تھی اور اس مخدرہ کو سیدہ جلیلہ فاضلہ سے تعبیر کیا تھا۔ نیز کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ شیخ مفید نے ایک رات عالم خواب میں حضرت فاطمہ زہرا بنت رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ وہ شیخ مفید کی مسجد میں تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ آپ کے نورچشم حضرت امام حسن السبطؑ اور امام حسین الشہید (جبکہ وہ کم سن تھے) بھی تھے سید فاطمۃ الزہرا نے اپنے دونوں نورچشم شیخ مفید کے سپرد کیا اور فرمایا علمھا الفقہ اریعنی ان کو فقہ کی تعلیم دو شیخ مفید حال تعجب میں بیدار ہوئے یہاں تک کہ جب دن چڑھا تو سیدہ فاطمہ بنت ابومحمد حسن ناصرالصغیر اپنے دونوں کم سن بچوں سید مرتضٰی علم الھدیٰ اور شریف رضی الموسوی

کے ساتھ شیخ کی مسجد میں وارد ہوئیں اور شیخ مفید سے کہا انہیں فقہ کی تعلیم اور الشیخ مفید نے جب یہ سنا تو زاروقطار رونے لگے اور ان کے بچوں کو تعلیم دینے لگے حتیٰ کہ یہ بچے فضائل کمالات اور جمع علوم پر فائز ہوئے۔

اعقاب علی الاصغر بن امام زین العابدین بن امام حسین السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

آپ امام زین العابدین کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے آپ صاحب شرف وقدرومنزلت تھے کہا گیا ہے کہ فضل ومناقب میں ان کے آثار موجود ہیں۔آپ زید شہید اور عمر الاشرف کے مادری پدری بھائی تھے۔بقول ابن عنبہ آپ کی کنیت ابوالحسین تھی۔

صاحب الاصیلی نے بھی یہی درج کیا ہے کہ آپ زید کے مادری پدری بھائی تھے آپ نے ینبع میں تیس سال کی عمر میں وفات پائی۔بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند حسن الافطس تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدین کی والدہ ام الولد سندھی تھیں آپ پر ابوجعفر محمد بن معیۃ نسابہ حسنی صاحب المبسوط نے یہ کلام تحریر کیا۔

افطسیون انتم اسکتو الدتکلموا

جب علی الاصغر امام زین العابدین کی وفات ہوئی تب حسن الافطس حمل میں تھے

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ آپ کے بارے میں ابن طباطبا کی طرف ایک قول کی نسبت دی جاتی ہے وہ قول طعن کے بہت نزدیک ہے بقول ابی نصر بخاری حسن الافطس اور امام جعفر الصادقؑ کے درمیان کچھ باتیں ہوئیں جسکی وجہ سے ان پر طعن لگایا گیا(یعنی حسن الافطس اور امام جعفر الصادقؑ) کے درمیان تلخ کلامی ہوئی۔لیکن یہ طعن نسب پر نہیں تھا بقول ابوالحسن عمری کہ الشیخ شرف العبید لی نے ایک کتاب تحریر کی اور میں نے ان کی تحریر اپنی آنکھوں سے دیکھی اس کتاب کا نام''الانتصار لبنی فاطمۃ الابرار''اس میں شیخ شرف العبید لی نے کہا کہ حسن الافطس اور انکی اولاد صحیح النسب ہے اور اس طعن پر تنقید کی اور بقول عمری کہ جرائد اور مشجرات سے اس طعن کو دفع نہیں کیا گیا پھر بقول عمری کہ میں نے اپنے استاد الشیخ ابوالحسن بن کتیلہ نسابہ سے حسن الافطس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا۔بنی الافطس صحیح ہیں یہ تمہارے لئے کافی ہے اور ان کیلئے بھی کافی ہے یہ الفاظ الشیخ عمری کے استاد ابوالحسن بن کتیلہ نسابہ کے تھے اور ابوالحسن عمری نے اس میں ایک لفظ کا اضافہ بھی نہیں کیا۔پھر الشیخ ابوالحسن عمری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابوالغنائم صوفی عمری علوی نسابہ سے حسن الافطس کے بارے میں پوچھا تو میرے والد نے انہیں طعن سے بری کردیا۔

بقول ابی نصر بخاری کہ حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدینؑ نے محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ کے ساتھ خروج کیا ان کے ہاتھ میں سفید پرچم تھا اور یہ آزمودہ کار تھے اور کسی شخص نے اتنی شجاعت اور صبر کے ساتھ محمد نفس ذکیہ کے ساتھ خروج نہیں کیا۔(منصور دوانقی العباسی کے مقابلے میں) حسن الافطس طویل القامہ ہونے کی بناء پر رمح (نیزہ) آل ابوطالب کہلائے اور بقول ابی الحسن عمری کہ حسن الافطس کے ہاتھ میں یوم خروج زرد رنگ کا علم تھا اور جب نفس ذکیہ کی شہادت ہوئی تو حسن الافطس روپوش ہوگئے اور جب امام جعفر الصادقؑ عراق تشریف لائے تو ابوجعفر منصور دوانقی سے فرمایا میرے چچا زاد حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدین سے درگزر کرو تو انہیں معاف کردیا گیا۔ابوالقاسم ابن خداع نسابہ مصری الحسینی الارقطی نے خبر دی کہ اسے عبداللہ بن فضل الطائی نے اور اسے ابن سباط نے اور اسے حمید نے اور اسے سالمہ کنیز امام جعفر الصادقؑ نے خبر

دی اور وہ کہتی ہے کہ جب امام جعفر صادقؑ بیمار ہوئے تو اپنے بیٹے امام موسیٰ کاظمؑ کو بلایا اور فرمایا اے فرزند حسن الافطس کو ستر اشرفیاں اور فلاں فلاں چیز بھی دو سالمہ کہتی ہے کہ میں امام جعفر الصادقؑ کے قریب گئی اور عرض کیا آپ حسن الافطس کو دے رہے ہیں حالانکہ وہ آپکی کمین گاہ میں بیٹھا تھا اور آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا تو آپؑ نے فرمایا اے سالمہ تو چاہتی ہے کہ میں ان اشخاص میں سے ہو جاؤں کہ جن کے متعلق خدوند عالم فرماتا ہے ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل یعنی قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کے وصل کا حکم خدا دیتا ہے یعنی صلہ رحمی اور ابی نصر بخاری نے یہی بات کچھ تغیر کے ساتھ رقم کی ہے اور کہا کہ میں نے ایک جماعت سے سنا ہے۔امام جعفر الصادقؑ نے اپنی موت پر اپنے قبیلے کی وصیت کی کہ حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدین کو (۸۰) دینار دینا ایک بوڑھی عورت گھر میں تھی اس نے امام سے کہا آپ یہ حکم اسکے لئے سنا رہے ہیں جو گھر میں گھس خنجر سے آپ کو مارنا چاہتا تھا امام نے فرمایا تو کیا چاہتی ہے کہ میں ان میں سے ہو جاؤں جن کیلئے اللہ نے فرمایا ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل یعنی قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کے وصل کا حکم خدا دیتا ہے۔یعنی اس واقع کے بعد بھی امام نے ان کیلئے (۱۰۰) یا (۸۰) دینار چھوڑے اور بقول ابی نصر بخاری کہ یہ واقعہ شہادت ہے امام جعفر الصادقؑ کی طرف سے کہ حسن الافطسؒ بھی اولاد رسولؐ تھے

آپ کی اولاد کے بارے میں الشیخ ابوالحسن عمری المجدی میں ابن دینار الاسدی نسابہ کی روایت لکھتے ہیں کہ آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں (۱)۔حسنۃ (۲)۔فاطمہ (۳)۔کلثوم (۴)۔خدیجہ جبکہ آپ کی پسران میں (۱)۔عبداللہ الشہید برامکہ (۲)۔عمر (۳)۔حسن المکفوف (۴)۔حسین (۵)۔علی الحریری (۶)۔زید (۷)۔محمد (۸)۔عبداللہ الاصغر (۹)۔حسن الاصغر (۱۰)۔حسین الاصغر (۱۱)۔قاسم (۱۲)۔جعفر بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد پانچ فرزندان سے جاری ہوئی (۱)۔**علی الحریری** (۲)۔**عمر** (۳)۔**حسین** (۴)۔**حسن المکفوف** (۵)۔**عبداللہ الشہید قتیل برامکہ**

باب ہشتم فصل سوئم اعقاب علی الحریری بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدینؑ

آپ کا نام المجد ی ،الفخری ،لباب میں علی خرزی لکھا ہے جبکہ صاحب عمدہ نے حریری تحریر کیا ہے۔آپ کی والدہ عبادۃ یا عائیدہ تھیں جو کہ ام الولد تھیں اورالباب میں عابدہ نام تحریر ہے آپ شاعر تھے اور فصاحت میں کمال تھے آپ نے عمر العثمانیہ کی بیٹی سے نکاح کیا جواس سے پہلے خلیفہ مہدی عباسی کے نکاح میں تھیں یہ بات خلیفہ ہادی پر گراں گزری اوراس نے حکم دیا کہ اسکوطلاق دے دوآپ نے فرمایا کہ مہدی العباسی کوئی رسول اللہ تو نہیں کہ جسکی بیویاں اسکے بعد دوسرے لوگوں پر حرام ہوں اور طلاق دینے سے انکار کیا اور مہدی کوئی مجھ سے اشرف نہیں تھا۔خلیفہ ہادی عباسی اس بات سے آگ بگولہ ہوگیا اور حکم دیا کہ علی الحریری کو ماردو آپ کو اسقدر مارا گیا کہ آپ بے ہوش ہوگئے۔علی الحریری کو ہارون الرشید نے قتل کروایا۔بقول ابی نصر بخاری ابن حریز کے ذکر کے مطابق بنت عمر العثمانیہ،علی بن حسین بن حسن الافطس کے عقد میں تھی جبکہ غلطی سے علی بن حسن الافطس کی طرف منسوب ہوا جبکہ قول اول ہی درست ہے آپ کی اولاد میں بقول الشیخ عمری تین بنات تھیں(۱)۔علیہ بنت حارثیۃ(۲)۔فاطمۃ(۳)۔رقیہ اورآپ کی اولاد میں چارفرزندان کا تذکرہ الشیخ ابوالحسن عمری نے اپنی کتاب المجدی فی الانساب الطالبین میں کیا۔

(۱)۔محمد(۲)۔علی جنکی والدہ عائشہ بنت یحییٰ بن مروان بن عروہ بن زبیر بن عوام تھیں(۳)۔حسن جنکے اعقاب کے ہونے یا نہ ہونے کا علم نہیں(۴)۔حسین

علی بن علی الحریری بن حسن الافطس کے اعقاب میں ابوعلی محمد الحریری تھے جنکی والدہ حبیبہ بنت عمر بن حسن الافطس اورابوعلی محمد الحریری بن علی بن علی الحریری کی اعقاب ایک فرزند علی سے چلی اورعلی الحریری کی تمام اولاد اسی سے جاری ہوئی۔

اعقاب علی بن ابوعلی محمد الحریری بن علی بن علی الحریری بن حسن الافطس

آپ کی اولاد میں تین بیٹیاں(۱)۔میمونہ(۲)۔فاطمۃ(۳)۔ام الحسین جبکہ رجال میں تین فرزند(۱)۔ابوجعفر محمد(۲)۔ابوالعباس احمد(۳)۔ابومحمد رئیس آبۃ

اول ابوالعباس احمد بن علی بن ابوعلی محمد الحریری کی اولاد سے علی الفقیہ المعروف یداعی جرجان بن محسن بن حسن بن محسن بن زید بن حسن بن ابوالقاسم زید حرکینی بن ابوالعباس احمد المذکور

دوئم ابومحمد حسن رئیس آبۃ بن علی بن ابوعلی محمد الحریری آپ کی اولاد تین فرزندان سے چلی(۱)ابوجعفر محمد(۲)حسین مانکدیم(۳)**ابوالحسن علی آبۃ**

ان میں ابوجعفر محمد بن ابومحمد حسین رئیس آبۃ کے اعقاب سے محمد بن احمد بن ابوطاہر زید بن احمد بن ابوجعفر محمد المذکور تھے اورحسین مانکدیم بن حسن رئیس آبہ کے اعقاب سے مانکدیم بن حسن بن حسین مانکدیم مذکور تھے جنکی اولاد غری الشریف میں بنو مانکدیم کہلاتی ہے۔

اعقاب ابوالحسن علی بن ابومحمد حسن رئیس آبہ بن علی بن ابوعلی محمد الحریری

آپ کی اولاد دوفرزندان سے چلی(۱)۔ابوطاہر محمد(۲)۔حسن الشج

اول ابوطاہر محمد بن ابوالحسن علی بن ابومحمد حسن رئیس آبہ کی اولاد سے ابوالحسن تاج الدین علی بن شرف الدین بن علی بن حسین بن تاج الدین علی بن الرضی

بن ابی الفضل علی بن ابی القاسم بن مالک بن ابی طاہر محمد المنذ کو تھے جو بغداد میں امیر الشیخ حسن بن امیر حسین اقبوتا کے وزیر تھے دوئم حسن التج بن ابوالحسن علی بن ابومحمد حسن رئیس بآبۃ:۔آپ کی اولاد سے زید بن داعی بن زید بن علی بن حسین بن حسن التج المنذ کور تھے۔

زید بن داعی بن زید کے دوفرزندوں سے اولاد چلی (۱)۔رضی الدین محمد (۲)۔**علی**

اول رضی الدین محمد بن زید بن داعی کے دوفرزند تھے (۱)۔حسین اور (۲)۔فخر الدین محمد ان میں سے فخر الدین محمد بن رضی الدین محمد کا ایک فرزند السید الزاہد رضی الدین محمد تھے۔آپ کو سید جلیل عابد نبیل رضی الدین محمد آدی نقیب بن فخر الدین محمد بھی کہتے تھے آپ صاحب مقامات عالیہ اور کرامات ظاہرہ والے تھے اور سید رضی الدین ابن طاؤس کے رفیق اور صدیق تھے بسا اوقات آپ کو سید ابن طاؤس برادر صالح سے تعبیر کرتے تھے جیسا کہ رسالہ مواستہ ومضایقہ میں فرماتے ہیں کہ میں متوجہ ہوا اپنے برادر صالح رضی الدین محمد بن فخر الدین محمد قاضی آدی کے ساتھ حلہ سے مشہد امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی طرف پھر بیان کرتے ہیں کہ اس سفر میں مکاشفات جمیلہ اور بشارات جلیلہ میرے لئے رونما ہوئیں۔مولف کہتا ہے کہ اس سید بزرگوار کے ایک واقعہ دعائے عبرت سے متعلق ہے کہ جس کی طرف سید ابن طاؤس نے مہج الداعوات اور علامہ نے منہاج الصلاح میں اشارہ کیا ہے اور واقعہ اس طرح ہے کہ فخر المحققین نے اپنے والد سے اپنے جد بزرگوار سدید الدین سے سید ورضی الدین محمد آدی سے روایت کی ہے کہ وہ جناب سلطان جرماغون کے ایک امیر کے پاس طویل مدت تک قید تھے پس عالم خواب میں حضرت امام زمانہؑ کو دیکھا اور رورو کر دعا کی مولا میری نجات کی بارے میں کچھ کریں حضرتؑ نے فرمایا دعائے عبرت پڑھ۔سید نے فرمایا کہاں ہے کہا تمہاری کتاب مصباح میں السید نے کہا جب میں بیدار ہوا تو کتاب مصباح کھولی تو اس کے درمیان ایک کاغذ پڑا تھا جس پر یہ دعا لکھی ہوئی تھی میں نے چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھی تو۔اس امیر کی دو بیویاں تھیں ان میں ایک عقلمند اور باتدبیر تھی امیر اس پر اعتماد کرتا تھا جب امیر اس کے پاس آیا تو اس نے کہا تو نے امیر المومنین کی اولاد سے ایک شخص کو سختی میں قید کیا ہوا ہے امیر نے کہا تجھے کیسے معلوم ہوا اس بیوی نے کہا میں نے خواب میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو دیکھا وہ کہہ رہے تھے کہ تمہارے شوہر نے میرے بیٹے کو قید کیا ہوا ہے امیر نے کہا مجھے علم نہیں اور جب امیر نے دربان سے پوچھا تو اس نے کہا ہاں ایک بوڑھا علوی ہے جسے تو نے قید کرنے کا حکم دیا پس امیر نے اس رہا کر دیا۔(منتھیٰ الامال)

یہ سید جلیل وہی ہے جس تک استخارہ تسبیح کی ایک قسم کی سند پہنچی اور یہ سید رضی الدین محمد آدی حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ شیخ شہید نے کتاب ذکریٰ میں ذکر کیا ہے اور ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید نے یہ استخارہ امام محمد مہدی سے براہ راست بغیر کسی واسطہ کے حاصل کیا ہے اور غیبت کبریٰ میں یہ منقبت عظیمہ ہے کہ جسکے گرد کوئی فضیلت گردش نہیں کرسکتی اور اس سید مذکور نے سید ابن طوس سے اپنے والد سے سید مرتضیٰ اور شیخ طوسی سے روایت کی ہے کہ آپ کی وفات ۶۵۴ ہجری کو ہوئی۔اور آپ کے نام کے ساتھ آدی نسبت ہے آدہ بروزن ساوہ کی طرف جو کہ اطراف قم میں واقع ہے اور اسکی بہت زیادہ فضیلت منقول ہے جس میں سے بعض کو قاضی نوراللہ شوستری نے مجالس المومنین میں تحریر کیا۔

السید الزاہد سید رضی الدی محمد آدی بن السید فخر الدین محمد کے اعقاب سے السید تاج الدین حسن بن السید مجد الدین حسین بن السید کمال الدین حسن بن فخر الدین محمد بن السید رضی الدین محمد آدی المنذ کور تھے جو بلاد فراتیہ میں قاضی القضاۃ تھے اور آپ کی وفات سن (۷۴۷) ہجری کو ہوئی۔

اعقاب علی بن زید بن داعی بن علی بن حسین بن حسن التج

آپ کی اولا د سے السید الشہید ابوالفضل تاج الدین محمد بن مجد الدین حسین بن علی المذ کور تھے آپ کی شہادت کے بارے میں صاحب عمدۃ الطالب کہتے ہیں کہ آپ ابتداء امر میں واعظ تھے۔

اور اپنا وقت مواعظ ونصائح میں بسر کرتے تھے۔سلطان اولجا تیو محمد نے انہیں بلایا اور اپنے خواص دربار میں شامل کرلیا اور نقابت نقباء عراق۔ملک رے بغداد،خراسان اور فارس اور باقی تمام ممالک کی ان کے عہدہ کفایت کے حوالہ کردی لیکن رشید الدین طبیب جو کہ سلطان اولجا تیو محمد کا وزیر تھا۔

اسے السید ابوالفضل تاج الدین محمد سے عداوت اور کینہ تھا اس کا سبب یہ تھا کہ مشہد ذی الکفل نبی علیہ السلام جو کہ حلہ اور کوفہ کے درمیان ایک بستی میں ہے کی زیارت کو آنے والے کچھ یہودیوں کو اس بستی میں داخل ہونے سے روک دیا گیا اور جس رات سے روکا تھا اسکی صبح کے وقت وہاں منبر نصب کیا گیا نماز جمع اور جماعت وہاں ہونے لگی رشید الدین طبیب چونکہ سید والا مرتبت کے علومقام ومنزلت سے جو کہ اسے دربار سلطان میں حاصل تھی کینہ دلی رکھتا تھا لہذا اس واقع سے اسکا کینہ اور حسد اور بڑھ گیا اور اس نے سید کے قتل کے اسباب مہیا کئے پس سید ابوالفضل تاج الدین محمد اور ان کے دو بیٹوں شرف الدین علی اور شمس الدین حسین کو۔رشید خبث کی قلبی میل کے مطابق دریائے دجلہ کے کنارے لے آئے پہلے ان کے دو بیٹوں اور پھر سید کو قتل کر دیا یہ واقعہ (۷۱۱) ہجری کا ہے اس کی شہادت کے بارے جماعت حنابلہ نے اپنی خباثت فطری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سید جلیل کا بدن پارہ پارہ کر دیا ان کے بال اکھاڑے اور ان کے مبارک بالوں کا ایک ایک دستہ ایک ایک دینار پر بیچا جب سلطان نے یہ واقعہ سنا تو بہت غمناک ہوا اس نے حنابلہ کے قاضی کو سولی پر لٹکانے کا فرمان جاری کیا کچھ لوگوں نے اس کی شفاعت کی تو اسے الٹا کر کے اندھے گدھے پر بیٹھا دیا اور بغداد کے بازاروں میں پھرایا گیا اس کے بعد حنابلہ میں سے کسی شخص کو قاضی مقرر نہ کیا گیا۔

السید تاج الدین محمد ابوالفضل بن مجد الدین حسین بن علی المذ کور کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔سید شمس الدین حسین العقیب آپ لا ولد تھے اور اپنے والد محترم کیساتھ ہی شہید ہو گئے (۲)۔السید شرف الدین علی آپ بھی والد محترم کے ساتھ شہید ہوئے مگر آپ کی اعقاب ایک فرزند رضی الدین محمد سے چلی جو اپنے والد کے قتل کے وقت طفلگی میں تھے۔ اور اس سید رضی الدین محمد بن شرف الدین علی بن ابوالفضل تاج الدین محمد کے چار فرزند تھے (۱)۔سلیمان (۲)۔قاضی مجد الدین (۳)۔شمس الدین حسین (۴)۔تاج الدین محمد

اعقاب عمر بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام

آپ کی عمر برطلۃ بھی کہا جاتا ہے آپ نے جنگ فخ کو دیکھا بقول سید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد صرف ایک فرزند علی برطلۃ بن عمر سے چلی جنکی والدہ ام جعفر بنت الاحوص بن سعید بن الاحوص المخز ومی تھیں بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد پانچ فرزندان سے جاری ہوئی (۱)۔ابو طاہر ابراہیم (۲)۔ابوعبداللہ حسین القمی (۳)۔ابوالقاسم احمد (۴)۔ابوالحسن محمد (۵)۔عمر

اول ابو طاہر ابراہیم بن علی برطلہ بن عمر بن حسن الافطس : آپ کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔ابوجعفر محمد آپ کی اعقاب رملہ اور اصفہان میں گئی (۲)۔ابوالحسن علی اعقاب قلیل تھے (۳)۔ابوالقاسم احمد الاسود (۴)۔ابوعبداللہ جعفر آپ کی والدہ ام الکرام بنت مھلب بن ابی صغیرۃ تھیں۔ابو طاہر

ابراہیم کی اولاد حمص اور تستر میں بھی ہے۔

دوئم ابوعبداللہ حسین القمی بن علی برطلہ بن عمر بن حسن الافطس: آپ کی اولاد میں پانچ فرزند تھے(۱)۔ابوالحسن علی الملقب برطلۃ (۲)۔ابی علی محمد الرئیس اصفہان (۳)۔ابوعلی احمد اعقاب اصفہان میں گئے (۴)۔ابومحمد حسن (۵)۔ابوطالب محسن

ان میں ابوالحسن علی برطلۃ بن ابوعبداللہ حسین القمی کی اولاد میں چار پسران تھے(۱)۔ابومحمد حسن النقیب بالطیبۃ (۲)۔ابوجعفر محمد القمی (۳)۔ابوالحسین طاہر اور(۴)۔احمد پھرابومحمد حسن النقیب بن ابوالحسن علی برطلۃ کی اولاد سے ابوعبداللہ اسماعیل نسابہ بن حسن بن علی الاحنف بن ابومحمد حسن النقیب المذکور تھے پھران میں ابی علی محمد الرئیس اصفہان بن ابوعبداللہ حسین القمی کی اولاد سے الامیر عمادالدین بن حسن بن جلال الدین بن مرتضٰی بن حسین بن حسن بن شرف الدین بن مجدالدین بن تاج الدین حسن بن شرف الدین حسین بن امیر کبیر عمادالشرف بن عباد بن محمد بن حسین بن محمد النقیب بن ابی علی حسین بن محمد النقیب بن ابوعلی محمد الرئیس اصفہان المذکور تھے اوراس نسل سے یہ پہلے شخص تھے جواصفہان میں وارد ہوئے اورکوہ جوات کی بستی خاتون آباد میں دفن ہوئے۔

الامیر عمادالدین بن حسن بن جلال الدین کی اولاد سے السید محمد باقر خاتون آبادی بن اسماعیل بن امیر عمادالدین المذکور تھے آپ کی اولاد میں پانچ فرزند تھے(۱)۔سید محمد اسماعیل المولود سنہ(۱۰۳۱)ہجری جنکی اولاد سادات پائی قلعہ ہے(۲)۔سید عبدالحسین (۳)۔سید میر محمد مولود(۱۰۳۸)ہجری اور(۵)۔سید میر عبداللہ

ان تمام کی اولاد کثرت میں اصفہان ایران میں آباد ہے۔

سوئم ابوالقاسم احمد بن علی برطلۃ بن عمر بن حسن الافطس: آپ کے دوفرزند تھے(۱)۔محمد(۲)۔حمزہ۔حمزہ بن ابوالقاسم احمد بن علی برطلۃ کی اولاد سے آل شبر الحسینی تھی جوالسید محمد رضا شبر الحسینی بن محمد بن حسن بن احمد بن علی بن ناصرالدین بن محمد شمس الدین بن نجم الدین بن حسن شبر بن محمد بن حمزہ المذکور کی اولاد تھی انہیں السید محمد رضا شبر الحسینی کے فرزند جلیل السید عبداللہ الحسینی الکاظمی تھے(حوالہ الکرام ابررۃ جلد دوئم صفحہ(۵۶۵)

آپ فاضل محدث فقیہ عالم تھے ایک جماعت سے تلمذ کیا جن میں شیخ جعفر الکبیر۔آقا میرزا محمد مہدی شہرستانی اور محقق قمی اور شیخ احسائی وغیرہ آپ نے بہت سی کتابیں تفسیر وفقہ اصول وعبادات میں تصنیف کیں آپ کی وفات چوون سال کی عمر میں(۱۲۴۲)میں ہوئی آپ کے چھے فرزند تھے(۱)۔السید حسین (۲)۔سید حسن المتوفی کاظمیہ سن(۱۲۴۶)ہجری (۳)۔السید محمد المتوفی کربلا سن ۱۲۸۵۔(۴)۔سید جعفر (۵)۔سید موسیٰ (۶)۔سید محمد جواد

چہارم ابوالحسن محمد بن علی برطلۃ بن عمر بن حسن الافطس بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد سے امین الدولہ قاضی ابوجعفر محمد بن محمد بن ھبت اللہ بن علی بن حسین بن ابی جعفر محمد بن علی بن ابوالحسن محمد المذکور تھے آپ شریف عالم نسابہ تھے آپ نے شیخ ابوالحسن عمری سے روایت کی ہیں

پنجم عمر بن علی برطلۃ بن عمر بن حسن الافطس آپ کی اولاد صرف ایک فرزند علی بن عمر سے چلی جن کے آگے سے دو بیٹے تھے(۱)۔ابوعبداللہ محمد(۲)۔ابو القاسم یحیٰی تھے۔

ان میں ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر کی اولاد سے محمد بن ابوحرب ابراہیم بن ابوعبداللہ محمد المذکور تھے

اور ابوالقاسم یحیٰی بن علی بن عمر کی اولاد سے خلیفہ بن ابوعلی صالح بن محمد خلیفہ بن ابوالقاسم یحیٰی المذکور تھے آپ کی والدہ خراسان بنت ابی القاسم الافطسی تھیں۔

اعقاب حسین بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدین

بقول السید ابی الحسین یحیٰی بن حسن بن جعفر الحجۃ العقیقی آپ کی والدہ جویریہ بنت خالد بن ابوبکر بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطابؓ خلیفہ ثانی تھیں اور بقول ابی نصر بخاری آپ کی والدہ ام الولد تھیں بقول عمری آپ ابی السرایا سری بن منصور شیبانی کے زمانے میں مکہ میں ظاہر ہوئے اور مال کعبۃ لے لیا۔

جبکہ بقول ابن عنبہ آپ کی والدہ دختر خالد بن ابی بکر بن عبداللہ بن عمر بن خطابؓ تھیں۔

آپ نے ایام ابی السرایا میں مکہ میں محمد الدیباج بن امام جعفر الصادق کی طرف سے خروج کیا اور لوگوں کو محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل دیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ کی طرف داعوت دی اور کعبہ سے مال اٹھالیا۔ بقول الشیخ ابونصر بخاری کہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ حسین افطس تھے یعنی افطس کا اصل لقب ان کا تھا نہ کہ ان کے والد حسن کا۔ لوگوں نے ان پر طعن کیا کیونکہ انکی سیرت اچھی نہ تھی الشیخ ابوالحسن عمری نے آپ کے تین فرزند بیان کئے (۱)۔جعفر (۲)۔حسن (۳)۔عبداللہ جبکہ ابی الفرج اصفہانی نے چوتھا فرزند ابوالفضل محمد الاکبر بھی لکھا ہے۔

اول جعفر بن حسین بن حسن الافطس: بقول عمری آپ کا قتل بجہ پر تصرف حاصل کرنے کے بعد ہوا آپ عبداللہ بن عبدالحمید بن جعفر الملک ملتانی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن علی طالبؑ کے اصحاب میں سے تھے آپ کی اولاد سے تین فرزند تھے (بقول عمری) (۱)۔زید (۲)۔داؤد (۳)۔مہدی اور بعض نے چار لکھے ہیں (۴)۔ابومحمد حسن

دوئم ابوالفضل محمد الاکبر بن حسین بن حسن الافطس: بقول ابی الفرج اصفہانی آپ کی والدہ امینہ بنت حمزہ بن منذر بن زبیر بن عوام تھیں اور آپ کو ابی سرایا السری کے ایام میں یمن میں قتل کیا گیا (مقاتل الطالبین ص (۳۴۲)

جبکہ آپ کے اعقاب کا کہیں تذکرہ نہیں۔

السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی نے حسین بن حسن الافطس کی اولاد سے دو فرزند کے اعقاب کا ذکر کیا ہے (۱) **حسن** (۲) **عبداللہ**

اعقاب عبداللہ بن حسین بن حسن الافطس بن علی الاصغر

آپ کی اولاد صرف ایک فرزند محمد الملقب سکران سے چلی بقول الشیخ شرف العبید لی وابن طباطبا کہ آپ کو سکران اس لئے کہا گیا کہ آپ کثیر تہجد گزار تھے ابوالحسن عمری اور جمال الدین ابن عنبہ نے آپ کی اولاد میں دو فرزند تحریر کئے۔(۱)۔جعفر بن محمد السکران (۲)۔علی بن محمد السکران ان کی اولاد کو بنی سکران کیا جاتا رہا

اول جعفر بن محمد السکران بن عبداللہ کی اولاد سے حسین بن یوسف بن مظفر بن حسین بن جعفر المذکور تھے دوئم علی بن محمد السکران بن عبداللہ کی اولاد سے ابوالقاسم احمد بن حسین بن علی المذکور تھے۔ آپ شاعر اور ادیب تھے۔

اعقاب حسن بن حسین بن حسن الافطس بن علی الاصغر

آپ کی والدہ زبیر بن عوام کی اولاد سے تھیں بقول امام فخر الدین رازی آپ کے پانچ فرزند تھے(۱) ابو الحسن علی الدینوری (۲)۔ابوجعفر محمد الاکبر(۳)۔ابوالقاسم ابراہیم (۴)۔ابوعبداللہ حسن الاصغر(۵)۔ابوالفضل محمد الاکبر

اول ابوالحسن علی الدینوری بن حسن بن حسین آپ عالم فاضل شجاع اور فصیح تھے اور امیر المدینہ تھے بقول ابی الحسن عمری وابی عبداللہ طباطبا آپ نے اپنے مال میں ۵۰۰۰۰ دینار چھوڑے اور آپ کی عمر(۸۵) سال تھی بقول ابن عنبہ آپ نے امام محمد تقی الجواد علیہ السلام کے حکم سے دینور کی طرف ہجرت کی اور رہائش اختیار کی آپ کی پیدائش سن(۱۸۹) ہجری میں ہوئی اور وفات(۲۷۴) میں ہوئی آپ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے۔

بقول امام فخر الدین رازی آپ کے دس فرزند تھے جن کے نام یہ ہیں(۱)۔ابوجعفر محمد الاصغر آپ آرمینیہ کے مقام تفلیس کی طرف گئے (۲)۔ابوطاہر جعفر اولاد قلیل تھی اور کہا جاتا ہے یہ صرف بنات تھیں اولاد میں (۳)۔ابو اسحاق طاہر اولاد دینور میں تھی (۴)۔ابو الحسین عبداللہ(۵)۔ابو الفضل عبیداللہ(۶)۔ابوالقاسم حمزہ شعرانی (۷)۔ابوعبداللہ حسن الرازی (۸)۔ابوالعباس احمد اولاد قیلیل تھی (۹)۔ابومحمد حسن العالم بالجبیل (۱۰)۔ابوالطیب قاسم جنکی درج یا نفی صحیح ہونے کی خبر ہے۔

ان میں سے ابوجعفر محمد الاصغر بن ابوالحسن علی الدینوری کی اولاد سے السید الادیب الشاعر شیخ الشرف المعروف بابن دینوری نسابہ الشریف ابوحرب محمد بن محسن بن حسن بن علی حدوثہ بن ابوجعفر محمد الاصغر المذکور تھے۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ نے بغداد سے بلاد عجم کا سفر کیا اور جرائد اور مخطوطات جمع کیا(۴۸۰)ھ کے لگ بھگ وفات پائی۔پھر ان میں سے ابوالحسین عبداللہ بن ابوالحسن علی الدینوری کی اولاد سے ابوشجاع مہدی اور ابو ہاشم مجتبیٰ نسابہ رے ابنان حمزہ بن زید بن مہدی بن حمزہ بن محمد بن عبداللہ المذکور تھے۔

دوئم محمد الاکبر بن حسن بن حسین بن حسن الافطس :بعض جگہ آپ کو محمد المدائنی بھی لکھا ہے لیکن کنیت واضح نہیں کہ آپ ابوالفضل ہیں یا ابوجعفر ہیں کیونکہ یہ دو بھائی تھے جن کے نام محمد اور کنیت ابوالفضل اور ابوجعفر تھی۔انہیں محمد الاکبر بن حسن بن حسین بن حسن الافطس کی اولاد سے رہبر المعظم قائد محترم آیت اللہ العظمیٰ السید علی خامنہ ای بن جواد بن حسین بن محمد بن محمد تقی بن میرزا علی اکبر بن فخر الدین بن ظہیر الدین بن قطب الدین بن میر روح اللہ بن میر رضا بن میر جلال بن بایزید بن محمد بن حسین بن حسن بن حسین بن محمود بن نجم الدین بن مجد الدین بن فتح اللہ بن روح اللہ بن مبارک شاہ بن عبداللہ بن محمد بن عبدالمجید بن شریف الدین بن عبدالفتاح بن علی بن علی بن علی بن احمد بن محمد الاکبر (المذکور) بن حسن بن حسین بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدین بن امام حسین السبط الشہید بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں۔اور اس شجرے کی روایت مولف کتاب ھذا کو میرے استاد وشیخ السید عبدالرحمان العزی الاعرجی الحسینی نے بیان فرمائی ہے۔

اعقاب حسن المکفوف بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدینؑ

الشیخ ابوالحسن عمری کے قول کے مطابق آپ کی والدہ خطابیہ تھیں آپ کوفہ کے رہائشی تھے آپ نے ایام ابی السرایا میں مکہ پر خروج کیا اور غالب آ گئے۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ نابینا تھے اس لئے مکفوف کہلائے۔ اور آپ کی والدہ عمریہ خطابیہ تھیں یعنی حضرت عمر ابن خطابؓ کی اولاد سے تھیں آپ کے اعقاب میں چار بنات (۱)۔ فاطمہ (۲)۔ حسنہ (۳)۔ زینب (۴)۔ حمدونہ تھیں صاحب عمدۃ نے آپ کے اعقاب چار فرزندان سے تحریر کئے ہیں (۱)۔ علی (۲)۔ حمزہ الملقب سمان (۳)۔ قاسم شعرابط۔ اور (۴) **عبداللہ المفقود**۔ جبکہ بعض نے آپ کے بیٹوں میں (۵)۔ محمد الاکبر کا ذکر بھی کیا ہے جنکا قتل یمن میں ہوا اور انکی والدہ زینب بنت موسیٰ بن عمر الاشرف تھیں آپ کی اولاد نہیں چلی باقی فرزندان کی تفصیل اسطرح ہے۔

اول علی بن حسن المکفوف بن حسن الافطس آپ کا قتل یمن میں ہوا آپکی اور اولاد آپ کے ایک فرزند ابوعبداللہ حسین الملقب تزلج سے چلی اور ابوعبداللہ حسین تزلج کی اولاد بقول ابن عنبہ پانچ فرزندان سے چلی جبکہ عمری نے چھٹا فرزند کا ذکر بھی کیا ہے ان میں (۱)۔ ابوالقاسم جعفر بن حسین تزلج بن علی اولاد سے بقول عمری ابوحرب ناصر بن علی بن موسیٰ بن علی بن موسیٰ بن ابوالقاسم جعفر المذکور تھے (۲)۔ ابوالعباس احمد المخلع بن حسین تزلج بن علی جنکی المعروف ابن ندیم بالکوفہ تھیں اور بقول صاحب المجدی آپ کی اولاد دو فرزندان سے چلی۔ ابوالحسین زید البکاء اھواز میں اور عباس الجمال الکوفی۔ ان میں بقول عمری عباس الجمال الکوفی بہت زیادہ خوبصورت تھے پہلے ان کے والد نے ان کا انکار کیا کہ ایسا جمال بعد میں اعتراف کیا۔

(۳)۔ علی بن حسین تزلج بن علی بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے زید الکلسوح بن محمد بن محمد بن علی المذکور تھے۔ (۴)۔ احمد بروجردی (۵)۔ ابوالحسین موسیٰ (۶)۔ عبداللہ الاکبر بن حسین تزلج بن علی۔ جمال الدین عنبہ نے آپ کے اعقاب تحریر نہیں کئے جبکہ عمری نے لکھے ہیں

ان میں آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔ احمد (۲)۔ ابوالحسن زید ان میں ابوالحسن زید بن عبداللہ الاکبر کا ایک فرزند ابوالحسین محمد جسکی اعقاب بصرۃ میں تھی اور اس گھر کو بیت ابی زید کہا جاتا تھا جبکہ ثانی احمد بن عبداللہ الاکبر کے دو فرزند تھے

(۱)۔ علی جنکا کا فرزند ابوطالب حمزہ الفقیہ تھا جو عمری کا دوست تھا (۲)۔ ابوالحسن میمون جن کا فرزند ابوالفضل محمد حافظ قرآن تھا۔

دوئم حمزہ الملقب سمان بن حسن المکفوف بن حسن الافطس :۔ آپکی اولاد سے بقول عمری حسن بن ابی الھیجا محمد بالا ہواز بن حمزہ بن محمد بن حمزہ الملقب سمان المذکور تھے جنکی اولاد بنوسمان اور کہلاتی ہے

سوئم قاسم شعرابط بن حسن المکفوف بن حسن الافطس بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے حسین ربرخ بن علی بن حسین بن محمد بن حسن بن عقرانہ بن محمد بن قاسم شعرابط المذکور تھے اور انکی اولاد حلہ، سوراء، اور کوفہ میں ہے

اعقاب عبداللہ المفقود بن حسن المکفوف بن حسن الافطس بن علی الاصغر

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آل حسن الافطس میں ایک گھرانہ بنوزبارہ ہے ان سے پہلے ان میں ایسا گھرانہ نہیں آیا۔ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد صرف ایک فرزند محمد الاکبر سے چلی اور محمد الاکبر بن عبداللہ المفقود کی اولاد ان کے بیٹے ابوجعفر احمد زبارہ سے چلی۔ ابوجعفر احمد زبارہ بن محمد الاکبر کا لقب زبارہ تھا وہ اس لئے کہ مدینہ میں جب غصے میں آتے تھے تو ایسا معلوم پڑتا تھا جیسے غضبناک شیر ہیں۔ آپ مدینہ کے رہائشی تھے آپ کو اہل طبرستان میں سے زیدیہ نے خط لکھا اور داعی کی شکایت کی اور کہا کہ آپ ہمارے امام وپیشواء بننے کے زیادہ سزاوار ہیں السید ابوجعفر احمد زبارہ اپنے بھائی علی کے ساتھ مدینہ سے طبرستان منتقل ہوئے۔ اور طبرستان میں غدر کیا لیکن داعی کی حکومت کو استحکام ملا پھر طبرستان سے آبہ منتقل ہوئے اور آبہ سے دوبارہ طبرستان گئے ایام داعی میں اس کے بعد نیشاپور کا اعادہ کیا اور وہاں آکر بس گئے۔

بقول ابن عنبہ الحسنی کہ ابوجعفر احمد زبارہ بن محمد الاکبر بن عبداللہ المفقود کے چار فرزند تھے (۱)۔ ابوعلی محمد النقیب نیشاپور (۲)۔ ابوالحسن محمد الاعرج الادیب الفاضل (۳)۔ ابوعبداللہ حسین جنکی اعقاب جرجان شاجور اور مشہد امام رضاؑ میں ہے۔ (۴)۔ **ابو الحسین محمد الزاهد العالم**

اعقاب ابوالحسین محمد الزاہد بن ابوجعفر احمد زبارہ بن محمد الاکبر

ابوالحسین محمد الزاہد العالم بن ابوجعفر احمد زبارہ:۔ آپ فاضل ادیب حافظ قرآن صاحب الورع، فصیح اللسان اور محدث تھے آپ نے ابی عبداللہ محمد بن ابراہیم البوشنجی وابراہیم بن ابی طالب اور محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے احادیث سنیں اور آپ نے علی بن قتیبہ سے روایت کیا جنھوں نے فضل بن شاذان اور انہوں نے امام علی بن موسیٰ الرضاؑ سے روایت کیا۔ بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ نے خلافت کا داعویٰ کیا اور نیشاپور میں ولایت نصر بن احمد السامانی پر خروج کیا۔ اور اطراف نیشاء پور میں چار مہینوں تک انکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا رہا۔

اور لوگ ان کے پاس جمع ہونے لگے کہا جاتا ہے کہ ہزار افراد نے انکی بیعت کی اور جب انکے خروج کا وقت قریب آیا تو ان کے بھائی کو خبر ہوئی انہوں نے ابوالحسین محمد الزاہد العالم کو قید کر لیا اور خلیفہ حمویہ بن علی جو صاحب جیش نصر بن احمد السامانی تھا کہ پاس لے گئے اور ان کا قیدی بنایا پھر ان کو بخارا میں قید کیا گیا۔ پھر بغداد لے گیا۔ پھر قید کے بعد چھوڑا تو (۲۰۰) درہم دیئے گئے یہ واپس نیشاپور آئے اور (۳۳۹) ہجری میں وفات پائی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی۔ (۱)۔ **ابو محمد یحییٰ الفقیه** رئیس نیشاپور نقیب النقباء الملقب سید آل رسول اللہ وشیخ العترہ (۲)۔ ابومنصور ظفر الاعرج المعروف غازی العابد الزکی الجواد اور بعض نے تیسرا فرزند (۳)۔ حسین تحریر کیا۔

ان دونوں کی والدہ طاہرہ بنت محمد بن حسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر زی الیمین بن طلحۃ بن طیب بن طاہر بن حسن بن معصب بن زریق تھیں اور یہ مصعب بن زریق امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے غلام تھے لیکن جمال الدین ابن عنبہ نے ان حضرات کی والدہ طاہرہ بنت امیر علی بن امیر طاہر بن امیر عبیداللہ بن طاہر بن حسین تحریر کی ہے۔

ان میں ابومنصور ظفر الاعرج بن ابوالحسین محمد الزاہد العالم:۔ کی اولاد ابوالحسن محمد نجیب نیشاپور سے چلی اور ان ابوالحسن محمد نجیب کا لقب ابن عنبہ نے لقب

بلاسبوش لکھا ہے جبکہ امام فخر الدین رازی نے نجیب لکھا ہے۔ ابوالحسن محمد بن ابومنصور ظفر الاعرج کے دو فرزند تھے (۱)۔ ابوعلی احمد الاکبر (۲)۔ ابوسعید زید اور ان دونوں کی کثیر اولاد تھی۔

اعقاب ابومحمد یحییٰ الفقیہ بن ابوالحسین محمد الزاہد العالم بن ابوجعفر احمد زبارہ

آپ کی اولاد صرف ایک فرزند سے چلی ابوالحسین محمد جو عالم ادیب اور سخی سید تھے اور آپ کے اعقاب میں چار فرزند تھے۔(۱)۔ ابوعلی محمد الواعظ الزاہد بقول ابن عنبہ آپ کی والدہ عائشہ بنت ابی الفضل بدیع الھمد انی الشاعر تھیں آپ کی اولاد میں ریاست اور جلالت رہی (۲)۔ ابو الفضل احمد الاکبر (۳)۔ ابوعبداللہ حسین الجوہرک (۴)۔ **ابو القاسم علی**

اول ابوعبداللہ حسین الجوہرک بن ابوالحسین محمد بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اعقاب دو بیٹوں سے باقی رہی (۱)۔ عبداللہ (۲)۔ محمد

دوئم ابوعلی محمد الواعظ بن ابوالحسین محمد بن یحییٰ الفقیہ : آپ کی اولاد ایک فرزند ابوجعفر محمد سے چلی جس کے آگے سے دو فرزند تھے ا۔ ابوالحسین علی (۲)۔ حسین۔ سوئم ابوالفضل احمد بن ابوالحسین محمد بن یحییٰ الفقیہ :۔ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد عزیز بن علی بن ابوالفضل احمد المذ کور سے جاری ہوئی یہ تشجیر عمدہ الطالب میں ہے جب کہ مکتبہ انصاریان سے چھپی کتاب میں عزیز بن یحییٰ بن ابوالفضل احمد ہے۔

اعقاب ابی القاسم علی بن ابوالحسین محمد بن ابومحمد یحییٰ الفقیہ

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے ابوالحسن علی بن ابوعلی احمد الزیدی بن ابوسہل علی بن ابوالقاسم علی المذکور ہے۔ جنکی والدہ کوبانو بنت السید ابی السعید زید بن محمد بن ظفر تھیں ان ابوالحسن علی بن ابی علی احمد الزیدی کا ایک فرزند زین الدین فخر الشرف ابوعلی احمد خداشاہی تھا۔ آپ کو خداشاہی اس لئے کہا گیا کہ آپ کی رہائش قریہ خداشاہ میں تھی جو کہ جوین کے قرب میں ہے۔ آپ کے اعقاب میں سے ابوطالب رکن الدین محمد بن محمد بن تاج الدین عرب شاہ بن محمد بن زید الجوینی بن مظفر بن زین الدین فخر الشرف ابوعلی احمد خداشاہی المذکور تھے۔

ان ابوطالب رکن الدین محمد بن محمد کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ الامیر عزالدین طالب (۲)۔ الامیر عمادالدین ناصر اول تھے پھر الامیر عزالدین طالب بن ابو طالب رکن الدین محمد :۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی سلطان خدا بندہ بن ارغون کے ہاں بہت قدر و منزلت تھی اور آپ کو جلالت اور ریاست بھی ملی ہوئی تھی آپ نے رشید الدین طبیب الوزیر کو قتل کیا او السید تاج الدین محمد ابوالفضل الشہید الافطسی الحسینی میں مجد الدین حسین جو علی الحریری بن حسن الافطس کی اولاد سے تھے اور رشید الدین طبیب الوزیر نے ان کو قتل کرایا تھا کا بدلہ لیا اور اس ملعون کو انجام تک پہنچایا آپ کے بعد آپ کے فرزند الامیر علی الاکبر نے قلعہ اربل میں حکومت کی۔ دوئم الامیر عمادالدین ناصر بن ابوطالب رکن الدین محمد :۔ آپ نے قلعہ اربل طویل حصار کے بعد فتح کیا اور وہاں حکومت کی۔ آپ کے بعد ایک فرزند السید یحییٰ الزاہد العابد تھا جس نے قلعہ اربل کی حکومت اپنے چچازاد الامیر علی اکبر کے بعد حاصل کی۔

اعقاب عبداللہ الشہید بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدینؑ

بقول یحییٰ نسابہ آپ کی والدہ ام سعید بنت سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔ بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ آپ کی والدہ آل نوفل بن عبد المناف میں سے تھیں بقول ابن عنبہ الحسنی کہ آپ نے جنگ فخ میں حصہ لیا اس دن آپ نے دو تلواریں حمائل کی ہوئیں تھیں اور بڑی بے

جگری سے جنگ کی اور بعض کہتے کہ حسین بن علی العابد بن حسن المثلث بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ نے آپ کو اپنا وصی قرار دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اگر میں مارا جاؤں تو امر (حکومت) میرے بعد تیرے سپرد ہے حسین بن علی العابد صاحب الفخ نے خروج کی ابتداء میں جن علویوں میں اجتماع کیا تھا اور وقت اذان صبح موذن منارہ پر گیا تا کہ اذان دے تو عبداللہ الشہید بن حسن الافطس نے تلوار موذن کے سر پر رکھی اور کہا کہ اذان میں حی اعلیٰ خیر العمل کہو تو موذن نے ایسا ہی کیا جس کو سن کر عبدالعزیز العمری حاکم مدینہ کو احساس فتنہ ہوا اور وہ بھاگ گیا حتیٰ جنگ فخ کے بعد ہارون الرشید کے ایام میں اس ملعون نے عبداللہ الشہید کو گرفتار کر لیا اور یحییٰ بن عفر کے پاس قید میں رکھا عبداللہ الشہید نے قید خانے کی سختی سے تنگ آ کر ہارون الرشید کو ایک خط لکھا اور اس میں اس ملعون کو برا بھلا کہا ہارون رشید نے خط کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے وسعت کشائش دی اور ایک دن جعفر برمکی کی موجودگی میں کہا خدایا اس کے معاملے کو میرے اور اپنے کسی دوست کے ہاتھوں کفایت کریں جعفر نے نوروز کی رات کو عبداللہ کو قتل کروا کر اسکا سر نذرانے کے طور پر ہارون الرشید کو بھیج دیا جب ہارون نے عبداللہ بن حسن الافطس کا سر دیکھا تو اس پر یہ بہت گراں گزار ہارون نے جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کو کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا اس نے جواب دیا کہ مجھے نوروز کے ہدیہ کے طور پر اس سے دلفریب کوئی چیز نہ ملی چونکہ جعفر برمکی نے یہ قتل ہارون کی اجازت کے بغیر کروایا لہذا ہارون نے اسکے قتل کا ارادہ کر لیا۔ بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی نے ہارون کی اجازت کے بغیر عبداللہ الشہید کو قتل کیا آپ کی قبر سوق الطعام بغداد میں ہے۔ آپ کے اعقاب میں ایک جماعت مدائن میں ہے۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں (۱)۔ زینب (۲)۔ فاطمہ (۳)۔ ام سعید اور آپ کے دو صاحبزادے تھے (۱)۔ عباس اور (۲)۔ **الامیر محمد الشہید** آپ کی والدہ حسینیہ تھیں اور زینب کی قریشیہ تھیں جبکہ باقی حضرات کی والدہ ام الولد تھیں۔

اول عباس بن عبداللہ الشہید بن حسن الافطس :۔ آپ کی اولاد سے ایک بیٹا عبداللہ بن عباس تھا۔ تاریخ قم میں مرقوم ہے کہ عبداللہ بن عباس۔ علی بن محمد صاحب زنج کے ساتھ بصرہ میں تھا اور جب علی بن محمد صاحب زنج کا قتل ہو گیا تو عبداللہ اور اس کا بھائی حسن بن عباس وہاں سے نکل کر قم آ گئے اور یہاں متوطن ہو گئے اس عبداللہ بن عباس کے ہاں قم میں ابوالفضل عباس اور ابوعبداللہ حسین الابیض پیدا ہوئے جو رے منتقل ہو گئے عباس بن عبداللہ (۳۱۹) کو فوت ہوئے اور ان کی قبر شاہ عبدالعظیم حسنی کی قبر کے قریب ہے لیکن علمائے انساب نے عبداللہ بن عباس کا ایک فرزند ابوعبداللہ حسین الابیض لکھا ہے۔ عمری کے بقول ابیض کا لقب عبداللہ بن عباس بن عبداللہ الشہید کا تھا جبکہ ابی نصر بخاری اور ابن عنبہ الحسنی کے بقول ابیض کا لقب ابو عبداللہ حسین بن عبداللہ بن عباس بن عبداللہ الشہید کا تھا اور ابوعبداللہ حسین الابیض کی اولاد سے ایک فرزند عبداللہ تھا۔ جبکہ عمری نے دوسرا فرزند محمد بن عباس بن عبداللہ ابیض بن عباس تحریر کیا ہے جو غائب ہو گئے اور ان کی کوئی خبر نہ آئی۔ بعض کے نزدیک درج تھے۔

اعقاب الامیر محمد الشہید بن عبداللہ الشہید بن حسن الافطس

آپ کی والدہ زینب بنت موسیٰ بن عمر الاشرف بن امام زین العابدین تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کو المعتصم عباسی نے زہر دلوا کر شہید کیا۔ اور آپ کی جمہور اولاد ابوالحسن علی بن حسین المدائینی بن زید بن ابوالحسن علی الملقب طلحہ بن الامیر محمد الشہید المذکور سے ہے۔

ابوالحسن علی بن حسین المدائینی کے تین بیٹے تھے (۱)۔ ابوعبداللہ محمد الشیخ الرئیس مدائن (۲)۔ ابومحمد حسن خلیفہ ابن داعی شیخ اھلہ (۳)۔ ابوالقاسم علی

اول ابوعبداللہ محمد الشیخ الرئیس مدائن بن ابوالحسن علی بن حسین المدائنی :۔آپ کی اولاد ابومنصور محمد الاسکندر بن محمد نقیب المدائن بن ابوعبداللہ محمد الشیخ الرئیس مدائن المذکور سے جاری ہوئی۔اور ابومنصور محمد الاسکندر بن محمد نقیب المدائن کی اولاد سے ابی جعفر شہاب الدین بن ناصر بن ابی مضر بن علی بن ابوفراس احمد بن ابومنصور محمد الاسکندر المذکور تھے۔

دوئم ابومحمد حسن خلیفہ بن ابوالحسن علی بن حسین المدائنی :۔بقول جمال الدین بن عنبہ آپ کے گیارہ بیٹے تھے اور سب کے نام علی تھے ان میں فرق صرف انکی کنیت سے کیا جاسکتا تھا۔جبکہ آپ کی اولاد چار فرزندوں سے جاری ہوئی(۱)۔ابوتراب علی (۲)۔ابو طالب علی القصیر المجل (۳)۔ابوعبداللہ علی(۴)۔علی جلال الدین عبداللہ المدائنی

ان میں ابوتراب علی بن ابومحمد حسن خلیفہ بن ابوالحسن علی کی اولاد سے ابی نصر یحییٰ موفق الدین بن ابی طالب یحییٰ الملقب صلایا بن یحییٰ بن یحییٰ بن ابی نصر علی عزالشرف بن ابوتراب علی المذکور تھے۔

پھر ان میں ابی طالب علی القصیر المجل بن ابومحمد حسن خلیفہ کی اولاد سے ابوالمظفر محمد الشاعر نسابہ بن شرف الدین نحوی(حافظ قرآن تھے مدائن سے بغداد ہجرت کی پھر غری میں قیام کیا)بن محمد بن جعفر بن ھبت اللہ بن علی بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب علی القصیر المجل المذکور تھے پھر ان میں علی جلال الدین عبداللہ مدائینی بن ابومحمد حسن خلیفہ کی اولاد سے ایک فرزند حافظ الدین احمد تھا جنہوں نے ہند کی طرف سفر کیا اور دوران سفر سمندر میں ڈوب گئے اور بعض نے کہا کہ ہندوستان کے کسی شہر تانا میں متفرق ہوگئی جو ایک ام الولد سے تھے۔

سوئم ابوالقاسم علی بن ابوالحسن علی بن حسین المدائینی :بقول ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد دو فرزندان سے چلی (۱)۔ابوطاہر محمد(۲)۔ابوعبداللہ حسین المحترق

ان میں ابوطاہر محمد بن ابوالقاسم علی کی اولاد سے ابی طالب محمد الفاخر بن ابوتراب حسن بن ابوطاہر محمد المذکور تھے۔

جبکہ ابوعبداللہ حسین المحترق بن ابی القاسم علی کی اولاد سے صفی الدین علی اور رضی الدین علی ابنان حسن بن محمد الاعسر بن الاکمل بن محمد بن ذکی بن حسین بن علی بن علی بن ابوعبداللہ حسین المحترق المذکور تھے۔

باب ہشتم فصل چہارم

ذکر زید شہید بن امام زین العابدین بن حسین الشہید السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

زید بن علی بن حسین بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ بقول ابوالحسن عمری آپ کی کنیت ابوالحسین تھی اور آپ کی والدہ ام الولد تھیں اور ان کا نام غزالہ تھا۔ اور زید سادات بنی ہاشم میں سے فاضل شخص تھے (المجدی فی الانساب الطالبین)اور بعض نے آپ کی والدہ کا نام جیدا لکھا ہے۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جیدا کا لقب ہی غزالہ تھا۔آپ کو حلیف القرآن بھی کہا جاتا ہے کیونکہ کسی وقت تلاوت قرآن سے کنارہ کش نہ رہے۔ابونصر بخاری نے ابن جارود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جب میں مدینہ میں گیا تو جس کسی سے زید کے متعلق پوچھا تو اس نے مجھ سے کہا حلیف قرآن کو چاہتے ہو اس مسجد کے ستون کے متعلق پوچھتے ہو کیونکہ کثرت نماز کی وجہ سے انہیں اس نام سے پکارتے تھے بقول الشیخ مفید کہ اہل تاریخ نے کہا ہے کہ زید بن امام زین

العابدین کا خروج اوران کا بنی مروان کی اطاعت سے سرتابی کا سبب یہ تھا کہ زید الشہید خالد بن عبدالملک بن حرث بن حکم امیر مدینہ کی شکایت لیکر مدینہ سے ہشام ابن عبدالملک الاموی کی طرف روانہ ہوئے ہشام انہیں دربار میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ زید اپنے مطالب لکھتے تو ہشام نیچے لکھ دیتے اپنے علاقے میں واپس جاؤ تو زید الشہید لکھتے کہ خدا کی قسم میں کبھی ابن حرث کا پاس لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ خلاصہ یہ کہ ایک مدت تک زید وہاں رہے اس کے بعد ہشام نے اجازت دی کہ وہ اسکے دربار میں حاضر ہوئے ہوں بقول جمال الدین بن عنبہ کہ جب زید اسکے سامنے بیٹھ گئے تو ہشام نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ تم خلافت کی تلاش اور اسکے مرتبے کی خواہش رکھتے ہو حالانکہ تم ایک کنیز کے بیٹے ہو۔ زید نے جواب میں کہا خدا کے برگزیدہ پیغمبر اسماعیل بن ابراہیمؑ کی والدہ بھی ایک کنیز تھیں اللہ نے ان کے صلب سے رسولؐ اللہ کو پیدا فرمایا۔ اس کے بعد ہشام اور زید میں گفتگو کا ردوبدل ہوا آخر ہشام نے کہا اس احمق کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکال دو۔ حتیٰ کہ چند افراد زید کے ساتھ ہوئے اور انہیں شام کی حدود سے باہر نکال دیا۔ جب یہ افراد زید بن علیؑ سے الگ ہوئے تو آپ نے مدینہ کی بجائے عراق کا رخ کیا یہاں تک کہ کوفہ کی طرف پلٹے اہل کوفہ زید شہید کی بیعت کو تیار ہو گئے مسعودی نے مروج الذھب اور جمال الدین بن عنبہ نے عمدۃ الطالب میں کہا کہ زید شہید رصافہ میں (جو قطرین کے علاقے میں ہے) ہشام کے پاس گئے جب وہ مجلس میں داخل ہوئے تو انہیں کوئی جگہ بیٹھنے کیلئے نہ دی گئی مجبوراً وہ آخر میں بیٹھ گئے اور ہشام کی طرف رخ کیا اور کہا کوئی شخص اس سے بڑا نہیں کہ وہ خدا سے ڈرے اور کوئی شخص حقیر نہیں تقویٰ خدا کے بغیر ہے میں تجھے وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی پس ہشام کہنے لگا خاموش رہو" تمہاری ماں مرے" تم وہ شخص ہو کر خلافت کا خیال کرتے ہوں حالانکہ کنیز کے بیٹے ہو۔ جناب زید نے کہا ماں کے رتبہ کی پستی بیٹوں کی قدر ومنزلت کی پستی کا سبب نہیں بنتی اور یہ بات انکی ترقی کیلئے مانع نہیں ہوتی کیونکہ جناب اسماعیلؑ کی والدہ جناب اسحاقؑ کی والدہ کی کنیز تھیں۔ باوجود کہ انکی والدہ کنیز تھیں خدا نے انہیں معبوث کیا اور عربوں کا باپ قرار دیا اوران کے صلب سے پیغمبر اعظمؐ کو نکالا تم مجھے ماں کا طعنہ دیتے ہو حالانکہ میں علیؑ اور فاطمہؑ کا بیٹا ہوں پس ہشام کے دربار سے نکلے اور کوفے کی طرف چل دیئے پھر اشراف کوفہ نے ان کی بیعت کر لی پس زید بن امام زین العابدینؑ نے خروج کیا۔ اور یوسف بن عمر الثقفی جو اس وقت ہشام کی جانب سے کوفہ کا گورنر تھا وہ زید بن علیؑ سے جنگ کیلئے تیار ہوا۔ پس گھمسان کی جنگ ہوئی جناب زید بن امام زین العابدینؑ کے ساتھی اہل کوفہ دھوکہ دینے لگے اور جنگ سے بھاگنے لگے بہت کم لوگ زید کے ساتھ باقی رہ گئے اور پے در پے لڑائی کرتے رہے یہاں تک کہ رات ہو گئی اور فوج نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا زید کو بہت زخم لگ چکے تھے ایک تیر انکی پیشانی پر لگا پس اہل الکوفہ نے ایک حجام کو بلایا تا کہ آپ کی پیشانی سے تیر نکالے جیسے ہی تیر نکالا آپ کی روح بھی پرواز کر گئی اس وقت ان کا جنازہ اٹھایا گیا اوران کو پانی کی نہر میں دفن کر دیا گیا انکی قبر مٹی اور گھاس پھوس سے بھر دی گئی اوراس پر پانی جاری کر دیا گیا اوراس حجام سے عہد و پیمان لیا گیا کہ وہ یہ بات ظاہر نہیں کرے گا جب صبح ہوئی تو حجام نے یوسف بن عمر ثقفی کو سب بتا دیا یوسف نے زید کی لاش نکالی اور سر جدا کر کے ہشام کو بھیج دیا اور ہشام نے یوسف کو خط لکھا کہ زید کا لاشہ برہنہ کر کے اسے سولی پر لٹکایا جائے یوسف ملعون نے کناسہ کوفہ میں انہیں برہنہ سولی پر لٹکایا ایک مدت کے بعد ہشام نے یوسف کو لکھا کہ انکی لاش کو آگ لگا دو اور خاک فضا میں بکھیر دو۔ ابوبکر بن عیاش اور ایک گروہ علما نے ذکر کیا ہے کہ زید پچاس ماہ تک برہنہ سولی پر کناسہ کوفہ میں لٹکے رہے مگر کوئی شخص ان کی شرم گاہ نہ دیکھ سکا تھا۔ کیونکہ خدا نے اس کو مستور قرار دیا تھا۔ (منتھی الامال احسن المقال صفحہ ۶۴۵۔۶۴۱)

اعقاب زید شہید بن امام زین العابدینؑ بن امام حسینؑ بن امیر المومنین علیؑ

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد میں کوئی بیٹی نہ تھی آپ کے پسران میں چار فرزند تھے(۱)۔**یحییٰ مقتول جوزجان** خراسان آپ کی والدہ ریطہ بنت ابی ہاشم عبداللہ بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علیہ السلام تھیں (۲)۔**ابو عبدالله حسین ذوالعبرة** (۳)۔**ابو یحییٰ عیسیٰ موتم الاشبال** (۴)۔**ابوعبدالله محمد**

ذکر یحییٰ مقتول جوزجان خراسان بن زید الشہید بن امام زین العابدینؑ

یحییٰ نے ولید بن یزید بن عبدالملک کے زمانے میں بنی امیہ کے ظلم عام کو دفع کرنے کے لئے خروج کیا۔آخر کار شہید ہوگئے۔بقول ابی الفرج اصفہانی جب زید بن امام زین العابدینؑ ۱۲۱ھ کو کوفہ میں شہید ہوئے اور یحییٰ اپنے والد محترم کے دفن سے فارغ ہوا تو اصحاب زید شہید منتشر ہوگئے اور یحییٰ بن زید کے ساتھ صرف دس افراد رہ گئے مجبوراً یحییٰ رات کے وقت کوفہ سے نکلے اور وہاں سے مدائن کی طرف روانہ ہوئے۔مدائن اس زمانے میں خراسان کے راستے میں پڑتا تھا یوسف بن عمر الثقفی والی عراق نے یحییٰ کی گرفتاری کیلئے حریث کلبی کو روانہ کیا پھر یحییٰ سرخس سے بلخ گئے اور حریش بن عبدالرحمان شیبانی کے ہاں مہمان ہوئے یہاں تک کہ ہشام ملعون مرگیا اور ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اس وقت یوسف بن عمر ثقفی نے نصر بن سیار عامل خراسان کو خط لکھا کہ کسی کو حریش بن عبدالرحمان شیبانی کے پاس بلخ بھیجے اور یحییٰ کو گرفتار کرے نصر بن سیار نے عقیل عامل بلخ کو لکھا نہ کہ حریش کو گرفتار کرلے اور تب تک نہ چھوڑے جب تک یحییٰ کو تمہارے حوالے نہ کردے۔

عقیل نے حریش کو گرفتار کرکے سوتازیانے لگائے اور کہا خدا کی قسم اگر یحییٰ کا پتہ مجھے نہ بتایا تو تمھیں قتل کردوں گا تب حریش کے بیٹے نے کہا کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ یحییٰ کو تمہارے حوالے کردوں گا پس وہ ایک گروہ ساتھ لے گیا اور یحییٰ کی تلاش کرنے لگا اور انہیں ایک مکان کے اندر دوسرے مکان میں پایا پس یحییٰ کو مزید ابن عمرو جو اہل کوفہ میں سے تھا نے گرفتار کرلیا اور نصر بن سیار کے پاس بھیج دیا نصر بن سیار نے ان کو قید کرلیا اور خط یوسف بن عمر اور اس نے ولید بن یزید بن عبدالملاک کو یحییٰ کے حالات کے بارے میں لکھ دیا۔ولید بن یزید نے جواباً خط تحریر کیا کہ یحییٰ اور ان کے ساتھیوں کو قید و بند سے رہا کردو نصر بن سیار نے یحییٰ کو خروج سے ڈرایا دھمکایا اور دس ہزار درہم اور دو خچر دے کر آزاد کردیا اور حکم دیا کہ وہ ولید کے پاس چلے جائیں۔یحییٰ جب قید سے رہا ہوئے تو شیعوں میں سے ایک مالدار گروہ اس لوہار کے پاس آیا جس نے یحییٰ کی بیڑیاں اتاری تھیں اور کہا کہ یہ بیڑیاں ہمیں بیچ دو ہر کوئی اس کی بڑھ کر قیمت لگاتا تھا حتیٰ کہ یہ بیڑیاں ۲۰۰۰۰ درہم میں فروخت ہوئیں بالآخر سب نے وہ رقم ادا کی اور اس بیڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے تبرک کے طور پر اپنی انگوٹھی میں ڈال لیا خلاصیہ یہ کہ جب یحییٰ رہا ہوئے تو سرخس کی طرف گئے اور وہاں سے عمرو بن زرارہ والی ابرشہر کے پاس گئے اس نے آپ کو دس ہزار درہم خرچہ کیلئے دیا اور بیہق کی طرف بھیج دیا یحییٰ نے بیہق سے ستر افراد اپنے ساتھ ملا لئے اور ان کیلئے گھوڑے خریدے اور عمرو بن زرارہ عامل ابوشہر کے مقابلہ کیلئے نکلے عمرو بن زرارہ جب یحییٰ کے خروج سے مطلع ہوا تو اس نے نصر بن سیار کو اس کے متعلق لکھا۔نصر بن سیار نے عبداللہ بن قیس عامل سرخس اور حسن بن زید عامل طوس کو لکھا کہ وہ ابرشہر جائیں اور عمرو بن زرارہ کے زیر کمان یحییٰ سے جنگ کریں۔یحییٰ ستر سواروں کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوئے اور عمرو بن زرارہ کو قتل کردیا اس کے لشکر پر فتح پائی اور عمرو کی لشکر گاہ سے مال غنیمت لیا پھر وہاں سے ہرات کی طرف چلے گئے اور ہرات سے جوزجان گئے جو

مرواور بلخ کے درمیان کا علاقہ ہے نصر بن سیار نے سالم بن احور کو آٹھ ہزار شامی اور غیر شامی لشکر کے ساتھ یحییٰ کے مقابلے کیلئے روانہ کیا پس ارغوی بستی میں دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا یحییٰ نے تین دن اور تین رات ان سے جنگ کی اور یہاں تک کہ انکی فوج قتل ہوگئی اور ایک تیر یحییٰ کی پیشانی پر لگا جس سے یحییٰ بن زید شہید ہوگئے سالم بن احوران کی لشکر میں آیا یحییٰ کا جسم برہنہ کر دیا اور سرنصر بن سیار کو بھیج دیا اور نصر نے یہ سرولید کو بھیجا اور آپ کا جسم شہر جوز جان کے دروازے پر لٹکا دیا گیا اور ایک مدت تک آپ کا جسم وہاں لٹکتا رہا یہاں تک کہ بنو امیہ کی حکومت کے ارکان متزلزل ہوئے اور بنی عباس نے زور پکڑا ابومسلم مروزی خراسانی نے سالم بن احور کو قتل کیا۔ اور یحییٰ کی لاش سولی سے اتار کر غسل دیا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کو جوز جان میں دفنایا اور جولوگ یحییٰ کے قتل میں شریک تھے سب کو قتل کر دیا۔ خراسان اور اس کے علاقوں میں ایک ہفتہ تک یحییٰ کے غم میں عزاداری رہی اس سال جو بچہ خراسان میں پیدا ہوا اسکا نام یحییٰ رکھا گیا۔ آپ کی شہادت ۱۲۵ ہجری میں ہوئی آپ کی والدہ ریطہ بنت ابوہاشم عبداللہ بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب تھیں۔ صحیفہ کاملہ کی سن میں ہے کہ عمیر بن متوکل بلخی نے اپنے والد متوکل بن ہارون سے روایت کی صحیفہ کاملہ کا ایک نسخہ جو زید شہید کے پاس تھا وہ جناب یحییٰ تک پہنچا اور آپ سے وہ صحیفہ متوکل بن ہارون کو پہنچا آپ کی اولاد نہ تھی۔ اس لئے آپکے اعقاب کا تذکرہ نہیں کیا جا رہا۔

باب ہشتم فصل چہارم جز اول اعقاب حسین ذی العبرۃ (ذی الدمعۃ) بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی آپ نے محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم قتیل باخمری ابنان عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ کی جنگ میں حصہ لیا۔ آپ کی پرورش امام جعفر الصادقؑ نے کی اور آپ امام جعفر الصادقؑ کے اصحاب میں شمار ہوتے ہیں بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کا نام حسین ذی العبرۃ یا ذی الدمعۃ تھا اور کنیت ابوعبداللہ تھی آپ کی والدہ ام الولد تھیں آپ اپنی عمر کے آخری حصے میں بینائی سے محروم ہوگئے جب جناب زید شہید کی شہادت ہوئی تو آپ سن صغیر میں تھے آپ کی پرورش امام جعفر الصادقؑ نے کی۔ (عمدۃ الطالب ۲۴۲-۲۴۱) اور بقول ابی نصر بخاری کہ یہ درست ہے کہ آپ امام جعفر الصادقؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ کی وفات ۱۳۵ ہجری کو ہوئی اور بعض نے کہا ۱۴۰ ہجری کو ہوئی لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ بقول عمری کہ جنگ مدینہ اور باخمر میں شریک تھے جو ۱۴۵ ہجری کو ہوئی اس لئے آپ کی سنہ وفات ۱۳۵ یا ۱۴۰ نہیں ہوسکتی جب جناب زید شہید کی شہادت ہوئی تو آپ سات سال کے تھے اس لئے امام جعفر الصادقؑ آپ کو اپنے گھر لے آئے اور تربیت کی اور بہت سا علم سکھایا آپ کی شادی محمد الارقط بن عبداللہ الباہر بن امام زین العابدینؑ کی بیٹی سے ہوئی۔ نماز شب میں خوف خدا سے زیادہ رونے اور گریہ کرنے کی وجہ سے آپ کو ذی العبرۃ یا ذی الدمعۃ (آنسو والا) کہا گیا۔ ابن ابی عمیر امام جعفر الصادقؑ سے اور امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کرتا ہے اور یونس بن عبدالرحمان اس سے روایت کرتا ہے اور تاج الدین ابن زہرہ حلبی جناب زید شہید کے اہل خانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں سے عظیم افراد میں حسین ذی العبرۃ تھے وہ سید جلیل القدر اپنے خاندان کا رئیس اور اپنی قوم کا کریم اور شریف اور بنی ہاشم کے مخصوص افراد میں سے تھا زبان و بیان۔ علم و زہد و فضل اور علم الانساب کے لحاظ سے وہ لوگوں کے حالات کا احاطہ رکھتا تھا۔ ابوالفرج اصفہانی نے نقل کیا کہ حسین ذی الدمعۃ محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم باخمری ابنان عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ کی جو جنگ ابوجعفر منصور دوانقی سے ہوئی اس میں حاضر تھے اس کے بعد منصور کے خوف سے چھپ گئے آپ کے بیٹے یحییٰ بن حسین ذی الدمعۃ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے میرے باپ سے کہا کیا ہوگیا ہے کہ آپ اسقدر گریہ کرتے ہیں تو میرے والد نے کہا ان دو تیروں اور جہنم کی آگ نے

میرے لئے کوئی سرور وخوشی باقی رکھی ہے کہ جو مجھے رونے سے روکے ان دو تیروں سے ان کی مراد ایک تیر جو جناب زید شہید کو لگا اور دوسرا تیر جوان کے بھائی یحییٰ بن زید کو لگا از روائیت مجدی آپ کی وفات (۷۶) سال کی عمر میں ہوئی۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی نو بیٹیاں تھیں (۱)۔میمونہ (۲)۔ام الحسن (۳)۔کلثوم (۴)۔فاطمہ (۵)۔سکینہ (۶)۔علیہ (۷)۔خدیجہ (۸)۔زینب (۹)۔عاتکہ جبکہ آپ کے اٹھارہ بیٹے تھے (۱)۔یحییٰ (۲)۔علی الاکبر (۳)۔علی (۴)۔حسین (۵)۔زید (۶)۔ابراہیم (۷)۔محمد (۸)۔عقبہ (۹)۔یحییٰ الاصغر (۱۰)۔احمد۔(۱۱)۔اسحاق (۱۲)۔القاسم (۱۳)۔حسن (۱۴)۔محمد الاصغر (۱۵)۔عبداللہ (۱۶)۔جعفر الاصغر (۱۷)۔عمر (۱۸)۔جعفر ان میں جعفر الاصغر، جعفر، عمر، محمد الاصغر، احمد، یحییٰ الاصغر، زید، ابراہیم، عقبہ ان نوفرزندان کی اعقاب نہ تھیں۔

پھر اول عبداللہ بن حسین ذی العبر ۃ آپ محدث عالم تھے آپ کی ایک بیٹی فاطمہ اور چار فرزند تھے (۱)۔جعفر (۲)۔محمد (۳)۔زید یہ تینوں ابی السرایا کے ساتھ خروج میں شہید ہوئے اور (۴)۔احمد۔عبداللہ بن حسین ذی العبر ۃ کی اولاد بھی باقی نہ رہی (المجد ی صفحہ ۳۵۷) جبکہ احمد کی والدہ عبۃ بنت عمر بن علی بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں

دوئم حسن بن حسین ذی العبر ۃ بقول الشیخ ابی الحسن عمری آپ کی والدہ ام الولد تھیں اور کتاب المغانم المطالبۃ حی معالم طابہ۔از فیروز آبادی نے نقل کیا قاضی ابی الفرج نہروانی کو (صفحہ ۲۹۴) کہ حسن بن حسین ذی العبر ۃ کی والدہ کلثوم بنت محمد الارقط بن عبداللہ باہر بن امام زین العابدینؑ تھیں۔آپ کو ہرثمہ نے ایام مامون میں قتل کیا حسن بن حسین ذی العبر ۃ احادیث کے راوی تھے آپ مامون عباسی کے دور میں ابی السرایا بن منصور شیبانی کی طرف سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔آپ درج تھے اور بعض نے کہا منقرض ہوئے۔

سوئم قاسم بن حسین ذی العبر ۃ بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی والدہ ام الولد تھیں آپ کے چھ فرزند تھے (۱)۔صاحب قیروان (۲) زید درج (۳)۔حسین قیل حسن (۴)۔جعفر درج بطبرستان (۵)۔احمد (۶)۔ابوجعفر محمد ملقب نونواہرات لیکن قاسم بن حسین ذی العبر ۃ کی اولاد بھی باقی نہ رہی۔

چہارم اسحاق بن حسین ذی العبر ۃ: بقول االشیخ ابوالحسن عمری آپ کی والدہ ام الولد تھیں آپ کے اعقاب میں ایک بیٹا حسن بن اسحاق تھا جو ابی السرایا کے خروج میں مقام السوس میں قتل ہوا۔پنجم علی الاکبر بن حسین ذی العبر ۃ: بقول الشیخ ابوالحسن عمری العلوی آپ نے محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ کے ساتھ مل کر خروج کیا آپ کی اولاد میں دو بیٹیاں تھیں (۱)۔خدیجہ (۲)۔فاطمہ

ششم محمد بن حسین ذی العبر ۃ: آپ کی اولاد میں (۱)۔حسین (۲)۔محمد (۳)۔علی اور خدیجہ تھے اور علی بن محمد بن حسین ذی العبر ۃ کا ایک فرزند زید تھا جو اصحاب الحدیث میں سے تھے۔لیکن محمد بن حسین ذی االعبر ۃ کی اولاد بھی باقی نہ رہی۔آپ کی شادی فاطمہ بنت محمد بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ سے ہوئی۔

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ وجمہور نسابین کے نزدیک حسین ذی العبر ۃ بن زید الشہید بن امام زین العابدینؑ کی اولاد تین پسران سے باقی رہی۔(۱)۔**علی** (۲)۔**حسین القعدد** (۳)۔**ابو الحسین یحییٰ**

اعقاب علی بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید بن امام زین العابدینؑ

آپ کو علی الشبیہ بھی کہا جاتا ہے۔ بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی دو بیٹیاں (۱)۔ فاطمہ اور خدیجہ جبکہ تین فرزند (۱)۔ **زید الشبیہ العسکری** (۲)۔ محمد الاکبر اور (۳) محمد الاصغر تھے

اول محمد الاصغر بن علی الشبیہ بن حسین العبرۃ: آپ کی والدہ فاطمۃ بنت اسماعیل بن محمد الارقط بن عبداللہ باہر بن امام زین العابدینؑ تھیں آپ کا ایک فرزند اسماعیل بن محمد الاصغر تھا جس کی اولاد سے صرف ایک بیٹی تھی یعنی آپ کی اولاد آگے نہ بڑھی۔

دوئم۔ محمد الاکبر بن علی الشبیہ بن حسین ذی العبرۃ: آپ کی والدہ حسینیہ تھیں اور آپ کوفہ میں رہے۔ آپ کی اولاد باقی نہ رہی۔

اعقاب زید العسکری بن علی الشبیہ بن حسین ذی العبرۃ

آپ کا نام زید لقب عسکری اور المعروف ابن شبیہ تھے آپ عالم اور نسابہ بغداد تھے آپ کی کتاب مقاتل اور مبسوط النسب تھی (جس کا ذکر منیہ الراغبین میں سید عبدالرزق آل کمونہ نے کیا صفحہ ۱۴۷۔۱۴۶) آپ کی والدہ فاطمۃ بنت اسماعیل بن محمد الارقط بن عبداللہ الباہر بن امام زین العابدینؑ تھیں اور آپ کی نانی زینب بنت عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی چار بیٹیاں تھیں (۱)۔ ام کلثوم (۲)۔ زینب (۳)۔ فاطمہ (۴)۔ کلثوم اور آپ کے سات فرزند تھے (۱)۔ **محمد الشبیہ** بغداد (۲)۔ **حسین** (۳)۔ علی (۴)۔ جعفر جنکی اعقاب میں ایک بیٹی تھیں جبکہ (۵)۔ حسن درج (۶)۔ یحییٰ درج اور (۷)۔ احمد بھی درج تھے یعنی موخرالذکر تینوں فرزند درج تھے۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ زید العسکری ابن علی الشبیہ بن حسین ذی العبرۃ کی اولاد دو فرزندوں۔ محمد الشبیہ اور حسین سے باقی رہی۔

اعقاب محمد الشبیہ بن زید العسکری بن علی الشبیہ بن حسین ذی العبرۃ

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے باقی رہی (۱)۔ ابو العباس احمد جن کی اعقاب بغداد قاہرہ اور بیت المقدس میں ہے (۲)۔ ابومحمد حسن الفقیہ آپ کی اولاد کثیر ہے۔ موصل وشام کے علاقوں میں (۳)۔ ابوالقاسم اسماعیل الملقب شیر شیر

اول ابوالعباس احمد بن محمد الشبیہ بن زید العسکری: آپ کی اولاد سے ابی الحسن علی الخشکی بن ابوالحسین محمد الخشکی القصیر بن ابوجعفر محمد بن ابوالعباس احمد المذکور تھے۔ ابی الحسن علی الخشکی بصرہ میں اسماعیلیہ کے داعی تھے آپ قاضی بیت المقدس اور رملہ بھی رہے۔ (منتقلہ الطالبیہ)

دوئم اسماعیل شر شیر بن محمد الشبیہ بن زید العسکری: آپ کی اولاد میں ایک فرزند محمد بن اسماعیل تھا اور انکے آگے سے تین فرزند تھے (۱)۔ اسماعیل المجیب (۲)۔ علی الکوسج الجمال (۳)۔ ابوعبداللہ حسین الملقب مخش

ان حضرت کی اولاد بغداد میں رہی۔ جبکہ المجدی میں ایک بیٹا محمد نامی بھی ہے جنکی بیٹی سکینہ کی شادی یعقوب بن عبداللہ الطّویل الخلص الجعفری سے ہوئی

سوئم ابومحمد حسن الفقیہ بن محمد الشبیہ بن زید العسکری بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد دو فرزندان سے باقی رہی (۱)۔ ابوجعفر محمد (۲)۔ احمد ان میں ابوجعفر محمد بن ابومحمد حسن الفقیہ کی اولاد محمد اور ابی الحسین عبداللہ ابنان جعفر بن ابوجعفر محمد المذکور تھے ان میں سے محمد بن جعفر کی اولاد میں ابوعلی محمد بن حسین بن محمد المذکور تھے۔ جبکہ احمد بن ابومحمد حسن الفقیہ کی اولاد سے ایک فرزند محمد کی اولاد بصرۃ میں تھی۔

اعقاب حسین بن زید العسکر ی بن علی الشبیہ بن حسین ذی العبر ۃ

بقول الشیخ عمری آپ کی اولا د دوفرزندان سے چلی ابوالحسن علی الاحول اور (۲) ۔قاسم البن المعروف ابن کلثوم آپ کی والدہ کلثوم بنت حسین بن حسین ذی العبر ۃ بن زید الشیہد تھیں

اول ابوالحسن علی الاحول بن حسین بن زید العسکر ی: آپ کی اولا د سے دوفرزند تھے (۱) ۔ابوعبداللہ حسین النقیب اور (۲) ۔محمد جنکے عقب میں دو بیٹیاں فاطمہ اور خدیجہ تھیں ۔جبکہ ابوعبداللہ حسین النقیب بن ابوالحسن علی الاحول کی اولا د سے دوفرزند تھے (۱) ۔ابوالحسین محمد المعروف بابن شبیہ آپ اشراف جلیل میں سے تھے آپ کی اولا د میں صرف لڑکیاں تھیں آپ کی وفات بغداد میں ہوئی بقول ابن عنبہ آپ صاحب مبسوط تھے (عمدۃ الطالب صفحہ۲۶۲)

(۲) ۔ابومحمد عبداللہ بن ابوعبداللہ حسین النقیب آپ کی اولا د سے ابی القاسم علی الشریف ستیر الناسخ الملیح الخط تھے آپ کی بھی ایک بیٹی تھی

دوئم قاسم البن بن حسین بن زید العسکر ی: بقول الشیخ عمری آپ کی اولا د سے ابو ہاشم حسین بن محمد التن بن قاسم البن المذ کور تھے جنکی اولا د ارجان اور قزوین میں تھی آپ کا ایک بیٹا محمد جبکہ ایک بیٹی سکینہ تھی جنکی شادی السید الشریف النقیب ابی الحسن بن کتیلہ سے ہوئی۔

اعقاب حسین القعدد بن حسین ذی العبر ۃ بن زید الشہید

بقول جمال الدین بن عنبہ آپ کی اولا د تین پسران سے باقی رہی (۱) ۔یحییٰ (۲) ۔ابی عبداللہ زید (۳) ۔محمد اول یحییٰ بن حسین القعدد کی اولا د سے ابو جعفر محمد بن قاسم بن یحییٰ المذ کور تھے جنکے اعقاب طائف میں تھے دوئم ابی عبداللہ زید بن حسین القعدد کی اولا د سے ابوعبداللہ یحییٰ بن ابی عبداللہ حسین بن ابی عبداللہ زید المذ کور تھے جنکی اولا د قصر ابن ھبیر ہ میں تھی۔

سوئم محمد بن حسین القعدد بقول ابن طباطبا آپ کے پانچ فرزند تھے (۱) ۔احمد (۲) ۔حسن (۳) ۔حسین (۴) ۔قاسم اور (۵) محمد جبکہ جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کے مطابق آپ کی اولا د تین فرزندان سے جاری ہوئی۔ (۱) ۔احمد (۲) ۔ابوالحسن علی (۳) ۔حسن ان میں احمد بن محمد بن حسین القعدد بقول ابن عنبہ آپ کا ایک فرزند حسین الملقب برغوثہ تھا جبکہ بقول ابن طباطبا یہ حسین برغوثہ ۔حسین برغوثہ بن عبیداللہ بن حسین بن احمد بن محمد بن حسین القعدد تھا۔ واللہ اعلم۔

ان میں ابوالحسن علی بن محمد بن حسین القعدد کا ایک فرزند ابومحمد حسن الملقب جاموس تھا۔

اور حسن بن محمد بن حسین القعدد آپ کی اولا د سے بقول ابن عنبہ ابوالحسن علی بن محمد الاعور بن عبداللہ بن حسن المذ کور تھے جو نقیب الموصل ابی الحسن علی بن احمد بن اسحاق بن جعفر الملک المولتانی العمر ی العلوی نقیب بغداد کے مادری بھائی تھے (عمدۃ الطالب صفحہ۲۶۱)

اعقاب یحییٰ بن حسین ذی العبر ۃ بن زید الشہید بن امام زین العابدینؑ

آپ کی کنیت ابوالحسین تھی بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ کہ آپ کی والدہ خدیجہ بنت عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں جبکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کی والدہ خدیجہ بنت امام محمد الباقرؑ تھیں بقول عمری آپ کی وفات (۲۲۰) ہجری میں ہوئی اور مامون العباسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بقول ابی الغنائم نسابہ کہ آپ کی والدہ حسینیہ تھیں بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ میں نے شیخ شرف العبید لی سے یحییٰ بن حسین ذی العبر ۃ کی والدہ کے متعلق

پوچھا تو انہوں نے کہا انکی والدہ خدیجہ بنت امام محمد الباقرؑ تھیں۔آپ کی کنیت ابوالحسین تھی اور آپ کی (۲۸) اولادیں تھیں۔جن میں گیارہ بیٹے تھے (۱)۔حسین (۲)۔محمد الاکبر (۳)۔علی (۴)۔احمد (۵)۔قاسم (۶)۔ابومحمد حسن الزاہد (۷)۔حمزہ (۸)۔محمد الاصغر الاقساسی (۹)۔عیسیٰ (۱۰)۔یحییٰ (۱۱)۔عمر

ان میں اول محمد الاکبر بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ کی اولاد سے ایک بیٹی تھی جس کا نام زینب تھا۔

دوئم علی بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ کی اولاد بہت کم تھی یعنی باقی نہ رہی۔ان محمد بن احمد بن علی المذکور تھے۔اس محمد سے کتاب الیوم واللیۃ روایت ہے۔

سوئم احمد بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ آپ کی والدہ صفیہ بنت موسیٰ بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں آپ کوفہ کے رہائشی تھے۔آپ کی اولاد نہ پھیلی۔ان میں فاطمۃ المعروفہ شہباء بنت محمد بن احمد المذکور تھیں جن کا مزار نینویٰ عراق میں ہے۔اور یہ احمد انقرض ہوئے

چہارم حسین بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ کی اولاد نہ چلی

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید شہید کی اولاد سات فرزندان سے باقی رہی (۱)۔**قاسم (۲)۔ابو محمد حسن الزاهد (۳)۔حمزه (۴)۔محمد الاصغر الاقساسی (۵)۔عیسیٰ (۶)۔یحییٰ (۷)۔عمر**

ان میں اول قاسم بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ کی اعقاب سے بقول ابن عنبہ الحسنی کہ ابوالفرغل جن کے نام ابوجعفر محمد نسابہ بن عیسیٰ بن محمد نونو بن القاسم المذکور تھے۔بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ قاسم بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ کی والدہ ام علی بنت قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن السبطؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں۔

اعقاب حسن الزاہد بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو بیٹوں سے چلی۔(۱)۔محمد (۲)۔حسین اور بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ کہ ان دونوں کی والدہ خدیجہ بنت موسیٰ بن علی بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں۔

اول محمد بن حسن الزاہد کی اولاد سے بقول ابن عنبہ الحسنی دو فرزند تھے (۱)۔حسین (۲)۔احمد

ان میں حسین بن محمد بن حسن الزاہد کی اولاد سے ابوالمکارم محمد بن یحییٰ بن ابی طالب حمزہ النقیب بن محمد بن حسین المذکور تھے۔

آپ حافظ القرآن تھے اور آپ کے اجداد مولا علی شیر خدا تک سب نے اپنے والد سے اسی طرح قرآن یاد کیا تھا۔یعنی ہر فرد نے نسل بہ نسل امیر المومنین علی ابن ابی طالب تک قرآن حفظ کیا اور آپ بھی یہ فضیلت رکھتے تھے۔

لیکن بعض نسابین نے اس روایت سے اختلاف کیا ہے کیونکہ حسین ذی الدمعۃ اپنے والد زید شہید کی شہادت پر سات سال کے تھے تو یہ مشکل ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں انہوں نے اپنے والد سے قرآن حفظ کیا ہو (واللہ اعلم (عمدۃ الطالب ۲۴۲)

پھر دوسری شاخ میں احمد بن محمد بن حسن الزاہد کی اولاد سے محمد یدعی مطلوباً بن ابی المکارم محمد بن معد بن عبدالباقی بن معد بن ابی المکارم محمد بن احمد الخالصی (خالصہ مقام ہے صدرین میں وہاں رہنے کی وجہ سے خالصی کہلائے) بن ابوالغنائم محمد بن زید بن حسین بن احمد المذکور

دوئم حسین بن حسن الزاہد کی اولاد سے حسین المعروف با بن ضنک بن علی بن محمد بن حسین المذ کور تھے آپ کا لقب با بن ضنک آپ کی والدہ کی وجہ سے پڑا جو ام الحسین بنت عبداللہ الملقب ضنک بن اسحاق بن عبداللہ بن عبداللہ بن جعفر بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں ۔ پھر حسین المعروف با بن خنک کی اولاد سے حسن بن محمد بن حسین المعروف با بن ضنک المذ کور تھے جن کے دو فرزند تھے(۱) ۔ضنک (۲) ۔حسین ان میں ضنک بن حسن کی اولاد سے خنک بن محمد بن حسن بن ضنک المذ کور تھے جبکہ حسین بن حسن کی اولاد سے علی بن محمد بن حسین المذ کور تھے یہ لوگ حائر میں بنی ضنک سے معروف ہیں بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ محمد حنفیہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی اولاد سے ہیں واللہ اعلم

اعقاب حمزہ بن یحیٰی بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد سے ایک فرزند علی بن حمزہ تھے بقول ابی الحسین یحیٰی نسابہ کہ انکی والدہ کلثوم بنت عبداللہ بن مسلم بن عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالبؑ تھیں علی بن حمزہ کی اولاد ان کے ایک ہی فرزند حسین بن علی سے چلی ۔جن کے دو فرزند (۱) ۔ابوجعفر محمد الاسود شاعر (۲) ۔علی دانقین

ان میں علی دانقین بن حسین بن علی بن حمزہ کے اعقاب دو فرزندوں سے چلی (۱) ۔احمد ذنیب (۲) ۔حسین السنیدی اول احمد بن علی دانقین بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے ابوعلی ابراہیم قاضی حمص بن محمد بن احمد ذنیب المذ کور تھے ۔ان کے متعلق الشیخ الفاضل قوام الدین ابن الفوطی المورخ بغدادی نے اپنی کتاب ''تلخیص مجمع الالقاب'' میں زین الدین ابومحمد حبیب بن عبدالمھیمن بن سپاہ سالار بن سفیان بن انس بن یحیٰی بن احمد ذنیب المذ کور کا ذکر کیا ہے اور کہا کہ وہ اکابرین یطابیونہ میں سے تھے اور بغداد میں مذہب گیلانی پر تھے جبکہ اکابرین یطابیونہ حنبلی کیسے ہو سکتے ہیں اور احمد ذنیب کا کوئی بیٹا یحیٰی نامی نہ تھا اور نہ کسی نسابہ نے اس کا ذکر کیا ۔(عمدۃ الطالب ۲۴۴)

دوئم حسین السنیدی بن علی دانقین بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد دو بیٹوں سے چلی (۱) ۔محمد (۲) ۔یحیٰی ان میں محمد بن حسین السنیدی بن علی دانقین کی اولاد سے ابوالحسن علی المصلی بن حسین بن محمد المذ کور تھے ان ابوالحسن علی المصلی کے آگے پانچ فرزند تھے (۱) ۔معد (۲) ۔ہاشم (۳) ۔عمار (۴) ۔عدنان (۵) ۔ابوالبرکات عمر المعروف الشریف عمر آپ کوفی تھے اور آپ نے اپنے ماموں عبدالجبار بن معیہ الحسنی سے روایت کی کہ آپ علامہ ادیب محدث اور فقیہ تھے آپ کی وفات ۵۳۹ ہجری میں ہوئی (ھامش الاصل عمدہ الطالب صفحہ ۲۴۳)

انتباہ من نسابین:

الشریف عمر اوران کے برادران ابنان ابوالحسن علی المصلی کی امیر المومنین علی ابن ابی طالب تک ۵۳۹ سالوں میں ۱۵ پشتیں بنتی ہیں جو بظاہر کم لگتی ہیں لیکن ایسا ممکن ہے ۱۵ پشتیں ۳۴۷ سالوں میں بھی ممکن ہیں جس کا تذکرہ ہم ابن خداع الحسینی الارقطی المصری کے شجرہ میں بحث کے ساتھ کر آئے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے یعنی ۵۳۹ سالوں میں ۱۵ بھی ممکن ہیں ایک صدی میں کم سے کم (۲) اور زیادہ سے زیادہ پانچ پشتیں ممکن اور مقبول ہیں ۔

پھر ان میں یحیٰی بن حسین السنیدی بن علی دانقین کی اولاد سے علی الامیر بن محمد ورق الجوع بن یحیٰی المذ کور تھے جنکی اولاد بنو الامیر سے معروف تھی ۔

اعقاب محمد الاقساسی بن یحییٰ بن حسین ذی العبر ۃ بن زید الشہید

آپ کا نام محمد الاصغر الاقساسی تھا آپ کو اقساسی نام کی نسبت کوفہ کے قریب اقساسی نامی قریہ کی وجہ سے ملی آپ کی کنیت ابوجعفر تھی آپ مامون عباسی کے عہد میں مکہ اور مدینہ کے والی تھے پھر آپ نے ابی السرایا کی بیعت کر لی بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین بیٹوں سے جاری ہوئی (۱)۔محمد الاقساسی آپ کا نام آپ کے والد کے نام پر رکھا گیا اور کنیت بھی ابوجعفر رکھی گئی جب آپ کے والد محترم فوت ہوئے آپ حمل میں تھے (۲)۔علی الاکبر الزاھد ، بالکوفہ (۳)۔احمد الموضح بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں۔

اول احمد الموضح بن محمد الاصغر الاقساسی:۔ بقول الشیخ شرف العبید لی کہ آپ کے اعقاب قلیل تھے جن میں ابوجعفر محمد، یحییٰ اور علی تھے بقول ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد سے علی جو درج ہوئے بن محمد بن احمد بن ابوجعفر محمد بن احمد الموضح المذکور تھے اور ان کی اولاد آگے نہ چلی۔ بقول الشیخ السید رضی الدین بن قتادہ الحسنی الرسی نسابہ کہ علی بن محمد بن احمد بن ابوجعفر محمد بن احمد الموضح المذکور کے مشہد یعنی مزار میں ۶۷۰ ہجری کے لگ بھگ بلاد عجم سے ایک جماعت داخل ہوئی اور ان کا داعویٰ تھا کہ وہ علی کی اولاد سے ہیں مگر یہ داعوی غلط تھا (کیونکہ علی کی کوئی اولاد نہ تھی) (عمدۃ الطالب صفحہ ۲۴۴)

دوئم علی الاکبر الزاہد بن محمد الاصغر الاقساسی:۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد دو بیٹوں سے جاری ہوئی۔

(۱)۔ابوالطیب احمد المعروف ابن قرۃ العین جو آپ کی والدہ قرۃ العین رومیہ تھی آپ کی اولاد کوفہ واسط طبریہ دمشق میں کثیر تھی جنھیں بنو قرۃ العین کہتے تھے (۲)۔ابوجعفر محمد صاحب دار الصخر الملقب ''الصعوۃ'' آپ کی والدہ زینب بنت محمد بن قاسم بن یحییٰ بن حسین ذی العبر ۃ بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ تھیں آپ کی اولاد کثیر تھی جنکو بنی الصعوۃ کہا جاتا تھا جن میں نقباء اور روسا الکوفہ تھے ان میں ابوالطیب احمد بن علی الاکبر الزاہد بن **محمد الاصغر** الاقساسی:کے اعقاب میں علی الاحول بواسط بن محمد بن جعفر بن ابوالطیب احمد المذکور تھے بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ انہوں نے شام میں وفات پائی اور اعقاب میں ایک بیٹی چھوڑی۔ اور ان کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ واللہ اعلم۔ پھر ان میں ابوجعفر محمد بن علی الاکبر الزاہد بن محمد الاصغر الاقساسی: سے دو بیٹے تھے (۱)۔احمد الصعوۃ آپ کی اولاد بنی الصعوۃ تھی۔ (۲)۔ابوالقاسم حسن الادیب ان میں ابوالقاسم حسن الادیب بن ابوجعفر محمد کے ایک فرزند ابوالحسن محمد کمال الشرف تھے انکی اولاد اہل ریاست اور جلالت تھی پھر ان ابوالحسن محمد کمال الشرف بن ابوالقاسم حسن الادیب کے تین فرزندان سے ان کی اعقاب جاری ہوئی (۱)۔علی (۲)۔حسن (۳)۔حمزہ

ان میں علی بن ابوالحسن محمد کمال الشرف کے دو بیٹے تھے (۱) نصر اللہ اور (۲)۔قاسم ان میں نصر اللہ بن علی کی اولاد سے حیدر بن علی بن نصر اللہ المذکور تھے۔

پھر حسن بن ابوالحسن محمد کمال الشرف کی اولاد سے ابومحمد حسن الشاعر بن علی بن حمزہ بن محمد بن حسن المذکور تھے

پھر حمزہ بن ابوالحسن محمد کمال الشرف کی اولاد سے ابوعبداللہ حسین قطب الدین نقیب النقباء بغداد بن نقیب الطاہر علم الدین حسن بن علی بن حمزہ المذکور تھے جو کہ منقرض ہوئے۔

سوئم محمد بن محمد الاصغر الاقساسی :۔ آپ کی اولا د سے بنو جواذب جو علی بن محمد المذ کور کی اولا د ہے اور بنو رز برج ابو طالب حسین بن علی الجواذب بن محمد المذ کور کی اولا د ہے۔

اعقاب عیسیٰ بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید بن امام زین العابدینؑ

آپ کی کنیت ابوالعباس تھی بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولا د چھے فرزندان سے چلی (۱)۔ابوالعباس احمد (۲)۔**ابوالحسن علی** ان دونوں کی والدہ بقول السید ابی الحسین یحییٰ نسابہ کلثوم بنت زید بن عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید تھیں (۳)۔محمد الاعلم (۴)۔حسین الاحول (۵)۔یحییٰ المعروف ابن مریم (۶)۔ابوالطیب زید

اول ابوالعباس احمد بن عیسیٰ :۔آپ کی اولا د آپکے دو پسران سے چلی (۱)۔ابوالحسین زید (۲)۔ابومحمد الحسن ان میں ابوالحسین زید بن ابوالعباس احمد بن عیسیٰ کی اولا د سے ابوتغلب محمد بن حسین بن الشیخ المسن علی حافظ القرآن (۱۰۰) سال زندہ رہے) بن محمد بن ابی الحسین زید المذ کور تھے

جبکہ دوسرا فرزند ابومحمد حسن بن ابوالعباس احمد بن عیسیٰ کی اولا د سے بنوالا بزار تھی جو محمد بن مفضل بن ابی طالب محمد وجع العین بن حسن المفلوج بن محمد الغلق بن احمد بن ابومحمد الحسن المذ کور تھے۔

دوئم محمد الاعلم بن عیسیٰ :۔ کی اولا د سے دو بیٹے تھے (۱)۔حمزہ المعدل اور (۲)۔ابوالقاسم علی المنجم حاذق المعروف باابن ازہر، ان میں حمزہ المعدل بن محمد الاعلم بن عیسیٰ کی اولا د سے فخر الشرف ابی منصور ھبت اللہ نقیب اہواز بن ابی البرکات محمد بن ابی محمد حسن النقیب بن حمزہ المعدل المذ کور تھے

سوئم حسین الاحول بن عیسیٰ :۔آپ کی اولا د محمد بن حسن الصالح بن حسین الاحول المذ کور سے چلی پھر اس محمد بن حسن الصالح بن حسین الاحول کے آگے چار فرزند تھے (۱)۔ابوالہاشم احمد فخر الشرف نقیب الموصل (۲)۔ابی القاسم زید قاضی الاسکندریہ (۳)۔ابوطاہر محمد المبرقع (۴)۔ابومحمد حسن قاضی دمشق پھر ان میں ابومحمد حسن بن محمد بن حسن الصالح بن حسین الاحول کی اولا د سے السید العالم نسابہ ابوالغنائم عبداللہ زیدی بن ابومحمد حسن المذ کور تھے۔آپ بہت بڑے نسابہ اور قاضی دمشق تھے۔چہارم یحییٰ بن عیسیٰ کی اولا د سے دو بیٹے (۱)۔عیسیٰ (۲)۔ابوالعباس طاہر تھے ان میں عیسیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ کے دو فرزند حسین اور احمد تھے جبکہ ابوالعباس طاہر بن یحییٰ کا ایک بیٹا علی المعروف باابن مریم تھا جسکی اولا د بنو ابن مریم سے مشہور ہوئی۔ان کے دو بیٹے تھے (۱)عبیداللہ اور (۲)ابوالحسین یحییٰ۔

پنجم ابوطیب زید بن عیسیٰ :۔بقول ابن عنبہ آپ کا ایک فرزند محمد بن زید المذ کور تھا جن کا ایک بیٹا علی بن محمد تھا۔

اعقاب ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ

آپ کی والدہ کلثوم بنت زید بن عیسیٰ موتم الاشبال بن زید الشہید تھیں :۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولا د تین بیٹوں سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالحسین زید (۲)۔ابوالعباس احمد (۳)۔عبداللہ قتیل طواحسین

اول ابی الحسین زید بن ابوالحسن علی کی اولا د میں عیسیٰ بن زید تھے اور انکے فرزند (۱)۔احمد اور (۲)۔عبداللہ تھے ان میں احمد بن عیسیٰ بن ابی الحسین زید بن ابوالحسن علی کی اولا د سے احمد ابوالفتوح الواعظ بن حسین بن احمد المذ کور تھے۔

اور دوسرے بیٹے عبداللہ بن عیسیٰ بن ابی الحسین زید کے اعقاب میں دو بیٹے (۱)۔علی کیا کی اور (۲)۔احمد تھے
ان میں علی کیا کی بن عبداللہ بن عیسیٰ کی اولاد سے سید الفاضل المنتمی بن ابی زید عبداللہ بن علی کیا کی المذکور تھے۔اور دوسرے بیٹے احمد بن عبداللہ بن عیسیٰ کی اولاد سے عزیزی تھا۔

دوئم ابی العباس احمد بن ابوالحسن علی کی اولاد سے ابی الحسن علی بن محمد بن احمد الناصر بن ابی الصلت یحیٰی بن ابی العباس احمد المذکور تھے آپ کا لقب بابن ھیفاء تھا آپ کی اولاد میں حائر کی نقابت رہی۔آپ کی اولاد سے ایک فرزند ابی طاہر محمد تھا اور ابی طاہر محمد کے دو فرزند تھے (۱)۔ابوالحسن علی جنکی اولاد بنو ھیفا کہلائی اور (۲) طاہر بن ابی طاہر محمد بن ابوالحسن علی جنکی اولاد سے ابی عبداللہ حسین المقری بن محمد بن عیسیٰ بن طاہر المذکور تھے۔

سوئم عبداللہ قتیل الطّو حسین بن ابی الحسن علی: کی اولاد سے السید علاؤالدین علی الاعرج بن ابراہیم بن ابی بدر محمد بن بن علی بن مظفر بن محمد بن علی الضریر بن حمزہ الصیاد بن حسین بن محمد الخطیب بن عبداللہ قتیل الطّوا حسین المذکور تھے۔

اعقاب یحیٰی بن یحیٰی بن حسین ذی العبر ۃ بن زید الشہید بن امام زین العابدینؑ

بقول ابی الحسن عمری کہ آپ کی کنیت ابی الحسین تھی جب آپ کے والد کی وفات ہوئی تو آپ حمل میں تھے اس لئے والد کے نام اور کنیت پر آپ کا نام اور کنیت رکھی گئی۔بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کے نو فرزند تھے جن سے آپ کی اولاد چلی

(۱)۔جعفر (۲)۔ابو محمد قاسم ''الملقب ابزار رطب'' (۳)۔ابو طالب ابراہیم المعروف ابن ابی الشیخ (۴)۔موسی بالکوفہ (۵)۔حسن (۶)۔ابواحمد طاہر بالکوفہ (۷)۔ابوالفضل العباس (۸)۔ابوعبداللہ حسین سخطۃ (۹)۔**ابوالحسن علی کتیلہ**

اول جعفر بن یحیٰی بن یحیٰی آپ کی اولاد سے ابو طالب موسیٰ تھا جسکی اولاد کی تفصیل کہیں نہیں ملتی۔

دوئم ابو محمد قاسم الملقب ابزار رطب بن یحیٰی بن یحیٰی آپ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ ایک فرزند محمد تھا۔جو منقرض ہو گیا اور بقول ابن طباطبا کہ محمد بن زید بن قاسم المذکور شیراز میں تھے لیکن یہ ''فی صح'' ہوئے یعنی انکی اولاد کے ہونے یا نہ ہونے کی خبر موصول نہ ہوئی

سوئم ابی طالب ابراہیم بن یحیٰی بن یحیٰی آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔ابو جعفر محمد المعروف بدنہ جنکی عقب بصرۃ میں تھی (۲)۔احمد المعروف ابی الشیخ ان میں احمد المعروف ابی الشیخ کا ایک فرزند محمد المعروف بریرب تھا۔

چہارم موسیٰ بن یحیٰی بن یحیٰی آپ کی اولاد آپکے فرزند ابو عبداللہ احمد الاشتر سے چلی اور ابی عبداللہ احمد بن موسیٰ کے تین فرزند تھے (۱)۔القاسم (۲)۔ابو الحسن علی المعروف کرکمۃ (۳)۔حسین الباز باران میں قاسم بن ابی عبداللہ احمد کا ایک فرزند محمد کعب البقر تھا جبکہ حسین الباز بار بن ابی عبداللہ احمد الاشتر کی اولاد سے ابی البرکات نوابہ بن محمد بن حسین الباز بار المذکور تھے۔پنجم حسن بن یحیٰی بن یحیٰی:۔کی اولاد سے قاسم بن محمد بن حسن بن جعفر بن یحیٰی بن علی بن حسن المذکور تھے۔اور بقول الشیخ شرف العبید لی کہ حسن بن یحیٰی بن یحیٰی کے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔ابی العباس علی اور (۲)۔ابی الحسن محمد بقول ابن عنبہ کہ حسن بن یحیٰی بن یحیٰی کے اعقاب کے بارے میں جستجو کرنی چاہیے (سوال کرنا چاہتے) اور بقول ابی عبداللہ حسین بن طباطبا کہ حسن بن یحیٰی بن یحیٰی کے تمام اعقاب یحیٰی بن حسن بن یحیٰی سے تھے واللہ اعلم

ششم ابواحمد طاہر بن یحییٰ بن یحییٰ آپ کی اولاد سے ابی الفضل احمد ناسک تھے۔انکی اولاد بنی کاس کہلاتی تھی کیونکہ انکی والدہ دختر کاس الفقیہ القاضی الحنفی تھیں ان میں ابی الفضل احمد ناسک بن ابی احمد طاہر کی اولاد سے ایک فرزند ابی الحسین یحییٰ تھا اور اس ابی الحسین یحییٰ بن ابوالفضل احمد ناسک کے دو فرزند (۱)۔ابی طالب محمد ملقب جزیدہ اور (۲)۔ابومحمد حسن الملقب کر بز۔ان میں سے ابی محمد حسن الملقب کر بز بن ابی الحسین یحییٰ کی اولاد سے ناصر بن محمد بن حسین بن محمد بن ابومحمد حسن کر بز المذکور تھے جن کے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔علی اور (۲)۔حسین تھے

ہفتم ابو الفضل العباس بن یحییٰ بن یحییٰ:۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کے اعقاب قلیل تھے آپ کے اعقاب میں چار فرزند تھے (۱)۔حسین (۲)۔احمد (۳)۔ابراہیم (۴)۔محمد بقول الشیخ شرف العبید لی کہ ابراہیم بن ابوالفضل عباس کے بارے میں علم نہیں کہ ان کی اولاد ہے یا نہیں اور یہی ابراہیم اور انکے بھائی محمد ابنان ابی الفضل العباس کے بارے میں ہے کہ ایک جمعہ کی رات امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے مزار پر گئے تو انہیں کوفہ میں قرامطہ نے گرفتار کرلیا اور قید کر کے ''ھجر'' لے گئے پھر محمد بن ابی الفضل عباس انکی قید سے شوال (۳۴۹) ہجری کو واپس آئے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ کا ایک بیٹا تولد ہوا جس کا نام آپ کے والد عباس نے اپنے والد کے نام پر رکھا محمد بن ابی الفضل عباس قریش کے مقابرین میں سے تھے انکی اولاد سے ابی الحسن علی المعروف بابن صفیہ۔جو انکی والدہ تھی اور وہ جاریہ تھیں لیکن بقول الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی ابوالحسن علی بابن صفیہ بن زید بن محمد بن احمد بن ابوالفضل عباس تھے واللہ اعلم۔

جبکہ حسین بن ابی الفضل عباس کے دو فرزند تھے (۱)۔زید (۲)۔محمد اور احمد بن ابی الفضل عباس کا ایک فرزند محمد تھا۔

ہشتم ابی عبداللہ حسین سخطہ بن یحییٰ بن یحییٰ:۔آپ کی اولاد ایک فرزند ابی جعفر محمد الحاذنقی سے جاری ان ابی جعفر محمد الحاذنقی بن ابی عبداللہ حسین سخطہ کے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔جعفر اور (۲)۔نعمہ۔ان میں نعمہ بن ابی جعفر محمد الحاذنقی کی اولاد سے ابی الغنائم محمد مجد الدین وابوالحسن محمد فخر الدین اور ابی القاسم علی مجد الدین ابنان ابی المنصور محمد الاعز نقیب البصرۃ بن ابی الغنائم محمد بن الشیخ حسین النشو نسابہ (یہ الشیخ ابی الحسن عمری کے استاد بھی تھے) بن علی بن نعمۃ المذکور (نوٹ بعض مخلوطات میں علی بن نعمہ الگ لکھا ہے اور بعض میں علی نعمہ اکٹھا لکھا ہے) اور جعفر بن ابی جعفر محمد محاذنقی کی اولاد سے ابو المرجا یحییٰ اور ابوالھیجا عبداللہ ابنان ابی منصور محمد بن جعفر المذکور تھے۔

اعقاب ابوالحسن علی کتیلہ بن یحییٰ بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشھید

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد پانچ پسران سے چلی (۱) **ابی عبداللہ حسین** سوسہ الملاح آپ کی والدہ خدیجہ بنت علی بن حسین ذی العبرۃ بن زید شہید تھیں (۲) ابی محمد قاسم (۳) احمد الدب (۴) زید (۵) حسن سوسۃ آپکی والدہ بھی خدیجہ بنت علی بن حسین بن زید شہید تھیں اول ابی محمد قاسم بن علی کتیلہ:۔آپ کی اولاد سے ابوالحسن محمد الاصغر بن ابی الحسین زید القاضی (آپ عالم فاضل نسابہ اور بہت سے علوم میں ثابت قدم تھے) بن محمد بن ابی محمد قاسم المذکور آپ قاضی ارجان اور نقیب خاندان علویہ ارجان تھے اور آپ ولی نقابۃ البصرۃ بھی تھے۔آپ کا قتل واقع الدلدم میں ابی کالیجار کے ہمراہ ہوا اور یہ ابی کالیجار صمصام الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ تھا جس نے ۳۸۲ میں اپنے والد کے بعد امارت سنبھالی اور قتل ہو گیا اور یہ قتل الدلدم کے واقعہ میں ذی الحجہ من ۳۸۸ کو ہوا۔

نوٹ ابی الحسن محمد الاصغر بن ابوالحسن زید القاضی بن محمد بن قاسم بن علی کتیلہ بن یحییٰ بن یحییٰ بن حسین ذی البصر ۃ بن زید شہید بن امام زین العابدین بن امام حسینؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی اولاد نہ تھی اور ان کا قتل ۳۸۸ ہجری میں ہوا یہاں تک انکی ۱۲ پشتیں بنتی ہیں اور اگر ان کی اولاد ہوتی تو پوتے بھی جوان ہوتے یعنی ۱۴ یا ۱۵ پشتیں ہوتیں جو علم الانساب کے اصول سے ممکن ہیں اس دلیل سے بھی ایک صدی میں پانچ پشتوں کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

دوئم حسن سوسہ بن علی کتیلہ آپ کی اولاد دو فرزندان سے چلی (۱)۔زید (۲)۔علی

ان میں زید بن حسن سوسہ بن علی کتیلہ کی اولاد سے یحییٰ تھے اور جبکہ علی بن حسن سوسہ بن علی کتیلہ کے اعقاب دو فرزند سے چلی (۱)۔ابوالغنائم محمد جنکو حاکم الاسماعیلی نے قتل کروایا۔(۲)۔علی الغش

سوئم احمد الدب بن علی کتیلہ :۔آپ کی اولاد دو فرزندان سے چلی (۱)۔ابی الحسین محمد النقیب الاہواز (۲)۔حمزہ نقیب الاہواز ان میں حمزہ بن احمد الدب کی اولاد سے حسین بن قاسم بن حمزہ المذکور اور ابی الحسین محمد النقیب بن احمد الدب کا ایک بیٹا ابی طاہر حسین تھے۔

چہارم ۔زید بن علی کتیلہ : آپ کی اولاد سے ابوالحسین زید بن حسین بن ابی طالب حمزہ الحاجب بن ابی القاسم علی بن زید المذکور تھے۔

اعقاب حسین بن علی کتیلہ بن یحییٰ بن یحییٰ بن حسین ذی العبر ۃ

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے چلی (۱)۔ابوالحسن محمد نقیب الکوفہ (۲)۔**ابو الحسین زید الاسود** اور (۳) ابوالقاسم علی المعروف الدخ

اول ابی القاسم علی المعروف الدخ بن حسین : کی اولاد سے ناصر نقیب الکوفہ بن علی بن محمد بن ابی القاسم الدخ المذکور تھے دوئم ابوالحسن محمد النقیب الکوفہ بن حسین کی اولاد سے بنوالسدرۃ تھی ان کو بنوالسدری بھی کہا جاتا ہے جو علی بن یحییٰ بن احمد بن ابوالحسن محمد النقیب المذکور سے تھے۔

اعقاب ابوالحسین زید الاسود بن حسین بن علی کتیلہ بن یحییٰ بن یحییٰ

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد چار بیٹوں سے جاری ہوئی (۱)۔ابی الھیجا محمد (۲)۔ابوالفوارس احمد (۳)۔ابی الغنائم محمد (۴)۔**ابو الفتح ناصر**

اول ابی الھیجا محمد بن ابوالحسین زید الاسود : بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالحمراء حسین (۲)۔ابومنصور احمد پھر ان میں ابوالحمراء حسین بن ابی الھیجا محمد کے اعقاب میں ایک فرزند مقبل تھا اور اس مقبل کے دو فرزند (۱)۔ھیجا اور (۲)۔ابوعبداللہ تھا۔ان میں ابو عبداللہ بن مقبل کا اصل نام بقول ابن عنبہ معلوم نہیں۔یہ ان کی کنیت تھی اور ان کے اعقاب میں دو فرزند تھے۔(۱)۔احمد بن ابوعبداللہ (۲)۔ابوالفضائل علی بن ابوعبداللہ ان میں ابوالفضائل علی بن ابوعبداللہ کی اولاد غری میں بنی المطروف سے جانی جاتی ہے جو محمد بن ھبت اللہ بن عمر بن ابوالفضائل علی المذکور سے ہیں۔

اور ان میں سے احمد بن ابوعبداللہ بن مقبل کی اولاد دو فرزندان سے چلی (۱)۔ابومحمد حسن اور (۲) ابی الحسین علی ان دونوں کی اولاد بنوالشوکی کہلاتی ہے اور عراق میں ان کی کثیر تعداد آباد ہے۔بقول الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی در کتاب ''سکب الذھب فی شبک النسب'' کہ مشجر السید رضی الدین بن قتادہ

الحسنی میں ذکر کیا السید فخر الدین بن علی الاعرج الحسینی نے کہ بنوالشوکی ابی عبداللہ حسین بن احمد بن ابی عبداللہ بن ھیجاء کی اولاد ہے۔

دوسری شاخ ابومنصور محمد بن ابی الھیجا محمد:۔کی اولاد سے عدنان بن محمد بن عدنان بن ابی منصور محمد المذ کور تھے

دوئم ابوالفورس احمد بن ابوالحسین زید الاسود کی اولاد سے ابی الحسین بن ہاشم بن احمد بن عدنان بن زین الشرف ابوالقاسم یحیٰ بن احمد بن یحیٰ بن ابو الفورس احمد المذ کور تھے۔

سوئم ابی الغنائم محمد بن ابی الحسین زید الاسود:۔آپ کی اولاد سے ابوالفضل محمد الصابونی بن علی بن ابی الغنائم محمد المذ کور تھے جنکی اولاد کوفہ میں بنی صابون کہلاتی تھی۔

اعقاب ابوالفتح ناصر بن ابوالحسین زید الاسود بن حسین بن علی کتیلہ

آپ کی اولاد تین بیٹوں سے چلی (۱)۔حسن (۲)۔ابوعلی احمد (۳)۔**ابو الحسین زید نقیب مشھد**

اول حسن بن ابوالفتح ناصر کی اولاد سے شرف الدین محمد السدرۃ بن علی بن حسن المذ کور تھے

دوئم ابوعلی احمد بن ابوالفتح ناصر:۔آپ کی اولاد سے محمد بن علی بن حسن بن ناصر بن ابوطالب محمد بن احمد بن ابوالحسن علی بن ابوالفتوح محمد بن ابوعلی احمد المذ کور تھے بقول ابن عنبہ الحسنی انکی اولاد میں بنی ابوالفتوح ہے جن میں بنی سدرۃ ہے جو ابی طالب محمد بن احمد بن ابوالحسن علی بن ابوالفتوح محمد بن ابی علی احمد المذ کور کی اولاد ہے چونکہ ابی طالب محمد کی شادی دختر عبداللہ بن السدرۃ سے ہوئی جو ابوالحسن محمد بن حسین بن علی کتیلہ اولاد سے تھیں اس لئے اولاد بنو السدرۃ کہلائی جبکہ ایک قول یہ ہے کہ ابوالفتح ناصر کی اپنی اولاد بنوالسدرۃ کہلائی جو اپنی جد کی وجہ سے کہلائی جو السید شرف الدین محمد السدرۃ بن علی بن حسن بن ابوالفتح ناصر تھے۔

اعقاب ابوالحسین زید نقیب المشھد بن ابوالفتح ناصر بن ابوالحسین زید الاسود

آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالفتح ناصر الثانی اور (۲)۔ابی الحسین محمد

ان میں اول ابی الحسین محمد بن ابی الحسین زید نقیب المشھد:۔کی اولاد سے عبدالحمید بن محمد بن عبدالرحمان بن علی بن ابوالحسین محمد المذ کور تھے جنکی اولاد غری میں بنوحمید کہلاتی رہی

دوئم ابوالفتح ناصر الثانی بن ابوالحسین زید النقیب:۔کی اولاد تین پسران سے چلی (۱)ابومحمد عبداللہ جو لاولد تھے (۲)ابی القاسم عبیداللہ مجد الشرف (۳)**ابی طالب تقی الدول ھبت اللہ** ان میں ابی القاسم عبیداللہ مجد الشرف بن ابوالفتح ناصر ثانی کی اولاد دو بیٹوں سے چلی (۱)۔محمد (۲)۔احمد ان میں محمد بن ابی القاسم عبداللہ مجد الشرف کی اولاد سے ابوالحسین محمد رضی الدین العالم الفاضل الزہد بن یحیٰ بن محمد المذ کور تھے جبکہ دیگر احمد بن ابی القاسم عبیداللہ مجد الشرف کی اولاد سے السید مجد الدین محمد بن حسین بن احمد المذ کور تھے۔

اعقاب ابوطالب تقی الاول ھبت اللہ بن ابوالفتح ناصر الثانی بن ابوالحسین زید النقیب

بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابومنصور حسن رضی الدین (۲)۔ابوالحسین علی تقی الثانی (۳)۔ابوعلی عمر عز الشرف

اول ابی منصور حسن رضی الدین بن ابی طالب تقی الاول ھبت اللہ:۔آپ کی اولاد سے بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی ھادی درج اور محمد انقرض ابنان جعفر بن فخر الدین محمد بن شرف الدین جعفر بن ابی الحسین محمد رضی الدین بن معمر بن ابی منصور حسن رضی الدین المذکور تھے۔

دوئم ابی الحسین علی تقی الثانی بن ابی طالب تقی الاول ھبت اللہ: آپ کی اولاد سے جمال الدین محمد بن عبیداللہ بن جعفر بن محمد بن ابی الحسن علی تقی الثانی المذکور تھے۔

سوئم ابی علی عمر عز الشرف بن ابی طالب تقی الاول ھبت اللہ:۔آپ کی اولاد سے الشیخ السید الفاضل الکامل مجد الدین محمد بن النقیب علم الدین علی بن ناصر بن محمد بن معمر بن ابی علی عمر عز الشرف المذکور تھے۔

بقول ابن عنبہ کہ میں نے آپ کے بارے میں کتاب ''الکافیہ الحاجبیۃ میں پڑھا جو استادالفاضل رکن الدین محمد الجرجانی کی شرح تھی۔آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔علم الدین عبداللہ (۲)۔نظام الدین علی

ان میں نظام الدین علی بن السید مجد الدین محمد کے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔ابوطاہر احمد (۲)۔ابوالحسین زید تھے جنکی اولاد مشہد الغروی میں ہے۔

دوسری شاخ سے علم الدین عبداللہ بن السید مجد الدین محمد:۔آپ اپنے والد کی حیات میں بلاد کی جانب گئے اور وہیں رہے پھر امیر تیمور لنگ کے ایام میں سمرقند آئے آپ کی وفات سمرقند کے علاقے کش میں ہوئی۔آپ کی اولاد میں سے ایک فرزند ابوہاشم شمس الدین احمد بن علم الدین عبداللہ المذکور تھا۔

اعقاب عمر بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید بن امام زین العابدینؑ

بقول الشیخ ابی الحسن عمری آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔(۱)۔خدیجہ زوجہ ابن الارقط الحسینی (۲)۔ملیکہ (۳)۔علیہ اور آپ کے نو بیٹے تھے جن میں سے چھے کی اولاد نہ چلی۔(۱)۔حسین نسابہ (۲)۔حسن (۳)۔جعفر (۴)۔ابوالحسین یحییٰ (۵)۔عبداللہ (۶)۔محمد جبکہ بقول عمری آپ کی اولاد تین فرزندان سے چلی (۷)۔علی (۸)۔**ابو منصور محمدالاکبر الملقب البندان الکبیر**(۹)۔**احمدالمحدث الشاعر بالکوفہ امیر حاج**

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد ابومنصور محمد الاکبر اور احمد المحدث سے باقی رہی۔

ذکر ابوالحسین یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ

آپ آئمہ زیدیہ میں سے تھے آپ کی والدہ ام الحسن بنت حسین بن عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر الطیارؑ تھیں بقول صاحب المجدی آپ صاحب شاہی قریہ تھے، جو کوفہ کے پاس تھا۔آپ فارس اور قوی تھے آپ نے متوکل عباسی کے زمانہ میں خراسان میں خروج کیا آپ کو گرفتار کر کے متوکل کے پاس لایا گیا اس نے آپ کو چند تازیانے لگائے اور فتح بن خاقان کی قید میں ڈال دیا جہاں آپ ایک مدت تک قید رہے اور پھر چھوڑ دیئے گئے آپ اس کے بعد بغداد آئے اور ایک مدت تک بغداد میں رہے پھر بغداد سے کوفہ گئے اور مستعین باللہ کے زمانے میں کوفہ میں خروج کیا جب خروج کیا تو پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی اردگرد زائرین سے اپنا ارادہ بیان کیا۔ان میں کچھ لوگ ہمراہ ہوگئے اس کے بعد شاہی بستی میں آئے اور

وہاں رات تک قیام کیا پھر کوفہ گئے اور آپ کے اصحاب نے اہل کوفہ کو آپ کی دعوت دی بہت سے لوگ اس بیعت میں داخل ہو گئے جب دوسرا دن ہوا تو جتنا مال کوفہ کے بیت المال میں تھا ابی الحسین یحییٰ بن عمر بن یحییٰ نے وہ لیکر لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ہمیشہ لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کرتے رہے اہل کوفہ آپ سے دل وجان سے محبت رکھتے تھے عبداللہ بن محمود جو خلیفہ کی طرف سے والی کوفہ تھا اپنا لشکر اکٹھا کرتا رہا اور یحییٰ سے جنگ کرنے کیلئے باہر نکلا۔ یحییٰ نے تنہا اس پر حملہ کیا اس کہ چہرے پر ضرب لگائی اور اسے لشکر سمیت شکست دی یحییٰ مرد قوی دلیر اور شجاع تھا۔ ابوالفرج آپ کی قوت کے متعلق نقل کرتا ہے کہ آپ کے پاس لوہے کا ایک وزنی عمود تھا جب آپ کسی غلام یا کنیز پر ناراض ہوتے تو یہ عمود اسکے گلے میں ڈال دیتے تو کوئی شخص اسے نہ کھول سکتا جب تک کہ آپ خود نہ اسے کھولتے۔ خلاصہ یہ کہ ابی الحسین یحییٰ کا معاملہ مختلف شہروں میں مشہور ہو گیا جب اسکی اطلاع بغداد میں پہنچی تو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے چچازاد بھائی حسین بن اسماعیل کو ایک لشکر کے ساتھ یحییٰ کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ اہل بغداد ناپسندیدگی اور بے رغبتی کے ساتھ یحییٰ سے جنگ کرنے کیلئے نکلے کیونکہ باطنی طور پر اہل بغداد یحییٰ کی طرف مائل تھے۔ خلاصہ یہ کہ دو لشکروں کا شاہی بستی میں آمنا سامنا ہوا اور دونوں طرف سے جنگ ہونے لگی ہیضم (جو یحییٰ کے لشکر کا سردار تھا) عین گھمسان کی جنگ میں بھاگ کھڑا ہوا۔ یحییٰ کے لشکر کا دل ٹوٹ گیا اور دشمن کا لشکر قوت پکڑ گیا۔ جب یحییٰ نے ہیضم کی شکست دیکھی تو قدم مردانگی استوار کر کے پے در پے حملے کرنے لگا یہاں تک کہ ان کو بہت سے زخم چہرے پر لگے تھے کوئی شخص ان کو پورے طور پر پہچان نہ سکتا تھا۔ پس آپ کی شہادت کے بعد آپ کا سر محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس لے گئے جس نے آپ کا سر سامرا بھیجا اور پھر وہ سر سامرا سے بغداد واپس آیا اور بغداد میں آپ کا سر نصب کیا گیا لوگ اس سر کو دیکھ کر روئے اور چیخے چلائے کیونکہ باطنی طور پر آپ کی طرف مائل تھے۔ حسن معاشرت کسی کے مال لینے سے پرہیز، خون بہانے سے رکنے، عدل وانصاف کی بناء پر لوگ آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ کئی لوگ محمد بن عبداللہ بن طاہر کو مبارک باد دینے گئے ابی ہاشم داؤد الجعفری بھی گئے اور کہا کہ میں تمہیں ایسی بات پر مبارک باد دینے آیا ہوں کہ اگر رسول اللہ زندہ ہوتے تو انہیں تعزیت کہی جاتی۔ پس محمد بن عبداللہ نے یحییٰ کی اہل بیت کے قیدیوں کو خراسان بھیجا اور کہنے لگا اولاد پیغمبر گا سر جس کے گھر میں ہو اس گھر کو مال ودولت سے زوال کا باعث ہے۔

ابوالفرج اصفہانی ابن تمار سے روایت بیان کرتا ہے کہ جس وقت یحییٰ کے اہل بیت اور آپ کے اصحاب قیدی بنا کر بغداد لائے گئے تو بڑی سختی کے ساتھ ننگے پاؤں انہیں دوڑاتے تھے اور ان میں سے جو کوئی خستگی اور تھکان کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا تھا اسکی گردن اڑا دیتے تھے اس وقت یہ بات سننے میں نہیں آئی کہ قیدیوں کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ خلاصہ یہ کہ جن دنوں وہ بغداد میں تھے مستعین باللہ کا خط آیا کہ قیدیوں کو قید وبند سے آزاد کر دیا جائے تو محمد بن عبداللہ نے سب کو آزاد کیا سوائے اسحاق بن جناح کے جو یحییٰ کی فوج کا کمانڈر تھا حتیٰ کہ قید میں ہی اس نے وفات پائی اور اسکی لاش خرابے میں پھینک دی گئی اور اس پر دیوار گرا دی گئی۔ ابوالحسین یحییٰ کی شہادت ۲۵۰ ہجری میں ہوئی۔

بقول ابن عنبہ یحییٰ کی اعقاب نہ تھی اور بقول ابی نصر بخاری یہ غلط ہے بعض لوگ ان کی طرف منسوب ہیں

اولاد ابی منصور محمد الاکبر بن عمر بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد بنی فدان سے مشہور ہے بقول یحییٰ نسابہ آپ کی والدہ ام سلمہ بنت شاہ عبدالعظیم حسنی بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن امام حسنؑ تھیں۔

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد حسین الفدان سے چلی۔اور حسین الفدان بن ابی منصور محمد الاکبر کے اعقاب میں تین بیٹے تھے۔(۱)۔حسن (۲)۔جعفر (۳)۔زید الجندی

اول حسن بن حسین الفدان بن ابی منصور محمد الاکبر:۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔حسین (۲)۔عبیداللہ (۳)۔عبداللہ ان میں حسین بن حسن بن حسین الفدان کی اولاد سے ابی یعلی میمون بن حسین بن محمد الاوسط بن حسین المذکور تھے۔پھر ان میں عبیداللہ بن حسن بن حسین الفدان کی اعقاب سے ابی یعلی مسلم بن محمد بن علی ذنیب بن مسلم بن عبیداللہ المذکور تھے آپ کی کنیت الفدان تھی اور آپ کی اولاد نیل اور خراسان میں گئی یونس موصلی نے تشجیر میں آپکی اولاد کا تذکرہ کیا ہے۔پھر ان میں صفی الدولہ محمد بن عبداللہ بن ابو الغنائم محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسین الفدان بن ابی منصور محمد الاکبر تھے۔جو شام اور خراسان میں گئے۔

دوئم جعفر بن حسین الفدان بن ابی منصور محمد الاکبر:۔بقول جمال الدین ابن عنبہ صاحب عمدۃ الطالب آپ کی اولاد سے ابی الحسین محمد بن حسین بن محمد بن احمد بن جعفر المذکور تھے۔

سوئم زید الجندی بن حسین الفدان بن ابی منصور محمد الاکبر:۔بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے ابی الفوارس محمد بن عیسیٰ الفارس بن زید الجندی المذکور تھے جنکی اولاد کوفہ میں آل شیبان تھی یونس موصلی نے تشجیر عمدۃ الطالب میں آپ کے اعقاب سے محمد بن علی بن ابو محمد عمار بن محمد الزاہد بن علی المصلی بن شیبان بن علی المصلی النقیب بن فتیان بن نصر اللہ بن ابراہیم بن عیسیٰ بن ابو الغنائم محمد بن ابو الفورس محمد بن عیسیٰ الفارس بن زید الجندی المذکور کا ذکر کیا ہے آپ کی ہی اولاد سے ہندوستان کے مشہور بزرگ جن کا مزار گلبرکہ میں ہے کہ نسب ملتا ہے جو السید محمد الحسینی المعروف گیسودراز بن یوسف ثانی بن علی بن محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید الجندی المذکور تھے۔

اعقاب احمد المحدث بن عمر بن یحییٰ بن حسین ذی الدمعۃ بن زید الشہید

بقول الشیخ ابو الحسن عمری آپ شاعر ادیب اور محدث تھے اور اہل کوفہ میں سے تھے بقول عمری وسید ابی الحسین یحییٰ نسابہ آپ کی والدہ ام الحسن بنت عبدالعظیم الحسنی بن عبداللہ الشدید بن علی بن حسن بن زید بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب تھیں۔بقول صاحب المجدی آپ کی چار بیٹیاں تھیں (۱)۔ام علی (۲)۔رقیہ (۳)۔ام الحسن (۴)۔ام القاسم اور بیٹوں میں (۱)۔ابو القاسم حسن (۲)۔قاسم اور (۳) **حسین النسابہ النقیب الاول** تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد صرف حسین نسابہ النقیب الاول سے چلی۔

حسین النسابہ النقیب الاول بن احمد المحدث بن عمر بن یحییٰ بن حسین ذی الدمعۃ

بقول الشیخ ابو الحسن عمری آپ کی والدہ ام الولد تھیں جن کا نام غنی یا عتق تھا آپ ولی نقابت الکوفہ تھے آپ نے نسب جمع کیا۔اور ابن دینار نسابہ الکوفی

الفاضل المشجر وظفر ابن دینار کے مشجرات اور جرائد حاصل کئے بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ عالم، فاضل نسابہ تھے۔ آپ ۲۵۱ ہجری کو حجاز سے عراق میں داخل ہوئے۔

آپ اول نقیب ولی سائر الطالبین تھے یعنی آل ابی طالب میں آپ اول نقیب تھے۔ کتاب شرف الاسباط (صفحہ ۸) میں قاسمی سے روایت ہے کہ المستعین باللہ نے طالبین کے افراد طلب کئے اور کسی ایک کو بڑا بنانے کا کہا تو سب آپ پر متفق ہوئے یوں طالبین کی سے مشاورت کے بعد آپ کو نقیب اول کا عہدہ ملا۔

آپ نے آل ابی طالب کی نقابت کی بنیاد رکھی۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ آپ نے تشجیر میں آل ابی طالب پر اول کتاب لکھی جس کا نام ''الغصون فی آل یاسین'' تھا۔ لیکن نسابین اس بات پر متفق ہیں کہ آل ابی طالب پر اول مبسوط کتاب جس کا وجود آج باقی بھی ہے السید ابوالحسین یحییٰ نسابہ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ نے لکھی۔

السید حسین نسابہ نقیب اول بن احمد المحدث بن عمر کی اولاد بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی دو فرزندوں سے چلی (۱)۔ ابوالحسین زید المعروف ''بعم عمر'' آپ کی والدہ دختر حسن اللحق بن موسیٰ بن جعفر خواری بن امام موسیٰ کاظمؑ تھی اور بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد کوفہ میں رہی اور ذکر طویل کے بعد منقرض (ختم) ہوگئی۔

اور دوسرے فرزند (۲)۔ **ابو الحسین یحییٰ** جبکہ السید حسین نسابہ نقیب اول بن احمد المحدث کی تین صاحبزادیاں تھیں (۱)۔ خدیجہ (۲)۔ ام احمد (۳)۔ ام حمزہ

اعقاب ابوالحسین یحییٰ بن حسین نسابہ النقیب اول بن احمد المحدث بن عمر

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اعقاب دو بیٹوں سے چلی (۱)۔ **ابو علی عمر الشریف** الجلیل الرئیس جنکی والدہ کوفہ سے تھیں اور (۲)۔ **ابو محمد حسن الفارس** جنکے اعقاب کثیر تھے۔ اور آپ کی اولاد کثیر تعداد میں رہی۔

اعقاب ابوعلی عمر الرئیس الشریف بن ابوالحسین یحییٰ بن حسین نسابہ النقیب بن احمد المحدث

آپ کی والدہ کوفہ کی رہنے والی تھیں آپ رئیس اور امیر حاج تھے آپ نے سن ۳۳۹ ہجری کو حجر الاسود کو مکہ میں واپس لائے جو قرامطہ اکھاڑ کر لے گئے تھے یعنی قرامطہ مکہ سے حجر الاسود اکھاڑ کر کوفہ لے آئے تھے اور مسجد کے ساتویں ستون کے ساتھ نصب کر دیا بقول الشیخ عباس قمی آپ وہی سید ہیں جنہوں نے اپنے ذاتی مال سے اپنے جد امجد امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کا گنبد تعمیر کیا تھا۔ آپ کی وفات ۳۴۰ ہجری کو ہوئی۔ بقول الشریف المروزی آپ کے ۲۴ بیٹے تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ کی تیس اولادیں تھیں جن میں سے ۲۳ بیٹیاں تھیں اور تمام بیٹوں کے نام محمد تھے لیکن ان کی کنیت مختلف تھی جو ان کی پہچان کیلئے تھی (الفخری فی الانساب الطالبین صفحہ ۳۳۷) بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اعقاب میں ۳۷ اولادیں تھیں جن میں سے گیارہ بیٹے تھے جن میں سے آٹھ کی اولاد نہ چلی یوں آپ کے تین بیٹوں کی اولاد باقی رہی۔ جن میں (۱)۔ الشریف ابوالحسن محمد (۲)۔ **ابو طالب محمد** اور (۳) ابی الغنائم محمد تھے۔

اول ابوالحسن محمد بن ابوعلی عمر الرئیس الشریف:۔ بقول صاحب عمدۃ الطالب کہ آپ مرد وجیہہ متمول اور علویین میں سے کسی شخص کے پاس اتنا مال املاک زراعت نہ تھی۔بعض کہتے ہیں کہ آپ ایک سال میں اکھتر ہزار جریب زمین پر زراعت کرتے تھے عمدۃ الطالب میں ابن صابی سے منقول ہے کہ آپ کی املاک اسقدر کثیر تھیں کہ ان زمینوں کی پیاس فرات بجھانے سے قاصر تھی یعنی ان کو سیراب کرنے سے قاصر تھی۔ اور جب عضدالدولہ نے اپنے وزیر مطہر بن علی کو (اور بعض نسخوں میں مطہر بن عبداللہ لکھا ہے) عمران بن شاہین سے جنگ کرنے کیلئے بطیحہ میں بھیجا تو اس جنگ کے امور مطہر بن علی پر واضح ہوئے اور وہ جنگ میں زخمی ہوکر مارا گیا۔اس جنگ میں الشریف ابوالحسن محمد بن عمر الرئیس بن یحییٰ بھی اسکے ساتھ تھے۔تو ابوالحسن محمد اور مطہر بن علی میں کسی بات پر اختلاف ہوا۔مطہر بن علی نے ابوالحسن محمد سے کلام سنا جس میں عضدالدولہ کیلئے شکائیت تھی اور بعد میں یہ خبر عضدالدولہ کو پہنچی تو اس نے آپ کو گرفتار کیا اور آپکو املاک سے بے دخل کر دیا اور آپ کو فارس منتقل کر دیا گیا۔

عمدۃ الطالب میں آپ کے متعلق ایک عجیب وغریب حکایت ہے کہ ایک دفعہ الشریف ابوالحسن محمد بن عمر الرئیس دیوان خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مطہر بن عبداللہ (یا مطہر بن علی) وزیر عضدالدولہ بن بویہ بھی دیوان میں موجود کہ اس وقت یہ خط ملا کہ قرامطہ کا قاصد کوفہ پہنچ رہا ہے اور مناسب ہے کہ اس کے دفاع کے اسباب مہیا کرنے کیلئے کوفہ میں کوئی خط لکھا جائے۔مطہر بن عبداللہ وزیر نے وہ خط سیدالشریف کو دکھایا اور اشارہ کیا کہ کسی شخص کو اس خدمت کے عنوان سے اس قاصد کیلئے روانہ کیا جائے۔پس وزیر بعض اہم امور دیوان میں مشغول ہوگیا اور ایک گھنٹہ تک اسی حالت میں رہا جب ملتفت ہوا تو اشریف ابوالحسن محمد بن عمر الرئیس کو فارغ البال اور آسودہ خیال اپنی جگہ پر بیٹھا پایا تو از روئے تعجب کہا اے شریف یہ کام ان امور میں سے نہیں جن میں سستی برتی جائے۔شریف ابوالحسن محمد بن عمر الرئیس نے جواب دیا۔کہ میں نے کوفہ کی طرف ایک قاصد بھیجا تھا وہ جواب لے کر آیا ہے کہ وہ اسباب کی تیاری میں مشغول ہیں۔وزیر کو اس بات سے تعجب ہوا تو اس نے اس کام کی کیفیت کے متعلق سوال کیا تو سیدالشریف ابوالحسن محمد نے اس کو جواب دیا کہ میرے پاس بغداد میں کوفہ کے کچھ پرندے ہیں اور کوفے میں کچھ بغدادی پرندے ہیں جب آپ نے اپنی رائے کے مطابق مجھے اشارہ کیا تھا۔تو میں نے حکم دیا تھا کہ پرندے کے توسط سے کوفہ خط لکھا جائے اور ابھی دوبارہ خبر ملی ہے کہ خط کوفہ پہنچ گیا ہے اور وہاں اطاعت امر میں مشغول ہیں۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد سے بنوخزعل سبزوار اور خراسان میں تھی جو ابومحمد حسن بن عدنان بن حسن بن محمد بن محمد بن عمر بن ابوالحسن محمد المذکور کی اولاد تھی۔

دوئم ابی لغنائم محمد بن ابوعلی عمر الرئیس الشریف:۔آپ کی اولاد سے بنی المنکر بغداد میں تھی جو علی المنکر بن ابوابرکات بن ابی الحسن علی بن ابی ظریف محمد بن ابوعلی عمرو بن ابوالغنائم محمد المذکور تھے۔

اعقاب ابوطالب محمد بن ابوعلی عمر الرئیس الشریف بن ابوالحسین یحییٰ بن حسین نسابہ النقیب

بقول ابن عنبہ آپ کی وفات (۴۰۷) ہجری میں ہوئی آپ کی اولاد ایک فرزند ابوالحسن علی النقیب بن ابی طالب محمد سے چلی بقول الشیخ ابوالحسن عمری (فی المجدی) کہ آپ کا نام ابوالحسن علی ابن ابی طالب محمد تھا اور آپ کا نکاح فاطمہ بنت محمد السابسی سے ہوا جب خطیب نے نکاح کا خطبہ دیا اور کہا کہ علی ابن ابی طالب کا نکاح فاطمۃ بنت محمد سے ہوا تو سب چونک گئے کہ نام بالکل امیر المومنین اور سیدۃ نساء العالمین والے ہیں۔آپ کی وفات جمادی الاول ۴۵۱

ہجری کو ہوئی۔ ابوالحسن علی بن ابی طالب محمد کے اعقاب ایک فرزند شمس الدین ابی عبداللہ احمد نقیب سے جاری ہوئی۔ ان شمس الدین ابی عبداللہ احمد بن ابو الحسن علی کے دو فرزندان سے اولاد چلی (۱)۔ ابومحمد حسن الاسمر (۲)۔ **نجم الدین اسامہ النقیب**

اول ابومحمد حسن الاسمر بن شمس الدین ابی عبداللہ احمد النقیب:۔ آپ کی اولاد سے ناصر الدین بن محمد بن حلیب بن علی بن محمد بن احمد بن حسین بن قاسم بن محمد بن علی بن شکر بن ابومحمد حسن الاسمر المذکور تھے جنکی اولاد بنوشکر سے معروف تھی جبکہ ابومحمد حسن الاسمر بن شمس الدین ابی عبداللہ احمد النقیب کی اولاد سے مورخین اور رجال نے ایک فرزند محمد کا ذکر بھی کیا ہے جن کا لقب نجم الدین تھا یعنی نجم الدین محمد بقول الشیخ عباس قمی در کتاب منتھیٰ الامال کہ آپ سید نجم الدین محمد بن حسن بن ابی عبداللہ احمد بن ابوالحسن علی بن ابوطالب محمد بن ابوعلی عمر الرئیس بن یحیٰ بن حسین نسابہ بن احمد محدث بن عمر بن یحیٰ بن حسین ذی العبرۃ تھے آپ کا نام صحیفہ السجادیہ کی ابتداء میں ہے اور عمید الروساء نے آپ سے روایت کی ہے اس کے علاوہ ابن سکون۔ جعفر بن علی والد شیخ محمد بن المشہدی اور الشیخ ھبت اللہ بن نما نے آپ سے روایت کی ہے۔

اور آپ نے صحیفہ السجادیہ الشیخ ابی عبداللہ محمد بن احمد بن شہریار بن خاذن سے روایت کیا ہے۔ آپ کا نام صحیفہ السجادیہ (امام زین العابدینؑ کی مناجات کی کتاب سے کی روایت میں ملتا ہے)

جو روایت اسطرح ہے کہ ہم سے سید اجل نجم الدین بہاء الشرف ابوالحسن محمد بن حسن بن احمد بن علی بن محمد بن عمر بن یحیٰ بن حسین نسابہ بن احمد المحدث بن عمر بن یحیٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید الشہید بن امام زین العابدین نے اس صحیفہ کی روایت بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ ۵۱۶ ہجری میں شیخ سعید ابوعبداللہ محمد بن احمد بن شہریار خزینہ دار آستانہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے سامنے صحیفہ پڑھا جارہا تھا میں نے سنا تھا اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اس صحیفہ کو شیخ صدوق ابی منصور محمد بن محمد بن احمد بن عبدالعزیز العکبری المعدل سے سنا ہے اور شیخ صدوق نے اسکی روایت ابوالفضل محمد ابن عبداللہ ابن عطب الشیبانی سے کی اور انہوں نے شریف ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن جعفر بن حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط علیہ السلام سے اور انہوں نے ۲۶۵ ہجری میں عبداللہ بن عمر بن خطابؓ سے اور انہوں نے اپنے ماموں علی بن نعمان اعلم سے اور انہوں نے عمیر ابن متوکل ثقفی بلخی سے اور انہوں نے اپنے باپ متوکل بن ہارون سے اور متوکل بن ہارون سے یحیٰ بن زید شہید اور امام جعفر الصادقؑ سے۔ یحیٰ نے اپنے والد زید شہید سے اور زید شہید نے امام زین العابدینؑ سے اور امام جعفر الصادقؑ نے امام محمد باقرؑ سے اور امام محمد باقرؑ نے امام زین العابدینؑ سے صحیفہ السجادیہ روایت کیا ہے

اعقاب النقیب نجم الدین اسامہ بن ابوعبداللہ احمد بن ابوالحسن علی بن ابوطالب محمد بن ابوعلی عمر الرئیس الشریف

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی والدہ اور حسن الاسمر کی والدہ الوزیر ابی القاسم مغربی کی بہن تھیں (عمدۃ الطالب صفحہ ۳۵۴) آپ ۴۵۲ ہجری میں ولی النقابہ ہوئے اور چار سال بعد استعفیٰ دے دیا اور رجب میں ۴۵ سال کی عمر میں بمطابق ۴۷۲ ہجری کو فوت ہوئے آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ ابی طالب عبداللہ التقی نسابہ (۲)۔ **عدنان**

اول ابوطالب عبداللہ التقی نسابہ بن نجم الدین اسامہ:۔ آپ عالم فاضل صالح اور نسابہ تھے آپ کی وفات (۹۲) سال کی عمر میں ہوئی آپ صاحب حکائیت السید جعفر بن ابی البشر ضحاک الحسنی نسابہ تھے آپ کی اولاد میں دو فرزند (۱)۔ ابوالفتح علی بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد منقرض ہوئی۔ (۲) اور

عبدالحمید جلال الدین نسابہ تھے جوعلم الانساب کے بہت ماہر تھے آپ کی ولادت ۱۹ شوال ۵۲۲ ہجری کو ہوئی آپ کی اولاد میں دوفرزند تھے۔(۱)۔ابو الفتح علی نجم الدین (۲)۔ابی طالب شمس الدین محمد النسابہ

ان میں ابی طالب شمس الدین محمد النسابہ بن عبدالحمید جلال الدین نسابہ کا ایک فرزند ابوعلی جلال الدین عبدالحمید ثانی نقیب مشہد وکوفہ تھے آپ کی وفات سن ۶۶۶ ہجری کو ہوئی۔آپ کی اولاد میں دوفرزند تھے۔(۱)۔تقی الدین ابی عبداللہ حسین اور (۲)۔ابوطالب محمد نسابہ

ان میں تقی الدین ابوعبداللہ حسین بن عبدالحمید ثانی کی اولاد سے تاج الدین عبدالحمید بن شرف الدین ابی الفضل محمد مسافر بلاد القرم بن تقی الدین ابی عبداللہ حسین المذکور تھے جوسمرقند گئے اور بعد میں عراق منتقل ہوئے۔

پھرابوطالب محمد بن عبدالحمید ثانی :۔کے اعقاب میں چارفرزند تھے(۱)۔جلال الدین عبدالحمید زاہد(۲)۔عبدالکریم غیاث الدین (آپ درج ہی قتل ہوئے)(۳)۔نجم الدین عبدالعزیز(۴)۔نظام الدین علی

دوسری شاخ میں ابوالفتح علی نجم الدین بن عبدالحمید جلال الدین نسابہ کی اولاد سے تاج الدین ابوالحسن علی امیر حاج نقیب الغری بن مجدالدین محمد بن ابو الفتح علی نجم الدین المذکور تھے۔

السید تاج الدین ابوالحسن علی امیر حاج بن مجدالدین محمد کے اعقاب میں دوفرزند تھے(۱)۔غیاث الدین عبدالکریم (۲)۔مجدالدین ابی الحسن عبداللہ۔ان میں مجدالدین ابی الحسن عبداللہ بن السید تاج الدین ابوالحسن علی امیر حاج کا ایک فرزند النقیب نسابہ فخرالدین صالح تھے جوالسید رضی الدین محمد الاوی الاقطسی کے ایام میں نقیب مشہدالغروی تھے۔

جبکہ السید عبدالکریم غیاث الدین بن السید تاج الدین ابوالحسن علی امیر حاج کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔عبدالرحیم (۲)۔نظام الدین سلیمان جنکی اولاد غری میں ہےاور(۳)السید الزاہد بہاءالدین علی

السید الزاہد بہاؤالدین علی بن السید عبدالکریم غیاث الدین وہی سید ہیں کہ بعض اعرابیوں نے شط پرسوار ہوکر آپ پرحملہ کیااورآپ کالباس چھین لیاجب آپ کی شلوارا تارنے لگےتو آپ مانع ہوئے پس آپ کوقتل کردیا گیا۔

اعقاب عدنان بن نجم الدین اسامہ بن ابی عبداللہ احمد بن النقیب ابوالحسن علی

آپ کی اولاد ایک فرزند اسامہ بن عدنان سے چلی آپ کی اولاد حلہ میں بنی اسامہ سے موسوم تھی۔بقول ابن عنبہ ۷۶۰ ہجری تک حلہ میں تھے۔اوراسامہ بن عدنان بن نجم الدین اسامہ کی اولاد ابوالفتح جلال الدین علی بن اسامہ بن عدنان سے چلی اورانکی اولاد آگے دوفرزندان سے چلی (۱)۔**ابی الغنائم زید** بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ عراق میں اختلافات کے باعث ہندوستان آئے اور(۲)۔ضیاءالدین ابوالقاسم علی بقول ابن عنبہ اس بات کاعلم نہیں کہ آپ کی اولاد ہندوستان میں موجود ہے یانہیں لیکن سادات گردیزی زیدی جہان گرد کے قدیم وثائق اورمخطوطات اورمشجرات میں یہ دونوں بھائی صاحب اولاد تھے۔

اول ضیاءالدین ابوالقاسم علی بن جلال الدین علی بن اسامہ کی اولاد سے میر ابوالفتح محمد زیدی بن میر سید عبداللہ خودشیخ بن امیر معزالدین محمد رسولدار بن ابو

محمد علاؤالدین علی واسطی بن السید ابوالمکارم معزالدین محمد واسطی بن ضیاءالدین ابوالقاسم علی المذکور تھے۔ یہ بزرگ ملتان میں مقیم تھے انکی اولاد تین فرزندان سے چلی(۱)۔عبدالکریم(۲)۔السید ابوزید ثانی(۳)۔مخدوم سید محمد یوسف ثالث

اول السید عبدالکریم بن میر ابوالفتح محمد زیدی کی اولاد سے دوفرزند تھے(۱)۔حمزہ(۲)۔سید شہراللہ ان حضرات کی اولاد دہلی ہندوستان میں ہے۔

دوئم السید اباز ید ثانی بن میر ابوالفتح زیدی کی اولاد سے سید محمد عارف کثیر المقصود بن عبدالجلیل بن عبدالمجید بن محمد بن اباز ید ثانی المذکور تھے جنکے آگے سے دوفرزند(۱)۔السید جلال الدین یاسین اور(۲)۔سید محمد علی تھے۔

ان میں سید جلال الدین یاسین بن سید محمد عارف کثیر المقصود کی اولاد سے(۱) سید عبداللطیف نوتھیں بھلوال اور(۲) سید چندن امام دیوار سوار جنکی اولاد چھنی سیداں، ڈھکوائیں، ناٹری، جہانے والا، پھلواں سرگودھا میں ہے یہ دونوں حضرات ابنان سید عالم الوراء ثالث بن سید جلال الدین یاسین المذکور تھے۔

سوئم مخدوم سید محمد یوسف ثالث بن امیر ابوالفتح زیدی:۔کی اولاد سے دوفرزند(۱)۔السید احمد عالم الدرااور(۲)۔مخدوم سید محمد حامد گردیزی۔ان میں سید محمد حامد گردیزی بن مخدوم سید محمد یوسف ثالث کی اولاد سے مخدوم سید صدرالدین محمد بابا راجن گردیزی بن مخدوم سید علم الدین گردیزی بن مخدوم السید حامد گردیزی المذکور تھے۔(از خاندانی روایت آغا السید عبدالرافع گردیزی)

اعقاب ابی الغنائم زید بن ابوالفتح جلال الدین علی بن اسامہ بن عدنان بن نجم الدین اسامہ

آپ سادات زیدی گردیزی جہانگرد ہندوستان پاکستان کے جدامجد ہیں۔جن کی تعداد شمالی پنجاب میں آباد ہےاوران میں ہمارے دوست رفیق سید عبدالرافع کاظم گردیزی بھی ہیں۔ان کا مشجر یہاں ہی منتہٰی ہوتا ہےان حضرات کے اجداد میں اولیاءاللہ تھے جن کا مزار ڈسکہ میں ہے۔اوران کا مشجر اس طرح ہے

السید آغا عبدالرافع کاظم گردیزی وسید عبدالوصی واجد گردیزی وسید عبدالہادی حامد گردیزی ابنان آغا سید عبدالروف عباس شیرکوہ وقار بن آغا سید محمد فضل حسین غباشیر سلطان جفار بن آغا سید علی مردان احمد آفتاب بن آغا سید وجدان حیدر ذیلدار بن آغا سید علی یزدان موسیٰ شیر سلطان بازکشاء بن آغا سید علی عسکر عباس سیاہ پوش بن آغا سید نجف الدین نادعلی نوروز جہانگرد بن میر عسکر الدین علی عباس آغا شیرگیر بن میر سید عزالدین علی محمد سلطان مرگ نینی بن میر سید غازی الدین علی غالب راجو چابک سوار بن میر سید نجم الدین علی نجف موسیٰ گیتی افروز بن میر سید صباح الدین علی خسر وقتال قسور بن میر سید غالب الدین شاہ نادعلی رودر باض سوار بن میر سید سرمد الدین شاہ سلطان سبز نشان بن میر سید ابوالعجائب عمادالدین موسیٰ جہانگرد بن میر سید ابوالفضل غازی الدین شاہ عباس سیاہ عبابن میر ابوالفتح وجیہ الدین شاہ حمزہ صف شکن بن سید ابوالفتوح شہاب الدین شاہ میرزمرد غازی بن قاضی ابوعلی یوسف الدین محمد مرادعین پوش بن قاضی سید ابوالفتح محمد کاظم کفرشکن (مرید میر سید علی ہمدانی ؒ منتظم کتب خانہ شاہ ہمدان) بن امیر سید ابومحمد نجم الدین ابراہیم کشور کشاء بن سلطان سید ابوابراہیم جلال الدین حسن غازی بن امیر ابوطالب غازی الدین موسیٰ جنگ آور (آمد ہند بعہد جلال الدین خلجی درراہ سمندر میسور) بن سید ابوالغنائم زید المذکور (آمد ہندوستان درزمن سلطان التمش بمقام کرنال کھتیل)

اعقاب ابومحمد حسن الفارس بن ابوالحسین یحییٰ الثانی بن حسین النسابہ النقیب الاول بن احمد المحدث

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی ۴۵ اولادیں تھیں جن میں ۳۰ بیٹے تھے لیکن آپ کی اولاد صرف تین پسران سے متصل ہے (۱)۔ابوالحسن محمد تقی السیاسی (۲)۔ابوطالب عبداللہ (۳)۔ **حسن الاصم الاسوداوی**

اول ابوالحسن محمد تقی السیاسی بن ابومحمد حسن الفارس:۔آپ کا لقب السیاسی ایک جگہ (مقام) السیاس کی نسبت سے ہے جہاں آپ کی وفات ہوئی آپ کی شادی الشریف رضی الموسوی کی بہن سے ہوئی اور آپ نے ہی شریف رضی کو نقابت سے معزول کیا آپ کی اولاد میں ریاست رہی آپ کے اعقاب دو فرزندوں سے متصل ہوتے ہیں (۱)۔ابی العلیٰ محمد (۲)۔ابوعلی حسن اور ان کو حسین بھی کہا جاتا ہے اور عمر بھی کہا جاتا تھا جو علویوں اور عباسیوں میں فتنہ کا سبب بنے آپ کی اولاد دو اسط میں رہی۔

ابوعلی حسن بن ابوالحسن محمد تقی السیاسی بن ابومحمد حسن الفارس کی اولاد سے۔العلامہ الشہید السید علی الکبیر حائری المتوفی (۱۳۰۷) ہجری بن ابی منصور بن ابی المعالی محمد بن احمد النقیب بصرۃ بن شمس الدین محمد بازیان بن شریف الدین محمد بن عبدالعزیز بن ابی الحسن علی الرئیس بن محمد بن علی القتیل بن حسن النقیب بن ابی الفتوح محمد بن حسن بن عیسیٰ الکریم بن عزالدین عمر ثالث بن تاج الدین ابی الغنائم محمد بن محمد بن ابی علی حسن المذکور۔

دوئم ابوطالب عبداللہ بن ابومحمد حسن الفارس:۔آپ کی کثیر اولاد حلہ، سورا، واسط اور طرابلس میں متفرق ہوگئی بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد تین فرزندان سے چلی (۱)۔المخل (۲)۔مسلم (۳)۔ابوالحسین یحییٰ

ان میں مخل بن ابوطالب عبداللہ کے اعقاب سے ابوعلی عمر اور علی الدماغ ابنان ابی البرکات محمد بن ابوطالب عبداللہ بن علی بن عمر بن المخل المذکور تھے پھر دوسری شاخ میں مسلم بن ابوطالب عبداللہ کے اعقاب میں فضائل بن معد بن اسامہ ونصر اللہ (اولاد حلہ اور سورا میں ہے) ابنان محمد بن معالی بن مسلم المذکور پھر تیسری شاخ ابوالحسین یحییٰ بن ابوطالب عبداللہ:۔ بقول ابن عنبہ آپ کے والد نے مدت تک آپ کا انکار کیا پھر اعتراف کیا آپ کی اولاد تین فرزندان سے تھی (۱)۔علی (۲)۔ابوالفضل محمد (۳)۔ابوالبقاء محمد

ان میں پہلی شاخ علی بن ابوالحسین یحییٰ کی والدہ جعفریہ تھیں اسی لئے اولاد بنوجعفریہ مشہور ہوئی۔

دوسری شاخ ابوالفضل محمد بن ابوالحسین یحییٰ کی اولاد ابوالحسن علی سے چلی ان کو بنوابی الفضل المعروف بنی زریق کہتے تھے

تیسری شاخ میں ابوالبقاء محمد بن ابوالحسین یحییٰ کی اولاد سے علی اور ابوالحسن علی ابنان ابوالفضل محمد بن ابوطالب محمد بن ابوالفضل محمد بن ابوالبقاء محمد المذکور تھے انکی اولاد بنوالضیا دمشہد القاسم میں مشہور ہے۔

اعقاب حسن الاصم الاسوداوی بن ابومحمد حسن الفارس بن ابوالحسین یحییٰ

آپ کی اولاد ایک فرزند ابوتغلب علی سے جاری ہوئی۔اور ابوتغلب علی بن حسن الاصم الاسوداوی کی اولاد تین فرزندان سے جاری ہوئی۔(۱)۔ابوالغنائم محمد (۲)۔ابوالقاسم حسین التقی (۳)۔**ابوالفضل علی** جبکہ بقول ابن عنبہ فرزند چہارم ابوطاہر محمد تھا جس کو ھبت اللہ بھی کہا جاتا تھا اس کا ایک بیٹا محمد الملقب بقرۃ تھا جو منقرض ہوا جو خادم دیوان السوراء تھا اور عامل سے مشہور تھا بقول نسابہ عبداللہ التقی بن اسامہ کو محمد البقرۃ بن ابوطاہر محمد کا اس کے والد اور

چچاؤں نے انکار کیا۔

اول ابی الغنائم محمد بن ابی تغلب علی بن حسن الاصم الاسوداوی :۔آپ کی اولاد بقول جمال الدین ابن عنبہ ایک بیٹے ابی عبداللہ محمد الملقب شمیرہ سے چلی جنکی اولاد بنوشمیرہ سورا میں ہے۔

دوئم ابوالقاسم حسین التقی بن ابی تغلب علی بن حسن الاصم الاسوداوی:۔آپ کی اولاد سے محمد بن ابوالفتوح محمد بن ابی حسین محمد بن الضریر بن ابی القاسم حسین التقی المذکور تھے آپ کی عرفیت سندرتھی۔

اعقاب ابوالفضل علی بن ابوتغلب علی بن حسن الاصم الاسوداوی بن ابومحمد حسن الفارس

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد صرف ایک فرزند مجد الشرف ابونصر احمد سے چلی۔

اوراس مجد الشرف ابونصر احمد بن ابوالفضل علی کی اولاد دو بیٹوں سے جاری ہوئی ۔(۱)۔ابوالفضل علی کمال الشرف اور(۲)۔ابوعبداللہ محمد مجد الشرف

اول ابوالفضل علی کمال الشرف بن مجد الشرف ابی نصر احمد بن ابوالفضل علی کی اولاد دوفرزندان سے جاری ہوئی۔

(۱)۔ابوالحسین زید النقیب (۲)۔نسابہ محمد عز الشرف المعروف عز الدین

پہلی شاخ میں ابوالحسین زید النقیب بن ابوالفضل علی کمال الشرف کی اولاد سے ابوالحسین صفی الدین بن جلال الدین علی بن ابوالحسین زید المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں نسابہ محمد عز الشرف المعروف عز الدین بن ابوالفضل علی کمال الشرف کی اولاد سے ابی محمد جلال الدین حسن نقیب نسابہ بن ابی تغلب عمید الدین علی الکریم الزاہد التقی الورح بن ابی عبداللہ حسن بن نسابہ محمد عز الشرف المعروف عز الدین المذکور تھے

اوران ابی محمد جلال الدین حسن بن ابی تغلب عمید الدین علی الکریم کے اعقاب میں پانچ بیٹے تھے

(۱)۔جلال الدین حسن عبدالکریم آپ صوف کا لباس پہنے تھے اور آپ کا ایک بیٹا ناصر الدین محمد تھا۔

(۲)۔غیاث الدین حسین صاحب الاموال بن ابی محمد جلال الدین حسن آپکے تین بیٹے تھے(۱)۔عمید الدین علی اولاد غری میں ہے(۲)۔زین الدین علی اور(۳)ابوعبداللہ محمد

(۳)۔ابی عبداللہ محمد بن ابی محمد جلال الدین حسن آپ کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی۔

(۴)۔ابی طاہر سلیمان بن ابی محمد جلال الدین حسن آپ کا ایک فرزند ابوتغلب عمید الدین علی الفاضل العالم تھے جنکی اولاد غری میں ہے۔

(۵)۔ابی العباس احمد بن ابی محمد جلال الدین حسن آپ کو صاحب اخلاق المرضیہ کہا جاتا تھا آپکے اعقاب میں پانچ بیٹے تھے(۱) زین العابدین نقیب العالم الفاضل ۔(۲) نجم الدین ابوالقاسم (۳)۔ابوعبداللہ حسین (۴) ابوعلی شمس الدین محمد (۵) ابوالفضل احمد اوران حضرات کی اولاد آل ابوالفضل اور آل عمید الدین کہلاتی ہے۔

دوئم ابوعبداللہ محمد بن مجد الشرف ابونصر احمد بن ابوالفضل علی :۔آپ کی اولاد سے العالم الفقیہ فخر الدین یحییٰ بن ھبت اللہ ابوطاہر بن ابوالحسن علی شمس الدین بن ابوعبداللہ محمد المذکور تھے۔

اور ان العالم الفقیہ فخر الدین یحییٰ بن ھبت اللہ طاہر کی اولاد تین پسران سے چلی (۱)۔زین الدین ھبت اللہ (۲)۔ابو القاسم جلال الدین احمد (۳)۔ابی الغنائم محمد

پہلی شاخ میں زین الدین ھبت اللہ بن العالم الفقیہ فخر الدین یحییٰ آپ متولی النقابہ الطاہرہ اورصدارہ بلاد الفراتیہ تھے آپ کا قتل (۷۰۱) ہجری میں ہوا آپ کو بنو محاسن نے صفی الدین بن محاسن کے خون کے بدلے میں قتل کیا کیونکہ آپ نے اسکے قتل کا حکم صادر کیا تھا آپ کو ایک جنگل کے راستے میں حاکم بغداد کے حکم پر قتل کیا گیا۔

دوسری شاخ ابوالقاسم جلال الدین احمد بن العالم الفقیہ فخر الدین یحییٰ: آپ اپنے بھائی زین الدین ھبت اللہ کے قتل کے بعد سلطان غازان کے پاس گئے اور نقابۃ الطاہرہ۔قضاء اورصدارہ بلاد الفراتیہ سنبھال لئے اور کہا کہ میرے بھائی کے قتل کے بعد قتل کے تمام معاملے حل ہوگئے آپ کی اولاد بہاؤ الدین داؤد نامی بیٹے سے چلی جو نقیب النقباء تھا۔اور بعض جگہ بہادالدین داؤد بھی لکھا ہے۔

تیسری شاخ ابوالغنائم محمد بن العالم الفقیہ فخر الدین یحییٰ آپ کی اولاد آپ کے بیٹے شرف الدین عبداللہ سے چلی۔

نوٹ

صاحب بطل الرشید نے ابومحمد حسن الفارس بن یحییٰ بن حسین النقیب انسابہ بن احمد المحدث کی اولاد سے ایک بزرگ کا ذکر کیا جو سید سلطان احمد واسطی بن محمد بن اسماعیل بن حسین بن زید العابدین بن علی بن ابومحمد حسن الفارس المذکور تھے (بطل رشید صفحہ ۲۴۳۔۲۴۱) صاحب بطل الرشید کی رائے میں انکی اولاد سے ایک بزرگ ۷۵۶ اعیسوی کو جونپور تشریف لائے جن کا نسب سید مصطفیٰ بن سید بڈھے بن سید میر بن سید قاسم بن سید حامد بن یحییٰ بن جعفر بن ممتاز بن طاہر بن سید سلطان احمد الواسطی المذکور ہے۔(فارسی نوشتہ،رسالہ گلزار سادات صفحہ ۱۸۲) از سید فتح علی زیدی المتوفی (۱۱۵۲ء)

سید فتح علی زیدی مزید لکھتے ہیں کہ سید سلطان احمد الواسطی کی اولاد زیدی واسطی کہلائی چونکہ یہ حضرت واسط سے وارد ہندوستان ہوئے انکی اولاد سے ایک بزرگ سید نظام الدین بندگی بن ممتاز بن حمزہ دمڑیہ بن رکن الدین دمڑیہ بن زین الدین محمد دمڑیہ بن احمد بن حسن دہلوی بن قاسم بن حامد بن یحییٰ بن جعفر ممتاز بن طاہر بن سید سلطان احمد الواسطی المذکور ہیں جو سادات اکبرآباد کے مورث اعلیٰ ہیں۔واللہ اعلم (تاریخ سادات زیدی صفحہ ۱۶۰)

(تاہم ان مشجرات میں اصولی علم الانساب کی رو سے نقص موجود ہے)

بابِ ہشتم فصل چہارم جز دوئم

اعقاب عیسیٰ موتم الا شبال بن زید الشہید بن امام زین العابدین علیہ السلام

آپ کا نام عیسیٰ لقب موتم الا شبال اور کنیت ابو یحییٰ تھی بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی والدہ ام الولد صون نامی خاتون تھیں اور آپ محمد نفس ذکیہ کے اصحاب میں سے تھے اور آپ کی وفات ۴۶ سال کی عمر میں ہوئی آپ نے امام جعفرؑ صادق عبداللہ بن امام محمد باقرؑ اور عبداللہ بن عمر بن محمد بن عمر بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ سے روایت کی (المجدی) بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ ابراہیم باخمری بن عبداللہ محض کے وصی تھے اور جنگ باخمر کے دن لشکر کا علم آپکے ہاتھ میں تھا آپ ابراہیم باخمری کے قتل کے بعد اپنی وفات تک روپوش رہے (عمدۃ الطالب ۲۶۳) آپ کو موتم الا شبال اس لئے کہتے ہیں کہ ایک شیر جسکے بچے تھے نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا اس کو عیسیٰ نے قتل کر دیا اس وقت سے آپ کا لقب موتم الا شبال یعنی شیر کے بچوں کو یتیم کرنے والا رکھ دیا گیا ابراہیم باخمری بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ کے قتل ہونے کے بعد آپ کوفہ میں روپوش ہو گئے اور علی بن صالح بن حیٔ کے گھر چھپ گئے اور لوگوں سے اپنے کسب کو پوشیدہ رکھا بقول صاحب عمدۃ الطالب جن دنوں عیسیٰ موتم الا شبال چھپے ہوئے تھے یحییٰ بن حسین ذی الدمعۃ بن زید شہید اور بقول عمدۃ الطالب محمد بن محمد بن زید شہید نے اپنے والد سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے میرے چچا کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہے تاکہ میں اس سے ملاقات کروں باپ نے کہا بیٹا یہ خیال دل سے نکال دے مجھے ڈر ہے اگر تجھے اس کا بتا دوتو کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پڑ جائے یا اسے اپنا ٹھکانہ بدلنا نہ پڑ جائے۔

جب بیٹے نے اصرار کیا تو حسین ذی الدمعۃ (یا محمد بن زید شہید) نے کہا اے بیٹا اگر تو چاہتا ہے کہ اپنے چچا سے ملاقات کرے تو مدینہ سے کوفہ کا سفر کرو اور وہاں پہنچے تو محلّہ حیٔ پوچھ جب اسکا پتہ چل جائے تو فلاں گلی جانا اور گلی کی صفت بیان کی وہاں اس قسم کا گھر تیرے چچا کا گھر ہے لیکن تو گھر کے دروازے پر نہ بیٹھنا بلکہ گلی کے اگلے حصے پر مغرب تک بیٹھنا اس وقت تجھے ایک ادھیڑ عمر شخص ملے گا۔ جو خوبصورت دراز قامت ہوگا اور اسکی پیشانی پر سجدوں کے نشانات ہوں گے اس نے پشم کا جبہ پہن رکھا ہوگا اور اونٹ کو آگے چلا رہا ہوگا وہ سقائی (ماشکی کے کام) سے واپس لوٹے گا اور قدم قدم پر ذکر خدا کرتا ہوگا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے۔ وہی شخص تیرا چچا عیسیٰ ہے جب اسے دیکھے تو سلام کرنا اور گلے سے لگا لینا اور اپنا تعارف کروانا زیادہ دیر ان کے پاس نہ بیٹھنا ورنہ وہ تم سے بھی چھپ جائے گا۔ چنانچہ یحییٰ بن حسین بن زید (یا محمد بن محمد بن زید) نے ایسا ہی کیا۔ اور جب چچا کو گلے لگایا تو عیسیٰ کو اس سے وحشت ہوئی پھر جب اپنا تعارف کروایا تو عیسیٰ نے سینے سے لگا لیا اور زار و قطار رونے لگے پھر عیسیٰ نے ایک ایک کر کے گھر کے تمام مرد اور عورتوں کے حالات دریافت کئے اور اپنے بھتیجے کو بتایا کہ میں کرایہ پر اونٹ لیکر لوگوں کے گھروں میں سقائی کا کام کرتا ہوں جو پیسے ملتے ہیں اونٹ کا کرایہ ادا کرتا ہوں اور جو بچ جاتے ہیں ان سے گزارا اوقات کرتا ہوں میں نے یہاں لوگوں نے اپنا نسب اور حالات چھپا رکھے ہیں اور جس دن کوئی مانع پیدا ہو جائے کہ جس کی وجہ سے پانی بھرنے نہ جا سکوں تو اس دن میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا اور میں کوفے سے باہر نکل کر صحرا میں جاتا ہوں اور بے کار سبزیوں یعنی کاہو کے پتے کھیرے کے چھلکے اس قسم کی چیزیں جنھیں لوگ دور پھینک دیتے ہیں جمع کر کے اپنی خوراک قرار دیتا ہوں۔ اور جب سے میں چھپا ہوں اسی مکان میں رہتا ہوں صاحب مکان مجھے نہیں جانتا جب کچھ عرصہ میں یہاں رہ چکا تو اس نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی جس کے بطن سے میری ایک بیٹی پیدا ہوئی اور جب وہ حد بلوغ کو پہنچی تو اسکی ماں نے مجھے کہا اسے فلاں ماشکی کے بیٹے سے بیاہ دو وہ اسکی خواستگاری کرتے ہیں۔ میں نے

کوئی جواب نہ دیا میری بیوی نے بہت اصرار کیا میں اس کے جواب میں خاموش رہا مجھ میں اتنی جرات نہ ہوئی کہ اسے اپنا نسب بتاؤں اور اسکو خبر دوں کہ میری بیٹی اولا درسولؐ ہے اور اس کا کفو اور ہمسر فلاں ماشکی کا بیٹا نہیں ہے میری بیوی نے اس سلسلے میں بہت مبالغہ کیا حتی کہ میں عاجز آ گیا اور خدا سے اس معاملہ کی کفایت چاہی خداوند عالم نے میری دعا قبول کی اور چند دن بعد میری بیٹی فوت ہوگئی لیکن اے بیٹا ایک دکھ میرے دل میں ہے کہ میں گمان بھی نہیں کرتا کہ کسی کے دل میں اسقدر دکھ درد ہو۔ وہ یہ ہے کہ جب تک میری بیٹی زندہ رہی میں اسے یہ نہ بتا سکا کہ اولادِ رسول ہے وہ اپنی شان وقدر پہچانے بغیر ہی مرگئی عیسیٰ نے اپنے بھتیجے کو رخصت کیا اور قسم دی کہ پھر کبھی اس سے ملنے نہ آئے۔

ابوالفرج اصفہانی نصیب وابشی جو زید شہید بن امام زین العابدینؑ کے اصحاب میں سے تھا اور عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید کے مخصوصین میں سے تھا سے روایت کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جس زمانے میں عیسیٰ کوفہ میں چھپے ہوئے تھے ہم کبھی کبھار ڈرتے ڈراتے ان سے ملنے چلے جاتے بسا اوقات صحرا میں ہوتے اور ماشکی کا کام کرر ہے ہوتے پس وہ ہمارے پاس بیٹھتے اور ہم سے باتیں کرتے اور کہتے خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ میں ان سے یعنی مہدی عباسی اور اسکے اعوان وانصار سے تم پر مامون ہوتا طویل مدت تک تمہارے درمیاں بیٹھتا اور تم سے باتیں کرتا پس چلے جاؤ تا کہ تمہاری بیٹھک اور معاملہ مشہور نہ ہوجائے۔ صرف مخصوص افراد آپ سے باخبر تھے ان میں ابن علاق صیرفی، حاضر، صباح زعفرانی اور حسن بن صالح تھے۔ مہدی عباسی اس کے در پے تھا کہ عیسیٰ نہ ملے تو کم از کم ان اشخاص میں سے کوئی مل جائے جس سے عیسیٰ کی کوئی خبر حاصل کے جائے حتیٰ کہ حاضر کو گرفتار کر کے تفتیش کی مگر کوئی جواب نہ پایا تو اسے قتل کر دیا آپ کی اپنی وفات تک پوشیدہ رہے۔ آپ ابراہیم باخمر کے بعد پوشیدہ ہوئے اور منصور مہدی اور ہادی کے ایام تک پوشیدہ رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے کوفہ میں وفات پائی۔ اور پوشیدگی کی حالت میں حسن بن صالح نے آپ کو دفن کیا۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری العلوی آپ کے اعقاب میں چار صاحبزادیاں (۱)۔ رقیۃ الکبریٰ (۲)۔ رقیہ (۳)۔ زینب اور (۴)۔ فاطمہ تھیں جن میں رقیہ کی شادی جعفر دیباجہ بن حسن بن علی بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ سے ہوئی اور فاطمہ وہی تھیں جن کی ولادت آپ کی روپوشی کے زمانے میں ہوئی اور ان کے متعلق ایک حکائیت بھی اوپر بیان ہو چکی ہے ان کی والدہ عام کوفی خاتون تھیں۔ اور شیخ سید تاج الدین ابن معیہ الحسنی کے بقول یہ آپ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں جبکہ بقول عمری آپکے آٹھ بیٹے تھے (۱)۔ جعفر (۲)۔ حسن (۳)۔ **احمد المختفی** (۴)۔ **زید** (۵)۔ **محمد** (۶)۔ **حسین الغضارۃ** (۷)۔ عمر (۸)۔ یحییٰ ان میں اول عمر دوئم یحییٰ یہ دونوں درج فوت ہوئے۔

سوئم جعفر بن عیسیٰ موتم الاشبال کا ایک فرزند عیسیٰ تھا مگر مزید آگے اولاد نہ چلی۔ چہارم حسن بن عیسیٰ موتم الاشبال کے اعقاب میں ایک بیٹی ''علیہ'' نامی تھی۔ آپ کو الامیر احمد الخجستانی نے جرجان میں قتل کیا۔ اور آپ کی قبر جرجان میں ہے۔

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ ودیگر جمہور نسابین آپ کی اولاد ان چار پسران سے جاری ہوئی۔ (۱)۔ احمد المختفی (۲)۔ زید (۳)۔ حسین غضارۃ (۴)۔ محمد

اعقاب احمد المختفی بن عیسیٰ موتم الاشبال بن زید الشہید

آپ کی کنیت اباعبداللہ تھی بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی والدہ عاتکہ بنت الفضل بن عبدالرحمان بن عباس بن ربیعہ بن حارث الھاشمیہ تھیں آپ کی ولادت ۱۵۸ ہجری اور وفات ۲۴۰ ہجری کو ہوئی آخری عمر میں احمد المختفی نابینا ہوگئے۔

جب آپ کے والد عیسیٰ موتم الاشبال کی وفات ہوئی تو آپ کو خلیفہ مہدی عباسی کے سپرد کر دیا گیا اور آپ ہارون رشید کے زمانے تک دارالخلافہ میں رہی صاحب عمدۃ الطالب کہتے ہیں کہ آپ ہارون رشید کے پاس رہے حتیٰ کے جب جوان ہوئے تو آپ نے خروج کیا اور گرفتار کر لئے گئے اور قید سے چھوٹ کر روپوش ہوگئے یہاں تک کہ بصرہ میں وفات پائی۔اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۸۰ برس تھی آپ کی روپوشی کی وجہ سے ہی آپ کو مختفی کہتے ہیں آپ کی زوجہ خدیجہ بنت علی بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں۔بقول عمری آپ کی وفات ایام متوکل العباسی میں ۲۴۷ ہجری کو ۹۰ سال کی عمر میں ہوئی۔بقول عمری علوی آپ کے پانچ صاحبزادے تھے(۱)۔ابوالقاسم محمد الاکبر(۲)۔احمد(۳)۔حسین(۴)۔علی(۵)۔ابوجعفر محمد المکفل کتاب ابو الغنائم الحسنی میں ابوالقاسم حسین خداع المصری نسابہ سے روایت ہے کہ شبل بن تکین نے مجھ سے ذکر کیا کہ احمد المختفی بن عیسیٰ موتم الاشبال کی اولاد ابو القاسم محمد اور ابوجعفر محمد المکفل سے چلی۔لیکن عمری،ابن عنبہ اور دوسرے نسابین کے نزدیک آپ کی اولاد علی اور ابوجعفر محمد سے چلی۔

اول ابوالقاسم محمد الاکبر بن احمد المختفی بقول عمری آپ درج تھے دوئم علی بن احمد المختفی بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اعقاب کرمان اور خراسان میں علی بن حسین بن علی المذکور سے تھی جبکہ بقول الشیخ رضی الدین بن قتادہ الحسنی المدنی کہ آپ کی اولاد سے حسن الدیلمی بن علی بن داعی بن مہدی بن عبیداللہ بن علی المذکور تھے۔

سوئم ابوجعفر محمد المکفل بن احمد المختفی :۔آپ کی والدہ خدیجہ بنت علی بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں،بقول ابن خداع وابی الغنائم آپ نے بغداد میں حالت قید میں وفات پائی۔

آپ کی اولاد علی بن ابوجعفر محمد المکفل سے جاری ہوئی۔جن کے دو بیٹے تھے(۱)۔عبیداللہ(۲)۔یحییٰ ابوالفرج اصفہانی کے نزدیک علی بن محمد المکفل المعتمد عباسی کے ایام میں قید کے دوران سامرا میں فوت ہوئے۔عبیداللہ بن علی بن محمد المکفل کی اولاد سے محمد بن احمد بن حمزہ بن احمد بن عبیداللہ المذکور تھے اور یحییٰ بن علی بن محمد المکفل المذکور کی اولاد سے دو فرزند،زید اور علی دمشق میں تھے۔

حکائیت علی بن محمد صاحب زنج

جن لوگوں نے خود کو احمد المختفی بن عیسیٰ موتم الاشبال سے منسوب کیا۔ان میں سے ایک علی بن محمد صاحب زنج تھا جس کا داعویٰ تھا کہ میں علی بن محمد بن احمد المختفی بن عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ ہوں۔کچھ لوگ اسے دعی (زبردستی کسی کی جانب سے منسوب ہونا) آل ابوطالبؑ کہتے ہیں۔اور اسکا ذکر جن نسابین نے نہیں کیا ان میں الشیخ شرف العبید لی ابی الحسن عمری بن محمد ابوالغنائم العمری،ابی عبداللہ حسین ابن طباطبا الحسنی وغیرہ ہیں (یعنی ان نسابین نے اس کا ذکر اہل بیتؑ میں نہیں کیا) یعنی اسے سادات نہیں لکھا)

لیکن بر یہ الھاشمی جو ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن سلیمان الھاشمی نسابہ تھے اور ابوالحسین بن کتیلہ الحسینی نسابہ نے کہا کہ علی بن محمد صاحب زنج صحیح

النسب آل ابی طالب میں سے ہے۔

بقول الشیخ ابوعلی احمد بن مسکویہ در کتاب ''تجارب الامم'' کہ میں نے آل ابی طالب کی ایک جماعت سے سنا کہ یہ شخص علی بن محمد صاحب زنج علوی صحیح النسب ہے اگر یہ درست ہے تو اسے کی اولاد نہ چلی یعنی بقول الشیخ الشرف العبید لی اور عمری اور ابن طباطبا کیونکہ صاحب زنج کے بیٹے ''آبلہ'' میں قتل ہو گئے حتیٰ صاحب زنج کی زندگی میں اس کا نسب درست نہ مانا گیا تو اسکے مرنے کے بعد کیسے صحیح النسب ہو گیا۔اور یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے پاک نسب میں گھسنے کی کوشش کی اور بعض نے کہا کہ یہ شخص علی بن محمد بن عبدالرحیم تھا جس کا تعلق قبیلہ عبدالقیس سے تھا اور اسکی ماں قرۃ بنت علی بن حبیب تھی۔ جو بنی اسد بن خزیمہ سے تھیں۔

بقول الشیخ عباس قمی کہ جب امام حسن عسکریؑ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے توقیع لکھی کہ علی بن محمد صاحب زنج اہل بیت میں سے نہیں ہے اسکی اصل رے کی ایک بستی سے ہے۔ وہ مذہب ازارقہ اور خوارج کی طرف میلان رکھتا تھا اس کے اعوان اور اصحاب زنجی (حبشی) تھے اس نے مہتدی باللہ کے زمانے میں ۲۵۵ ہجری میں اہواز کے علاقے میں خروج کیا پھر بصرہ آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔اس شخص نے پے در پے قتل کئے حتی کہ عورتوں کو بھی قید کرنے اور قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتا تھا اس کے غلبے کی مدت چودہ سال اور چار مہینے سے تھی حتیٰ کہ طلحہ بن متوکل عباسی جو موفق کے لقب مشہور تھا اس کے مقابلے کیلئے نکلا اور اسے قتل کیا۔

یہاں ہم بیان کرتے ہیں کہ امام پاک حسن العسکریؑ کی توقیع کے بعد یہ بات روشن ہے کہ صاحب زنج سید نہیں تھا اور کبار انسابین نے بھی اسے سید نہیں لکھا

اعقاب زید بن عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ

شیخ شرف العبید لی کے بقول آپ کی اعقاب محمد اور حسین سے چلی جبکہ بقول ابن طباطبا آپ کے اعقاب میں حسین نہیں تھا۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد محمد بن زید سے جاری ہوئی۔

محمد بن زید بن عیسیٰ موتم الاشبال کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔حسن (۲)۔محمد الملقب ابزار رطب اور (۳)۔احمد

اول حسن بن محمد بن زید بن عیسیٰ موتم الاشبال:۔ بقول الشیخ ابی نصر بخاری آپ کا ایک بیٹا علی بن حسن تھا جسکے دو فرزند حسن اور حسین تھے۔

دوئم۔محمد الملقب ابزار رطب بن محمد بن زید بن عیسیٰ موتم الاشبال:۔ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد ایک فرزند حسین بن محمد ابزار رطب سے چلی اور حسین بن محمد ابزار رطب کے تین فرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔زید (۳)۔احمد

سوئم۔احمد بن محمد بن زید بن عیسیٰ موتم الاشبال:۔آپ کی اولاد پانچ پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔ابو احمد محمد (۲)۔ابوعبداللہ محمد (۳)۔ابوالحسن محمد (۴)۔ابوعلی محمد (۵)۔ابوجعفر محمد

پہلی شاخ میں ابواحمد محمد بن احمد بن محمد:۔ کے دو فرزند تھے (۱)۔ابوجعفر احمد شاعر اور (۲) ابومحمد حسن الشاعر ان میں ابوجعفر احمد شاعر بن ابواحمد محمد کی اولاد سے ابوالقاسم علی بن محمد بن ابوجعفر احمد الشاعر المذکور تھے آپ نقیب مصر زیدی الخیر الفاضل تھے اور ایام حاکم میں مصر میں قتل ہوئے۔

دوسری شاخ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد:۔ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے۔(۱)۔ابوعلی حسین (۲)۔ابوالقاسم جعفر (۳)۔ابومحمد عیسیٰ

الشاعر:۔ان میں ابوعلی حسین بن ابوعبداللہ محمد کی اولاد سے علی تھا جس کی اعقاب ساتویں صدی ہجری کے بعد مصر میں تھی اور اس کے دو بیٹے (۱) زید اور (۲) مسلم تھے اور ابومحمد عیسیٰ الشاعر بن ابوعبداللہ محمد کا ایک فرزند ابوعبداللہ محمد المعروف حیدرۃ تھا۔

تیسری شاخ ابوالحسن محمد بن احمد بن محمد:۔کی اولاد سے بقول ابن عنبہ دوفرزند (۱)۔مہدی اور (۲)۔زید تھے ان میں اول مہدی بن ابوالحسن محمد کی اولاد سے اسماعیل بن حسن بن مہدی المذکور تھے۔اور وہ دوم زید بن ابوالحسن محمد کی اولاد سے ایک بیٹا حسین تھا۔

چوتھی شاخ ابوعلی محمد بن احمد بن محمد کے اعقاب میں بقول ابن عنبہ دوفرزند (۱)۔ابومحمد حسن اور (۲)۔ابوجعفر احمد تھے۔

اعقاب حسین الغضارۃ بن عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید

آپ کی والدہ بقول یحییٰ نسابہ عبدۃ بنت عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں آپ کی شادی دختر حسن بن صالح بن حی الکوفی سے ہوئی۔اور آپ کی اولاد بقول ابن عنبہ چار پسران سے چلی (۱)۔زید (۲)۔علی (۳)۔محمد (۴)۔احمد الحرانی

اول زید بن حسین الغضارہ: آپ کی اولاد بقول ابن عنبہ آپکے فرزند احمد الضریر سے چلی اور ان احمد الضریر بن زید بن حسین الغضارہ کی اولاد دوفرزندان سے جاری ہوئی۔(۱)۔یحییٰ (۲)۔ابوالحسن علی۔پہلی شاخ یحییٰ بن احمد الضریر بن زید کی اولاد سے ابومحمد حسن بن ابوالقاسم علی اللغوی نقیب بصرۃ بن یحییٰ المذکور تھے آپ اپنے والد کے بعد بصرۃ کے صاحب دارالخزاعہ بنے آپ کی اولاد سے ابومحمد حسن نقیب بصرۃ بن ابی تغلب ھبت اللہ بن ابومحمد حسن المذکور تھے۔الشیخ ابوالحسن عمری نے اپنے مبسوط میں ذکر کیا کہ ان کی طرف ایک نسب الشریف زیدی المحدث الوقف فی البغداد علی بن محمد بن ھبت اللہ بن عبدالصمد نسابہ کے نسب کا زعم کیا جاتا ہے۔اور کہا کہ وہ ابوالحسن علی بن ابی العباس احمد بن محمد بن عمر الشاعر بن حسن بن ابی محمد حسن بن ابی تغلب ہبیت اللہ بن ابی محمد حسن النقیب صاحب دارالخزاعہ تھے۔

دوسری شاخ ابوالحسن علی بن احمد الضریر بن زید کی اولاد سے بقول ابن عنبہ احمد ابوالموھوب بن علی بن احمد بن محمد بن جعفر بن محمد بن حسن بن علی المذکو تھے۔ جوغری میں بنی الموھوب کے جد تھے اور یہ بنی محاسن سے بھی معروف تھے۔یہ محاسن ابی الموہوب کے بیٹے تھے۔

دوئم علی بن حسین الغضارۃ:۔بقول السید ابی الحسین یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ آپ کی والدہ مطہرہ بنت علی بن صالح بن حی الھمدانی تھیں اور آپ کی اولاد ایک فرزند محمد بن علی سے چلی جن کے ایک فرزند بقول ابن عنبہ علی بن محمد تھے اور دوسرے فرزند ابوسعید کا تذکرہ صاحب سراج الانساب نے کیا جن کی اعقاب سے ایک نسب بھی تحریر کیا۔علی بن محمد بن علی کے اعقاب میں بنی العقر وق کے نسب کو شریف ابوحرب دینوری نے رفع کیا۔

نسب شریف سادات کسکن توابع سبزوار۔السید فخر الدین حسن بن سید معز الدین علی بن جلال الدین مہدی بن فخر الدین حسن بن علاؤ الدین علی بن شرف الدین حسین بن شرف الدین قاسم بن زین العابدین بن محمد بن ابی الحسن علی بن ابی عبداللہ حسین بن ابی زید القاسم بن ابی العز اسماعیل بن محمد بن احمد بن ناصر بن ابی سعید بن محمد بن علی بن حسین الغضارۃ بن عیسیٰ موتم اشبال (سراج الانساب صفحہ ۱۰۸)

سوئم محمد بن حسین الغضارۃ: آپ کی اولاد سے امیرک جعفر بن عبداللہ کوچک بن حسین (بقول ابن عنبہ آپ کی قبر سبزوار میں ہے) بن محمد المذکور تھے۔

چہارم احمد الحرانی بن حسین الغضارۃ:۔بقول ابن عنبہ آپ کی کنیت ابوطاہر تھی اور آپ کی اعقاب دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوعلی محمد المعمر قاضی

مدینہ(۲)۔ابوالحسین محمد۔پہلی شاخ ابوعلی محمد المعمر قاضی مدینہ بن احمد الحرانی بن حسین الغضارۃ آپ مدینہ کے قاضی تھے اور ۱۲۰ سال زندہ رہے آپ کی اولاد عبداللہ الازرق سے چلی اور انکے تین پسران تھے (۱)۔احمد زادالرکب (۲)۔ابوعبداللہ حسین (۳)۔حسن القویری (آپ کو قویری اس لئے کہتے ہیں کہ آپ قرآن کثرت سے پڑھتے تھے)ان میں احمد زادالرکب بن عبداللہ الازرق بن محمد المعمر : آپ کی اولاد سے دوفرزند علی اور عبدالرحمان تھے جنکی اولاد بنی علی اور بنوعبدالرحمان دمشق میں گئی۔پھر ان میں ابوعبداللہ حسین بن عبداللہ الازرق بن ابوعلی محمد المعمر قاضی المدینہ کی اولاد سے مفضل بن معمر بن حسن بن حسین قاضی المدینہ بن یحییٰ المدعو برکات قاضی مدینہ بن ابوعبداللہ حسین المذکور تھے۔

اور انکی اولاد سے سید حسام الدین علی متولی نقابۃ الحلہ بن شرف الدین سنان (حجاز سے عراق داخل ہوئے)بن ھندی بن سیف بن ھلال بن محمد بن ناصر بن مفضل المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں ابوالحسین محمد بن احمد الحرانی کی اولاد ایک فرزند سلیمان سے چلی اور اس سلیمان بن ابوالحسین محمد کی اولاد دوفرزندوں سے چلی (۱)۔احمد ابی الخلاط (۲)۔حسن ان میں احمد ابی الخلاط بن سلیمان کی اولاد سے عیسیٰ تھے جنکی اولاد بنوجاجک کہلائی اور حسن بن سلیمان کی اولاد سے ابی الغنائم محمد بن حسین بن حسن المذکور تھے۔

اعقاب محمد بن عیسیٰ موتم الاشبال بن زید الشہید

بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ آپ کی والدہ عبدہ بنت عمر الاشرف بن علی بن حسین بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں۔بقول یحییٰ نسابہ آپ کے ایک فرزند علی بن محمد بن عیسیٰ تھے جن کی والدہ عامر بن لوی کی اولاد سے تھیں بقول یحییٰ نسابہ ایام معتصم عباسی میں آپ کا قتل ''فدک'' میں مرۃ بن غطفان کے ہاتھوں ہوا۔بقول ابن عنبہ ودیگر نسابین آپ کی جمہور اولاد ابوالحسین علی العراقی بن حسین بن علی بن محمد بن عیسیٰ موتم الاشبال سے جاری ہوئی۔آپ عراق میں داخل ہوئے اور قیام کیا اس لئے اہل حجاز نے آپ کو عراقی کہا۔

سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی نے آپ کی اولاد میں صرف احمد الدعکی کی اولاد کا ذکر کیا ہے۔جبکہ امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب الشجرۃ امبارکہ میں علی العراقی کے تین فرزند تحریر کئے ہیں (۱)۔ابومحمد حسن (۲)۔ابوجعفر محمد اور (۳)۔ابوعبداللہ حسین جبکہ صاحب عمدۃ الطالب نے ابوالحسین احمد الاعکی تحریر کیا ہے۔ابن عنبہ نے بھی پانچ فرزند بیان کیے مگر اولاد ایک کی لکھی۔

بقول ابواسماعیل طباطبائی کہ علی العراقی دراصل حسین بن محمد بن حسین الغضارۃ بن عیسیٰ موتم الاشبال تھے جبکہ کتاب الفخری فی لانساب الطالبین میں علی العراقی بن حسین بن عیسیٰ موتم الاشبال تھے۔(الفخری صفحہ ۵۴) جبکہ عمدۃ الطالب میں السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی اور سادات زیدیہ بارہ کے قدیم مشجرات اور رسالہ گلزار سادات از فتح علی زیدی میں،علی العراقی بن حسین بن علی بن محمد بن عیسیٰ موتم الشبال تحریر ہے اور ہمارے نزدیک یہی درست ہے یوں علی العراقی کے اعقاب دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔**ابو الحسین احمد الدعکی** اور (۲)۔**ابو محمد حسن** جنکی اولاد سادات بارہہ ہندوستان و پاکستان ہیں۔

اعقاب ابوالحسین احمد الدعکی بن علی العراقی

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔جعفر (۲)۔عبدالعظیم (۳)۔**ابو عبداللہ محمد الکروشی** اول جعفر بن ابوالحسین احمد الدعکی بن علی العراقی: کی اولاد سے بقول ابن عنبہ ابوالبشائر زید بن ابومنصور محمد دب المطبخ بن حمزہ بن احمد بن علی بن جعفر المذکور تھے

دوئم عبدالعظیم بن ابی الحسین احمد الدعکی بن علی العراقی کی اولاد سے ابوالعزنورالدین علی بن محمد بن عبدالعظیم المذکور تھے

اعقاب ابوعبداللہ محمد الکروشی بن ابوالحسین احمد الدعکی بن علی العراقی

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد ابوعلی ابراہیم بن قاسم بن ابوعبداللہ محمد الکروشی المذکور سے جاری ہوئی۔ابوعلی ابراہیم کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالعز ناصرالدین عزیز (۲)۔ابوالحسن علی الجزاران میں اول ابوالحسن علی الجزار بن ابوعلی ابراہیم کی اولاد سے محمد المقری بن یحییٰ بن ابوالحسن علی الجزارالمذکور تھے۔

دوئم ابوالنصر ناصرالدین عزیز بن ابوعلی ابراہیم کی اولاد سے دوفرزند (۱)۔علی المسقلہ اور (۲)۔ابوالفتوح شکر تھے۔علی المسقلہ بن ابوالعز ناصرالدین عزیز کی اولاد سے ابوجعفر محمد بن ابی طالب محمد بن ابی المعالی محمد بن علی المسقلہ المذکور تھے۔

جبکہ دوسری شاخ ابوالفتوح شکر بن ابوالعز ناصرالدین عزیز کی اولاد دوفرزندوں سے چلی (۱)۔علی (۲)۔عمر

ان میں علی بن ابوالفتوح شکر کی اولاد سے السید الفاضل عزالدین حسن بن علی الملقب دھان بن ابوالفتوح بن علی المذکور تھے۔

جبکہ دوسری شاخ عمر بن ابوالفتوح شکر کی اولاد سے دوفرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔علی

اول محمد بن عمر بن ابوالفتوح شکر کی اولاد سے محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن یحییٰ بن حسن بن محمد المذکور تھے جو ایک تاجر تھے اور بے اولاد فوت ہوگئے

اور دوئم علی بن عمر بن ابوالفتوح شکر آپ کی اولاد بقول ابن عنبہ دوفرزند تھے (۱)۔ابوطالب محمد مرضیہ (۲)۔ابونزار عبداللہ الصابونی آپ کی اولاد بنی صابون کہلائی اور یہ بنی صابون حسین ذی الدمعہ بن زید شہید کی اولاد بنی صابون کے علاوہ ہے۔

اعقاب ابومحمد حسن بن علی العراقی (جد السادات زیدیہ بارہہ ہندوستان و پاکستان)

مخطوط رسالہ گلزار سادات از سید فتح علی زیدی التوفی ۱۱۵۲ ہجری میں آپ کی اعقاب سے ایک نسل جو ہندوستان وارد ہوئی کا ذکر اسطرح ہے سید زید ابوالفرح الواسطی بن داؤد بن حسین بن یحییٰ بن زید ثالث بن عمر بن زید الحربی بن علی بن ابومحمد حسن المذکور جو مورث اعلیٰ سادات بارہہ زیدیہ پاکستان و ہندستان ہیں۔

آپ واسط کے منتظم اعلیٰ تھے آپ کا عقد بنی ہاشم کی ایک پاک باز خاتون رقیہ سے ہوا جن سے آپ کے بارہ فرزند تولد ہوئے جن پر سب سے بڑا فرح تھا جسکی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالفرح پڑی جبکہ آپ کا اصل نام زید تھا۔

ہندوستان آمد کی وجہ:

ان دنوں ہندوستان پر راجپوتوں کی حکومت تھی اور ہندوستان کئی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔جن میں، اجمیر، دہلی، قنوج، بنارس، میرٹھ اور کاٹھیاواڑ اور

الور قابل ذکر ہیں اور ان دنوں الور پر راجہ جے پال کی حکومت تھی جب سلطان سبکتگین نے ہندوستان پر حملہ کیا اور لوٹ مار کر کے واپس چلا گیا تو راجہ جے پال نے ہندو و راجاؤں سے مدد طلب کی اور سب راجاؤں نے اپنی افواج جے پال کی مدد کیلئے بھیج دیں اسی عرصہ میں سلطان سبکتگین کا ۳۸۸ ہجری مطابق ۹۹۸ عیسوی کو انتقال ہوا اور اس کا بیٹا محمود غزنوی تخت پر بیٹھا اور محمود غزنوی نے راجہ جے پال سے جنگ کیلئے سید ابوالفرج زید واسطی سے مدد طلب کی (تاریخ برکات ، تاریخ ماثر الکرام ، فارسی نوشتہ رسالہ گلزار سادات از سید فتح علی زیدی ۔

سید ابوالفرح زید واسطی ۳۸۹ ہجری کو بمطابق ۹۹۹ عیسوی کو اپنے بڑے فرزند کو واسط میں اپنا قائم مقام بنا کر اپنی فوج لیکر غزنی میں آئے اور یوں ۳۹۱ بمطابق ۱۰۰۱ ، ۱۰۰۰ عیسوی راجہ جے پال کے ساتھ محمود غزنوی کی گھمسان کی جنگ ہوئی اور پورے پنجاب پر سلطان محمود غزنوی کا قبضہ ہو گیا اور آخری معرکہ ۲۶۔۱۰۲۴ عیسوی میں سومنات پر حملہ کر کے مسلمانوں کو مکمل فتح یابی حاصل ہوئی ۔ سلطان محمود غزنوی کی فرمائیش پر سید ابوالفرح زید واسطی نے اپنے چار فرزندوں کو مفتوحہ علاقوں کی نگرانی کیلئے ہندوستان چھوڑا ان پسران میں (۱)، **سید دائود** ،(۲) **سید نجم الدین حسن** ،(۳) **سید ابو الفضائل** اور (۴) **سید ابو الفراس** تھے سلطان محمود غزنوی نے سید داؤد بن سید ابوالفرح زید واسطی سے اپنی بہن کا عقد کیا اور سید نجم الدین حسین بن ابوالفرح واسطی سے اپنی بیٹی کا عقد کیا (فارسی نوشتہ رسالہ گلزار سادات سید از فتح علی زیدی التوفی ۱۱۵۲)

السید فتح علی زیدی التوفی ۱۱۵۲ اور صاحب تاریخ برکات مارہرہ کے مطابق سید ابو الفرح زید واسطی کی وفات ۳ شعبان ۴۷۷ ہجری مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۰۵۵ عیسوی میں ہوئی اور آپ واسط میں دفن ہوئے ۔ آپ کے ان چار فرزندگان نے اپنی جاگیر کلانور میں چار مواضعات آباد کیئے

اول السید داؤد بن سید ابوالفرح زید واسطی : آپ نے موضع تہن پور آباد کیا آپ کی اولا د سادات تہن پور کہلائی ۔

دوئم سید ابوالفضائل بن سید ابوالفرح زید الواسطی :۔ آپ نے موضع چھت بنور آباد کیا آپ کی اولا د سادات چھت بنوری کہلائی

سوئم سید نجم الدین حسین بن ابوالفرح زید الواسطی :۔ آپ نے موضع کونڈلی آباد کیا آپ کی اولا د سادات کونڈلیوال کہلائی ۔

چہارم سید ابوالفراس بن ابوالفراح زید الواسطی :۔ آپ نے موضع جگنیر آباد کیا آپ کی اولا د سادات جگنیری کہلائی

اعقاب ابوالفراس جگنیری بن سید ابوالفراح زید واسطی

بقول السید فتح علی زیدی آپ کی اولا د میں تین پسران تھے (۱)۔ سید بخشش علی (۲)۔ سید ناصر علی اور (۳)۔ سید ابوالفراح ثانی جبکہ اولا دان میں سے دو کی چلی ۔ (۱)۔ سید ناصر علی کی اولا د کا ذکر نہیں کیا ۔

اول سید بخشش علی بن ابوالفراس جگنیری :۔ آپ کی اولا د سے مورث سادات بارہہ موضع شاہ پور ہندوستان سید حسین علی بن سید شرف الدین بن سید صمصمام علی بن سید قاسم علی (مورث اعلیٰ سادات بڑولی ہندوستان) بن سید یحییٰ بن سید زید بن سید بخشش علی المذکور تھے ۔

دوئم سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس جگنیری :۔ آپ کی اولا د دو فرزندان سے جاری ہوئی

(۱)۔ سید ابوالفتح ابراہیم (۲)۔ سید حسین

پہلی شاخ میں سید ابوالفتح ابراہیم بن سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوالفراس جگنیری :۔ کی اولا د سے دو فرزند تھے (۱)۔ سید علی مسعود (۲)۔ سید علی شیر جگنیری

ان میں علی مسعود بن ابوالفتح ابراہیم کی اولاد سے سید علی شیر ثانی بن سید احمد جگنیری بن بدرالدین بن علی مسعود المذکور تھے۔
جبکہ سید علی شیر جگنیری بن سید ابوالفتح ابراہیم۔ کی اولاد سے سید وجیہہ الدین یونس بن حسن زاہد بن قطب الدین بن قاسم بن عالم بن مسعود بن سید علاؤ الدین بن سید محمد ناصر بن سید فیض اللہ بن سید معزالدین بن سید علی شیر جگنیری المذکور تھے۔
دوسری شاخ میں سید حسین بن سید ابوالفراح ثانی کی اولاد سے سید محمد صغریٰ فاتح بلگرام مورث اعلیٰ سادات بلگرامی بن سید علی بن سید حسین المذکور تھے

اعقاب سید داؤد تہن پوری بن سید ابوالفراح زید واسطی

بقول السید فتح علی زیدی المتوفی ۱۱۵۲ ہجری آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔سید ناصر علی (۲)۔سید ابوالفضائل اول سید ناصر علی بن سید داؤد تہن پوری کی اولاد سے سادات ڈھانسری کیمیڑی، جانسٹھ، چتوڑہ، بہاری اورکوالی تھے ان سادات کے مورث اعلیٰ سید جلال الدین تہن پوری بن سید حسن بن سید نظام الدین بن سید شرف الدین بن سید ناصر علی المذکور تھے۔
دوئم السید ابوالفضائل بن سید داؤد تہن پوری کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔سید ابوالحسن (۲)۔سید اسماعیل
ان میں سید اسماعیل بن ابوالفضائل بن سید داؤد تہن پوری کی اولاد سے سید غلام مرتضی المعروف محل والے اور سید فتح اللہ بانکے ابنان سید غلام مصطفیٰ بن غلام محمد بن علی احمد بن شاہ محمد بن داؤد بن سلیمان بن بہاؤالدین بن سید شادن بن اسحاق بن اسماعیل المذکور تھے۔

اعقاب سید نجم الدین حسین کونڈلیوال بن سید ابوالفراح واسطی

سید فتح علی زیدی نے آپ کی اولاد صرف یحییٰ بن سید نجم الحسن حسین سے لکھی جبکہ شجرہ طبیہ میں سید فاضل علی خلخالی زادہ صفوی نے دوسرے بیٹے (۲)۔معزالدین بن سید نجم الدین حسین کی اولاد کا تذکرہ بھی کیا ہے۔
اول سید یحییٰ بن سید نجم الدین حسین کونڈلیوال آپ کی اولاد میں ایک فرزند سید کبیرالدین تھے جن کے آگے دو فرزند (۱)۔سید علی اور (۲) سید حسین تھے
پہلی شاخ میں سید علی بن کبیرالدین بن یحییٰ کی اولاد سے سید میر عالم، سید محمد اور سید جلال خان بارہہ ابنان سید بدرالدین بن شرف الدین بن سید علی المذکور تھے
دوسری شاخ میں سید حسین بن سید کبیرالدین بن یحییٰ کی اولاد سے سید علی اصغر سیف خان بارہہ سید اشرف بارہہ، سید بہادر خان بارہہ، سید امیر سوف بارہہ اور سید قاسم بارہہ ابنان سید محمود خان بارہہ بن سید عیوض (مورث اعلی سادات بارہہ موضع مجھیڑہ) بن سید ابوالقاسم بن سید حسین المذکور تھے
دوئم سید معزالدین بن سید نجم الدین حسین کونڈلیوال کی اولاد سے سید نجم علی خان، جعفر علی، نورالدین علی، ناصر علی، سراج الدین، سیف علی خان، ناد علی، السید حسین علی خان سید سالار اعلی امیر الامراء، سید حسن علی خان المعروف عبداللہ خان یہ نو حضرات ابنان السید محمد الملقب عبداللہ خان بن کریم الدین خان بن منصور بن نصرالدین بن حیدر بن محمد بن عزیز بن سید جلال المعروف جان میریں موسیٰ بن حسن علی بن ابوالحسن بن ابوالقاسم بن دیوان سید علی بن ابوصالح زرین بن فیض الدین بن احمد دین بن معزالدین المذکور تھے
ان میں سید امیر الامیراء حسین علی خان المعروف خان بہادر فیروز جنگ بن السید محمد الملقب عبداللہ خان آپ سلطان پور اور ندربار کے فوجدار رہے

عالمگیر نے آپ کو ہوشنگ کی فوجداری پر تعینات کیا اور اس کے ساتھ ساتھ دوبارہ نذر بار اور سرکاری آسیر کے پرگند تھالیسز کی فوجداری بھی عطا کی۔ پھر بہادر شاہ غازی نے تین ہزار دو ہزار سوار کا منصب اور نقارہ عطا کیا فرخ سیر نے آپ کو امیر لامراء بہادر فیروز جنگ کا خطاب دیا اور ہفت ہزار ری فی ہفت ہزار سوار کا منصب اور سپہ سالار لشکر کا عہدہ عطا کیا۔ اسی دور میں آپ کا قتل ہوا پھر سید حسن علی خان المعروف میاں عبداللہ خان قطب الملک یار وفادار ظفر جنگ بن سید محمد الملقب عبداللہ خان نے ساموگڑھ کی لڑائی میں جان کی بازی لگا کر عالمگیر کو فتح سے ہمکنار کیا۔۱۰۹۴ ہجری میں حیدر آباد کی مہم پر مامور ہوئے اور فتح مند ہوئے ۱۰۹۵ ہجری میں شہزادہ محمد معظم کے ہمراہ بیجا پور کی مہم کو سر کیا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد ۱۱۱۹ ہجری میں آپ کی جانثاری اور جانفشانی سے شہزادہ شاہ عالم بہادر شاہ غازی تخت نشین ہوا اور ۱۱۲۳ ہجری میں آپ نے اپنی حکمت عملی سے فرخ سیر کو تخت نشین کرایا۔

یہاں قاضی عبداللہ تورانی نے فرخ سیر کو سادات کے خلاف ابھارا تو وزراء کی برہمی یہاں تک پہنچ گئی کہ سید حسن علی خان نے فرخ سیر کو معزول کروا کر شہزادہ رفیع الدرجات کو تخت نشین کیا اس کے بعد رفیع الدولہ کو تخت نشین کیا۔

اعقاب السید ابوالفضائل چھت بنوری بن السید ابوالفراح واسطی

آپ کی اولاد آپ کے فرزند سید ابوالفتح محمد سے چلی۔ اور سید ابوالفتح محمد بن ابوالفضائل چھت بنوری کی اولاد بقول سید فتح علی زیدی المتوفی ۱۱۵۲ دو فرزندوں سے چلی (۱)۔ السید ابوالحسن (۲)۔ سید فتح علی

اول سید فتح علی بن سید ابوالفتح محمد بن سید ابوالفضائل چھت بنوری:۔ کی اولاد میں دو فرزند تھے۔ (۱)۔ سید بہاؤالدین (۲)۔ سید شرف علی

ان میں پہلی شاخ سید بہاؤالدین بن سید فتح علی کی اولاد سے مورث اعلیٰ سادات برست ضلع کرنال سید جمال الدین بن سید محمد بن سید احمد بن سید بہاؤ الدین المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں سید شرف علی بن سید فتح علی کی اولاد سے سید عزیز الدین، سید نصیر الدین، سید قطب الدین اور سید تاج الدین ابنان سید کمال الدین بن سید محمد طاہر بن سید شرف الدین المذکور تھے۔

دوئم سید ابوالحسن بن سید ابوالفتح محمد بن سید ابوالفضائل چھت بنوری کی اولاد سے ایک فرزند سید علی عرف علائل اور ان کے آگے دو فرزند (۱)۔ سید محمد اور (۲)۔ سید علی

پہلی شاخ سید علی بن سید علی عرف علائل بن سید ابوالحسن کی اولاد سے سید ابوالحسن محمد المعروف پیر جھنڈا المتوفی (۵۸۹) ہجری میرٹھ ہندوستان تھے۔

دوسری شاخ سید محمد بن سید علی عرف علائل بن سید ابوالحسن کی اولاد سے (۱)۔ **سید حسن فخر الدین** اور (۲)۔ سید نور الدین مبارک تھے سید نور الدین مبارک بن سید محمد کے اعقاب میں علی، احمد اور سید غلام علی ابنان سید حسن بن سید ناصر الدین بن السید نور الدین مبارک المذکور تھے۔

اعقاب سید حسن فخر الدین بن سید محمد بن سید علی عرف علائل بن سید ابوالحسن

سید حسن فخر الدین مورث اعلیٰ سادات بارہہ موضع سنبھلیڑہ ہندوستان تھے آپ کی وفات (۶۵۱) ہجری میں ہوئی سنبھلیڑہ کے علاوہ آپ کی اولاد میران پور، ککرولی، بیڑہ (کیتھوڑہ) کہلوڑہ میں بھی گئی۔

آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔سید اشرف (۲)۔سید ہادی عرف ہدیہ

اول سید اشرف بن سید حسن فخر الدین آپ کی اولاد دو فرزندان سے جاری ہوئی (۱)۔سید باقر علی (۲)۔سید محمود

پہلی شاخ میں سید باقر علی بن سید اشرف کی اولاد سے دو فرزند (۱)۔سید جعفر بارہہ قلعہ دار گلبر کہ بعہد بہادر شاہ عالم اور (۲)۔سید اسماعیل تھے۔سید اسماعیل بن سید باقر علی کے تین فرزند تھے (۱)۔سید محمد جواہر (۲)۔عبداللہ (۳)۔سید طیب اللہ

دوسری شاخ میں سید محمود بن سید اشرف کی اولاد سے سید اسماعیل اور سید قائم الدین ابنان سید امیر عالم بن سید محمود المذکور تھے۔

دوئم السید ہادی عرف ہدیہ بن سید حسن فخر الدین:۔آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔سید علی راول (۲)۔**سید حسن**

ان میں سید علی راول بن سید ہادی عرف ہدیہ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔سید حسن ثانی (۲)۔سید علی مراد

ان میں پہلی شاخ سید حسن ثانی بن سید علی راول کی اولاد سے سید ابوالقاسم مورث اعلیٰ سادات بارہہ حسین پور

سید حسام الدین مورث اعلیٰ سادات بارہہ بیڑ اور سید شمس الدین یہ تین ابنان سید تاج الدین بن سید حسن ثانی المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں سید علی مراد بن سید علی راول کی اولاد سے سید قاسم علی اور سید باقر علی خان ابنان سید ابوالفضل بن سید علی مراد المذکور تھے۔

اعقاب سید حسن بن سید ہادی عرف ہدیہ بن سید حسن فخر الدین

بقول سید فتح علی زیدی آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔سید ابراہیم (۲)۔سید یحییٰ (لاولد) اور سید نور حسین

اول سید ابراہیم بن سید حسن کی اولاد سے ایک فرزند سید حفیظ اللہ تھا۔اس سید حفیظ اللہ بن سید ابراہیم کے دو فرزند تھے (۱)۔سید نعمت اللہ (۲)۔سید ہاشم خان بارہہ آپ ۱۰۳۲ ہجری میں شہزادہ خرم کی فوج کے عہدے دار تھے

ان میں سید نعمت اللہ بن سید ابراہیم بن سید حسن کا ایک فرزند سید عبدالجلیل تھا جس کے آگے چار فرزند تھے (۱)۔سید ہاشم (۲)۔سید تاج المخاطب بہ سید شہامت خان بارہہ (۳)۔سید اسداللہ (۴)۔سید سیف اللہ

دوئم سید نور حسین بن سید حسن آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔سید فتح علی المتوفی ۹۸۶ ہجری اور (۲)۔سید موج علی جو ۱۰۱۲ میں لاولد فوت ہوئے۔

ان میں سید فتح علی بن سید نور حسین بن سید حسن کی اولاد میں سید الاتقیاء زبدۃ الانقیاء **شاہ سفیر زیدی** المتوفی ہجری التوفی ۱۰۵۵ ہجری مدفون موضع شاہ سفیر سوہاوہ جہلم آپ سادات شاہ سفیر کے جد اعلیٰ ہیں آپ کی والدہ سیدہ خدیجہ بنت سید علی مراد بارہہ تھیں۔

اعقاب سید شاہ سفیر زیدی بن سید فتح علی بن سید نور حسین بن سید حسن

آپ کی اولاد آپ کے فرزند سید مبارک علی زیدی سے چلی جنکی اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔سید حمید حسین زیدی (۲)۔سید فرید حسین زیدی (۳)۔سید غریب حسین زیدی

ان میں سید فرید حسین زیدی بن سید مبارک علی زیدی بن سخی شاہ سفیر زیدی کے اعقاب میں تین فرزند (۱)۔سید فتح علی زیدی المتوفی ۱۱۵۲ ہجری مولف رسالہ گلزار سادات فارسی نوشتہ (۲)۔سید کرسی حسین (۳)۔سید مظفر علی تھے

پھر اول سید فتح علی زیدی بن سید فرید حسین زیدی کے اعقاب سے سید معروف حسین زیدی (مولف کتاب تاریخ سادات زیدی) وسید ظہور حسین زیدی وسید منظور حسین وسید ضمیر حسین زیدی ابنان سید عنائیت حسین شاہ بن سید محمد شاہ زیدی بن سید قاسم علی شاہ بن سید محمد صلاح بن سید منصب علی بن سید فتح علی زیدی المذکور تھے۔ سید معروف حسین زیدی بن سید عنائیت حسین شاہ، ایک عالم فاضل شخصیت تھیں جن کی کتب سے مولف کتاب ھذا نے بھی استفادہ کیا آپ کی لکھی کتاب تاریخ سادات زیدی تحقیق کا بلند شاہکار رہے

آپ کی اولاد میں تین دختران اور پانچ پسران تھے جن میں (۱)۔سید عباس رضا زیدی (۲)۔سید حسن رضا زیدی (۳)۔سید ناصر عباس زیدی (۴)۔سید رضی الحسن زیدی اور (۵)۔علامہ سید علی رضا زیدی ہیں۔ سید علی رضا زیدی میرے دوست اور صدیق ہیں آپ سے پہلی ملاقات قم المقدسہ میں ایران میں ہوئی۔ جہاں آپ اپنی دینی تعلیم مکمل کر رہے تھے آپ عالم فاضل اور عزادار سید ہیں۔ جنکی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

باب ہشتم فصل چہارم جز سوئم اعقاب محمد بن زید شہید بن امام زید العابدینؑ

آپ زید شہید کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے آپ کی والدہ ام الولد سندھی تھیں بقول ابو الحسن عمری العلوی آپ کی تین بیٹیاں تھیں (۱)۔کلثوم (۲)۔فاطمہ آپ کی شادی محمد بن حسین ذی العبر ہ سے ہوئی (۳)۔ام الحسین آپ کی شادی حسین بن حسین ذی العبر ہ سے ہوئی۔ اور آپ کے صاحبزادوں میں (۱)۔محمد الاکبر، (۲) محمد الاصغر، (۳) جعفر الشاعر، (۴) حسن، (۵) القاسم، (۶) علی، (۷) حسین، (۸) زید تھے جبکہ بعض نے (۹) اسماعیل اور (۱۰) احمد بھی تحریر کئے لیکن بقول المجدی وابن عنبہ ودیگر کبار نسابین آپ کی اولاد صرف ایک فرزند جعفر الشاعر سے چلی۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے سے آپ کی اولاد نہ چلی۔

اول محمد الاکبر بن محمد بن زید شہید:۔ آپ کا لقب ''المویدباللہ'' تھا آپ کی والدہ فاطمہ بنت مرجاء الجعفری تھیں آپ ابی السرایا بن منصور شیبانی کے ساتھ خروج میں شامل تھے۔ ابی السرایا نے محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام کی جانب سے بیعت لی اور جب ایک رات محمد بن ابراہیم طباطبا خفیہ طور پر قتل ہو گئے تو ابی السرایا نے محمد الاکبر بن محمد بن زید شہید کو محمد ابن ابراہیم طباطبا کا قائم مقام بنایا اور آپ کا لقب ''المویدباللہ'' رکھا آپ آئمہ الزیدیہ میں سے تھے یوں جب ہرثمہ بن اعین اور حسن بن سہل سے جنگ ہوئی تو محمد الاکبر بن محمد بن زید شہید گرفتار کر لئے گئے اور مامون کی طرف ''مرو'' بھیج دیا گیا تو مامون نے ان کی کم عمری دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا اور کہا۔ تم نے کیسا پایا جو اللہ نے تمہارے چچا زاد کے ساتھ کیا۔ آپ کو مرو میں ہی ۲۰۲ ہجری کو ۲۰ سال کی عمر میں مامون عباسی نے زہر دے دی جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ (عمدۃ الطالب صفحہ ۲۷۶۔۲۷۶) اور یہ بھی لکھا گیا کہ آپ کی قبر شلکیا نہ نامی مقام پر ہے۔ اور بعض نے آپ کی والدہ فاطمہ بنت علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر الطیار لکھا ہے۔ جو درست لگتا ہے۔

اعقاب جعفر الشاعر بن محمد بن زید الشہید بن امام زین العابدین

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی بقول السید یحیٰی نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ کہ آپ کی والدہ ھنادۃ بنت خلف تھیں جو عمرو بن حریث مخزومی کی اولاد سے تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی۔ (۱)۔احمد السکین (۲)۔قاسم (۳)۔ **محمد الخطیب الحمانی**

اول القاسم بن جعفر الشاعر کی اولاد سے ابومحمد اسماعیل نقیب ہرات بن ابوالقاسم احمد نقیب ہرات بن ابوعبداللہ جعفر بن القاسم المنذ کور تھے جنکی اولاد ہرات میں تھی۔

دوئم احمد السکین بن جعفر الشاعر: آپ کی اولاد چار پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالقاسم علی (۲)۔ابوالحسین محمد الاکبر (۳)۔ابوعلی محمد الاصغر (۴)۔ابو عبداللہ جعفر

ان میں پہلی شاخ میں ابوالقاسم علی بن احمد السکین بن جعفر الشاعر کی اولاد سے دوفرزند تھے (۱)۔محمد الاصغر (۲)۔محمد الاکبر ان میں محمد الاصغر بن ابوالقاسم علی کی اولاد سے سیف النبی بن حسن امیر کا بن علی بن محمد الاصغر المنذ کور تھے۔

دوسری شاخ میں ابوعبداللہ جعفر بن احمد السکین کی اولاد ایک فرزند ابی الحسن علی نقیب نصیبین سے چلی جن کے اعقاب میں دو بیٹے عبیداللہ اور حسن تھے۔

تیسری شاخ ابوعلی محمد الاصغر بن احمد السکین کی اعقاب میں چار فرزند تھے (۱) ابویعلی حمزہ (۲) ابوطالب عباس (۳) ابوالحسین زید (۴) ابوجعفر احمد ان میں ابی یعلی حمزہ بن ابوعلی محمد الاصغر بقول صاحب ''الانساب'' سمعانی آپ عالم فاضل تھے آپ کی وفات ۳۴۶ ہجری میں ہوئی۔

چوتھی شاخ ابوالحسین محمد الاکبر بن احمد السکین آپ کی اولاد میں تین فرزند (۱)۔ابوطالب محسن (۲)۔ابومحمد حسن الرملی المحدث جو سادات الطالبین میں اعیان تھے۔آپ کی اولاد نہ جاری ہوئی (۳)۔ابوعبداللہ حسین المرتعش

ان میں اول ابوطالب محسن بن ابوالحسین محمد الاکبر کی اولاد سے دوفرزند تھے (۱)۔ابوجعفر احمد (۲)۔ابوالحسن علی

ابوجعفر احمد بن ابوطالب محسن کا ایک فرزند محمد اور ابوالحسن علی بن ابی طالب محسن کا ایک فرزند حمزہ الزاہد تھا جس کے بارے میں ابن طباطبا کا قول ہے کہ اسکی اولاد نہ رہی۔

دوئم ابوعبداللہ حسین المرتعش بن ابوالحسین محمد الاکبر:۔کے اعقاب سے ابومحمد جعفر النقیب بصرہ بن ابوعبداللہ محمد المعقد بن ابوالحسن علی المفلوج المرتعش بن ابوعبداللہ حسین المرتعش المنذ کو تھے جنکی اولاد بصرۃ اور اہواز میں ہے۔

احمد السکین بن جعفر الشاعر کی اولاد افغانستان وایران میں کثیر تعداد میں آباد ہے افغانستان میں ان پر دو کتابیں قلمبند ہوگئی ہیں جن میں سید جعفر العادلی کی ''کوثر النبی'' اور السید مروج بلخابی کی ''ورود سادات در افغانستان'' مشہور ہیں تاہم ہم یہاں شجرہ طیبہ از سید فاضل علی شاہ موسوی صفوی خلخالی زادہ کی کتاب سے انکے چند مشجرات کا ذکر کررہے ہیں۔

آیت اللہ سید عبدالحسین دستغیب الشیر ازی بن السید محمد تقی بن میر زاھد ایت اللہ بن اسماعیل بن ابوالحسین محمد بن ابوجعفر محمد زمان بن میر ہدایت اللہ بن ابوابراہیم اسماعیل بن عماد الدین ابراہیم بن جلال الدین یحیٰی بن تاج الدین محمد بن بہاء الدین حیدر بن جلال الدین اسماعیل بن علی ضیاء الدین بن الامیر فخر الدین عرب شاہ بن امیر عزالدین ابوالمکارم بن نجم الدین فیاض ھادی بن خطیر الدین امیری بن ابوعلی حسن جمال الدین بن ابوجعفر حسین عزیزی بن ابوسعید علی بن ابومحمد زید الاشم النصیبی بن ابوشجاع علی بن ابوعبداللہ محمد بن ابوالحسن علی الحرانی نقیب نصیبین بن ابوعبداللہ جعفر بن احمد السکین بن جعفر الشاعر بن محمد زید شہید بن امام زین العابدینؑ

آیت اللہ العظمیٰ السید علی صدر الدین الشہیر سید علی خان المدنی مدفون شیراز بن نظام الدین احمد المکی الدشتکی بن میرزا محمد معصوم الدشتکی بن میرزا نظام الدین احمد بن میں ابراہیم بن امیر اسلام اللہ بن امیر عماد الدین مسعود بن امیر صدر الدین الدشتکی بن امیر غیاث الدین منصور بن امیر صدر الدین بن امیر شرف الدین ابراہیم بن امیر صدر الدین محمد بن امیر عنر الدین اسحاق بن علی ضیاء الدین بن امیر عرب شاہ فخر الدین بن امیر عنر الدین ابوالمکارم بن نجم الدین فیاض بن خطیر الدین امیری بن ابوعلی جمال الدین حسن بن ابوجعفر حسین عزیزی بن ابوسعید علی (نصیبین) سے شیراز (۶۰۵) ہجری میں داخل ہوئے اور محلّہ دشتک میں رہے) بن ابوابراہیم زید الاشم بن ابوالشجاع علی بن ابوعبداللہ محمد بن ابوالحسن علی الحرانی بن ابوعبداللہ جعفر بن احمد السکین بن جعفر الشاعر بن محمد بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ

اعقاب محمد الخطیب الحمانی بن جعفر الشاعر بن محمد بن زید شہید

بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ آپ کی والدہ ام علی فاطمہ بنت یحییٰ بن حسین ذی الدمعۃ بن زید شہید بن امام زین العابدین علیہ السلام تھیں۔ آپ کی اولاد ایک فرزند علی الحمانی سے چلی اور یہ بھی شاعر تھے۔ المتوکل عباسی نے جب امام علی نقی الھادیؑ سے عوامی شاعروں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے حمانی کا نام لیا۔ اوران کا شعر پڑھا بقول ابن عنبہ کہ آپ بنی حمان کے پاس ٹھہرے تو حمانی مشہور ہوئے۔ اور آپ آل ابی طالب سے مشہور شاعر تھے آپ کا یہ قول بہت مشہور ہے کہ آل ابی طالبؑ میں سے میں میرا باپ اور میرا دادا تینوں شاعر تھے یعنی اس سے قبل تین پشتوں میں آل ابی طالب کی ایسے لگا تار شاعر نہیں آئے۔

بقول الشیخ شرف العبید لی ۲۷۰ ہجری میں رہائی کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔ بقول ابن خداع نسابہ مصری آپ کی کنیت ابوالحسین تھی جبکہ بقول عمری کہ کہا ابن حبیب صاحب التاریخ فی اللوامع کہ آپ کی وفات ۳۰۱ ہجری میں ہوئی اور یہی درست ہے۔

علی الحمانی بن محمد الخطیب الحمانی الشاعر کی جمہور اولاد محمد صاحب دار الصخر بالکوفہ بن زید بن علی الحمانی المذکور سے چلی جن کی اعقاب دو پسران سے چلی (۱)۔ ابی الحسن علی الملقب بالواوہ (۲)۔ ابی جعفر احمد

اول ابوالحسن علی الملقب بالواوہ بن محمد صاحب دار الصخر کی اولاد سے صالح بن ابودلفہ محمد بن محمد بن ابوالحسن علی بالواوہ المذکور تھے

دوئم ابوجعفر احمد بن محمد صاحب دار الصخر کی اولاد سے دوفرزند تھے (۱)۔ ابوالحسن علی (۲)۔ ابوالبرکات محمد

پہلی شاخ میں ابوالحسن علی بن ابوجعفر احمد کی اولاد سے ابومنصور محمد بن ابوالحسن منصور بن ابوالحسن علی المذکور تھے۔

جبکہ دوسری شاخ ابی البرکات محمد بن ابی جعفر احمد کے اعقاب میں دوفرزند تھے۔ (۱)۔ ابوعبداللہ محمد الکوفی (۲)۔ ابوالقاسم علی

ان میں ابوعبداللہ محمد الکوفی بن ابی البرکات محمد کی اولاد ابی القاسم علی سے چلی اور انکی اولاد میں دوفرزند تھے۔ ابی البرکات محمد لقب قبین (۲)۔ ابوالحسین محمد

ان میں ابی البرکات محمد قبین بن ابوالقاسم علی کے اعقاب میں چار فرزند تھے (۱)۔ حسین الفلک (۲)۔ اباحسین حمزہ (۳)۔ **ابوالقاسم علی** (۴)۔ حسن قیل اباعبداللہ حسین انکی اولاد بنو بین المشہد الغروی میں ہے۔

اعقاب ابوالقاسم علی بن ابوالبرکات محمد بن ابوجعفر احمد بن محمد صاحب دار الصخر

بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد دو فرزندوں سے چلی (۱)۔یحییٰ المدعو عنبراً (۲)۔ابوالحسن علی جنکی اولاد بنو دار الصخر مشہور ہے

ان میں اول یحییٰ المدعو عنبراً بن ابوالقاسم علی کی اعقاب دو پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔ابوالحسن علی (۲)۔ابومحمد حسن

دوئم ابوالحسن علی بن ابی القاسم علی کی اولاد ایک فرزند ابی الحسن محمد سے چلی اور انکی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی۔(۱) ابومنصور حسن اور (۲)۔ابوالحسین محمد الاطروش

ان میں پہلی شاخ ابومنصور حسن بن ابی الحسن محمد بن ابوالحسن علی کی اولاد سے محمد المعروف حدید بن علی بن محمد بن ابومنصور حسن المذکور تھے۔

پھر دوسری شاخ ابوالحسین محمد الاطروش بن ابی الحسن محمد بن ابوالحسن علی کی اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔علی (۲)۔ابوالحسن شمس الدین محمد۔پھر ان میں علی بن ابوالحسین محمد الاطروش کا ایک فرزند ابی الحسین الصواف خیر الصالح شیخ تھے۔جبکہ ابوالحسن شمس الدین محمد بن ابوالحسین محمد الاطروش کی اولاد میں دو فرزند تھے۔(۱)۔حسن (۲)۔فخر الدین علی النقیب: جن میں حسن بن ابوالحسن شمس الدین محمد کا ایک فرزند ہاشم النجم تھا۔جبکہ دوسرے فرزند فخر الدین علی النقیب بن ابوالحسن شمس الدین محمد کی اولاد میں دو پسران تھے۔

(۱)۔جلال الدین جعفر جن کے اعقاب میں صرف بیٹی تھی (۲)۔شمس الدین محمد

ان میں شمس الدین محمد بن فخر الدین علی النقیب کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔رضی الدین عبداللہ جنکی اولاد جاری نہ رہی اور (۲)۔صفی الدین حسن آپ حلہ کے رئیس تھے اور بغداد میں قتل ہوئے۔

باب ہشتم فصل پنجم حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ بن امام حسین السبط الشہید علیہ السلام

بقول سید ضامن بن شدقم الحسینی المدنی کہ آپ سید جلیل القدر، عظیم الشان، رفیع المنز لہ، عالی الھمۃ، عالم فاضل، کامل، صالح، عابد، ورع، زاہد، عفیف، تقی، نقی اور میمون تھے آپ نے اپنے والد امام زین العابدینؑ اپنی پھوپھی سیدہ فاطمۃ صغریٰ بنت الحسینؑ اور امام محمد باقرؑ سے حدیث روایت کیں (تحفہ لب لباب از ضامن بن شدقم العبید لی صفحہ نمبر ۱۶۰)۔اور ایک جماعت نے آپ سے حدیث روایت کی جن میں عبداللہ بن مبارک خراسان میں اور محمد بن عمر الواقدی جو فضلائے کبار میں سے تھے (لباب الانساب جلد دوئم صفحہ ۴۸۰)۔بقول الشیخ مفید فی الاشاد کہ حرب الطحان کی روایت کے حدیث کی سعید صاحب حسن بن صالح کے ساتھ سے کہ میں نے حسن بن صالح سے زیادہ خوف خدار کھنے والا کسی کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ میں مدینہ طیبہ گیا اور میں نے حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ کو دیکھا اور ان سے زیادہ خوف خدار کھنے والا کسی کو نہ دیکھا اس طرح خداوند متعال سے ڈرتے تھے جیسے انہیں آتش جہنم میں لے گئے ہوں اور انہیں دوبارہ وہاں سے نکالا ہو۔

اور احمد بن عیسیٰ نے اپنے والد سے حدیث بیان کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے حسین الاصغر بن امام سید الساجدینؑ کو دیکھا وہ دعا کر رہے تھے میں نے دل میں کہا کہ وہ اپنے ہاتھ دعا سے نیچے نہیں لائیں گے جب تک تمام مخلوق سے متعلق انکی دعا قبول نہ ہو جائے۔اور یحییٰ بن سلیمان بن حسین نے اپنے چچا ابراہیم بن حسین الاصغر سے اور انہوں نے اپنے والد حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ: ابراہیم بن ہشام مخزومی جو مدینے کا

گورنر تھا اور ہر جمعہ کو ہمیں (حسین الاصغر) کو مسجد میں منبر رسول کے قریب جمع کرتا تھا اور منبر پر جا کر جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کو برا بھلا کہتا تھا جناب حسین الاصغر کہتے ہیں کہ ایک دن میں وہیں تھا وہ جگہ لوگوں سے پرتھی میں نے اپنے آپ کو منبر کے ساتھ لگایا تو مجھے نیند آ گئی اسی حالت میں میں نے دیکھا کہ رسولؐ خدا کی قبر شگافتہ ہوئی اور آپؐ سفید لباس میں وہاں سے ظاہر ہوئے اور مجھ سے کہنے لگے اے ابا عبداللہ کیا تجھے یہ چیز محزون و مغموم نہیں کرتی جو یہ کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا ہاں کرتا ہے تو کہا خدا کی قسم آنکھیں کھول کر دیکھ خدا اس سے کیا کرتا ہے۔ پس میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی جب وہ علیؑ کو برا بھلا کہہ رہا تھا اچانک منبر سے گرا اور مر گیا۔ (الاشاد از شیخ مفید جلد دوئم صفحہ ۱۷۵-۱۷۴) آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ بقول صاحب المجدی الشیخ ابوالحسن عمری:۔ آپ عفیف عالم فاضل، محدث اور عالم تھے آپ کی والدہ ام الولد تھیں، بقول صاحب السلسلۃ العلویہ الشیخ ابی نصر بخاری:۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ یہ قول درست نہیں کہ آپ کی والدہ ام عبداللہ فاطمہ بنت امام حسن بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں۔ آپ کی وفات سن ۱۵۷ میں ہوئی اور آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے (سر سلسلۃ العلویہ صفحہ ۶۹)۔ بقول ابن عنبہ آپ کی والدہ سعادہ ام الولد تھیں جب کہ سید حسون البراقی کے بقول فاطمہ بنت امام حسنؑ تھیں۔ جب کہ ابوالحسن عمری نے ام عبداللہ فاطمہ بنت امام حسنؑ کے چار فرزند لکھے ہیں۔ (۱) حسن (۲) حسین (۳) محمد باقرؑ (۴) عبداللہ باہر) یہ حسین، حسین الاصغر بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن امام زین العابدین کے ایک فرزند حسین الاکبر بھی تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ حسین، حسین الاکبر ہوں۔ جب کہ یحییٰ نسابہ نے بھی حسین الاصغر کی والدہ ام الولد تحریر کی ہے۔ واللہ اعلم۔

بقول صاحب الاصیلی ابن طقطقی الحسنی:۔ کہ آپ زاہد، ورع اور محدث تھے آپ نے اپنے والد پھوپھی فاطمۃ بنت الحسینؑ اور امام محمد باقرؑ سے احادیث روایت کی ہے۔ اور آپ اپنے والد بزرگوار کے مشابہہ تھے (الاصیلی صفحہ ۲۸۱)۔ بقول صاحب عمدۃ الطالب از ابن عنبہ الحسنی: آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور آپ کی وفات ۱۵۷ ہجری میں ہوئے اور جنت البقع میں دفن ہوئے آپ کی اولاد کثیر تعداد میں حجاز، عراق، شام، بلاد عجم اور مغرب میں ہے (عمدۃ الطالب صفحہ ۲۸۷) بقول شہاب الدین نجفی مرعشی آپ کی ولادت حدود ۸۳ ہجری کو ہوئی۔ (شہاب شریعت)

بقول شریف موید الدین نقیب واسط آپ کی اولاد کثیر ہے جن میں عراق، حجاز، شام، بلاد عجم، مغرب، امراء المدینہ ملوک رے اور ملوک بلخ شامل ہیں (صحاح الاخبار لرفاعی صفحہ ۲۲) اور بعض نے آپ کی وفات کا سن ۱۵۹ ہجری تحریر کیا ہے۔ صاحب غایۃ الاختصار نے آپ کو زاہد، عابد اور محدث کے الفاظ سے یاد کیا ہے آپکی اولاد جلیل اور باعظمت ہوئی۔ سب انکا احترام اور اطاعت کرتے تھے۔ جمیرۃ النسب میں ابن حزم کے قول کے مطابق آپ نے ۱۵۷ ہجری میں ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور جنت البقع میں دفن ہوئے۔ شیخ مفید نے آپ وفات کے وقت کی عمر ۶۴ سال لکھی ہے۔ جناب شیخ طوسی نے آپ کو اصحاب آئمہ۔ امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر الصادقؑ میں شمار کیا ہے۔ آپ کی اولاد کے قلمی مشجرات میں سادات ہمدانیہ الاعراجیہ پاکستان اور حسینیہ پاراچنار کے قدیم قلمی نسخہ جات میں بھی آپ کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت امام حسن السبطؑ ہی تحریر ہیں۔ آپ کی اولاد میں کثیر تعداد میں علماء، فضلاء، نسابین، صوفیاء اور فقراء ہیں احقر سید قمر عباس اعرجی ہمدانی اور جملہ سادات ہمدانیہ پاکستان و ہندوستان بھی امام زادہ حسین الاصغر کی اولاد سے ہیں۔

اعقاب حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ بن امام حسین الشہید بکربلاؑ

بقول الشیخ ابو الحسن عمری العلوی آپ کی سولھا۱۶ اولادیں تھیں جن میں سات بیٹیاں تھیں(۱)۔امیمہ (۲)۔امینہ(۳)۔آمنہ(۴)۔آمنہ الکبریٰ(۵)۔زینب الکبریٰ(۶)۔زینب الوسطیٰ(۷)۔زینب الصغریٰ جبکہ آپکے نو صاحبزادے تھے(۱)۔عبیداللہ الاعرج(۲)۔عبداللہ العقیقی(۳)۔حسن الدکتہ(۴)۔علی(۵)۔سلیمان(۶)۔زید(۷)۔محمد(۸)۔ابراہیم(۹)۔عیسیٰ

اول زید بن حسین الاصغر: کی اولاد میں السما کی العمری نسابہ کی روایت کے مطابق چار اولادیں(۱)۔عبداللہ(۲)۔حسین(۳)۔محمد(۴)۔فاطمۃ تھے یہ روایت الشیخ ابوالحسن عمری نے مجدی میں تحریر کی ہے مگران حضرات کی اولاد باقی نہ رہی۔یعنی زید بن حسین الاصغر کی اولاد جاری نہ رہ سکی۔یعنی زید منقرض ہوئے۔دوئم محمد بن حسین الاصغر:۔بقول عمری آپ کا ایک بیٹا احمد تھا جن کی والدہ جعفریہ یعنی اولاد جعفر طیار بن ابی طالبؑ سے تھیں

احمد کی اعقاب انقرض ہوگئی جن میں محمد بن حسین الاصغر کی ایک بیٹی ام اسماعیل تھی بقول ابن دینار ان کی شادی عمر بن امیر المومنین علیؑ کی اولاد میں ہوئی۔سوئم۔ابراہیم بن حسین الاصغر:۔بقول ابوعبدۃ نسابہ آپ کی والدہ کنیز تھیں اور باقی نسابین کے بقول آپ کی والدہ زبیر بن عوامؓ کی اولاد سے تھیں آپ کی کنیت ابوالفوارس تھی آپ کی اولاد میں دو بیٹیاں زینب اور فاطمہ اور ایک بیٹا عبداللہ ان کی اولاد باقی نہ ہی یعنی منقرض ہوگئے۔آپ محدث تھے۔

چہارم عیسیٰ بن حسین الاصغر:۔بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی اولاد میں بیٹے اور بیٹیاں سب منقرض ہوئے یعنی کسی کی اولاد باقی نہ رہی۔

الشیخ شرف العبید لی۔الشیخ ابوالحسن عمری، الشیخ ابی نصر بخاری، جمال الدین ابن عنبہ، ابوعبداللہ حسین بن طباطبا، اور تمام دیگر نسابین کے نزدیک حسین الاصغر کی اولاد پانچ فرزندوں سے باقی رہی جن میں(۱)۔**عبیداللہ الاعرج** (۲)۔**عبداللہ العقیقی**(۳)۔**علی**(۴)۔**ابو محمد حسن الدکۃ** (۵)۔**سلیمان**

اعقاب سلیمان بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ

بقول ابی نصر بخاری آپ کی والدہ اُم الولد رومیہ تھیں۔اور وہ نصرانیہ تھیں۔شادی کے بعد مرنے تک اپنے مذہب پر رہیں۔

بقول ابوالحسین یحیٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ آپ کی والدہ عبدۃ بنت داوٗد بن امامہ بن سہل بن حنیف الانصاری تھیں۔بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی دو بیٹیاں(۱)۔کلثوم۔جن کی شادی حسین بن جعفر بن محمد بن عمر بن امام علیؑ سے ہوئی(۲)۔زینب تھیں جبکہ دو فرزند(۱)۔یحیٰ اور(۲)۔سلیمان تھے آپ کی ولادت والدمحترم کی وفات کے بعد ہوئی یعنی آپ والدمحترم کی وفات پر حمل میں تھے۔

اول یحیٰ بن سلیمان بن حسین الاصغر جن سے ایک فرزند محمد الشیخ الشریف تھا جسکی اولاد کا ذکر نہیں اور ایک بیٹی رقیہ الصالحہ تھیں جن کی شادی ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر سے ہوئی۔یہی رقیہ الصالحہ ابوالحسین یحیٰ نسابہ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ کی والدہ محترمہ تھیں۔

دوئم سلیمان بن سلیمان بن حسین الاصغر:۔بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے چلی(۱)۔حسن(۲)۔حسین ان میں بقول عمری حسین بن سلیمان بن سلیمان کی اولاد خراسان اور طبرستان کی جانب گئی اور حسن بن سلیمان بن سلیمان کی اولاد مغرب (مراکش) کی جانب گئی بقول الشیخ شرف العبید لی کہ حسن بن سلیمان بن سلیمان کی اولاد خراسان اور طبرستان گئی اور مغرب بھی انکی ہی اولاد گئی

بقول عمری سلیمان بن سلیمان کی اعقاب کا نسب قطع ہو گیا۔ ان میں کچھ لوگ مصر گئے جن کو بنو قواطم کہتے ہیں اس طرح بقول ابن عنبہ حسن بن سلیمان بن سلیمان کی اولاد سے الشریف طاہر الفاطمی دمشق میں تھے انکا نام حیدرۃ تھا اور یہ طاہر فاطمی حیدرۃ بن ناصر بن حمزہ بن حسن المذکور تھے آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور عزیز الاسماعیلی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی (عمدۃ الطالب ۲۸۷)

بقول الشریف المروزی کہ عوام میں سے بعض نے ملک سے دور یعنی حجاز سے دور مغرب میں ہونے کی وجہ سے سلیمان بن حسین الاصغر کی اعقاب کے بارے میں محتاط رویہ اپنایا لیکن سلیمان بن حسین الاصغر کی اعقاب ابوالحسین یحییٰ نسابہ، ابن خداع المصری نسابہ، الشیخ شرف العبید لی، ابوالغنائم زیدی اور دیگر کے نزدیک ثابت تھی۔

اور بقول فخر الدین رازی در کتاب الشجرۃ المبارکہ کہ بعض نسابین نے سلیمان بن حسین الاصغر کی اعقاب پر طعن کیا اور کہا انکی اعقاب نہ تھی او یہی سبب اس طعن کا بنا کیونکہ انکی اولاد مغرب (مراکش) چلی گئی مگر ابوالغنائم زیدی کے نزدیک انکی اعقاب ثابت تھی اور انکی کثیر تعداد مصر اور مغرب میں تھی۔

باب ہشتم فصل پنجم جز اول اعقاب ابو محمد حسن الدکۃ بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ سلیمان بن حسین الاصغر کے مادری پدری بھائی تھے اور بقول ڈاکٹر عبدالجواد الکلید ار در کتاب انساب الطالبین فی شرح سلسلہ العلویہ کہ ابی نصر بخاری کے بقول آپ کی زوجہ خلیدہ بنت عتبہ بن سعید بن عاص الاموی تھیں۔ بقول ابی نصر بخاری آپ نے مکہ میں قیام کیا اور بقول الشیخ عمری آپ محدث تھے اور آپ نے روم میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹی فاطمہ اور تین بیٹے (۱) عبداللہ اور (۲) حسین تھے (۳)۔ محمد تھے۔ اول حسین بن حسن بن حسین الاصغر نے بقول عمری ایام حج میں مکہ فتح کیا۔ لیکن آپ کی اولاد منقرض ہوئی۔

جبکہ دوئم عبداللہ بن حسن بن حسین الاصغر بقول الشیخ ابوالحسن عمری مغرب گئے اور ان کی اولاد کا ذکر بھی نہیں۔ آپ کی والدہ خلیدہ بنت عتبہ بن سعید بن عاص الاموی تھیں۔ جبکہ جمہور نسابین سے ابو محمد حسن الدکۃ کی اولاد ان کے فرزند محمد بن حسن بن حسین الاصغر سے جاری ہوئی۔

محمد بن حسن بن حسین الاصغر کا لقب بقول عمری سلیق تھا جبکہ دیگر نسابین نے انکے پوتے محمد بن عبیداللہ بن محمد کا نام سلیق لکھا ہے محمد بن حسن بن حسین الاصغر نے ایام ابی السرایا میں محمد الا دیباج بن امام جعفر الصادق کے ساتھ مل کر مکہ سے خروج کیا آپ احادیث کی راوی تھے آپ کی والدہ امویہ تھیں۔ یعنی بنی امیہ سے تھیں۔

آپ کی اولاد ایک فرزند عبیداللہ سے چلی۔

اعقاب عبیداللہ بن محمد بن حسن بن حسین الاصغر

بقول قاضی نوراللہ شوستری در کتاب مجالس المومنین کہ آپ کی قبر مبارک شوستر میں ہے آپ ذریت رسول خدا کے اکابرین میں سے تھے۔ اور اپنے جد امجد امام زین العابدینؑ سے مشابہت رکھتے تھے آپ دشمنان دین کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ عبیداللہ بن محمد بن حسن بن حسین الاصغر کی اولاد دو فرزندوں سے جاری ہوئی (۱)۔ **محمد السلیق** (۲)۔ **علی المرعش**

اول محمد السلیق بن عبیداللہ بن محمد بن ابو محمد حسن الدکہ:۔ جمال الدین ابن عنبہ اور الشیخ ابو نصر بخاری کے تحت آپ کا لقب سلیق تھا۔ اور سلیق خداوند تعالیٰ

کے اس قول سے ماخوذ ہے ''سلقوکم بالسنہ حداذ'' اور تم سے تیز زبانوں کے ساتھ بدکلامی کرتے ہیں اور بقولا بن عنبہ آپ نے ایام ابی السرایا میں محمد الدیباج بن امام جعفرالصادقؑ کے ساتھ مل کرخروج کیا (جبکہ بعض نے نزدیک یہ خروج محمد بن حسن الدکتہ بن حسین الاصغرنے کیا)

آپ کی اعقاب بقول ابن عنبہ الحسنی چار پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوعبداللہ جعفر (۲)۔احمد المنتوف (۳)۔علی الاحول (۴)۔حسین جبکہ ابن طبا طبانے محمد السلیق کے اعقاب میں حسین کا ذکرنہیں کیا۔

ان میں پہلی شاخ سے ابوعبداللہ جعفر بن محمد السلیق بن عبیداللہ بن محمد بن حسن الاکبر: کی اولاد میں نقابۃ واسط کی تولیت رہی آپ کی اولاد ایک بیٹے حسن الحسکتہ سے چلی اور اسی حسن الحسکتہ بن ابوعبداللہ جعفر کے اعقاب میں چار فرزند تھے (۱)۔ابی جعفر احمد (۲)۔ابوالقاسم محمد (۳)۔ابوطالب (۴)۔ابی ابراہیم اسماعیل الاحول القاضی الواسط

ان میں ابوطالب بن حسن الحسکتہ بن ابوعبداللہ جعفر کی اولاد سے ایک فرزند عقیل بن ابوطالب تھا جس کے آگے دو بیٹے تھے (۱)۔عبیداللہ اور (۲)۔مہدی ان میں عبیداللہ بن عقیل بن ابوطالب کی اولاد سے ناصرالدین عبدالمطلب رے بن المرتضٰی بن حسین بن بادشاہ بن حسین بن بادشاہ بن عبیداللہ المذکور تھے۔

جبکہ مہدی بن عقیل بن ابوطالب کی اولاد سے ابوالقاسم علی بن حسن بن مہدی المذکور تھے۔

پھر ابی ابراہیم اسماعیل الاحول بن حسن الحسکتہ بن ابوعبداللہ جعفر کی اولاد سے ایک فرزند ابوجعفر محمد ولی نقابہ الطالبین واسط تھا۔دوسری شاخ میں حسین بن محمد السلیق بن عبیداللہ بن محمد بن حسن الدکتہ کی اولاد سے ابوالقاسم علی بن محمد بن علی بن ابی یعلی المطہر بن حمزہ بن زید بن حسن الکلاباذی بن حسین المذکور تھے۔

اعقاب علی المرعش بن عبیداللہ بن محمد بن ابومحمد حسن الاکبر بن حسین الاصغر

بقول قاضی نوراللہ شوستری آپ کا نام علی اور لقب مرعش تھا مرعش اونچی پرواز والے کبوتر کو کہتے ہیں چونکہ علی مذکور علوشان اور رفعت ومنزلت ومکان سے متصف تھے تو آپ کو مرعش کہا گیا۔سادات مرعشیہ آپ کی جانب ہی منسوب ہیں سادات مرعشیہ کے چار بڑے گروہ ہیں (۱) سادات مرعشیہ مازندران (۲)۔سادات مرعشیہ قزوین (۳)۔سادات مرعشیہ اصفہان (۴)۔سادات مرعشیہ شوستر

جمال الدین ابن عنبہ نے آپ کے تین پسران کی اعقاب کا ذکر کیا ہے جن میں ابوالقاسم حمزہ (۲)۔**ابو علی حسن** (۳)۔ابوعبداللہ حسین الماملطیری جبکہ بعض نے نسابین نے چوتھے فرزند کی اعقاب بھی لکھی ہیں جو ابوالحسن ابراہیم تھے۔

ان میں اول ابوعبداللہ حسین الماملطیری بن علی المرعش کی عقاب دو پسران سے چلی۔(۱) ابوالحسین احمد نقیب شیراز (۲) علی۔پہلی شاخ ابوالحسین احمد النقیب بن حسین المامطری کے دو فرزند تھے (۱) ابوالفضل عباس (۲) ابوجعفر محمد جبکہ دوسری شاخ علی بن ابوعبداللہ حسین الماملطہری کی اولاد سے حسن بن حمزہ بن حسن بن حمزہ بن العباس بن احمد بن علی المذکور تھے۔

دوئم ابوالقاسم حمزہ بن علی المرعش کے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔ابومحمد حسن نسابہ المتوفی ۳۵۸ اور (۲) علی ان میں علی بن ابوالقاسم حمزہ کی اولاد سے ایک فرزند ابویعلی حمزہ تھے اور اسی ابویعلی حمزہ کے اعقاب دو فرزندوں سے چلی (۱)۔ابوہاشم عبدالعظیم (۲)۔ابوعلی محمد الصوفی

ان میں ابوہاشم عبدالعظیم بن ابویعلی حمزہ بن علی کی اولاد سے شرف الدین عبداللہ الفقیہ المامطہری المقیم بغداد بن محمد بن ابی احمد بن ابوالقاسم بن حسن بن رضی بن احمد بن ابی ہاشم عبدالعظیم المذکور تھے۔ بعض نسخوں میں رضی بن احمد بن محمد بن احمد بن ابی ہاشم عبدالعظیم ہے۔

جبکہ دوسری شاخ میں ابوعلی محمد الصوفی بن ابویعلی حمزہ کی اولاد سے قاضی نوراللہ شوستری بن شرف الدین بن نوراللہ اول بن محمد شاہ بن مبارزالدین ماندہ بن جمال الدین حسن بن نجم الدین محمد بن تاج الدین حسین بن ابوالمفاخر محمد بن ابوعلی محمد بن ابوطالب بن ابواسماعیل ابراہیم بن ابوالحسین یحییٰ بن ابو عبداللہ حسین بن ابوعلی محمد الصوفی المذکور تھے۔

آپ مولف مجالس المومنین اور احقاق الحق الصوارم المہر وغیرہ تھے اور اکبرآباد ہندوستان میں قاضی القضاۃ تھے آپ تقیہ میں تھے جبکہ آپ کے مسلک کا بادشاہ کو معلوم ہوا تو چند وزراء کی باتوں میں آکر اس نے آپ کو قتل کروادیا۔ جس کی بڑی وجہ آپ کی کتاب احقاق الحق تھی۔ آپ کا مزار مبارک اکبرآباد ہندوستان میں ہے۔

اعقاب ابوعلی حسن بن علی المرعش بن عبیداللہ بن محمد

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو بیٹوں سے چلی (۱) زید اور (۲)۔ حمزہ لیکن ابن طقطقی الحسنی صاحب الاصیلی نے تیسرے بیٹے (۳)۔ **علی** کی اولاد کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

اول حمزہ بن ابوعلی حسن بن علی المرعش: آپ کا ایک فرزند ابومحمد حسن الفقیہ تھے جو اجلا فقہاءِ شیعہ اور چوتھی صدی کے علمائے امامیہ میں سے تھے آپ طبرستان میں رہے شیخ نجاشی۔ طوسی اور باقی ارباب علم الرجال نے آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی بہت تعریف کی ہے آپ مرعشی مشہور تھے آپ کی بہت تصانیف تھیں اور العکبر ی نے آپ سے روایت کی ہے ایک گروہ شیوخ نے ان سے ۳۵۶ میں ملاقات کی اور ۳۵۸ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے اعقاب میں ایک فرزند ابویعلی حمزۃ الاصغر تھا۔

دوئم زید بن ابوعلی حسن بن علی المرعش:۔ بقول ابن طقطقی آپ کی اولاد آپ کے فرزند ابوطالب عزیزی سے چلی۔ جن کی اولاد میں سے سادات مرعشیہ قزوین ایران ہے ان میں سید صفی اللہ المعروف میر بزرگ بن زین العابدین بن شکراللہ بن منصور قادر بن فعفور بن معین بن محمد بن مرتضٰی بن امیر ابو القاسم بن مظفر بن قبلہ امیر بن محمود بن ابی الحرب بن معین الدین بن محمد بن قاسم بن حسین (مسعود) بن عادل شاہ بن زید بن ابی محمد دارا بن محمد بن مرتضٰی بن ابی القاسم احمد بن عبداللہ بن عبدالملک بن محمد بن قاسم بن ابوطالب سراہنگ بن ابی الھیجا حسین بن ابوطالب عزیز بن زید المذکور تھے۔

اعقاب علی بن ابوعلی حسن بن علی المرعش بن عبیداللہ

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی۔ اور نام علی تھا آپ کی اولاد سے **سلطان السید قوام الدین صادق المعروف میر بزرگ** حاکم مازندران بن کمال الدین صادق نقیب الاشراف بن عبداللہ نقیب بن ابوعبداللہ محمد النقیب بن ابوہاشم نسابہ بن ابوالحسن علی المذکور تھے آپ کی اولاد میں سلاطین قوامیہ مرعشیہ مازندران منسوب ہیں آپ ایک مدت تک خراسان میں سلوک میں مشغول رہے اس کے بعد مازندران اپنے وطن میں لوٹ آئے اور ۷۷۰ ہجری کو مازندران کا تخت سنبھالا اور ۷۸۱ ہجری میں وفات پائی اور شہر آمل میں دفن ہوئے آپ کا مرجع الخلائق الانوار ہے سلاطین صفویہ کے زمانے میں آپ کی

بارگاہ پورے اہتمام سے بنائی گئی اوراس پر بڑا گنبد تعمیر کیا گیا۔آپ کے سلسلے کے سلاطین درج ذیل ہیں

اسلامی حکمران دولت مرعشیان مازندران ۷۶۰ہجری تا۹۸٦ ہجری

(۱)۔السید قوام الدین صادق المعروف میر بزرگ ۷۶۰تا۷۸۱ ہجری (۲)۔سید کمال الدین بن سید قوام الدین ۷۸۱تا۷۹۵ ہجری (۳)۔سید علی بن سید کمال الدین مرعشی ۸۰۹تا۸۱۲ ہجری (۴)۔السید مرتضی ابن کمال الدین مرعشی ۸۱۲تا۸۱۳ ہجری (۵)۔السید علی بن میر سید کمال الدین مرعشی ۸۱۴ تا ۸۲۰ ہجری (٦)۔السید مرتضٰی بن سید علی مرعشی ۸۲۰تا۸۳۷ ہجری (۷)۔السید محمد مرعشی بن السید مرتضٰی مرعشی ۸۳۷تا۸۵۴ ہجری (۸)۔سید عبدالکریم مرعشی بن سید محمد مرعشی ۸۵٦تا۸٦۵ ہجری (۹)۔السید عبداللہ مرعشی بن السید عبدالکریم مرعشی ۸٦۵تا۸۷۳ ہجری (۱۰)۔سید زین العابدین بن سید کمال الدین مرعشی ۸۷۳تا۸۸۰ ہجری (۱۱)۔سید عبدالکریم مرعشی بن سید عبداللہ مرعشی ۸۸۰تا۸۸۲ ہجری (۱۲)۔سید زین العابدین بن السید کمال الدین مرعشی ۸۸۲تا۸۹۲ ہجری (۱۳)۔سید شمس الدین مرعشی بن سید کمال الدین مرعشی (۸۹۲تا۹۰۵)(۱۴)۔سید عبدالکریم مرعشی بن سید عبداللہ مرعشی ۹۰۵ تا ۹۰۸ ہجری (۱۵)۔سید کمال الدین بن سید شمس الدین مرعشی ۹۰۸ تا۹۱٦ ہجری (۱٦)۔سید عبدالکریم بن سید عبداللہ مرعشی ۹۱٦ تا۹۳۲ ہجری (۱۷)۔السید امیر شاہی بن سید عبدالکریم مرعشی ۹۳۲ تا۹۳۹ ہجری (۱۸)۔السید میر عبداللہ بن سید محمود مرعشی ۹۳۹ تا۹٦۹ ہجری (۱۹)۔سید میر سلطان مراد مرعشی بن سید امیر شاہی ۹٦۹ تا۹۸۴ ہجری (۲۰)۔میرزا خان بن سلطان مراد مرعشی ۹۸۴ تا۹۸٦ ہجری

اعقاب سلطان سید قوام الدین صادق حاکم مازندران بن کمال الدین نقیب الاشراف

آپ کی اولاد میں سے سات فرزند تھے (۱)۔سید رضی الدین والی آمل (۲)۔ظہیر الدین (۳)۔نصیر الدین (۴)۔علی (۵)۔یحیٰی (٦)۔زین العابدین (۷)۔**سلطان اعظم علی کمال الدین حاکم ساری** اور بعض نے ایک فرزند فخر الدین بھی تحریر کیا ہے۔

اعقاب سلطان الاعظم علی کمال الدین بن سلطان السید قوام الدین صادق میر بزرگ حاکم مازندران

آپ کی اولاد میں گیارہ صاحبزادے تھے (۱)السید عطا اللہ (۲)۔**سلطان اعظم خان سید علی بزرگ** (۳)۔سید عبدالعزیز (۴)۔السید مرتضٰی (۵)۔عبداللہ (٦)۔زین العابدین (۷)نصیر الدین (مولف کتاب سادات مرعشیہ)(۸)سید اشرف (۹)عبدالحق (۱۰)۔السید غیاث الدین

ان میں اول السید مرتضٰی بن سلطان الاعظم علی کمال الدین کی اولاد سے السید میر علاؤالدین حسین سلطان العلماء المعروف خلیفہ بن میرزا رفیع الدین محمود بن السید الامیر شجاع الدین محمود مرعشی بن السید الامیر علی الشہیر بہ خلیفہ بن خلیفہ سید ہدایت اللہ بن علاؤالدین حسین بن نظام الدین علی بن قوام الدین حسین بن ابو محمد علاؤالدین بن حسین السید مرتضٰی المذکور بھی تھے۔

انہیں کی اولاد سے اسد اللہ مسئول حضرت امام علی الرضاؑ بن خلیفہ ہدایت اللہ بن علاؤالدین حسین بن نظام الدین علی بن قوام الدین حسین بن ابو محمد علاؤالدین حسین بن السید مرتضٰی المذکور تھے۔

دوئم۔السید غیاث الدین بن سلطان اعظم علی کمال الدین کی اولاد سے ایک فرزند سید عبدالوہاب کی قبر گیلان میں تھی انکے دوفرزند تھے (۱)۔ظہیر الدین (۲)۔غیاث الدین

اعقاب سلطان اعظم خان سید علی بزرگ بن سلطان الاعظم علی کمال الدین

آپ حاکم شہر ساری تھے آپ کی اولاد ایک فرزند سید مرتضیٰ خان ملک امیر طبرستان سے چلی۔

جنکی اولاد میں ایک فرزند سلطان محمد خان مرعشی تھا اور اس سلطان محمد خان مرعشی بن سید مرتضیٰ خان ملک امیر طبرستان بن سلطان اعظم خان سید علی بزرگ کی اولاد پانچ پسران سے جاری ہوتی۔(۱)۔عبدالرزاق (۲)۔قوام الدین (۳)۔عبدالرحیم (۴)۔کمال الدین (۵)۔سید میر عبدالکریم اول

اول سید کمال الدین بھی سلطان محمد خان مرعشی کی اولاد سے سید علی نسابہ (جو عباس صفوی کے عہد کے جید علما میں سے تھے) بن ھبت اللہ بن علاؤ الدین بن حسین بن علی بن محمد مرتضیٰ بن علی بن سید کمال الدین المذکور تھے۔اور انہی کی اولاد سے محمد شفیع نسابہ بن قوام الدین بن محمد بن عبدالقادر بن حسن بن نظام الدین بن علی بن کمال الدین المذکور

دوئم سید میر عبدالکریم اول بن سید محمد خان مرعشی کی اولاد سے میر عبدالکریم ثانی بن امیر عبداللہ خان بن میر عبدالکریم اول المذکور تھے۔

میر عبدالکریم ثانی بن امیر عبداللہ خان بن میر عبدالکریم اول کی اولاد تین پسران سے چلی (۱) سید شاہی (۲) سلطان محمود (۳) الوزیر سید محمد شیر خان مرعشی

پہلی شاخ میں سید شاہی بن میر عبدالکریم ثانی کی ایک فرزند سلطان مراد ثانی تھا جس کے اعقاب میں دو فرزند ابراہیم اور موسیٰ تھے۔

دوسری شاخ میں سلطان محمود بن میر عبدالکریم ثانی کے تین فرزند تھے(۱)۔محمد (۲)۔عبدالکریم (۳)۔عبداللہ

ان میں محمد بن سلطان محمود کی اولاد سے حجت الاسلام آیت اللہ العظمیٰ سید علی السیستانی الحسینی المرعشی بن سید محمد باقر بن علی بن سید محمد رضا بن الامیر محمد باقر الاماد بن محمد المذکور ہیں۔لیکن بعض نسابین یہاں پشتوں کے کم ہونے کا بیان دیتے ہیں اور کچھ کے نزدیک (۵) سے (۶) پشتیں کم ہیں۔لیکن نسب بالکل درست ہے کہ سید علی السیستانی مرعشی مازندرانی سادات سے ہیں۔

تیسری شاخ میں الوزیر سید محمد شیر خان مرعشی بن میر عبدالکریم ثانی کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔امیر عبداللہ (۲)۔سید عبدالکریم ابوالمجد نقیب

ان میں اول امیر عبداللہ بن الوزیر سید محمد شیر خان مرعشی کی اولاد سے آیت اللہ العظمیٰ السید محمد حسین اول شہرستانی بن سید محمد علی الکبیر بن سید محمد اسماعیل بن سید محمد باقر بن سید محمد تقی بن سید محمد جعفر بن سید عطا اللہ بن سید محمد مہدی بن تاج الدین حسین بن نظام الدین علی بن امیر عبداللہ المذکور تھے۔

ان میں دوئم سید عبدالکریم ابوالمجد نقیب بن الوزیر سید محمد خان مرعشی کی اولاد سے سید سردار زبدۃ العارفین عمدۃ السالکین مراد المحققین خاتم النسابین آیت اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین نجفی مرعشی بن حجت الاسلام شمس الدین علی بن آیت اللہ سید علی شرف الدین المعروف سید الاطباء بن سید محمد مرعشی بن سید ابراہیم الحائری بن سید شمس الدین بن قوام الدین محمد العالی بن نصیر الدین محمد بن جمال الدین نسابہ بن علاؤ الدین نسابہ بن الوزیر المکرّم سید محمد مرعشی بن سید عبدالکریم ابوالمجد نقیب المذکور تھے۔

سید شہاب الدین نجفی مرعشی اولاد امام زین العابدینؑ میں ان افراد میں سے ہیں جنکی جتنی تعریف کی جائے کم ہے آپ نے علم الانساب پر بہت کام کیا اور بہت مفید کتابیں لکھیں آپ کی اولاد میں چار فرزند ہیں

(۱)۔السید امیر حسین مرعشی (۲)۔ڈاکٹر سید محمود المرعشی (۳)۔سید محمد جواد مرعشی (۴)۔سید محمد کاظم مرعشی

باب ہشتم فصل پنجم جز دوئم اعقاب عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ

بقول الشیخ ابوالحسن صاحب المجدی آپ کی وفات اپنے والد کی زندگی میں ہوگئی آپ کی والدہ زبیریہ تھیں۔جبکہ جمال الدین بن عنبہ کے بقول آپ کی والدہ ام خالد بنت حمزہ بن معصب بن زبیر بن عوام تھیں اور السید یحییٰ نسابہ کے نزدیک بھی یہی قول درست ہے آپ سید جلیل عالم فاضل زاہد اور ذی الاقدار تھے۔

آپ کو عقیقی اس لئے کہتے ہیں کہ آپ مدینہ کے قرب میں ایک بستی سے منسوب تھے۔آپ عبیداللہ الاعرج کے مادری پدری بھائی تھے۔سید مہدی رجائی نے آپ کی کنیت ابو بکر تحریر کی ہے ابن مہنا کے بقول کہ آپ صاحب حیثیت لوگوں میں زاہد اور متقی شخص تھے آپ کی اولاد مکہ، مدینہ، بغداد، واسط، خراسان اور مصرو غیر میں گئی آپ کی وفات ۱۴۱ ہجری میں ہوئی (بحار الانوار مترجم سید حسن امداد جلد ششم صفحہ ۱۸۱)

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی تین صاحبزادیاں فاطمہ، زینب اور ام سلمۃ تھیں جبکہ ان میں ام سلمۃ بنت عبداللہ بن حسین الاصغر کی شادی علی الصالح بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر سے ہوئی آپ عالمہ فاضلہ تھیں۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپکے آٹھ بیٹے تھے (۱)۔جعفر الصحصح (۲)۔القاسم (۳)۔عبداللہ (۴)۔علی الاکبر (۵)۔عبیداللہ (۶)۔ابراہیم (۷)۔بکر (۸)۔علی جو درج فوت ہوئے۔لیکن عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر کی اولاد صرف ایک فرزند جعفر الصحصح سے جاری ہوئی۔

اول علی الاکبر بن عبداللہ العقیقی:۔آپ کی اولاد منقرض ہوگئی (یعنی چلی تو سہی مگر ختم ہوگئی)

دوئم عبداللہ بن عبداللہ العقیقی:۔آپ فصیح البیان تھے آپ ابوصفارہ کہلاتے تھے آپ کی اولاد میں ایک فرزند حسین تھا جسکی بیٹی آمنہ بنت حسین بن عبداللہ بن عبداللہ العقیقی سید حسن داعی الکبیر بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن امام حسنؑ کی والدہ تھیں یہ وہی داعی الکبیر ہے جس نے طبرستان پر حکومت کی تھی۔

لیکن جمال الدین ابن عنبہ کے آمنہ بنت حسین بن عبیداللہ بن عبداللہ العقیقی کو داعی الکبیر کی والدہ لکھا ہے۔سوئم القاسم بن عبداللہ العقیقی:۔بقول عمری آپ طبرستان میں مقیم ہوئے اور آپ کی اولاد کوفہ میں جن کو بنوعمریہ کہا جاتا تھا کیونکہ انکی والدہ رقیہ بنت عمر بن علی بن عبیداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امام علیؑ تھیں۔بقول ابن عنبہ انکی اعقاب منقرض ہوگئی۔چہارم ابراہیم پنجم بکر اور ششم علی سب درج تھے۔یعنی بے اولاد فوت ہوئے

اعقاب جعفر الصحصح بن عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر

بقول السید یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ آپ کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن زبیر بن عمرو بن عمرو بن زبیر بن عوام تھیں بقول صاحب عمدۃ الطالب آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔احمد المنقدی (۲)۔اسماعیل المنقدی (۳)۔محمد العقیقی جب کہ تین بیٹیاں (۱) خدیجہ (۲) زینب (۳) ام علی تھیں۔اول احمد المنقدی بن جعفر صحصح: آپ کی اولاد میں چھے فرزند (۱)۔عبداللہ (۲)۔علی (۳)۔جعفر (۴)۔حسن (۵)۔حسین (۶)۔ابراہیم ان میں جعفر بن احمد المنقدی کی اولاد سے حسین صاحب خلیص بن علی بن جعفر بن احمد المنقدی المذکور تھے۔دوئم اسماعیل المنقدی بن جعفر صحصح:۔آپ کی اولاد منقد یون کہلاتی رہی آپ کی اولاد تین ابنان سے جاری ہوئی۔(۱)۔ابراہیم (۲)۔ابوجعفر محمد صاحب الخلیص (۳)۔ابوالحسن علی رئیس مکہ ان سب

کی والدہ صفیہ بنت قاسم بن عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین تھیں۔
پہلی شاخ میں ابراہیم بن اسماعیل المنقدی کی اولاد میں علی کیا کی الطبری بن عبداللہ بن احمد بن ابراہیم المذکور تھے ان علی الکیا کی الطبری بن عبداللہ بن احمد کی اولاد میں دو فرزند تھے(۱)۔ناصر(۲)۔ابوزید
ان میں ناصر بن علی کیا کی کی الطبری کی اولاد سے ابوالفتح محمد الفقیہ بورامین بن قاسم بن محمد بن علی بن مہدی بن نوح بن عبداللہ بن ناصر المذکور تھے۔
اور ابوزید بن علی کیا کی الطبری کی اولاد سے عزت مآب حسن فخر الدین حاکم ''رے''بن مرتضیٰ علاؤالدین بن حسن فخر الدین بن محمد جمال الدین بن حسن بن ابی زید بن علی بن ابوزید المذکور تھے آپ ''رے'' کے حاکم تھے۔اور آپ کی اولاد میں بھی''رے'' کی حاکمیت رہی۔
سید حسن فخر الدین حاکم ''رے''بن مرتضیٰ علاؤالدین بن حسن فخر الدین کی اولاد سے سادات میگون تہران ایران ہے جن میں سید حاج اسماعیل بن محمد رضا بن سید آقا بن اسماعیل بن احمد بن میر محمد بن میر مطاہر بن اسماعیل بن جمال الدین حسینی بن کمال الدین حسینی بن امام زادہ اسماعیل بن ابراہیم بن موسیٰ بن عبدالطیف بن مرتضیٰ بن شرف الدین علی بن سید حسن فخر الدین حاکم ''رے''المذکور تھے۔
دوسری شاخ میں ابوجعفر محمد صاحب خلیص بن اسماعیل المنقدی کی اولاد میں ابوالبرکات احمد بن حسن بن احمد بن حسن بن علی بن ابوجعفر محمد صاحب خلیص المذکور تھے ان ابوالبرکات محمد بن حسن کے دو بیٹے تھے(۱)۔علی الاحوال(۲)۔حسن
ان میں علی الاحول بن ابوالبرکات احمد کی اولاد میں مناقب بن احمد الکبری بن علی الاحول المذکور تھے جنکی اولاد دمشق میں آل الکبری کہلائی اور دوسرے بیٹے حسن بن ابوالبرکات احمد کا ایک بیٹا تھا جس کا نام ابوطالب محمد الملقب عقاب تھا جو دمشق میں آل عدنان کی جد تھا۔
تیسری شاخ ابوالحسن علی رئیس مکہ بن اسماعیل المنقدی:۔کی اولاد سے السید العالم نسابہ ابوحرث محمد بن محمد بن یحییٰ بن ھبت اللہ بن میمون بن احمد بن میمون نقیب مکہ بن احمد بن علی بن ابوجعفر محمد بن ابوالحسن علی رئیس مکہ المذکور تھے۔اور یہ ابوحرث محمد نسابہ منقرض ہوئے۔

اعقاب محمد العقیقی بن جعفر الصحصح بن عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر

آپ کی کنیت ابوہاشم تھی آپ کی والدہ ام کلثوم بنت عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر تھیں صاحب المجدی نے آپ کے اعقاب میں پانچ پسران کا تذکرہ کیا ہے(۱)۔حسن(۲)۔حسین(۳)۔ابراہیم(۴)۔جعفر(۵)۔علی
اول حسن بن محمد العقیقی:۔داعی الکبیر کے خالہ زاد بھائی تھے اور ان کی طرف سے شہر ساری کے حاکم تھے داعی الکبیر کی عدم موجودگی میں انہوں نے سیاہ لباس پہنا جو عباسیوں کا شعار تھا اور سلاطین خراسان کے نام کا خطبہ پڑھا جب داعی نے قوت پکڑی ان کو قتل کرا دیا اور یہودیوں کے قبرستان ساریہ میں دفن کیا۔آپ کی اعقاب کا ذکر نہیں ملتا۔
دوئم حسین بن محمد العقیقی:۔بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کا ایک فرزند احمد بن حسین بن محمد العقیقی جو عالم فاضل تھے جن کو محمد بن ابراہیم بن علی بن عبیداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے لمبے عرصے تک اپنی قید میں رکھا اور پھر رہا کر دیا۔اور اس رہائی کے بعد آپ(۱۷) سال زندہ رہے۔آپ کا ایک فرزند حسین بن احمد تھا جس پر نسابین نے ان کے والد کی غیب(یعنی لمبی قید) کی وجہ سے طعن کیا۔بقول عمری لیکن وہ صحیح النسب

تھے آپکی اولاد بھی باقی نہ رہی

سوئم۔ابراہیم بن محمد العقیقی:۔آپ کی اولاد سے بنی موسوس مصر میں گئی جو حسین بن احمد بن ابراہیم المذ کور کی اولاد تھی۔

چہارم جعفر بن محمد العقیقی:۔آپ کی اولاد سے بقول جمال الدین ابن عنبہ محمد المحدث بن حسن بن محمد الاکرم بن عبدالعزیز بن فضل اللہ بن حسن بن علی بن حسین بن علی بن احمد بن جعفر المذ کور تھے۔

پنجم علی بن محمد العقیقی:۔بقول ابن عنبہ آپ کے دوفرزندوں سے آپکی اولاد چلی (۱)۔یحییٰ (۲)۔عبداللہ مانکدیم

پہلی شاخ میں یحییٰ بن علی کی اولاد میں ابوعلی محمد شالوش بن یحییٰ بن علی تھے جنکی اولاد بغداد میں بنی شالوش تھی۔

دوسری شاخ عبداللہ مانکدیم بن علی کا ایک فرزند عباس بن عبداللہ مانکدیم تھا۔ جن کے چار فرزند تھے۔ (۱)۔علی الزاہد (۲)۔محمد سیاہ ریش (۳)۔احمد (۴)۔حسین

باب ہشتم فصل پنجم جز سوئم اعقاب علی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ

آپ کی والدہ بقول یحییٰ نسابہ ام خالد بنت حمزہ بن معصب بن زبیر بن عوامؓ تھیں۔آپ کو نسابین نے علی الاصغر بھی لکھا ہے۔بقول عمری آپ کی والدہ زبیریہ تھیں۔بقول ابی نصر بخاری در کتاب سر سلسلہ العلویہ آپ کی والدہ نوفلیتہ نامی کنیز تھیں ابن عنبہ اور ابی نصر بخاری کے بقول یہ خاندان بنی ہاشم میں صاحب علم و فضل خوشگوار اور صاحب بیان تھے۔ابن مہنا کے بقول آپ بنی ہاشم میں صاحب فضیلت تھے (بحار الانور جلد ششم ۱۸۱) الشیخ عباس قمی نے احسن المقال میں آپ کے متعلق بیان کیا ہے کہ آپ بنی ہاشم کے جوانمردوں میں سے تھے۔

آپ صاحب فضل و بیان ولسان وسخاوت تھے آپ کے اخلاق سے متعلق ایک حکایت نقل کرتے ہیں

کہ جب آپ کیلئے کھانا حاضر کیا جاتا تو سائل کی آواز سن کر کھانا اسے دے دیتے پھر دوبارہ آپکے لئے کھانا لایا جاتا تو دوبارہ سائل کی آواز سن کر اسے کھانا دے دیتے۔مجبوراً آپ کی بیوی اپنی کنیز کو بھیجتی کہ وہ دروازے پر کھڑی ہو جائے اور جب کوئی سائل دروازے پر آتے تو اسے کوئی چیز دے دے تاکہ وہ آواز نہ دے اور علی بن حسین الاصغر کھانا کھالیں آپ کی کنیت ابوالحسن تھی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے چلی۔(۱)۔**عیسیٰ کوفی غضارۃ** (۲)۔احمد حقینہ (۳)۔**موسیٰ حمصہ**

اول احمد حقینہ بن علی:۔ بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ آپ کی والدہ زینب بنت عون بن عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب تھیں۔بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد ایک فرزند علی الحقینی سے چلی جن کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔حسین (۲)۔حسن اور (۳)۔محمد ان میں حسن بن علی الحقینی بن احمد حقینہ کی اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔عبداللہ (۲)۔عبیداللہ ان میں عبداللہ بن حسن کی اولاد سے موسیٰ الحقینی بن احمد بن عبداللہ المذ کور تھے اور عبیداللہ بن حسن بن علی الحقینی کی اولاد سے عبیداللہ بن حسن بن عبیداللہ المذ کور تھے جنکی اولاد بغداد میں بنوسدرۃ کہلائی۔

اعقاب عیسیٰ الکوفی غضارۃ بن علی بن حسین الاصغر

بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ آپ کی والدہ بھی زینب بنت عون بن عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب تھیں

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔احمد العقیقی (۲)۔جعفر الکوفی جبکہ بقول مہدی رجائی ایک فرزند (۳)۔ابوجعفر محمد تھا جن کے اعقاب میں تین بیٹیاں (۱)۔فاطمہ (۲)۔زینب اور (۳) علیہ تھیں اور انکی والدہ آمنہ بنت محمد الدیباج بن امام جعفر الصادق تھیں

اول احمد العقیقی بن عیسیٰ الکوفی غضارۃ: السید مہدی رجائی ہے نے کتاب المعقبون میں آپ کی اولاد سے ایک مشجر تحریر کیا ہے جو اس طرح ہے ابی القاسم علی الصابر الونکی نسابہ وقاضی ''رے'' بن محمد بن ابی الفتح النصر الونکی بن مہدی بن محمد بن ابو قاسم علی بن عبداللہ بن ابوالحسن عیسیٰ بن احمد العقیقی المذکور

دوئم جعفر الکوفی بن عیسی الکوفی غضارۃ: آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی آپ کی والدہ اسماء بنت جعفر بن محمد عبداللہ بن جعفر بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں۔بقول السید جمال الدین بن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے چلی (۱) **ابوالقاسم محمد الکرش** (۲) **ابو ہاشم محمد الفیل** (۳)۔**ابوالحسن محمد مضیرہ**

اعقاب ابو ہاشم محمد الفیل بن جعفر الکوفی بن عیسی الکوفی غضارۃ بن علی بن حسین الاصغر

آپ کی اعقاب میں ایک فرزند ابوالقاسم حمزہ تھے جن سے آپکی اولاد چلی اور انکے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔ابو طالب حسین اور (۲)۔ابومحمد القاسم البزاز تھے جو شیراز سے بخارا منتقل ہوئے اور آپ کی نسل ہی جاری ہوئی

ابوالقاسم البزاز بن ابوالقاسم حمزہ کی اولاد سے ابی طالب محمد الفارسی بن ابومحمد حسن بن ابومحمد القاسم البزاز المذکور تھے بقول سید مہدی رجائی آپ اول علوی تھے جو فارس سے نیشاپور منتقل ہوئے آپ سے منسوب لوگ العلوی الفارسی کہلائے۔آپ کی اعقاب چار پسران سے جاری ہوئی (۱) ابوعلی محمد الفارسی (۲) ابوالفضل احمد (۳) ابوالقاسم علی نقیب فارس (۴) ابوابراہیم محمد

اول ابوعلی محمد الفارسی بن ابی طالب محمد الفارسی کی اولاد سے ھبت اللہ بن ابومعالی بن ابوطالب اسماعیل بن ابوعلی محمد الفارسی المذکور تھے۔

دوئم ابوالفضل احمد بن ابوطالب محمد الفارسی کی اولاد سے حسن صلاح السادہ نقیب اسفرائین بن حمزہ بن اسماعیل بن ابوالفضل احمد المذکور تھے۔

سوئم ابوابراہیم محمد بن ابوطالب محمد الفارسی کی اولاد سے ابوالحسن علی ضیاہ السادۃ بن ابوطالب محمد بن ابوالقاسم اسماعیل بن ابوابراہیم محمد المذکور تھے۔

اعقاب ابوالقاسم محمد الکرش بن جعفر الکوفی بن عیسیٰ الکوفی غضارۃ

عمدۃ الطالب اور کتب قدیم میں آپ کی اولاد کی زیادہ تفصیل نہیں البتہ دور حاضر کے نسابہ سید مہدی رجائی نے اپنی کتاب المعقبون میں آپ کے پانچ فرزند تحریر کئے ہیں۔(۱)۔ابوالحسن علی الکافور (۲)۔ابوالحسین زید (۳)۔ابومحمد حسن الاعور الدندانی (۴)۔حسین اکبر الدندانی (۵)۔حمزہ

اول ابوالحسن علی الکافور بن ابوالقاسم محمد الکرش کے تین فرزند تھے (۱)۔ابو ہاشم جعفر (۲)۔ابوعیسیٰ محمد (۳)۔زید الضریر

دوئم۔ابومحمد الحسن الاعور الدندانی بن ابوالقاسم محمد الکرش کی اولاد میں چار فرزند چار فرزند (۱)۔حسن (۲)۔قاسم (۳)۔جعفر (۴)۔ابوطیب محمد ان میں حسن بن ابومحمد الحسن الاعور الدندانی کی اولاد سے سادات گنج خانی ہیں جو خواجہ محمد گنجی بن خواجہ صدیق بن حاجی محمد بن حاجی سلیمان بن حاجی امل بن حاجی محمد بن

خواجہ صدیق اصغر بن خواجہ صدیق اکبر بن حسن المذکور تھے۔

سوئم حمزہ بن ابوالقاسم محمد الکرش کی اولاد سے ابی الحسن علی الفارسی نیشاپوری بن اسماعیل بن محمد بن محمد بن حسن بن قاسم بن حمزہ المذکور تھے۔

اعقاب ابوالحسن محمد مضیرہ بن جعفر الکوفی بن عیسیٰ الکوفی غضارۃ

بقول السید مہدی رجائی آپ کے چھے فرزند تھے(۱)۔جعفر المعروف ابن سریہ اعقاب بغداد میں(۲)۔علی بفارس انکی اعقاب قلیل ہیں(۳)۔حسین (۴)۔حسن (۵)۔محمد (۶)۔ابوالحسین عیسیٰ الجندی

اول جعفر المعروف ابن سریہ بن ابو الحسن محمد مضیرہ: کی اولاد ایک فرزند ابوالعباس محمد سے چلی جن کے چار فرزند تھے (۱)۔حسین المہدی (۲)۔جعفر (۳)۔عیسیٰ (۴)۔علی

دوئم ابوالحسین عیسیٰ الجندی بن ابوالحسن محمد مضیرہ:۔آپ کی اولاد میں دوفرزند تھے(۱)۔حسین (۲)۔ابوعبداللہ محمد القمی ان ابوعبداللہ محمد القمی بن ابوالحسین عیسیٰ الجندی کی اولاد سے پانچ فرزند تھے (۱)۔ابومحمد جعفر الملقب میرک (۲)۔ابوابراہیم اسماعیل (۳)۔ابویعلی علی (۴)۔ابوالقاسم حمزہ (۵)۔ابو طاہر المطہر

پہلی شاخ میں ابومحمد جعفر الملقب میرک بن ابوعبداللہ محمد القمی : کی اولاد میں چارفرزند تھے۔(۱)۔ابوعبداللہ حسین (۲)۔ابوعبداللہ محمد (۳)۔ابوابراہیم حسن (۴)۔ابومحمد جعفر۔دوسری شاخ میں ابو ابراہیم اسماعیل بن ابوعبداللہ محمد القمی :۔آپ کی اولاد میں پانچ فرزند(۱)۔ابوالحسن علی (۲)۔ابومحمد عزیز (۳)۔ابومحمد الداعی (۴)۔ابوطالب محسن (۵)۔ابوعبداللہ حسین

ان میں ابوعبداللہ حسین بن ابوابراہیم اسماعیل بن ابوعبداللہ محمد القمی کی اولاد میں تین فرزند تھے۔(۱)۔ابوالحسن علی الخطیب خجند (۲)۔سید العجل داعی نقیب اسبیجاب (۳)۔ابومحمد فضل نقیب مرغنیان

ابوالحسن علی الخطیب خجند بن ابوعبداللہ حسین کی اولاد سے سید محمد نقیب ہرات بن ہاشم بن محمد بن اشرف بن مبارک شاہ بن احمد بن محمد بن احمد بن حمزہ بن طاہر بن ابوالحسن علی الخطیب خجند المذکور تھے۔

تیسری شاخ میں ابوطاہر المطہر بن ابوعبداللہ محمد القمی کے چارفرزند تھے(۱)۔طاہر (۲)۔ابوالقاسم عیسیٰ (۳)۔ابوزید مہدی (۴)۔ابوابراہیم اسماعیل الملقب فریر۔ان میں طاہر بن ابوطاہر المطہر کی اولاد سے ابوالمعالی علی نقیب بطخارستان بن فضل بن طاہر المذکور تھے۔

اعقاب موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین الاصغر

آپ کی والدہ زینب بنت عون بن عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب تھیں۔بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد ایک فرزند حسن سے چلی اور انکی اعقب سے حسن حمصہ بن محمد بن حسن بن موسیٰ حمصہ المذکور تھے جن کی اعقاب میں تین فرزند تھے(۱)۔حسین الکعکی اولاد مصر دمشق اور مکہ میں ہے گئی (۲)۔علی (۳)۔محمد

اول محمد بن حسن خمصہ کی اولاد میں بقول عمری ایک فرزند نقیب موصل ابوعبداللہ جعفر تھا جو جب فوت ہوا تو اسکے بیٹے بھی تھے اور اس گھر کو بیت بنی خمصہ کہتے

ہیں (المجدی صفحہ ۴۱۴)

دوئم حسین الکلعکی بن حسن خمصہ آپ کی اولاد کا تذکرہ عمدہ اور المجدی میں موجود نہیں مگر آپ کی اولاد سے ہندوستان کے ایک بزرگ سید احمد توختہ گزرے ہیں جو سادات حسینیہ ترمذیہ کے جدامجد ہیں لیکن ان کا ذکر عربی مصادر میں نہیں اور انکی اولاد ہندوستان اور پاکستان میں موجود ہے۔ اور مذکورہ شجرہ سید ظفر یاب ترمذی اور فاضل علی شاہ موسوی خلخالی زادہ نے اپنی کتب انوار سادات اور شجرہ طیبہ میں یہ شجرہ لکھا ہے۔ جب کہ سادات ترمذی حسینی کے قدیمی مشجرات میں یہ روایت اس طرح ہے، شاہ احمد توختہ بن علی بن حسین بن محمد مدنی بن موسیٰ حمصہ بن علی بن حسین الاصغر (مسند حسین الاصغر صفحہ ۲۸۴)

حسین الکلعکی بن حسن حمصہ کی اولاد ایک فرزند السید احمد توختہ سے جاری ہوئی۔ یہ سید احمد توختہ ترمذ سے ہندوستان وارد ہوئے اور لاہور میں مدفون ہیں۔

سید احمد توختہ بن حسین الکلعکی کی اولاد سے امیر الامر سید حمزہ (جو سلطان نوح بن نصر اول سامانی کے دور میں امیر تھے) بن سید ابوبکر المعروف سید بوعلی بن السید عمر الاعلی ناظم سمرقند بن سید محمد توختہ بن السید احمد توختہ المذکور تھے۔

الامیر الامر حمزہ بن سید ابوبکر المعروف سید بوعلی کی اولاد میں چار فرزند تھے۔ سید سلیمان شہید حاکم بلخ (۲)۔ سید احمد سیانوی (۳)۔ عباس (۴)۔ قاضی سید محمد قاسم اولاد بلخ میں ہے۔

ان میں سید احمد سیانوی بن الامیر الامراء حمزہ کے تین فرزند تھے (ا)۔ سید زید المعروف زید سالار لشکر (۲)۔ سید حامد جد سادات ابنالہ وبٹیالہ (۳)۔ سید حسن بزرگ جد سادات کوٹاہہ

اول سید زید بن سید احمد سیانوی کی اولاد سے سید مسعود الملک سالار غازی بن سید جلال الدین بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن سید حسن کوہ کن بن سید شاہ سلیمان کفرشکن بن سید زید المذکور تھے اور آپ کی اولاد کثیر ہندوستان و پاکستان میں ہوئے۔

دوئم سید حسن بزرگ بن سید احمد سیانوی کی اولاد سے عبدالرحیم بن اسد محمد بن سید حرف علی بن شرف الدین بن ظہیر الدین سمنانی بن سید حسن بزرگ المذکور تھے۔

باب ہشتم فصل پنجم جز چہارم اخبار عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ آپ کی والدہ ام خالد بنت حمزہ بن معصب بن زبیر بن عوامؓ تھیں آپ کی کنیت ابوعلی تھی بقول ابی نصر بخاری آپ کو اعرج اس لئے کہا گیا کیونکہ آپ کے ایک پاؤں میں نقص تھا۔ یعنی ایک پاؤں معذور تھا۔

آپ کو خراسان کے لوگوں نے قابل احترام شمار کیا لیکن ابومسلم خراسانی آپ کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش نہیں آیا سلیمان بن کثیر الخزاعی نے عبیداللہ الاعرج سے کہا کہ ہم نے برا کیا جو عباسیوں کی بیعت کی اب ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ عبیداللہ الاعرج کو یہ گمان ہوا شاید ابومسلم ان کے ساتھ فریب سے کام لے رہا ہے اور یہ بات عبیداللہ سے سلیمان نے ایسی جگہ کہی جہاں اور لوگ بھی موجود تھے اور آپ کا بوسہ بھی لیا اسی وجہ سے ابومسلم خراسانی نے سلیمان بن کثیر خزاعی کو قتل کروادیا۔ آپ سفاح عباسی کے پاس گئے بقول ابن عنبہ الحسنی کہ سفاح عباسی نے آپ کو مدائن میں ایک جاگیر دی جس کی سالانہ آمدنی ۸۰۰۰۰ دینار تھی اور آپ یہ آمدنی غرباء اور مساکین پر خرچ کرتے تھے آپ نے محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض کی بیعت سے انکار کیا۔

چنانچہ محمد نفس ذکیہ نے قسم کھائی تھی کہ میں عبیداللہ کو جہاں دیکھوں گا قتل کروں گا۔ جب عبیداللہ الاعرج کو محمد نفس ذکیہ کے سامنے لایا گیا تو محمد نفس ذکیہ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں تاکہ وہ انہیں نہ دیکھ سکیں اور قتل نہ کرنا چاہا جو اس ڈر میں تھے کہ قسم نہ ٹوٹ جائے (مترجم حسن امداد جلد ششم صفحہ ۱۸۱-۱۸۰ بحار الانوار)
عبیداللہ الاعرج سفاح عباسی کے پاس گئے تو اس نے آپ کو مدائین میں جائیداد کی منظوری دی جسکی سالانہ آمدن ۸۰،۰۰۰ دینار تھی پھر آپ ابومسلم خراسانی کے پاس خراسان آئے تو اس نے آپ کی قدر منزلت کی جبکہ سفاح عباسی کو آپ کا خراسان میں قیام گراں گزرا تو اس نے آپ سے بدسلوکی شروع کردی۔ غایۃ الاختصار (صفحہ ۱۵۱) میں مذکور ہے کہ بنی عباس کی حکومت سے پہلے ابومسلم خراسانی نے آپ کو اپنی بیعت کی داعوت دی تھی لیکن آپ نے اس سے انکار کردیا ابومسلم خراسانی نے بیعت کا اصرار کیا تو باہمی بدمزگی بڑھی عبیداللہ الاعرج پیچھے کی جانب مڑے اور گر پڑے جس سے آپ کے پاؤں میں لنگ آ گئی اور جب بنی عباس کی حکومت آئی تو انہوں نے آپ کو نبدنجین (بندالشیر) وغیرہ کی جائیداد دے دی۔ آخر کار آپ اسی جائیداد میں رحلت فرما گئے (بحار الانوار صفحہ ۱۸۱-۱۸۰) جمہور نسابین کے نزدیک آپ کی وفات اپنے والد کی زندگی میں ہی ہوئی۔
نسابہ السید فخار بن معد الموسوی کی کتاب المقباس فی الفضائل بنی عباس کے قلمی مخطوط میں تحریر ہے کہ بقول المستکفی عبیداللہ الاعرج صاحب اقدار الجلیلہ ،حسن الشمائل، جم الفضائل تھے

انکے ممدوح انکے والد حسین الاصغر اور دادا امام زین العابدینؑ تھے آپ محدث تھے آپ اول ہاشمی علوی حسینی نے جن کا لقب ''الاعرج'' تھا آپ صاحب جلالت اور منزلت تھے آپ امام زادوں میں اول تھے جو مسموم تھے یعنی آپ کو زہر دی گئی (ابومسلم خراسانی نے آپ کو زہر دی) آپ کا نام عبیداللہ بن ابی الفضل عباس بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے نام پر رکھا گیا آپ شجاعت، علم، کرامت، فصاحت اور بلاغت میں اپنے والد محترم کی شبیہ تھے اور آپ کا گھر علوی حسینی سادات کا عراق میں اول گھر تھا۔ حضرت عبیداللہ الاعرج نے امام محمد باقرؑ اور امام جعفر الصادقؑ کے حکم پر عراق میں اول حوزہ علمیہ علویہ کی بنیاد رکھی اس طرح آپ اول شخص تھے جس نے حوزہ علمیہ علویہ کی عراق میں بنیاد رکھی یعنی آپ حوزہ علمیہ نجف و دیگر کے اول موسس قرار پائے۔ ایک روایت میں آپ کا مزار مدائن میں سلمان فارسی کے روضہ کے قریب ہے جبکہ دیگر روایت میں آپ کا مزار سمنان میں خراسان کے راستے پر واقع ہے اور یہ بھی معتبر روایت ہے کہ آپ کا لقب ''الاعرج'' امام زین العابدینؑ کی زبان مبارک سے ہی ادا ہوا۔ فخار بن معد الموسوی روایت بیان کرتے ہیں کہ المحدث عبیداللہ الاکبر وہ پہلے شخص تھے جن کا لقب ''الاعرج'' الحسینی ان کے دادا امام زین العابدینؑ کی زبان مبارک سے ہی ادا ہوا یعنی امام زین العابدینؑ نے ہی آپ کا لقب ''الاعرج'' رکھا یعنی السادات الاعرجی کی تسمیہ خود امام پاک کی زبان سے ہی انکے لئے نکلا ہوا لفظ ہے۔ جو ایک قسم کی شان اور منزلت ہے۔ یعنی امام نے فرمایا کہ عبیداللہ تعرج یعنی بلندی وتسمیہ والا آسمانوں کی طرف جانے والا (آل الاعرجی از سید حلم حسن الاعرجی)

ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں تحریر کیا ہے کہ بقول علی بن حسین کہ ذکر کیا کہ محمد بن علی بن حمزہ نے کہ عبیداللہ الاعرج کو ابومسلم خراسانی نے زہر دے دی جس سے آپ کی شہادت ہوئی۔ (مناہل الضرب فی انساب العرب ۵۰۱، ۵۰۲ صفحہ)
لیکن اس کا ذکر ابوالحسین یحیٰی نسابہ نے نہیں کیا جبکہ السید فخار بن معد الموسوی کے مخطوطے میں بھی عبیداللہ الاعرج کی شہادت کی وجہ زہر خوانی لکھی ہے

جوابومسلم خراسانی نے آپ کوزہر دیا(مقاتل الطالبین صفحہ ۱۱۸)اور یہ خبر بھی ابوالفرج اصفہانی نے لکھی کہ آپ کی شہادت بنی امیہ کے آخری ایام میں ہوئی اس میں اختلاف نہیں آپ نے اپنے والد حسین الاصغر، چچا امام محمد باقرؑ اور عبداللہ باہر سے احادیث روایت کی ہیں بقول بیہقی آپ کا قتل مرو میں شاہجان نامی مقام پر ہوا اور آپ کو ابومسلم خراسانی نے زہر دی جسکی وجہ سے آپ کی موت واقع ہوئی۔ آپ کو مرو میں دفن کیا گیا اور آپکی قبر کو چھپا دیا گیا آپ کا قتل مروان الحمار کے آخری ایام اور دولت عباسیہ کے ابتدائی ایام کے مابین ہوا۔ظاہر طور پر کسی نے بھی عبیداللہ الاعرج کی نماز جنازہ نہ پڑھی جس وقت آپ قتل ہوئے آپ کی عمر ۵۵ سال تھی (لباب الانساب جلد اول صفحہ ۴۰۶)

اور یہ روایت بھی سید حلیم حسن الاعرجی نے اپنی کتاب آل الاعرجی میں لکھی آپ کو سفاح سے قبل خلافت کی داعوت دی گئی جسے آپ نے قبول نہ کیا۔

بقول ابی نصر بخاری عبیداللہ الاعرج خراسان داخل ہوئے تو ابومسلم نے انہیں زر کیثر سے نوازا اور اہل خراسان نے آپ کی عزت کی اور آپ کو محترم شمار کیا۔اور سلیمان بن کثیر خزاعی نے جناب عبیداللہ الاعرج سے کہا کہ ہم نے غلط کیا جو عباسیوں کی بیعت کی اب ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں عبیداللہ الاعرج کو یہ گمان ہوا کہ ابومسلم ان کے ساتھ کوئی فریب کر رہا ہے کیونکہ یہ بات سلیمان بن کثیر خزاعی نے آپ سے ایسی جگہ کہی جہاں اور لوگ بھی موجود تھے جب ابومسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی۔تو اس نے سلیمان بن کثیر خزاعی کو قتل کروایا اور کہا اے عبیداللہ نیشاپور آپ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا بقول ابی نصر بخاری آپ کی وفات اپنی جاگیر ذی امران یا ذی امان میں ہوئی اور اس وقت آپ کے والد زندہ تھے اور آپ کی عمر ۳۱ سال تھی۔ (سر سلسلۃ العلویہ صفحہ ۷۰)

بقول ابوالحسن عمری آپ کی وفات ۴۶ سال کی عمر میں ہوئی (المجدی صفحہ ۳۹۸)

بقول ضامن ابن شدقم العبید لی المدنی کہ آپ سید جلیل القدر، عظیم الشان، رفیع المنزلت، حسن الشمائل، جم الفضائل، عالم، عامل، کامل، جامع، حاوی، تقی، نقی، ذی مروت وشہامت، مرس، شجاع، مرکز جود وسخا تھے۔(تحفہ الازھار جلد دوئم صفحہ ۱۵۷)

بقول نسابہ السید جعفر الاعرجی: کہ آپ کی والدہ خالدہ بنت حمزہ بن معصب بن زبیر بن عوام تھیں اور آپ کی نانی امینہ بنت خالد بن زبیر بن عوام تھیں اور علی بن حسین نے محمد بن علی بن حمزہ سے روایت کی کہ آپ کی وفات اس زہر کی وجہ سے ہوئی جو آپ کو ابومسلم خراسانی نے دیا تھا۔(مناہل الضرب فی انساب العرب ۵۰۲-۵۰۱)

اعقاب عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی سولہا اولادیں تھیں جن میں آٹھ صاحبزادیاں تھیں (۱)۔فاطمہ (۲)۔خدیجہ (۳)۔سکینہ (۴)۔صفیہ (۵)۔کلثوم (۶)۔امینہ (۷)۔آمنہ (۸)۔زینب جن کو ام خالد بھی کہا جاتا ہے

اور آپ کے آٹھ ہی صاحبزادے تھے جن میں تین (۱)۔احمد (۲)۔عبداللہ (۳)۔ابراہیم درج یعنی بے اولاد فوت ہوگئے (۴)۔یحییٰ الزاہد (۵)۔حمزۃ مختلس الوصیہ (۶)۔علی الصالح (۷)۔محمد الجوانی (۸)۔جعفر الحجۃ

بقول السید جمال الدین بن عنبہ ودیگر جمہور نسابین آپ کی اولاد چار فرزندوں سے باقی رہی۔(۱)۔**حمزہ مختلس الوصیہ** (۲)۔**علی الصالح**

(۳)۔محمدالجوانی اور (۴)۔**جعفرالحجة**

یحیٰ الزاہد بن عبیداللہ الاعرج:۔آپ کی والدہ ام عبداللہ بنت طلحة بن عمر بن عبیداللہ بن عمر التیمی تھیں بقول عمری آپ کے اعقاب طبرستان کی جانب منتشر ہوئے جو بعد میں منقرض ہو گئے۔

اعقاب حمزہ مختلس الوصیة بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر

آپ کا لقب مختلس الوصیہ ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ آپ نے اپنے والد کی وصیت کو نظر انداز کیا یعنی حکم عدولی کی لیکن اسکی وجہ کہیں بھی بیان نہیں ہوئی (بحارالانوار جلد ششم صفحہ ۱۸۱) بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔ابوعبداللہ حسین الشقف (۲)۔محمد الحرون۔اول ابوعبداللہ حسین الشقف بن حمزہ مختلس الوصیہ:۔آپ کی اولاد سے حسین المتوفی ۲۹۵ ہجری بن محمد الملقب ابی شقف بن ابوعبداللہ حسین الشقف المذکور تھے آپ کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔ابویعلی حمزہ (۲)۔ابوعلی عبیداللہ ان کی والدہ دختر العنکی تھیں جو مصر کی عام شہری تھیں جبکہ دیگر فرزند (۳)۔حسن (۴)۔محمد تھے

ان میں پہلی شاخ عبیداللہ بن حسین بن محمد الملقب ابی شقف کے تین فرزند تھے (۱)۔حسان المرور (۲)۔عبداللہ (۳)۔مظلوم

دوسری شاخ ابویعلی حمزہ بن حسین بن محمد الملقب ابی شقف کا ایک فرزند ابوالقاسم میمون تھا جن کی اولاد مصر میں سادات بنی میمون سے معروف تھی صاحب عمدة الطالب نے ابوالقاسم میمون کا شجرہ اسطرح لکھا ہے میمون بن حمزہ بن حسین بن حمزہ بن محمد بن حسین الشقف بن حمزہ مختلس الوصیہ

دوئم محمد الحرون بن حمزہ مختلس الوصیة:۔آپ کی اولاد تین بیٹوں سے جاری ہوئی۔جبکہ ایک بیٹی ام حسین کی شادی جعفر بن احمد بن عیسیٰ المبارک بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امام علیؑ سے ہوئی۔

(۱)۔احمد (۲)۔**ابو علی ابراهیم الارزق المعروف سنورابیه** (۳)۔ابوعبداللہ حسین الحرون

ابوعبداللہ حسین الحرون بن محمد الحرون بن حمزہ مختلس الوصیہ نے یحیٰ بن عمر بن یحیٰ بن حسین ذی العبرة بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ کے زمانہ کے بعد ۲۵۱ میں کوفہ میں خروج کیا مستعین باللہ نے مزاحم بن خاقان کو لشکر عظیم کے ساتھ اس سے جنگ کیلئے روانہ کیا جب عباسی کوفہ پہنچے تو حسین دوسرے راستہ سے نکل کر سامراء چلا گیا اور معتز باللہ کی بیعت کر لی یہ وہ زمانہ تھا جب مستعین بغداد میں تھا اور سامرا کے لوگوں نے معتز باللہ کی بیعت کر لی ایک زمانہ حسین پر ایسا ہی رہا جب دوبارہ خروج کا ارادہ کیا تو گرفتار ہو گئے۔

۲۶۸ ہجری تک قید میں ہی رہے اور معتمد باللہ نے آپ کو رہا کر دیا پھر دوبارہ ۲۶۹ میں کوفہ میں خروج کیا تو گرفتار کر کے موافق باللہ کے پاس لے گئے اس نے حکم دیا کہ آپ کو واسط میں قید کر لیا جائے۔کچھ عرصہ یوں ہی قید میں رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) عبیداللہ (۲) محمد السفن

اور محمد السفن بن ابوعبداللہ حسین الحرون کے چار فرزند تھے (۱)۔حمزہ الوفی (۲)۔علی (۳)۔حسن (۴)۔عبیداللہ

دوسری شاخ میں احمد بن محمد الحرون کی اولاد سے صاحب سراج الانساب نے سادات اسفرائن کا ذکر کیا ہے جن کا نسب اسطرح ہے۔السید رفیع الدین

حسین بن غیاث الدین محمد بن جلال الدین مرتضٰی بن غیاث الدین محمد بن عزالدین محمد بن لطف اللہ بن احمد بن قاسم بن محمد مارد بن حسین بن زین العابدینؒ بن علی بن مرتضیٰؒ بن احمد بن حسین بن زین العابدین بن محمود بن رضا بن ہادی بن ہاشم بن مہدی بن ابراہیم بن قاسم بن عبداللہ بن فاضل بن حسن بن محسن بن عمادالدین بن محمود بن قطب الدین بن سراج الدین بن مسلم بن احمد المذکور

اعقاب ابوعلی ابراہیم الارزق المعروف سنورابیہ بن محمد الحرون بن حمزہ مختلس الوصیہ

آپ کی اولاد بقول سید مہدی رجائی پانچ پسران سے جاری ہوئی (۱)۔احمد البرک (۲)۔ابوالحسن علی الاشل (۳)۔عبیداللہ عزیزی (۴)۔ابوعبداللہ حسین الکوسج (۵)۔ابوطالب

اول احمد البرک بن ابوعلی ابراہیم الارزق المعروف سنورابیہ کی اولاد سے حسین بن احمد بن علی بن احمد البرک المذکور تھے۔جنکی اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔عقیل (۲)۔حمزہ (۳)۔ابومحمد عبدالمطلب نقیب خسیکت

ان میں عقیل بن احمد البرک کی اولاد سے سراج الانساب اور الشجرۃ طیبہ کی رو سے سید عاشور تکمہ بند بن محمد حسین بن عطااللہ بن جہان شاہ بن ملک زاد بن بہمن بن ذکی بن ملک بن شیرداد بن ذکی بن حاجی بن محمد بن علی بن مرتضٰی بن شمس الدین حیدر بن بابا زید بن ابی الشجاع محمد نقیب خسیکت بن قائد بن عقیل المذکور تھے۔

دوئم ابوالحسن علی الاشل بن ابوعلی ابراہیم الارزق المعروف سنورابیہ کی اولاد سے تین فرزدتھے (۱)۔ابومحمد حسن الاہوازی (۲)۔ابراہیم (۳)۔ابوالحسین زید۔ان میں ابومحمد حسن الاہوازی بن ابوالحسن علی الاشل کی اولاد سے سید معین الدین علی محلّہ اوقان سمنان بن غیاث الدین محمد بن ضیاءالدین بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن زید بن علی بن ابومحمد حسن الاہوازی المذکور تھے۔

سوئم عبیداللہ عزیزی بن ابوعلی ابراہیم الارزق المعروف سنور کی اولاد سے ابی الشجاع جعفر تکین بن فضل اللہ بن حسن بن ابی القاسم بن محمد بن علی الارزق (اولاد بخارا، فرغانہ اور خجند میں ہے) بن عبیداللہ العزیزی المذکور تھے

چہارم ابوعبداللہ حسین الکوسج بن ابوعلی ابراہیم الارزق المعروف سنور کی اولاد آپ کی اولاد ایک فرزند محمد سے چلی جن کے اعقاب میں چار فرزند تھے (۱)۔علی الفقیہ (۲)۔جعفر (۳)۔مہدی (۴)۔ابوعبداللہ حسین

ان میں ابوعبداللہ حسین بن محمد بن ابوعبداللہ حسین الکوسج کی اولاد ایک فرزند ابومحمد ابراہیم الارزق سے چلی جنکی اولاد کو بنوالارزق بھی کہا گیا ہے ان میں ابو محمد ابراہیم الارزق بن ابوعبداللہ حسین بن محمد کے تین فرزند تھے۔(۱)۔محمد (۲)۔حسن (۳)۔ابوالحسن مہدی زین الدین جو بعقوبہ سے سمنان منتقل ہوئے۔ان کی اعقاب ایک فرزند ابومحمد حسن الکیا کی سے چلی۔

ان میں ابومحمد حسن الکیا کی بن ابوالحسن مہدی زین الدین کی اعقاب دوفرزندوں سے چلی (۱)۔کمال الدین (۲)۔محمد

اول کمال الدین بن ابومحمد حسن الکیا کی اولاد سے کمال الدین بن علی بن محمد حسین بن کمال الدین بن حسین بن کمال الدین بن علی بن مرتضٰی بن عمادالدین بن علی بن مرتضٰی بن حیدر بن علی بن عمادالدین بن کمال الدین المذکور تھے۔

دوئم محمد بن ابومحمد حسن الکیا کی کی اولاد سے میر حسینی بن عبدالکریم بن محمد حسین الشہیر میر حسینی بن اسماعیل بن ابی تراب بن محمد بن اسماعیل بن ابی تراب بن محمد بن اسماعیل بن ابی تراب بن محمد بن ابومحمد اسماعیل بن غیاث الدین محمد بن ضیاء الدین محمد بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن ضیاء الدین بن ابراہیم بن محمد المذکور تھے۔

اعقاب محمد الجوانی بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر

بقول الشیخ ابوالحسن عمری محمد الجوانی نسابہ تھے یعنی علم الانساب کے ماہر تھے اور اپنے پدر بزرگوار کے وصی تھے آپ کی والدہ کنیز تھیں آپ جوانی کے لقب سے معروف تھے جو مدینہ کے قریب ایک بستی جوانیہ سے نسبت ہے۔ بقول البکری آپ کی نسبت جوان نامی سرزمین سے ہے جو مدینہ کے قریب ہے (وفا الوفا مسعودی) صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کی کنیت ابوالحسن لکھی ہے آپ مرد سخی اور کریم تھے آپ نے ۳۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (عمدۃ الطالب) صاحب تحفۃ الطالب کے بقول جوانیہ، مدینہ اور جبل احد کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

علمائے رجال سے روایت منقول ہے کہ عن ابی جعفر محمد بن عیسیٰ قال کان الجوانی خرج مع ابی الحسن علی الرضاؑ الیٰ خراسان وکان من قرابتہ یعنی جوانی امام رضاؑ کی قرابت میں انکے ساتھ خراسان گئے ۔بعض علما نے اس سے مراد ابوالحسن علی بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن محمد الجوانی لیا ہے جسے علماء الرجال نے ذکر کیا ہے اور اسکی توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ وہ ثقہ اور صحیح الحدیث تھا اور امام رضاؑ کے ساتھ خراسان گیا۔ لیکن ان ابوالحسن علی بن ابراہیم کا امام رضاؑ کے ساتھ ۲۰۰ ہجری میں خراسان جانے میں تامل ہے کیونکہ یہ حضرت امام رضاؑ کے بعد سوسال زندہ رہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوالفرج اصفہانی المتوفی ۳۵۶ ہجری نے اس ابوالحسن علی بن ابراہیم سے حدیث سنی اور انکی کتابیں خود ان سے نکل کی ہیں اور شیخ العکبری المتوفی ۳۵۸ ہجری نے انکے بیٹے ابوالعباس احمد بن ابوالحسن علی بن ابراہیم سے اجازہ لیا ہے اور ان سے روایت کرتا ہے اور دعائے حریق ان سے سنی ہے لہذا بہت بعید ہے کہ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن محمد الجوانی ۲۰۰ ہجری میں امام رضاؑ کے ساتھ خراسان گئے ہوں کیونکہ روایت میں لفظ جوانی استعمال ہوا یہ نہیں کہ کونسا جوانی تھا قرین عقل یہ محمد الجوانی بن عبیداللہ الاعرج ہی تھے جو امام رضاؑ کے والد بزرگوار کے ابن عم (چچازاد) تھے۔ ان کا زمانہ بالکل یہی تھا۔ کیونکہ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن محمد الجوانی نے مدینہ میں ولادت پائی اور کوفہ میں نشو ونما پائی اور یہیں کوفہ میں فوت ہوئے۔

بقول فاضل نسابہ سید ضامن بن شدقم در کتاب تحفۃ الازھار کہ یہ ابوالحسن علی بن محمد الجوانی بن عبیداللہ الاعرج تھے جو امام رضاؑ کے ساتھ خراسان رہتے تھے واللہ اعلم۔

بقول عمری محمد الجوانی بن عبیداللہ الاعرج کی دو بیٹیاں (۱)۔ زینب (۲)۔ کلثوم اور تین بیٹے (۱)۔ **حسن** (۲)۔ عبداللہ اور (۳) حسین تھے بقول عمری حسین بن محمد الجوانی کریم اور سخی تھے اور منقرض ہو گئے جبکہ ضامن بن شدقم المدنی الحسینی العبید لی اور سید مہدی رجائی نے چوتھا فرزند (۴) ابوالحسن علی بھی لکھا ہے اور ان سب کی والدہ فاطمہ بنت طلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر التمیمی تھیں۔

ابوالحسن علی بن محمد الجوانی:۔ بقول صاحب تحفۃ الازھار سید ضامن بن شدقم العبید لی کہ آپ سید جلیل القدر اور رفیع المنزلت تھے آپ عالم فاضل حسن الشمائل اور جم الفضائل تھے آپ ۲۰۰ ہجری میں امام رضاؑ کے ساتھ خراسان گئے اور امام پاک سے روایت حدیث کی آپ بہت عبادت گذار تھے دن کو

روزہ رکھتے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرتے روزانہ ہزار بار قل ہو اللہ احد کی تلاوت کرتے آپ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد میں سے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حالات پوچھے تو آپ نے بتایا میری جگہ جنت میں ہے سورہ اخلاص کی تلاوت کی وجہ سے

بقول السید حلیم حسن الاعرجی اولاد حسین الاصغر بن امام زین العابدین میں محمد الجوانی بن عبید اللہ الاعرج اول نسابہ تھے۔ (آل الاعراجی صفحہ ۹۶-۹۵)

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی اور امام فخر الدین رازی کہ محمد الجوانی بن عبید اللہ الاعرج کی اولاد صرف حسن بن محمد الجوانی سے باقی رہی۔

اعقاب حسن بن محمد الجوانی بن عبید اللہ الاعرج بن حسین الاصغر

آپ علم الانساب کے ماہر تھے آپ کی کنیت ابو محمد تھی آپ کی والدہ بقول ابی الحسین یحییٰ بن حسن بن جعفر الحجۃ کہ فاطمۃ بنت طلحۃ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر التیمی تھیں آپ محدث تھے اور آپ کی وفات مصر میں ہوئی۔ بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی آٹھ اولادیں تھیں۔

جن میں پانچ صاحبزادیاں تھیں اور تین صاحبزادے تھے (ا)۔ ابراہیم (۲)۔ حسین (۳)۔ ابوجعفر محمد صاحب الجوانیہ

بقول عمری آپ کی اولاد صرف ابوجعفر محمد صاحب الجوانیہ سے جاری ہوئی

ابوجعفر محمد صاحب الجوانیہ بن حسن بن محمد الجوانی کی اولاد میں بقول عمری چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے تھے لیکن بقول عمری و بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد صرف دو بیٹوں (ا)۔ ابو محمد الحسن الکوفی اور (۲)۔ ابوعلی ابراہیم سے چلی ان حضرات کی اولاد بنو جوانی کہلاتی ہے جنکی زیادہ تعداد مصر اور واسط میں ہے

اول ابو محمد حسن بن ابوجعفر محمد صاحب الجوانیہ کی اولاد میں سے ابوعلی عبید اللہ نقیب "رے" بن محمد بن حسن بن عبید اللہ بن ابو محمد حسن المذکور تھے۔ بقول عمری حسن بن ابوجعفر محمد صاحب الجوانیہ کی اولاد بلخ اور طبرستان میں ہے۔

محمد بن حسن بن عبید اللہ بن ابو محمد حسن المذکور بقول شیخ نجاشی کہ ساکن طبرستان تھے اور خفیہ تھے اور سماع الحدیث تھے آپ نے ایک کتاب ثواب الاعمال بھی تحریر کی تھی

دوئم ابوعلی ابراہیم بن ابوجعفر محمد صاحب الجوانیہ کی اولاد میں ایک فرزند ابی الحسن علی المحدث الفاضل نسابہ تھے آپ کا ذکر علمائے رجال نے کیا ہے اور آپ کو ثقہ اور صحیح الحدیث تحریر کیا ہے ابوالفرج اصفہانی المتوفی ۳۵۶ ہجری نے آپ سے حدیث سنی اور آپ کی کتابیں نقل کیں بعض علماء نے آپ کو امام رضاؑ کے ساتھ خراسان میں جانے کا تذکرہ کیا ہے بقول عمری آپ کی ولادت مدینہ طیبہ میں ہوئی اور آپ کی نشو ونما کوفہ میں ہوئی۔ آپ کی تصانیف میں کتاب اخبار صاحب فخ اور کتاب اخبار یحییٰ بن عبد اللہ محض بن حسن المثنیٰ مشہور ہیں

ابی الحسن علی الفاضل نسابہ بن ابوعلی ابراہیم بن ابوجعفر محمد صاحب الجوانیہ کے اعقاب میں دو فرزند تھے۔

(ا)۔ ابوجعفر محمد المقتول الدکۃ (۲)۔ ابوالعباس احمد القاضی

ان میں ابوجعفر محمد المقتول الدکۃ بن ابی الحسن علی المحدث الفاضل نسابہ کی اولاد سے ابی الحسین محمد اور ابوالحسن محمد نقیب واسط ابنان جعفر الاعرج بن ابوجعفر محمد المقتول المذکور تھے اور ان حضرات کی اولاد واسط میں بنی جوانی کہلاتی ہے۔

پھر ابوالعباس احمد القاضی بن ابی الحسن علی المحدث الفاضل نسابہ آپ سے الشیخ العکبری المتوفی ۳۵۸ ہجری نے اجازہ لیا اور آپ سے روایت کیا اور

دعائے حریق بھی آپ سے ہی سنی بقول ابوالحسن عمری آپ الشیخ شرف العبید لی کی والدہ محترمہ کے دادا تھے یا برروایت دیگر آپ کے نانا محترم تھے۔ابن خداع نسابہ مصری نہ بھی آپ سے روایت کی ان کے دوفرزند تھے(۱)۔ابوالحسن محمد اور(۲)ابو ہاشم حسین نسابہ آپ سے شیخ شرف العبید لی نے روایت کی ہے۔ان میں ابو ہاشم حسین نسابہ بن ابوالعباس احمد القاضی کی اولاد سے النقیب القاضی نسابہ العالم المصنف بمصر الشریف محمد بن اسعد بن علی بن ابو الغنائم معمر بن عمر بن علی بن ابو ہاشم حسین نسابہ المذکور تھے۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کے نسب پر صرف اس لئے طعن کیا گیا کیونکہ آپ نے اسماعیلی حکمرانوں کے نسب تحریر کر کے شیخ جلال الدین عبدالحمید نسابہ کو بھیجا۔جسکی وجہ سے بعض نسابین نے طعن کیا اور کہا کہ الشیخ السید جلال الدین عبدالحمید بن تقی نسابہ اورعمری نے جس اسعد بن علی بن معمر کا ذکر کیا وہ الشریف محمد بن اسعد کے والد اسعد کے علاوہ کوئی اور ہے ابن مرتضیٰ الموسوی نے بالکل کھلا طعن کیا۔السید رضی الدین بن قتادہ الحسنی نے علی کو معمر سے قطع کیا۔اورابن قثم الزینبی العباسی نے محمد کو السعد سے قطع کیا اور یہ اسعد بن علی بن معمر جوالشریف محمد نسابہ کے والد تھے عالم فاضل اورنحوی تھے جن کا ذکر عماد کاتب الاصفہانی نے اپنی کتاب''خریدۃ القصر''میں کیا اوران کالقب سناء الملک تحریر کیا ہے۔

بقول السید حلیم حسن الاعرجی درکتاب آل الاعرجی(صفحہ۱۰۳)کہ محمد بن اسعد بن علی بن معمر بن عمر بن علی ابو ہاشم حسین نسابہ کی کنیت ابوعلی تھی۔اورآپ کی عرفیت الجوانی نسابہ المصری الاعرجی تھی آپ عالم فاضل ولی القضاء اور ولی نقابۃ الاشرف مصر تھے۔آپ کی ولادت تین جمادی الآخر ۵۲۵ ہجری بمطابق ۱۱۳۱ عیسوی اور وفات ۵۸۸ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی کو ہوئی آپ نے علم الانساب ابی الحسین بن یحییٰ بن محمد بن حیدرۃ الارقطی سے اخذ کیا۔اورعبدالسلام بن مختار السّلفی،الکبرائی،ابی رفاعہ،عبدالولی بن محمد اللخمی،عبدالعزیز بن یوسف الزردبیلی،عبدالمنعم بن موہوب سے روایت کیا اورمرتضیٰ بن عفیف،یونس بن محمد الفاروقی نے آپ سے روایت کیا۔آپ کی تصانیف میں جرائد الطالبین،طبقات الطالبین المسمی تاج الانساب،معیار الانساب،شجرہ الرسول اللہ،نزھۃ القلب المعنا،فی نسب آل مھنا،المصنف النفیس فی نسب آل ادریس،المقدمہ الفاضیلیہ فی الانساب ہیں۔جس کا ذکر العماد الاصفہانی کاتب نے خریدۃ القصر میں کیا ہے(آل الاعرجی صفحہ۱۰۳)

اعقاب علی الصالح بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر

بقول عمری آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اورآپ ابی السرایا کے ساتھ تھے اس کی مہمات کوآپ نے دیکھا آپ کی والدہ کنیز تھیں آپ کوفہ کے رہائشی تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کو صالح الزوج اورصاحب مستجاب الدعوۃ کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کی بیوی ام سلمۃ بنت عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں آپ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ آل ابی طالب میں سب سے زیادہ زاہد شخص تھے آپ کو صالح الزوج(نیک جوڑا)کہا جاتا تھا قاضی نوراللہ شوستری نے مجالیس المومنین میں کہا ہے کہ ابوالحسن علی بن عبیداللہ الاعرج بہت بزرگ اورعظیم القدر تھے عراق کی ریاست ان کے متعلق تھی آپ امام موسیٰ کاظمؑ اورامام علی الرضاؑ کے مخصوص اصحاب میں سے تھے اورامام علی الرضاؑ نے ہی آپ کو زوج الصالح کالقب عنایت کیا آپ امام علی الرضاؑ کی خدمت میں خراسان گئے اور جب محمد بن ابراہیم طباطبا الحسنی نے چاہا کہ آپ ابوالسرایا کی ولایت پر بیعت لیں تو آپ نے انکار کر دیا۔رجال کشی میں سلیمان بن جعفر سے مروی ہے کہ علی بن عبیداللہ نے ابتداءامر میں مجھ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ امام رضاؑ کی بارگاہ میں فائز ہوں۔تو میں نے کہا تو پھر

کونسی چیز مانع ہے اور روکتی ہے تو علی الصالح نے کہا امام علی الرضاؑ کی عظمت اور ھیبت ۔ پھر جب امام علی الرضاؑ رنجور اور بیمار ہوئے اور لوگ آپ کی عیادت کے لئے سبقت کرنے لگے میں نے ان سے کہا کہ یہ وقت ہے کہ ان کی خدمت میں حاضری دو اور آپؑ کے حضور سے مشرف ہو جب علی الصالح امام رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام پاک نے آپ کی تعظیم وتکریم کی۔

اس کے بعد علی الصالح خود بیمار ہو گئے تو امام علی الرضاؑ انکی عیادت کیلئے ان کے گھر آئے میں بھی ساتھ ہی تھا امام پاک اس گھر میں اتنی دیر بیٹھے کہ جتنے لوگ بیٹھے تھے۔ سب چلے گئے جب باہر آئے تو میں بھی باہر آیا میری کنیز جو علی الصالح بن عبید اللہ الاعرج کے گھر میں موجود تھی اس نے مجھ سے کہا ام سلمہ بنت عبد اللہ العقیقی بن حسین الاصغر علی الصالح کی بیوی پردہ کے پیچھے سے امام علی الرضاؑ کو دیکھ رہی تھیں اور جب امام پاک گھر سے باہر نکلے تو ام سلمہ پردہ سے باہر آئیں اور اپنا منہ اس جگہ پر رکھ دیا جہاں امام بیٹھے تھے اور اسکے بوسے لیتی رہیں اور وہاں ہاتھ پھیر کر اپنے چہرے پر ملا اور جب میں نے یہ داستان امام علی الرضاؑ کو سنائی تو آپؑ نے فرمایا اے سلیمان بن جعفر معلوم رہے کہ علی الصالح ان کی زوجہ اور اولاد اہل بہشت میں سے ہیں اور اے سلیمان جان لو کہ اولاد علیؑ وفاطمہؑ کو جب خداوند عالم یہ امر (یعنی معرفت امامت آئمہ اہلبیت) عطا فرمائے تو وہ دوسرے لوگوں کی طرح نہیں ہوتے۔

بقول صاحب عمدۃ الطالب وصاحب الشجرۃ المبارکہ آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی۔

(۱)۔ابراھیم رئیس کوفہ (۲)۔عبیداللہ الثانی

اعقاب ابراہیم رئیس کوفہ بن علی الصالح بن عبید اللہ الاعرج

آپ کی والدہ ام سلمۃ بنت عبد اللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی۔

(۱) حسن (۲)۔ ابوعبد اللہ حسین العسکری اور (۳)۔ ابی الحسن علی قتیل سامراء

اول حسن بن ابراہیم رئیس کوفہ: آپ کی اولاد سے بنو محترق جن سے بنو طفیطفہ کرخ میں گئی جو اولاد تھی احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمد المجل بن یحییٰ بن محمد بن حمزہ بن علی بن علی بن محمد بن احمد بن ابو جعفر محمد المحترق بن حسن المذکور کی۔

دوئم ابوعبد اللہ حسین العسکری بن ابراہیم رئیس الکوفہ:۔ آپ کی والدہ فاطمۃ بنت علی بن محمد بن اسحاق بن علی الزینبی بن عبد اللہ الجواد بن جعفر الطیار تھیں بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد سے السید العالم الشاعر قاضی دمشق محمد العصیبی بن حسین بن عبد اللہ بن ابوعبد اللہ حسین العسکری المذکور تھے۔

سوئم۔ ابوالحسن علی قتیل سامراء بن ابراہیم رئیس الکوفہ:۔ آپ کی والدہ دختر جعفر الصحصح بن عبد اللہ بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں بقول امام فخر الدین رازی آپ کی اولاد واحد فرزند ابو محمد حسین سے چلی بعض نے ان کا نام ابو محمد حسن لکھا ہے لیکن صاحب منتقلہ اور صاحب المجدی نے حسین ہی لکھا ہے۔ لیکن زیادہ نسابین نے ابو محمد حسن تحریر کیا ہے ان میں ابو محمد حسن بن ابوالحسن علی قتیل سامراء کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن عبید اللہ الاعرج تھیں لیکن جعفر الحجۃ بن عبد اللہ الاعرج کا کوئی فرزند محمد نامی نہ تھا واللہ اعلم۔ آپ کی اولاد سے السید العالم الفاضل نسابہ الشیخ ابوالحسن محمد المعروف الشیخ شرف العبید لی بن ابو جعفر محمد بن ابی الحسن علی الجرار بن ابو محمد حسن بن ابوالحسن علی قتیل سامراء المذکور تھے۔ آپ الشیخ ابوالحسن عمری اور شریف رضی اور شریف

المرتضیٰ علم الھدیٰ کے استاد تھے آپ نے علم الانساب پر بہت تصانیف لکھیں آپ ۴۳۵ ہجری میں فوت ہوئے حکایت ہے کہ آپ کی عمر ننانوے سال ہوگئی تھی باوجود اس کے اعضاء وجوارح صحیح سالم تھے آپ کی کتاب عصر حاضر میں تہذیب الانساب نام سے قم ایران سے شائع ہو چکی ہے۔

اعقاب عبیداللہ ثانی بن علی الصالح بن عبیداللہ الاعرج

آپ کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد صرف ایک بیٹے ابوالحسن علی سے جاری ہوئی جنکی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوجعفر محمد (۲)۔عبیداللہ الثالث

اول ابوجعفر محمد بن ابوالحسن علی بن عبیداللہ ثانی: سے ایک گھر کوفہ میں بنوقاسم مشہور تھا جو قاسم بن محمد بن جعفر بن ابراہیم الاشل بن محمد بن ابراہیم بن ابوجعفر محمد المذکور کی اولاد تھی بقول الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی بروایت سید غیاث الدین بن عبدالحمید نسابہ الحسینی کہ ابراہیم الاشل ہی قاسم کے نام سے معروف تھے اور انکی اولاد کو بنوقاسم کہا گیا۔

دوئم عبیداللہ الثالث بن ابوالحسن علی بن عبیداللہ ثانی:۔آپ امیر کوفہ اور خلیفہ المطیع اللہ کے زمانے میں امیر حج تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔محمد الصبیب (۲)۔**ابو الحسن علی قتیل اللصوص** (۳)۔**ابی الحسین محمد الاشتر**

ان میں ابوجعفر محمد الصبیب بن عبیداللہ ثالث کی اولاد ایک فرزند ابی عبداللہ حسین النعجہ سے چلی۔اور ان کی اولاد احمد بن حسین النعجہ سے چلی۔جنکی اعقاب دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔علی (۲)۔المفضل ان میں علی بن احمد بن ابوعبداللہ حسین النعجہ کی اولاد سے حائر اور حلہ میں ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بن سعید بن علی المذکور تھے اور دوسری شاخ میں المفضل بن احمد بن ابی عبداللہ حسین النعجہ کی اولاد سے حلہ میں ایک جماعت اہل سیادت اور نقابت تھی جو ترجم بن علی بن المفضل المذکور کی اولاد تھی۔

اعقاب ابوالحسن علی قتیل اللصوص بن عبیداللہ ثالث بن ابوالحسن علی

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالقاسم حسین الجمال الملقب صندل (۲)۔ابوعلی عبیداللہ (۳)۔ابومحمد حسن العزی

اول ابوالقاسم حسین الجمال الملقب صندل بن ابوالحسن علی قتیل اللصوص: کی اولاد سے ابومنصور محمد جو اثیر الدولہ کے نام سے مشہور تھے اور شیخ عمری کے دوست تھے بن حسین بن محمد بن ابوالقاسم حسین الجمال الملقب صندل المذکور تھے۔

دوئم ابوعلی عبیداللہ بن ابوالحسن علی قتیل اللصوص:۔آپ کی اولاد ایک فرزند علی سے جاری ہوئی جن کے دو فرزند تھے (۱)۔حسین (۲)۔عبیداللہ ان میں حسین بن علی کا فرزند ابوتراب حیدر تھا اور عبیداللہ بن علی کی اولاد میں علی بن ابوالمعالی بن عبیداللہ المذکور تھا۔

سوئم ابومحمد حسن العزی بن ابوالحسن علی قتیل اللصوص:۔آپ کے پانچ فرزند تھے (۱)۔زید (۲)۔مسلم (۳)۔علی (۴)۔ھلال اور (۵)۔ابوالقاسم حمزہ ان میں محمد بن ابومحمد حسن العزی: کی اولاد میں ایک فرزند معمر بن محمد تھا جس کے دو فرزندوں سے اولاد چلی (۱)۔علی (۲)۔حسین پہلی شاخ میں علی بن معمر

بن محمد کی اعقاب سے محمد بن ابونزار بن محمد بن علی المذکور تھے دوسری شاخ میں حسین بن معمر بن محمد کی اعقاب سے ابولفورس صفی الدین بن محمد اول بن ھبت اللہ بن حسین المذکوراور محمد بن ابوالمعالی بن محمد ثانی بن ھبت اللہ بن حسین المذکور

پھرابوالقاسم حمزہ بن ابومحمد حسن العزی: کی اولادسے عمار بن مفضل بن حسن بن جعفر بن مفضل بن ابوالقاسم حمزہ المذکور تھےان عمار بن مفضل بن حسن کے دوفرزند تھے(۱)۔مفضل (۲)۔ابویحییٰ شمس الدین علی اوران میں شمس الدین علی بن عمار بن مفضل کی اولادسے سیدجلیل العالم الفاضل الشیخ الکامل نسابہ الحسیب النقیب النجیب خلاصہ آل مرتضوی،جم الفضائل کثیرالمحاسن المحقق الباحث فی الانساب العلویہ علم الانساب میں ہمارےاستادالسیدعبدالرحمان العزی الاعرجی الحسینی الکویتی بن نبیل بن محمد بن محمود بن عبدالقادر بن محمود بن سلیمان بن احمد بن حبار بن عواد بن مشعل بن عبید بن سراج الدین بن محمد السرحان بن عثمان بن الولی الصالح محمد البیطارمدفون داقوق کرکوک عراق االمعروف محمد الباقر بن باقرالمعروف بیرتیج بن علی الازغب المعروف الاصغر بن ابوالعباس نصیرالدین بن ابوعلی شہاب الدین علی (آپ کو۸۰۲ میں تیمورلنگ کی فوج نےشہیدکیااورآپ عراق ایران کی سرحدپردفن ہیں)

بن ابویحییٰ شمس الدین علی المذکور(وثائق السید یاسین علی حسین العزی الاعرجی۔المشجر الجامع السادہ العزی ازسیدعبدالغنی)

اعقاب محمد الاشتر بن عبیداللہ الثالث بن ابوالحسن علی بن عبیداللہ ثانی

آپ کی کنیت ابوالحسین تھی بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کے چہرے پرضربت کانشان تھااس لئےآپ کواشترکہا گیااوریہ ضربت فدان الزیدی کے غلام نےلگائی۔آپ کی مدحت ابوالطیب نےاپنےقصائدمیں کی ہے۔

آپ کی اولادکوفہ میں بہت اثرونفوذوالی رہی حتیٰ کہ عوام الناس نےکوفہ میں یہ کہنا شروع کردیا کہ آسمان اللہ کاہےاورزمین عبیداللہ کی اولادکی ہے(عمدۃ الطالب صفحہ۳۹۳۔۳۹۲) بقول صاحب عمدۃ الطالب آپ کی اولادآٹھ فرزندوں سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالمرجامحمد(۲)۔الامیرابوالفتح محمد(۳)۔ابو القاسم حمزہ الملقب شوصہ(۴)۔ابوطیب حسن(۵)۔ابوالعباس احمدالبن(۶)۔ابوالفرج محمد(۷)۔عبیداللہ الربع (۸)۔ابوعلی محمدامیرحاج

اول الامیرابوالمرجامحمد بن محمد الاشتر:۔بقول ابن عنبہ آپ کی اولادقلیل تھی جن میں بنوعیاش تھی جوعیاش بن محمد بن معمر بن ابوالمرجامحمد المذکورکی اولادتھی۔

دوئم ابوالقاسم حمزہ الملقب شوصہ بن محمد الاشترآپ کی اولاددوفرزندوں سے چلی(۱)۔ابوطالب حسن(۲)۔احمد

ان میں پہلی شاخ ابوطالب حسن بن ابوالقاسم حمزہ الملقب شوصہ کی اولادسے ابوالحسن حمزہ وابوالمکارم علی ابنان

عبیداللہ العتیق بن ابوالفتح محمد بن ابوطالب حسن المذکورتھےان حضرات کی والدہ ام ہانی العریضیہ المکانسیہ تھیں اس لئےانکی اولادبنوالمکانسہ کہلائی۔

دوسری شاخ میں احمد بن ابوالقاسم حمزہ الملقب شوصہ کی اولادسے بنومھنا گزری جومھنا بن ابوالفرج بن محمد بن احمد المذکورکی اولادتھی جبکہ الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی نےظن کیا کہ ان کی اولادمنقرض ہوگئی۔

سوئم ابوالطیب حسن بن محمد الاشتر:۔بقول الشیخ عمری کہ واسع الحال العظیم اورصاحب جاہ ومروت تھےاورحدیث ہےمحمد بن مسلم بن عبیداللہ سےکہ میرے چچاحمام میں عام پانی کی بجائےپھولوں والےپانی سےغسل کرتے تھے

آپ کی اولادابوالحسن محمد غرام بن ابوطاہراحمد بن ابوالطیب حسن المذکورسےچلی جن کےآگےدوفرزندتھے(۱)ابوطاہراحمد الاخن(۲)ابوالقاسم ھبت اللہ

ان میں ابوطاہر احمد الاخن بن ابوالحسن محمد الغرام کی اولاد سے ابوالفتح محمد الغشم وبدر الشرف عیاش واحمد معیوف ابنان ابوالمعالی احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابوطاہر احمد الاخن المذکور تھے۔

چہارم ابوالفرج محمد بن محمد الاشتر آپ کی اولاد سے عدنان بن علی بن ابوالفرج محمد الحاروج بن ابوالغنائم محمد بن ابوالحسن علی بن ابوالفرج محمد المذکور تھے جن کے دو بیٹے تھے (۱)۔معد (۲)۔محمد ان میں محمد بن عدنان بن علی کی اولاد سے ابوالفضل حسین المعروف شیبانک بن عدنان بن محمد المذکور تھے۔

پنجم عبیداللہ الربع بن محمد الاشتر: بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کے اعقاب میں ایک جماعت تھی جو بعد میں منقرض ہوئی۔آپ کے تین فرزند تھے ابو العشائر محمد (۲)۔ابی منصور یحییٰ (۳)۔یوسف جو جد ابی الفقیہ الحارث بن البواب ہیں یوسف بن عبیداللہ الربع کی اولاد سے علی بن احمد بن عبیداللہ الخامس بن یوسف المذکور تھے الشیخ السید فخر الدین علی بن الاعرج الحسینی نے اس علی کا ذکر نہیں کیا اور یہ روایت بھی ہے کہ یہ ابن حسن بن علی بن محمد بن احمد بن عبیداللہ الخامس بن یوسف المذکور تھے ان کی بقایا نسل المشہد الکاظمؑ یعنی امام کے مزار کے قریب بغداد میں ہے لیکن بقول ابن عنبہ ان کے نسب پر شک کیا گیا۔واللہ اعلم

ششم الامیر ابوالفتح محمد المعروف با بن صخرہ بن محمد الاشتر:۔آپ کی اولاد میں ایک فرزند ابی طاہر عبداللہ تھے الشریف مرتقی علم الھدیٰ الموسوی کے ایام میں نقیب بغداد تھے آپ کی اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔ابوالبرکات محمد نقیب واسط اور (۲)۔ابوالفتح محمد نقیب کوفہ

پہلی شاخ میں ابوالبرکات محمد نقیب واسط بن ابی طاہر عبداللہ کی اولاد چار ابنان سے جاری ہوئی (۱)۔ابویعلی محمد نقیب واسط (۲)۔ابوالمعالی محمد (۳)۔ابو الفضائل عبداللہ (۴)۔ابوالقاسم سیف

ان میں پہلی شاخ کا اول میں ابویعلی محمد نقیب واسط بن ابوالبرکات محمد نقیب واسط کی اولاد میں السید العالم السخی السری العقیب الوسط موئید الدین عبیداللہ بن عمر بن محمد بن عبیداللہ بن عمر بن سالم بن ابی یعلی محمد نقیب الوسط المذکور تھے۔آپ کی اولاد میں صرف بیٹیاں تھیں۔

پہلی شاخ کے دوئم میں ابوالمعالی محمد بن ابوالبرکات محمد نقیب واسط کے اعقاب میں احمد بن مہدی بن ابوالمکارم بن معد بن یحییٰ بن ابوالمعالی محمد المذکور تھے

پہلی شاخ کے سوئم میں ابوالفضائل عبداللہ بن ابوالبرکات محمد نقیب واسط کی اولاد میں ایک فرزند ابوالحسین احمد الغش جنکی اولاد واسط میں بنوالغش سے معروف رہی۔

پہلی شاخ کے چہارم میں ابوالقاسم سیف بن ابوالبرکات محمد نقیب واسط کے دو فرزند تھے (۱)۔یحییٰ (۲)۔جعفر ان میں یحییٰ بن ابوالقاسم سیف کی اولاد سے محمد بن حیدرۃ بن یحییٰ المذکور تھے اور جعفر بن ابوالقاسم سیف کی اولاد میں علی بن عبداللہ بن جعفر المذکور تھے

دوسری شاخ میں ابوالفتح محمد نقیب کوفہ بن ابی طاہر عبداللہ کی اولاد چار فرزندوں سے چلی (۱)۔عدنان ابونزار (۲)۔مجد الدین ابومحمد عمر نقیب کوفہ (۳)۔ابوالحسین محمد جنھیں احمد بھی کہا گیا (۴)۔**ابو جعفر نفیس هبت الله**

دوسری شاخ کے اول میں ابونزار عدنان بن ابوالفتح نقیب کوفہ کی اولاد سے مضر بن ملدین معد بن عدنان المذکور تھے۔

دوسری شاخ کے دوئم میں ابوالحسین محمد بن ابوالفتح محمد نقیب کوفہ کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔ابوالسعادات محمد (۲)۔ابوالفتح محمد قوام الشرف

(۳)۔ابونزار عدنان (۴)۔ابوعلی حسن

ان میں ابوالفتح محمد قوام الشرف بن ابوالحسین محمد بن ابوالفتح محمد نقیب کوفہ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ محمد بن حسن بن محمد بن حسن بن ابی الفتح محمد قوام الشرف المذکور تھے جبکہ صاحب سراج الانساب نے آپ کی اولاد سے ایک مشجر کا ذکر کیا ہے جو اس طرح ہے۔سید رحمت اللہ پیش نماز بن سید بیلدار حسن بن حسن بن قطب الدین بن شریف بن قریش بن بہاؤالدین بن علی بن شریف بن محمد الاشتر بن حسن بن ابوالفتح محمد قوام الشرف المذکور

پھر ان میں ابونزار عدنان بن ابوالحسین محمد بن ابوالفتح محمد نقیب کوفہ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ محمد بن ابوہاشم بن ابوالقاسم بن معد بن ابونزار عدنان المذکور تھے۔

پھر ان میں ابوعلی حسن بن ابوالحسین محمد بن ابوالفتح محمد نقیب الکوفہ کے تین فرزند تھے(۱)۔محمد (۲)۔ابی الحسن علی المعروف بالشاب (۳)۔فوارس انکی اعقاب کوفہ اور غری میں گئی۔

تیسری شاخ میں مجد الدین ابومحمد عمر نقیب کوفہ بن ابوالفتح محمد نقیب کوفہ آپ کے دو فرزند تھے(۱)۔شہاب الشرف ابوعبداللہ احمد (۲)۔تاج الشرف ابوعلی مظفر۔ان میں تاج الشرف ابوعلی مظفر بن مجد الدین محمد عمر نقیب کوفہ کی اولاد سے السید العالم مجد الدین محمد بن یحییٰ بن تاج الشرف ابوعلی مظفر المذکور تھے جو جلال الدین احمد بن یحییٰ الفقیہ کے ماموں تھے آپ کی اولاد میں تین بیٹیاں تھیں جو تین بھائیوں ،تاج الدین ،جلال الدین ،زین الدین ابنان السید یحییٰ الفقیہ بن طاہر بن ابوالفضل زیدی سے بیاہی ہوئی تھیں۔اوران کے اعقاب میں فرزند نہ تھے یعنی بنی ابوعلی مظفر منقرض ہوگئی۔

جبکہ شہاب الشرف ابوعبداللہ احمد بن مجد الدین محمد عمر نقیب کوفہ کی اولاد سے شمس الدین ناخون بن ابراہیم بن ابی جعفر شرف الدین ھبت اللہ بن شہاب ابو عبداللہ احمد المذکور تھے آپ بقول جمال الدین ابن عنبہ علویوں میں شیخ الجہال اوراہل فتنہ والشر بھی کہا جاتا تھا کیونکہ آپ نے ہاشمیین سے ہی جنگ کی تھی۔

اعقاب ابوجعفر نفیس ھبت اللہ بن ابوالفتح محمد نقیب کوفہ بن ابی طاہر عبداللہ بن ابوالفتح محمد المعروف بابن صخرہ

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے چلی (۱)۔ابوالحسین جعفر کمال الشرف (۲)۔ابونزار احمد (۳)۔شکر الاسود

اول ابوالحسین جعفر کمال الشرف بن ابوجعفر نفیس ھبت اللہ آپ کے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔ابوطاہر عبداللہ الشاعر اور (۲)۔ابوجعفر نفیس تھے

دوئم ابونزار احمد بن ابوجعفر نفیس ھبت اللہ: آپ کی اولاد میں ایک فرزند ابومنصور حسن المعروف بابن کوہریہ تھا

سوئم شکر الاسود بن ابوجعفر نفیس ھبت اللہ: بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ پر الشریف ابن مرتضٰی الموسوی نسابہ نے طعن کیا کہ آپ کی والدہ جاریہ تھیں اوراس نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر آپ کے والد ابوجعفر نفیس ھبت اللہ سے نکاح کیا لیکن الشریف السید عبدالحمید بن تقی الحسینی نسابہ نے آپ کا نسب صحیح ثابت کیا اور کہا کہ آپ کی والدہ کا نام سعادہ تھا اور وہ ام الولد تھیں اس میں شک نہیں کہ عبدالحمید نسابہ کی خبر زیادہ صادق ہے کیونکہ وہ شکر الاسود کے عہد کے زیادہ قریب تھے۔ابن المرتضٰی الموسوی نسابہ نے تو اور بھی ۷۰علوی خاندانوں پر ایسے بہتان لگائے (عمدۃ الطالب صفحہ۲۹۹)

آپ کی اولاد میں سید محمد کمونہ بن عزالدین حسین بن ناصرالدین محمد بن علی بن حسین بن ابوحسین جعفر بن ابی منصور بن ابوالفوارس طراد بن شکر الاسود

المذکور تھے آپ نقیب العراق تھے شاہ اسماعیل الموسوی الصفوی کے ایام میں اور سلطان سلیم العثمانی کیساتھ جنگ میں شہید ہوئے۔ پہلے آپ کی اولاد کو بنو کمکمہ کہا جاتا تھا پھر یہ آل کمونہ سے معروف ہوئی۔

آپ کی اولاد سے السید العالم الفاضل نسابہ الکامل الفقیہ الاجل عبدالرزاق الکمونہ بن حسن بن اسماعیل بن ابراہیم بن اسماعیل بن مبارک بن بدر الدین بن احمد بن سید حسین النقیب فی اعراق ۹۵۰ ہجری بن سید محمد کمونہ المذکور تھے۔

اعقاب ابوالعباس احمد البن بن محمد الاشتر بن عبیداللہ ثالث بن ابوالحسن علی

آپ جم العروہ اور واسع الحال تھے بقول الشیخ ابوالحسن عمری کے بعضوں سے روایت کی ہے کہ ابوالعباس احمد البن ایک دن (۲۴) گھوڑوں پر سوار ہو کر آیا یعنی یہ آپ کی جلالت اور ھبت کے بیان میں ہے۔

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اعقاب سے مفضل بن محمد الصالح بن ابوالعباس احمد البن تھے جن کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔احمد (۲)۔ابو منصور محمد (۳)۔عمار (۴)۔علی ان کی اولاد کو بنو عجیبہ کہا جاتا ہے کیونکہ انکی والدہ عجیبہ بنت احمد بن مسلم بن ابوعلی محمد بن محمد الاشتر تھیں

اول ابومنصور محمد بن مفضل بن محمد الصالح کی اولاد دو بیٹوں سے جاری ہوئی (۱)۔قاسم (۲)۔یحییٰ

پہلی شاخ میں یحییٰ بن ابومنصور محمد کے دو فرزند تھے (۱)۔ابومنصور محمد (۲)۔ابوجعفر محمد

ابومنصور محمد بن یحییٰ بن ابومنصور محمد کی اعقاب میں محمد بن محمد بن محمد بن علی الصائم بن ابومنصور محمد المذکور تھے ان کی اولاد جع قریہ شام میں گئی جبکہ ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن ابومنصور محمد کی اولاد (۱)۔ابوطاہر لقب ابا مخز (۲)۔موسیٰ (۳)۔احمد (۴)۔شمس الدین ابنان ابوالغنائم محمد بن حسین المقلاع بن علی بن ابو جعفر محمد المذکور ان حضرات کی اولاد غری شریف میں ہے۔

دوسری شاخ قاسم بن ابومنصور محمد کے تین فرزند تھے (۱)۔احمد (۲)۔محمد (۳)۔علی

ان میں علی بن قاسم کی اولاد سے ابوالحسین بغدادی الدلال بن محمد بن علی المذکور تھے۔ جوغری میں بنو اجتھد اور بنی طبق سے مشہور تھے۔

دوئم عمار بن مفضل بن محمد الصالح:۔آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔طالب طریش (۲)۔علی (۳)۔ابوالحسن محمد

پہلی شاخ طالب طریش بن عمار بن مفضل کی اولاد میں تین پسران تھے (۱)۔محمد الزماخ (۲)۔علی الاسود (۳)۔رجب

ان میں محمد الزماخ بن طالب طریش کی اولاد سے سادات آل البکاء ہے جو شولہ بن عیسیٰ بن احمد بن معز بن ناصر بن القاسم بن موسیٰ بن علی ابی الحسین الجوج بن علی بن محمد الزماخ المذکور سے ہیں پھر رجب بن طالب طریش کی اولاد میں سے سید احمد زوین الاعرجی اور سید حسن زوین الاعرجی ابنان السید حبیب الاعرجی بن احمد بن مہدی بن محمد بن عبدالعلی بن زین الدین (آپ کی اولاد آل زوین کہلائی) بن رمضان بن صافی بن عواد بن محمد بن عطیش بن حبیب اللہ بن صفی الدین بن شرف الجلال بن موسیٰ بن علی بن حسین بن عمران الھاشمی بن ابی علی حسن بن رجب المذکور

دوسری شاخ میں ابوالحسن محمد بن عمار بن مفضل کی اولاد سے سید شرف الدین بن نصراللہ بن آیت اللہ العظمیٰ السید محسن الکبیر زرزور بن ناصر بن منصور بن ابو الفضل موسیٰ عمادالدین نقیب بن علی بن ابوالحسن محمد المذکور تھے۔

ان السید شرف الدین بن نصر اللہ بن آیت اللہ العظمی محسن الکبیر زرزور کے دوفرزند تھے (۱)۔ہاشم (۲)۔مرتضٰی ان میں اول ہاشم بن السید شرف الدین کی اولاد سے آل ناصر جو آل فحام الاعرجی کی شاخ ہے اور وہ ناصر بن نجم بن حسین بن السید صادق الفحام بن علی بن حسن بن ہاشم المذکور

ان میں دوئم مرتضٰی بن السید شرف الدین کی اولاد سے پانچ فرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔محمد (۳)۔مصطفٰی (۴)۔جعفر (۵)۔حسن ان میں حسن بن مرتضی بن شرف الدین کی اولاد سے دوفرزند تھے (۱)۔سید رضی الاعرجی (۲)۔سید محسن الاعرجی

سید رضی الاعرجی بن حسن بن مرتضٰی کی اولاد سے السید العالم الفاضل نسابہ المحقق عمدۃ النسابیں زبدۃ محققین العلامہ السید جعفر الاعرجی بن محمد بن سید جعفر بن السید رضی الاعرجی ۔جن تک مولف کتاب ہذا سید قمر عباس الاعرجی ،ہمدانی اجازہِ روایت جاتا ہے۔

جبکہ دوسری شاخ میں السید محسن الاعرجی بن حسن بن مرتضٰی کی اولاد سے آیت اللہ سید حسین الاعرجی بن محمد علی بن طاہر بن ابوالقاسم صادق بن سید محمد بن السید محسن الاعرجی المذکور اور السید نبیل صائب الاعرجی بن صائب بن علی بن صادق بن مہدی بن علی بن حسن بن السید محسن الاعرجی المذکور پھر السید مصطفٰی بن مرتضٰی بن السید شرف الدین کی اولاد سے العالم الفاضل الکامل المحقق العلامہ النسابہ النقیب السادہ الاعرجیہ العالمیہ السید حلیم حسن الاعرجی بن حسن بن عبدعلی بن محمد بن حسن بن سلمان بن محمد بن مصطفٰی المذکور ہیں۔آج تک آل الاعرجی پر سب سے زیادہ تحقیقی کتاب انہوں نے ہی تحریر کی آپ ہمارے سلسلہ نسابین میں جد کا مقام رکھتے ہیں آپ بغداد میں مقیم ہیں اور السادہ الاعرجیہ الحسینیہ العالمیہ کے نقیب محترم ہیں میں مولف کا اجازہ من علم الانساب اسی خاندان مطہر سے وابستہ ہے جو اسطرح ہے۔السید قمر عباس الاعرجی الھمدانی الحسینی عن السید عبدالرحمان العزی الحسینی الاعرجی عن السید حلیم حسن الاعرجی عن السید ضیاء الشکارۃ الاعرجی عن السید ہادی جعفر الاعرجی عن عمدۃ انسابین زبدۃ المحققین العلامہ نسابہ السید جعفر الاعرجی عن سید محمد الاعرجی عن السید جعفر الاعرجی ۔اسی خاندان میں سادات الاعرجی الحسینی العلوی کے رئیس و سردار سید فاروق الاعرجی ہیں ۔جن کا نسب اس طرح ہے۔سید فاروق الاعرجی بن محمد بن صادق (وکیل آیت اللہ ابوالحسن اصفہانی) بن مہدی بن علی بن حسن بن محسن بن حسن بن سید مرتضٰی بن شرف الدین بن نصر اللہ بن سید محسن الکبیر المعروف زرزور المذکور۔

اعقاب ابوعلی محمد الامیر حاج بن محمد الاشتر بن عبید اللہ الثالث

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد میں سیادت اور ریاست اور نقابت رہی آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔**ابو العلٰی مسلم الاحول امیر حاج** (۲)۔ابوعبداللہ احمد

ان میں ابوعبداللہ احمد بن ابوعلی محمد امیر حاج آپ (۱۳) حج ں میں امیر حاج رہے اور ابواحمد حسین الموسوی کی نیابت کی آپ کوفہ میں والی نقابۃ الطالبین تھے آپ کی وفات ۳۸۹ میں ہوئی آپ کی اولاد تین ابنان سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالحسن علی (۲)۔ابوالحسین زید (۳)۔ابوالغنائم معمر

اول ابوالحسن علی بن ابوعبداللہ احمد کی اعقاب علی بن احمد العرش بن ابوالحسن علی المذکور سے چلی انکی اولاد دوفرزند (۱)۔ابونصر محمد اور (۲)۔ابی الفضائل محمد سے چلی۔پہلی شاخ ابونصر محمد بن علی بن احمد العریش سے آل مفاخر تھی جو مفاخر بن الاسعد بن ابونصر محمد المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں ابی الفضائل محمد بن علی بن احمد العرش کی اولاد سے سورا میں آل ابی المجد تھی جو ابی عبداللہ حسین بن ابی الفضائل المذکور کی اولاد تھی

دوئم ابوالحسین زید بن ابوعبداللہ احمد امیر حاج آپ کی اولاد میں آل زید تھیں جن میں نقباء الموصل تھے آپ کی اولاد النقیب ابو طاہر محمد الفقیہ بن ابو البرکات محمد نقیب موصل بن ابوالحسین زید المذکور تھے۔

ان کے دوفرزندوں سے ان کی اولاد جاری ہوئی۔(۱)۔ابوالقاسم علی شہاب الدین (۲)۔ابی عبداللہ زید

پہلی شاخ میں ابوالقاسم علی شہاب الدین بن النقیب ابو طاہر محمد الفقیہ کا ایک فرزند سید ابوالقاسم نظام الدین نقیب نصیبین تھا الشیخ رضی الدین بن قتادہ الحسنی نے کتاب المجدی اور مشجرات مجدی کو پڑھا اور کہا کہ یہ خاندان قدیم زمانے سے آج تک اہل ریاست رہا۔ بقول الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی کہ ابن مرتضٰی الموسوی نے ان پر بھی حسد کی وجہ سے طعن کیا لیکن الشیخ تاج الدین کے نزدیک اس خاندان کا نسب بالکل درست تھا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا۔

دوسری شاخ میں۔ابی عبداللہ زید بن ابوطاہر محمد الفقیہ کی اولاد سے عبدالقادر بن تاج الدین بن علی بن محی الدین بن محمد بن ابوالبقیاء یحیٰی بن تاج الدین حسین بن ابوالحسن علی بن مجد الدین محمد ابومنصور بن ضیاء الدین زید بن ابومنصور محمد بن ابی عبداللہ زید المذکور تھے۔

سوئم ابوالغنائم معمر بن ابوعبداللہ احمد امیر حاج آپ کی اولاد میں بقول ابن عنبہ ابوالغنائم معمر نقیب بن محمد بن ابوالغنائم معمر المذکور تھے جو ۴۵۶ ہجری میں خلیفہ قائم باللہ عباسی کے عہد میں ولی نقابۃ الطالبین رہے۔آپ کی اولاد میں بنی طاہر تھی جو بصرہ میں منقرض ہوگئی۔

اعقاب ابوالعلا مسلم الاحول امیر حاج بن ابوعلی محمد امیر حاج بن محمد الاشتر

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ کے آپ کے آٹھ بیٹے تھے(۱)۔**ابو علی عمر المختار النقیب امیر حاج** (۲)۔ابومسلم عمار(۳)۔ابو عبداللہ احمد (۴)۔ابوالغنائم محمد(۵)۔مہنا(۶)۔باقی (۷)۔علی المعروف با بن مصابیح (۸)۔ابوالازہر مبارک

اول ابومسلم عمار بن ابوالعلا مسلم الاحول کی اولاد سے بقول ابن عنبہ محمد شبانہ بن تمام بن علی بن تمام بن مسلم بن ابومسلم عمار المذکور تھے جو شام کی جانب گئے اور جبل عامل میں قیام کیا اور وہاں آج تک انکی اولاد موجود ہے(عمدۃ الطالب)

دوئم ابوالازہر مبارک بن ابی العلا مسلم الاحول:۔بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اعقاب مصر میں گئی

سوئم علی با بن مصابیح بن ابی العلا مسلم الاحول:۔بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے ایک جماعت کوفہ میں مطار آباد نامی جگہ پر رہی۔

چہارم باقی بن ابی العلا مسلم الاحول:۔ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد بلاد عجم میں چلی گئی۔

پنجم المھنا بن ابی العلا مسلم الاحول:۔بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے الشیخ المصنف العلامہ نسابہ السید جمال الدین احمد المھنا الحسینی بن محمد بن مھنا بن علی بن مھنا بن حسن بن محمد بن مسلم بن المھنا المذکور تھے جنکی کتاب ''تذکرۃ المطاہرۃ'' تشجیر میں آل علی پر ایک جید کتاب تھی آپ کی ایک دوسری کتاب '' وزراء الزوراء'' کا تذکرہ بھی عمدۃ الطالب میں ہے۔

اسی خاندان سے نجف الاشرف میں ہمارے رفیق دوست اور بھائی بھی ہیں جن کا نسب اس طرح ہے السید ابوعلی مجید بن السید مہاوش بن روضان بن عیسیٰ بن عطیہ بن موسیٰ بن علی بن خمیس بن جمعہ بن علی بن یوسف بن علی بن حمداللہ بن علی بن المھنا صاحب الاسکرہ الملقب عباس الصغیر بن علی الفارس بن

ابوالبرکات مھنا بن علی العالم نسابہ بن محمد الاکبر الزاہد بن نسابہ العلامہ الشیخ السید جمال الدین احمد المذکور

ششم ابوالغنائم محمد بن ابی العلامسلم الاحول بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے نصیر الدین محمد بن ابوجعفر محمد بن ہمام بن محمد بن علی بن ہندی بن مسلم بن ابوالغنائم محمد المذکور

ہفتم ابوعبداللہ احمد بن ابی العلامسلم الاحول: بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد مشہد غروی میں بنوحماد سے موسوم ہے۔ان میں جمال الدین یوسف بن ناصر بن حماد بن علی بن حماد بن مسلم بن ابوعبداللہ احمد المذکور تھے۔ جو حافظ الادیب اور عالم تھے انکے اعقاب میں صرف بیٹیاں تھیں۔

اعقاب ابوعلی عمر المختار امیر حاج بن ابی العلامسلم الاحول بن ابوعلی محمد الامیر حاج

آپ کی اولاد ایک فرزند ابوالفضائل عبداللہ سے چلی جن کے آگے دو فرزند تھے (۱)۔ابوعبداللہ احمد (۲)۔عزالدین ابی نزار عدنان نقیب المشہد ان میں ابوعبداللہ احمد بن ابوالفضائل عبداللہ کا ایک فرزند عمر ابی حبیب تھا جسکی اولاد بنوحبیبیہ تھی۔

جبکہ عزالدین ابی نزار عدنان نقیب مشہد بن ابوالفضائل عبداللہ آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔عزالدین معمر جو منقرض ہوئے اور (۲)۔ابوجعفر عمید الدین نقیب الکوفہ ان میں ابوجعفر عمید الدین نقیب کوفہ بن عز الدین ابونزار عدنان کے اولاد میں دو فرزند (۱)۔فخر الدین محمد نقیب الشاعر الاطروش (۲)۔ابی القاسم شمس الدین علی تھے۔

ابی القاسم شمس الدین علی بن عمید الدین ابی جعفر بن عزالدین ابونزار عدنان کی اولاد سے **سید الاجل الشریف عمید الدین عبدالمطب العبید لی المختاری النجفی** المتوفی ۷۰۷)ہجری بن سید شمس الدین علی (بنی عباس کے زمانے میں آخری نقیب النقباء تھے) بن سید تاج الدین حسن (نقیب النقباء عراق عارض جیش المستنصر باللہ متوفی ۶۴۷ ہجری) بن ابی القاسم شمس الدین علی المذکور تھے۔

اعقاب عمید الدین عبدالمطلب العبید لی المختاری النجفی بن سید شمس الدین علی (سادات بنی مختار)

آپ کی اولاد سے سید شمس الدین علی بن ابوالقاسم ثانی بن سید الفاضل عبدالمطلب بن جلال الدین ابی نصر ابراہیم بن عمید الدین عبدالمطلب العبید لی المختاری النجفی المذکور تھے۔

آپ کے پانچ فرزند (۱)۔سید محمد شرف الدین (۲)۔شمس الدین علی (۳)۔شرف الدین برکہ (۴)۔زین العابدین (۵)۔جلال الدین ابراہیم

اول سید محمد شرف الدین بن سید شمس الدین علی کے تین فرزند تھے (۱)۔سید شمس الدین الربع (۲)۔نظام الدین عبدالحمید (۳)۔سید ناصر الدین احمد۔پہلی شاخ میں سید شمس الدین الربع بن السید محمد شرف الدین کی اولاد سے میر حیدر شاہ آل جلالی بن شاہ مراد ثانی بن شاہ مراد اول بن سید شاہ حسین سبزواری (سبزوار سے کشمیر ہجرت کی) بن سید شمس الدین الربع المذکور دوسری شاخ میں ناصر الدین احمد بن السید محمد شرف الدین کی اولاد سے السید مہدی المختاری سبزواری نائنی بن تاج الدین علی بن شمس الدین علی اکبر بن سید ناصر الدین احمد المذکور تھے

دوئم جلال الدین ابراہیم بن سید شمس الدین علی کی اولاد سے آیت اللہ السید محمود الشاہرودی بن علی بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ابراہیم بن میر عبدالمطب بن میرزا ابراہیم بن میرزا احمد تقی بن سید ابوالحسین بن سید شاہ حسین بن سید محمد تقی صاحب شمشیر بن سید علی (جداعلیٰ سادات بسطام) بن نظام الدین نعمت اللہ

بن شرف الدین محمد بن جلال الدین بن ابراہیم حسن بن نظام الدین حسن نسابہ بن جلال الدین ابراہیم المنذ کور

اعقاب جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ

بقول السید ابی الحسین یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ کہ آپ کی والدہ حمادہ بنت عبداللہ بن صفوان بن عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف الحمی تھیں آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور لقب حجۃ تھا شیعہ آپ کو حجت اللہ کہتے تھے بقول سید جمال الدین ابن عنبہ آپ آئمہ زیدیہ میں سے تھے اور بقول قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا آپ آئمہ آل محمدؐ میں سے تھے آپ سید عفیف عظیم الشان القدر عالی ہمت رفعیہ المرتبت اور فصیح اللسان کہتے ہیں کہ آپ فصاحت میں جناب زید بن امام زین العابدینؑ کے مشابہ تھے ابوالبختر ی وہب بن وہب جو مدینہ میں خلیفہ ہارون رشید کی طرف سے والی تھا نے آپ کو اٹھارہ مہینے قید میں رکھا یہاں تک کہ آپ کی شہادت ہوئی۔ آپ ہمیشہ قائم اللیل وصائم النہار تھے اور عیدین کے علاوہ افطار نہیں کیا کرتے تھے آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے(۱)۔**ابو محمد حسن**(۲)۔**ابا عبدالله حسین**

اعقاب ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج

آپ کریم سخی تھے آپ کی وفات ۲۲۱ ہجری کو ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۷ برس تھی۔ اس حساب سے آپ کی ولادت ۱۸۴ ہجری بنتی ہے۔ آپ کی اولاد صرف ایک فرزند السید ابوالحسین یحییٰ نسابہ العقیقی المدنی سے جاری ہوئی۔ ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ کی نسل بقول جمہور نسابین صرف ابوالحسین یحییٰ نسابہ سے باقی رہی۔ السید یحییٰ نسابہ کی والدہ رقیہ الصالحہ بنت یحییٰ بن سلیمان بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں۔ آپ کی ولادت ۲۱۴ ہجری کو مدینہ میں ہوئی۔ جبکہ وفات ۲۷۷ ہجری کو ہوئی۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ نے اول آل ابوطالب کے نسب پر کتاب تحریر کی جو آج تک کی تمام کتب الانساب کے لئے ام الکتاب کی حیثیت رکھتی ہے آپ عالم فاضل محدث صدوق، فصیح، بلیغ اور نسابہ تھے آپ اصول عرب اور ان کے تمام قصوں سے واقف تھے آپ کی قبر سیدہ خدیجۃ الکبریٰ زوجہ رسول اللہؐ کے پہلو میں ہے۔ آپ حرمین شریفین کے واقعات اور اخبار کے حافظ تھے۔

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ اور السید نسابہ ضامن بن شدقم المدنی آپ کی اولاد سات پسران سے چلی جن میں کچھ کی کم اور کچھ زیادہ اولاد ہے۔ ان میں (۱)۔ابوالحسن احمد الاعرج (۲)۔ابواسحاق ابراہیم (۳)۔ابوعبداللہ جعفر (۴)۔ابوالحسن محمد الاکبر (۵)۔**علی** (۶)۔ابوعباس عبداللہ (۷)۔**طاهر**

اول ابوعبداللہ جعفر بن السید یحییٰ نسابہ آپ کی اولاد قلیل رہی آپ کی والدہ مخزومیہ یعنی بنومخزوم سے تھیں آپ کی اعقاب میں چار فرزند تھے(۱)۔محمد(۲)۔قاسم (۳)۔عبیداللہ(۴)۔صالح

دوئم ابوالحسن احمد الاعرج بن السید یحییٰ نسابہ آپ کی اولاد بھی قلیل تھی آپ کا ایک فرزند قاسم تھا۔

سوئم ابوالحسن محمد الاکبر بن یحییٰ نسابہ آپ عالم فاضل اور نسابہ تھے آپ کا ایک فرزند ابومحمد حسن الدندانی نسابہ تھے جنہوں نے سید یحییٰ نسابہ کی کتاب النسب آل ابی طالب کو روایت کیا آپ عالم محدث اور نسابہ تھے بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ سے شیخ شرف العبید لی نے روایت کی ہے ابومحمد حسن الدندانی نسابہ بن ابوالحسن محمد الاکبر کو باابن اخی طاہر بھی کہا جاتا تھا۔ شیخ العکبر ی اور ابی القاسم حسین ابن خداع نسابہ نے بھی آپ سے روایت کی۔

بقول ابوالحسن عمری آپ بغداد میں محلّہ سوق العطش میں رہائش رکھتے تھے اور دوسری روایت ہے کہ آپ اسی مکان میں دفن ہوئے الشیخ مفید نے ابتداء جوانی میں آپ کو دیکھا استفادہ بھی کیا آپ کی وفات ۳۵۸ ہجری کو ہوئی اور بقول ابن عنبہ آپ کی اعقاب نہ چلی۔

چہارم ابواسحاق ابراہیم بن السید یحییٰ نسابہ:۔ آپ کی والدہ میمونہ بنت حسین بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں۔ آپ کی اولاد ایک فرزند محمد سے جاری ہوئی۔جن کے دو فرزند تھے (۱) اسحاق اور (۲) یحییٰ پھر یحییٰ بن محمد بن ابراہیم کی اعقاب میں بقول حلیم الاعرجی تین فرزند تھے۔احمد (۲)۔عبداللہ (۳)۔حسن اور احمد بن یحییٰ بن محمد کے آگے پھر تین فرزند تھے (۱)۔میمون (۲)۔علی (۳)۔حسن (الاعرجی حلیم حسن الاعرجی)

پنجم ابوالعباس عبداللہ بن السید یحییٰ نسابہ:۔ آپ کی والدہ بھی میمونہ بنت حسین بن جعفر الحجۃ تھیں

بقول ابن عنبہ آپ کی جمہور اولاد مسلم بن موسیٰ بن ابوالعباس عبداللہ المذکور سے تھی۔

مسلم بن موسیٰ بن ابوالعباس عبداللہ کی معروف اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔ابوجعفر حبیب (۲)۔عبداللہ پہلی شاخ میں ابوجعفر حبیب بن مسلم بن موسیٰ کے دو فرزند تھے (۱)۔ابوجعفر مسلم (۲)۔محمد

ان میں ابوجعفر مسلم بن ابوجعفر حبیب کی نسل سے عبدالمعنم بن ہانی بن یحییٰ بن ابوطالب بن محمد بن ہانی بن حبیب بن ابوجعفر مسلم المذکور تھے۔ پھر ان میں محمد بن ابوجعفر حبیب کی اولاد سے محمد بن ہلال بن غیاث بن محمد المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں عبداللہ بن مسلم بن موسیٰ کی اولاد سے آل سلطان النقباء مدینہ منورہ تھی جو نجم الدین نقیب مدینہ بن حسن نقیب مدینہ بن سلطان نقیب مدینہ بن حسن بن عبدالملک بن ذوہب بن عبداللہ المذکور تھے۔

اعقاب علی بن یحییٰ نسابہ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی آپ کی والدہ میمونہ بنت حسین بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تھیں آپ کی جمہور اولاد ابومحمد حسن بن محمد المعمر بن احمد الزائر بن علی المذکور سے چلی۔ان ابومحمد حسن بن محمد المعمر بن احمد الزائر بن علی کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ابی محمد ابراہیم جن کی اولاد قلیل تھی اور (۲)۔ابوالحسن علی

ان میں ابوالحسن علی بن حسن بن محمد المعمر کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔حمزہ (۲)۔فوارس (۳)۔ابومنصور حسن نقیب الحائر

اول حمزہ بن ابوالحسن علی بن حسن کی اولاد سے سادات بنوعکۃ تھی جو یحییٰ بن علی بن حمزہ المذکور کی نسل تھی۔

دوئم فوارس بن ابوالحسن علی بن حسن کی اولاد سے ایک فرزند ناصر تھا جس کے تین فرزند تھے (۱)۔علی الرغاوی (۲)۔علی (۳)۔فوارس

پہلی شاخ میں علی الرغاوی بن ناصر بن فوارس کی اولاد سے معد بن علی بن معد بن علی الرغاوی المذکور تھے اور یہ جمال الدین ابن عنبہ مولف کتاب عمدۃ الطالب کی دادی کے والد محترم تھے۔

دوسری شاخ میں فوارس بن ناصر بن فوارس کی اولاد سے بنوغیلان چلی

تیسری شاخ میں علی بن ناصر بن فوارس کی اولاد سے سادات بنوثابت تھی جو ثابت بن حسین بن محمد بن علی المذ کور کی اولاد تھی۔

سوئم ابومنصور حسن نقیب الحائر بن ابوالحسن علی بن حسن آپ کے دو پسران تھے (۱)۔حسن (۲)۔ابوالعز محمد

پہلی شاخ میں حسن بن ابومنصور حسن نقیب الحائر کی اولاد سے سادات بنی علوان تھی جو علوان بن فضائل بن حسن المذ کور کی اولاد تھی۔

دوسری شاخ میں ابوالعز محمد بن ابومنصور حسن نقیب الحائر کی اولاد سے الشیخ العالم الشاعر نسابہ الادیب سید فخر الدین علی بن محمد بن احمد بن علی الاعرج (اولاد بنوعرج کہلاتی ہے) بن سالم بن برکات بن ابوالعز محمد المذ کوران میں السید فخر الدین علی بن محمد بن احمد کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔نسابہ الفاضل السید جمال الدین احمد اور (۲)۔**السیدالجلیل مجد الدین ابو الفوارس محمد**

ان میں نسابہ الفاضل سید جمال الدین احمد بن سید فخر الدین علی کا ایک بیٹا ابوطیب محمد تھا جس نے بلاد روم کا سفر کیا اور اسکے بعد اسکی کوئی خبر نہ آئی۔

اعقاب مجد الدین ابوالفوارس محمد بن العالم السید فخر الدین علی بن محمد بن احمد

السید ضامن بن شدقم المدنی العبید لی الاعرجی نے آپ کی بہت زیادہ تعریف اور توصیف کتاب تحفہ الازھار میں بیان کی ہے۔

اور فرمایا ہے کہ ان کا نام حائر امام حسینؑ اور حلہ کی مساجد میں مرقوم ہے آپ کی اولاد بنوفوارس کہلاتی ہے۔بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کے سات فرزند تھے جن میں سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا ام الولد سے تھے جن میں ایک کی اولاد میں ایک بیٹی جبکہ دوسرا سفر پر گیا تو اسکی کوئی خبر نہ آئی یوں آپ کی اولاد پانچ فرزندوں سے چلی (۱)۔النقیب جلال الدین علی (۲)۔السید علامہ عمید الدین عبدالمطلب قدوۃ السادات العراق (۳)۔الفاضل العلامہ ضیاء الدین عبداللہ (۴)۔الفاضل العلامہ نظام الدین عبدالحمید (۵)۔السید غیاث الدین عبدالکریم اوران سب کی والدہ دختر الشیخ سدید الدین یوسف بن علی بن مطہر تھیں

اول النقیب جلال الدین علی بن مجد الدین ابوالفوارس محمد آپ کی اولاد سے النقیب مجد الدین ابو طالب علی، جلال الدین عبداللہ اور شمس الدین محمد ابنان ، نظام الدین بن سلیمان بن النقیب جلال الدین علی المذ کور تھے۔

ان میں پہلی شاخ شمس الدین محمد بن نظام الدین کی اولاد سے حجت الاسلام سید اسحاق الحیدری مقیم قم ایران بن حیدر الحیدری بن علی رضا بن علی مردان بن محمد خان بن ہاشم بن صادق بن حافظ شاہ بن علی محمد بن محمد عبداللہ بن اسداللہ فقیہ بن عبدالطیف بن سید سعداللہ والی بلخ (جد سادات سوہنج) بن جمال الدین بن شمس الدین محمد المذ کور ہیں۔(از کتاب شجرہ طیبہ از فاضل علی شاہ موسوی)

دوئم السید عمید الدین عبدالمطلب بن مجد الدین ابوالفوارس محمد :۔آپ عالم محقق جلیل القدر اور رفیع المنز لہ تھے۔

آپ شیخ شہید کے مشائخ میں تھے آپ کی ولادت نیمہ شعبان ۶۸۱ ہجری کو شہر حلہ عراق میں ہوئی اور وفات ۱۰ شعبان ۷۵۶ ہجری کو ہوئی آپ نے کتب بھی تصانیف فرمائیں۔شیخ شہید سے منقول ہے کہ ان کی وفات بغداد میں ہوئی اوران کی نماز جنازہ مشہد امیر المومنین علی علیہ السلام میں لایا گیا جب کہ ان کا جنازہ بروز منگل حلہ میں مقام امیر المومنینؑ میں پڑھی گئی آپ کا ایک فرزند سید جمال الدین محمد تھے جو جلیل عالی اور رفیع المنزلت تھے۔آپ نجف اشرف میں شہید ہوئے تحفہ الازھار میں السید ضامن بن شدقم لکھتے ہیں کہ آپ کو ظلم وعدوان سے آگ میں جلایا گیا سید جمال الدین محمد بن سید

عمید الدین عبدالمطلب کا ایک فرزند سعد الدین محمد تھا۔

سوئم السید ضیاء الدین عبداللہ بن مجد الدین ابوالفوارس محمد:۔ بقول ابن عنبہ آپ کی اعقاب میں تین فرزند تھے(۱)۔علامہ المحقق فخر الدین عبدالوھاب (۲)۔شرف الدین یحییٰ (۳)۔رضی الدین ابوسعید حسن

ان میں فخر الدین عبدالوھاب بن ضیاء الدین عبداللہ کے دو فرزند تھے (۱)۔غیاث الدین خلیفہ (۲)۔السید العالم الفاضل جلال الدین ابوالقاسم علی الملقب بیاغی جن کا قتل بغداد میں ہوا۔

چہارم السید نظام الدین عبدالحمید بن مجد الدین ابوالفوارس محمد:۔کی اولاد سے (۱)۔نظام الدین عبدالحمید (۲)۔ضیاءالدین عبداللہ (۳)۔مجد الدین محمد ابنان عبدالرحمان بن السید نظام الدین عبدالحمید المذکور تھے۔

پنجم السید غیاث الدین عبدالکریم بن مجد الدین ابوالفوارس محمد کی اولاد سے دو فرزند تھے (۱)۔رضی الدین حسین اور (۲)۔شمس الدین محمد

ان میں رضی الدین حسین بن السید غیاث الدین عبدالکریم کا ایک فرزند غیاث الدین عبدالکریم تھا۔

اعقاب طاہر بن یحییٰ نسابہ بن ابومحمد حسن بن جعفر الحجۃ

آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی آپ کی والدہ بنی زہرۃ میں سے تھیں آپ کی وفات ۳۱۳ ہجری میں ہوئی آپ عالم فاضل اور محدث تھے آپ کی جلالت اور شہرت اس قدر تھی کہ آپ کے بھائیوں کی اولاد بھی آپ کے نام سے پہچانی جاتی تھی بقول السید ضامن بن شدقم در کتاب تحفہ الازھار کہ ابوالقاسم طاہر اور اہل خراسان کے ایک شخص کے درمیان محبت اور مودت تھی وہ خراسانی ہر سال حج پر آتا اور مدینہ میں حاضر ہوتا اہلبیتؑ کی زیارات پر حاضر ہوتا اور اس سید ابوالقاسم طاہر کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا اور دوسو دینار اس سید کی خدمت میں پیش کرتا یہ وظیفہ مقرر ہو چکا تھا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اس خراسانی سے کہا کہ تو اپنے مال کو ضائع کرتا ہے کیونکہ یہ سید غیر طاعت خدا اور رسولؐ ہے۔ پس اس خراسانی نے تین سال برابر اس سید کا وظیفہ منقطع رکھا اور سید بزرگوار کا دل شکستہ ہوا تو اپنے جد (رسولؐ خدا) کو خواب میں دیکھا کہ اسے فرما رہے ہیں اے فرزند غمگین نہ ہو میں نے اس مرد خراسانی کو حکم دیا ہے وہ ہر سال تجھے رقم ادا کرے گا۔اور جتنے سال وظیفہ فوت ہوا ہے وہ بھی دے گا ادھر اس خراسانی نے بھی رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اس سے فرمایا اے شخص تو نے دشمنوں کی بات میرے بیٹے طاہر کے حق میں قبول کر لی ہے اس کے صلہ کو قطع نہ کر اور اس کا عوض بھی اسے دے جو گذشتہ سالوں میں فوت ہوا ہے وہ شخص بیدار ہوا اور بڑی خوشی اور مسرت سے مکہ اور پھر مدینہ آیا سید کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہاتھ کے بوسے لئے اور چھے ہزار دینار اور کچھ ہدایہ اس سید کی خدمت میں پیش کئے سید نے فرمایا کہ تو نے میری جد امجد رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا ہے۔اور انہوں نے تجھے حکم دیا ہے اس نے کہا جی ہاں پھر سید نے بھی اپنا خواب نقل کیا اس نے دوبارہ آپ کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لئے۔آپ کی اولاد میں دسویں صدی تک مدینے کی امارت رہی بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد چھے پسران سے جاری ہوئی۔

(۱)۔ابوجعفر محمد (۲)۔حسین (۳)۔یحییٰ المبارک (۴)۔ابومحمد حسن (۵)۔ابویوسف یعقوب (۶)۔**ابو علی عبیداللہ الامیر**

اول ابوجعفر محمد بن ابوالقاسم طاہر کی اولاد سے بنو بسام ہے جو (۱)۔سلطان (۲)۔طاہر (۳)۔ھضام (۴)۔مسلم (۵)۔محمد ابنان بسام بن محمد بن عیاش

بن ابوجعفر محمد المذ کور سے ہے۔

دوئم ابو یوسف یعقوب بن ابوالقاسم طاہر:۔بقول ابن عنبہ آپ کی اولا د قلیل تھی آپ کی اولا د سے یعقوب بن محمد بن ابو یوسف یعقوب المذ کور تھے۔

سوئم یحییٰ المبارک بن ابوالقاسم طاہر آپ کی اولا د بھی قلیل تھی آپ کی اولا د سے علی بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ المبارک المذ کور تھے

چہارم حسین بن ابوالقاسم طاہر:۔بقول ابن عنبہ آپ کے نوفرزند تھے لیکن آپ کی معروف اولا د عبداللہ ملقب عرفہ سے چلی جن کی اولا د کو العرفات کہا گیا اور ان میں سے حلہ میں بنوجلال تھی جو جلال بن محیا بن عبداللہ بن محمد بن حسین بن ابراہیم بن علی بن محمد بن عبداللہ الملقب عرفہ بن حسین المذ کور کی اولا د تھی۔پنجم حسن بن ابوالقاسم طاہر:۔آپ کی اولا د دو پسران سے چلی (ا)۔زید (۲)۔طاہر الثانی۔پہلی شاخ میں بقول السید حلیم حسن الاعرجی زید بن حسن بن ابوالقاسم طاہر کی اولا د سے زید بن محمد بن حسین بن علی بن زید المذ کور تھے۔دوسری شاخ میں طاہر ثانی بن حسن بن ابوالقاسم ثانی آپ صاحب ممدوح ہیں القصید ہ البائیۃ میں آپ کا ذکر کیا گیا۔

اذا علوی لم یکن مثل طاہر فما ذالک الا حجۃ النواصب

آپ کے دوفرزند تھے (ا)۔محمد مسلم اور (۲)۔حسن ان میں حسن بن طاہر ثانی کی اولا د سے سادات بنوشتائق جو محمد بن عبداللہ بن سلیمان بن حسن المذ کور کی اولا د تھی۔بقول ابن عنبہ بنوطاہر ثانی یعنی طاہر بن محمد بن طاہر منقرض ہوگئی۔واللہ اعلم

اعقاب ابوعلی عبیداللہ الامیر بن ابوالقاسم طاہر بن یحییٰ نسابہ بن ابومحمد حسن

صاحب المعقبون نے آپ کی والدہ فاطمہ بنت حمزہ مختلس الوصیہ بن عبیداللہ الاعرج تحریر کی ہے جبکہ کتاب الشجرہ میں آپ کی والدہ فاطمۃ بنت احمد بن عبیداللہ بن حمزہ مختلس الوصیہ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ لکھی گئی ہیں فی زمانہ دوسرا قول معتبر ہے۔آپ مدینہ کے امیر اور رئیس تھے آپ کی وفات صفر المظفر ۳۲۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔آپ شیخ الجلیل صالح اور عالم تھے بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولا د تین پسران سے جاری ہوئی۔(ا)۔ابوجعفر محمد المعروف مسلم (۲)۔ابوالحسن ابراہیم (۳)۔**ابواحمد قاسم الامیر**۔اول ابوجعفر محمد مسلم بن ابوعلی عبیداللہ الامیر:۔ آپ کی والدہ کلثوم بنت علی بن یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ تھیں بقول ابن عنبہ آپ امیر الشریف جم الفضائل المحاسن تھے آپ مصر میں رہائش پذیر ہوئے یہ روایت کتاب الزہری فی النسب کی ہے۔آپ سلطان کی قریبی احباب میں سے تھے اور اہل مصر میں مسلم العلوی مشہور ہوئے۔کسی نے فاطمی حکمران ابوتمیم المعز کے پاس ایک رقعہ بھجوایا کہ اگر آل ابی طالب سے ہو تو بنی طاہر کے ہاں اپنا رشتہ بھیجو قبول کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کفو ہو بعد میں جب رقعہ پڑھا تو اپنے بیٹے کا رشتہ مسلم العلوی کی بیٹی کے لئے مانگا مسلم علوی نے منظور نہ کیا اور عذر کیا کہ میری بیٹیوں کا عقد پہلے ہی میرے قرابت داروں میں ہو چکا ہے المعز نے انہیں قید میں ڈال دیا اور ان کا مال متاع بھی ضبط کر لیا۔اس کے بعد کسی نے ان کو نہ دیکھا کہتے ہیں کہ قید کی حالت میں ہلاک کر دیا گیا یہ بھی قول ہے کہ وہ فرار ہو گئے۔آپ کی اولا د ایک فرزند طاہر الثالث سے چلی جس کے دوفرزند تھے۔(ا)۔ابوعلی (۲)۔ابومحمد حسن۔

ان میں ابوعلی بن طاہر ثالث بن ابوجعفر محمد مسلم کے بھی دوفرزند تھے (ا)۔مہنا (۲)۔ہانی۔دوئم ابوالحسن ابراہیم بن ابوعلی عبیداللہ الامیر کی اولا د حلہ میں تھی جو حسن الخریف بن علی بن محمد بن سعید بن عبداللہ بن علی بن عبیداللہ بن مسلم بن ابوالحسن ابراہیم المذ کور ہیں۔

اعقاب ابواحمد قاسم الامیر بن ابوعلی عبیداللہ الامیر بن ابوالقاسم طاہر

آپ کی والدہ حلیمہ بنت شعیب بن ابی الجوادی اہل مصر میں سے تھیں بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اعقاب پانچ پسران سے جاری ہوئی (۱)۔عبداللہ (۲)۔ابوالحسن موسیٰ غرارہ لقب صبرۃ (۳)۔ابوالفضل جعفر (۴)۔ابومحمد حسن (۵)۔**ابو ھاشم دائود الامیر**

اول ابوالفضل جعفر بن ابواحمد قاسم الامیر کے تین فرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔محمد (۳)۔عبداللہ السیف

جنکی اولاد بنوسیف کہلاتی ہے۔ان میں علی بن ابوالفضل جعفر کا ایک فرزند حسن تھا۔

جبکہ محمد بن ابوالفضل جعفر کی اولاد میں ایک فرزند عبداللہ تھا جس کے دو پسران (۱)۔احمد اور (۲)۔اشرف تھے۔ان میں احمد بن عبداللہ بن محمد کے دو پسران (۱)۔عدنان (۲)۔عبداللہ

جبکہ پہلی شاخ عدنان بن احمد کی اولاد سے مہنا بن حسین بن محمد بن عدنان المذکور تھے اور دوسری شاخ عبداللہ بن احمد کی اولاد سے عمارہ بن طاہر بن عبداللہ المذکور تھے۔

اعقاب ابوہاشم داؤد الامیر بن ابواحمد قاسم الامیر بن ابوعلی عبیداللہ الامیر

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد چار صاحبزادوں سے چلی (۱)۔ابومحمد سلیمان ہانی (۲)۔ابوعبداللہ حسین (آپ اپنے بھائی کے بعد امیر بنے) (۳)۔ابومحمد حسن الزاہد (۴)۔**ابو عمارہ حمزہ المھنا امیر مدینہ** ان چاروں کی والدہ فاطمہ بنت محمد مسلم بن عبیداللہ بن طاہر بن یحییٰ نسابہ تھیں

اول اباعبداللہ حسین بن ابوہاشم داؤد الامیر:۔آپ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ حسین الخیط بن احمد بن حسین المذکور تھے

آپ الامیر العابد الورع تھے اپنے بھائی کے بعد (۷) مہینے مدینہ منورہ کے امیر رہے اور اس کے بعد مصر منتقل ہو گئے (عمدۃ الطالب ۳۰۸)

دوئم حسن الزاہد بن ابوہاشم داؤد الامیر:۔آپ کی اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔داؤد (۲)۔عدنان پہلی شاخ میں داؤد بن حسن الزاہد کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔حسین (۲)۔عیسیٰ

ان میں حسین بن داؤد بن حسن الزاہد کی اولاد سے عبدالقدیر بن کثیر بن حسن بن حسین بن یحییٰ بن حسین المذکور تھے جبکہ عیسیٰ بن داؤد بن حسن الزاہد کی اولاد سے خزعل بن علیان بن عیسیٰ المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں عدنان بن حسن الزاہد کے دو فرزند تھے (۱)۔حسن (۲)۔خزعل ان میں حسن بن عدنان کی اولاد سے ہاشم بن حسن بن کثیر بن حسن المذکور تھے جبکہ خزعل بن عدنان کی اولاد سے بریکل بن علی بن عیسیٰ بن خزعل المذکور تھے۔

اعقاب ابوعمارہ حمزہ المھنا الامیر بن الامیر ابوہاشم داؤد بن ابواحمد قاسم الامیر

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے چلی (۱)۔عبدالوہاب (۲)۔سبیع (۳)۔**شھاب الدین حسین**

جبکہ شیخ تاج الدین محمد ابن معیہ الحسنی کے بقول چوتھے فرزند علی المعروف ذویب کی اولاد بھی تھی۔

اول سبیع بن ابوعمارہ حمزہ المھنا الامیر المدینہ:۔ بقول السید حلیم حسن الاعرجی آپ کی اولاد ایک فرزند المھنا بن سبیع سے چلی جن کے اعقاب میں دو پسر تھے (۱)۔ سبیع (۲)۔ عمارۃ ان میں پہلی شاخ میں سبیع بن مھنا بن سبیع کی اولاد میں دو پسر تھے (۱)۔ الشیخ قریش نسابہ مقیم بغداد (۲)۔ مھنا ان میں مھنا بن سبیع بن مھنا بن سبیع کی اولاد سے راجع بن مھنا بن سبیع بن مھنا المذکور تھے۔ جن کے تین فرزند تھے (۱)۔ عقیل (۲)۔ حسن (۳)۔ حسین ان میں حسن بن راجع بن مھنا کی اولاد سے ایک فرزند ربیح تھا جس کی اولاد عراق میں آل ربیح کہلاتی ہے۔

دوسری شاخ میں عمارہ بن مھنا بن سبیع کی اولاد سے احمد نسابہ نزیل مدینہ منورہ بن محمد عقیق بن ابی بکر بن عبداللہ بن عبداللہ بن محمد بن محمد بن صالح بن عامر بن علی بن سلیمان بن حیار بن مقرش بن محمد بن احمد ابوظالم بن شلیل بن سلطان بن بعیش بن الفرج بن عمارۃ المذکور تھے۔

دوئم علی المعروف ذویب ابن ابوعمارہ حمزہ المھنا الامیر مدینہ کی اولاد سے کاسب بن دیباج بن حصن بن ضنیب بن ھزبر بن کامل بن علی المعروف ذویب المذکور تھے۔

سوئم عبدالوہاب قاضی المدینہ بن ابوعمارہ حمزہ المھنا الامیر المدینہ:۔ آپ کی اولاد میں السید مھنا بن قاضی شمس الدین سنان بن عبدالوہاب قاضی المدینہ بن نمیلہ بن محمد بن ابراہیم بن عبدالوہاب المذکور اور یہ سب حضرات اپنے زمانے میں قاضی مدینہ منورہ ہے۔

السید مھنا بن قاضی شمس الدین سنان آپ جامع الفضائل وکمالات تھے اور انتہائی جلالت اور قدر و منزلت والے تھے آپ صاحب مسائل مدنیات تھے اور وہ مسائل آپ نے علامہ حلی سے پوچھے تھے اور علامہ حلی نے بڑی تجلیل کے ساتھ ان کے جواب دیئے تھے شیخ شہید نے آپ کو اجازہ دیا تھا اور سید علی سمہودی نے جواہر العقدین میں انکی جلالت کی حکایت نقل کی ہے۔

اعقاب شہاب الدین حسین بن ابوعمارہ حمزہ المھنا الامیر بن ابوہاشم داؤد الامیر

آپ کی کنیت ابو مالک تھی بقول ضامن بن شدقم کہ آپ جلیل القدر، عظیم الشان، رفیع المنزلہ عالی ہمت تھے اور والی امارت مدینہ منورہ تھے (تحفۃ الازھار جلد دوئم صفحہ ۲۱۲)

آپ کی اولاد دو بیٹوں سے جاری ہوئی (۱)۔ مالک (۲)۔ **الامیر مھنا الاعرج**

اول مالک بن شہاب الدین حسین:۔ آپ امیر المدنیہ المنورہ تھے آپ کی اولاد بقول ابن عنبہ آپ کے فرزند عبدالواحد سے جاری ہوئے۔ آپ کی اولاد بقول ابن عنبہ دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ علی (۲)۔ عبداللہ

ان میں پہلی شاخ میں علی بن عبدالواحد بن مالک کی اولاد میں ایک فرزند حمزہ تھا جسکی اولاد حمزات کہلاتی تھی اس حمزہ بن علی بن عبدالواحد کی اولاد دو بیٹوں سے چلی (۱)۔ فضل (۲)۔ توبہ ان میں فضل بن حمزہ کی اولاد سے فہید بن صلیصلہ بن فضل المذکور تھے

جبکہ توبہ بن حمزہ بن علی کی اولاد واحد فرزند۔ نکیثہ سے چلی جبکہ نکیثہ بن توبہ بن حمزہ کی اولاد سے ضامن بن شمس الدین محمد بن عرصہ بن نکیثہ المذکور تھے

ان ضامن بن شمس الدین محمد کی اولاد فرزند۔ شدقم سے چلی انہیں شدقم بن ضامن بن شمس الدین محمد کی اولاد سے السید الجلیل نسابہ الکبیر المصنف الفاضل العالم الکامل صاحب تحفۃ الازھار السید ضامن بن شدقم بن زین الدین علی بن بدرالدین حسن بن نورالدین علی النقیب بن حسن بن علی بن شدقم (جدالسادہ

الشد اقمہ)المذ کور تھے۔

دوسری شاخ میں عبداللہ بن عبدالواحد بن مالک کی اولاد میں منصور بن محمد بن عبداللہ المذ کور تھے آپ کی اولاد المناصر کہلاتی ہے جنکی کثیر تعداد عراق میں آباد ہے۔

منصور بن محمد بن عبداللہ کی اولاد میں تین فرزند تھے(۱)۔خراسان (۲)۔منیف (۳)۔محمد

ان میں اول خراسان بن منصور بن محمد کی اولاد سے (۱) حسام الدین مھنا لقب صوبہ اور (۲)۔السید الجلیل النقیب شہاب الدین احمد ملقب خلیتا جو متولی اوقاف مدینہ شرفہ عراق تھے اور بعد میں متولی نقابہ المشہد الحائری ہوئے ان کے بعد انہیں معزول کیا گیا اور متولی نقابہ المشہد الغروی ہوئے یہ دونو ابنان مسہر بن ابی مسعود بن مالک بن مرشد بن خراسان المذ کور تھے۔

ان میں دوئم منیف بن منصور بن محمد کی اولاد سے آل بیت السباہی المناصیر عراق خاجی بن عبداللہ بن عبدالرب بن عبدجدہ بن عبدعلی بن مسلم بن علی بن حسن بن حقر بن مبارک بن بنال عمران بن سید خائز المعروف فاران بن محمد بن عتیق بن ربیع بن سرحان (جد آل سرحان) بن شبیب بن منبہ بن راجع بن شداد بن منیف المذ کور

ان میں سوئم محمد بن منصور بن محمد کی اولاد سے بقول السید مہدی رجائی شاہ قاسم بدلہ بن عبداللہ بن شاہ حسن بدلہ بن شاہ عبداللہ بن حسن بن محمد بن حسن بن علی بن محمد المذ کور ہے۔اور سادات بدلہ کاشان میں مقیم ہے۔

اعقاب الامیر مھنا الاعرج بن شہاب الدین حسین بن ابوعمارہ حمزہ المھنا

آپ کی اولاد المھانیہ کہلاتی ہے آپ امیر مدینہ تھے اور (۵۰۸) ہجری کو امیر مدینہ ہوئے آپ کے اعقاب بقول جمال الدین ابن عنبہ تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔حسین الامیر المدینہ (۲)۔الامیر عبداللہ (۳)۔**ابو فلیته القاسم الامیر**

اول حسین الامیر بن الامیر مھنا الاعرج آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔الامیر عیسیٰ (۲)۔مھنا

پہلی شاخ میں الامیر عیسیٰ بن حسین بن الامیر مھنا الاعرج کی اولاد سے حسین بن مرۃ بن عیسیٰ المذ کور تھے۔

دوسری شاخ میں مھنا بن حسین بن الامیر مین الاعرج کی اولاد سے بقول سید حلیم حسن الاعرجی (۱)۔عبداللہ (۲)۔عبدالرحمان (۳)۔یاسین (۴)۔صالح (۵)۔سعد ابنان طلحہ بن محمد بن حسین بن عثمان بن مثالی بن حسن بن محمد بن خمشہ بن بطیخ بن بویر بن ہاشم بن قاسم بن داؤد بن مھنا المذ کور

دوئم الامیر عبداللہ بن الامیر مھنا الاعرج کی اولاد سے بقول سید حلیم حسن الاعرجی آل جبل ہے جو جابر بن محمد بن جویبر بن محمد بن جبل بن ملاعب بن سمارۃ بن ملاعب میں الامیر عبداللہ المذ کور کی اولاد ہے

اعقاب ابوفلیتہ القاسم الامیر بن المھنا الاعرج بن شہاب الدین حسین

آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔امیر سالم (۲)۔**الامیر ھاشم** (۳)۔الامیر جماز

اول امیر جماز بن ابو فلیتہ القاسم الامیر :۔آپ کی اولاد آل جمامزہ کہلاتی ہے جن کی زیادہ تعداد مصر میں آباد ہے۔آپ کی اولاد دو پسران سے

چلی (۱)۔ابو عامر القاسم امیر فارس (۲)۔المھنا

پہلی شاخ میں ابو عامر القاسم امیر فارس بن امیر جماز کی اولاد سے چار فرزند تھے (۱)۔معمر (۲)۔دبیس (۳)۔عمیر الامیر الشجاع آپ قید میں قتل ہوئے (۴)۔رضوان

دوسری شاخ میں المھنا بن امیر جماز کی اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔ جماز (۲)۔ ہاشم

ان میں اول جماز بن المھنا بن امیر حجاز کی اولاد سے تین فرزند (۱)۔نائل (۲)۔عمارہ (۳)۔نجد تھے اورنجد بن جماز کے دوفرزند (۱)۔ بدر اور (۲)۔سرور تھےاوران کی کثیر تعداد مصر میں آباد ہے۔

ان میں دوئم ہاشم بن مہنا بن الامیر حجاز کے تین فرزند تھے (۱)۔ دغیم (۲)۔کروان (۳)۔ بویر

ان میں بویر بن ہاشم کی اولاد سے تین فرزند (۱)۔مخدم (۲)۔شویخ (۳)۔بطیخ تھےان سب کی اولاد بھی کثیر تعداد میں مصر میں آباد ہے۔

اعقاب امیر ہاشم بن ابوفلیتۃ القاسم الامیر بن الامیر المھنا الاعرج

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد صرف ایک فرزند ابوعبداللہ الامیر شیحہ سے چلی اور آپ کی اولاد سات پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ہاشم (۲)۔محمد (۳)۔نرجس (۴)۔ابوردینہ سالم (۵)۔الامیر منیف (۶)۔الامیر عیسیٰ الملقب حرون (۷)۔ابوسند جماز امیر المدینہ

اول الامیر عیسیٰ حرون بن الامیہ شیحہ بن امیر ہاشم آپ سید جلیل اور ولی امارت المدینہ المنورہ اپنے والد کے قتل کے بعد منتخب ہوئے آپ کی اولاد میں صاحب المعقبون نے گیارہ ابنان کا ذکر کیا ہے جن میں (۱)۔شبانہ (۲)۔درخ (۳)۔ابوقطای توبہ (۴)۔شداد (۵)۔منصور (۶)۔ماجد (۷)۔قاسم (۸)۔حسن (۹)۔حسین (۱۰)۔نجدی (۱۱)۔مسھر

دوئم ابوسند جماز امیر مدینہ بن الامیر شیحہ بن الامیر ہاشم آپ کی اولاد میں دس فرزند تھے (۱)۔ابو عامر منصور (۲)۔مقبل ۶۹۸ ہجری میں عراق داخل ہوئے (۳)۔قاسم (۴)۔سند (۵)۔ابومزروع ودی (۶)۔حسن (۷)۔مسعود (۸)۔مبارک (۹)۔راجح (۱۰)۔ثابت

ان میں اول امیر مقبل بن ابوسند جماز آپ ۶۹۸ ہجری کو عراق میں داخل ہوئے بقول ابن طقطقی آپ کالی رنگت کے تھے اور سلطان نے آپ کو حلہ کا انتظام عطا کیا۔آپ کے دوفرزند تھے (۱)۔محمد السید جلیل جنکی اولاد الشرفاء کہلاتی ہے (الاصیلی ص ۲۳۱۲)۔(۲) ماجہ

محمد السید جلیل بن امیر مقبل بن ابوسند جماز کی اولاد سے (۱)۔محمد (۲)۔مقبل (۳)۔عمیرۃ (۴)۔منصور ابنان عطیفہ بن السید محمد الجلیل المذکور تھے۔

ان میں اسے السادہ آل حمران الشرفا ہے جو علی الحمران بن عطیہ بن ابراہیم بن سالم بن احمد بن علی بن ہاشم بن خلیفہ بن مقبل بن قضیب بن سلیمان بن راشد بن عمرہ بن عطیفہ بن السید محمد الجلیل المذکور سے ہیں

ان میں دوئم ابو عامر منصور بن ابوسند جماز آپ کی وفات ۷۲۶ ہجری میں ہوئی آپ کی اولاد میں دس فرزند تھے (۱)۔زبان آپ کی اولاد آل زبان کہلاتی ہے (۲)۔کویر آپ کی اولاد آل کویر کہلاتی ہے (۳)۔کبش (۴)۔کبیش (۵)۔ابورمیثہ جماز عزالدین (۶)۔نعیر (۷)۔عطیہ اولاد آل عطیہ کہلاتی ہے (۸)۔فضیل (۹)۔طفیل اولاد آل طفیل کہلاتی ہے (۱۰)۔عطیفہ آپ کی اولاد میں مدینہ کی امارت رہی۔

ان میں پہلی شاخ کبیش بن ابوعامر منصور کی اولاد سے آل سعدون الاعرجی عراق اور لبنان میں ہے آل سعدوں لبنان کا مشجر اس طرح ہے حمود بن عبداللہ بن فالح بن ناصر الاشقر بن لاشہ بن ثاصر بن سعدون بن محمد بن شبیب بن مانع بن شبیب بن حسن بن مالک بن سعدون بن ابراہیم بن کبیش المذکور

اعقاب اباعبداللہ حسین بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی وفات ۲۲۶ ہجری کو ہوئی اور آپ ۴۸ سال زندہ رہے اس حساب سے آپ کی ولادت ۱۷۸ ہجری کو ہوئی۔ آپ سخی تھے اوراحادیث کو روایت کرتے تھے المرثی نے آپ پر حزن کیا صاحب الشجر ۃ المبارکہ نے آپ کے نام کے ساتھ سمرقند لکھا ہے یعنی آپ نے سمرقند کو ہجرت کی اوراس ہجرت میں شاید آپ کے اہل عیال بھی آپ کے ساتھ تھے بقول السید عبدالرحمان بن احمد بن محمد کیا گیلانی صاحب سراج الانساب (صفحہ۱۴۲)

کہ آپ کے فرزند سید ابومحمد حسن نے متوکل عباسی کی خلافت کے زمانے میں بمطابق ۲۳۵ ہجری کو سمرقند کی جانب ہجرت کی ابومحمد حسن ۲۳۵ سمرقند گئے اور ۲۴۱ ہجری کو بلخ میں داخل ہوئے لیکن اگر ہجرت ۲۳۵ ہجری کو ہوئی۔ تو اس کا مطلب ہے۔ ابوعبداللہ حسین بن جعفر الحجۃ اس ہجرت میں نہیں تھے کیونکہ بقول مجدی آپ کی وفات ۲۲۶ ہجری کو یعنی اس ہجرت سے ۹ سال قبل ہوگئی تھی۔ سراج الانساب کے قول کے مطابق ابوعبداللہ حسین کے فرزند ابومحمد حسن ۲۳۵ میں سمرقند گئے اور ۲۴۱ میں بلخ میں داخل ہوئے۔

کتاب الفخری فی الانساب الطالبین صفحہ ۶۲ نشر قم مکتبہ آیت اللہ نجفی مرعشی) شریف المروزی الازورقانی تحریر کرتے ہیں کہ اباعبداللہ حسین بن جعفر الحجۃ کے اعقاب بلخ میں داخل ہوئے جن میں ابوعلی عبیداللہ ابواحمد عبداللہ، ابوالعباس محمد اور حسن ابنان ابوالقاسم علی بن ابومحمد حسن بن حسین المذکور سمرقند سے بلخ میں داخل ہوئے اس کا مطلب ہے کہ صاحب سراج الانساب کی روایت زیادہ درست ہے یعنی ۲۳۵ میں ابومحمد حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ سمرقند گئے اور اس وقت آپ کے والد حسین بن جعفر الحجۃ مدینہ میں وفات پا چکے تھے اور یوں ابومحمد حسن چھے سال سمرقند مقیم رہے اور اپنے بیٹے ابوالقاسم علی اور ان کے بیٹوں کے ہمراہ ۲۴۱ ہجری میں بلخ داخل ہوئے اور ابومحمد حسن بن حسین کی قبر بلخ میں ہی ہے یعنی ہجرت ابومحمد حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ نے کی اور اس ہجرت میں آپ کے اہل وعیال بھی آپکے ساتھ تھے اور بروایت شریف المروزی جب آپ بلخ میں داخل ہوئے تو آپکے ساتھ آپکے چار پوتے بھی تھے۔ اس ہجرت کا تاریخی پس منظر بھی ہے وہ یہ ہے کہ متوکل عباسی جب خلافت پر بیٹھا تو آتے ہی سادات پر ظلم وستم شروع کر دیئے امام علی نقیؑ کو ملک بدر کر دیا۔ اور کوئی ایسا بہانہ تلاش کرتا تھا کہ سادات حسنی اور حسینی اس کے ساتھ جنگ کیلئے تیار ہو جائیں تاکہ وہ ان سب کا کام ایک بار میں ہی تمام کردے اس سلسلے میں اس نے سید عبدالعظیم حسنی بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن امام حسنؑ کو بھی پکڑنے کی کوشش کی ایسے عالم میں بحکم امام علی نقیؑ زیادہ سادات نے مدینہ منورہ سے نقل مکانی شروع کر دی بہت سے سادات طبرستان گئے یا خراسان کی بستیوں میں رہنے لگے اسی نقل مکانی میں حسین بن جعفر الحجۃ کے فرزند ابومحمد حسن ۲۳۵ ہجری کو مدنیہ سے سمرقند چلے گئی اور وہاں سے ۲۴۱ ہجری کو بلخ محلّہ جلہ آباد میں رہائش پذیر ہوئے۔ اس کے بعد ۲۳۶ ہجری میں متوکل عباسی نے کربلا معلاء کو منہدم کرادیا تاکہ سادات اس کے انتقام میں برسرپیکار آئیں اور انہیں یک بارگی میں قتل کیا جاسکے مگر سید عبدالعظیم حسنی نے سادات کو عباسیوں کے مکر سے آگاہ کیا اور خود بھی بحکم امام علی نقی الھادیؑ ''رے'' کی جانب ہجرت کر گئے۔

اباعبداللہ حسین بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد میں جمہور نسابین کے مطابق ایک بیٹی زینب اور ایک بیٹا ابو محمد حسن تھا۔ جبکہ ایک بیٹی میمونہ بنت الحسین بھی تھیں۔ اور ہم جس ہجرت کا اوپر تذکرہ کر آئے ہیں وہ دراصل انہیں ابو محمد حسن بن ابوعبداللہ حسین المذکور کی ہجرت تھی۔

اعقاب ابو محمد حسن بن اباعبداللہ حسین بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج

آپ کی والدہ زبیریہ تھیں یعنی زبیر بن عوام کی اولاد سے تھیں جمہور نسابین اور کتاب الانساب کی رو سے آپ کی اولاد صرف ایک فرزند السید العالم الفاضل ابی القاسم علی الجلا بادی النقیب بلخ سے جاری ہوئی۔ آپ کی اولاد جلا آباد بلخ اور ہرات میں آباد ہوئی۔ انہیں السید ابی القاسم علی النقیب الجلا آبادی کے اعقاب میں بقول الشریف المروزی صاحب الفخری فی الانساب الطالبین چار فرزند تھے (۱)۔ ابواحمد حسن (۲)۔ ابواحمد عبداللہ (۳)۔ **ابو علی عبیداللہ** (۴)۔ **ابو العباس محمد**

اول ابواحمد عبداللہ بن ابوالقاسم علی النقیب الجلا آبادی کی اولاد سے سید مہدی رجائی نے ایک نسل تحریر کی ہے جو ابوالحسن محمد بن حسین بن علی بن ابی الحسن محمد بن عبداللہ المذکور ہے اور اس ابوالحسن محمد بن حسین کے آٹھ فرزند تحریر کئے ہیں (۱)۔ ابوالبرکات ضیاء الدین (۲)۔ ابوالحسن طاہر (۳)۔ ابوعلی درج (۴)۔ حسن (۵)۔ ابوابراہیم (۶)۔ علی (۷)۔ محمد اور (۸)۔ ابوالقاسم

کتاب سراج الانساب کے (صفحہ ۱۴۹) اور کتاب الشجرہ الطیبہ کے (صفحہ ۵۷) حاکم ترمذ خان زادہ السید علاء الملک ترمذی کا شجرہ تحریر ہے جو اسی خاندان سے ملتا ہے۔

نسب الشریف السید خان زادہ علاء الملک ترمذی بن نظام الدین علاء الملک بن شمس الدین بن ضیاء الملک بن ناصر الدین ابوالمعالی بن شمس الدین ابو جعفر البلخی بن ضیاء الدین بن عماد الملک بن عبداللہ الامرس بن ابی القاسم علی بن حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ بن امام حسین السبط بن امیر المومنین ابن ابی طالبؑ

ابوعلی عبیداللہ بن ابوالقاسم علی النقیب الجلا آبادی بن ابو محمد حسن

آپ کی اولاد میں ایک فرزند ابی الحسن محمد الزاہد بسکۃ المفتی تھے جو بلخ میں رہائش پذیر تھے

ابی الحسن محمد الزاہد بن ابوعلی عبیداللہ کی اولاد سے دو فرزند تھے (۱)۔ ابوالقاسم علی نو دولت (۲)۔ **ابو علی عبیداللہ یار خدای**

اول ابوالقاسم علی نو دولت بن ابی الحسن محمد الزاہد بن ابوعلی عبیداللہ کی اولاد میں دو فرزند تھے

(۱)۔ ابوعبداللہ حسین (۲)۔ ابوجعفر محمد ان میں ابوعبداللہ حسین بن ابوالقاسم علی نو دولت کا ایک فرزند تھا ابوالحسن محمد نیک روی النقیب النقباء

ابوالحسن محمد نیکوروی بن ابوعبداللہ حسین کے اعقاب میں دس فرزند تھے (۱)۔ ابوالحسین طاہر (۲) ابوالفتح محمد (۳) ابوعلی عبیداللہ درج (۴) ابوابراہیم اسماعیل (۵) نعمۃ (۶) ابوعلی حسن (۷) ابوالبرکات احمد (۸) ابوالمجد علی (۹) ابوالقاسم علی (۱۰) ابوجعفر ان میں ابوالحسین طاہر بن ابوالحسن محمد نیکوروی کے ایک فرزند تھے۔ ابوجعفر شمس الدین نقیب بلخ اور اوپر والا مذکورہ بیان ہم نے کتاب المعقبون من آل ابی طالب سید مہدی رجائی سے لیا ہے کتاب

الشجرہ الطیبہ از سید فاضل علی شاہ موسوی خلخالی زادہ میں السید ابوالحسن محمد نیکوروی بن ابوعبداللہ حسین کو ہی فخر الدین لکھا گیا۔ اور سادات پارہ چنار کے بعض شجرات میں بھی اسی طرح مرقوم ہے۔

اور یہ سید شاہ فخر العالم میں جن کی کنیت ابوالحسن تھی اور غزنی سے ہجرت کر کے کرم ایجنسی میں داخل ہوئے۔

ان کے شجرے کی دو روایتیں ہیں۔ اول سید ابوالحسن محمد فخر الدین المعروف شاہ فخر العالم (جن کو کتب الانساب میں نیکوروی) لکھا گا بن ابوعبداللہ حسین بن ابوالقاسم علی نو دولت بن ابوالحسن محمد الزاہد بن ابوعلی عبید اللہ بن ابوالقاسم علی بن ابو محمد حسن بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ دوسری روایت سادات پارہ چنار کرم ایجنسی کے ایک بزرگ اور عارف السید شاہ نسیم تاجدار کی کتاب کے قلمی نسخے میں یہ شجرہ اسطرح ہے سید شاہ فخر العالم بن ابی القاسم بن عبید اللہ بن ابی القاسم (علی) بن حسن الامیر بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ السید شاہ نسیم تاجدار کے مطابق ان کا یہ شجرہ السید شا فخر عالم نے مدینہ منورہ سے حاصل کیا تھا۔ دونوں صورتوں میں سادات الحسینی پارہ چنار کرم ایجنسی سادات عالی درجات ہے جنکی سیادت میں کوئی شک نہیں۔ سید ابوالحسن فخر الدین المعروف شاہ فخر العالم کی کچھ اولاد ایران میں بھی آباد ہے۔

اعقاب سید ابوالحسن محمد فخر الدین المعروف شاہ فخر العالم الحسینی کرم ایجنسی پاکستان

بقول شاہ نسیم تاجدار الحسینی آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔ شاہ شرف الدین (۲)۔ **شاہ انور** (۳)۔ شاہ عالم

شاہ شرف الدین بن سید شاہ فخر عالم الحسینی کی اولاد سے شہید ملت تشیع رئیس فقہ جعفریہ پاکستان علامہ سید عارف حسین الحسینی بن فضل حسین میاں بن میر جعفر میاں بن ابراہیم میاں بن شاہ حسن بن مددشاہ بن میر انور شاہ بن بادشاہ بن میر عاقل بن میر کبیر بن مرتضیٰ بن شاہ خلیل بن میر بحر میر احمد بن شاہ میران بن حسام الدین بن نظام الدین بن سید شافی المعروف طاہر بن شاہ افضل بن شاہ شرف الدین المذکور ان میں سید میر انور شاہ بن بادشاہ صاحب الکرامات ولی تھے آپ کو مذہب اہلبیت کی تبلیغ کی بنا پر شہید کر دیا گیا آپ کی شہادت (۱۲۱۴) ہجری کو ہوئی۔ نسب الشریف سید شاہ کریم تاجدار الحسینی :۔ سید شاہ کریم تاجدار الحسینی بن سید علی اکبر بن سید میر جعفر بن سید مہر الدین بن سید رکن الدین بن سید احسان بن نظام بن سید محمد بن سید عبداللہ بن سید ہاشم بن سید ظہور بن سید شاہ شرف الدین المذکور آپ صاحب الکرامات اور خوارق العادات بزرگ تھے آپ کا مزار کرمان مانہ پاراچنار میں موجود ہے۔ تاہم عارف حسینی کے شجرے میں پشتیں کم لگتی ہیں

سید شاہ انور بن سید ابوالحسن محمد فخر الدین المعروف شاہ فخر العالم الحسینی

آپ کی اولاد سے سید شمس الدین بن شاہ غیاث الدین بن شاہ افضل بن ضیاء الدین بن شاہ طاہر بن شاہ طیب بن شاہ انور المذکور تھے۔ ان سید شمس الدین بن شاہ غیاث الدین بن شاہ افضل کے تین فرزند تھے (۱)۔ رکن الدین (۲)۔ سید حبیب (۳)۔ زکی الدین

اول رکن الدین بن سید شمس الدین بن شاہ غیاث الدین کی اولاد سے سادات علی زئی ھنگو پاکستان ہیں جو رسول شاہ بن تقی شاہ بن اصغر شاہ بن اکبر شاہ بن حسین بن قاسم بن میر شاہ بن صاحب شاہ بن باقر شاہ بن میاں شاہ بن شاہ امام بن اصغر شاہ بن میر قاسم تاجدار بن حبیب بن کریم بن رکن الدین المذکور دوئم حبیب بن سید شمس الدین بن شاہ غیاث الدین کی اولاد سے سید علی پیلا (مدفون تنکا قریہ سادات حد دو داحسر شمالی ایران) بن حسین بن وکیل بن

حاکم بن نبیل شاہ بن شاہ نصیر بن خضر شاہ بن ناصر بن یحیٰ بن سلیم بن سمیع بن قاسم بن کریم بن داؤد بن حبیب المذکور

اس سید علی پیلا بن حسین بن وکیل کے چار فرزند تھے (۱)۔سید عبدالمطلب (۲)۔شاہ رضا (۳)۔عطااللہ (۴)۔محمد مہدی

پہلی شاخ میں عبدالمطلب بن سید علی پیلا کی اولاد سے آقا سید محمد حسین المرتضوی لنگرودی بن مرتضٰی بن حسین بن سید میر سعید بن میر محمد قاسم بن رحیم بن محمد شفیع بن عبدالمطلب بن میر محمد حسین بن عبدالمطلب المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں محمد مہدی بن سید علی پیلا کی اولاد سے سید محمد رضا بہشتی بن محمد علی بہشتی بن رضا عالم دینی بن جلال الدین بن میر صادق بن میر عبدالباقی بن سید محمد رضا بہشتی بن محمد ہادی بن محمد مہدی المذکور تھے۔

تیسری شاخ میں ذکی الدین بن سید علی پیلا کی اولاد سے سادات اردبیل ایران میں جو سید عسکر بن اسماعیل بن حسن بن میر عبدالرحیم بن میر بدل بن سید نبیل بن شاہ قاسم بن امیر شاہ بن احمد الکبیر بن الامیر کلاں بن ذکی الدین المذکور تھے۔

اعقاب ابوعلی عبیداللہ یارخدای بن ابوالحسن محمد الزاہد بن ابوعلی عبیداللہ

آپ کی اولاد میں چھ فرزند تھے (۱)۔ابوالحسن محمد العالم الشاعر المعروف بشرف السادہ البلخی نقیب کورۃ (۲)۔ابوابراہیم حسین الملقب نعمۃ (۳)۔ابوعلی طاہر نقیب النقباء غزنی (۴)۔ابوطالب حسن نقیب بلخ (۵)۔ابوالقاسم محمد (۶)۔ابومحمد ابراہیم

اول ابوالحسن محمد العالم بن ابوعلی عبیداللہ یارخدای:۔کا ایک بیٹا تھا ابی المحاسن محمد جو نظام الملک کی خدمت میں تھا۔اور اس ابی المحاسن محمد بن ابوالحسن محمد العالم کے پانچ بیٹے تھے (۱)۔جعفر (۲)۔ابوعلی عبیداللہ (۳)۔علی (۴)۔مرتضٰی (۵)۔ابوابراہیم

دوئم ابوابراہیم حسین المعروف نعمہ بن ابوعلی عبیداللہ یارخدای:۔آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ابوالمعالی محمد الفقیہ مصنف کتاب بیان الادیان فارسی (۲)۔ابوالمحاسن علی متولی النقابۃ مرو بعد السید الاجل ابی القاسم الموسوی اور ان دونوں کی والدہ خدیجہ بنت السید الاجل ابی القاسم نو دولت تھیں۔

ان میں پہلی شاخ ابوالمعالی محمد بن ابوابراہیم حسین کے تین فرزند تھے (۱)۔نعمۃ (۲)۔محمد (۳)۔ابوعلی

دوسری شاخ میں ابوالمحاسن علی بن ابوابراہیم حسین کا ایک بیٹا ذی الفخرین تھا۔

سوئم ابوطاہر علی النقیب غزنی بن ابوعلی عبداللہ یارخدای کی اعقاب میں دو فرزند تھے۔

(۱)۔ابوعلی عبداللہ ندیم السلطان النقیب النقباء غزنہ (۲)۔ابوالقاسم محمد نقیب النقباء غزنہ

چہارم ابوطالب حسن بن عبیداللہ یارخدای: آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ابوالحسن علی الفقیہ الفاضل البلخی (۲)۔ابوالقاسم جعفر

ان میں ابوالحسن علی الفقیہ الفاضل بلخی بن ابوطالب حسن وہی شخصیت ہیں جن کا مزار اقدس مزار شریف میں مرجع خلائق ہے اور یہ مزار مرقد امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ سے مشہور ہے۔(۱)۔کتاب الاشارات الی معرفت الزیارت تالیف ابوالحسن علی بن ابوبکر ہروی (۶۱۱) لکھتا ہے کہ بلخ کے قریہ میں جو مزار ہے اور امام علی ابن ابی طالب سے منسوب ہے درست نہیں ہے یہ قبر جو یہاں ظاہر ہوئی غلط خیال سے مشہور ہوگئی۔

(۲)۔کتاب روضات الجنات فی اوصاف مدینہ ہرات از معین الدین محمد اسفریری لکھتے ہیں کہ یہ قبر ۸۸۵ ہجری میں ظاہر ہوئی۔اور یہ قبر خواجہ خیران نامی

بستی میں ہے۔

(۳)۔ایک اور روایت بھی ہے کہ سلجوقیہ دورحکومت میں ملاں خیرالدین نے خواب دیکھا اوراس میں اشارہ پایا کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ اس جگہ مدفون ہے جب سلجوقی حکمرانوں نے یہ خواب سنا تو اس پر مزارتعمیر کردیا۔مذکورہ خواب میں ملاخیرالدین نے یہ دیکھا کہ جسدامیرالمومنین کی اونٹھنی پر اس جگہ پہنچا ہے۔

(۳)۔سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی کے عہد میں میرزابا بیقراء کابل اور بلخ کے دورے پر نکلا تو میرزابا بیقراء نے بلخ میں ایک پرانہ قبہ پایااورسادات مشائخ وعلماء کوجمع کرکے اس کے بارے میں پوچھا تو وہاں سے ایک سفیدلوح سامنےآئی جس پرتحریرتھا کہ یہ مزارعلی ابن ابی طالب اخ رسول اللہ کا ہے لوگ یہ دیکھ کررونے لگے۔میرزابایقرا نے قاصددارالسلطنہ ہرات بھیجااوراس صورت حال سےآگاہ کیا۔

(۴)۔شمس الدین محمد نے کتاب خانہ رضی الدین محمد سلمان میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ۵۳۰ ہجری کو کشف کے ذریعے یہ معلوم ہوا کہ بلخ میں امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی قبرمبارک ہےاوراس سال ۴۰۰ علماءاورسادات ومشائخ کوخواب میں رسول پاک کی زیارت ہوئی اورآپؐ فرماتے تھے کہ میرے بھائی علی کی قبرخیران بستی میں ہے۔

مذکورہ بالا چار نکات میں اول دونکات نفی اورآخر دونکات اثبات میں ہیں لیکن اول نکات دوجید محققین کے ہیں اورآخرنقاط صرف سنی سنائی عوامی روایات پرمبنی ہیں لہذا اہم پانچواں نقطہ پیش کرتے یں۔

(۵)۔بقول آقائے بزرگ تہرانی کہ کتاب عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب از جمال الدین ابن عنبہ کے فارسی نسخے میں جس کے اندر کچھ تغیرات اوراضافہ جات بھی تھے اس فارسی ترجمہ کے بارے میں علامہ سیدحسن صدر کہتے ہیں کہ یہ نسخہ کتاب خانہ علامہ نوری میں میں نے دیکھا اس میں لکھا تھا کہ مزارشریف کی قبرجو بلخ میں واقع ہے اس کی اصل روح قبر پرلکھا تھا کہ یہ قبرامیرالمومنین ابوالحسن علی ابن ابی طالب بن عبیداللہ بن محمد بن ابوعلی عبیداللہ بن ابوالقاسم علی بن حسن بن حسین بن جعفرالحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ بن امام حسین بن امام علی ابن ابی طالبؑ کی ہے۔اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان حضرت کا نام علی کنیت ابوالحسن لقب امیرالمومنین تھا والد کا نام ابوطالب حسن بیوی کا نام فاطمہ بنت محمد بن عبداللہ اوربیٹوں کے نام حسن اورحسین تھے۔

(۶)اورخود جمال الدین ابن عنبہ نے مولف عمدۃ الطالب نے بھی اس جگہ کی زیارت کی اوراس قبرکی نشاہدی ابوالحسن علی ابن ابی طالب بن عبیداللہ بن محمد بن ابوعلی عبیداللہ بن ابوالقاسم علی بن حسن بن حسین بن جعفر بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ سے کی۔

آپ کے ان ناموں کی مماثلت کی وجہ سے عوام اشتباہ میں پڑ گئی اوراس مزارکوامیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کا ہی مزار سمجھنے لگے ان ابوالحسن علی بن ابو طالب حسن کی وفات ۴۶۶ ہجری میں ہوئی۔اورآپ کی قبربلخ میں مزارشریف سے مشہور ہے۔

مذکورہ دلیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے بلخ کا مزارشریف دراصل سیدابوالحسن علی ابن ابی طالب حسن کی زیارت ہے جوعوام میں مزارامام علی ابن ابی طالبؑ سے مشہور ہے۔

ان ابوالحسن علی بلخی بن ابو طالب حسن بن ابوعلی عبید اللہ یارخدای کے دوفرزند تھے(۱)۔ابومحمد حسن المعروف شرف الدین اور(۲)۔اباعبداللہ حسین المعروف تاج الدین تھے ان دونوں حضرات کی والدہ فاطمہ بنت سید محمد بن عبداللہ تھیں۔

اول ابومحمد حسن المعروف شرف الدین بن ابوالحسن علی بلخی بن ابوطالب حسن کی اولا د میں دو بیٹے تھے(۱)۔اسماعیل(۲)۔علی ان میں سے اسماعیل بن ابو محمد حسن المعروف شرف الدین کا ایک بیٹا ابوجعفر محمد فخر الدین تھا جو بقول بیہقی ۳۹ سال کی عمر میں ہی بمطابق ۵۴۲ ہجری کو نیشا پور میں مقیم ہوا اور السلطان خاقان محمود بن محمد نعراخان کی خدمت میں رہا(لباب الانساب جلد دوئم صفحہ ۵۷۱)

اس ابوجعفر محمد فخر الدین بن اسماعیل بن ابومحمد حسن المعروف شرف الدین کا ایک فرزند السید حسین جمال الدین تھا۔

دوسری شاخ میں علی بن ابومحمد حسن المعروف شرف الدین کی اولا د سے(۱)۔ابوالمعالی حسن(۲)۔ابوالحسین ابنان قاسم بن علی المذکور تھے

دوئم ابوعبداللہ حسین بن ابوالحسن علی بلخی بن ابوطالب حسن کی اولا د سے ایک فرزند علی النقیب بطخارستان تھے۔

جدسادات ہمدانیہ اعقاب ابوالعباس محمد بن ابوالقاسم علی النقیب بلخ الجلا بادی بن ابومحمد حسن

بقول سید جعفر الاعرجی آپ صاحب الکرامات اورخوارق العادت تھے(ریاض الاقہون)

آپ کا تذکرہ کتاب اساس الانساب میں سید جعفر الاعرجی نے صفحہ ۵۰۳ اور حاشیہ نمبر ۸۲۸ پر کیا ہے

تہذیب الانساب میں آپ کی اولا د سے ابی الحسن محمد نام ملتا ہے۔جبکہ نسابہ سید جعفر الاعرجی نے ابوالعباس کے اعقاب میں (۱) عبداللہ (۲) محمد اور (۳) احمد کا ذکر کیا ہے(کتاب اساس الانساب الناس ازنسابہ سید جعفر الاعرجی صفحہ ۲۹۶ مکتبہ ابوسعیدہ الوثائیقہ عامہ نجف الاشرف) سادات ہمدانیہ الاعرجیہ پاکستان کے قدیم شجروں میں بھی احمد اور عبداللہ کا ذکر ہے۔اور یہ عبداللہ سادات ہمدانیہ عابدیہ الحسینیہ الاعرجیہ پاکستان وہندوستان کے جدامجد ہیں النقیب السادہ الاعرجیہ السید حلیم حسن الاعرجی نے بھی اپنی کتاب آل الاعرجی میں ابوالعباس محمد بن ابوالقاسم علی النقیب الجلا بادی کے اعقاب میں صرف عبداللہ سے منسوب نسل جو میر سید علی ہمدانی تک آتی ہے کا ذکر کیا ہے اسی طرح سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی نے بھی اپنی کتاب سراج الانساب میں ابوالعباس محمد کے اعقاب میں صرف عبداللہ کا ذکر کیا ہے(سراج الانساب صفحہ ۱۵۹) نشر مکتبہ آیت اللہ العظمی نجفی مرعشی قم المقدس ایران)

سادات ہمدانیہ کے چند مشجرات میں ابوالعباس محمد کی والدہ کا نام سیدہ فاطمہ بنت ابوالقاسم طاہر لکھا ہے تاہم اس کا حوالہ کسی انساب کی کتاب سے نہیں ملا۔اور سادات ہمدانیہ کے مشجرات میں ابوالعباس محمد کے نام کے ساتھ اول بھی لکھا ہے۔

ابوالعباس محمد بن ابوالقاسم علی النقیب الجلا بادی کی اعقاب میں تین فرزند تھے(۱)۔ابوالحسن محمد(۲)۔احمد(۳)۔عبداللہ اور بعض حضرات نے جن میں نسابہ العلامہ سید مہدی رجائی بھی شامل ہیں ابوالحسن محمد کو ہی احمد لکھا ہے

اول ابوالحسن محمد بن ابوالعباس محمد:۔آپ کی اعقاب کا تذکرہ کسی جگہ نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی مخطوط یا مشجر میں ایسا لکھا ہوا پایا۔

دوئم احمد بن ابوالعباس محمد:۔کی اولا د سے بقول العلامہ النسابہ السید جعفر الاعرجی فی کتاب اساس الانساب الناس احمد بن حسین بن محمد بن امیر کا بن احمد المذکور تھے۔

سوئم عبداللہ بن ابوالعباس محمد کی اولاد میں بقول نسابہ احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی اور سید جعفر الاعرجی صرف ایک فرزند **السید جعفر** تھا۔ سادات ہمدانیہ کے مشجرات میں ان کی کنیت ابوالکامل لکھی ہے۔اور بعض کشمیری ہمدانی سادات جو میر سید علی ہمدانی کے چچازاد بھائی میر تاج الدین ہمدانی کی اولاد سے ہیں کے مشجرات میں ان کے نام کے ساتھ بلخی لکھا ہے۔

اعقاب ابوالکامل جعفر بلخی جلا آبادی بن عبداللہ بن ابوالعباس محمد

آپ کی والدہ شہر بانو بنت سید ابوالحسن محمد زاہد بلخی مولد محلّہ جلا آباد بلخ اور اولاد میں دو فرزند (۱)۔سید زاہد ثانی (۲)۔سید محمد محبّ اللہ

اول سید زاہد ثانی بن ابوالکامل جعفر بلخی جلد بادی:۔آپ کا ذکر کسی بھی نسب کی کتاب میں نہیں ملا لیکن سادات ہمدانیہ کے قدیم مشجرات میں ہے اس لئے تحریر کرتے ہیں آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔طالب (۲)۔احمد (۳)۔یوسف لیکن انکی اعقاب نامعلوم ہیں

دوئم سید محمد محبّ اللہ بن ابوالکامل جعفر بلخی جلد بادی:۔ نسابہ سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی نے سراج الانساب میں آپ کا نام صرف محمد بن جعفر لکھا ہے۔لیکن نسابہ سید جعفر الاعرجی نے اساس الانساب النساس میں محبّ اللہ تحریر کیا۔سید حلیم حسن الاعرجی نے بھی آل الاعرجی کتاب میں محبّ اللہ ہی لکھا سادات ہمدانیہ عابدیہ الاعرجیہ میں زیادہ تر محبّ اللہ اور بعض میں محمد محبّ اللہ بھی لکھا ہے۔سادات ہمدانیہ عابدیہ جلالی علی گڑھ کے اول نسب نامہ جو سید مکرم حسین مجتہد نے نسب نامہ سادات جلالیہ کے نام سے فارسی میں تحریر کیا اس میں بھی محبّ اللہ ہی تحریر کیا گیا۔

سادات ہمدانیہ پاکستان اور سادات ہمدنیہ کشمیر کے مشجرات میں آپکے چار فرزند ہیں (۱)۔**سید محمد شرف الدین** (۲)۔عزیز (۳)۔عبداللہ (۴)۔یوسف۔اول عزیز بن سید محمد محبّ اللہ بن ابوالکامل جعفر بلخی جلد آبادی:۔قدیم ہمدانی مخطوطات میں آپ کی اولاد میں حسین (ہمدان) بن صابر بن محمد بن عزیز المذکور تحریر ہے۔

دوئم یوسف بن محمد محبّ اللہ بلخی بن ابوالکامل جعفر بلخی جلد آبادی:۔سادات ہمدانیہ کشمیر، پاکستان اور ہندوستان کے مشجرات میں آپ کی اولاد کا تذکرہ موجود نہیں۔مگر عراق کی کتب الانساب میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

آپ کی اولاد سے سید ابوالحسن علی بن محمد بن ابی البرکات بن عبداللہ بن محمد سعید بن ابراہیم بن احمد بن علی بن سعدالدین بن برہان الدین بن احمد المھلھل بن سید علی المتوفی ۷۰۶ ہجری بن شہاب الدین بن محمد بن یوسف المذکور یہاں ایک بات قابل غور ہے اور وہ یہ کہ سید علی المتوفی ۷۰۶ ہجری بن شہاب الدین بن محمد بن یوسف المذکور جن کا جنوبی عراق میں وارد ہونا ثابت ہے کو بعض نسابین علی ہمدانی سمجھ بیٹھے۔کیونکہ جبکہ سید علی ہمدانی المتوفی ۷۸۶ ہجری میں فوت ہوئے اور آپ عالم اسلام کی معروف شخصیت ہیں یہ علی ہمدانی المتوفی ۷۰۶ ہجری ایک غیر معروف شخصیت ہیں۔

(۱) سید علی ہمدانی المتوفی ۷۸۶ بن شہاب الدین بن محمد بن علی الاکبر ہیں جبکہ یہ علی المتوفی ۷۰۶ بن شہاب الدین بن محمد بن یوسف میں ناموں کا ایک جیسا ہونا بعض نسابین کو اشتباہ میں ڈال گیا۔

(۲)۔سید علی المتوفی ۷۰۶ ہجری عراق میں پیدا ہوئے اور عراق میں ہی فوت ہوئے آپ کی اولاد بھی عراق میں رہی۔جبکہ میر سید علی ہمدانی ایران کے شہر ایران میں پیدا ہوئے اور مانسہرہ کے قریب وادی پکھل میں فوت ہوئے اور تاجیکستان میں دفن ہوئے (۳)۔سید علی المتوفی ۷۰۶ ہجری ایک عربی زبان

بولنے والے غیر معروف شخصیت تھے جنکی اولا دسادات برزنجی بھی کہلواتی ہے جبکہ سید علی ہمدانی المتوفی ۷۸۶ہجری فارسی زبان بولنے والے عالم اسلام میں غیر معمولی شہرت رکھنے والی شخصیت ہی آپ کی اولا دسادات ہمدانی،عابدی،الاعرجی ہے

(۴)۔تمام مورخین کے نزدیک میر سید علی ہمدانی کی اولا دصرف ایک فرزند سید محمد ہمدانی سے چلی اوراس پر دلیل خود خلاصہ المناقب ہے جو میر سید علی ہمدانی کے مرید اور خلیفہ نورالدین جعفر بدخشی نے لکھی رسالہ مستورات اور دیگر تصوف اور تاریخ کی کتابوں میں بھی میر سید علی ہمدانی کی اولا دصرف ایک فرزند سید محمد ہمدانی سے جاری ہوئی۔جبکہ عراقی نسابین کے نزدیک سید علی المتوفی ۷۶۰ہجری کی اولا دصرف ایک فرزند احمد المھلھل سے چلی۔اور سادات برزنجی کے مشجرات میں بھی یہی تحریر ہے۔

بعض نسابین کو یہاں اشتباہ ہوا ان میں نسابہ السید حلیم حسن الاعرجی بھی ہیں۔جنہوں نے اپنی کتاب آل الاعرجی میں نام مشترک ہونے کی وجہ سے ہی میر سید علی ہمدانی کے اعقاب میں دو فرزند لکھ دیئے محمد ہمدانی اور احمد المھلھل

اور پھر ان کی اولادوں کا تذکرہ کیا۔جبکہ حقیقت میں یہ دو الگ نسلیں ہیں جو ایک جگہ سید محمد محبّ اللہ بن جعفر پر منتھیٰ ہوتی ہیں۔

ان میں سید ابوالحسن علی بن محمد بن ابی البرکات بن عبداللہ بن محمد سعد بن ابراہیم بن احمد بن علی بن سعد الدین بن برھان الدین بن احمد المھلھل بن علی المتوفی ۷۶۰ہجری بن شہاب الدین بن محمد بن یوسف بن سید محمد محبّ اللہ المذکور کے دو فرزند تھے(۱)۔علی جان(۲)۔امیر جان

پہلی شاخ میں علی جان بن سید ابوالحسن علی کی اولاد سے جد سادات الفتیلہ عراق سید علی بن محمد بن خلیل بن علی جان المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں امیر جان بن سید ابوالحسن علی کی اولاد سے جد سادات قاسم لیہ،قاسم بن حسین بن امیر جان المذکور تھے

اعقاب سید محمد شرف الدین بن سید محمد محبّ اللہ بن سید جعفر بلخی

آپ کا نام محمد اور لقب شرف الدین تھا نسابہ سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی نے اپنی کتاب سراج الانساب میں آپ کا نام محمد لکھا ہے(سراج الانساب صفحہ۱۵۹) جبکہ سید جعفر الاعرجی نے شرف الدین لکھا ہے(صفحہ۲۹۶ اساس الانساب الناس) سادات ہمدانیہ کے مشجرات میں زیادہ شرف الدین لکھا ہے تاہم محمد بھی تحریر ہے اور بعض جگہ محمد شرف الدین بھی ہے۔سید مکرم حسین مجتہد کی فارسی بیاض جو اٹھارویں صدی عیسوی میں لکھی گئی میں شرف الدین لکھا ہے۔سید کمال الدین حسین ہمدانی دہلی ہندوستان جو سادات ہمدانیہ علی گڑھ سے ہیں نے بھی اپنی کتاب اشجار الکمال میں شرف الدین ہی لکھا ہے تاہم شرف الدین آپ کا لقب تھا آپ کا اصل نام محمد تھا جیسا کہ صاحب سراج الانساب نے تحریر کیا۔سادات ہمدانیہ کھائی اعوان کے قدیم فارسی مخطوطے میں آپ کے اجداد کے نام کے ساتھ بلخی لفظ تحریر ہے۔

اور یہ زعم کیا جاتا ہے کہ آپ ہی سادات حسینیہ الاعرجیہ میں بلخ سے اول وارد ہمدان ہوئے اس وقت ہمدان پر سلجوقی حکمران غیاث الدین محمد اول تا پر۱۱۰۵۔۱۱۱۸عیسوی کی حکومت تھی۔لیکن پھر بھی اصل زمانہ ہجرت راحت الصدور از شیخ اجل راوندی میں مرقوم ہے۔البتہ زعم یہی کیا جاسکتا ہے تاہم حتمی نہیں۔آپ کی اولاد میں ایک فرزند میر سید یوسف الحسینی تھے۔

میر سید یوسف الحسینی بن سید محمد شرف الدین کی اولاد میں بمطابق شجرہ ہائے سادات ہمدانیہ پاکستان قلمی مخطوطہ سادات ٹبی۔قلمی مخطوط سادات ہمدانیہ،

فارسی مخطوطہ سادات ہمدانیہ کھائی اعوان مور جھنگ سیدان اور قدیم قلمی مخطوطہ سادات ہمدانیہ مقبوضہ کشمیر جو میر تاج الدین ہمدانی کی اولاد ہیں کے مطابق آپکے چار فرزند تھے(۱)۔عبداللہ(۲)۔میر سید علی الاکبرالوندی(۳)۔میر سید سالم(۴)۔سید حسین

اول ان میں سید حسین بن میر یوسف الحسینی کے دوفرزند(۱)۔محمد اور(۲) حصار تھے

تاہم السید حلیم حسن الاعرجی صاحب آل الاعرجی العلامہ نسابہ سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی صاحب سراج الانساب اور نسابہ سید جعفر الاعرجی نے صرف میر سید علی الاکبرالوندی کا ذکر کیا ہے۔

دوئم میر سید علی الاکبرالوندی بن میر سید یوسف الحسینی بن سید محمد شرف الدین کے اعقاب میں دوفرزند تھے

(۱)۔سید احمد الوندی(۲)۔**میر سید محمد المعروف باقر الحسینی**

اعقاب میر سید محمد المعروف باقر الحسینی بن میر سید علی الاکبرالوندی بن میر سید یوسف الحسینی

آپ کا نام محمد تھا اور کنیت ابوالحسن اور سادات ہمدانیہ نارنگ سیداں میں علامہ سید محسن علی ہمدانی کے اجداد کے قلمی قدیم مخطوطات میں محمد المعروف باقر اور بعض دیگر مخطوطات میں نام محمد الباقر اور بعض جگہ محمد الباقر الحسینی تحریر ہے جبکہ سید حلیم حسن الاعرجی ،سید جعفر الاعرجی اور نسابہ سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی نے آپ کا نام صرف محمد لکھا ہے سادات جلالیہ عابدیہ ہمدانیہ علی گڑھ کے قدیم ریکارڈ میں جو السید مکرم حسین مجتہد نے مرتب کیا تھا میں آپ کا نام صرف محمد ہی تحریر ہے۔آپ کی والدہ سیدہ طاہرہ بنت سید عبدالمطلب نیشاپوری تھیں آپ کا مولد اور مدفن ہمدان میں ہی ہے۔آپ کا مدفن باغ علی،نزد گنبد علویاں ہے گنبد علویان جو سلاطین سلجوقیہ نے آپ کے خاندان کیلئے عبادت گاہ کے طور پر تعمیر کروایا تھا آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے

(۱)۔**سید حسن الحسینی**(۲)۔**السید شهاب الدین**(۳)۔سید یوسف الحسینی

اول میر سید یوسف الحسینی بن میر سید محمد باقر الحسینی:۔آپ میر سید علی ہمدانی کے چچا تھے تواریخ سے ثابت نہیں کہ آپ میر سید علی ہمدانی کے ہمراہ وارد کشمیر ہوئے ،آپکے فرزند سید خلیل ہمدانی کے ساتھ وارد کشمیر ہوئے ،تاہم سید یوسف الحسینی بن میر سید محمد باقر الحسینی کا ذکر سادات عالیہ مور جھنگ کتاب سادات ٹبی سادات ہمدانیہ مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کے قدیم مشجرات میں محفوظ ہے۔سادات کی یہ نسل بھی میر سید علی ہمدانی کے ہمراہ وارد کشمیر ہوئی۔ ان کا ذکر کشمیر کی تاریخ میں اور کئی تصوف کی کتابوں میں موجود ہے۔آپ کی اولاد سے ایک بزرگ آزاد کشمیر میں مجہوئی گڑھی دوپٹہ میں مدفون ہوئے جس کا نسب نامہ سید بدر منیر ہمدانی نے ہمیں ارسال کیا اور وہ یوں ہے اور سادات ہمدانیہ مقبوضہ کشمیر نے اسکی تصدیق بھی کی جو اس طرح ہے۔

سید احمد شاہ ہمدانی بن کرم شاہ بن سید محمد افضل بن سید قدرت اللہ بن سید عصمت اللہ بن سید عبداللہ بن سید ہدایت اللہ بن سید محمد عاقل بن محمد باقر بن سید محمود بن حسین بن محمد بن علی بن احمد بن میر سید حسین بن سید میر افضل بن سید میر ابراہیم بن سید میر قاسم بن سید خلیل بن میر سید یوسف الحسینی المذکور یہ شجرہ بالکل درست تھا اور جو اجداد بلخ میں رہے ان کے ناموں کے ساتھ باقاعدہ بلخی بھی لکھا ہوا تھا۔

سید احمد شاہ بن کرم شاہ بن سید محمد افضل کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی(۱)۔بہادر شاہ(۲)محمود شاہ(۳)۔محمد شاہ

پہلی شاخ میں سید محمود شاہ بن سید احمد شاہ ہمدانی کی اولاد تین پسران(۱)۔یعقوب شاہ(۲)۔گلاب شاہ(۳)۔ستار شاہ سے چلی گلاب شاہ کا ایک بیٹا

علی اکبر شاہ تھاستار شاہ بن محمود شاہ کے دو بیٹے (۱)۔حیدر علی شاہ اور (۲) میر حسن شاہ تھے

جبکہ یعقوب شاہ کے تین فرزند (۱)۔یوسف شاہ (۲)۔باغ علی شاہ (۳)۔حسن شاہ اوران سب حضرات کی اولاد سنگڑ سیداں آزاد کشمیر پاکستان میں آباد ہے

دوسری شاخ میں سید بہادر شاہ بن سید احمد شاہ ہمدانی کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔امیر شاہ (۲)۔مقبول شاہ (۳)۔لال شاہ (۴)۔ہدایت شاہ لیکن اولاد دو فرزندوں لعل شاہ اور ہدایت شاہ سے چلی۔

لعل شاہ بن بہادر شاہ کے تین فرزند تھے (۱)۔قلندر شاہ (۲)۔حیدر شاہ (۳)۔غلام حسین شاہ

جبکہ ہدایت شاہ بن بہادر شاہ کے بھی تین فرزند تھے (۱)۔ابراہیم شاہ (۲)۔علی اصغر شاہ (۳)۔محمد ایوب شاہ اوران سب حضرات کی اولاد آزاد کشمیر سنگڑ سیداں میں آباد ہے۔

تیسری شاخ میں سید محمد شاہ بن سید احمد شاہ ہمدانی کے دو فرزند تھے (۱)۔مظفر شاہ (۲)۔انور شاہ مظفر شاہ بن سید محمد شاہ کے تین فرزند تھے (۱)۔فیض رسول شاہ (۲)۔حبیب شاہ (۳)۔علی اکبر شاہ

جبکہ انور شاہ بن سید محمد شاہ کا ایک فرزند سرور شاہ تھا اوران سب حضرات کی اولاد بھی سنگڑ سیداں میں آباد ہے۔

اعقاب سید حسن الحسینی بن میر سید محمد باقر حسینی بن علی الاکبر الوندی

آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔میر سید تاج الدین ہمدانی (۲)۔میر سید حسین سمنانی

تمام تواریخ اور ایسا لٹریچر جو میر سید علی ہمدانی سے منسوب ہے میں درج ہے کہ آپ دونوں کو میر سید علی ہمدانی نے کشمیر کا جائزہ لینے بھیجا اور آپ دونوں حضرت کے چچیرے بھائی تھے از روئے تاریخ کشمیر یہ دونوں حضرات ۷۶۲ ہجری کو ہمدان سے وارد کشمیر ہوئے سید تاج الدین ہمدانی نے شہاب الدین پورہ نوہٹہ سری نگر میں مکان تعمیر کروایا اور وہیں رہائش اختیار کی ان ایام میں وہاں سری نگر کی آبادی ۲۰ ہزار گھرانوں پر مشتمل بھی آج کل یہی شہاب الدین پورہ ہشام پورہ سے معروف ہے۔دوسرے بھائی سید حسین سمنانی جو کہ ہجرت کے وقت سمنان میں تھے اور سمنان سے ہی کارواں میں شامل ہوئے۔اس لئے سمنانی کہلائے۔جبکہ ایک روایت یہ ہے کہ آپ دہلی کے اطراف میں قصبہ سامان یا سامانہ گئے اس لئے سامانی سے سمنانی مشہور ہوئے۔

تاہم اول قول زیادہ درست لگتا ہے آپ کا مزار کولہ گام میں ہے۔(سادات ہمدانیہ آزاد کشمیر کے بعض مشجرات میں تاج الدین کو حسین سمنانی کا بیٹا تحریر کیا ہے جبکہ یہ نقل کی غلطی ہے تواریخ میں ثابت ہے کہ دونوں حضرات بھائی تھے)

اول میر سید حسین سمنانی بن سید حسن الحسینی:۔آپ کی اولاد ایک فرزند سید حسن سمنانی سے جاری ہوئی اوران کا مزار بھی کولہ گام کشمیر میں ہے تاہم ان کی اولاد کی تفصیل کسی ذریعے سے حاصل نہ ہوسکی

لیکن ہمارے رفیق سید عمران علی ہمدانی ساکن سری نگر کشمیر کے بقول انکی اولاد سری نگر میں موجود ہے واللہ اعلم

دوئم السید تاج الدین ہمدانی بن سید حسن الحسینی: آپ کی اولاد میں دو پسران تھے (۱) سید حیدر ہمدانی (۲) **سید حسن بہادر المعروف رستم ہند**

اعقاب سید حسن بہادر المعروف رستم ہند بن میر سید تاج الدین ہمدانی بن سید حسن الحسینی

آپ عجیب وغریب حالات اور کمالات والے اور صاحب دل جرار سپاہی تھے جب سلطان شہاب الدین نے انکی تیز طبعی اور بہادری دیکھی تو انہیں سپہ سالاری کا عہدہ پیش کیا اور رستم ہند کا خطاب دیا ایک لاکھ فوج سوار اور پیادہ آپ کے زیر کمان رکھی جنگوں اور لڑائیوں میں آپ کو ہراول کے طور پر آگے آگے بھیجا جاتا تھا آپ نے کبھی شکست نہ کھائی تھی آپ کو پرگنہ، ہماہیہ اور پرگنہ مانچھہا مول کی جاگیریں بھی انعام میں ملیں

کابل اور بدخشاں کی فتح کے بعد سلطان نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کردی اور فتح ہندوستان کے موقع پر فیروز شاہ تغلق بادشاہ دہلی کی بیٹی اور بروایت دیگر نواسی آپکے لئے نامزد کی گئیں آپ کی اولاد میں ایک بیٹی سیدہ تاج خاتون جو میر سید علی ہمدانی کے فرزند ارجمند میر سید محمد ہمدانی کے عقد میں تھیں۔اور بیٹا سید کمال الدین تھا۔

اس سید کمال الدین بن سید حسن بہادر رستم ہند کی اولاد سے سید نعمت اللہ بن سید جمال الدین بن سید کمال الدین المذکور تھے

ان سید نعمت اللہ بن سید جمال الدین بن سید کمال الدین کی اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔سید جعفر ہمدانی (۲)۔سید شمس الدین (۳)۔سید احمد ہمدانی

اول سید شمس الدین بن سید نعمت اللہ کی اولاد خانقاہ سوختہ نوا کدل سری نگر،عمر کالونی سری نگر،ترال ،حسن آباد، دیوان کالونی ابشر نشاط اور بمنہ سری نگر مقبوضہ کشمیر میں آباد ہے۔

ان میں سے ہی سید احمد ہمدانی بن یوسف بن محمد بن علی بن سید شمس الدین المذکور تھے جن کے دو فرزند تھے(۱)۔سید حسن کربلائی حسہ بادشاہ (۲)۔سید حسین الحسینی

سید حسن کربلائی حسہ بادشاہ بن سید احمد بن یوسف کی اولاد سے سید عمران علی ہمدانی بن شاہ حسین بن سید مہدی بن حسین ہمدانی بن علی ہمدانی بن سید نجف ہمدانی بن سید حسن کربلائی حسہ بادشاہ المذکور ہیں جو خانقاہ سوختہ نوا کدل سری نگر میں مقیم ہیں۔اور صحافت کے شعبے سے وابسطہ ہیں۔

دوئم سید احمد ہمدانی بن سید نعمت اللہ کی اولاد سے سادات ہمدانیہ ہٹیاں بالا،مظفر آباد، آزاد کشمیر کے مختلف موضعہ جات میں آباد ہے ان ہی سادت کی ایک شاخ گلگت بلتستان میں بھی آباد ہے انکی اولاد سے سید محمد بن سید علی یحییٰ بن حسن بن سید احمد ہمدانی المذکور تھے

اعقاب سید محمد بن سید علی یحییٰ بن حسن بن سید احمد ہمدانی

آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔سید احمد ہمدانی (۲)۔میر سید علی (۳)۔سید ماہ روشن

اول سید احمد ہمدانی بن سید محمد کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔سید داؤد (۲)۔سید یوسف

پہلی شاخ میں سید داؤد بن سید احمد کی اولاد سے سید محمد افضل ،سید محمد فاروق ،سید محمد فضل تین ابنان سید محمد امین بن حیدر ہمدانی بن سید داؤد المذکور تھے اور ان حضرات کی اولاد مقبوضہ کشمیر میں آباد ہے۔

دوسری شاخ میں سید یوسف بن سید احمد ہمدانی کی اولاد فور تھوسکر دوسادات حسینی گمبہ سکر دوسادات تو شل تھور گو بلتستان میں ان میں ہی سید امیر شاہ عالم فاضل بن سید اکبر شاہ حسینی بن نقی شاہ بن رضا بن ثانی حسین بن صفدر بن فضل علی بن قاسم بن ہادی بن کاظم بن ولی بن یوسف بن ابراہیم بن اکبر بن اعظم

بن سید باقر بن سید جعفر بن مراد بن یوسف بن صادق بن یوسف المذکور تھے۔

لیکن مولف کے نزدیک اس شجرہ میں نقل کے دوران غلطی لاحق ہوئی اور پشتیں زیادہ لکھی گئیں تاہم ان کی اولاد بلتستان میں آباد ہے۔جن کی تفصیل مولف کتاب ہذا کی کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں موجود ہے۔

دوئم میر سید علی بن سید محمد کی اولاد میں ایک فرزند تھا میر سید صالح،اس ہی میر سید صالح بن میر سید علی کی اولاد میں تین فرزند تھے(۱)۔میر سید عطا اللہ(۲)۔میر سید عارف(۳)۔میر سید ابوالبقاء

پہلی شاخ میں میر سید عطا اللہ بن میر سید صالح بن میر سید علی کے تین صاحبزدے تھے(۱)۔محمد علی شاہ(۲)۔امانی شاہ(۳)۔علی اکبر شاہ جنکی اولاد آزاد کشمیر میں آباد ہےاوران کے تفصیلی شجرے کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں موجود ہیں۔

دوسری شاخ میں میر سید عارف بن میر سید صالح بن میر سید علی کی اولاد سے(۱)۔یار محمد شاہ(۲)۔بلال شاہ ابنان سید اسماعیل بن میر سید میران ظریف بن سید عارف المذکوران دونوں حضرات کی اولاد کی تفصیل کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں موجود ہے۔

تیسری شاخ میں سید ابوالبقاء بن میر سید صالح بن میر سید علی کی اولاد سے(۱)۔محمد شاہ(۲)۔عبدالواحد شاہ(۳)۔قدیم شاہ(۴)۔بشر اللہ(۵)۔فرخ شاہ ابنان میر سید محمد حنیف بن سید ابوالبقاء المذکوران حضرات کی اولاد کی تفصیل بھی کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں موجود ہے۔

اعقاب سید شہاب الدین بن سید محمد باقر حسینی بن سید علی اکبر الوندی

آپ کا نام شہاب الدین کنیت ابوالقاسم تھی آپ کی والدہ سیدہ رقیہ بنت سید امیر الدین عقیقی الحسینی آف رے(تہران)تھی نسابہ سید جعفر الاعرجی نے آپ کا ذکر اساس الانساب الناس میں صفحہ نمبر ۲۰۵ اور حاشیہ نمبر ۱۸۴ پر کیا ہے۔سید جعفر الاعراجی نے آپ کا لقب سیاہ بزاش تحریر کیا ہے جبکہ ایران تاریخ اورادب کی کتابوں میں جہاں میر سید علی ہمدانی کا ذکر آتا ہے آپ کے نام کے ساتھ سیاہ پوش کا لقب تحریر کیا گیا جس کی توجہ کہیں پر بھی بیان نہیں ہوئی۔

سیدہ اشرف ظفر نے اپنی PHD کے مقالہ(صفحہ نمبر ۱۷)پر تحریر کیا ہے کہ آپ ایلخانی زمانہ میں ہمدان کے افسر اعلیٰ تھے لیکن ایرانی تاریخ نویسوں نے آپ کو والی ہمدان تحریر کیا ہے۔بہت سی ایرانی کتب میں آپ کو حاکم ہمدان بھی کہا گیا۔بعض نے آپ کو مطلق حکمران تحریر کیا اور بعض نے افسر اعلیٰ کیا نسابہ سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی نے آپ کا ذکر اپنی کتاب سراج الانساب کے صفحہ نمبر ۱۵۹ پر کیا ہے۔اگر آپ کے خاندان کو حکومت ملی بھی تو یہ زمانہ ۶۲۰ سے ۷۲۰ کا ہوگا کیونکہ خاندان علویہ حسینیہ ہمدان بمطابق مروج اسلام در ایران صفحہ ۱۵ تا ۱۴ ۵۰۰ہجری سے ارکان حکومت میں رہے۔بہت سے تذکروں میں آپ کے عالی مرتب اور علوشان ہونے کا ذکر ہے آپ کے اعقاب میں دو فرزند تھے(۱)۔قاسم جن کا انتقال بچپن میں ہوگیا۔

(۲)۔میر سید علی ہمدانی الاعرجی الحسینی المعروف علی الثانی شاہ ہمدان

تذکرہ سرزمین ہمدان

قدیم شاہراہ پر جو عراق کی نشیبی زمین(میسوپوٹیمیا)کو ایران سے ملاتی ہے۔کوہ الوند یونانی ماؤنٹ اورنٹز کی شمالی اترائی پر ایک قدیم شہر واقع ہے جن کا نام اس کے بانی جمشید نے ہگمتانہ رکھا تھا۔۱۹۲۳سن عیسوی میں یہاں چاندی اور سونے کی دو تختیاں ملی تھیں۔جن پر(دارا اول ۵۲۱۔۴۸۵ق م)کا نام

درج تھا۔ ثمنین بادشاہ اس شہر میں موسم گرما میں رہائش پذیر ہوا کرتے تھے۔ اور یہاں اپنا خزانہ رکھتے تھے۔ ساسانی بادشاہ یزدگرد اول کی بیوی شوش دخت بھی یہیں پر مدفون ہے۔ یہودیوں کے نزدیک یہی Esther تھیں اور یہاں اس کے انکل Mordecai بھی مدفن ہیں یہ عمارت اینٹوں سے بنی ہے۔ مارتھین عہد کا ایک مجسمہ جو کہ شیر کا ہے آج تک محفوظ ہے۔ Xerxer بھی یہاں پر رہا۔ سکندر اعظم نے جب ایران پر حملہ کیا تو وہ بھی یہاں پر رہا اور اسی راستے سے مصر کی طرف گیا۔ کئی بادشاہوں کے دور میں یہ دار السلطنت بھی رہا آج کا صوبے کا صدر مقام ہے۔

ہمدان شہر تہران سے ۳۳۶ کلومیٹر جنوب مغرب میں ہے کرمان شاہ سے ۱۹۰ کلومیٹر مشرق میں ہے۔ اصفہان سے ۵۳۰ کلومیٹر شمال پر واقع ہے۔ یہ دنیا کے قدیم ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ ہمدان شہر ستارے کی شکل پر بنا ہوا ہے جو کوہ الوند کے دامن میں ہے۔ ہمدان کے شمال میں زنجان، اردبیل، آذربائیجان شرقی اور گیلان آتا ہے۔ جبکہ شمال مشرق میں قزوین، تہران اور مازندران آتا ہے جبکہ مشرق میں قم، مرکزی اور سمنان آتا ہے۔ جبکہ جنوب مشرق میں اصفہان، فارس، لرستان اور ہوزستان بھی آتا ہے۔ جبکہ جنوب مغرب میں ایلام اور کرمانشاہ آتا ہے۔ مغرب میں آذربائیجان غربی آتا ہے۔

ہمدان صوبے میں مندرجہ ذیل شہر موجود ہیں۔ ہمدان، اسد آباد، بہار، کبودر آھنگ، رزن، نہاوند، ملایر اور تویسرکان، مرکز میں شہر ہمدان ہے اس میں دو علاقے ہیں۔ فامنین اور سہارا۔ مرکزی شہر ہمدان جو کوہ الوند کے دامن میں ہے کے شمال میں شہر رزن اور کبودر آھنگ آتا ہے، جبکہ مغرب میں شہر بہار اور شہر اسد آباد آتا ہے اور جنوب میں شہر تویسرکان اور شہر نہاوند اور شہر ملایر آتا ہے۔ ہمدان کے مشہور مقامات درج ذیل ہیں۔

کوہ الوند:

الوند پہاڑ کبھی بھی قطب اور ابدال سے خالی نہیں رہا اسکے دامن میں کم و بیش چار سو اولیا مرتبہ کمال تک پہنچے اور حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کی ملاقات بھی اسی پہاڑ پر ہوئی (۱)۔ یہ سبز پہاڑ ہے، اکثر ہمدانی لوگوں نے اپنے اشعار میں اس کا ذکر کیا ہے اور ایک واقع یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے۔ امام نے دریافت کیا: ''کہاں سے آئے ہو'' تو انہوں نے جواب دیا ''کوہستان سے'' امام سے پھر پوچھا '' کون سے شہر سے آتے ہو'' لوگوں نے جواب دیا ''شہر ہمدان سے'' امام پاک علیہ السلام نے فرمایا ''اس پہاڑ کو پہچانتے ہو جس کو کوہ الوند کہتے ہیں۔ لوگوں نے جواب میں کہا ''جی ہاں'' حضرت نے فرمایا: اس پر ایک بہشتی چشمہ ہے۔ ہمدان کے لوگ کہتے ہیں کہ اس میں ایک چشمہ ہے جو ہر سال جاری ہوتا ہے اور پھر منقطع ہو جاتا ہے (۲)

گنبد علویان:

سادات العابدیہ الحسینیہ الاعرجیہ الحمد انیہ العلویہ کی عظیم یادگار اس عمارت کی تعمیر کے سن پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ عہد سلجوقیہ میں سادات علویہ یعنی اولاد سید علی اکبر الوندی کے لیے بنائی گئی۔ عہد سلجوقیہ ہمدان میں ۱۰۳۷ تا ۱۱۵۷ سن عیسوی تک رہا۔ اس میں سادات کی قبریں بھی پائی جاتی ہیں۔ ابتداء میں اس کا رنگ سرخ تھا اور کوفی رسم الخط میں سورۃ الدہر کی آیات نقش تھیں۔ تاہم کافی عرصہ گزر جانے کے بعد بھی آیات با آسانی پڑھی جاسکتی ہیں۔ یہ عمارت اینٹ اور چونے سے تیار ہوئی۔ یہ عمارت مربع وضع کی ہے اور اندر سے چوکور دلان کی مانند ہے جو کہ خانہ کعبہ کی ترسیم پر بنایا گیا۔

اس کا طول وعرض ۲۵×۲۵ کا ہے فرش پر تین چار آہنی سلاخ اور روشن دان ہیں بجانب قبلہ ایک محراب ہے جہاں سے زیر زمین منزل (سردابی) کو سیڑھیاں جاتی ہیں۔سردابی کے تقریباً وسط میں ایک اونچا چبوترا فیروزی رنگ کی اینٹوں سے بنا ہے۔جس پر دو بزرگوں کے مزارات موجود ہیں۔شمالی جانب ایک کھڑکی کی جگہ بند کی ہوئی ہے۔جہاں سے حضرت میر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان اپنے گھر سے تشریف لاتے تھے اس معبد کا زیریں حصہ میں ایک خفیہ راستہ ہے جو حضرت میر سید علی ہمدانی کے گھر تک جاتا تھا۔اور آپ اسی راستے سے عبادت کے لیے آیا کرتے تھے۔ان دو قبروں کے متعلق علی اصغر حکمت نے لکھا ہے کہ یہ دونوں مزار میر سید علی ہمدانی کی اولاد میں سے دو بزرگوں کے ہیں جن کا نام ابوالحسن (نورالدین کمال) اور سید علی (سیاہ پوش) ہیں۔بعض لوگ اس معبد کو خانہ کعبہ تصور کرتے ہیں۔اس تاریخی عمارت کو ادارہ کل باستان شناسی نے ۱۹۲۲سن عیسوی کو قومی آثار میں شامل کر دیا اور ۳۹۔۱۹۳۸ میں وزارت فرہنگ نے اس کے لیے حفاظتی اقدامات کیے اور اس پر حفاظتی چھت تعمیر کروائی۔(۳) ایک روایت ہے کہ اس عمارت کے نیچے ایک راستہ ہے جو خانہ کعبہ تک جاتا ہے۔ممکن ہے یہ وہی راستہ ہو جو سید علی ہمدانی کے گھر تک جاتا ہو۔ایک اور روایت میں موجود ہے کہ اگر کوئی مسافرت پر گیا ہو اور اس کی حیات کی کوئی اطلاع نہ آئی ہو تو نچلے حصہ میں اس کا نام بآواز بلند پکارا جائے اگر ہنسنے کی آواز آئے تو زندگی کی دلیل ہے اور اگر رونے کی آواز آئے تو موت کی دلیل ہے اگر وہاں دیگ پکا کر فقراء میں تقسیم کی جائے تو ہر حاجت پوری ہوگی۔بانجھ عورتیں اکثر وہاں جاتی ہیں اور اولاد کی تمنا کرتی ہیں (۴)

ڈاکٹر محمد ریاض پروفیسر شعبہ ادبیات فارسی سینٹرل کالج اسلام آباد جنھوں نے حضرت میر سید علی ہمدانی پر ایک تحقیقی رسالہ لکھ کر تہران یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا نے صاحب سالار عجم ڈاکٹر سید عبدالرحمان ہمدانی کو بتایا کہ گنبد علویان کی دو قبریں اسی خاندان کی ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ ہمدان میں چار مربع میل پر محیط ایک وسیع قبرستان تھا جس میں سے ہر وہ قبر جو پچاس سال سے زائد عرصہ کی تھی مسمار کر دی گئی اور حکومت نے پارک بنا دیئے یہ سیر گاہ باغ علی کی جگہ پر بنائی گئی اور اس قبرستان میں قبریں بھی اسی سادات خاندان کی تھیں اور یہ باغ میر سید علی ہمدانی کی ملکیت تھا (۵)

گنج نامہ:۔گنج نامہ دارا نے کوہ الوند میں کھدوایا اور یہ آج بھی موجود ہے۔آجکل یہ ایک دلکش وادی میں ہے جس کا نام عباس آباد ہے۔اس کے قریب آبشار بھی ہے۔

غار علی الصدر: ہمدان سے ۱۰۰ کلومیٹر کے فاصلے پر علی الصدر کا مشہور اور تاریخی غار ہے جو دنیا کے چند تاریخی غاروں میں آتا ہے

بابا طاہر عریان ہمدانی:۔ بابا طاہر عریان ہمدانی ایک شاعر اور درویش تھے آپ اولیا کی جماعت اہل حق سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کا شجرہ کہیں سے دستیاب نہ ہو سکا آپ کا مدفن بھی باغ علی کے قریب ہی ہے۔آپ فارسی لری اور کردی زبان کے صوفی شاعر ہیں۔آپ کی ملاقات طغرل سے بھی ہوئی تھی۔

شیخ رئیس بوعلی سینا:۔

بوعلی سینا خورمیسن میں پیدا ہوئے اور آخری عمر میں امیر شمس الدولہ کے دور میں ہمدان میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

عین القضاۃ ہمدانی:۔

آپ کا اصل نام عبداللہ بن محمد ہمدانی تھا۔۴۹۲ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۵۲۵ ہجری کو پھانسی پر لٹکا دیئے گئے۔آپ اولیا کی اہل حق جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔

امام زادہ ہادی بن امام زین العابدین علیہ السلام: ہمدان

امام زادہ ہود: ینگی گاؤں میں مزار ہے۔

آغا خان بلاکی: اسدآباد

میر ریاض الدین ارطمانی: تویسرکان میں مزار واقع ہے۔

حباقوق علیہ السلام: مزار تویسرکان میں ہے۔اور آپ سلیمان علیہ السلام کے دور میں بیت المقدس کے چوکیدار تھے۔

امام زادہ عبداللہ بن احمد

امام زادہ اسماعیل اور امام زادہ عبداللہ: ہمدان

امام زادہ محسن: کا مزار فران گاؤں میں ہے یہ بھی وادی الوند میں ہے۔ان کو امام زادہ کوہ بھی کہتے ہیں۔مزار منگول عہد کا ہے۔سید محسن بن علی بن حسین بن زید بن امام حسن آپ امام زادہ کوہ کے نام سے مشہور ہیں۔مولاعلیؑ کے اصحاب میں سے ابودجانہ انصاری بھی یہیں دفن ہیں

حاجی سیف الدولہ: ملایر

محمود صاحب نزول السائرین: ہمدان

بابا پیر (نومان بن مکران): نہاوند

دار شیخ ابوالعباس نہاوندی: نہاوند

حافظ ابوالعالیٰ: ہمدان شہر

امام زادہ خضر: ہمدان

امام زادہ یحییٰ: کبودر آہنگ یحییٰ بن علی بن سعید بن علی الارزق بن داؤد بن سلیمان بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن امام علی

امام زادہ حسین: کبودر آہنگ امام زادہ حسین کا شجرہ امام علی نقی علیہ السلام سے بتایا جاتا ہے ان کے مزار کے احاطے میں آباقاخان فرزند ہلاکو خان اور سلطان شاہ حسین صفوی دفن ہیں۔

امام زادہ اہل بن علی: کبودر آہنگ

امام زادہ ازنوو: کبودر آہنگ

اس کے علاوہ چند قلعے بھی ہیں جن میں قلعہ ہفت حصار بہت مشہور ہے۔

ازمجالس المومنین ہمدان بقول قاضی نوراللہ شوستر مجالس المومنین کے اردو ترجمے کے صفحہ نمبر (۱۵۳) پر قاضی نوراللہ شوشتری ہمدان کے معروف سادات خانوادوں میں شیخ اجل راوندی کو روایت کرتے ہیں کہ ہمدان میں میر سید علی ہمدانی صوفیاء شیعہ اور اہل بیت کے محبان میں سے ہیں۔عین القضاۃ بھی محبّ اہل بیت ہیں (۶)

دوسرا ہمدان ملک یمن والا مجالس المومنین میں قاضی نوراللہ شوستری دوسرے ہمدان کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ہمدان ملک یمن میں ایک قبیلہ بنی ہمدان سے اس کا نام رکھا گیا۔ یہاں سے کچھ ہمدانی کوفہ میں منتقل ہوئے اور یہ عام یمنی نژاد ہیں۔

عرض مصنف

ایران کے شہر ہمدان سے تعلق رکھنے والے افراد نام کے ساتھ ہمدانی لکھاتے ہیں اس شہر سے سادات ہو یا غیر سید وہ اپنے نام کے ساتھ ہمدانی لکھتا ہے۔سارے عجم اور عرب میں اس کا رواج موجود ہے کہ لوگ اپنے شہروں کے نام اپنے نام سے منسوب کرتے ہیں۔جبکہ پاکستان میں ایسا نہیں پایا جاتا ۔یہاں زیادہ تر لوگ وہی نام استعمال کرتے ہیں جو ان کے آباؤاجداد کے ناموں کے ساتھ آتا ہے ہمدانی سادات وہ ہیں جو کہ میر سید علی ہمدانی کی اولاد سے ہیں۔اور یہ ہمدان ایران کا تاریخی شہر ہے بعض لوگ یہ تصور کرتے ہیں۔کہ یہ ہمدانی بھی شاید قبیلہ بنی ہمدان سے تعلق رکھتے ہیں۔جبکہ ایسا نہیں ہے یہ ہمدانی سادات اپنے مورث اعلیٰ میر سید علی ہمدانی جو کہ ہمدان سے ہجرت کرکے آئے اور کولاب (تاجکستان)،روستاق بازار (افغانستان) کشمیر،لداخ بلتستان اور پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں اسلام کے بانی ہیں۔اسی نسبت سے یہ لوگ ہمدانی سید کہلاتے ہیں۔جبکہ حقیقت میں یہ سادات الحسینیہ الاعرجیہ ہیں۔قبیلۂ بنی ہمدان کے لوگ عرب کی سیاست میں کافی سرگرم رہے۔اوران میں محبان علی بھی تھے۔جن میں حارث ہمدانی مشہور ہیں۔اسی طرح کربلا میں بریر ہمدانی اور شوزب ہمدانی بھی قبیلہ بنی ہمدان سے تعلق رکھتے تھے جبکہ یہ قبیلہ غیر سادات ہے۔

اب دنیا میں ہمدان قبیلہ کے ہمدانی بھی موجود ہیں،ایران کے شہر ہمدان سے تعلق رکھنے والے غیر سادات ہمدانی بھی موجود ہیں۔اور میر سید علی ہمدانی کی اولاد ہمدانی سید بھی موجود ہیں۔بعض افراد سادات ہمدانیہ کے بارے میں کم علمی کی بنیاد پر غلط فہمی کا شکار بھی ہیں اور چکوال اور راولپنڈی میں کئی افراد ایسے پائے جاتے ہیں جو سوچے سمجھے بغیر لوگوں کے نسب کالعدم قرار دے دیتے ہیں۔سادات ہمدانیہ کے مورث اعلیٰ کسی تعریف کے محتاج نہیں۔ان پر لاکھوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور کئی افراد شاہ ہمدان پر تحقیق کے سلسلہ میں پی ایچ ڈی ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔میر سید علی ہمدانی پر ہندوستان،پاکستان،ایران اور تاجکستان میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی جاتی ہے۔ان ممالک کے نصاب میں بھی کہیں نہ کہیں شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی کا ذکر پایا جاتا ہے۔خاص کر کشمیر کے نصاب میں آپ کا ذکر ملتا ہے۔اس کے علاوہ آپ کی کتابیں لندن میوزیم میں محفوظ ہیں۔آپ کی تصانیف ایک سو ستر (۱۷۰) سے زائد ہیں اور آپ پر لکھی جانے والی کتابیں بے شمار ہیں۔آج بھی آپ کے نام کا نوٹ تاجکستان میں چلتا ہے۔اہل مغرب کے نزدیک آپ مشہور ترین مبلغ اسلام ہیں اور بعض حضرات تو آپ کو اسلام کا سب سے بڑا مبلغ مانتے ہیں۔آپ کی شہرت دنیا کے ہر ملک میں ہے۔جہاں بھی علم پایا جاتا ہے۔وہاں آپ کا تذکرہ ہے۔

اتنی شہرت کے باوجود سرزمین پاکستان میں لوگ ان کی اولاد کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں۔کتاب ہذا میں استعمال ہونے والے تمام حوالہ جات

درست ہیں اوران کی با قاعدہ چان بین کی گئی ہے۔ایران اورعراق کے علمائے انساب کی کتب میں میرسید علی ہمدانی حضرت امام زین العابدینؑ کی اولاد میں سے ان لوگوں میں ہیں۔جو دنیا میں نامور ہوگزرے ہیں، کتاب ہذا میں جو کچھ تحریر ہے اس دس گناہ اور بھی تحریر کیا جا سکتا ہے مگر یہ کتاب محفل مناظرہ نہیں ہمیں صرف اپنے اسلاف کا نسب محفوظ رکھنا ہے۔

تذکرہ میر سید علی ہمدانی بن میر سید شہاب الدین سیاہ بزاش بن میر سید محمد الباقر الحسینی

سید کا نام مسلمہ طور پر علی ہے اور کنیت ابو اسحاق۔آپ کشمیر میں امیر کبیر اور شاہ ہمدان کے نام سے مشہور ہیں۔امیر کبیر سید کے والد ماجد سید شہاب الدین کی وجہ سے ہے۔چونکہ آپ ہمدان کے حاکم اور امیر تھے۔آپ کو علی ثانی بھی کہا جاتا ہے۔اسی لے یعقوب صرفی لکھتے ہیں

ہمچو علی دانش ربانیش　　　زان لقب آمد علی ثانیش

چوں بہ علی نسبتش آمد تمام　　　ہم بہ حسب ہم نہ نسب ہم بہ نام

از رہ تعظیم بنا شد عجب　　　اگر علی ثانیش آمد لقب

ظاہر از وسر علی ولی　　　بل ھو سر الابیہ العلی

ہست بر ین نکتہ دلیل قبول　　　الولد سر بقول رسول (۱)

اس کے علاوہ آپ کے مندرجہ ذیل القابات ہیں۔ولی الکامل،صاحب الکشف ولکرامات،زبدۃ السادات،قدوۃ العارفین،مغیث روم،مخیّر قدوم،بدگزیدہ آفاق،میر اللہ منش،خلاصہ خاندان مصطفوی،سلالہ دور مان مرتضوی،نور افزای،خورشید مبین،منیر قطب فلک برین (۲)

تاریخ ولادت

نزہتہ الخواطر (ج۲ص۸۷) بروکلمان (ج۲ص۳۱۱) کثیر (ج۲ص۸۵) تحائف الابرار (ص۱۱) تذکرہ علمائے ہند (ص۱۴۱) قاموس الاعلام (ج۵ص) دائرہ معارف الاسلامیہ (ج۱ص۳۹۲) میں آپ کا تاریخ ولادت ۱۲ رجب المرجب ۷۱۴ ہجری بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۳۱۴ عیسوی ہے صاحب رسالہ مستورات میں شیخ نظام الدین غوری خراسانی سے متعلق ایک واقع لکھا ہے کہ شیخ مذکور نے سید کی شب تولد خواب دیکھا کر حضرت خضر علیہ السلام اور حضر الیاس علیہ السلام خوبصورت کپڑے ہاتھوں میں لیے سید شہاب الدین ہمدانی کے گھر جا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آج رات اس گھر میں ایک بیٹا پیدا ہوگا جو بہت مرتبے والا ہوگا یہ کپڑے بطور تبرک اس کے لیے لے جا رہے ہیں۔

شجرہ نسب

آپ کا شجرہ نسب بحوالہ سراج الانساب از سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی (صفحہ نمبر ۱۵۹) پر اس طرح سے موجود ہے۔میر سید علی ہمدانی بن میر سید شہاب الدین سیاہ بزاش بن میر سید محمد الباقر حسینی بن میر سید علی الاکبر الوندی بن میر سید یوسف الحسینی بن میر سید محمد شرف الدین بن سید محمد محبّ اللہ بن میر سید ابو الکامل جعفر بلخی بن میر سید عبداللہ بلخی جلا آبادی بن میر سید محمد اول جلا آبادی بن ابوالقاسم میر سید علی جلا آبادی بن ابو محمد حسن الامیر بن ابا عبداللہ الحسین بن جعفر الحجۃ بن ابو علی عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام بن امام حسین علیہ السلام بن امیر المومنین علی ابن ابی

طالب علیہ السلام(۳)
یہ شجرہ بمطابق مخطوطات آغا سید شہاب الدین نجفی مرعشی (۳۲) ریکارڈ قم مقدسہ ایران ہے۔شاہ ہمدان کی والدہ کا اسم گرامی سیدہ فاطمہ تھا۔آپ کا سلسلہ نسب ۱۷ پشت میں رسول اللہؐ سے جاملتا ہے۔ کیونکہ سید کا سلسلہ ولایت بھی سرور کونین سے جاملتا ہے۔اس لیے آپ کو جامع انساب الثلاثہ بھی کہا جاتا ہے(۴)

سلسلہ طریقت

آپ اولیاءاللہ کے سلسلہ سہروردیہ کبرویہ سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کا یہ سلسلہ ۲۴ واسطوں سے سرور کونین محبوب رب المشرقین والمغربین تک پہنچتا ہے جو کہ اس طرح سے ہے۔
میر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان (۷۸۶ ہجری م) کے مرشد شیخ محمود مزدقانی (۷۶۶ ہجری م) کے مرشد شیخ علاالدولہ سمنانی (۷۶۰ ہجری م) کے مرشد شیخ عبداللہ الرحمان اسفرائینی (۷۰۰ ہجری م) کے مرشد شیخ احمد جوزقانی (۶۹۰) ہجری م) کے مرشد رضی الدین علی لالا (۶۴۷ ہجری م) کے مرشد شیخ عمار یاسر (۵۸۲ ہجری م) کے مرشد شیخ نجم الدین کبریٰ (۶۱۸ ہجری م) کے مرشد شیخ ابونجیب سہروردی (۵۶۳ ہجری م) کے مرشد شیخ احمد غزالی (۵۱۴ ہجری م) کے مرشد شیخ ابو بکر نساج (۴۸۷ ہجری م) کے مرشد شیخ ابوالقاسم جرجانی (۴۵۰) ہجری م) کے مرشد شیخ ابوعثمان مغربی (۳۷۲ ہجری م) کے مرشد شیخ ابوعلی الکاتب (۳۴۶ ہجری م) کے مرشد شیخ ابوعلی الرود باری (۳۲۱ ہجری م) کے مرشد شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی (۲۹۷ ہجری م) کے مرشد شیخ سری سقطی (۲۵۱ ہجری م) کے مرشد شیخ معروف کرخی (۲۰۰ ہجری م) کے مرشد امام علی رضا علیہ السلام (۲۰۳ ہجری م) کے مرشد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ((۱۵۹ ہجری م) کے مرشد امام جعفر صادق علیہ السلام (۱۴۸ ہجری م) کے مرشد امام محمد باقر علیہ السلام (۱۱۴ ہجری م) کے مرشد امام زین العابدین علیہ السلام (۹۴ ہجری م) کے مرشد امام حسین علیہ السلام شہید کربلا (۶۱ ہجری م) کے مرشد امیر المومنین امام علی علیہ السلام (۴۰ ہجری م) کے مرشد سید المرسلین حضرت محمد مصطفیؐ (۱۰ ہجری م)(۵)
آپ نے لباس فتوت جو خرقہ مبارک کا جزو ہے اس طرح حاصل کیا۔

سلسلہ فتوت

آپ نے سلسلہ فتوت ابوالمیامن محمد بن محمد ازکانی سے حاصل کیا انہوں نے شیخ عارف محمد بن جمال سے حاصل کیا۔انہوں نے نورالدین سالار سے حاصل کیا۔انہوں نے شیخ نجم الدین صغری سے حاصل کیا۔انہوں نے اسماعیل القصیدی سے حاصل کیا۔انہوں نے محمد المالکیل سے حاصل کیا۔انہوں نے داؤد بن محمد سے حاصل کیا۔انہوں نے ابوالعباس بن ادریس سے حاصل کیا انہوں نے ابوالقاسم بن رمضان سے حاصل کیا۔انہوں نے ابویعقوب طبری سے حاصل کیا۔انہوں نے عبداللہ عمر بن عثمان سے حاصل کیا۔انہوں نے ابویعقوب النہر جوری سے حاصل کیا۔انہوں نے ابویعقوب السوسی سے حاصل کیا۔انہوں نے عبدالواحد بن زید سے حاصل کیا۔انہوں نے کمیل بن زیاد سے حاصل کیا۔انہوں نے امیر المومنین جناب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے حاصل کیا اور انہوں نے خاتم المرسلین رحمت اللعالمین جناب حضرت محمد مصطفیؐ سے حاصل کیا۔(۶)

شیخ نجم الدین محمد بن محمد از کانی نے خرقہ فتوت کے علاوہ رسول اللہؐ کے خیمہ کا فرش مبارک اور ستون مبارک بھی دیا تھا۔ یہ دونوں تبرکات امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے آپ کی شہادت کے بعد دوسروں کو پہنچے اور اب خانقاہ معلیٰ سری نگر کشمیر میں ہیں۔ حضرت نے اپنی زندگی میں ۱۴۰۰ اولیائے کرام سے ملاقات کی اور فیض حاصل کیا جن میں سے ۴۰۰ اولیائے کرام سے ایک مجلس میں فیض حاصل کیا۔ ایک روایت میں یہ اجتماع سلطان محمد خدا بندہ ۷۱۷ سن ہجری م) سے منسوب ہے جس میں حضرت میر سید علی کی عمر مبارک تین یا چار سال بنتی ہے (۷) جبکہ دوسری روایت کے مطابق یہ اجتماع سلطان ابو سعید بہادر خان بن الجائتو سلطان بن ارغون خان بن ابا قاخان (۷ہجری) سے ۷۳۲ہجری) کے فرمان سے ہوا۔ (۸)

یہ محفل جب ہوئی سید کی حیات مبارک (۷) سال تھی اور یہی درست بھی ہے۔ اس اجتماع میں تمام سادات علمائے کرام اور مشائخ نے آپ کو ایک ایک سطر دعا کی تعلیم فرمائی بعد میں آپ کو خواب میں رسول اللہؐ نے اوراد فتحیہ کا تحفہ دیا تو وہ یہی کلمات تھے۔

سیاحت (۷۳۳ تا ۷۵۳ سن ہجری)

آپ نے بیس سال مسلسل سیاحت کی جو کہ بہت طویل ہے اس میں بہت سے واقعات شامل ہیں جو ہم تحریر نہیں کر رہے۔ اگر ان واقعات کو تحریر کرنا شروع کر دیا جائے تو سوانح عمری پر پی ایچ ڈی کی جا سکتی ہے۔ تاہم خلاصہ المناقب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان علاقوں میں سفر کرتے رہے۔

مزدقان، ختلان، بلخ، بدخشان، ختا، یزد، حجاز، روم، ماوراالنہر، سراندیپ، ہندوستان، چین، مشہد، کربلا، نجف، فرنگستان، ترکستان، لداخ، مکہ، مدینہ، قچاق، جبل القاف، اسفرائن، کشمیر وغیرہ انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ آپ نے تمام اسلامی ممالک کی سیاحت فرمائی (۹)

ہمدان میں مراجعت اور تزویج (۷۵۳ سے ۷۷۳ہجری)

(۷۵۳ہجری یعنی ۱۳۵۲) عیسوی میں بمطابق تحائف الابرار اکیس یا بیس برس کے سفر کے بعد وطن مالوف میں مراجعت فرمائی۔ رسالہ مستورات میں ہے کہ آپ اسفرائن میں تھے۔ آپ کے مرشد نے آپ کو فرزند کی بشارت دی۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۰ سال تھی آپ کی تزویج ہمدان کے ہی ایک سید گھرانے میں ہوئی آپ کی زوجہ سیدہ حمیدہ بنت سید شرف تھیں۔ بعد کے بیس سال (۷۵۳ تا ۷۷۳ہجری) آپ نے وطن مالوف ہمدان میں گزارے اور اپنی شہر آفاق تصانیف قلمبند کیں اور سالکان کی تربیت کی اس دوران آپ کا زیادہ وقت گنبد علویان میں گزرا اور آپ یہاں سے لوگوں کو فیض پہنچاتے رہے۔

ختلان میں اقامت ۷۷۳ہجری سے ۷۸۰ہجری

اخی حاجی ختلانی نے قچاق میں ایک عمارت تعمیر کروائی تھی یہاں پر میر سید علی ہمدانی نے ۷۷۳ہجری میں موسم گرما کے تین ماہ گزارے اسی سال آپ نور الدین جعفر بدخشی (صاحب خلاصۃ المناقب) کے وطن بدخشان تشریف لے گئے۔ ۷۷۳ہجری کے بعد آپ کا واپس ہمدان جانے کا ذکر کسی کتاب میں نہیں ملتا شوال ۷۷۳ہجری آپ بدخشان گئے اور تین ماہ بعد واپس ختلان آئے اسی سفر کے دوران آپ ربیع الاول ۷۷۴ہجری کو کشمیر تشریف لائے آپ نے ختلان میں ایک مسجد اور خانقاہ بھی تعمیر کروائی ختلان اور اس کے اطراف میں دعوت الیٰ اللہ دیتے رہے۔

کشمیر میں اقامت

حضرت شاہ ہمدان پہلی مرتبہ ۷۴۱ ہجری میں کشمیر آئے جو آپ کی بیس سالہ سیاحت کا ایک حصہ ہے پھر ۷۶۰ ہجری کو آپ نے اپنے دو چچا زاد بھائی سید تاج الدین ہمدانی اور میر سید حسین سمنانی کو کشمیر بھیجا تا کہ مقامی حالات دریافت کریں۔ یہ لوگ سلطان شہاب الدین (۷۵۰ سے ۷۷۱) ہجری کے ایامِ حکومت میں تشریف لائے اور یہاں قیام فرمایا۔ میر سید حسین سمنانی نے کشمیر کے حالات شاہ ہمدان کو ختلان میں جا کر بتائے اور دوبارہ شاہ ہمدان نے انہیں ۷۷۳ ہجری کو جب سید ختلان میں تھے۔ انہیں کشمیر بھیجا (۱۰) ربیع الاول ۷۷۴ ہجری کو شاہ ہمدان جب ختلان سے ختا روانہ ہوئے تو پیر پنجال کے راستے کشمیر آئے اور محلّہ علاء الدین پورہ میں میر سید حسین سمنانی کے ہاں قیام پذیر ہوئے (۱۱) آپ کے ساتھ آپ کے چچا زاد میر خلیل بھی تھے۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں آپ کی آمد کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۷۷۴ ہجری درج ہے۔ احمد راضی نے ہفت اقلیم میں لکھا ہے کہ عہد قطب الدین (۷۷۲ تا ۷۸۱ ہجری) میں آئے تھے تاریخ فرشتہ اور سیر المتاخرین میں بھی یہی ہے کہ قطب الدین کی استدعا پر آئے اور یہ بھی تحریر ہے کہ آپ غیبی اشارہ سے کشمیر آئے اس دوران آپ نے کشمیر میں تبلیغ فرمائی اور صرف ایک دن میں ہی ۳۷۰۰۰ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے آپ نے بہت سے بت کدے توڑ ڈالے راجہ پرور دسین کے بت خانے کو توڑا جس میں تین سو اسی بت تھے۔ یہاں پر ایک چبوترا بنوایا اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ آپ کو کشمیر میں اسلام کا بانی تسلیم کیا گیا ہے۔

لداخ اور ترکستان میں سفر

۷۸۱ یا ۷۸۳ ہجری میں آپ لداخ اور ترکستان میں تبلیغی دوروں پر گئے اور شہر اپیفوس میں بھی گئے اور لداخ اور ترکستان میں اسلام کی اشاعت کی۔ کشمیر کی طرح یہاں بھی آپ کو اسلام کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں پر بھی بہت سے لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ لداخ میں پہلی مسجد شے (Shey) کے مقام پر میر سید علی ہمدانی نے بنوائی یہ روایت ۱۳۸۱ یا ۱۳۸۲ عیسوی کی ہے۔ آپ کو لداخ کی ملکہ نے دعوت دی تھی۔ جس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کی دعا سے اس کی اولاد ہوئی اور دریائے شے سیلاب کے دنوں میں اس کے محل کا نقصان پہنچاتا تھا۔ آپ نے دریا پر چھڑی ماری آج تک دریا اس مقام پر خاموشی سے گزرتا ہے ملکہ لداخ نے آپ کو جاگیر بھی مراحمت فرمائی۔ لداخ میں بھی آپ کو اسلام کا بانی تسلیم کیا گیا ہے۔

لداخ کا دارالحکومت لیہ تھا یہاں مرکزی جامع مسجد اس کے قریب گھر بھی ہیں جو شاہ ہمدان کے نام سے مشہور ہیں۔ کتاب

(Recent Research on Ladakh four and Fifth proceding of four and fifth international colloquia on ladakh edit by Henry Osmaston and Phillip Danwood)

کے صفحہ نمبر (۱۸۹) پر عبدالغنی شیخ کی طرف سے لکھا ہے کہ شاہ ہمدان کے اپنے کشمیر کی طرف دوسرے دورے میں جب وہ لداخ سے گزرے جب وہ کہ شگر جا رہے تھے لداخ میں بھی روائیتی طور پر شاہ ہمدان کو اسلام کا بانی مانا جاتا ہے اور بہت سی جامعہ مسجد بھی ان سے منسوب ہے۔

شاہ ہمدان کی بلتستان میں آمد

☆ شاہ ہمدان کی بلتستان میں آمد اور اسلام کی بنیاد رکھنے کا ذکر بہت سے حوالوں سے ملتا ہے۔ مثلاً بلتستان میں اسلام میر سید علی ہمدانی لے کر

آئے۔(۱۲)

☆جب اللہ کی دریائے رحمت میں اس کا فضل موجزن ہوا تو ہجرت نبویؐ کے ۷۸۳ سال بعد مقیم خان والی خپلو کے عہد میں یہاں آفتاب اسلام طلوع ہوا۔ میر سید علی ہمدانی کشمیر سے یہاں پہنچے ان کے ہاتھ میں عصاء اور جسم پر گلیم تھا(۱۳)

☆(۷۸۳)ہجری میں میر سید علی ہمدانی بلتستان آئے ڈیڑھ سال یہاں رہے اور یارقند چلے گئے(۱۴)

☆جس بزرگ نے بلتستان کے بدھ مت کے پیرا کاروں کو مذہب اسلام میں داخل کیا اور یہاں نور وحدت پھیلا کر کفر اور ظلمت کو دور کیا وہ میر سید ہمدانی تھے(۱۵)

☆شاہ ہمدان لداخ بلتستان گلگت اور نگر وغیرہ کے علاقوں میں پہلی بار اسلام کی آواز پہنچائی بلتستان میں آپ پہلے مبلغ جانے جاتے ہیں(۱۶)

☆سرزمین بلتستان میں اسلام میر سید علی ہمدانی اور ان کے مریدوں کی وجہ سے پھیلا اور کفر وشرک کے تاریکیاں دور ہوئی۔(۱۷)

☆میر سید علی ہمدانی اور ان کے مریدوں کی کوششوں سے بلتستان کا طول وعرض اسلام کے نور سے منور ہوا۔(۱۸)

شاہ ہمدان کی بلتستان میں آمد کے واقعات کتاب تحفۃ الاحباب جو شمس الدین عراقی کے سوانح عمری پر کتاب ہے۔ میں تفصیلی ذکر موجود ہے۔ یہ کتاب نویں اور دسویں ہجری کی مسلک نوربخشیہ کی بہترین کتاب ہے۔ جسے ۱۹۹۲ میں پہلی بار محمد رضا نے شائع کیا۔ ۲۰۰۹ میں یہ دوبارہ شائع ہوئی۔ اس کا فارسی تحقیقی متن ڈاکٹر غلام رسول جان نے سری نگر سے شائع کیا۔ اس کے مشہور قلمی نسخے مولوی محمد ابراہیم چھچن خاپولو کے پاس ہے اور مولوی محمد علی غربوچنگ خپلو کے پاس موجود تھا۔ ہم ان کتابوں کی روشنی میں شاہ ہمدان کی بلتستان کی آمد پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

شاہ ہمدان سکردو میں

میر سید علی ہمدانی پہلے بارزوجی لا پاس کے ذریعے بلتستان میں داخل ہوئے۔(۱۹) میر سید علی ہمدانی غبیار سا یعنی سطح مرتفع دیوسائی کے ذریعے سکردو پہنچے بادشاہ وقت کو اسلام کی دعوت دی۔ حسین آبادی رقم طراز ہیں کہ آپ کی تبلیغ سے لوگ رفتہ رفتہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہاں تک کے پہلی مسجد کھری ڈونگ پر تعمیر کی گئی پھر گمبہ سکردو میں جامع مسجد تعمیر کی (۲۰) کھری ڈونگ اب بھی موجود ہے مگر مسجد کے آثار باقی نہیں۔ سکردو سے آپ موجودہ حسین آباد پہنچے جو پہلے کھچوں کہلاتا تھا۔ آپ نے یہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو محلّہ بیورنگ میں موجود ہے اور اس کی تعمیر نو ہو چکی ہے۔(نسخہ مولوی ابراہیم)

شاہ ہمدان شِگر میں

جب آپ شگر پہنچے تو شگر میں بہت بڑا میلہ ہو رہا تھا۔ لوگ چوگان بازی (پولو) دیکھ رہے تھے۔ میر سید علی ہمدانی نے موقع کی غنیمت جان کر یہاں صدائے حق بلند کی اور دعوت اسلام دینے لگے۔ روسائے شگر میں آپ سے کرامت کا مطالبہ کیا اور کہا کہ میدان میں ایک ابھری ہوئی چٹان ہے جو گھوڑوں کے لئے خطرہ ہے جسے کوشش کے باوجود ختم نہ کیا جا سکا۔ آپ نے بسم اللہ پڑھ کر چٹان پر اپنا عصاء مارا تو وہ زمین میں دھنسنے لگی اور چٹان ہموار ہوگئی۔ شگر کے لوگ بتاتے ہیں اسی جگہ اب بھی گھڑا پڑ جاتا ہے۔ شگر میں آپ نے دو مساجد کی بنیاد رکھی۔ ایک چھ برونجی کے محلے میں اور دوسری ام بوڑک میں (نسخہ مولوی ابراہیم)

شاہ ہمدان تھلے اور بلغار میں

میر سید علی ہمدانی شگر کے بعد تھلے پہنچے۔ ربیع کا موسم تھا اور دو پہر کا وقت تھا۔ آپ کو سخت پیاس محسوس ہوئی ساتھ ہی کھیت میں چند عورتیں گھاس پھوس اکھیڑنے میں مصروف تھیں۔ شاہ ہمدان نے پانی پلانے کو کہا تو ان میں سے ایک عورت نے کہا آپ کسی اور سے کہیں اور ہم یہاں کھیتوں میں مصروف ہیں ہم پانی نہیں پلاسکتیں۔ آپ کو جلال آ گیا اور زبان مبارک سے نکل گیا خدا تم سب کو ہمیشہ مصروف رکھے۔ اس کے بعد اس علاقے میں عورتوں کے درگت بنی ہوئی ہے۔ جتنا گھاس پھوس اکھاڑا جائے پھر پیدا ہو جاتا ہے۔ موضع تھلے کے دلتر گاؤں کے پاس بید مجنوں کا ایک درخت ہے یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ یہ درخت دراصل سید علی ہمدانی کا عصاء ہے۔ جسے آپ نے اس مقام پر رکھا اور وہ پودا بن گیا۔ یہاں کے لوگوں کو مسلمان بنانے کے بعد سید علی ہمدانی موضع بلغار پہنچے۔ یہاں کے سرگردان لوگ آپ کے پاس آئے اور با خوشی اسلام قبول کیا۔ یہاں سے آپ موضع ڈوغنی گئے۔ موضع ڈوغنی سے آپ وادی چپلو میں داخل ہوئے اس وقت چپلو کے حکمران کا پایہ تخت سلینگ تھا۔ آپ نے وہاں تبلیغ کا کام شروع کیا یہاں کے راجہ مقیم نے اسلام قبول کرلیا۔ یہاں پر ایک بدھ مت کا گرو تھا جو آپ کے کمالات سے خائف ہو گیا۔ (نسخہ مولوی علی)

شاہ ہمدان سلتو ر میں

اسکے بعد شاہ ہمدان چھور بٹ روانہ ہوئے اور جگہ جگہ لوگوں کو مسلمان بناتے گئے۔ بدھ مت اور بون چھوس کے مراکز منہدم کراتے گئے اور مساجد تعمیر کرتے گئے۔ آپ نے سرموں اور کواس (امیر آباد) میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور چھور بٹ کے ایک گاؤں چولونگ پہنچے یہاں سے نالہ چولونکھا کے ذریعے سلتو ر میں داخل ہوئے۔ (مولوی علی)

یہاں آپ کو سخت پیاس لگی اور ایک عورت پاس ہی کھیت میں کام کر رہی تھی۔ آپ نے اس سے پیاس کا ذکر کیا تو وہ خوشی خوشی گھر گئے اور دودھ اور لسی لے آئی۔ آپ اس سے خوش ہوئے اور دعا دی اللہ تم سب کو اس کام کی کلفت سے نجات دلائے۔ اس وقت سے اس علاقے میں گوڈی کرنے کی ضرورت پیش نہیں پڑی۔ جونہی گوڈی کرنے کا موسم آتا ہے سارے گھاس میں پھوس خود بخود سڑ کر کھاد بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کندولس پہنچے۔ یہاں تھولدی اور برق گھو کے درمیان کسی شخص نے آپ کی دعوت کی اور دھوکے سے کتا پکا کر آپ کو کھلانے لایا۔ آپ نے ایک نظر دیکھا تو کتا زندہ ہو گیا۔ کچھ مدت بعد یہاں سیلاب آیا اور یہ علاقہ تا حال ویران ہے۔ اس کے بعد مسجد موضع پھڑاوا میں مسجد بنائی ان علاقوں میں اسلام کی اشاعت کے بعد آپ سیاچن گلیشیئر کے ذریعے ترکستان کے شہر یارقند چلے گئے۔ شاہ ہمدان وہاں سے ختلان چلے گئے۔

شاہ ہمدان دوبارہ بلتستان میں

ترکستان میں ڈیڑھ سال گزارنے کے بعد آپ ۷۸۵ ہجری میں شگر کے علاقے برالہ پہنچے۔ اس بار آپ قراقرم اور سیاچن کے بجائے درہ مفتاغ پار کرتے ہوئے آئے۔ تو غوری تھم کو اسلام نصیب ہوا۔ جو یہاں کا حکمران تھا۔ پہلے دورے میں جن مساجد کی بنیاد رکھی وہ مکمل ہو چکی تھیں۔ قیام شگر کے دوران مسجد چھ برونجی مکمل کروائی۔ اس کی دیواروں میں سورہ مزمل تحریر فرمائی۔ مولوی حشمت اللہ کی دوران وزارت تک یہ تحریر موجود تھی۔ (۲۱)

وصال مبارک

ذالقعد (۷۸۶) ہجری کو کنار میں شاہی مہمان کی حیثیت سے رہے یکم ذوالحجہ (۷۸۶) ہجری کو آپ علیل ہوئے اور پانچ روز اسی طرح علالت میں گزرے۔ سید کی وفات ۶ ذوالحجہ (۷۸۶) ہجری ۱۹ جنوری (۱۳۸۵) سن عیسوی کو ہوئی۔ خلاصۃ المناقب میں آپ کی وفات کنار کے علاقہ میں بتائی گئی۔ اس سے کچھ دن قبل آپ پکھلی میں بھی رہے۔ رسالۃ المستورات میں لکھا ہے کہ شاہ ہمدان نے ختلان میں ایک خطہ زمین خرید کر مریدین کو نصیحت فرمائی تھی کہ ان کو یہیں پر دفن کیا جائے۔ جب کہ سلطان محمد خضر شاہ چاہتا تھا کہ حضرت کو پکھلی میں دفن کرے اور مریدین جو ہم رکاب تھے ختلان لے جانا چاہتے تھے۔ بقول مفتی غلام سرور طرفین کا اصرار بڑھا تو شیخ قوام الدین بدخشی نے کہا جو جماعت تابوت اٹھا سکے وہی اپنی مرضی کے مطابق دفن کرے۔ سلطان کے ملازمین پوری قوت کے باوجود تابوت نہ اٹھا سکے اور آپ کے مریدین نے یک بارگی میں تابوت اٹھالیا قاضی نوراللہ شوستری لکھتے ہیں کہ جب تابوت ختلان پہنچا تو اس قدر خوشبو آرہی تھی کہ فضا معطر ہوگئی۔ مزید فرشتے سفید ابر کی مثل جنازہ پر سایہ فگن تھے (۲۲) خلاصۃ المناقب میں ہے کہ (۲۵) جمادی الاول سن (۷۸۷) ہجری کو تابوت ختلان میں پہنچا اور آپ کو کولاب میں دفن کیا گیا۔

مزار مبارک

آپ کا مزار ختلان کے علاقے کولاب میں ہے آج کل یہ شہر تاجکستان میں ہے۔ مزار کے نو گنبد ہیں دو بڑے اور سات چھوٹے ہیں۔ مزار کے ساتھ ایک خوبصورت باغ ہے۔ مزار میں آپ کے علاوہ آپ کے بیٹے میر سید محمد ہمدانی آپ کی بہن سیدہ ماہ خراسانی اور اولاد میں سے دیگر افراد بھی دفن ہیں اس کے علاوہ باہر ایک چبوترے میں طالقان کے ایک فرد کی قبر بھی ہے۔ یہ بزرگ سید کے مزار کے متولی کی حیثیت سے رہتے تھے۔

خانقاہ معلیٰ

کشمیر میں محلّہ علاء الدین پورہ جہاں آپ قیام پذیر ہوئے آپ نے وسیع وعریض خطہ خرید کر مسجد تعمیر کروائی اور یہ خانقاہ معلیٰ کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ یہ خانقاہ کشمیر میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی شان میں شاعر مشرق علامہ اقبال اس طرح منظوم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں

سید السادات سالار عجم　　دست او معمار تقدیر امم
تا غزالی درس اللہ ھو گرفت　　ذکر و فکر از دودمان او گرفت
مرشد آں کشور مینو نظیر　　میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطہ آں شاہ دریا آستیں　　داد علم و صنعت و تہذیب و دیں
آفرید آں مرد ایران صغیر　　با ہنر ہائے غریب و دلپذیر
یک نگاہ او کشاید صد گرہ　　خیز و تیرش را بدل راہے بدہ

میر سید علی ہمدانی کے ارباب اختیار مریدین

(۱) سلطان قطب الدین، حاکم کشمیر (۲) علی الدین، حاکم پکھلی ہزارہ (۳) سلطان محمد شاہ، حاکم بلخ

(۴) راجہ مقیم خان، حاکم چیلو (۵) غیاث الدین، حاکم ہرات (۶) فیروز شاہ تغلق، حاکم ہندوستان

(۷) بہرام شاہ، حاکم بدخشان (۸) غوطہ چو سنگے، حاکم سکرود (۹) غوری تھم، حاکم شگر

(۱۰) سلطان محمد خضر شاہ، حاکم کنار

آپ کی اولاد ایک فرزند سید محمد ہمدانی سے جاری ہوئی (تفصیل کتاب المشجر بن اولاد حسین الاصغر)

میر السید علی ہمدانی الحسینی الاعرجی کی سیاحت کے دوران جن مشائخ سے ملاقات ہوئی

میر سید علی ہمدانی نے سیاحت میں کئی سو اولیاء سے ملاقات کی ان میں چند کے نام ملا نورالدین جعفر بدخشی نے خلاصہ المناقب میں تحریر کئے ہیں۔ جو یہ ہیں

(۱)۔ شیخ محمود مزدقانی (۲)۔ شیخ اخی علی دوستی (۳)۔ اخی محمد حافظ (۴)۔ اخی محسن (۵)۔ اخی حسین (۶)۔ شیخ جبرئیل کردی (۷)۔ شیخ خالد (۸)۔ شیخ ابو بکر طوسی (۹)۔ شیخ نظام الدین غوری (۱۰)۔ شیخ شرف الدین درگزینی (۱۱)۔ شیخ اثیر الدین (۱۲)۔ شیخ نجم الدین ہمدانی (۱۳)۔ شیخ محی الدین لنکانی (۱۴)۔ شیخ محمد ازکانی (۱۵)۔ شیخ محمد مرشدی (۱۶)۔ شیخ عبداللہ مطہری (۱۷)۔ شیخ علی مصری (۸)(۱)۔ شیخ مراد اکسر یدوزی (۱۹)۔ شیخ عمر برکانی (۲۰)۔ شیخ عبداللہ (۲۱)۔ شیخ ابو بکر ابو حربہ (۲۲)۔ شیخ بہاء الدین قمکندی (۲۳)۔ شیخ عزالدین ختائی (۲۴)۔ شیخ برہان الدین ساغرچی (۲۵)۔ شیخ شرف الدین منیری (۲۶)۔ شیخ رضی الدین اوچی (۲۷)۔ شیخ سعید حبشی (۲۸)۔ شیخ زین الدین محمد مغربی (۲۹)۔ شیخ عوض علاف (۳۰)۔ شیخ ابوالقاسم تحطری (۳۱)۔ شیخ عبدالرحمان مجذوب (۳۲)۔ شیخ محمد محمود مجذوب (۳۳)۔ شیخ حسن بن مسلم

المصادر تذکرہ سرزمین ہمدان

(۱)۔ ریاض السیاحت از حاجی زین الدین شیروانی صفحہ (۷۰۹)

(۲)۔ کتاب عجائب المخلوقات از عماد الدین زکریا قزوینی صفحہ (۱۵۴)

(۳)۔ از ہمدان تا کشمیر از علی اصغر حکمت سال چہارم شمارہ ششم صفحہ (۳۴۳)

(۴)۔ از ہمدان تا کشمیر از علی اصغر حکمت سال چہارم شمارہ ششم صفحہ (۳۴۳)

(۵)۔ سالار عجم از سید عبدالرحمان ہمدانی صفحہ (۳۲)۔ (۲۲)

(۶)۔ مجالس المومنین از قاضی نوراللہ شوستری طبع کراچی اردو ترجمہ صفحہ (۱۵۳)

مصادر ذکر میر سید علی ہمدانی الاعرجی الحسینی

(۱)۔فرہنگ ایران زمین شمارہ۱۰ سال ۱۳۳۷ش صفحہ۴۱

(۲)۔رسالہ مستورات برگ ۳۴۲

(۳)۔کتاب الاساس الانساب الناس از سید جعفر الاعرجی صفحہ(۲۹۶) نشر مکتبہ ابوسعیدہ الوثاثیقہ نجف الاشرف (۴)۔ ینابیع المودۃ صفحہ (۲۶۵) (۵)۔ مائیکرو فلم برٹس میوزیم۔(۶)۔سرچشمہ تصوف درایران از سعید نفیسی صفحہ۱۵۳۔۱۴۴

(۷)۔انتباہ فی سلاسل اولیاء صفحہ۱۲۸

(۸) ہفت اقلیم صفحہ۱۲۹

(۹)۔انسائیکلوپیڈیا آف اسلام صفحہ۳۹۲

(۱۰)۔تاریخ کبیر از حاجی محی الدین صفحہ۱۲

(۱۱)۔خلاصہ التواریخ بٹالوی صفحہ۱۲۹

(۱۲)۔کتاب جلوہ کشمیر صفحہ۱۲۷

(۱۳)۔نورالمومنین از مولانا حمزہ علی صفحہ۴۴۴

(۱۴)۔ پیام عمل از وزیر احمد صفحہ۲۳

(۱۵)۔گلدستہ عباس از مولوی غلام حسین سلیم صفحہ۱۲

(۱۶)۔میر سید علی ہمدانی از ڈاکٹر محمد ریاض صفحہ۳۳

(۱۷)۔خاور نامہ عبدالحمید خاور صفحہ۲۵

(۱۸)۔آئینہ بلتستان از ششم بلتستانی صفحہ۲۴

(۱۹)۔ بلتستان پر ایک نظر از محمد یوسف حسین آبادی صفحہ۱۲۵

(۲۰)۔ بلتستان ہر ایک نظر از محمد یوسف حسین آبادی صفحہ۴۶

(۲۱)۔تاریخ جموں از مولوی حشمت اللہ صفحہ۵۷۹

(۲۲)۔واقعات کشمیر اعظم برگ صفحہ۱۳۸

(۲۳)۔خلاصہ المناقب صفحہ۵۳

اعقاب میر سید علی ہمدانی بن شہاب الدین ہمدانی بن سید محمد باقر حسینی

آپ کی والدہ کا نام سیدہ فاطمہ تحریر ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا سلسلہ نسب سترہ واسطوں سے سرور کائنات سے جا ملتا ہے اور بعض نے آپ کی والدہ کا سادات حسنی سے ہونا لکھا ہے لیکن یہاں ایک احتمال ہے کہ مورخین اور صوفیاء کی کتب میں کثرت سے درج ہے کہ الشیخ علاؤالاولہ سمنانی میر سید علی ہمدانی کے حقیقی ماموں تھے اگر ایسا ہے الشیخ علاؤالدولہ سمنانی سادات میں سے نہ تھے بلکہ سمنان کے حکمران خاندان سے تعلق رکھتے تھے البتہ اس گھرانے کی رشتہ داریاں رے کے حسینی سادات سے تھیں جن کا ذکر صاحب عمدہ الطالب نے بھی کیا ہے لیکن اگر الشیخ علاؤالدولہ سمنانی آپ کے حقیقی ماموں تھے تب آپ کی والدہ کا سیدہ ہونا درست نہ ہوگا۔

میر سید علی ہمدانی کی اولاد میں بلا اختلاف ایک بیٹی (۱)۔فاطمہ اور ایک فرزند سید محمد ہمدانی تھے۔بیٹی فاطمہ کا نام بعض نے ماہ خراساں بھی لکھا ہے اور بقول السید کمال الدین حسین ہمدانی در کتاب صاحب مودت فی القرباء ۱۷۰۔۱۶۸

ان کی شادی میر سید سلطان حیدالاردبیلی الصفوی موسوی سے ہوئی جو میر سید علی ہمدانی کے بھانجے بھی تھے۔لیکن تصوف کی کتابوں میں مذکورہ سیدہ کی شادی خواجہ اسحاق ختلانی بن میر آرام شاہ سے ہوئی لیکن سادات ہمدانیہ کی قدیم مشجرات میں سیدہ مکرم حسین مجتہد کی لکھی ہوئی کتاب نسب نامہ جلالیہ ہے جس میں ان کی شادی سید سلطان حیدرالاردبیلی سے ہی لکھی گئی۔اور سادات صفویہ موسویہ کشمیر کے قدیم مشجرات اور کتب میں بھی ایسا ہی تحریر ہے۔سید سلطان حیدرالاردبیلی الصفوی الموسوی بن شیخ جنیداردبیلی بن شیخ ابراہیم بن خواجہ علی بن شیخ صدرالدین موسیٰ بن ابواسحاق الشیخ السید صفی الدین الاردبیلی اوران کا شجرہ سید ناحمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ پر منتہی ہوتا ہے جن کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا۔

میر سید محمد ہمدانی بن میر سید علی ہمدانی کی اولاد میں بقول مکرم حسین مجتہد قدیم مخطوطات و دیگر مشجرات تین فرزند تھے (۱)۔علاؤالدین (۲)۔**ابو علی عمر ہمدانی** (۳)۔**میر سید حسن ہمدانی**

اول سید علاؤالدین ہمدانی بن سید محمد ہمدانی بن میر سید علی ہمدانی:۔کتاب اشرف عرب میں آپ کی اولاد کا تذکرہ وشجرہ طبع ہوا ہے لیکن سادات ہمدانیہ کے قدیم ریکارڈ میں آپ کی اولاد کا تذکرہ نہیں ہے۔ایک غیر مصدقہ کتاب کنزالانساب میں بھی ایک نسب نامہ اس خاندان کا ممبئی ہندوستان سے شائع ہوا مگر اس کتاب کے اکثر نسب سرے سے ہی غلط ہیں تاہم اشرف الاعرب میں اس خاندان کے ایک شجرے کا ذکر ہے جو اس طرح ہے۔سید شمس الدین سیاہ پوش بن سید علاؤالدین ہمدانی المذکور

اور یہ شمس الدین اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا مزار بھارتی صوبہ بہار میں واقع ہے

اوران کی اولاد سے ایک نسب اسطرح ہے سید شاہ ولائیت علی بن کریم بخش بن سید میر علی بن سید شاہ حسن علی بن سید محمد افضل بن سید رفیع الدین بن سید شاہ ولی بن سید اعظم بن سید نصیر الدین ابن سید راجع محمد بن عبداللہ بن اشرف بن سید اسحاق بن سید صدرالدین بن سید بدرالدین بن سید شمس الدین شاہ پوش المذکور

اعقاب ابوعلی عمر ہمدانی بن میر سید محمد ہمدانی بن میر کبیر سید علی ہمدانی الاعرجی الحسینی

بقول آیت اللہ السید مکرم حسین مجتہد در نسب نامہ جلالیہ (فارسی نوشتہ) اور سید کمال الدین حسین ہمدانی در کتاب اشجار الکمال کہ ابوعلی عمر الھمد انی بن میر سید محمد الہمد انی آپ کی اولاد میں میر سید کمال الدین حسین ہمدانی بن السید احمد ہمدانی بن ابوعلی عمر ہمدانی المذکور تھے۔

میر سید کمال الدین حسین ہمدانی ہمایوں بادشاہ ہندوستان کے عہد میں وارد جلالی ضلع علی گڑھ ہندوستان ہوئے جب مرزا حیدر دوغلت نے کشمیر میں سادات ہمدانیہ اثناءعشریہ پر ظلم وستم کا دروازہ کھول دیا تو آپ نے ہجرت کی آپ جلالی میں قاضی کے عہدے پر سرفراز ہوئے۔ جامع مسجد حصار جلالی جسکو سلطان غیاث الدین بلبن نے بنایا تھا آپ کے انتظام میں رہی آپ نے میر سید علی ہمدانی کے مشن کو جاری رکھا اور اورادفتحیہ اور تعزیہ داری اور علم داری شروع کروائی (کتاب صاحب مودت فی القرباء از سید کمال الدین حسین ہمدانی صفحہ نمبر ۶۱)

میر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان کی اولاد کی یہ شاخ کولاب سے کشمیر اور کشمیر سے ہندوستان وارد ہوئی جبکہ باقی شاخوں کا ذکر اپنی جگہ پر کیا جائے گا آپ کی اولاد میں سے استاد سید محمد حسین ہمدانی المعروف استاد قمر جلالوی نے آپکی شان میں یہ قطعہ کہا۔

سید علی ہمدانی کے راحت جان ونور العین
ہند میں تبلیغ دین کو گھر سے چلے تھے چھوڑ کے چین
قصبہ جلالی کے سید انکی ہی اولاد میں ہیں
مورث اعلیٰ ہیں سب کے میر کمال الدین حسین

سادات ہمدانیہ عابدیہ جلالی ضلع علی گڑھ ہندوستان کے شجروں کو پہلی مرتبہ آیت اللہ سید مکرم حسین مجتہد نے مرتب کیا اور یہ انکے انساب کی پہلی کتاب تھی سید مکرم حسین مجتہد نے ۱۸۸۸عیسوی مطابق ۱۳۰۵ہجری کو رحلت فرمائی آپ کی کتاب نسب نامہ جلالیہ کے نسخے سادات ہمدانیہ عابدیہ جلالیہ کے پاس محفوظ ہیں۔

سید مکرم حسین مجتہد ہندوستان میں شیعہ علماء میں سے تھے آپ کا کمرہ درس وتدریس مدرستہ الواعظین لکھنوء میں موجود ہے آپ کی کتاب پر بعد میں حکیم پروفیسر سید کمال الدین حسین ہمدانی نے کام کیا اور اس میں اضافہ کے ساتھ اسکو ''اشجار الکمال'' نام سے شائع کیا جس کا نسخہ مولف کو انکے بیٹے سید عزیز الدین حسین ہمدانی سے ملا آپ رضا لائبریری رام پور کے ڈائریکٹر بھی ہیں۔

میں سید کمال الدین حسین ہمدانی بن سید احمد ہمدانی بن ابوعلی عمر ہمدانی بن میر سید محمد ہمدانی بن میر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان کی اولاد چار پسران سے جاری ہوئی (۱)۔سید عطااللہ (۲)۔سید جان محمد (۳)۔سید شاہ مخدوم (۴)۔سید امیر

اول سید عطااللہ بن سید کمال الدین حسین ہمدانی کے اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔سید نظام الدین حسین (۲)۔سید نصیر الدین حسین

پہلی شاخ میں سید نصیر الدین بن سید عطا اللہ بن کمال الدین حسین ہمدانی کی اولاد سے سید نجابت علی بن خلیل بن پینچاء بن فریدی بن پناہی بن محمد بن سلطان بن احمد بن نظام بن شاہ محمد بن جلال الدین بن سید نصیر الدین حسین ہمدانی المذکور تھے اور آپ کی اولاد علی گڑھ میں موجود ہے۔

دوئم سید جان محمد بن سید کمال الدین حسین ہمدانی:۔آپ کی اولاد میں سید شعیب ہمدانی بن سید شیخ محمد بن سید محمد بن سید جان محمد المذکور تھے۔ان سید شعب ہمدانی بن سید شیخ محمد کے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔سید بدرالدین ہمدانی (۲)۔سید صدرالدین ہمدانی

پہلی شاخ میں سید بدرالدین ہمدانی بن سید شعیب ہمدانی کی اولاد سے سادات ہمدانیہ حیدرآباد سندھ اور سادات ہمدانیہ عابد یہ جھنگ بورے والا ہیں جن میں کرنل سید مظفر حسین ہمدانی بن سید شبیر حسین شاہ بن السید فرزند حسین شاہ بن سید وصی علی بن سید ہدایت علی بن قدرت اللہ بن ارادت اللہ بن سید حسین ہمدانی بن سید لعل ہمدانی بن سید ہاشم ہمدانی بن سید عبداللہ ہمدانی بن سید بدرالدین حسین المذکور

دوسری شاخ میں سید صدرالدین ہمدانی بن سید شعیب ہمدانی آپ کی اولاد میں ایک فرزند سید شرف الدین المعروف شاہ پیران تھے آپ کی اولاد سے سادات ہمدانیہ میرٹھ ہندوستان میں جواکرم شاہ و نبی حسین شاہ ابنان سید اظہر حسین بن سید علی رضا بن علاؤالدین ہمدانی بن سید علی اکبر بن شاہ محمود بن شاہ غیاث الدین بن عاشق حسین بن سید شرف الدین المعروف شاہ پیرن بن سید صدرالدین مذکور کی اولاد ہیں۔

سوئم سید شاہ مخدوم بن میر سید کمال الدین حسین ہمدانی آپ کی اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔سید مبارک ہمدانی (۲)۔سید ابوالفضل ہمدانی

پہلی شاخ میں سید مبارک ہمدانی بن سید شاہ مخدوم بن سید کمال الدین حسین ہمدانی کی اولاد سے سادات ہمدانیہ عابد یہ مسکونہ جلالی علی گڑھ جن کا ذکر سید فاضل علی شاہ موسوی صفوی نے اپنی کتاب شجرہ طیبہ میں کیا ہے۔میں سید محمد سبطین و سید محمد ثقلین و جاوید حسین ابنان سید محمد حسین بن سید علی حسین بن غلام حسین بن اقبال حسین بن امداد علی بن مقصود علی بن ظہور علی بن سید امان محمد بن سید مطیع اللہ بن سید غلام مرتضیٰ بن سید محمد المعظم بن سید مبارک ہمدانی المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں سید ابوالفضل ہمدانی بن سید شاہ مخدوم بن میر کمال الدین حسین ہمدانی کی اولاد سے سادات ہمدانیہ جلالی علی گڑھ ہیں جن کا ذکر انوار السادات صفحہ نمبر (۵۳۴) پر ظفریاب ترمذی نے کیا ہے۔ان میں سید شہزاد رضا اور حجتہ السلام سید شہر یار رضا ابنان سید عاشق علی بن سید علی ناصر بن سید حکمت علی بن سید ناصر علی بن سید جعفر علی بن خورشید علی اول بن قسمت اللہ بن حکمت اللہ بن لطف اللہ بن سید ضیاء اللہ بن سید سعد اللہ بن سید علی اکبر بن سید علی اصغر بن سید قطب بن سید عبدالرزاق بن سید گل محمد (پھولن) بن سید ایوب بن سید ابوالفضل ہمدانی المذکور تھے۔

چہارم سید امیر بن سید کمال الدین حسین ہمدانی کی اولاد میں ایک فرزند سید محمد اکرم تھا۔جس کے آگے دو فرزند (۱)۔سید عاصم (۲)۔سید مراد تھے

پہلی شاخ میں سید عاصم بن سید محمد اکرم بن سید امیر کی اولاد سے سادات ہمدانیہ عابد یہ جلالی علی گڑھ ہندوستان ہے۔جن کا ذکر کتاب اشجار الکمال (صفحہ ۳۲۰۔۳۱۸) میں موجود ہے۔ان میں سید ذاکر حسین عابدی۔اوصاف عابدی اور باقر رضا عابدی ابنان سید افسر عابدی بن ظل حسین فضاء بن باقر علی بن اوصاف علی بن سید حفظ علی بن سید حسن علی بن سید فتح محمد بن سید اسلام بن سید محمد عبدالعزیز بن سید محمد صادق بن سید عاصم المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں ،سید مراد بن سید محمد اکرم بن سید امیر کی اولاد میں سادات ہمدانیہ عابد یہ جلالی علی گڑھ ہندوستان کی ہیں جن میں اسد عباس، دانش حیدر، عادل حیدر، عامر حیدر ابنان سید وصی محمد بن حسنین محمد بن نیاز محمد بن نبوت محمد بن ولی محمد بن ایاز محمد بن سید کرم ہمدانی بن سید میر ہمدانی بن سید امیر ثانی بن سید عظمت اللہ بن سید مراد المذکور تھے

شجرہ سید باقر رضا عابدی:۔سید باقر رضا عابدی بن سید افسر علی بن ظل حسین بن سید افسر علی بن سید اوصاف علی بن سید حفظ علی بن سید حسین علی بن سید فتح محمد بن سید اسلام بن سید عبد العزیز بن محمد صادق بن محمد اکرم بن سید امیر بن سید کمال الدین حسین ہمدانی بن سید احمد ہمدانی بن سید ابوعلی عمر بن محمد ہمدانی بن میر سید علی ہمدانی المذکور

اعقاب میر سید حسن ہمدانی بن سید محمد ہمدانی بن میر سید علی ہمدانی الاعرجی الحسینی المعروف شاہ ہمدان

آپ کی والدہ سیدہ تاج خاتون بنت سید حسن بہادر بن تاج الدین بن حسن الحسینی بن سید محمد باقر الحسینی

آپ کا انتقال ۵۳ سال کی عمر میں ہوا آپ کے دو بیٹے (۱)۔میر قاسم اور (۲) **سید احمد قتال** تھے۔جن کا ذکر سادات ہمدانیہ دندہ شاہ بلاول، چکوال اور قصور و خیر پور، ٹامے والی کے مشجرات میں تھے لیکن ہمدانی والا ضلع مظفر گڑھ کے ہمدانی سادات کا شجرہ ان کے تیسرے بیٹے میر کرم علی سے ملتا ہے۔ جن کا تذکرہ ہمارے قدیم مشجرات اور وثائق میں نہیں۔

اور یہ شجرہ اس طرح ہے میر مصلحت اللہ المعروف میر عوض علی بن میر برقا ہمدانی بن میر لالا بن میر آہو ہمدانی بن خاک علی بن میر حب علی ہمدانی بن میر محبّ علی بن نادر علی بن حسن علی بن میر مہر علی بن کرم علی بن سید حسن ہمدانی المذکور لیکن قصور خیر پور ٹامے والی اور دندہ شاہ بلاول وتلہ گنگ کے قدیم مشجرات میں اس خاندان کا کوئی ذکر نہیں ہے کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں ہم نے میر مصلحت اللہ المعروف میر عوض علی کی اولاد کے مشجرات لکھے ہیں لیکن ان کا ذکر قدیم ہمدانی خاندانوں سادات ہمدانیہ قصور۔سادات ہمدانیہ خیر پور ٹامے والی سادات ہمدانیہ دندہ شاہ بلاول سادات ہمدانیہ نارنگ سیداں سادات ہمدانیہ تلہ گنگ، سادات ہمدانیہ علی گڑھ ہندوستان اور سادات ہمدانیہ آزاد و مقبوضہ کشمیر کے قدیم ریکارڈ میں کہیں نہیں۔تاہم انکی شہرت بلدی سادات کی ہے اور سرکاری ریکارڈ اور زمینوں اور محکمہ مال کے ریکارڈ میں سید ہی لکھا ہے اس پر تحقیق بھی کی اور سید شاہ عبد الباسط ہمدانی کے والد محترم خود وہاں ہمدانی والا گئے اور ان کے شجرے دیکھے جو میر سید علی ہمدانی تک ہی تھے اس پر سادات ہمدانیہ خیر پور ٹامے والی سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے ان کی سیادت کو قبول کیا اور گواہی دی اس بناء پر ان کے شجرات کتاب المشجر میں شامل کئے گئے لیکن ان پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے اور خدا اس کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔لیکن ان کا معملہ بین بین ہے۔واللہ اعلم۔

اعقاب سید احمد قتال بن سید میر حسن ہمدانی بن میر سید محمد ہمدانی بن میر سید علی ہمدانی

آپ کا نام احمد لقب قتال اور کنیت ابوعبداللہ تھی آپ کا مولد کولاب اور آپ کی والدہ سیدہ زلیخا بنت عبد الرحمان جعفری تھیں آپ نے فرغانہ میں بدھ مت کے خلاف جہاد کیا تھا جس کی وجہ سے سلطان عمر شیخ مرزا آپ پر بہت اعتماد کرتا تھا۔اور اس سلطان عمر مرزا نے آپ کی قدر کرتے ہوئے آپ کو ہمدان کا رئیس بنا دیا اور یہ بات تاریخ ایران از حسنی خاقانی میں بھی مذکور ہے آپ کی وفات ۱۰۲ سال کی عمر میں ہوئی۔آپ باغ علی ہمدان میں دفن ہوئے۔آپ کی اولاد صرف سید نور الدین کمال سے جاری ہوئی۔

سید نور الدین کمال بن سید احمد قتال کی کنیت ابوالحسن تھی اور آپ کی والدہ سیدہ ام کلثوم بنت ضیا الدین سبزواری تھیں آپ کو انتقال کے بعد گنبد علویان میں دفنایا گیا۔آپ ابوالحسن کے نام سے عوام الناس میں شہرت رکھتے تھے۔آپ کی عمر انتقال کے وقت ۵۷ سال تھی آپ کی اولاد دو پسران سے

چلی (ا)۔سید شاہ محمد جعفر (۲)۔**سید احمد کبیر الدین**

اول سید شاہ محمد جعفر بن نورالدین کمال بن سید احمد قتال کی اولا د سے سید شاہ محمد زاہد بن شاہ محمد قاسم بن شاہ محمد اشرف بن شاہ ابوطالب بن شاہ مرتضٰی بن سید شاہ احمد ہمدانی بن سید جمال الدین ہمدانی بن سید علی احمد بن شاہ ایوب ہمدانی بن عبدالشکور ہمدانی بن شاہ ملوک بن منور شاہ ہمدانی بن سید محمد شاہ ہمدانی بن علاؤ الدین بن کمال الدین بن سیف الدین بن سید شاہ محمد جعفر المذ کور یہاں فی زمانہ پشتیں فی زمانہ زیادہ لگتی ہیں جو نقل میں غلطی کی وجہ سے ہو سکتی ہیں۔

آپ شاہان دہلی کی طرف سے قاضی مقرر تھے اور قاضی سعد الدین کے نائب تھے۔علوم دینیہ اور عربی میں دست گاہ کامل رکھتے تھے حافظ قرآن تھے آپ کا نقش نگین ''الھما اجعلنی زاہد'' تھا حضرت بابا بلھے شاہ کے انتقال کے وقت علما ان کے ظاہری حالات کی وجہ سے ان کے نماز جنازہ میں شرکت سے گریز کر رہے تھے۔عمائدین شہر نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حال بیان کیا تو آپ پر رقعت طاری ہو گئی آپ نے فرمایا'' خود رسولؐ اللہ تشریف فرما ہیں تو پھر چوں چرا کی گیا گنجائش بنتی ہے۔یوں علماء نے آپ کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی۔

آپ کے دو فرزند تھے سید ہاشم شاہ خیر پوری (۲)۔سید کامل شاہ

پہلی شاخ میں سید ہاشم شاہ خیر پور بن سید شاہ محمد زاہد کی پیدائش کوٹ مراد خان قصور میں ۱۱۶۹سن ہجری بمطابق ۱۷۵۲عیسوی کو ہوئی۔آپ ولی الکامل اور قادر الکلام الشاعر تھے آپ کا تذکرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تحفۃ الامیر میں کیا ہے آپ نے نواب بہاول خان ثانی کے عہد میں ۱۱۹۸سن ہجری کو قصور سے خیر پور ٹامے والی بہاول پور ہجرت کی آپ کا مزار شہر کے مشرقی جانب موجود ہے۔

آپ کی اولا د سے مولف کتاب سالار عجم سید عبدالرحمان ہمدانی بن سید محمد شاہ بن سعادت علی شاہ بن سید احمد شاہ بن سید محمود شاہ المعروف شاہ بلاق بن سید حافظ محمد شاہ ہمدانی بن سید ہاشم شاہ خیر پور المذ کور تھے۔

دوسری شاہ سید کامل شاہ بن سید شاہ محمد زاہد کی اولا د سے سادات ہمدانیہ کوٹ مراد خان قصور ہے جن میں کثیر تعداد علماء کی ہے۔

ان کے تفصیلی مشجرات کتاب المشجر بن اولاد حسین الاصغر میں موجود ہیں۔

یہ خاندان خیر پور ٹامے والی، کوٹ عثمان خان حضور کوٹ مراد خان قصور، منچن آباد، بہاول پور وغیرہ میں آباد ہے۔لاہور میں بھی ان کے کچھ خاندان آباد ہیں

اعقاب سید احمد کبیر الدین بن سید نورالدین کمال بن سید احمد قتال

آپ کا نام احمد لقب کبیر الدین اور کنیت ابوطالب تھی آپ کی والدہ سید بصری بنت سید محمود یمانی تھیں آپ کا انتقال ۴۲ سال کی عمر میں ہوا آپ کے تین فرزند تھے (ا)۔حمزہ (۲)۔عباس اور (۳) میر سید علی سیاہ پوش

ان میں میر سید علی المعروف سیاہ پوش بن سید احمد کبیر الدین ہمدانی کی کنیت ابوعبداللہ آپ کی والدہ سیدہ زلیخا بنت سید ابراہیم تبریزی تھیں آپ کی پیدائش ماورالنہر میں ہوئی اور وفات ہمدان میں ہوئی آپ کا مدفن گنبد علویان میں ہے آپ کی اولا د سے مرد قلندر سید کامل، قطب الاقطب، شہباز السموات، سید احمد ہمدانی المعروف نوری شاہ سلطان بلاول بن سید اسماعیل ہمدانی بن سید شاہ زبیر ہمدانی بن شاہ نوراللہ بن شاہ فتح اللہ بن شاہ حسین بن شاہ محمود ہمدانی

بن سید جمال الدین حسین بن سید علی المعروف سیاہ پوش المذکور تھے۔

آپ کی کنیت ابو محمد تھی اور آپ کی والدہ سیدہ سلطان خاتون بنت سید احمد رومی تھیں آپ کا مولد ہمدان تھا آپ کی پیدائش سلطان سلیمان صفوی کے عہد میں ہوئی۔

آپ کے اس شجرے کا تذکرہ کتاب شجرہ طیبہ از سید فاضل علی شاہ موسوی صفوی خلخالی زادہ (صفحہ نمبر ۸۴) پر کیا ہے اور یہ کتاب قم المقدسہ ایران سے شائع ہوئی اس کے علاوہ کنز الانساب، شجرہ سادات ٹبی، انوار السادات از سید ظفریاب ترمذی اور ہندوستان و پاکستان کی دیگر کتابوں میں آپ کا شجرہ اسی طرح طبع ہوا ہے۔ آپ کے نسب نامے کے مصادر میں درج ذیل مستند حوالے ہیں۔

(۱)۔ کتاب المعقبین از سید ابوالحسین یحییٰ النسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ (صفحہ نمبر ۹۸)

(۲)۔ کتاب سر سلسلۃ العلویہ از ابی نصر بخاری

(۳)۔ عمدۃ الطالب از سید جمال الدین احمد ابن عنبہ الحسنی صفحہ نمبر (۳۰۴۔۲۸۳)

(۴)۔ کتاب المجدی فی الانساب الطالبین از الشیخ ابوالحسن عمری

(۵)۔ سراج الانساب از سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی (صفحہ نمبر ۱۵۹ نشر قم المقدسہ ایران)

(۶)۔ اساس الانساب الناس از سید جعفر الاعرجی (صفحہ نمبر ۲۹۶)

(۷)۔ کتاب شجرہ طیبہ جلد دوئم از سید فاضل علی شاہ موسوی الصفوی خلخالی زادہ (صفحہ نمبر ۸۴)

(۸)۔ تاریخ انوار السادات المعروف گلستان فاطمیہ از سید ظفریاب ترمذی

(۹) قدیم مخطوطہ سادات ہمدانیہ سید فاضل علی شاہ

(۱۰) مخطوطہ فارسی سادات کھائی اعوان مندرہ راولپنڈی

(۱۱) مخطوطہ سید اصغر علی شاہ نارنگ سیداں

(۱۲) کتاب انساب السادات الحسینی

(۱۳) کتاب انساب السادات المشجر من اولاد حسین الاصغر

سید احمد ہمدانی المعروف نوری شاہ سلطان بلاول

آپ کی زندگی پر بہترین تحقیق سید عبدالرحمان المعروف سید رضا شاہ ہمدانی ساکن محلّہ سادات تلہ گنگ نے کی اور ان کی کتاب تلہ گنگ تاریخ کے آئینے میں آپ کی زندگی پر بہترین روشنی ڈالی گئی۔

آپ کی زندگی پر تحقیق کے دوران درج ذیل مصادر علمی کو استعمال کیا گیا۔

(۱)۔ بندوبست ثانی ۱۸۷۷ء تاریخ جہلم مسٹر رابرٹ جار ٹامسن سٹیلمنٹ افسر ضلع جہلم آریہ پریس لاہور منشی سانگ رام

(۲)۔سرکاری رپورٹ از میرزا احمد بیگ پرگنہ تلہ گنگ (۱۸۷۵۔۷۶)
(۳)۔سرکاری رپورٹ از منشی ڈھیرو مل پرگنہ تلہ گنگ (۱۸۷۶۔۱۸۷۷)
(۴)۔تاریخ کوہستان مکھل از لالہ دنی چند (۱۸۹۹ء)
(۵)۔سکھا شاہی از گھبیر سنگھ (۱۹۰۱ء امرتسر)
(۶)۔تاریخ بیجاپور از نورالدین بدری (۱۷۹۶)
(۷)۔تاریخ عادل شاہی از رفیق عادلی (۱۸۰۲)
(۸)۔تاریخ کشمیر از ملا صمد کشمیری
(۹)۔تاریخ کبیر کشمیر از ابومحمد حاجی محی الدین مسکین
(۱۰)۔تاریخ اشارک از علی جعفر شمس
(۱۱)۔سفینۃ الاولیاء از شہزادہ دارالشکوہ
(۱۲)۔خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور (۱۹۱۴)
(۱۳)۔سیر الاولیاء از محمد مبارک دھلوی (۱۸۸۴)
(۱۴)۔زبان اعوان کاری از مسٹر واکر (۱۹۰۲ء بحوالہ پنجاب دیاں بولیاں از دیوان گنڈا سنگھ سوہنا ۱۸۸۹)
(۱۵)۔سوانح حیات مہاراجہ رنجیت سنگھ از رانا گوبند سنگھ سری
(۱۶)۔تاریخ ایران از محمد بن حیدر
(۱۷)۔تاریخ ایران از خاقانی
(۱۸)۔سرکاری گزٹ ۱۸۸۰ از ایڈورڈ جارج
(۱۹)۔زادالاعوان از نورالدین سلیمانی
(۲۰)۔اعوان دا مذہب از قاضی عمر نعمانی (۱۹۴۰ء)
(۲۱)۔باغ سادات از تجمل حسین
(۲۲)۔ہم اور ہمارے اسلاف از ڈاکٹر سید عبدالرحمان ہمدانی

سید احمد ہمدانی المعروف سید سلطان بلاول دندہ

سید احمد ہمدانی کی تاریخ ولادت

سید احمد ہمدانی کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔خاقانی لکھتا ہے کہ سولویں صدی کے وسط میں ہوئی۔مگر قیاس یہ ہے کہ جب آپ شہزادہ اکبر بن

اورنگ زیب کے ساتھ (۱۶۸۵)ء کے شروع میں بیجا پور ریاست میں تشریف لائے تو آپ کی عمر مطابق تحریر بدری تیس سال تھی۔اس حساب سے آپ کی پیدائش (۱۶۵۵)ء ہی ہوسکتی ہے۔

مقام ولادت

آپ ایران کے مشہور شہر ہمدان میں پیدا ہوئے۔ یہ وہ آبادی ہے جس کی بنیاد کیقباد بن زاب کیانی نے (۲۴۷) قبل مسیح رکھی۔ملکہ مڈیا نے قریباً بیس سال تک اپنا دارالخلافہ بنایا۔اس کے گردنواح کو کوہ الوند کی ندیاں سیراب کرتی تھیں۔اس کا رقبہ ایک فرسخ مکعب تھا اوراردگرد بڑی مستحکم شہر پناہ تعمیر تھی۔ اس خوزستان کے مشہور شہر کو سب سے پہلے حذیفہ گورنر حضرت عمرؓ نے (۶۴۲)ء میں فتح کیا۔اسی سال ہمدان کے گورنر خسر وسوم نے بغاوت کر دی۔تو پھر دوبارہ نعیم بن مقرن آیا اور فتح کیا۔ یہ شہر حضرت علیؑ کے قبضہ میں رہا۔ان کی طرف سے مخنف بن سلیم گورنری کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔اس شہر نے کئی دور دیکھے جو میں نے بوجہ طوالت تحریر نہیں کئے۔تاریخوں میں مکمل لکھے گئے ہیں۔(تاریخ اسلام شوق)

ایران کی مذہبی حالت

آپ نے اپنی جوانی ایران کے بادشاہ سلیمان صفوی (۱۶۶۷ء تا ۱۶۹۴) کے عہد میں بسر کی۔خاندان صفوی کا دستور تھا کہ جو اس زمانہ میں بڑا عالم ہوتا اس کو شیخ الاسلام مقرر کر کے تمام بادشاہی میں اس کے احکام نافذ کرتے اور جب رسم تاج پوشی ادا ہوتی تو یہی ان کے سر پر تاج رکھتے۔سلیمان صفوی کے زمانے میں شیخ الاسلام اور نائب امام ملا آقا حسین خوانساری تھا۔اس نے تمام ملک میں اپنے کئی نائب مقرر کئے ہوئے تھے۔جن کی تحویل میں مساجد ہوتی تھیں۔ان دنوں آقا محمد قلی ہمدان شہر کے نائب شیخ الاسلام تھے۔جامع مسجد میں باجماعت نماز بھی پڑھاتے اور قرآن وحدیث کا درس بھی دیتے۔ اس زمانہ میں شیعہ مذہب کا عین عروج تھا۔ یہ تین گروہ میں بٹا ہوا تھا۔اثنا عشری،شافعی المذہب اور شش امامیہ اکثریت شیعوں کی تھی۔جبکہ یہ غلطی ہے شافعی شیعہ نہ تھے

سلیمان صفوی بن عباس ثانی بن صفی بن سام بن طہماسپ اول صفوی بن شاہ اسمٰعیل صفوی بن سلطان بن شیخ جنید بن صدرالدین بن ابراہیم بن خواجہ علی بن صدرالدین اول بن صفی الدین ان کا شجرہ امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادقؑ سے ملتا ہے۔

ہمدان کیوں چھوڑا

سلیمان صفوی نے اپنے لڑکے سلطان حسین صفوی کو ملا محمد تقی المجلسی الاصفہانی کی شاگردی میں دیا۔شہزادہ روز آتا۔ مذہبی درس وتدریس میں دلچسپی لیتا۔ جلد ہی تاریخ اور شرعی علوم میں عبور حاصل کرلیا۔ملا نے سلطان حسین صفوی کے کردار پر اپنی مہر ثبت کرنی چاہی مگر اس کے دماغ سے غرور نہ نکال سکا۔وہ اس پہاڑ کی مانند ہوگیا۔جس کے سطح دلکش اور خوش رنگ پھولوں سے ڈھکی ہوئی ہو۔اور باطن میں غرور کا لاوہ ابال کھا رہا ہو۔اس کو تقریر کرنے کا بے حد شوق تھا۔جب شرعی فلسفہ پر بحث کرتا تو ملا مجلسی جھوم اٹھتے جب عملی قدم اٹھاتا تو عوام سمجھ نہ پاتے اس متضاد قول وفعل کی جنگ نے عوام کے دلوں میں ایک ایسی نفرت انگیز آگ سلگا دی جو اندر ہی اندر اپنا کام کرتی رہی۔

حسین خوانساری شاہی اصفہانی مسجد کے خطیب اعلیٰ تھے۔ جب یہ باجماعت نماز پڑھاتے تو شہزادہ اسی وقت الگ تھلگ نماز شروع کر دیتا۔ ابھی

زیارت پڑھائی جارہی ہوتی یہ غسل میں مشغول ہوجاتا۔اگراتفاقیہ ملا غیر حاضر ہوتا تو ابھی آدھی اذان باقی ہوتی یہ نماز پڑھنے لگتا۔(بدری)اس کی عجیب وغریب حرکات کوحسین خوانساری روز دیکھتا مگر خاموش تھا گویا اسلامی اصولوں کو بادشاہ کی خوشنودی پرقربان کررہا تھا۔نہ لوگوں سے کہتا نہ نمازی شکایت کرتے۔خاندان بویہ نے ایران میں شیعت کی باقاعدہ بنیاد رکھی تھی۔۷۸۵ سال تک مساجد اثنا عشر سیاست ملکی سے الگ رہی مگر اس شہزادہ نے ساڑھے سات صدی کی مذہبی تعلیم کو اپنی انوکھی اختراع کے نذر کردیا۔کسی میں اخلاقی جرت نہ تھی کہ ولی عہد کے موجودہ عمل پراعتراض کرتا جب بادشاہ کا بیٹا ممبر پروعظ کرتا تو عوام نعرے لگاتے۔مصائب پڑھتا تو مومن روتے پیٹتے۔جب اس نے اپنی تقریر کا اثر اس قدر دیکھا تو قسم قسم کے دعوے کرنے لگا۔
۔۔۔علی نے مجھے جنت لکھ دی۔۔۔مجھے آئمہ معصومین جو فرمان خواب میں دیتے ہیں اسی پرعمل کرتا ہوں لوگ سنتے گھر میں تنقید کرتے گلیوں میں واہ واہ کرتے۔۱۶۸۰ میں سید احمد بلاول ہمدانی اتفاقیہ اصفہان تشریف لائے۔جب باجماعت نماز شروع ہوئی۔تو شہزادہ حسب عادت ایک طرف الگ نماز پڑھنے لگا۔بعد نماز شہزادہ نے تقریر کی پہلے خواب بیان کئے۔یہی موضوع بنایا ساتھ ساتھ دعوے بھی کرتا چلا گیا۔یہ سن کر سید احمد ہمدانی کے دماغ میں خیالات کی لہروں نے ایک طوفان بپا کردیا۔منہ رام رام بغل میں چھری۔شاہد ایسے ہی انسان کے لئے کہا گیا ہے یہ چھری عوام کو نظر نہیں آتی۔مگر ہمدانی نے دیکھ لی۔وہ دماغ جو مادہ تجسس سے پختہ ہوتے ہیں اس چھری سے کشتہ ہوتے ہیں۔تڑپنے نہیں دیتی۔مگر اجتماعی زندگی اور مذہبی رسوم کو کاٹ کرر کھ دیتی ہے۔شہزادہ نے ایک گھنٹہ پڑھا مگر بلاول نے اس کو پل بھر میں پڑھ لیا۔جب آپ باہر تشریف لائے تو بے اختیار ابل پڑے۔
۔۔۔اے لوگو کیا یہ مبلغ ہے اس کے قول وفعل کو ابھی تک تولا نہیں گیا۔یہ مذہبی جذبات مجروح کرتا ہے۔آپ سب خاموش ہیں۔آپکی اخلاقی جرت مردہ ہے۔کیا اس کے کھوکھلے دعوے فاش نہیں ہوئے۔قرآن پڑھئے فرعون بادشاہ بنا۔بےحساب دولت پائی مسلح سپاہ دیکھی۔سر پرتاج رکھا ہاتھ میں تلوار لی۔لاکھوں خوشامدی پیدا ہوئے۔سبز باغ دکھائے۔ہزاروں قیدی رہا کئے ان گنت قتل کردیئے الٹا کام کیا یا سیدھا لوگوں نے واہ واہ کی۔جب فرعون نے خود کو اتنا آزاد پایا تو سر میں غرور سمایا۔دن بدن بڑھتا گیا۔آخر اس دعویٰ پرختم ہوا کہ میں خدا ہوں۔اگر یہ حسین خوانساری کو کمتر سمجھتا ہے تو اس وقت نماز پڑھے جب باجماعت نماز ہوجائے اس طرح جو بھی نماز پڑھتا ہے وہ آداب نماز کا قاتل ہے۔اگر سب کی تقلید کرنے لگیں تو یہ ایک نیا مذہب پیدا ہوجائیگا۔اگر اس نے اپنے کردار پرنظر ثانی نہ کی تو میں اس کے ظاہری خول کو چھیل کرر کھ دوں گا۔اور۔۔۔
ابھی فقرہ ادھورا تھا کہ ایک خوشامدی نمازی نے سرگوشی کی۔۔۔۔حضرت۔۔۔۔یہ ولی عہد ہے۔۔۔۔چھری ہے۔۔۔۔۔تو پھر کیا ہوا۔شاہ صاحب کی بھویں تن گئیں۔۔۔اسلامی قانون امیر غریب سب کے لئے ایک جیسا ہے دنیا دار۔۔۔۔بادشاہی قانون کو اپنے پیچھے چلاتے ہیں مگر قانون رب نہیں چلتا۔۔۔کیا آپ ڈرتے ہیں۔جو ڈرتا ہے مسلمان نہیں۔ہمدانی جوش سے تقریر کررہے تھے مگر لوگ دبی دبی ہنسی روکے یہ کہہ کر چل دیئے۔۔۔عقل کا کورا ہے ابھی ولی عہد کا سوٹا نہیں دیکھا۔شاہ صاحب نے زور سے آواز دے کر کہا۔جب بھی کوئی فرعون بن جاتا ہے اسکے مقابلے میں موسیٰ ضرور پیدا ہوتا ہے۔یہ اصول ہے جواٹل ہے آج تم مجھے پاگل کہتے ہو کل تم لوگ ہی اسی شہزاے کو مخلوط الحواس قرار دے کر قتل کردو گے۔
یہی ہوا جب یہ شہزادہ تخت پر بیٹھا تو اس کے سر پر ملا مجلسی نے تاج رکھا۔ملا سے جو کچھ سیکھا تھا عیش وعشرت کے نذر کردیا مذہب میں بے حد مداخلت کرنے لگا متعہ کی آڑ میں حرم کو نشانہ بنایا معترض کی گردن پر تلوار رکھی اپنا ہر غیر شرعی فعل خواب بیان کر کے جائز قرار دینے لگا سر میں ایسا غرور سمایا کہ نائب

امام کا دعویٰ کر دیا۔ مذہبی لوگ بھڑک اٹھے۔ ملا مجلسی کی شخصیت نے سنبھالا دیئے رکھا آخر کب تک۔۔۔۱۷۲۲ کو رعیت نے اس نہایت بے دردی سے قتل کر دیا۔شاہ صاحب کے الفاظ لوگوں کو اس وقت یاد آئے جب اس کو مٹی میں دبایا جا رہا تھا۔ جب شہزادہ کو شاہ صاحب کی عام تقریر کی خبر پہنچی تو اس نے غصہ میں آقا محمد قلی ہمدانی کو لکھا۔اس نائب امام کے نائب نے بغیر صورت حال کا جائزہ لئے سید احمد ہمدانی کی زبان بندی اور شہر بدر کے احکام جاری کر دیئے۔آپ اصفہان آئے لاکھ کوشش کی مگر شیخ الاسلام تک رسائی حاصل نہ کر سکے۔

ہندوستان کیوں آئے

حکومت وقت نے آپ کو پابند کر دیا۔ نہ تقریر کر سکتے تھے۔ نہ وطن واپس جا سکتے تھے۔آپ کے ارادے ابھی زیر تجویز ہی تھے کہ آپ کے قلبی دوست قطب افغانی نے آپ کا شہزادہ اکبر بن اورنگزیب (۱۶۵۸ء تا ۱۷۰۷) سے تعارف کرایا۔ جو ۱۶۸۲ء میں ہند سے ایران تشریف لائے ہوئے ہیں۔ باپ نے بیٹے کو باغی قرار دیا ہوا ہے اس نے ملا مجلسی کے ہاتھ پر شیعہ ہو کر باقاعدہ بیعت کر لی ہے۔حسین خوانساری نے شاہ ایران سے پختہ وعدہ لے لیا ہے کہ جب بھی شہزادہ اکبر ہند جائے تو وہ اس کو اسی طرح امداد دے جس طرح شاہ طہماسپ صفوی نے ہمایوں بن بابر کو بیرم خان جیسا قابل اور وفادار سپہ سالار معہ مالی وفوجی امداد دی تھی۔ میں بھی دو نگا شاہ صاحب نے مزید حالات دریافت کرنے کے لئے اکبر سے پوچھا۔آپ نے ہندوستان کیوں چھوڑا۔

شہزادہ اکبر نے بے چین کروٹیں بدلتے ہوئے پوری رام کہانی سنائی۔ جب ۱۶۶۸ میں جسونت سنگھ گورنر کابل مر گیا۔تو اس کے دو لڑکوں کو میرے باپ عالمگیر نے اپنی گود میں لے لیا۔راجپوتوں کے دل میں خدشہ پیدا ہوا۔ کہ شاید عالمگیر لڑکوں کو مسلمان بنا دے۔ درگا داس راجپوت نے کسی نہ کسی طریقہ سے لڑکوں کو خفیہ نکال کر راجہ جودھ پور کے حوالے کر دیا۔ جب میرے باپ نے واپسی کا مطالبہ کیا تو صاف انکار کر دیا۔ بادشاہ نے مجھے کافی فوج دے کر مذکورہ راجہ کے مقابلہ میں بھیجا میں نے اس کو شکست فاش دی۔ جب دونوں لڑکے مرے سامنے لائے گئے تو انہوں نے روتے روتے میرے پاؤں پکڑ لئے۔راجہ نے میرے سر پر قرآن رکھ کر رحم کی اپیل کی میرے ہاتھ چوم کر کہا بادشاہی کے قابل تو آپ ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا وہ کون سا جذبہ تھا جس سے میں متاثر ہوا۔ دہلی جانے کا فیصلہ ملتوی کر دیا اور راجہ کے ساتھ مل کر منصوبہ بنانے لگا۔ایک دن والد کا خط ملا۔لکھا تھا کہ تم نے اچھا کیا جو راجہ کے ساتھ مل گئے ہو جب بھی موقع ملے قتل کر دینا۔ میرا دل صاف تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ خط کہاں رکھا۔کس طرح رانا راج سنگھ آف میواڑ کے ہاتھ لگ گیا۔ اس نے بدظن ہو کر میرے قتل کی سازش بنائی ہی تھی کہ مجھے معلوم ہو گیا اور میں ایران بھاگ آیا۔شاہ بلاول نے کہا اب کیا ارادہ ہے شہزادہ اکبر نے کہا۔ رانا راج سنگھ آف میواڑ سے بدلہ لینا۔ باپ کے شکوک رفع کرنا۔اور شیعہ مذہب کی تبلیغ کرنی۔۔۔

۔۔۔۔شاہ ایران نے کچھ کہا۔۔۔۔

وہ صلاح دیتے ہیں پہلے بیجاپور ریاست جاؤ۔ حالات کا جائزہ لو اس کے بعد سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ۔

۔۔۔۔کوئی تحریر دی ہے۔۔۔

دو سفارشی خط دیئے ہیں ایک اپنی طرف سے بنام سلطان سکندر بادشاہ بیجاپور دوسرا حسین خوانساری نے اپنے شاگردوں کو جو وہاں خطیب ہیں۔۔۔۔

۔۔۔جانے کا کب ارادہ ہے۔۔۔۔

ماہ رواں ہے۔۔۔۔۔

قطب افغانی جو اتنی دیر سے خاموش تھا۔شاہ صاحب سے مخاطب ہوا

۔۔۔ولی عہد بڑا بد دماغ ہے۔بادشاہ بیمار ہے۔مجھے خوف ہے کہ یہ تخت پر بیٹھتے ہی آپ کو قتل کرادیگا۔مناسب ہے کہ آپ وقتی طور پر شہزادہ اکبر کے ساتھ چلے جایئے۔

اور میرے خط کا انتظار کیجئے۔

آپ خود بھی ایران کو چھوڑ دینے کی فکر میں تھے راضی ہو گئے۔۱۶۸۵ء میں آپ بیجا پور تشریف لائے شہزادہ کی بوسیلہ سفارشی خطوط شاہ بیجا پور سے دوستی مستحکم ہو گئی۔بات بات میں یہ سید احمد ہمدانی کو بطور گواہ پیش کرتا۔

بیجا پور ریاست

جب سلطان علی مردان بادشاہ ترک کی وفات ہوئی تو اس کے دولڑکوں علی عادل اور ولی عادل کے درمیان تخت نشینی کا جھگڑا نازک صورت اختیار کر گیا۔رعایا ولی عادل کے سر پر تاج رکھنا چاہتی تھی مگر علی عادل جس سے عوام نفرت کرتے تھے خود کو جائز وارث سمجھتا تھا۔اپنے بھائی کو شازشی قرار دے کر قتل کرنے کا خفیہ منصوبہ بنایا۔شہزادہ کو کسی وفادار غلام نے بروقت اطلاع دے دی اور یہ بھاگ کر اسمعیل صفوی شاہ ایران کی پناہ میں آ گیا آتے ہی شیعہ ہو گیا۔کچھ دن گزرے تھے کہ بیجا پور کا سفیر دربار میں آیا جب واپس جانے لگا تو اس کے ساتھ ریاست میں گیا اور فوج میں بھرتی ہو گیا۔اپنی خداداد لیاقت سے عوام اور دربار میں اس قدر رسوخ بنائے اور تخت بیجا پور پر قبضہ کرلیا۔اور یوسف عادل شاہ کے نام سے مشہور ہوتے ہی نقیب مدنی کو حکم دیا کہ اذان مذہب امامیہ کے مطابق دی جائے۔اذان میں علی ولی اللہ کی ہی پہلی آواز تھی جو فضاء ہند میں گونجی تھوڑے دنوں کے بعد ائمہ اثنا عشر کے اسماء گرامی خطبہِ جمعہ میں داخل کئے گئے۔

شہزادہ یوسف عادل شاہ کے خاندان سے اسمعیل عادل شاہ۔ابراہیم عادل شاہ،علی عادل شاہ بڑے مشہور ہو گزرے ہیں۔چاند بی بی علی عادل شاہ کی مشہور بیگم تھی۔جو خود وفاتِ خاوند پر تخت پر بیٹھی۔اکبر بن ہمایوں نے ریاست پر حملہ کیا۔مگر شکست کھائی۔آخر اکبر نے شہزادی کی دلیری اور بہادری سے تنگ آ کر اس کے وزیر کو داعوت دی اور بدبخت غدار نے چاند بی بی کو سوتے میں قتل کر دیا۔اکبر بن اورنگزیب اور سید احمد ہمدانی شاہ بیجا پور سلطان سکندر کے پاس بڑی خوشی سے وقت گزار رہے تھے۔۱۶۸۶ء میں کسی جاسوس نے اورنگزیب کو خبر کر دی شہزادہ شاہ بیجا پور کی پناہ میں بیٹھا ہے۔سیاسی عالمگیر کسی گہری سازش کے تانے بانے میں مصروف تھا۔باپ شاہ جہاں کی زندگی میں بیجا پور پر حملہ کیا گیا تھا۔مگر ناکامیابی ہوئی۔اب ایک بہانہ ہاتھ آ گیا تھا افسوس اگر اورنگزیب اس غدر کی آڑ میں حملہ کرتا تو عزت رہ جاتی۔مگر اس نے کھلم کھلا اس ریاست کو لادین قرار دے کر زبردست حملہ کر دیا مگر کامیاب نہ ہوا۔آخر قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔اندر رسد ختم ہو گئی۔سلطان سکندر نے صلح کر لی۔اورنگزیب نے پوچھا تک نہیں کہ اکبر کہاں ہے۔شہر میں داخل ہوتے قتل عام کا حکم دے دیا۔افغانوں نے ایک ایک شیعہ کو چن چن کر قتل کر دیا۔کہ یہ علیؑ کا نام لیتے ہیں۔اور یہی حشر شیعہ ریاست گولکنڈہ کا ہوا۔اورنگزیب نے بیجا

پوراور گولکنڈہ کی ریاستوں کو فتح کر کے شیعہ رعیت کے قتل کرنے کا غلط سیاسی قدم اٹھایا اگراس کو اختر ندوی (مصنف سوانح حیات اورنگزیب) اجتہادی کے پردہ میں مستور کردیتے تو اس سے ہزار درجہ بہتر تھا۔ کہ انہوں نے اورنگزیب کو مافوق الفطرت ثابت کرنے کے لئے بادشاہ ہند کے بھائیوں اور شاہ جہان کو نااہل اور سلطان بیجاپور کو مذہب سے بے بہرہ کہہ کہہ کر پوری کتاب لکھ ڈالی اور ساتھ ساتھ ہی خافی خان، عادل خان کو بھی بے نقط سناتے چلے گئے۔ جو روایت دل کو پسند آئی۔ مستند کہہ دی جو نہیں آئی جھوٹی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ندوی صاحب نے جو ماخذ سامنے رکھے۔ نہ یہ ان سے اتفاق کر سکے۔ اور نہ ہی دل سے کوئی تحویل گھڑ سکے۔ اورنگزیب کو عظیم سیاسی کا خطاب دے کر یہ بھول گئے کہ عالمگیر نے بھی میر جملہ اور بھائی شجاع سے وہی دھوکہ کھایا جو سیوہ جی نے مسلمان جرنیل کے سینہ میں پنجہ گھونپ کر لیا تھا۔ آپ کی اسی سیاست نے اسلام کو بہتر ۷۲ ٹکڑوں میں بانٹ دیا ہے کیا ندوی کہ خیال میں سلطان بیجا پوراور گولکنڈہ اسلئے جاہل تھے کہ انہوں نے ملکر مسلمانوں کے دشمن مہاراجہ رام راج وجے نگر کو شکست فاش دی۔ دکن جو برصغیر میں تشکیل پاکستان تک مسلم کلچر کا مرکز رہا ہے۔ وجے نگر کی شکست کا ہی حاصل ہے۔ اگر رام راج مسلمان بادشاہوں پر غالب آجاتا۔ تو ہندوستان میں مسلمانوں کا خدا حافظ تھا۔ مسلم ثقافت کا نام ونشان تک مٹ جاتا۔ یا اس لئے کہ فوجیوں نے نعرہ امام حسنؑ، امام حسینؑ یا علیؑ لگا کر ہندوؤں پر ٹوٹ پڑے یہ معرکہ تھا جس نے مسلمانوں کا رعب مرہٹوں پر مسلط کر دیا تھا اور وہ اپنے علاقے میں دبے رہے مگر اب اورنگزیب نے اپنی غلط یلغار سے ان ریاستوں کو ختم کر دیا۔ تو مرہٹے ایسے اٹھے کہ مسلمانوں کی سلطنت کی چولیں ہلا دیں۔ اگر عالمگیر نے ریاستوں کو فتح کر ہی لیا تھا تو شیعہ مسلمانوں کو قتل نہ کراتا۔ ان کے مذہبی امور میں دخل نہ دیتا۔ وہاں وہ نظام رائج کرتا جو اکثریت چاہتی۔ مگر ندوی شاہ بیجاپور کو نافہم کہتا ہے۔ اگر کوئی ہندو اورنگزیب کے اس نسل کشی کو ریاست کشمیر پر چسپاں کر دے تو ندوی صاحب کا کیا جواب ہے۔ اگر ندوی کے خیال میں اورنگزیب کو حدود سلطنت بڑھانے کا حق تھا۔ تو سلطان سکندر کو بھی تھا۔ اسی طرح اندرا گاندھی کو بھی ہے۔ جس بادشاہ نے اپنی ذاتی مذہب کو عوام پر مسلط کرنے کی کوشش کی وہ کبھی بھی کامیاب نہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ اورنگزیب نے سارا ہند فتح کر ڈالا مگر بنیادیں پختہ نہ کر سکا۔ اندر ہی اندر لوگوں کے دلوں میں نفرت جوش کھاتی رہی۔ اور جب خاندان مغلیہ کا زوال شروع ہوا۔ تو عوام کھل کر سامنے آ گئے۔ شیعہ مرہٹے اور سکھوں نے تمام ہندوستان کے کونے کونے کو میں اورنگزیب کے ظلم گن گن کر سنائے۔ اورنگزیب کی سیاست بیٹے اکبر کو سمجھ نہیں آئی۔ باپ بھائی حیرانگی میں ڈوبے رہے۔ آج ندوی اورنگزیب کے سیاسی کردار کو لاکھ چمکیلے الفاظ پہنا دے وہ اورنگزیب کٹر مذہبی بادشاہ تھا۔ کے الفاظ دھو نہیں سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ جب سید احمد ہمدانی نے یہ خونی ڈرامہ دیکھا تو بے ساختہ کہا۔ یہ عجیب منطق ہے کہ جسونت سنگھ کے لڑکوں کو گود میں لے لے۔ ہندوؤں پر مہربان ہو۔ ان کو اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر تعینات کرے مگر شیعوں کا وجود برداشت نہ کر سکے۔ ان کو لادین کہہ دے۔ مگر ہندوؤں کے مذہب پر انگلی تک نہ رکھے۔ بادشاہ وہی کامیاب ہو سکتا ہے جو کسی مذہب میں مداخلت نہ کرے۔ اورنگزیب اپنی قبر کو دکن میں کھود رہا تھا۔ (بدری)
سید احمد ہمدانی نے جو کہا وہی ہوا۔ لین پول لکھتا ہے گولکنڈہ اور بیجاپور شیعہ ریاستوں کی فتح کے بعد اورنگزیب نے خود کو دکن کا مالک سمجھا مگر حقیقت میں دکن خاندان مغلیہ کی قبر ثابت ہوا۔

آپ کا مذہب

آپ کے زمانے میں ایران کے برعکس اورنگزیب کی حکومت میں شیعہ سنی کا تنازعہ عوام میں عروج پر تھا۔ سید احمد ہمدانی مطابق تحریر خاقانی شافعی المذہب تھے۔ محمد بن حیدر کے خیال میں آپ شیعہ تھے مگر تقیہ میں تھے۔ بدری آپ کو اہل سنت لکھتا ہے۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ وہ شیعہ تھے یا سنی۔ جو اخلاق و کردار میں اعلیٰ ہوگا۔ جس کا کردار اللہ کے قرآن کے مطابق ہوگا۔ وہ مسلمانوں کے کسی بھی ۷۲ فرقوں سے تعلق رکھتا ہو قابل صد ستائش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فقراء مذہبی طور پر تعصب سے بالا رہے ہیں۔ آپ مذہبی بحث کو ناپسند کرتے تھے۔ قوانین اسلام پر سختی سے پابند تھے۔ آپ کا خیال صرف تبلیغ اسلام ہی تھا۔ بلکہ عملی زندگی اور کردار مسلمان کو عین قرآن کے مطابق ڈھالنا تھا۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ وہ دل جو مسلمان ہو کر ابھی تک غیر اسلامی رسم و رواج اپنائے ہوئے ہیں۔ ان کو اتنا صاف و شفاف کرنا ہے کہ ان میں عکس قرآن نظر آ جائے۔ خوف خدا اور رسولؐ پیدا ہو۔ اجتماعی زندگی میں کامیاب و کامران ہوں۔ آپ یہ بھی کہا کرتے تھے۔ مسلمانوں میں مذہبی قسمیں دنیاداروں میں ہوا کرتی ہیں۔ فقیروں میں نہیں (بدری)

آپ کے پاس جو بھی آیا بلا امتیاز مذہب وملت خدمت کی۔ بگڑے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ آپ کا مشہور قول ہے کہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھی جائے یا کھول کر سبق وہی سکھاتی ہے جو ہمیں محمدؐ نے سکھایا (محمد بن حیدر) آپ نے اپنی ساری زندگی اس تبلیغ میں بسر کر دی نہ آپ نے مذہبی فساد کو ہوا دی نہ کسی سیاسی یا گھریلو جھگڑے میں دلچسپی لی۔ اگر آپ کو سیاست پسند ہوتی تو آپ اکبر شہزادہ سے یہ کہہ کر اپنے سے جدا نہ کرتے کہ ہم فقیروں کو سیاست ملکی سے کیا مطلب۔۔۔ آپ کا مدفن ایران ہوگا۔ فرما کر اس کا دل ہی توڑ دیا۔ وہ ایسا ایران گیا کہ پھر واپس نہ آیا۔

فقر کی دنیا

جب بیجاپور کے بازاروں، گلیوں اور گھروں میں اورنگزیب کی فوج مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہی تھی۔ بے کس عورتوں اور معصوم بچوں کے سروں پر تلواریں لٹک رہی تھیں۔ تو سید احمد ہمدانی اور اکبر شہزادہ کو قلعہ کے محافظ نے کچھ لے کر خفیہ راستے سے باہر نکال دیا۔ رات اندھیری تھی۔ گرتے پڑتے نامعلوم راہ پر گامزن ہوئے دن کو سوتے رات کو سفر کرتے کئی دن بیت گیے۔ آخر درگاہ لعل شہباز قلندرؒ سندھ پر آئے۔ درگاہ سے باہر ایک مجذوب آنکھیں بند کئے پڑا رہتا تھا۔ بات چیت مرضی سے کرتا تھا۔ ہزاروں عقیدت مند آتے۔ نذر نیاز دیتے۔ عورت کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ عوام میں مست بابا کے نام سے مشہور تھا۔ ایک دن شاہ صاحب مذکورہ مجذوب کے لئے بڑا شیریں پانی کہیں دور سے لائے۔ جب پیش کیا تو فقیر نے بڑی بے پرواہی سے کہا۔ وہاں رکھا دو۔۔ ہمدانی یہ کڑوے الفاظ نہ نگل سکے۔ ماحول کو نظرانداز کرتے ہوئے بڑے غصہ سے کہا۔۔ غیر سید ہو کر یہ فخر۔۔۔ خرقہ ہمارے جد اعلیٰ علیؑ کے در سے حاصل کرنا اور اس کی اولاد سے یہ سلوک۔۔۔۔ فقیر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ لفظوں پر زور دے کر چوٹ کی۔۔۔ شاہ صاحب میں ہر سید کی آمد پر بسم اللہ کرتا ہوں۔

مجھے نہ بتائے کہ میں سید ہوں۔۔۔ خود کو بتایئے۔۔۔۔

ان لفظوں نے قہر بن کر شاہ ہمدانی کے دل ودماغ کو چھلنی کر دیا۔ احساس ذمہ داری پیدا ہوتے ہی رات دن رو رو کر اپنی ندامت کو دھویا۔ اس انقلاب نے ایسا وجد طاری کیا کہ آپ کے دل کی حالت ہی بدل گئی۔ جب دوبارہ آپ اسی فقیر کے پاس گئے تو وہ دور سے ہی مسکراتا ہوا اٹھا پاس بیٹھایا کندھے پر

ہاتھ رکھ کر گویا ہوا۔

۔۔۔۔ باعمل عالم کہاں ملتا ہے۔۔۔ یہ آج کل مولوی۔۔۔لوگوں کے جذبات بھڑکا تا ہے۔ بھائی کو بھائی سے لڑاتا ہے۔ان کو جیل بھجوا تا ہے خود آرام کرتا ہے اپنا پیٹ بھرتا ہے غریبوں کو دھتکارتا ہے۔امیروں کو جنت دکھاتا ہے غریب کو دوزخ سے ڈراتا ہے اپنی کہتا ہے سنتا کسی کی نہیں۔تقریر کرتا ہے رقم لے کر نماز پڑھاتا ہے اجرت لے کر۔ ہماری دنیا اس کے برعکس ہے عمل اول قول بعد۔خود کو بھول جاؤ غریبوں کو دیکھو یہی سبق ہم نے سادات کے در سے سیکھا ہے۔سید بن کر دنیا کو سکھاؤ۔۔۔جاؤ میری اجازت ہے کسی جزیرہ میں چلہ کشی کرو۔ بادشاہ کے باغی لڑکے کے دوستی سیاسی ہے۔اس کا ستارہ ڈوب چکا ہے۔شاہ جی۔۔۔اورنگزیب کا دس ہزاری لشکر اکبر کو تلاش کرتے ہوئے آپ تک بھی پہنچ جائیگا۔مگر کچھ بگاڑ نہ سکے گا۔آپ کی شادی شاہی خاندان میں ہوگی۔بس اب جاؤ بسم اللہ۔آپ ابھی اسی سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے کہ شہزادہ اکبر آپ کو سیاسی طور پر استعمال کر رہا تھا اور کرنا چاہتا تھا۔آپ کی عجیب حالت دیکھ کر خود کو خطرے میں گھیرا پایا۔۔۔شاہ صاحب۔۔۔شہزادہ نے بے دلی سے پوچھا۔۔۔کیا اب وطن جانے کا ارادہ نہیں ہے سید احمد ہمدانی نے فرمایا۔میں نے اپنی منزل پالی ہے۔اس دنیا اور دین دونوں پر دنیا دار چھائے ہوئے ہیں۔راج دربار میں ان کا رسوخ۔ممبر پر ان کا قبضہ۔مسجد ان کی سیاسی آماجگاہ۔جو شخص ان کی مرضی پر نہیں چلتا۔ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا۔غیر شرعی امور پر اپنی مہر ثبت نہیں کرتا۔اس کا یہی حال ہوتا ہے۔جو میرا اور تمہارا ہوا۔میں اب اسی فقر کی دنیا میں داخل ہو گیا ہوں، جہاں امیر غریب کی تفریق نہیں ہے وہ کہتے ہیں کے خود بھوکے رہو غریبوں کو کھلاؤ حاجت مندون کے تن ڈھانپو خود ننگے رہو، آپ نیچے بیٹھو لوگوں کو کرسیاں پیش کروں خود مٹی پر لیٹو ان دوسروں کو پلنگ دو دوسروں کے درد میں شریک ہو جاؤں اپنا غصہ پی جاؤ منہ پر سچ کہو خواہ تھپڑ پڑیں پہلے خود کو پڑھو پھر دوسروں کو نماز وہ پڑھاؤ۔کسی کے مذہب میں دخل نہ دو کسی کے رہنماؤں پر تنقید نہ کروں، قانون محمدیہ کا ادب کرو، کسی کو بیگانہ نہ کہو، دنیا دار سے بھاگو، غریب کو گلے لگاؤ، بادشاہوں سے کنارکشی اختیار کروں، فقط خدا پر بھروسہ کرو، کیا ہمارا محمدؐ یہ نہیں کہتا اور۔۔۔پس حضرت میں سمجھ گیا تخت کا خواب دیکھنے والے شہزادے نے بات کاٹتے ہوئے کہا میں تو دربار ایرین میں دوبارہ حاضری دوں گا مالی اور فوجی امداد کی درخواست کروں گیا کیا پتہ میری قسمت کھول جائے خوش آمدیوں کی گود کے پلے ہوئے شہزادے ہمدانی نے اٹھتے ہوئے آخر فیصلہ کیا آگ اور پانی میں کیا جوڑ۔۔۔تمہاری سیاست تم کو مبارک اور میری مجھے۔۔۔تمہاری آرزو اور جسم کا مدفن ایران ہوگا۔شہزادہ شاہ صاحب سے ناراض ہو کر ایران گیا کہ ہند میں قبر بھی نصیب نہیں ہوئی۔آپ کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی (بدری)

آپ نے مجذوب کے حکم پر سر تسلیم خم کیا اور اس نامعلوم منزل کی طرف قدم بڑھائے جن کا اشارہ فقیر نے دیا تھا، آنکھوں پر سے ایک ایک کر کے حجاب سرکتے گئے ایران کے علماؤں اور ہند کے بادشاہوں کے کردار آپ کے آنکھوں کے سامنے ننگے ناچنے لگے، وہ حقیقی دنیا نظر آئی جس کی منظر کشی قرآن کی تھی۔آپ منزلیں طے کرتے۔سکھر کے نیچے دریائے سندھ کے درمیان ایک جزیرہ دیکھا۔اور جب وہاں سادات عظام کے مقبرے پر نظر پڑی تو بے اختیار دل پکار اٹھا۔بس یہی میری منزل ہے وہاں دنیا اور مافیا سے بے خبر چلہ کشی میں مصروف ہو گئے۔

دندہ میں آمد نکاح ثانی

قدیم پنجابی زبان کا مخطوطہ جس سے شاہ بلاول کے متعلق ذکر ہے اور یہ قدیم پنجابی زبان میں ہے اور اسی طرح رقم کیا جا رہا ہے لالہ دنی چند نے بحوالہ نور

خان بن زماں سیال شاہ ہمدانی کی دندہ میں آمد کے واقعات جوتحریر کیے ہیں۔ وہ پڑھے۔۔۔شاہ ہمدانی چلے بیٹھا۔ ویہلا تھی مڑ بابا مست دے ڈیریں گئے۔ سائیں منہ مٹھا کیتا۔ کئی راتیں کول بہا فقیری دی پٹھ لائی۔ ڈونگھے راز دسے۔ گیان دھیان وچہ چنگا گجی کر حکم سنڑایا۔ بلاول۔۔۔ ہنٹر میں راضی۔ خدا تدوں راضی جدوں لوکی راضی۔ رسول داوارث بنڑنا سوکھا۔۔۔ حکم تے حرفوں ٹرنا اوکھا۔۔۔سید سداون سوکھا۔۔۔سید بنڑنا اوکھا۔۔۔۔ ہنٹر گیانی تھی گئے ایں۔۔۔ امت دی مہار نپ سدا ٹریں سیدا کھڑیں۔۔۔۔مست بابا ساہ کڈھ ہج کیتی۔ ونجہ قطبی تارے دی سدھ نپ۔ دریا دے نیڑے تکیہ بنڑا لوکاں کوں مٹھی وچہ کر۔ پہلوں عمل کر پچھوں مٹھا سمجھا۔

شاہ ڈھیر کو ہاں داپندا مار شمالی ہندوستان دے لہندے پاسے ہک وہنٹر دے اُچ کڈھے تے ڈیرہ جمایا۔ دو ہاں سندھی چیلیاں تکیئے داایرار کھیا، آسے پاسے دے ڈھوکیئے آجڑی تے راہ گذر و آونٹر جاونٹر لگ پئے۔ ساہ کڈھن حقہ پانڑیں پیون ٹکر کھاون دعائیں منگاوں تے راہ لنگن۔ شاہ دیاں سوہنیاں تے مٹھیاں نصیتاں۔ ٹکر پانڑیں پچھن دیاں گلاں چو فیر کھنڈیاں۔ کڑیاں نڈے شاہ تے ترٹ پئے۔ ہر جمعراتی چوکی کرن کن پھاڑ، داج کڈھ ڈھول کُٹ، ترا اڑیاں وجا پہلوں پہل ہس ٹپے تے سہگ پھاڑن۔

جڑ پھٹ پئی آولے دی

سخیاں فقیراں وچہ پئی دھوم بلاولے دی

وت سسی، پنوں، تے ہیر رانجھے دے ہوکے تو بولیاں گاوندیاں دھما چھوڑن اس اوپری تے چھبدی کھیڈ تے لوکی ویٹ پئے چو کھے مرید بنڑیں تے تکیئے دے چوفیروں اٹاں وٹ کوٹھے بنڑا وسنڑ رسنڑ لگا پئے۔ ہولے ہولے لگی تے ڈراکلی دندبندیاں نال ہسنڑ لگ پئی جدوں ہک لہکا گراں بنڑیا واسیاں دندہ شاہ بلاول نال دھریا۔ اے تھاں اج نویں نویں واسونیں تھئی۔ اس تھوں ہزاراں سال پہلو دی راجہ رسالو دے راج وچہ وسدی آہی۔ لودھی شاہی دے لگ بھگ لاوے گراں دے اعواناں تے کوٹ سارنگ دے راجیاں وچہ زمیں دے دھڑے نکھیڑن تے ہتھ پائی ہوئی۔ لکھاں گُس گئے باقی نس گئے جہڑے بچے پگوڑیاں ہالی بنڑائے وڈیاں ڈھوکاں واسو کر قبضے پکے کیتے چنگا بھلا گراں کس بنڑ گیا۔ جدوں شاہ آیا تاں کئی وگھیاں وچہ قبرستان کھلر یاسی۔ تے اپنڑ یں چھاتی تے راہ مسافراں نوں لتاڑ داتک کہانڑیں سنڑ یندا سی۔ پرسونے چاندی دے بچاری دھونڑاں اکڑ النگھ ونجن۔ تے فقیر غریب دے پٹھے کو جھے ہتھ سورۃ فاتحہ پڑھ دل دی ہوک ڈک پاسیو النگھ ونجن۔ شاہ دے بھاگیں رسی مری سڑی تھانو دوجی وار کھی ہوئی سونی حیاتی لدھی۔ پہلوں پر ماتما جانڑیں گراں کی ناں سی ہنٹر دندہ شاہ بلاول دے ناں ابھرنڑ تے چمکر نڑ لگ پیا۔ اورنگ زیب بیجاپور تے گولکنڈہ دے علی حوالیاں دی رت نال ہولی کھیڈ کے دل ٹھڈا ھا تاں کر گھدا پرا کبر پتر دے ہتھیں نہ چڑن دی کاوڑتھی۔ کام بخش نگران اعلیٰ بیجاپور نوں ڈھوڈ ڈھاڈ داحکم لکھیا۔ پکڑ دھکڑ پچھ گچھ کر یندیاں گل اے نکھڑی جی اکبر اک ایرانی سید سنگ آیا سی۔ آپا تھاپی تے کپ ٹک وچہ دو ہویں سندھ نس گئے ہن۔ اورنگزیب شیر شاہ سوری (۱۵۳۰ ء۱۵۷۵ء) دے پڑپوترے خان شیر سوری حاکم اٹک نوں اپڑیں پترا کبر نوں لبھنڑ تے پھڑن کیتے مگریں لایا۔ اے کسیاں جھگیندا، پل پل دیاں خبریں جڑیندا پکھڑ (دندہ شاہ بلاول ضلع کیمبلپور) آ لگا۔ کاردار جے حضوریاں نوں نال گھن چار کوہ (۲ میل) اگوں سلامی ہویا۔ سوری شاہ بلاول دی سدھ سدھ گھدی، ہک پگوڑے گوشا کیتا۔ حضور شاہ کرامتان والا اے، اے سارا پاسہ اس دامریدا ے سوری پیر پرست دادل دھڑکیا۔ جھٹ ہک سپاہی کوں پچھاں

منج اپنڑ نا پیر سدایا۔ پیرے تھاپڑا مارسوری کوں دھیر ڈتی۔ میں شیر تے چڑھ ہتھ وچہ سپ نپ تینڈے موڈھے نال ہوساں۔ جے اس دے مرید چیلیے چپاٹے روکن تاں تینڈی فوج تر کڑی اے جے شاہ چوٹ کیتی تاں توں چھٹا ٹھکا میں جانڑاں تے اوسوری دل وڈا کر درے وچہ دڑیا۔ آکھ پھر کنڑ وچہ کس دیاں دوہاں بائیاں ہاتھی نوں وانگ پہلواناں جکڑیا۔ سوری ڈریا تے چھال مار پیرنوں للکاریا۔۔ پیرا کو جھے جھتے آں اوناں انج ہٹھیا اے جیویں کھارے چڑھیا ہویا اسے گجا پیرا ای ہنٹر اپنٹر ا ہتھ دکھا۔ پیر سپ سٹیا اوناگ پھوکاں مریندا بل کھاوندا بلاولے تے اکھ رکھ سر کیا۔ پکھڑ وی لوکاں ڈرتھوں کھریاں جائیاں تے نیڑے تریڑے اوٹاں نپیاں۔ پر ہمدانی اپنڑ یں تھاں تے کھڑیار ہیا۔ سپ اچنڑ چھیتی شاہ تے پھن کھلاریا۔ بلاول ککڑ نپ سپ تے وگایا۔ آکھ ناہی پھڑ کی دوہویں جھب گڑبی تھی گئے۔ ککڑ چھالاں مارسٹ مارے سجے کھبے سٹے، سپ جیبھ کڈھے، شوک شوک ڈھیر تھی گیا۔ ککڑ بانگاں ڈینڈا شاہ دی جھولی وچہ ونج بیٹھا۔ پیردی اکھ اُ گڑی اپنڑ یں ساکھ چنگے تر کڑے فقیر دے ہتھ وچہ تک بھُپھر گیا۔ شیر کوں لگا چھوڑ ٹھاں ٹھاں ہسیا۔ اجاں اس پہلی جنگ ہی گھدی آہی بلاولے گاں اگہاں کیتی۔ شیر گائیں تے اچی چھال مار ا ہجیاڈ گا جے گائیں دے دوہویں سنگ شیر دے ڈھڈھ وچہ لیہ گئے۔ گاں کوجھی ھٹھی پر شیر پھڑک پھڑک ٹھڈھا ٹھار تھی گیا۔ لوکاں واہ واہ کیتی۔ پیر اونیڑ نٹھا۔ سوری مرید ہویا۔ فوجیاں ہتھ چُمیں گھُ گھُ وچہ شاہ دیاں دھوماں پے گئیاں

ایک دیہاڑے سوری اپنڑ یں جوان بیمار جا کتی کیتے وچار کیتا۔ شاہ گڑ دم کرڈ تا۔ اوشہزادی تے سنے جمد یوں دا کہیں بلادا سایہ ہاشاہ دے بھاگے چنگی بھلی تھی گئی۔ وت دورہ نہ پیا۔ سوری وڈی ڈونگھی سوچ کر اپنڑ یں ماموئی دھی داو جاہ ہمدانی نال کرڈتا کجہ دہاڑے ساہ کڈھ جا گیر دھی دے نال لکھ اللہ بیلی ہویا۔ سوری اکبردی ایران نس ونجن دی خبر سنڑ اون جدوں دہلی منہ رکھیا۔ سر ہندپڑا ای پیا سی جے ملک الموت وکھالی ڈتی۔ اللہ نوں پیارا ہویا۔۔۔۔۔۔''

یہ تاریخی واقعہ جو میں نے تحریر کیا ہے۔ یا وہ جو ہمارے بزرگ بیان کرتے ہیں میں کوئی فرق نہیں۔ سانپ شیر اور مرغ گائے کا مقابلہ بند کمروں میں ہوا تھا۔ یا کھلے میدان میں اصل واقعہ کو مسخ نہیں کرسکتا۔ سب سے اہم سوال یہ ہے کیا ایسا ہونا ممکن ہے آج کل کے دانشور بغیر عقلی دلائل کے تسلیم نہیں کرتے۔ اگر میں لکھتا تو اصل موضوع سے دور نکل جاتا صرف سید ہمدانی کے خیالات پیش کرتا ہوں۔ ایک دن کسی مرید کے استفار کرنے پر آپ نے فرمایا۔

۔۔۔۔۔کوئی نبی یا ولی اپنے ذاتی مقاصد کو پورا کرنے کیلئے کوئی معجزہ یا کرامت نہیں دکھا سکتا۔ مگر جب تبلیغ حق پر زد پڑتی ہو۔ تو دکھا سکتے ہیں۔ اگر اولیاء اللہ کوئی کرامت دکھاتے ہیں تو یہ رسول کے ان معجزات پر اپنی مہر ثبت کرکے دنیا کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ رسول کی کرامات پر کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا یا یوں سمجھئے کہ رسول کے معجزات کی حقیقت کو عملی طور پر سچا ثابت کرتے ہیں۔ مجھے سوری مجبور کرتا تھا۔ کہ میں اس کے ہمراہ ہو کر اورنگزیب کو حقیقت بتاؤں۔ اگر میں چلا جاتا تو وہ اصل مقصد فوت ہو جاتا۔ جس کی خاطر میں نے وطن چھوڑا۔ لوگوں کے اعتقادات متزلزل ہو جاتے۔ اسلامی روح ناپید ہو جاتی۔ ابھی میں نے ابتدا ہی کی ہے۔ کام ادھورا چھوڑنے پر ضمیر نے ملامت کی۔ شہزادی اسی کرامت کی پیداوار ہے۔ اب میرا کام جتنا آسان ہو گیا ہے۔ اتنا کبھی بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ جب بھی مادی طاقت اور روحانی قوت میں ٹکر ہوئی ہے۔ فتح ہمیشہ روحانیت کی ہوتی ہے۔

غریب۔ دیوان۔ خاکی۔ اور بلاول

ہندوستان میں چھے بلاول مشہور ہیں۔(۱) شاہ رنگ بلاول، (۲) عدم بدھو بلاول، (۳) شاہ مست بلاول، (۴) شاہ بلاول دکن، (۵) شاہ بلاول

لاہور،(٦) شاہ سلطان بلاول دندہ ضلع کیملپور۔ بلاول کا خطاب اس قدر مشہور معروف اور معزز تھا کہ اسکے بعد کئی فقراء نے یہی نام اختیار کیا اور کئی ایک نے القاب، لالہ دنی چند کا بیان معقول وزن رکھتا ہے۔آپ نے اپنا نام ضرور بتایا ہوگا۔مگر سندھی آپ کو بلاول کے نام سے پکارتے تھے یہ ہی مشہور ہوا۔ ملاصمد کشمیری لکھتا ہے۔ کہ یہ نام آپ کو اس لئے پسند تھا۔ کہ مست بابا نے مستی میں لکھا تھا۔ یہ نام نہ تھا، لقب تھا۔

جا گیر

قادر پوری سادات ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ سید احمد ہمدانی یا انکی بیوی کے نام سوری نے کوئی جا گیر لکھ کر نہیں دی تھی۔ہمیں جوز مین ملی وہ سید گل محمد ہمدانی بن جیون شاہ ہمدانی بن نظام شاہ ہمدانی بن سید ابراہیم ہمدانی بن سید احمد ہمدانی بلاول کی خرید کردہ تھی۔ جو وراثت میں اب بھی منتقل ہوتی آ رہی ہے۔ سید گل محمد ہمدانی کے ساتھ چند سر کردہ شہریوں کا قبضہ زمین پر ایک تنازعہ ہوا تھا۔ جو لڑائی کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ دونوں طرف سے تلوار و تبر کا استعمال آزادی سے کیا گیا تھا۔ کئی قتل ہو گئے تھے۔ اور شاہ صاحب بھی شہید ہو گئے تھے۔ ان کی قبر اب بھی موجود ہے۔ لوگ جاتے ہیں سلام کرتے ہیں مگر ملاصمد اور لالہ دانی چند لکھتے ہیں۔ کہ سوری نے اپنی لڑکی کے نام جا گیر لکھ کر دی تھی۔ جو اس کے لڑکوں میں برابر تقسیم ہوئی۔ مگر سید احمد ہمدانی کی وہ اولاد جو ایرانی سیدزادی سے تھی۔ اس جائیداد سے محروم رہی۔ اگر سید گل محمد ہمدانی نے زمین خریدی تھی تو یہ اضافہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

نشان قبر

دنیا میں لاکھوں بادشاہ ہوئے بڑے رعب و دبدبے سے حکومت کی تاریخوں میں نام ضرور لکھوا گئے مگر اپنی قبر کے نشان کو محفوظ نہ رکھ سکے۔ اگر کوئی کامیاب ہوا ہو بھی گیا تو صرف شاندار عمارت کی وجہ سے۔ یہ مقبرے سیاح کی نظریں تو کھینچ لیتے ہیں مگر عوام کا دل قابو نہیں کر سکتے۔ یہ بادشاہی مقبرے اپنی خوبصورتی کی وجہ سے قانوناً محفوظ رکھے گئے ہیں۔ مگر فقیروں کے مقبرے کسی بادشاہ کی نظر عنائیت کے محتاج نہیں۔ عوام ان پر اپنا تن دھن اس وقت بھی فدا کرتے رہے جب وہ زندہ تھے۔ اور اب بھی کر رہے ہیں جب یہ نظر سے پوشیدہ ہیں ایک دن کسی مرید نے بڑا دلچسپ سوال کیا۔ (ملاصمد کشمیری)

۔۔۔کسی کے مرجانے کے بعد ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ اللہ اس پر راضی ہے۔۔۔

۔۔۔۔کیا تم اپنے والدین کی قبر پر جاتے ہو۔۔۔شاہ صاحب نے اس کو اپنے موضوع پر لانے کے لیے سوال کیا۔

۔۔۔تم اس فقیر کی قبر پر کیوں جاتے ہو۔ نہ تمہارا رشتہ دار ہے نہ تمہارے خاندان سے ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔اس خیال سے۔۔۔کہ شاید میری کوئی رسید بوسیلہ فقیر برآتی ہو۔

۔۔۔عزیز۔۔۔شاہ صاحب نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔جس فقیر کی قبر پر لاکھوں بادشاہ امیر غریب اپنے بیگانے بلا امتیاز مذہب و ملت جاتے ہیں باقاعدہ سلامی دیتے ہیں قرآن خوانی کرتے ہیں۔ دعا مانگتے ہیں۔ کیا وہ اللہ کا پیارا نہیں اگر نہ ہوتا تو اس کا نشان قبر حرف غلط کی طرح مٹ گیا ہوتا۔

۔۔دنیا دار جب زندہ ہوتا ہے۔۔تو سونے چاندی سے کھیلتا ہے۔ کیوں اس لئے کہ امیر سونے کو گلے لگاتا ہے۔ غریب کو دھتکارتا ہے فقیر غریب کو آنکھوں پر بٹھاتا ہے۔ سونے کو دھکیلتا ہے۔۔۔

آپ کی قبر تلہ گنگ ضلع کیملپور سے چند میل دور جانب غرب سڑک میانوالی پر نالہ گھبیر کے غربی کنارے پر واقع گاؤں دندہ شاہ بلاول کے اندر موجود

ہے۔مقبرہ آپ کی وصیت کے مطابق نہیں بنوایا گیا۔قبر پر ہر روز ہزاروں عقیدت مند آتے ہیں۔من دھن نچھاور کرتے ہیں۔قرآن پڑھ کر دعا مانگتے ہیں۔آپ کا سالانہ عرس باقاعدہ بڑی شان وشوکت سے آپ کی گدی نشین اولاد کی نگرانی میں منایا جاتا ہے۔

سید احمد ہمدانی المعروف شاہ سلطان بلاول کے نکاح اول سے دولڑکوں کی ہند میں آمد

شاہ حسین صفوی (۱۶۹۴ تا ۱۷۲۲) عیسوی نے ملامجلسی کی قیادت میں حکومت پر مذہبی لبادہ ڈال دیا۔ملا کے نائب تخیل پرور نعرے باز تقریروں نے عوام کے کان راگ آشنا اور دل کٹر بنا دیئے۔ایک دوسرے کے اماموں اور صحابیوں کو مناظرہ کی تیزنوک پر چڑھا دیا۔جب دماغ الزام تراشی سے عاجز آجاتے تو بحث تلواروں کی چھنکار میں بدل جاتی۔مسجدیں جنگ کا اکھاڑا بن جاتی۔عوام جیلوں میں آخری سانس لیتے۔مولوی سونے چاندی کی چھاؤں تلے سوتے۔مبلغ اپنے کام کی داد بادشاہ سے طلب کرتے۔جب مولویانہ روش نے ایک نہ ختم ہونے والی بحث اور مذہبی جنگ کو جنم دیا۔تو بادشاہی کے کونے کونے سے ایک دوسرے کے خلاف فتوؤں کا سیلاب امڈ پڑا۔ جب بادشاہ تک شکائیت پہنچائی گئی تو اس نے نائب اماموں (مولویوں) کی تقریروں کو الہام خداوندی سے تعبیر کیا اور مخالفین کے سروں پر یہ کہہ کر تلواریں رکھ دیں کہ مجھے خواب میں امام پاک نے ان کی پیروی کرنے کی ہدایت کی ہے۔۱۷۰۹ عیسوی میں غلزئی سردار میرویس اس تشدد امیز رویہ پر چیخ اٹھا۔اور سلطنت شیعہ کی مخالفت میں تحریری فتوے لے کر بغاوت کردی۔نائب اماموں کی تقریریں اور بادشاہ کی متعہ امیز کہانیاں عجیب وغریب رنگ میں بیان کرنے لگا۔افغانی اہلسنت سرداراپنے عقائد پر تنقید برداشت نہ کرسکے اور دل وجان سے میرویس کے ساتھ مل گئے۔ادھر شیخ اسلام ادھر افغانی مولویوں نے جہاد کا اعلان کردیا۔ایک دوسرے کو کافر کہا۔حصول جنت کا آسان ترین نسخہ سمجھانے نکلے۔آن کی آن میں ایک رسول کا کلمہ پڑھنے والے میدان جنگ میں کھڑے ہوگئے۔شاہ حسین صفوی نے جبری بھرتی کا حکم نافذ کردیا۔سید سلطان بلاول کے لڑکوں سید عبداللہ ہمدانی اور سید اسحاق ہمدانی نے بھی فوجی وردی پہن لی اور نائب اماموں کے مواعظ کے سحرزدہ فوجیوں نے مولویوں کی کمان میں افغانوں سے لڑائی کی۔ ہر دوفریق مذہبی جنونی جنگ میں اپنے مخصوص نعرے لگاتے ہوئے کود پڑے۔ بھائی پر بھائی چڑھ دوڑا۔ افغانیوں نے میدان مارلیا اور ایرانی فوج جنگ ہارگئی۔سردار میرویس نے خودمختار افغان سلطنت کی بنیا شیعہ نظریات کی نفی پر رکھی۔جب مولویوں کی کشتہ فوج اصفہان پہنچی تو لوگوں نے غدار اور بزدل اور فراری خطابوں سے استقبال کیا احمد شاہ بلاول ہمدانی کے دونوں بیٹے لوگوں کی نظروں سے خود کو چھپاتے ہوئے ہمدان آئے۔والدہ عرصہ بیت گیا تھا کہ فوت ہوچکی تھیں دونوں بھائیوں کی بیویاں بھی اللہ کو پیاری ہوگئی تھیں۔سید عبداللہ اپنے لڑکے سید محمد اور بھائی سید اسحاق ہمدانی کو لیکر ہندوستان کی طرف آ گئے اور بڑے کٹھن مصائب جھیل کر اپنے والد سید احمد ہمدانی کی خدمت میں آئے۔شاہ حسین صفوی تخت سے دستبردار ہوگیا اور قندھاری اپنے عقائد کو تلوار کے زور سے زندہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہوگئے۔افغانیوں نے ایران کے امیروں وزیروں مولویوں اور خاندان صفویہ کے افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ہر طرف انتشار پھیل گیا۔پیٹر اعظم زار روس نے باکو اور رشت پر قبضہ کرلیا۔سلطان ترک طفلس،تبریز ہمدان،کرمان شاہ پر قابض ہوا۔رعیت نے شاہ حسین صفوی کو پاگل کہہ کر قتل کردیا۔کہ وہی شہزادہ شاہ حسین صفوی ہے۔جس نے شاہ بلاول کو ملک بدر کیا۔سید عبداللہ ہمدانی اور شاہ اسحاق ہمدانی ۱۷۱۰ء عیسوی کو اپنے والد سید احمد شاہ بلاول کے پاس پہنچے۔۱۷۱۵ عیسوی میں سید احمد شاہ بلاول انگہ ضلع خوشاب میں وفات پا گئے اور یہ علاقہ آپ کے نام سے انگہ شاہ بلاول مشہور ہوا ہے اس کے بعد کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے۔صرف یہ پتہ ہے کہ

سب سے پہلے شاہ اسحاق تلہ گنگ تشریف لائے اور آپ نے تلہ غرب کے نالہ درگڑ پر چلہ کشی کی اور پھر وہاں سے ڈھڈیال تحصیل چکوال تشریف لائے تلہ گنگوی مریدوں نے جائے چلہ کشی کے اردگرد دیوار بنادی اور نشست کو قبر میں تبدیل کر دیا یہ حویلی اب بھی موجود ہے لوگ سلامی کو جاتے ہیں،

سید محمد المعروف شیر شاہ چھٹا

از روئے تحریر ملا صمد کشمیری سید محمد المعروف شیر شاہ چھٹا اکثر دیوار پر بیٹھے رہتے کسی کسی وقت حکم دیتے چل میرے گھوڑے پھر خود ہی کہتے یہ دیوار نہیں میرا گھوڑا ہے دیکھو دیکھو میرا گھوڑا اسب سے آگے نکل گیا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ شہزادہ جب حسب معمول دیوار پر بیٹھا ہی تھا کہ چند گھوڑا سوار نیزا بازی کیلئے پاس سے گزرے کسی نے طنزاً کہا محمد لے آ اپنا گھوڑا نیزا بازی کیلئے۔ یہ سنتے ہی شہزادے نے دیوار کو زور سے سوٹی رسید کرتے ہوئے کہا چل میرے گھوڑے یہ کہنا ہی تھا کہ مٹی کی دیوار سچ مچ دوڑ پڑی، دیکھ کر سید احمد ہمدانی جلال میں آ گئے اور فرمایا بیٹے تم نے موت خرید کر ان کا راز فاش کر دیا اور میرا دامن روشن کر دیا۔ بس اسی وقت محمد چلتی دیوار سے ایسے گرے کے بدن چور چور ہو گیا اور فوت ہو گئے۔ حقیقت میں یہ گھڑ سوار وہ مقامی شخص تھے جو سید احمد بلاول کے خلاف زبانیں چلاتے تھے اور آپ پر قسم قسم کے من گھڑت الزام لگا کر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے۔ کہ شاہ صاحب مروجہ اسلام کے رسوم وقوانین کو مسخ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور خود شاہ بلاول کو قتل کرنے کے درپے تھے۔ سید محمد ہمدانی اپنی جان دے کر اپنے والد کے کردار کو ثابت کر دیا۔ ان کے دل میں اب خوف پیدا ہوا کے سرکار کے خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگ لیں۔ کیونکہ لوگ نتائج کے بعد سچ اور جھوٹ کی تمیز کرتے ہیں۔ شاید اسلئے سید محمد المعروف شیر شاہ چھٹا کو ان کی بامقصد موت اور نتائج خیز کرامت کی وجہ سے چوہتھ یا پنج ہتھ بھی کہتے ہیں۔ (اختتام تحریر سید عبدالرحمان ہمدانی المعروف رضا شاہ)

سید احمد شاہ بلاول کی دو شادیاں ثابت ہوتی ہیں اور آپ کے چھ فرزند تھے۔ سید ابراہیم ہمدانی، سید شہاب الدین ہمدانی، سید قطب الدین ہمدانی، سید شاہ اسحاق نوری ہمدانی، سید شاہ عبداللہ ہمدانی اور سید محمد المعروف شیر شاہ چھٹا جبکہ دندہ شاہ بلاول میں آپ کی تین شادیاں بتائی جاتی ہیں۔ آپ کا انتقال انگہ شاہ بلاول میں ہوا اور آپکی وصیت کے مطابق دندہ شاہ بلاول میں دفن کیا گیا۔ وادی سون سیکسر کے جنوب مغرب میں واقع پہاڑی سلسلے میں انگہ کا قدیم شہر آباد ہے روایت کے وادی سون کے اس قدیم شہر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دندہ سے شاہ بلاول ہمدانی ٹیکے لگانے تشریف لائے۔ جسے مقامی زبان میں انگہ کہتے ہیں اور بعد میں انگہ شاہ بلاول کے نام سے مشہور ہوا اور حضرت شاہ بلاول ہمدانی گرمیوں میں انگہ قیام فرماتے تھے۔ بعدازاں آپ نے یہیں پر وفات پائی۔ انگہ میں سلطان محمد فتح کی درگاہ بھی ہے جو سلطان باہو کے جد تھے۔ مقامی روایت کے مطابق سلطان باہو کی والدہ راستی بی بی بھی شاہ بلاول کی مرید تھیں اور آپ نے انھیں دعا دی کے آپ کے گھر سلطان پیدا ہو گا۔

مردوال

مردوال شہر کے شمال کے جانب کوئی تین کلومیٹر کے فاصلے پر وادی کی دوسری بلند چوٹی مائی والی ڈھیری ہے۔ جو اپنی دلکشی کی بنا پر وادی کے دور تک عجب نظارہ پیش کرتی ہے۔ ڈھیری پر چڑھنے کا راستہ آسان بنا دیا گیا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر ایک دربار ہے جو مقامی ایک نیک دل عورت نے تعمیر کروایا ہے۔ اس پر درجہ ذیل کتبہ ہے۔ پیرو بی بی زوجہ سید احمد ہمدانی المعروف سخی شاہ نوری سلطان بلاول۔ دندہ شاہ بلاول چکوال روایات ہے کہ مائی صاحبہ

یہاں سے گزری تھیں اور یہیں دفن ہونے کی خواہش کی جو بعد میں احترام سے پوری کی گئی
یہ اسی خان شیر سوری کی بیٹی تھیں جو سید احمد ہمدانی کے عقد میں تھیں۔ تاہم یہ بات ثابت نہیں کہ ان کے بطن سے شاہ بلاول کے کونسے دو بیٹے تھے۔ مگر ان کی بطن سے شاہ بلاول کے دو فرزند ضرور تھے۔ واللہ اعلم

اعقاب سید احمد ہمدانی الاعرجی العابدی الحسینی المعروف نوری شاہ سلطان بلاول بن سید اسماعیل ہمدانی

آپ کے چھے فرزند تھے (۱)۔**سید شاہ ابراھیم حسینی** (۲)۔**سید شاہ شھاب الدین حسینی ھمدانی** (۳)۔**سید قطب الدین ھمدانی حسینی** (۴)۔**سید شاہ عبداللہ حسینی ھمدانی** (۵)۔**سید شاہ اسحاق نوری ھمدانی حسینی** (۶)۔سید شیر شاہ المعروف شاہ چھٹہ جنکی وفات کم سنی میں ہی ہوگئی۔ یوں حضرت نوری شاہ بلاول کی اولاد پانچ پسران سے جاری ہوئی۔ اوران پانچ حضرات کی اولاد کثیر ہے۔ سادات ہمدانیہ حسینیہ کی یہ نسل تعداد میں سب سے بڑی ہے۔ اس کے بعد سادات علی گڑھ جلالی ہے اور اس کے بعد سادات ہمدانیہ آزاد کشمیر پھر سادات ہمدانیہ قصور وخیر پور ٹامے والی کی تعداد آتی ہے۔ ساداتِ ہمدانیہ کے کچھ لوگوں کے پاس میر سید علی ہمدانی کا ایسا شجرہ بھی پایا گیا جو امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے۔ جبکہ وہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہے کہ ساداتِ ہمدانی کی زیادہ رشتہ داریاں سادات کاظمیہ میں ہیں۔ اور کاظمی سادات کے قدیم مشجرات میں بھی یہ شجرہ پایا گیا ہے۔ اور یہیں سے نقل ہوکر ہمدانی سادات کے پاس بھی آیا ہے۔ سید احمد ہمدانی المعروف شاہ سلطان بلاول نوری حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی چودھویں پشت میں سے تھے اور آپ کے مابین ۳۶۰ سال حائل ہیں۔ اور علم الانساب کی رو سے اتنی پشتیں ممکن ہیں۔ خود سید ابن خداع نسابہ المصری الارقطی الحسینی کی پشتیں بھی ۳۴۷ سال میں اتنی ہی بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ علم الانساب میں جہاں جہاں اس طرح کی مثال ہے ہم نے اس کتاب میں اتنی پشتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خاص کر عمدۃ الطالب صغریٰ میں جہاں جہا ں اس طرح کا ذکر ہے ہم نے اسکا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عبدالطیف شاہ بری کاظمی الموسوی۔ سید دلدار علی نقوی مجتہد اول ہندوستان شاہ چن چراغ فی زمانہ سید احمد شاہ بلاول کے ہم عصر تھے اور ان کے انساب میں بھی تقریباً اتنی ہی پشتیں تھیں جن کا ذکر ہم اپنے اپنے مقام پر کریں گے ایک صدی میں تین سے پانچ پشتیں گزر سکتی ہیں جس کا ذکر صاحب عمدۃ الطالب الصغریٰ نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔ عمدہ الطالب صغریٰ کا اصلی نام مختصر بنی ہاشم ہے۔ وہ اسطرح کہ عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہارون رشید کی اولاد کے زمانہ میں زندہ تھے اور ہارون رشید بن مہدی محمد بن ابی جعفر منصور بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب یوں عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اپنے ساتھ کی ساتویں پشت کے زمانے میں زندہ تھے تو لازمی ہے کہ ان کے پوتے بھی اس عمر میں موجود ہوں گے۔ اس طرح ۱۰۰ سالوں میں ۳ سے پانچ پشتوں کا ہونا ممکن ہے۔ اور اس قاعدے کو جمال الدین ابن عنبہ الحسنی نے اپنی کتاب عمدۃ الطالب الصغریٰ میں بیان کیا۔ اس حساب سے مولا علی بن ابی طالبؑ سے اب تک ۳۵ سے ۴۹ پشتیں ممکن ہیں ہر نسل کی شادیوں کی عمر اور علمی اور ثقافتی روایات سے اس نسل کی کم یا زیادہ پشتیں ہونا طے پاتا ہے۔

اعقاب سید شاہ ابراہیم الحسینی بن سید سخی احمد شاہ بلاول نوری ہمدانی الاعرجی

آپ کی اولاد چھے پسران سے جاری ہوئی (۱)۔سید نظام الدین (۲)۔سید علی شاہ (۳)۔سید شاہ داتا (۴)۔سید شاہ زندہ (۵)۔سید شاہ خوشی

محمد(۶)۔سید شاہ راجہ

اول سید نظام الدین شاہ بن سید شاہ ابراہیم الحسینی کی اولاد سے سادات دندہ شاہ بلاول، سادات ہمدانیہ جھال چکیاں، سرگودھا، سادات ہمدانیہ میاں والہ پنڈی گھیب اٹک، سادات ہمدانیہ کراچی، سادات ہمدانیہ موضع پچنند تلہ گنگ، سادات ہمدانیہ موضع بڑنگا بھکر، سادات ہمدانیہ قادر پور تلہ گنگ کے خاندان ہیں۔

ان میں سید سخی سلطان شاہ قادر بخش ہمدانی المعروف ساڑھی والی سرکار مدفن قادر پور تلہ گنگ بن سید شاہ زمان بن سید شاہ گل محمد شہید بن شاہ جیون ہمدانی بن سید نظام الدین المذکور تھے جن کا مزار قادر پور میں مرجع الخلائق ہے آپ ولی الکامل اور زبدۃ العارفین تھے۔

پھر ان میں پیر سید محمد شاہ ہمدانی بن سید حاجی شاہ بن سید قائم بخش بن شاہ امیر عالم بن حیدر شاہ بن چراغ شاہ بن سید گل محمد شہید بن جیون شاہ ہمدانی بن سید نظام الدین المذکور تھے جن کا مزار میاں والہ پنڈی گھیب اٹک میں ہے۔تفصیلی مشجرات کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں موجود ہیں۔

دوئم سید علی شاہ بن سید شاہ ابراہیم الحسینی :۔آپ کی اولاد سے سادات ہمدانیہ دندہ شاہ بلاول، سادات ہمدانیہ غریب وال جہلم، سادات ہمدانیہ ڈھرنال فتح جنگ ہیں۔

ان میں غوث زماں سید شاہ مراد ہمدانی (خلیفہ مجاز غلام فرید خواجہ کوٹ مٹھن المتوفی ۱۹۴۳) بن عنائیت شاہ بن حافظ نوری شاہ عبداللہ بن سید باقر شاہ بن اکبر شاہ بن کبیر شاہ بن رحیم شاہ بن سید علی شاہ المذکور تھے۔

پھر ان میں سید پیر شاہ محمد رضا ہمدانی (ڈھرنال فتح جنگ) بن سید پہلوان شاہ بن حافظ نوری شاہ عبداللہ بن باقر شاہ بن اکبر شاہ بن کبیر شاہ بن رحیم شاہ بن علی شاہ المذکور تھے۔

سوئم سید داتا بن سید شاہ ابراہیم الحسینی کی اولاد قلیل ہے آپ کی اولاد سادات ہمدانیہ کھائی تحصیل کلر کہار ضلع چکوال میں آباد ہے جن میں محمد حسنین عباس بن صفدر حسین بن باغ علی شاہ بن عباس علی شاہ بن حیدر شاہ بن محمد شاہ بن رکن عالم شاہ بن شاہ جی بن قطب شاہ بن سید شاہ داتا المذکور ہیں۔

تفصیلی مشجرات کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں ہیں۔

چہارم سید خوشی محمد بن شاہ ابراہیم الحسینی کی اولاد بھی قلیل ہے آپ کی اولاد سادات ہمدانیہ موضع میال تحصیل چوآسیدن شاہ ضلع چکوال میں آباد ہے۔ان میں سید غلام حسین شاہ ہمدانی المعروف گڑھے سرکار بن گوہر شاہ بن حسن شاہ بن امام شاہ بن جہان شاہ بن قادر شاہ بن چراغ شاہ بن سلطان شاہ ہمدانی بن سید فتح شاہ (مزار میال تحصیل چوآسیدن شاہ) بن سید شاہ خوشی محمد المذکور ہیں۔تفصیلی مشجرات کتاب المشجر بن اولاد حسین الاصغر میں مذکور ہیں۔

پنجم سید شاہ زندہ بن سید شاہ ابراہیم الحسینی آپ کی اولاد سے سادات ہمدانیہ جسوال، ساؤ وال، دھریالہ چالپ ضلع جہلم ہیں جن میں صادق علی شاہ بن ہادی شاہ بن میر شاہ بن عالم شاہ بن غلام رسول شاہ بن عبدالغفور بن روشن شاہ بن داون شاہ بن شاہ زندہ المذکور میں لقصیلی مشجرات کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں مذکور ہیں۔

ششم سید شاہ راجہ بن سید شاہ ابراہیم الحسینی آپ کی اولاد میں سادات ہمدانیہ سدھوال، ہرن پور ضلع جہلم ہیں ان میں قطب العارفین غوث زماں سید غلام

شاہ ہمدانی بن باغ علی شاہ بن بڈھا شاہ بن شیر شاہ بن سید شاہ راجہ المذ کور تھے تفصیلی مشجرات کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں ملاحظہ فرمائیں۔

اعقاب سید شاہ قطب الدین بن سید احمد ہمدانی الاعرجی المعروف نوری شاہ سلطان بلاول

آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔سید کبیر شاہ ہمدانی (۲)۔سید جیون شاہ ہمدانی (۳)۔سید جلال الدین شاہ ہمدانی

اول سید کبیر شاہ ہمدانی بن سید شاہ قطب الدین ہمدانی:۔آپ کی اولاد سے سادات ہمدانیہ مندرہ خیل میانوالی عیسیٰ خیل میانوالی ،رحیم یار خان ،سادات ہمدانیہ برزی میانوالی ،سادات ہمدانیہ ڈھوک فتح شاہ سادات ہمدانیہ چکی تلہ گنگ ہیں۔

جن میں غوث الزماں سید شاہ عالم ٹاہلیاں والے بن محمد شاہ بن شاہ گل شیر ہمدانی بن شاہ مرزا ہمدانی بن شاہ کبیر ہمدانی المذ کور تھے جن کا مزار موضع چکی تلہ گنگ میں ہے۔اوپر جتنے علاقوں کا ذکر ہے۔وہ سب آپ کی اولاد سے ہی ہیں۔ان میں سید محمد اسحاق بن سید پیر ولائیت شاہ بن گل پیر شاہ بن حیدر شاہ بن زمان شاہ بن سید سخی شیر شاہ بن شاہ عالم ٹاہلیاں والے المذ کور بھکر میں رہائش پذیر ہیں۔

دوئم سید جیون شاہ ہمدانی بن سید شاہ قطب الدین ہمدانی کی اولاد سادات ہمدانیہ سگھر تحصیل تلہ گنگ ہیں جن میں غضنفر عباس ،شیر عباس ،توصیف عباس ،تقی رضا ابنان مشتاق حسین بن غازی شاہ بن احمد شاہ بن مزمل شاہ بن احمد شاہ بن عالم بن جیون شاہ المذ کور ہیں۔تفصیلی شجرہ کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں ہے۔

سوئم سید جلال الدین ہمدانی بن سید شاہ قطب الدین ہمدانی آپ کی اولاد سے سادات ہمدانیہ کھوتکہ خوشاب سادات ہمدانیہ لکھیوال سرگودھا سادات ہمدانیہ جابہ خوشاب ،سادات ہمدانیہ چینبی تلہ گنگ ہیں ان میں سید جلال الدین بن شاہ قطب الدین کا ایک فرزند سید باقی شاہ تھے جن کے آگے چار فرزند تھے۔

(۱)۔سید قلم شاہ (۲)۔سید شاہ فتح محمد (۳)۔سید کرم شاہ (۴)۔سید جیون شاہ

پہلی شاخ میں جیون شاہ بن باقی شاہ بن سید جلال الدین ہمدانی کی اولاد سے حیدر شاہ بن مہر شاہ بن محمد شاہ بن کرم شاہ بن امیر شاہ بن سید شاہ بن امیر شاہ بن سید جیون شاہ المذ کور ہیں جسکی اولاد کھوتکہ ضلع خوشاب میں آباد ہے۔

دوسری شاخ میں سید شاہ فتح محمد بن باقی شاہ بن سید جلال الدین ہمدانی کی اولاد سے سید عبدالحکیم بن احمد شاہ بن سیدن شاہ بن سیدن شاہ بن جعفر شاہ بن مقصود شاہ بن چراغ شاہ بن سید لطیف شاہ بن لکھی شاہ بن سید شاہ فتح محمد المذ کور یہ نسل بھی کھوتکہ خوشاب میں آباد ہے۔

تیسری شاخ میں کرم شاہ بن باقی شاہ بن سید جلال الدین ہمدانی کی اولاد سے سادات ہمدانیہ لکھیوال شریف ہے۔آپ کے تین فرزند تھے(۱)۔غوث زماں سید سخی چھٹن شاہ ہمدانی (۲)۔سید مہر شاہ (۳)۔سید نور شاہ

اوران تینوں صاحبان کی کثیر اولاد ہے جو مضافات لکھی والی شریف سرگودھا میں آباد ہے ان میں سید شفقت ہمدانی بن غلام شبیر شاہ بن بہادر شاہ بن گل شاہ ہمدانی بن امام شاہ بن جیون شاہ بن حسین شاہ بن چراغ شاہ بن میراں شاہ بن مہر شاہ بن سید کرم شاہ المذ کور

پھر ان میں توقیر حسین شاہ بن غلام محمد شاہ بن سلطان علی شاہ بن امیر شاہ بن غلام شام بن خیر شاہ بن سید سخی چھٹن شاہ ہمدانی بن کرم شاہ المذ کور تھے۔

چوتھی شاخ میں قلم شاہ بن باقی شاہ بن سید جلال الدین ہمدانی کی اولاد سے بریگیڈیئر سید افتخار حسین شاہ بن میجر تصدق شاہ بن قلم شاہ بن جمال شاہ بن اعظم شاہ بن فرمان شاہ بن مبارک شاہ بن بنی شاہ بن سید قلم شاہ المذکور ہیں جو یہ نسل موضع چینجی تلہ گنگ میں آباد ہے۔

اعقاب سید شاہ شہاب الدین ہمدانی بن سید احمد ہمدانی الاعرجی المعروف شاہ سلطان بلاول نوری

آپ کا مزار کرڑ تھانہ چونترہ میں ہے آپ کی اولاد میں آٹھ فرزند تھے(۱)۔سید معصوم شاہ (مزار بگراں سیداں تھانہ چونترہ) (۲)۔سید حاجی شاہ (۳)۔سید محمد مہدی (۴)۔سید شاہ تاج محمد ولی (جادہ شریف تھانہ چونترہ)(۵)۔خلقی محمد(۶)۔سید شاہ محمد حسین (۷)۔سید معین الدین (۸)۔شاہ شریف محمد ہمدانی

سید شاہ شہاب الدین ہمدانی بن سید احمد شاہ بلاول ہمدانی کی اولاد میں سے سادات ہمدانیہ انگہ شاہ بلاول خوشاب سادات ہمدانیہ، سادات ہمدانیہ بگراں سیدان تھانہ چونترہ، سادات ہمدانیہ ٹوبہ چونترہ ، سادات ہمدانیہ کرڑ چونترہ، سادات ہمدانیہ، جلال پور سیداں خوشاب، سادات ہمدانیہ موضع جابہ خوشاب، سادات ہمدانیہ جوئیہ خوشاب، سادات ہمدانیہ مور جھنگ سیدان تھانہ چونترہ، سادات ہمدانیہ راہنہ سادات چکوال ، سادات ہمدانیہ احمد آباد خوشاب وغیرہ ہیں۔

اول سید محمد مہدی بن سید شاہ شہاب الدین ہمدانی کی اولاد میں سے سادات ہمدانیہ انگہ شاہ بلاول ہیں جن میں ہے سید اظہار الحسن ، سید سجاد حسین ، سید غلام عباس ، سید کوثر حسین ، سید زاہد حسین ابنان سید جلال شاہ بن سید شریف شاہ بن نور حسین شاہ بن غلام شاہ بن جیون شاہ بن سید میراں شاہ بن سید دائم شاہ بن عبدالروف بن سید مہدی شاہ المذکور ہیں۔اس شاخ کے تفصیلی مشجرات کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں رقم ہیں۔

دوئم سید شاہ محمد حسین بن سید شہاب الدین آپ کی اولاد میں رہنہ سادات چکوال آتے ہیں۔ان میں سید سخی شاہ شہابل ہمدانی بن شاہ علی مدد بن شاہ شرف بن برہان شاہ بن شاہ محمد بن شاہ فتح نور بن شاہ بقاء المعروف باقی شاہ بن سید قطب شاہ بن شاہ شرف بن شاہ عبدالواحد بن سید شاہ محمد حسین ہمدانی المذکور

سوئم سید شاہ شریف محمد بن سید شاہ شہاب الدین ہمدانی آپ کی اولاد میں پانچ فرزند اور ایک بیٹی تھیں۔آپ کی بیٹی سیدہ سلطان خاتون تھیں جن کی وفات سن صغیر میں ہوئی اور بعض روایات میں ہے کہ آپ زندہ غائب ہوگئیں آپ کا مزار مور جھنگ سیداں تھانہ چونترہ میں ہے۔اور پسران میں (۱)۔سید فتح محمد (۲)۔سید رشید محمد (۳)۔مبارک شاہ (۴)۔مہدی شاہ (۵)۔سید غفور محمد

ان میں پہلی شاخ کے اندر سید غفور محمد بن شاہ شریف محمد کی اولاد مور چھنگ سیدان تھانہ چونترہ میں آباد ہے جن میں (۱)۔ممتاز شاہ (۲)۔قمر عباس (۳)۔تغیر حسین شاہ اور (۴) ذاکر حسین شاہ ابنان قائم شاہ بن حسین شاہ بن سید شیر شاہ بن قائم شاہ بن شاہ زمان بن سید محمود شاہ بن حلیم شاہ بن سید موجم شاہ بن سید غفور محمد المذکور

تفصیلی مشجرات کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری شاخ میں سید فتح محمد بن سید شاہ شریف محمد کی اولاد میں سادات ہمدانیہ رہنہ سادات چکوال آتی ہے۔ان میں جسارت شاہ توصیف حیدر، تقی الحسن ، سالار حیدر ابنان سبط الحسن شاہ بن امیر عابد شاہ بن علی بہادر شاہ بن نبی شاہ بن علی شیر شاہ بن شاہ جی بن عبداللہ المعروف شاہ زندہ بن کمال شاہ بن

حسین شاہ بن خیر محمد شاہ بن سید فتح محمد المذکور۔ تفصیلی مشجرات کیلئے کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر ملاحظہ کریں۔

اعقاب سید سخی شاہ اسحاق نوری پاک بن سید احمد ہمدانی المعروف نوری شاہ بلاول

آپ کی اولاد میں چھ فرزند تھے(۱)۔شاہ قبول (۲)۔شاہ کبیر محمد (۳)۔شاہ جیون (۴)۔شاہ حیات (۵)۔شاہ عبدالرحیم (۶)۔سید حاجی محمد المعروف امین الامت۔جبکہ اولاد دو ہی سے مشہور ومعروف ہے بعض مشجرات میں چھٹا بیٹا (۶)۔عبداللہ ہے

آپ کی اولاد میں سادات ہمدانیہ نارنگ سیداں، سادات ہمدانیہ ڈھڈیال، سادات ہمدانیہ شاہ پور چکوال، سادات ہمدانیہ میرا شریف چکری روڈ راولپنڈی، سادات ہمدانیہ جھنڈو سیداں ، سادات ہمدانیہ بھنگالی شریف ، سادات ہمدانیہ کولیاں حمید، سادات ہمدانیہ نکڑالی، سادات ہمدانیہ سہال، سادات ہمدانیہ ہون، سادات ہمدانیہ جھالہ میروال، سادات ہمدانیہ علاول شریف، سادات ہمدانیہ نیلا، سادات ہمدانیہ ہرنیالی۔کھائی اعوان مندرہ، سادات ہمدانیہ ادھوال، سادات ہمدانیہ چک امرال وغیرہ مشہور ومعروف ہیں۔

اول سید محمد امین الامت بن سید شاہ اسحاق نوری پاک ہمدانی آپ کی اولاد تین پسران سے چلی۔(۱)۔سید محمود شاہ (۲)۔غوث الزمان سید گوہر شاہ (۳)۔سید رحیم شاہ المعروف عظیم شاہ۔پہلی شاخ میں سید محمود شاہ بن سید محمد امین الات بن شاہ اسحاق نوری پاک کی اولاد میں پانچ پسران سے (۱)۔سید شاہ سید ولی (۲)۔حلیم شاہ (۳)۔عنائیت شاہ (۴)۔جیون شاہ (۵)۔رحمان شاہ

سید شاہ سید ولی بن سید محمود بن سید محمد امین الامت کی اولاد سے تین فرزند تھے۔(۱)۔بھولے شاہ (۲)۔کرم شاہ (۳)۔گولے شاہ ان میں کرم شاہ بن سید شاہ سید ولی بن سید محمود کی اولاد میں تین فرزند تھے(۱)۔سید مردان علی جنکی اولاد شاہ پور ہمدانیہ چکوال میں ہے(۲)۔سید شرف شاہ اولاد نارنگ سیدان میں ہے(۳)۔سید بڈھا شاہ۔

اس بڈھا شاہ بن کرم شاہ کی اولاد سے سید خورشید عالم بن شہزادہ عالم بن غلام شاہ بن شرف شاہ بن دون شاہ بن نواب شاہ بن شاہ نور حسین بن سید بڈھا شاہ المذکور تھے اور سید شہباز حسین سید شہزاد حسین اور اعتزاز حسین ابنان سید اعجاز حسین شاہ بن غلام شاہ بن شرف شاہ بن دون شاہ بن نواب شاہ بن شاہ نور حسین بن سید بڈھا شاہ المذکور تھے سید شہزاد حسین بن اعجاز حسین شاہ کے ایک فرزند سید محمد اعجاز حسین ہیں۔ان میں ہی سید قلب عباس سید محسن عباس سید اسد عباس سید مدثر عباس سید اختر عباس ابنان سید ذوالفقار حسین بن سید احمد شاہ ہمدانی بن عباس علی شاہ بن بھون شاہ بن نواب شاہ بن نور حسین شاہ بن بڈھا شاہ المذکور۔سید قلب عباس بن سید ذوالفقار حسین شاہ کے ایک فرزند سید محمد موسیٰ کاظم ہمدانی ہیں۔جبکہ سید احمد شاہ بن عباس علی شاہ کے دواور فرزند سید محمد حسین شاہ اور سید مختار حسین شاہ ہیں۔جن کی اولاد ڈڈھیال میں آباد ہے۔

سید گولے شاہ بن سید شاہ سید ولی بن سید محمود شاہ کی اولاد سے تین فرزند تھے(۱)۔لعل شاہ (۲)۔اگر شاہ ان دونوں کی اولاد جھالہ میروال میں ہے (۳)۔شاہ نواز

اس شاہ نواز بن سید گولے شاہ بن سید شاہ ولی کی اولاد سے (۱)۔سید عظیم شاہ (مہوٹہ موہڑہ)(۲)۔پیر محمد حیات علی شاہ ہمدانی (علاول شریف)(۳)۔سید خواجہ سخی پیر غلام علی شاہ ہمدانی تاجدار میرا شریف، ابنان باغ علی شاہ بن شاہ نواز المذکور تھے۔

سید خواجہ پیر غلام علی شاہ ہمدانی بن باغ علی شاہ کی اولاد سے سید اجمل شاہ مبشر ہمدانی بن سید احمد شاہ ماروی بن سید غلام علی المذکورہ ہیں
سید بھولے شاہ بن سید شاہ سید ولی کی اولاد میں چار فرزند تھے(۱)۔قطب شاہ (۲)۔لطف شاہ (۳)۔شاہ محمد غوث (۴)۔فتح نور شاہ

ان میں فتح نور شاہ بن سید بھولے شاہ بن سید شاہ سید ولی کی اولاد سے غوث الزمان پیر کامل سید عبداللہ شاہ ہمدانی بن پیر سید امام علی شاہ ہمدانی بن گلاب شاہ ہمدانی بن سید علی شاہ بن عبداللہ شاہ بن فتح نور المذکور تفصیلی مشجرہ کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں ہے۔آپ کا مزار بھنگالی شریف میں ہے۔

دوسرے سید شاہ محمد غوث بن سید بھولے شاہ بن سید شاہ سید ولی کی اولاد میں سے سادات ہمدانیہ جھنڈ وسیداں ہے جن میں سید امتیاز حسین شاہ بن طاہر حسین شاہ بن امام علی شاہ بن بھون شاہ بن حیات شاہ بن قادر شاہ بن شاہ غوث المذکور (تفصیلی شجرہ کتاب المشجر میں ہے)۔

سید حلیم شاہ بن سید محمود شاہ بن سید محمد امین الامت کی اولاد سے (۱)۔سید مخدوم شاہ (۲)۔سید نذر شاہ ابنان سید اکرم شاہ بن سید حلیم شاہ المذکور تھے۔

ان میں سید مخدوم شاہ بن سید اکرم شاہ بن سید حلیم شاہ کی اولاد سے سادات ہمدانیہ نارنگ سیداں ہے جن میں کرنل محمد عباس شاہ بن سید فضل عباس شاہ بن عباس علی شاہ بن جوار شاہ بن سید مخدوم شاہ المذکور

دوسری طرف سید نذر شاہ بن سید اکرم شاہ بن سید حلیم شاہ کی اولاد سے علامہ سید محسن علی ہمدانی الحسینی خطیب جامعہ مسجد قصر ابوطالب راولپنڈی بن تصدق حسین شاہ بن امیر حسین شاہ بن سید مبارک شاہ بن سید مہدی شاہ سرکار بن سید نذر شاہ المذکور ان میں سے (۱) سید محمد حنفیہ (۲) سید علی نقی (۳) سید حسن عسکری ابنان آصف حسین شاہ بن عاشق حسین شاہ بن نذر شاہ بن حیات شاہ بن امیر شاہ بن فیض علی شاہ بن عالم شاہ بن نذر شاہ المذکور ہیں اور آپ آج کل جرمنی میں مقیم ہیں۔سید نذر شاہ بن حیات شاہ کے ایک اور فرزند سید عجائب شاہ بھی تھے جو لاولد رہے۔

پھر سید گوہر شاہ بن سید محمد امین الامت کی اولاد سے سادات امیر شال جھنڈ وسیداں جنکے تفصیلی شجرے کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں رقم ہیں۔

پھر سید رحیم شاہ المعروف عظیم شاہ بن سید محمد الامین الامت کی اولاد سے سادات عظیم شال ڈھڈیال ہے جن میں سید حماد رضا، سید حسن رضا، سید فیصل رضا ابنان سید الفت حسین شاہ بن حسن شاہ بن چنن شاہ بن جعفر شاہ بن سید کاظم شاہ بن شاہ مراد علی بن روشن شاہ بن سید محمد سعد شاہ ہمدانی بن سید رحیم شاہ المعروف عظیم شاہ المذکور انکے تفصیل مشجرات بھی کتاب المشجر میں رقم ہیں۔

دوئم سید شاہ عبدالرحیم بن سید شاہ اسحاق نوری پاک ہمدانی آپ کی اولاد میں ایک فرزند سید شاہ رفیع ہمدانی جن کے آگے چار فرزند تھے(۱)۔غوث الزماں نور حسن شاہ (۲)۔سید میر شاہ (۳)۔سید معصوم علی شاہ (۴)۔سید گلو شاہ اولاد ہرنیالی میں ہے۔

پہلی شاخ غوث الزمان سید نور حسن شاہ بن شاہ عبدالرفیع بن شاہ عبدالرحیم کی اولاد میں سے سادات ہمدانیہ فضیل آباد، مندرہ راولپنڈی و جھنگ اور نیلا دلہا چکوال ہے۔

ان میں امام شاہ (۲)۔غوث الزمان گل شاہ (۳)۔غوث الزمان سید زمان شاہ (۴)۔امیر شاہ (۵)۔حسن شاہ ابنان سید بہاول شاہ بن سید زمان شاہ بن غوث الزماں سید نور حسن شاہ المذکور تھے تفصیلی مشجر کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں ہے۔

دوسری شاخ میں سید میر شاہ بن شاہ رفیع ہمدانی بن سید شاہ عبدالرحیم ہمدانی کی اولاد میں سے سادات ہمدانیہ ادھوال اور ہرنیالی سیداں تھانہ چونترہ ہیں۔

جن کے مشجرات کا تفصیلی ذکر کتاب المشجر میں ہے۔

چہارم سید معصوم علی شاہ بن سید شاہ رفیع بن شاہ عبدالرحیم کی اولاد چک امرال تھانہ چونترہ راولپنڈی میں آباد ہے جن میں سید تصدق حسین ہمدانی بن عاشق شاہ بن حسن علی شاہ بن ولائیت علی بن نواب علی شاہ بن سوار علی شاہ بن سید معصوم علی شاہ المذکور

سوئم عبداللہ بن سید شاہ اسحاق نوری پاک ہمدانی، سادات ہمدانیہ ڈھڈیال، نارنگ سیداں، ادھوال میں عبداللہ بن شاہ اسحاق کا کوئی ذکر نہیں، البتہ سادات نیلا دلہا چکوال کے مشجرات میں انکا ذکر ہے۔لیکن انکی اعقاب کا کوئی تذکرہ نہیں۔

دراصل سادات لاڑا گوڑا ایبٹ آباد اور باہتر فتح جنگ اور کھائی مانسہرہ انکی اعقاب سے ہیں اور ان میں اس نسب کی دو روائیتیں ہیں اول عبداللہ بن سلطان احمد شاہ بلاول دوئم عبداللہ بن اسحاق بن احمد شاہ بلاول

سادات ہمدانیہ تلہ گنگ کے قدیم شجرات میں علی بن عبداللہ بن سلطان احمد شاہ بلاول کا ذکر ہے اور مذکورہ بالا دونوں روایات علی بن عبداللہ المذکور پر ہی منتہی ہوتی ہیں۔ان علی بن عبداللہ کے تین فرزند تھے(۱)۔شاہ حبیب(۲)۔شاہ حلیم(۳)۔سید محمد شاہ

ان میں حبیب شاہ کی اولاد جو شیخو پورہ میں آباد ہے کا سلسلہ نسب شاہ حبیب بن علی شاہ بن عبداللہ بن سید احمد بلاول پر منتہی ہوتا ہے حلیم شاہ بن علی بن عبداللہ بن سلطان احمد شاہ بلاول کی اولاد جو لاڑا گوڑا ایبٹ آباد میں ہے ان کے مشجر میں دونوں روایات ہیں لیکن زیادہ عبداللہ بن احمد شاہ بلاول ہے۔

البتہ سید محمد شاہ بن علی بن عبداللہ کی اولاد کے مشجرات میں عبداللہ بن اسحاق بن سید احمد شاہ بلاول ہے۔

یوں یہ معاملہ دونوں دلیلوں میں واضح نہیں تاہم علی بن عبداللہ بن شاہ بلاول کی روایت زیادہ خانوادوں میں ہے۔اس لئے ہم ان کا ذکر عبداللہ بن شاہ احمد بلاول کی اولاد کے تذکرے میں دوبارہ کریں گے۔جبکہ دونوں صورتوں میں ان خاندانوں کی سیادت میں کوئی شک نہیں ہے یہ سادات عالی درجات ہیں ان میں سید غضنفر مہدی بن سعادت شاہ بن چن پیر شاہ بن فضل شاہ بن سید قطب شاہ بن غلام شاہ بن گوہر شاہ بن اکرم شاہ بن سید فقیر شاہ بن محمد شاہ بن علی بن عبداللہ بن اسحاق نوری پاک بن سید احمد شاہ بلاول ہیں

اعقاب سید عبداللہ شاہ بن سید احمد ہمدانی الاعرجی الحسینی المعروف نوری شاہ سلطان بلاول رحمت اللہ علیہ

آپ کی اولاد پانچ پسران سے چلی(۱)۔علی شاہ(۲)۔سید جان محمد(۳)۔سید شاہ محمد ہمدانی(۴)۔سید لطف علی شاہ(۵)۔سید عبدالھادی

آپ کی اولاد میں سادات ہمدانیہ تلہ گنگ شہر، وسنال کلر کلہار، سادات ہمدانیہ شیخو پورہ، سادات ہمدانیہ لاڑا گوڑا ایبٹ آباد سادات ہمدانیہ کھائی مانسہرہ، سادات ہمدانیہ میال تلہ گنگ، سادات ہمدانیہ پنن وال جہلم، سادات ہمدانیہ سگھر تلہ گنگ، سادات ہمدانیہ چکی پنڈی گھیب ونکا پنڈی گھیب ومیال تلہ گنگ، سادات ہمدانیہ میال تھانہ چونترہ راولپنڈی، سادات ہمدانیہ پھلگراں اسلام آباد، سادات ہمدانیہ سید پورا اسلام آباد اور سادات ہمدانیہ الاعرجیہ چوہڑ ہڑپال راولپنڈی کینٹ شامل ہیں۔

اول علی شاہ بن سید عبداللہ شاہ آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے(۱)۔شاہ حبیب(۲)۔شاہ حلیم(۳)۔سید محمد شاہ

پہلی شاخ میں شاہ حبیب بن علی شاہ بن سید عبداللہ شاہ کی اولاد میں سادات ہمدانیہ شیخو پورہ ہیں جن میں نعیم عباس بن طالب شاہ بن محبوب شاہ بن راجے

شاہ بن شہابل شاہ بن امیر شاہ بن پیر شاہ بن ہاشم شاہ بن سید شاہ بن شاہ کمال بن شاہ حبیب بن علی شاہ بن عبداللہ بن (شاہ اسحاق نوری) بن سید احمد شاہ بلاول نوری۔

دوسری شاخ میں سید شاہ حلیم بن علی شاہ کی اولاد سے سادات ہمدانیہ لاڑا گوڑا ایبٹ آباد جن میں علی حیدر بن منیر حسین بن نذیر حسین شاہ بن یعقوب شاہ بن بہادر شاہ بن فتح شاہ بن نذر شاہ بن داون شاہ بن سید حلیم شاہ بن علی شاہ بن عبداللہ (بن شاہ اسحاق نوری) بن سید شاہ احمد بلاول نوری

تیسری شاخ میں سید محمد شاہ بن علی شاہ کی اولاد سے واہ کینٹ راولپنڈی میں مقیم عزادار اور حب آل بیتؑ سے سرشار بانی امام بارگاہ شاہ خراسان امام رضاؑ واہ کینٹ سید غضنفر مہدی بن سید سعادت شاہ بن سید چن پیر شاہ بن سید فضل شاہ بن سید قطب شاہ بن غلام شاہ بن سید گوہر شاہ بن سید اکرم شاہ بن سید فقیر شاہ بن سید محمد شاہ بن علی شاہ بن سید عبداللہ شاہ بن (شاہ اسحاق نوری) بن سید احمد شاہ بلاول نوری

دوئم سید محمد شاہ بن سید عبداللہ شاہ کی اولاد میں تین فرزند (۱)۔حضرت شاہ لطیف ہمدانی سرکار (۲)۔سید بہاون شاہ (۳)۔سید امام الدین حاجی غوث بادشاہ آپ کا مزار محلّہ گنگ میں ہے آپ کی کوئی اولاد نہ تھی

پہلی شاخ میں حضرت شاہ لطیف ہمدانی بن سید محمد شاہ بن سید عبداللہ شاہ کی اولاد سید شاہ فتح نور سے چلی اور آپ کے چھے فرزند تھے (۱)۔مخدوم شاہ (۲)۔سید بہار شاہ (۳)۔سید شاہ سیال لشکر گنج (۴)۔غلام شاہ (۵)۔صفت شاہ (۶)۔سید آگر شاہ ان حضرات کی زیادہ اولاد محلّہ سادات تلہ گنگ میال تلہ گنگ میں ہے۔

جبکہ بہار شاہ بن شاہ فتح نور بن شاہ لطیف ہمدانی بن سید محمد شاہ کی اولاد سے سادات ہمدانیہ تلہ گنگ اور روسنال تحصیل کلر کلہار ضلع چکوال ہیں۔جن میں باوا سید تجمل عباس ہمدانی بن فدا حسین شاہ بن شہابل شاہ بن سکے شاہ بن نور حسین شاہ بن امیر حسین شاہ بن حسین شاہ بن دامن شاہ بن رحمان شاہ بن بہار شاہ المذکور

دوسری شاخ میں بہاون شاہ بن سید محمد شاہ بن سید عبداللہ شاہ آپ کی اولاد سادات ہمدانیہ چکی ونکا پنڈی گھیب ومیال تلہ گنگ میں آباد ہے ان میں کریم حیدر شاہ، امیر حیدر شاہ، جہان شاہ ابنان بڑھے شاہ بن کریم حیدر شاہ بن عاقل شاہ بہاون شاہ المذکور ان تینوں کی اولاد مذکورہ بالا علاقوں میں آباد ہے تفصیلی مشجرات کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں ہیں۔تیسری شاخ میں کرنل غلام شبیر شاہ وغلام عباس شاہ وسید الطاف حسین شاہ ابنان شاہ نواز شاہ بن کرم شاہ بن مبارک شاہ بن شاہ سیال شکر گنج بن شاہ فتح نور بن سید عبدالطیف بن سید محمد شاہ بن سید عبداللہ شاہ المذکور

سوئم سید جان محمد بن سید عبداللہ شاہ

آپ کی اولاد سے سید اختر حسین شاہ بن نذر حسین شاہ بن دستار علی شاہ بن رحم علی شاہ مہر شاہ بن ماہلے شاہ بن خیر شاہ بن شاہ لطف غازی بن سید سخی میران شاہ ہمدانی بن سید جان محمد المذکور یہ حضرات سادات ہمدانیہ پنن وال جہلم ہیں۔

چہارم سید لطف علی شاہ بن سید عبداللہ شاہ آپ کی اولاد میں چھے فرزند تھے۔(۱)۔امام علی شاہ (۲)۔شان علی شاہ (۳)۔سلطان علی شاہ (۴)۔سید باقر شاہ (۵)۔سید بڑھے شاہ (۶)۔عبداللہ شاہ ان سب کی اولاد میال تھانہ چونترہ تحصیل وضلع راولپنڈی میں آباد ہے۔

ان میں امام علی شاہ بن لطف علی شاہ بن سید عبداللہ شاہ کی اولاد سے ہمارے رفیق عزیز سید عطا شاہ ہمدانی بن فدا شاہ بن بہاول شاہ بن نادو شاہ بن سید لکھن شاہ المعروف لکھی شاہ بن سید امام علی شاہ المذکور

پنجم سید عبدالہادی بن سید عبداللہ شاہ آپ کا نام بعض جگہ میراں شاہ بھی تحریر ہے آپ کی والدہ سیدہ علیہ خاتون بنت سید شجاع الدین تھیں آپ (۱۸۰۶) میں تلہ گنگ سے وارد میال تھانہ چونترہ راولپنڈی ہوئے۔ آپ کے فرزند تھے (۱)۔سید آغا علی مدد شاہ (۲)۔سید شاہ عبداللہ ثانی

پہلی شاہ میں سید آغا علی مدد شاہ بن سید عبدالہادی کا صرف ایک فرزند سید نامدار شاہ ہمدانی جو فنافی اللہ تھے اور روائیت صدری کے مطابق جنگل میں غائب ہو گئے۔

دوسری شاخ میں سید عبداللہ ثانی بن سید شاہ عبدالہادی کا صرف ایک فرزند سید انور شاہ تھے جنکے آگے پانچ فرزند تھے

(۱)۔غلام شاہ (۲)۔برہان شاہ (۳)۔حلوشاہ (۴)۔**غوث الزماں سید گل حسن شاہ** (۶)۔غوث الزمان سخی معظم شاہ ہمدانی

ان میں غلام شاہ اور حلوشاہ ابنان سید انور شاہ بن عبداللہ ثانی کی اولاد میال تھانہ چونترہ میں آباد ہے۔

برہان شاہ بن سید انور شاہ بن عبداللہ ثانی کی اولاد میں سید عابد امتیاز ہمدانی، سید محسن رضا ہمدانی، سید حسن رضا اور سید فرحان رضا ابنان سید امتیاز حسین شاہ بن لعل شاہ بن شاہ علی قدر بن بھون شاہ بن برہان شاہ ان المذکور موضع ہرڑ تحصیل و چکوال میں ہیں جبکہ رہائش محلّہ لائن پارک چکوال میں ہے اور آجکل تجارت کے سلسلے میں متحدہ عرب امارات میں مقیم ہیں اور مولف کتاب ہذا کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ (تفصیلی شجرے کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر میں ہیں)

غوث الزمان سید معظم شاہ بن سید انور شاہ بن عبداللہ ثانی کی اولاد نہ چلی آپ ولی اللہ تھے آپ کا مزار میرا بیگوال سمبلی ڈیم روڈ پر واقع ہے آپ اپنے بھائی غوث الزماں سید گل حسن شاہ کے ساتھ میال سے ہجرت کر کے پھلگراں اسلام آباد میں مقیم ہوئے۔

اعقاب غوث الزمان سید گل حسن شاہ بن سید انور شاہ بن سید عبداللہ ثانی

آپ کا نام گل حسن شاہ کنیت ابوالفضل اور والدہ سیدہ فضہ خاتون بنت سیدن شاہ بن بڈھے شاہ بن لطف علی شاہ بن سید عبداللہ شاہ بن سید احمد شاہ بلاول سرکار تھیں آپ اپنے بھائی سید معظم شاہ کے ہمراہ میال تھانہ چونترہ سے وارد پھلگراں اسلام آباد ہوئے۔ آپ مشرب سے حضرت سید بری شاہ لطیف قادری الکاظمی کے سلسلے سے منسلک تھے آپ نے دوالہ اسلام آباد میں (۱۲) سال عبادت الٰہی میں گزارے ریاڑی میں کئی سال عبادت میں محو رہے۔ حضرت چن پیر بادشاہ پنڈ وڑیاں والے آپ کی درگاہ پر آتے رہے۔

بلکہ سید چن پیر بادشاہ جو بابا لعل شاہ مری والوں کے مرشد تھے جب پھلگراں میں قیام پذیر تھے تو آپ بھی یہاں آئے بابا سیدن شاہ سرکار شاہ کے گوہڑے والے بھی آپ کے مزار پر آئے۔ حضرت سید چن پیر بادشاہ پانچ دیہات میں گئے لیکن آپ کو پھلگراں پسند آیا اسی لئے فرمایا۔

''تمئیر'' جیسا بے ایمان نہیں کوئی
''پنڈ'' جیسا دیوان نہیں کوئی
''مئیرے'' جیسا حیوان نہیں کوئی
''اٹھال'' جیسا شیطان نہیں کوئی
''پھلگراں'' جیسی شان نہیں کوئی

غوث الزماں پیر گل حسن شاہ ہمدانی کے عرس کی تاریخ بابا لعل شاہ سوارسی قلندر بیابانی نے رکھی اور میرے (مولف قمر عباس الاعرجی) والد کے تایا زاد بھائی سید فدا حسین شاہ کو تاکید کی کہ ان پیروں کا عرس آدھے سال میں مناؤ لنگر پکاؤ اور لوگوں کو کھلاؤ یہ گھوڑی پر سواری کرنے والے پیر تھے۔ اسی لئے آپ کا عرس (۱۵) جون کو منعقد ہوتا ہے۔

آپ کے چار فرزند تھے (۱)۔فضل شاہ عرف سیف شاہ (۲)۔سونہڑا شاہ (۳)۔روڑا شاہ (۴)۔**سید حیدر شاہ** جبکہ اولاد دو پسران سے چلی۔

اول سید فضل شاہ عرف سیف شاہ بن سید گل حسن شاہ ہمدانی کی اولاد سے (۱)۔صغیر شاہ (۲)۔شبیر شاہ (۳)۔صغیر شاہ (۴)۔مقصود شاہ ابنان سید فقیر حسین شاہ بن سید شاہ زمان بن سید فضل شاہ المعروف سیف شاہ المذکور تھے اور یہ حضرات پھلگراں فیڈرل ایریا اسلام آباد میں مقیم ہیں۔

اعقاب سید حیدر شاہ بن سید گل حسن شاہ بن سید انور شاہ

آپ کا نام حیدر شاہ کنیت ابوالاکبر اور والدہ سیدہ زینب بنت سید سرور شاہ کاظمی المشہدی الموسوی آف علاقہ شیر پور پہاڑ تھیں آپ متقی اور پرہیزگار تھے آپ کے پاس بخار، خسرہ، موکھر اور زمین پر دیمک لگ جانے کے موثر دم تھے دور دراز سے لوگ آپ سے ہدا کروانے آتے تھے۔آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔اکبر شاہ (۲)۔مہر شاہ (۳)۔**سید محمد شاہ سادس**

اول سید اکبر شاہ بن سید حیدر شاہ کے صرف ایک فرزند سید لعل شاہ تھے جن کی اولاد میں ایک بیٹی سیدہ صغریٰ بی بی تھیں۔

دوئم سید مہر شاہ بن سید حیدر شاہ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔بلاول شاہ (۲)۔سید سیدن شاہ

پہلی شاخ میں بلاول شاہ بن سید مہر شاہ بن حیدر شاہ کا ایک فرزند سید صفدر حسین شاہ اور انکے آگے تین فرزند تھے (۱)۔اظہر شاہ (۲)۔مظہر شاہ (۳)۔تصور شاہ

دوسری شاخ میں سید سیدن شاہ بن مہر شاہ بن سید حیدر شاہ: آپ نے پھلگراں سے چوہڑ ہڑپال راولپنڈی میں ہجرت کی آپ کی شادی سیدہ صغریٰ بنت دیوان حیدر شاہ بن مبارک شاہ بن گلاب شاہ بن لطف علی شاہ بن جمیل شاہ بن اکرم شاہ بن غوث الزمان سید سخی شاہ پیارا کاظمی المشہدی الموسوی سے ہوئی اس لیئے آپ نے اسلام آباد سے راولپنڈی ہجرت کی آپ کی اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔**سید صابر شاہ ابن کاظمی** اور (۲)۔سید بابر شاہ

سید بابر شاہ بن سیدن شاہ بن مہر شاہ کے تین فرزند ہیں۔جابر، میثم اور عون محمد اور یہ لوگ حال انگلینڈ میں مقیم ہوں۔

تذکرہ سید صابر حسین شاہ ہمدانی با بن کاظمی بن سیدان شاہ بن مہر شاہ

آپ کی والدہ سیدہ صغریٰ بنت دیوان حیدر شاہ بن مبارک شاہ بن گلاب شاہ بن لطف علی شاہ بن جمیل شاہ بن اکرم شاہ بن غوث الزماں سید سخی شاہ پیارا کاظمی المشہدی الموسوی تھیں چونکہ آپ کی والدہ کا تعلق سادات کاظمیہ سے تھا اسی لئے آپ صابر حسین کاظمی مشہور ہوئے۔

آپ بہت بڑے بزنس مین تھے اور انگلینڈ میں بیک وقت کئی کاروبار کئے۔آپ کی حاجت روائی انگلینڈ و پاکستان میں ضرب المثل بن گئی کئی خاندانوں کے ماہانہ خرچے آپ ادا کرتے رہے۔کئی یتیم بچیوں کی شادی آپ نے کروائی۔

کئی مساجد اور امام بارگاہیں تعمیر کروائیں آپ کی پیدائش یکم جولائی ۱۹۴۲ کو چوہڑ ہڑ پال میں ہوئی آپ محنت کی غرض سے کابل گئے اور وہاں سے برطانیہ منتقل ہوگئے آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔آپ نے سادات وغیر سادات اپنے پرائے غرض کہ ہر ایک کا خیال رکھا۔پاکستان میں جب کبھی ناگہانی آفت آئی آپ نے متاثرین کی دل کھول کر امداد کی ایسے بچے جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے مگر گنجائش نہ رکھتے تھے آپ ان کے خرچ برداشت کرتے بیواؤں کیلئے ماہانہ چیک تقسیم کرتے آپ نے اس دور میں اپنے اجداد کی سنت کو برقرار رکھا چوہڑ ہڑ پال کی کئی عمر رسیدہ ہستیوں کو حج اور زیارات کروائیں جو بھی کمایا جی کھول کی انسانیت کی خدمت پر لگا دیا پاکستان سے باہر دوسرے ممالک میں بھی ایسے کام کئے جیسے گجرات ہندوستان میں کسی گاؤں میں صاف پانی میسر نہ تھا آپ نے وہاں پانی صاف کرنے کا پلانٹ نصب کروایا تاکہ لوگ صاف پانی پئیں آپ کا انتقال ۱۵ محرم الحرام ۲۰۱۰-۱۲-۲۲ کو لندن میں ہوا آپ کو لندن میں ہی سپرد خاک کر دیا گیا۔آپ کی دین اور انسانیت کیلئے کی جانے والی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی جن کو آپ کے فرزند نبھا رہے ہیں آپ کے دو فرزند ہیں (۱)۔سید عرفان المعروف محبوب اور (۲)۔سید عمران

اعقاب سید محمد شاہ سادس بن سید حیدر شاہ بن سید گل حسن شاہ

آپ کا نام محمد لقب سادس ہے وہ اس لئے کہ آپ اپنے شجرے میں چھٹے محمد ہیں آپ کی کنیت ابوالمعظم اور والدہ سیدہ گودا بی بی بنت سید لعل شاہ کاظمی المشہدی تھیں جو علاقہ شہر پور پہاڑ سے تھیں اور سید گل شیر شاہ کاظمی المشہدی سرکار کی اولاد سے تھیں آپ کے عقیدت مند، کوٹلی ستیاں، سترہ میل ہل پور، شاہدرہ میں کثرت سے آباد تھے آپ کا انتقال راولپنڈی میں سسکتھ روڈ بالمقابل مری روڈ کے علاقے ڈھوک کشمیریاں میں ہوا جہاں قبرستان میں آپ کا مزار ہے آپ کی اولاد تین پسران سے چلی (۱)۔سید معظم شاہ (۲)۔سید صبیت شاہ اور (۳) **سید فضل حسین شاہ**

اول سید معظم حسین شاہ بن سید محمد شاہ سادس آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند سید فدا حسین شاہ ہمدانی گدی نشین دربار عالیہ غوث الزماں باوا سید گل حسن شاہ ہمدانی تھے۔انہیں سید فدا حسین شاہ بن سید معظم حسین شاہ کے دو فرزند ہیں (۱)۔پیر سید قلب عباس ہمدانی (۲)۔پیر سید نئیر عباس ہمدانی

جملہ ہر دو برادران گدی نشین دربار عالیہ سید سخی گل حسن شاہ ہمدانی ہیں اور رہائش پھلگراں اسلام آباد میں ہی ہے۔

دوئم سید صبیت حسین شاہ بن سید محمد شاہ سادس: آپ کی شادی سید پور اسلام آباد میں سادات بخاری میں ہوئی تو آپ وہاں ہی منتقل ہوگئے آپ کے تین فرزند ہیں (۱)۔سید الطاف حسین شاہ (۲)۔سید ابرار حسین شاہ (۳)۔سید عابد حسین شاہ

پہلی شاخ میں الطاف شاہ بن صبیت حسین شاہ کے تین فرزند ہیں (۱)۔امجد حسین شاہ (۲)۔عمران حسین شاہ (۳)۔اسرار حسین شاہ

دوسری شاخ میں ابرار حسین شاہ بن صبیت حسین شاہ کا صرف ایک ہی فرزند ہے سید احتشام شاہ
تیسری شاخ میں سید عابد شاہ بن صبیت حسین شاہ بھی صاحب اولاد ہیں۔

اعقاب سید فضل حسین شاہ بن سید محمد شاہ سادس بن سید حیدر شاہ

آپ کا نام سید فضل حسین شاہ تھا آپ کی والدہ سیدہ مہتاب بی بی بخاریہ تھیں جو باوا سید مہندی شاہ بخاری (زیارت سید پور) کی اولاد میں سے تھیں آپ ٹرک ڈرائیور تھے اور کابل سے دہلی تک کا سفر کیا آپ کے تایازاد بھائی سید سیدن شاہ کی شادی سادات کاظمیہ چوہڑ ہڑپال راولپنڈی میں ہوئی تو انہوں نے اپنی بیوی کی بہن سیدہ شہزاداں کاظمیہ المشہدیہ الموسویہ سے آپ کا نکاح کروا دیا آپ کا انتقال۔(۳) اپریل ۱۹۹۳ء کو ہوا اور آپ قبرستان دربار سید سخی شاہ پیارا کاظمی المشہدی میں دفن ہوئے۔

آپ کی دو اولادیں تھیں (۱)۔**سید اظہر حسین شاہ** (۲)۔سیدہ ساجدہ بی بی

سیدہ ساجدہ بی بی بنت سید فضل حسین شاہ کی شادی سید امتیاز حسین شاہ ہمدانی بن سید لعل شاہ ساکن موضع ہرڑ چکول میں ہوئی جن کے خاندان کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔آپ کی نسل صرف ایک فرزند سید اظہر حسین شاہ سے جاری ہوئی۔

اعقاب سید اظہر حسین شاہ بن سید فضل حسین شاہ بن سید محمد شاہ سادس

سید اظہر حسین شاہ حسینی الاعرجی ہمدانی کنیت ابو جعفر تھی آپ کی پیدائش محلّہ زمینداراں چوہڑ ہڑپال راولپنڈی میں ہوئی آپ کی والدہ سیدہ شہزاداں کاظمی المشہدی الموسوی بنت سید دیوان حیدر شاہ بن سید مبارک شاہ بن سید گلاب شاہ بن سید لطف علی شاہ بن سید جمیل شاہ بن سید اکرم شاہ بن غوث الزماں السید سخی شاہ پیارا کاظمی المشہدی بن سید امیر شاہ بن سید شریف محمد بن سید شاہ شمس حقانی بن سید عبدالباقی بن سید شاہ رحمت اللہ بن سید محمود شاہ بن سید سخی شاہ زین العابدین کاظمی المشہدی بن شاہ نصیرالدین بن شاہ علی شیر بن سید عبدالکریم بن سید شاہ وجیہ الدین بن سید شاہ محمد ولی الدین بن سید شاہ محمد ثانی الغازی بن سید رضاالدین بن سید صدرالدین بن سید محمد احمد سابق بن سید سلطان ابوالقاسم حسین المشہدی الموسوی بن سید علی الامیر بن سید عبدالرحمان رئیس الزمان بن سید اسحاق ثانی بن سید موسیٰ ابوالحسن زاہد بن سید محمد عالم بن سید قاسم عبداللہ بن سید شاہ محمد اول بن امام زادہ اسحاق الامیر بن امام موسیٰ الکاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ بن امام محمد باقرؑ بن امام زین العابدینؑ بن امام حسینؑ بن امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ۔آپ کی پرورش چوہڑ ہڑپال میں ہوئی آپ موٹر مکینک تھے سادات کاظمیہ چوہڑ ہڑپال آپکے ننھیال ہیں آپ نے اپنے گھر میں عزاداری سید الشہداء کی بنیاد رکھی آپ ماتمی زنجیر زن تھے ساری زندگی عزاداری میں گزاری آپ کا انتقال ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۴ کو ہوا۔آپ اپنے والد کے پہلو میں قبرستان دربار سید سخی شاہ پیارا کاظمی المشہدی میں دفن ہوئے آپ کی دو صاحبزادیاں (۱)۔سیدہ طاہرہ مہدی جنکی شادی سید علی مہدی بخاری سے بمقام شیں باغ خورد اٹک میں ہوئی اور (۲) سیدہ سمیرا بی بی جنکی شادی سید صابر حسین نقوی بھاکری سے راولپنڈی میں ہوئی اور آپ کے دو صاحبزادے ہیں (۱)۔سید عمران حسین شاہ المعروف جعفر شاہ اور (۲)۔مولف کتاب ھذا **سید قمر عباس الاعرجی الھمدانی** اوران سب کی والدہ سیدہ ریاست کاظمیہ المشہدیہ الموسویہ ہیں۔اول سید عمران حسین شاہ المعروف جعفر شاہ بن سید اظہر حسین شاہ کی دو صاحبزادیاں (۱) سیدہ ام ہانی (۲) سیدہ مباہلہ فاطمہ اور ایک فرزند سید علی موسیٰ ہمدانی ہیں

تذکرہ السید قمر عباس الاعرجی الہمدانی بن سید اظہر حسین شاہ بن سید فضل حسین شاہ

میرا نام سید قمر عباس الاعرجی الہمدانی ہے اور میری پیدائش ۲۴ فروری ۱۹۸۲ء کو بمقام چوہڑ ہڑپال راولپنڈی میں ہوئی میری والدہ سیدہ ریاست بی بی بنت سید انور حسین شاہ بن سید شاہ (ڈنہ سیداں) بن سید بالا شاہ (رحیم کوٹ آزاد کشمیر) بن غوث الزماں سید فیض علی شاہ (دئیسر ابزارہ) بن سید شرف علی شاہ (سید کسراں) بن سید شاہ گل حسین (ڈنہ کچیلی مظفر آباد) بن سید حاکم شاہ بن لعل شاہ بن سید عبدالفتح بن سید شرف الدین شاہ بن سید عبدالقادر بن سید عبدالبرکات شاہ بن سید شاہ رحمت اللہ بن سید شاہ محمود بن سید شاہ زین العابدین الموسوی الکاظمی المشہدی بن سید شاہ نصیر الدین بن سید شاہ علی شیر بن سید شاہ عبدالکریم بن سید وجیہ الدین مشہدی بن سید محمد ولی الدین بن سید محمد الثانی الغازی بن سید رضا الدین مشہدی بن سید صدر الدین مشہدی بن سید محمد احمد سابق بن سید سلطان ابوالقاسم حسین المشہدی الموسوی بن سید علی الامیر بن سید عبدالرحمان رئیس الزمان بن سید اسحاق ثانی بن سید ابوالحسن موسیٰ الزاہد بن سید ابوالحسین محمد العالم بن سید ابوالقاسم عبداللہ بن سید ابوعبداللہ محمد بن سید اسحاق الامیر بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ بن امام محمد الباقرؑ بن امام علی زین العابدینؑ بن سید الشہداء امام حسین السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ مولف چوہڑ ہڑپال روالپنڈی سے قریب ہی سلیمان آباد ویسٹرییج III میں منتقل ہوا۔ سلیمان آباد سادات کاظمیہ المشہدیہ کی موروثی جائیداد ہے۔ اور مولف کی ایک دختر سیدہ عریضہ فاطمہ الاعرجیہ الحسینیہ الھمدانیہ ہیں۔

علم الانساب میں میرا اجازہ المبارکہ اسطرح ہے العلامہ نسابہ الباحث السید قمر عباس الاعرجی الھمدانی الحسینی عن

عن السید عبدالرحمان العزی الاعرجی الحسینی عن سید حلیم حسن الاعرجی عن السید ضیاء الشکارہ الاعرجی عن سید ہادی جعفر الاعرجی عن علامہ نسابہ عمدۃ النسابین زبدۃ المحققین سید جعفر الاعرجی الکاظمی البغدادی عن السید محمد الاعرجی عن السید جعفر الاعرجی عن السید رضی الاعرجی عن السید حسن الاعرجی عن سید مرتضی الاعرجی عن سید شرف الدین الاعرجی عن سید نصر اللہ الاعرجی عن العلامہ نسابہ آیت اللہ العظمیٰ السید الشریف محسن الکبیر الاعرجی الحسینی العلوی الہاشمی المعروف زرزور ہے۔

اعقاب امام محمد الباقرؑ بن امام زین العابدینؑ بن امام حسین السبطؑ

آپ کا نام محمد لقب باقر اور کنیت ابوجعفر تھی آپ کی والدہ ام عبداللہ فاطمہ بنت امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں آپ کی ولادت باسعادت بقول علمائے رجال تین صفر یا ابتدائے رجب میں ۵۷ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی آپ واقعہ کربلا میں موجود تھے اس وقت آپ کی عمر مبارک چار سال تھی۔

آپ اول فرد تھے جن میں امام حسن اور حسین کی ذریت جمع ہوئی یعنی آپ ابن الخیرتین وعلوی بین علویین ہیں۔ آپ کا لقب باقر خود سرورکائنات رسول خدا محمد مصطفیؐ نے آپ کو عطا فرمایا۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ صحابی رسولؐ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے جابر تو دنیا میں زندہ رہے گا یہاں تک کہ تو اولاد حسین میں سے ایک شخص سے ملاقات کرے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا یعنی محمد اور وہ یبقر العلم بقراء یعنی دین کے علم کو شگافتہ کرے گا یعنی کھول کھول کر بیان کرے گا اور واضح کرے گا پس جب اس سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے آپ کو مدینے کے ایک کوچہ میں دیکھا اور کہا اے صاحبزادے آپ کون ہیں۔ امام پاک نے فرمایا میں محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالبؑ ہوں جابر نے فرمایا اے صاحبزادے میری طرف رخ کیجئے شہزادے نے رخ پھیرا پھر کہا ذرا پشت پھیریئے آپ نے ایسا ہی کیا تو جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا رب کعبہ کی قسم یہی شمائل وخصائل ہیں اے رسولؐ خدا کے صاحبزادے آپ پر رسولؐ خدا کا سلام ہو آپؑ نے فرمایا جب تک آسمان اور زمین باقی ہیں رسولؐ خدا پر سلام ہوتا رہے اور اے جابر آپ پر بھی سلام ہو اس وقت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے فرمایا اے باقر حق یہ ہے کہ آپ باقر ہیں اور وہی ہیں جو علم کو واضح کریں گے بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ واسع العلم اور وافر الحلم ہیں اور آپ سے کثیر احادیث روایت ہیں۔ بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ جب جناب زید شہید بن امام علی زین العابدینؑ ھشام بن عبدالملک لعین کے پاس گئے تو اس لعین نے کہا "مافعل اخوک البقرۃ"، تمھارا بھائی بقرہ کیا کرتا ہے اس پر جناب زید شہید بن امام زین العابدینؑ نے جواب دیا کہ اے ہشام تم نے قول رسولؐ اللہ کی مخالفت کی انہوں نے باقر کہا اور تو نے بقرہ کہا اس مخالفت پر ہی بروز قیامت وہ جنت جائیں گے اور تو دوزخ میں جائے گا بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی ولادت ۵۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی اپنے دادا حسین بن علی ابن ابی طالبؑ کی حیات میں اور آپ کی شہادت ھشام ابن عبدالملک کے ایام میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۵ سال تھی آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا (عمدۃ الطالب ۱۷۵) آپ کی شہادت ربیع الثانی ۱۱۴ ہجری کو ہوئی۔ آپ کو ہشام بن عبدالملک نے ہی زہر دلوایا جس سے آپ کی شہادت ہوئی۔

یحییٰ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج نے روایت کی ابن ابی بزۃ سے انہوں نے عبداللہ بن میمون سے انہوں نے امام جعفر الصادقؑ سے اور انہوں نے امام محمد الباقرؑ سے کہ کہا کہ جابر داخل ہوئے اور پوچھا تم کون ہو میں نے کہا محمد بن علی بن حسین بن علی تو مجھے دیکھ کر کہا تم پر رسولؐ اللہ نے سلام بھیجا ہے (روایت الشیخ المفید فی الاشاد جلد دوئم صفحہ ۱۵۷)۔ (والکلینی فی الکافی جلد اول صفحہ ۳۹۰ والصدوق فی الامالی صفحہ ۲۸۹ وکمال الدین صفحہ ۲۵۳)

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں (۱)۔ ام سلمۃ جنکی شادی محمد الارقط بن عبداللہ الباہر بن امام زین العابدین سے ہوئی اور اسماعیل پیدا ہوئے (۲) زینب الصغریٰ (۳) زینب الکبریٰ بقول صاحب الاصیلی زینب کی شادی عبداللہ العقیقی بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ سے ہوئی۔

اور آپ کے چھے صاحبزادے تھے (۱)۔ابوعبداللہ امام جعفر الصادقؑ (۲)۔عبداللہ بقول عمری صاحبِ اولاد تھے اور بقول بیہقی درج تھے (۳)۔علی بقول عمری آپ کے اعقاب میں ایک بیٹی تھی (۴)۔زید (۵)۔عبیداللہ بقول شیخ مفید آپ درج تھے آپ کی والدہ ام حکیم بنت اسید بن مغیرہ الثقفیہ تھیں۔

ابراہیم انکی والدہ بھی یہی ثقفیہ تھیں یعنی ام حکیم بنت اسد بن مغیرہ الثقفی بقول صاحب شجرۃ المبارکہ امام فخر الدین رازی آپ کی نانی ام زید بنت عبداللہ بن عمر خطابؓ تھیں

بقول عمری، ابن عنبہ، امام رازی، ابن طقطقی و دیگر نسابین امام محمد باقرؑ کی اولاد صرف اور صرف امام جعفر صادقؑ سے باقی رہی بقول ابی نصر بخاری صاحب سلسلۃ العلویہ کہ جس نے جعفر الصادقؑ کے علاوہ امام باقرؑ کے کسی دوسرے بیٹے سے اپنا نسب ظاہر کیا تو وہ کذاب ہے

اول عبداللہ بن امام محمد باقرؑ بقول ابن طقطقی آپ کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیقؓ تھیں کے بارے میں شیخ مفید نے الاشاد میں فرمایا ہے کہ عبداللہ بنی امیہ کے کسی شخص کے پاس گئے اس اموی نے چاہا کہ انہیں قتل کردے عبداللہ نے کہا مجھے قتل نہ کرو تاکہ میں خدا کے ہاں تمہاری سفارش کروں اموی نے کہا تیرا یہ مقام و مرتبہ نہیں ہے پس آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا آپ کا ایک بیٹا اسماعیل تھا جسے علمائے رجال نے اصحاب امام جعفر الصادقؑ میں شمار کیا ہے اور آپ کی ایک بیٹی ام الخیر تھیں جن کے نام سے مدینہ میں ام الخیر نامی کنواں ہے لیکن عبداللہ بن امام محمد الباقرؑ کی نسل ختم ہوگئی آگے جاری نہ رہ سکی (الاصیلی صفحہ نمبر ۱۴۸) اور ایک فرزند حمزہ بھی تھا جس کا ذکر کتاب الشجر ۃ المبارکہ میں ہوا اور ان کی نسل بھی آگے نہ بڑھی۔

دوئم علی بن امام محمد الباقرؑ: بقول سید تاج الدین بن زہرہ حلبی ''غایۃ الاختصار فی اخبار البیوتات العلویہ'' کہ علی کی ایک بیٹی فاطمہ تھیں عمری نے بھی ایک بیٹی کے ہونے کا ذکر کیا اور فاطمہ بنت علی بن امام محمد الباقرؑ کی شادی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے ہوئی اور علی بن امام محمد الباقرؑ کی قبر بغداد کے محلّہ جعفریہ میں سور بغداد کی پشت پر واقع ہے۔محبّ الدین نجار اپنی تاریخ میں کہتا ہے کہ طاہر کا مشہد (مزار) جعفریہ میں ہے اور وہ بستی اعمال خالص میں سے بغداد کے قریب ہے اس میں ابھی پرانی قبر ظاہر ہوئی اور اس میں ایک تھا پتھر پر لکھا تھا یہ ضریح الطاہر علی بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ کی ہے۔پھر اس پر اینٹوں سے گنبد بنایا گیا اور اسکی تعمیر علی بن نعیم شیخی نے کی جو مستوفیان میں سے تھا اور دیوان خالص کی کتابت اس سے متعلق تھی اس نے اسے آراستہ کیا اور کھلا صحن بنایا ان تعمیرات کے بعد وہ مشاہد اور مزرات میں سے ہوگیا ''اصیلی'' میں بھی یہی مرقوم ہے بقول سید تاج الدین بن زہرہ حلبی کہ ہمارے زمانے میں یہ مشہد مجہول اور خراب ہو چکا تھا کچھ غریب اور فقیر لوگ وہاں رہتے تھے اور قریب ہے کہ اسکے آثار محو ہوجائیں۔

لیکن اطراف کاشان میں ایک بستی مشہد اردھال ہے اور مشہور ہے کہ وہاں کا مشہد جناب سلطان علی بن امام محمد الباقرؑ کا ہے۔

بحر الانساب میں فرمایا گیا ہے کہ علی بن امام محمد الباقرؑ کی اعقاب میں ایک بیٹی کے علاوہ اور کوئی نہ تھا اور علی بن محمد الباقرؑ کی قبر کاشان کے نواح میں ہے۔واللہ اعلم۔

باب نہم　　اعقاب امام جعفر الصادقؑ بن امام محمد الباقر علیہ السلام

آپ کا نام جعفر کنیت ابوعبداللہ اور لقب الصادق تھا بقول ابن عنبہ آپ کی والدہ ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیقؓ تھیں اور آپ کی نانی اسماء بنت عبدالرحمان بن ابوبکر الصدیقؓ تھیں بقول صاحب الاصیلی آپ کی ولادیت (۸۳) ہجری کو ہوئی۔ آپ نے اپنے دادا امام زین العابدینؑ بن امام حسینؑ کے ساتھ (۱۲) سال گزارے اور ۱۴۸ ہجری کو آپ کی وفات ہوئی آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ بقول عمری آپ کی عمر مبارک ۶۷ سال تھی آپ اپنے والد محترم کے وصی اور خلیفہ اور امام ششم ہیں۔ آپ صاحب المعجز ات الظاہرۃ اور صاحب آلایات الباہرۃ مخبر مغیبات الکائنۃ تھے آپ سے کثیر علوم عالم اسلامی میں پھیلے جدید سائنس کے بانی جابر بن حیان آپ کے ہی شاگرد تھے۔ آپ کو منصور دوانقی لعین نے زہر دلوایا جس سے آپ کی شہادت ہوئی آپ کے فضائل اور کمالات لکھے جائیں تو ہزاروں کتابیں تحریر کی جاسکتی ہیں آپ نے فقہ، منطق، طب، کلام، منطق، حدیث صرف نحو غرض کے تمام علوم کے خزانے بانٹے اور آج دنیا میں جو جدید سائنس ہے یہ بھی آپ کے عطا کردہ فیض کی بدولت ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی تعظیم مسلم اور غیر مسلم سب کرتے ہیں آپ نے مختصر عرصہ میں ہزاروں افراد کے دل علم کے نور سے منور فرما دیئے آپ رسولؐ اللہ کے چھٹے وصی ہیں۔ آپ کا مزار اقدس جنت البقیع میں ہے۔

آپ کی اولاد میں بقول الشیخ ابوالحسن عمری پانچ صاحبزادیاں تھیں (۱)۔ رقیہ (۲)۔ بریھۃ (۳)۔ ام کلثوم جنکی قبر مصر میں ہے (۴)۔ قریبہ (۵)۔ فاطمہ جن کو بعض نے ام فروہ بھی تحریر کیا ہے کتاب الشجرۃ المبارکہ از امام فخر الدین رازی نسب کی معتبر کتاب میں (۶)۔ اسماء اور (۷)۔ فاطمہ الکبری کا ذکر بھی ہے اور یہ اسما بنت امام جعفر الصادقؑ۔ حمزہ بن عبداللہ بن امام محمد باقر کی زوجہ محترمہ تھیں (الشجرۃ المبارکہ صفحہ نمبر ۹۰)

الشیخ ابوالحسن عمری کے بقول آپکے (۱۳) فرزند تھے جن میں سے آٹھ کی اولاد نہ چلی اور پانچ کی اولاد چلی۔

جن کی اولاد نہ چلی ان میں (۱)۔ عبداللہ الافطح (۲)۔ حسن (۳)۔ محمد الاصغر (۴)۔ عباس (۵)۔ یحییٰ (۶)۔ عبیداللہ (۷)۔ محسن (۸)۔ جعفر صاحب شجرہ المبارکہ نے جعفر کی بجائے آٹھوواں فرزند جسکی اولاد نہ چلی عیسیٰ تحریر کیا ہے

اور جن پسران کی اولاد جاری ہوئی ان میں (۱)۔ **حضرت امام موسیٰ کاظمؑ** (۲)۔ **اسماعیل الاعرج** (۳)۔ **محمد الدیباج الملقب مامون** (۴)۔ **علی العریضی** (۵)۔ **اسحاق الموتمن**

اول عبداللہ الافطح بن امام جعفر الصادق علیہ السلام: بقول ابوالحسن الاشنانی آپ نے شیعوں کو اپنی امامت کی داعوت دی اور ان کے اصحاب کو الفطحیہ کہتے تھے آپ محمد نفس الزکیہ بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ کی حمایت میں تھے آپ کی اولاد ہوئی مگر فوت ہوگئی تو آپ کی اولاد جاری نہ رہ سکی آپ کی والدہ فاطمہ بنت حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام تھیں آپ اسماعیل کے بعد دوسرے نمبر پر آتے تھے (بلحاظ عمر)

امامت منصوص من اللہ ہوتی ہے لیکن اسماعیل جو سب سے بڑے تھے امام پاک کی زندگی میں وفات پا گئے اور عبداللہ ان کے بعد سب سے بڑے تھے اس لئے خود کو امام سمجھا جبکہ بڑے چھوٹے کی بات نہیں یہ حق خداوند تعالیٰ کی طرف سے طے کردہ ہے۔ قصہ مختصر امام جعفر الصادقؑ نے امام موسیٰ کاظمؑ کو فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد تمہارا بھائی امامت کی داعویٰ کرے گا پس اس سے نہ جھگڑنا کیونکہ میرے اہل خانہ میں وہ پہلا شخص ہے جو مجھ سے آ کے

ملحق ہوگا۔عبداللہ الافطح کی وفات امام جعفر الصادق کی وفات کے ستر دن بعد ہوگئی۔سید ضامن بن شدقم المدنی نے تحفۃ الازہار میں کہا کہ عبداللہ الافطح بن امام جعفر الصادقؑ کی وفات بسطام میں ہوئی اور آپ کی قبر وہاں علی بن عیسیٰ بن آدم بسطامی (بایزید بظامی) کی قبر کے سامنے مشہور ہے جبکہ بعض کا خیال ہے وہ قبر محمد کی ہے جو عبداللہ الافطح کے فرزند تھے لیکن یہ بالکل درست ہے کہ آپ کی نسل آگے نہ بڑھی

بقول الشیخ عباس قمی عبداللہ الافطح نے جب امامت کا داعویٰ کیا تو ایک جماعت ان کی طرف مائل ہوئی انہیں فطحیہ کہتے ہیں۔اور ایک روایت کے مطابق عبداللہ کا پاؤں ہاتھی کی طرح تھا اس لئے انہیں افطح کہا گیا اور ایک روایت یہ ہے کہ عبداللہ کو امامت کی طرف بلانے والے شخص کا نام عبداللہ بن فطیح تھا اس لئے افطح کہلائے۔

دوئم عباس بن امام جعفر الصادق علیہ السلام: شیخ مفید کے بقول ان کی والدہ ام الولد تھیں آپ عالم فاضل اور نبیل تھے بقول بہقی آپ درج فوت ہوئے (الارشاد وجلد دوم صفحہ ۲۱۴۔۲۰۹ لباب الانساب جلد دوم صفحہ ۴۴۷)

جبکہ آپ کے باقی فرزند جنکی اولاد نہ جاری ہوئی کے حالات کسی نسابہ نے تحریر نہ کئے تاہم یہ بالکل صحیح ہے کہ امام جعفر الصادقؑ کی اولاد صرف پانچ پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔امام موسیٰ الکاظمؑ (۲)۔اسماعیل الاعرج (۳)۔محمد الدیباج الملقب مامون (۴)۔علی العریضی (۵)۔اسحاق المؤتمن

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی درکتاب عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب کہ ہرات خراسان (جو آجکل افغانستان میں ہے) میں ایک جماعت ہے جو اپنا نسب ناصر بن امام جعفر الصادقؑ سے ملاتی ہے جبکہ امام جعفر الصادق کی اولاد کسی بھی ناصر نامی فرزند سے نہ چلی اس پر علمائے انساب کا اجماع ہے یہ قوم کاذب اور بناوٹی ہے (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۷۶)

باب نہم فصل اول اعقاب اسماعیل الاعرج بن امام جعفر الصادق علیہ السلام

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کا نام اسماعیل کنیت ابو محمد تھی اور آپ اسماعیل الاعرج کے نام سے مشہور تھے بقول ابی الحسین یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ آپ کی والدہ فاطمہ بنت حسین الاثرم بن امام حسن علیہ السلام بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھیں آپ امام جعفر الصادقؑ کی اولادوں میں سب سے بڑے تھے۔آپ کی نانی ام حبیب بنت عمر الاطرف بن امیر المومنین ابن ابی طالبؑ اور پرنانی ام عبداللہ بنت عقیل بن ابوطالب علیہ السلام تھیں

حضرت امام جعفر الصادقؑ کو آپ سے شدید محبت تھی آپ کا انتقال امام جعفر الصادقؑ کی زندگی میں ہی ''عریض'' نامی بستی میں ہوا لوگ کندھوں پر اٹھا کر آپ کا جنازہ مدینے لائے امام جعفر الصادقؑ نے اسماعیل کی وفات پر سخت حزن وغم ورنج کیا اور بغیر جوتوں اور ردا کے جنازے کے آگے آگے جاتے تھے اور چند مقام پر حکم دیا کہ جنازہ نیچے رکھ دیا جائے۔امام جعفر الصادقؑ نے آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور آپ کی پیشانی تھوڑی اور گلے پر بوسہ دیا اسکے بعد میت کو غسل دیا اور دوبارہ آپ نے پیشانی گلے اور تھوڑی کا بوسہ لیا۔امام صادقؑ نے اپنے ایک شیعہ کو چند درہم دیئے اور کہا کہ میرے بیٹے اسماعیل کی طرف سے حج کرنا جب تم حج کروگے تو نو حصے ثواب تمھیں ملے گا اور ایک حصہ ثواب اسماعیل کو ملے گا۔کچھ لوگ یہ سوچتے تھے کہ چونکہ اسماعیل امام صادقؑ کے بڑے بیٹے ہیں لہذا امر امامت انکی طرف منتقل ہوا ہوگا۔لیکن ایسا نہیں تھا۔

سید ضامن بن شدقم نے تحفۃ الازھار میں کہا ہے کہ اسماعیل نے ۱۴۲ ہجری میں وفات پائی۔ اور ۵۲۶ ہجری میں حسین بن ابی الھیجاء العبید لی کا وزیر مدینہ میں آیا اس نے اسماعیل کے مشہد پر گنبد بنایا اور ابن شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ اس جگہ زید شہید بن امام زین العابدینؑ کے فرزند کا مکان تھا۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی اولاد میں دو فرزند اور ایک صاحبزادی تھیں (۱)۔ **محمد** آپکی والدہ ام الولد تھیں (۲)۔ **علی** اور ایک بیٹی فاطمہ بنت مخزومیہ ان میں علی اور فاطمہ کی والدہ ام ابراہیم بنت ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن مغیرہ مخزومی تھیں۔

اعقاب علی بن اسماعیل الاعرج بن امام جعفر الصادقؑ

آپ کی والدہ ام ابراہیم بنت ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن مغیرہ المخز ومی تھیں بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی شادی فاطمہ بنت عبداللہ الافطح بن امام جعفر الصادقؑ سے ہوئی۔ بقول عمری آپ کی چھے صاحبزادیاں تھیں (۱)۔ رقیہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ الافطح بن امام جعفر الصادقؑ تھیں (۲)۔ خدیجہ الکبریٰ (۳)۔ خدیجہ الصغریٰ (۴)۔ بریعہ (۵)۔ حکیمہ (۶)۔ زینب

اور آپ کے نو فرزند تھے (۱)۔ اسماعیل آپ کی والدہ کنیز تھیں اور آپ کو ابی السرایا کے ساتھ دیکھا گیا یعنی آپ ابوالسرایا کے ساتھ تھے (۲)۔ زید آپ کی والدہ بقول عمری ام الولد تھیں جبکہ بعض کے نزدیک آپ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ بن امام جعفر الصادقؑ تھیں (۳)۔ عبداللہ (۴)۔ ابراہیم (۵)۔ حسن (۶)۔ محسن (۷)۔ طاہر (۸)۔ حسین بالکوفہ درج (۹)۔ **محمد الشعرانی**

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد صرف محمد الشعرانی سے باقی رہی۔

اعقاب محمد الشعرانی بن علی بن اسماعیل الاعرج بن امام جعفر الصادقؑ

آپ کی والدہ فاطمۃ بنت محمد بن عون بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب تھیں (المعقبون جلد سوئم صفحہ (۴۰۴) لیکن عون بن علی کی کوئی اولاد نہ تھی۔ یہ فاطمہ بنت محمد بن عون بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین امیر ابن ابی طالب ہوں گی۔ واللہ اعلم

بقول عمری آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں (۱)۔ فاطمہ (۲)۔ علیہ (۳)۔ خدیجہ اور بقول عمری آپ کے تین پسران تھے (۱)۔ ابوالحسن علی الملقب ''ابی الجن'' آپ کی والدہ خدیجہ بنت ابراہیم بن عمر بن محمد بن عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں آپ کی اولاد بنی ابی الجن کہلاتی ہے (۲)۔ عبداللہ (۳)۔ ابراہیم

ابن عنبہ الحسنی کے بقول محمد الشعرانی بن علی بن اسماعیل الاعرج کا اولاد صرف اور صرف ابوالحسن علی الملقب ابی الجن سے جاری ہوئی۔

ابوالحسن علی الملقب ابی الجن بن محمد الشعرانی کی اولاد سے میں بقول عمری تین بیٹیاں (۱)۔ فاطمہ المعروفہ بنت عمریہ (۲)۔ حکیمہ (۳)۔ خدیجہ جبکہ پسران میں (۱)۔ ابراہیم (۲)۔ حسین بقول ابن عنبہ نسل حسین بن ابوالحسن علی سے چلی

حسین بن ابوالحسن علی الملقب ابی الجن بن محمد الشعرانی: آپ کا قتل صفاریہ تفلیس میں ہوا

بقول عمری آپ کی ایک بیٹی خدیجہ جنکی شادی نقیب موصل سے ہوئی اور تین پسران (۱)۔ احمد جن کے عقب میں صرف ایک بیٹی تھی (۲)۔ ابوجعفر محمد مصر میں فوت ہوئے (۳)۔ ابومحمد حسن بالدینور یعنی اولاد صرف آپ کی باقی رہی۔

اعقاب ابومحمد حسن بالدینور بن حسین بن ابوالحسن علی الملقب ابی الجن بن محمد الشعرانی

آپ کی اولاد ایک فرزند علی النقیب الدینوری سے جاری ہوئی جنکی اولاد قم، اہواز، بغداد مصروشام کی جانب گئی

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی علی النقیب الدینوری بن ابومحمد حسن کی اولاد تین پسران سے چلی (۱)۔حسن السیبی (۲)۔محسن (۳)۔ابوالفضل عباس القاضی

اول حسن السیبی بن علی النقیب الدینوری بن ابومحمد حسن آپ کی رہائش سیب نامی مقام پر تھی جو کہ دجلہ کے کنارے نہروان کے قریب ہے اسی لئے آپ کو السیبی کہا گیا آپ کا ایک فرزند ابوطالب حمزہ تھا۔

دوئم محسن بن علی النقیب الدینوری بن ابومحمد حسن: آپ کی اولاد ایک فرزند حمزہ نقیب الاہواز سے جاری ہوئی اور حمزہ بن محسن کی اولاد بقول بن عنبہ دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔حسن (۲)۔علی

پہلی شاخ میں حسن بن حمزہ نقیب الاہواز بن محسن کی اولاد میں ابی الفرج معد نقیب اہواز تھا۔

جبکہ دوسری شاخ میں علی بن حمزہ النقیب اہواز بن محسن کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔تقی نقیب اہواز اور (۲)۔ظریف ان میں ظریف بن علی بن حمزہ النقیب اہواز کی اولاد سے ابوالمعالی زکی بن علی بن عبدالرحمان بن علی بن عبدالمحسن بن ظریف المذکور

سوئم ابوالفضل عباس القاضی دمشق بن علی النقیب الدینوری بن ابومحمد حسن: بعض نے آپ کو ابوالفضل عباس القاضی بن ابومحمد حسن تحریر کیا ہے لیکن مذکورہ بالا روایت عمدۃ الطالب کی ہے۔جس کی پیروی ہم کر رہے ہیں۔ابوالفضل عباس اردبیل سے دمشق کوچ کر گئے اور آپ کی اولاد وہاں ہی پھیلی آپ کی اولاد دو پسران سے چلی (۱) ابومحمد حسن القاضی الدمشق (۲)۔علی قاضی بعلبک اور بعض نے تیسرا بیٹا ابوطالب محمد بھی لکھا ہے لیکن صاحب عمدۃ الطالب نے اول دو سے ہیں اولاد کا جاری ہونا تحریر کیا۔

پہلی شاخ میں ابومحمد حسن القاضی دمشق بن ابوالفضل عباس القاضی کی اولاد میں تین فرزند (۱)۔ابویعلی حمزہ فخر الدولہ نقیب النقباء وقاضی القضاء مصر (۲)۔ابوحسن احمد نقیب النقباء مصر (۳)۔عباس ان میں ابویعلی حمزہ فخر الدولہ بن ابومحمد حسن القاضی دمشق کی اولاد سے سید محمد افضل الدین ابوجعفر امیر ماہ حسینی السہر وردی متوفی ۷۷۲ ہجری مزار بھرائچ ہندوستان بن نظام الدین بن حسام الدین بن فخر الدین بن یحییٰ بن ابی طالب محمد بن ابوالحسن احمد لقب مجد الدولہ بن سید ابی یعلی حمزہ فخر الدولہ المذکور تھے۔

ان میں عباس بن ابومحمد حسن القاضی بن ابوالفضل عباس القاضی کی اولاد سے ابوالبشائر محمد شرف الملک بن احمد بن ابوالقاسم جعفر بن ابوالمجد نصر اللہ بن ابو القاسم ولی الدولہ جعفر بن حسن قاضی دمشق بن عباس المذکور

ابوالبشائر محمد شرف الملک بن احمد کی وفات ۶۸۶ ہجری میں ہوئی۔اور جس وقت ان کی وفات ہوئی حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی ۲۰ پشت میں تھے اور ان کے پوتے بھی جوان ہوں گئے یعنی ۲۲ سے ۲۳ پشتں ۶۳۶ سال میں چل سکتی ہیں اور یہ تحریر انساب میں جید ترین نسابہ جمال الدین ابن عنبہ کی ہے اتنے میں ۶۳۶ سال میں بعض خاندانوں کی ۱۵ اور بعض کی ۱۳ وین پشت بھی چل رہی ہوگی۔اس سے ثابت ہوا کہ ثقافت اور روایات و رسوم

کے فرق کی وجہ سے ایک ہی نسل کے مختلف ادوار میں نسلیں کم یا زیادہ ہو سکتی ہیں۔

اعقاب محمد بن اسماعیل الاعرج بن امام جعفر الصادقؑ

بقول الشیخ شرف العبید لی آپ میمونیہ گروہ کے امام سمجھے گئے اور آپ کی قبر بغداد میں ہے۔ بقول ابن خداع نسابہ المصری امام موسیٰ کاظمؑ کو اس بات کا خدشہ تھا کہ ان کا بھتیجا محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ خلیفہ بنی عباس کے پاس ان کو گرفتار کروانے کی کوشش کرے گا۔ بقول ابی نصر بخاری محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادق اپنے چچا امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ تھے اور ان کے راز دارانہ مکتوب ان (امام) کے شیعوں کی طرف لکھا کرتے تھے (جو کہ ایک منطقی بات نہیں ہے) اور جب ہارون الرشید حجاز میں داخل ہوا تو محمد بن اسماعیل نے کوشش کی کہ امام موسیٰ کاظمؑ گرفتار ہو جائیں۔

محمد بن اسماعیل نے ہارون الرشید سے کہا میں نے جانا ہے کہ روئے زمین پر دو خلیفہ ہیں کیا واجب ہے کہ دونوں کو خراج ادا کیا جائے۔ ہارون الرشید نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ ایک تو میں ہوں دوسرا کون ہے تو محمد بن اسماعیلؑ نے کہا دوسرے میرے چچا موسیٰ ابن جعفر الکاظمؑ تو محمد بن اسماعیل نے امام موسیٰ کاظمؑ اور ان کے شیعوں کے تمام خفیہ راز یعنی خطوط ہارون رشید کو بتا دیئے ہارون رشید نے امام موسیٰ کاظمؑ کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا (حتیٰ کہ قید میں آپ کو سندھی بن شاہک نے بحکم خلیفہ زہر دیا اور آپ کی شہادت ہوئی) (عمدۃ الطالب صفحہ ۲۱۶)

اسی وجہ سے محمد بن اسماعیل ہارون رشید کو بہت پسند تھا اور ہارون کے ساتھ عراق چلے گئے امام موسیٰ کاظمؑ نے محمد بن اسماعیل کو بد عا دی اور ان کے اور ان کے اولاد کے سلسلہ میں وہ بد عا قبول ہوئی۔

(یہ قصہ جو محمد بن اسماعیل سے متعلق درج کیا گیا کتاب الارشاد میں شیخ مفید نے علی بن اسماعیل سے منسوب کیا جبکہ حقیت میں یہ محمد بن اسماعیل کی کارگزاری تھی)

بقول ابی نصر بخاری بہت سی حدیثیں اکٹھی ہوئیں ان خلفائے فاطمین کے نسب پر جنہوں نے مغرب اور مصر پر قبضہ کیا اور وہاں سے عباسیوں کو بے دخل کیا اور بہت سی احادیث سوء الاعتقاد کی زد میں بھی انکی طرف منسوب کی گئیں۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ ان پر طعن اس وجہ سے بھی ہوا کہ امام مہدیؑ کا داعویٰ محمد بن اسماعیل کی جانب منسوب کیا گیا لیکن زمانے نے اس کو قبول نہ کیا۔ اسی وجہ سے الشریف رضی الموسوی نے اپنے اشعار میں اس طرف اشارہ کیا۔ (الشریف مرتضی الموسوی نے ان کی اولاد کے نسب پر طعن کیا)

محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ کی اولاد بقول السید جمال الدین ابن عنبہ دو پسران سے چلی (۱)۔ **جعفر الشاعر** (۲)۔**اسماعیل الثانی**

اعقاب جعفر الشاعر بن محمد بن اسماعیل الاعرج بن امام جعفر الصادقؑ

آپ کا صرف ایک فرزند تھا محمد الحبیب اور اس محمد الحبیب بن جعفر الشاعر کی تین فرزندوں سے اولاد جاری ہوئی (۱)۔حسن البغیض اول (۲)۔علی (۳)۔ابو محمد عبید اللہ مہدی

اول حسن البغیض اول بن محمد الحبیب بن جعفر الشاعر آپ کی اولادیں بنو بغیض کہلائی جو محمد الملقب نعیش بن جعفر بن بن حسن البغیض اول مذکور کی اولاد ہے۔ الشیخ ابو الحسن عمری کے بقول انکی اولاد مغرب چلی گئی اور انکے نسب کی صحت پر کوئی جھوٹ نہیں ان کے فرزند ہونے کا داعویٰ تین افراد نے کیا یعنی محمد

الملقب نعیش بن جعفر بن حسن کی اولا دہونے کا دعویٰ(۱)۔احمد ابوالشلعلع (۲)۔جعفر(۳)۔اسماعیل

دوئم علی بن محمد الحبیب بن جعفر الشاعر:۔ بقول ابن دینار الاسدی الکوفی نسابہ کہ علی کے اعقاب نہ تھے یعنی اولا د نہ تھی لیکن بقول ابوالقاسم حسین بن خداع نسابہ مصری کہ علی بن محمد الحبیب غائب ہوگئے یا مسافر ہوگئے۔اور ۳۶۱ ہجری کو مصر آئے ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے(۱)۔حسین اور(۲)۔جعفر تھے اور حسین بن علی بن محمد الحبیب کے ساتھ ان کا بیٹا نصر تھا جو ابھی کم سن تھا یوں ابن دینار الاسدی الکوفی کا قول باطل ہے۔

سوئم ابو محمد عبیداللہ مہدی بن محمد الحبیب بن جعفر الشاعر:۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ عبدیین میں سے اول خلیفہ ہیں۔سرزمین مغرب(مراکش) میں سلجماسہ نامی علاقے میں اتوار(۷) ذوالحجۃ ۲۹۶ ہجری کو ظاہر ہوئے اور بنی مہدی یعنی جوان کی اولا د یا اہل خانہ تھے شوال ۳۰۷ ہجری کو منتقل ہوئے انہوں نے افریقہ پر حکومت کی مغرب کی سلطنت کے تحت پھر جو انکی اولا د یا اہل خانہ تھے شوال ۳۰۷ ہجری کو منتقل ہوئے انہوں نے افریقہ پر حکومت کی مغرب کی سلطنت کے تحت پھر انکی اولا د نے سیر کی اور اسکندریہ فیوم اور صعید کو حکومت میں داخل کیا بعض روایات میں ہے کہ عبیداللہ مہدی، جعفر بن حسن بن حسن بن محمد بن جعفر الشاعر کے بیٹے تھے امام ابن جوزی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ اول فاطمین ابو محمد عبیداللہ مہدی بن محمد بن عبداللہ بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ تھے مگر نسابین کے نزدیک یہ دونوں روایات غلط ہے ہیں وہ ابو محمد عبیداللہ بن محمد الحبیب بن جعفر الشاعر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ تھے اور یہی درست ہے۔صاحب اصیلی نے یہ نسب اسطرح لکھا عبیداللہ بن احمد بن اسماعیل ثالث بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ ۔

بقول الشیخ عباس قمی کہ عبیداللہ مہدی وہ پہلا شخص ہے جو بنی عباس کی حکومت کے زمانہ میں ہی آل اسماعیل بن جعفر الصادق سے مغرب اور مصر میں خلیفہ بن گیا اور دوسو چھیتر سال تک انکی حکومت رہی ان کی حکومت کی ابتداء معتمد باللہ اور معتضد باللہ کی دورحکومت میں ہوئی۔ جو غیبت صغریٰ کے اوائل کا زمانہ ہے ان حکمرانوں کی تعداد چودہ تھی انہیں اسماعیلیہ یا عبیدیہ کہا جاتا تھا۔قاضی نوراللہ شوستری نے کہا کہ قرامطہ اسماعیلیہ کے علاوہ ایک گروہ ہے عباسیوں اور ان کے ہواخواہوں نے کمال بغض وعداوت کی وجہ سے قرامطہ کو اسماعیلیہ میں داخل کر دیا۔ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ عبیداللہ مہدی سفید رنگ نازوں میں پلا ہوا سرخی مائل نرم بدن کمزور اطراف تھا ابو محمد عبیداللہ مہدی بن محمد الحبیب بن جعفر الشاعر کے اعقاب میں ایک فرزند ابی القاسم محمد قائم بامر اللہ تھا اور ان کے آگے سے دو فرزند تھے(۱)۔قاسم(۲)۔**ابی طاھر اسماعیل المنصور باللہ**

قاسم بن ابی القاسم محمد القائم بامراللہ کی اولا د سے الشریف ابوالفضل قاسم بن ہارون بن قاسم المذکور تھے الشیخ ابوالحسن عمری نے آپ کو قاہرہ میں دیکھا

انتباہ

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ یحییٰ بن کردویہ القرامطی نے المکتفی باللہ العباسی کے عہد حکومت میں دعویٰ کیا کہ میں محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر الصادقؑ ہوں اور لوگوں کو اپنے پاس بلاتا تھا۔المکتفی باللہ کی طرف سے محمد بن سلیمان نے اس سے جنگ کی اور اسے قتل کیا اس کا ایک بھائی حسین بن کردویہ بھی تھا بقول زکرویہ کہ کہا میں احمد بن عبداللہ بن محمد المذکور ہوں اور مہدی کا لقب اختیار کیا اور شام وبکرہ میں ملک حاصل کیا اس کو محمد بن سلیمان نے قتل کیا اور اسکی اکثر فوج بھی قتل ہوگئی لیکن نسابین کے نزدیک یہ نسب درست نہیں یہ غلط ہے کسی نے بھی اسکی تصدیق نہیں کی۔

اعقاب ابوطاہر اسماعیل المنصو ر باللہ بن ابی القاسم محمد القائم بامر اللہ بن عبید اللہ مہدی

آپ کا ایک فرزند المعز ابوتیمّم المعد تھا اور آپ کی خلافت بھی انکی ہی کی طرف منتقل ہوئی اور یہ اول تھے جنہوں نے مصر پر حکومت کی یعنی مصر کو سلطنت میں داخل کیا اور ۳۶۲ ہجری کو وہاں منتقل ہوئے۔ آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔ ابوعلی تمیم (۲)۔ ابومنصور نزار العزیز باللہ

ان میں ابومنصور نزار العزیز اللہ بن المعز ابوتمیم عد بن ابوطاہر اسماعیل المنصو ر کی اولاد سے ابوتیمّم معد المستنصر بن ابوالحسن علی الظاہر بن الحاکم ابوعلی المنصو ر بن ابومنصور نزار العزیز باللہ المذکور تھے اور یہ سب ایک کے بعد ایک خلیفہ بنے ان کی اولاد چار پسران سے چلی (۱)۔ ابومعد نزار المصطفیٰ دین اللہ (۲)۔ ابوالقاسم احمد المستعلی باللہ (۳)۔ محمد الامیر (۴)۔ ابوظاہر اسماعیل

اول ابومعد نزار المصطفیٰ دین اللہ بن ابوتمیم معد المستنصر کی اولاد سے رکن الدین خورشاہ (جنکو منگولوں نے قتل کیا) بن علاؤالدین محمد بن جلال الدین حسن بن علاؤالدین محمد مہدی صاحب قلعۃ الموت نواحی قزوین وطالقان بن ابوعبداللہ حسین الہادی بن ابومعد نزار المصطفی دین اللہ۔

بقول ابن طقطقی دوئم ابوالقاسم احمد المستعلی باللہ بن ابوتمیم معد المستنصر کی اولاد سے ایک فرزند ابوعلی منصور الامر باحکام باللہ

سوئم محمد الامیر بن ابوتمیم المستنصر بن ابوالحسن علی الظاہر کی اولاد سے ایک فرزند ابی المیمون عبد المجید حافظ دین اللہ تھے اور ان کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔ ابومنصور اسماعیل (۲)۔ حسن (۳)۔ ابومحمد یوسف العاضد پہلی شاخ میں ابومنصور اسماعیل بن ابی المیمون عبد المجید کا ایک فرزند ابوالقاسم عیسیٰ الفائز تھا جسکی اولاد نہ چلی دوسری شاخ میں ابومحمد یوسف العاضد بن ابی المیمون عبد المجید بن محمد الامیر کی اولاد سے ابی محمد عبداللہ العاضد اور یہ خلفائے فاطمین میں سے آخری حکمران تھے بقول ابن عنبہ یہ آخری حکمران تھے جن کو صلاح الدین ایوبی نے شکست دی اور ملک پر ۵۶۷ ہجری میں قبضہ کرلیا۔ ملوکیت ان سے چھن گئی اور اس سلسلے میں کل (۱۴) حکمران گزرے ہیں ان کی حکومت کا عرصہ عبید اللہ مہدی کے قیام سے ابی محمد عبداللہ العاضد کے دور تک ۲۷۱ سال بنتا ہے لیکن مصر میں ۲۰۷ سال کا عرصہ بنتا ہے کیونکہ مصر مغرب کے بعد فتح ہوا۔ بقول ابی طقطقی الحسنی صاحب الاصیلی کہ یہ نسب اسماعیلیہ ہے یعنی بنی اسماعیل بن جعفر الصادقؑ کا اور علمائے انساب میں سے کسی نے ایک نے بھی اس پر طعن یا اعتراض نہیں کیا لیکن قادر خلیفہ عباسی نے انکی خلافت وحکومت سے ضد وحسد کی بناء پر رسالہ قادر یہ شائع کروایا اور اس میں اسماعیلیہ نسب پر طعن کیا اور کہا کہ یہ حضرات بنوعلی میں سے نہیں ہیں۔ (یہ روایت بمطابق اصیلی فی انساب الطالبین ہے)۔

اعقاب اسماعیل الثانی بن محمد بن اسماعیل الاعرج بن امام جعفر الصادقؑ

بقول سید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ ابوعبداللہ احمد (۲)۔ **محمد** اور ان دونوں کی والدہ فاطمۃ بنت علی الطیب بن عبید اللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں۔

اول ابوعبداللہ احمد بن اسماعیل الثانی بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔ حسین المثنو ف جنکی والدہ زیدیہ حسینیہ تھیں (۲)۔ اسماعیل الثالث انکی والدہ بھی زیدیہ حسینیہ تھیں۔

پہلی شاخ میں حسین المثنو ف بن ابوعبداللہ احمد بن اسماعیل الثانی: بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد دو فرزندوں سے چلی (۱)۔ ابومحمد اسماعیل عفیف الدین

نقیب دمشق (۲)۔علی الاصم یلقب علوشا

ان میں ابومحمد اسماعیل عفیف الدین بن حسین المتوف کی اولاد سے ابوعلی عماد الدولہ حسین نقیب الطالبین مصر بن حمزہ بن علی الشجاع بن حسین المحترق بن ابو محمد اسماعیل غفیف الدین نقیب الدمشق المذکور

اور علی الاصم یلقب علوشا بن حسین المتوف کی اولاد سے نسیب الملک عقیل بن علی بن محمد بن حمزہ بن یحییٰ بن جعفر بن موسیٰ بن علی بن علی الاصم الملقب علوشا المذکوراوران نیب الملک کے نسب پر طعن کیا گیا تھا۔

دوسری شاخ میں اسماعیل الثالث بن ابوعبداللہ احمد بن اسماعیل ثانی کی اولاد سے بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد چار پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوجعفر محمد (۲)۔احمد عاقلین (۳)۔ابوالقاسم حسین الحماقات (۴)۔علی حرکات

ابوجعفر محمد بن اسماعیل ثالث بن ابوعبداللہ احمد کی اولاد سے بقول ابن عنبہ نورالدین ابراہیم بن تللوہ النسابہ مصر یحییٰ بن محمد بن موسیٰ بن محمد بن ابی تمیم بن یحییٰ بن ابراہیم بن موسیٰ المکحول بن ابوجعفر محمد المذکور

علی حرکات بن اسماعیل ثالث بن ابوعبداللہ احمد کی اولاد سے ابوالحسن علی الشاعر اہواز بن ابوجعفر حسین بن محمد الملقب سندی بن علی حرکات المذکور (۳۳۲) ہجری میں مکہ کے راستے میں فوت ہوئے۔

احمد عاقلین بن اسماعیل الثالث بن ابوعبداللہ احمد کی اولاد سے بنی عاقلین تھی جو محسن بن علی بن اسماعیل الاحول بن احمد عاقلین المذکور کی اولاد تھی۔

اعقاب محمد بن اسماعیل الثانی بن محمد بن اسماعیل الاعرج

آپ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ حسین بن حسین بن حسن صبنوحہ بن محمد المذکور تھے۔

لیکن یہاں ابن عنبہ نے محمد بن اسماعیل الثانی کے اعقاب میں کلمہ حصر نہیں فرمایا یعنی محمد کے کسی اور بیٹے سے اولاد کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی یہ کہا کہ محمد کی اولاد صرف حسن صبنوحہ سے چلی ہمارے ہندوستانی مصادر میں حدیقہ الانساب میں محمد بن اسماعیل ثانی کے ایک بیٹے علی کا تذکرہ ہے جسکی اولاد کا ذکر ہم کریں گے۔

اول حسین بن حسین بن حسن صبنوحہ بن محمد کی اولاد سے دو پسران تھے (۱)۔علی (۲)۔محمد صبنوحہ

پہلی شاخ میں علی بن حسین بن حسن صبنوحہ کی اولاد سے بنوتمام سورا میں تھی جو ابومنصور تمام بن محمد بن ھبتہ اللہ بن محمد بن محمد بن مبارک بن مسلم بن علی المذکور کی اولاد ہے۔

دوسری شاخ میں محمد صبنوحہ بن حسین بن حسن صبنوعہ کی اولاد بنوالبز از حلہ میں تھی جو جلال عبیداللہ بن محمد العطار بن قاسم العطار بن ابوالعز محمد بن حسن بن حسین بن علی بن علی بن محمد برکتہ البزاز بن بن معمر بن مرجا البزاز بن معمر بن محمد بن زید الضریر بن محمد صبنوحہ المذکور تھے

دوئم علی بن محمد بن اسماعیل ثانی:۔عربی مصادر میں علی بن محمد بن اسماعیل ثانی یا انکی اولاد کا تذکرہ نہیں ہے۔تاہم محمد بن اسماعیل کی اولاد میں ابن عنبہ نے کلمہ حصر نہیں فرمایا کہ محمد بن اسماعیل ثانی کی اولاد صرف حسن صبنوحہ سے ہی چلی

پاکستان میں دو بڑی بزرگ شخصیات کے شجرے علی بن محمد بن اسماعیل ثانی سے ملتے ہیں جن کا ذکر حدیقۃ الانساب اور تحفہ الکرام میں ہے۔ اسکے علاوہ بھی ہندی انساب کی کتب میں ان خاندانوں کا تذکرہ موجود ہے اور بلاشبہ یہ خاندان سادات عالی درجات ہیں علی بن محمد بن اسماعیل ثانی آپ کا لقب غالب الدین تھا آپ کا ایک فرزند سید عبدالمجید سبزواری تھے اور سید عبدالمجید سبزواری بن علی الملقب غالب دین بن محمد کے دو فرزند تھے۔ (۱)۔ سید منتخب اللہ (۲)۔ سید منتظر باللہ

پہلی شاخ میں سید منتخب اللہ بن سید عبدالمجید سبزواری کی اولاد سے السید عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر مزار قصبہ سہون سندھ بن سید ابراہیم الکبیر بن سید شمس الدین بن نورالدین بن محمود بن احمد بن ہادی بن سید محمد مہدی بن سید منتخب اللہ المذکور ہیں۔ (بحوالہ تحفہ الکرام تحقیق السید محسن رضا کاظمی الحمیدی زینیال)

دوسری شاخ میں سید منتظر باللہ بن سید عبدالمجید سبزواری کی اولاد سے قطب العارفین سید شاہ شمس سبزواری ملتان بن سید صلاح الدین نوربخش بن سید علی سلام الدین بن سید عبدالمومن بن سید علی خالد بن سید محبّ الدین بن سید محمد سبزواری بن سید محمد معصوم بن ہاشم بن احمد ہادی مدفن قاہرہ مصر بن سید منتظر باللہ المذکور (حوالہ حدیقۃ الانساب)

سید شمس الدین سبزواری بن سید علی صلاح الدین کا مزار مرجع خلائق ملتان میں ہے۔ ہندوستانی و پاکستانی کتب میں آپ کے دو فرزند تحریر ہیں سید نصیر الدین (۲)۔ سید علاؤالدین

ان میں سید نصیر الدین بن سید شمس الدین سبزواری کی اولاد سادات شمسی جعفری پاکستان کے مختلف شہروں میں مقیم ہیں آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ سید کمال الدین (۲)۔ سید شہاب الدین

سید کمال الدین بن سید نصیر الدین بن سید شمس الدین سبزواری کے پانچ صاحبزادے تھے (۱)۔ سید خیر الدین (۲)۔ ضمیر الدین (۳)۔ زین العابدین (۴)۔ جلال الدین قبر ٹھٹھہ (۵)۔ صلاح الدین قبہ ٹھٹھہ سندھ

جبکہ سید شہاب الدین بن سید نصیر الدین بن سید شمس الدین سبزواری کی اولاد میں (۱)۔ صدر الدین (۲)۔ رکن الدین (۳)۔ ناصر الدین (۴)۔ بدر الدین (۵)۔ شمس الدین (۶)۔ نصیر الدین (۷)۔ غیاث الدین تھے۔

ان میں صدر الدین بن شہاب الدین کی اولاد میں ایک فرزند سید حسن کبیر الدین کفرشکن مدفون اوچ شریف تھے جو باکمال اولیاء میں سے تھے آپ اولیاء اللہ میں سے تھے اور آپ کی اولاد کثیر تعداد میں موجود ہے۔

اس کے علاوہ اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل الاعرج کی اولاد سے ایک نسب ہے جس کا ذکر ہندوستانی کتب الانساب میں موجود ہے تاہم اصولی علم الانساب میں ہم اسکی بحث اس لئے نہیں کر پائے کہ اسماعیل ثانی کی اولاد میں دو فرزندوں محمد اور علی کا ذکر جید اور کبار نسابین نے کیا ہے اور یہ نسب تیسرے فرزند سے ملتا ہے تاہم ان کی شہرت بلدی شروع سے سادات کی ہے اور ہندی مصادر میں ان کا ذکر موجود ہے۔ اور ہندوستانی سادات عظام نے اس نسب کا درست مانا ہے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی المتوفی ۸۰۸ ہجری کچھوچھہ شریف اتر پردیش ہندوستان بن سلطان سید ابراہیم بن سید عمد الدین بن سید نور بخش بن ظہیر الدین بن السید تاج الدین بن علی بن محمد بن کمال الدین بن مبارز الدین بن جمال الدین بن عبداللہ بن حسین بن احمد بن حمزہ بن علی الاکبر بن موسیٰ بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل الاعرج بن امام جعفر الصادق (حوالہ بحرالانساب از اشرف جہانگیر سمنانی و اشرف النسب)

باب نہم فصل دوئم اعقاب علی العریضی بن امام جعفر الصادقؑ بن امام محمد الباقر علیہ السلام

بقول الشیخ عمری آپ اپنے بھائی محمد الدیباج کے ساتھ مکہ میں ظاہر ہوئے یعنی خروج کیا اور بعد میں امامیہ کی طرف متوجہ ہوئے یعنی رجوع کیا (المجدی فی الانساب الطالبین صفحہ ۳۳۲) الشیخ ابوالحسن عمری اپنی کتاب المجدی فی الانساب الطالبین میں الشیخ ابوعبداللہ حسین بن احمد بن ابراہیم الفقیہ الامامی البصری سے روایت کرتے ہیں

شیخ الکلینی اسی واقعے کو محمد بن حسن بن عمار سے روایت کرتا ہے کہ ایک دفعہ میں علی العریضی بن امام جعفر الصادقؑ کی خدمت میں تھا کہ ابوجعفر محمد الجواد التقیؑ بن امام علی الرضاؑ بن امام موسیٰ کاظمؑ مسجد نبوی میں داخل ہوئے جناب علی العریضی کی نگاہ جب امام محمد جواد التقیؑ پر پڑی تو بے اختیار کھڑے ہو گئے اور جوتا پہنے اور سر پر رداڈالے بغیر امام محمد تقیؑ کی جانب دوڑے ان کے ہاتھوں کے بوسے لئے اور انکی تعظیم کی امام محمد تقیؑ نے فرمایا آپ بیٹھ جایئے خدا آپ پر رحم کرے تو علی العریضی نے فرمایا اے میرے سید و آقا میں کس طرح بیٹھ جاؤں جبکہ ابھی آپ کھڑے ہیں پس جب علی العریضی حضرتؑ کی خدمت سے واپس ہوئے اور اپنی مجلس میں آکر بیٹھے تو آپ کے ساتھیوں نے آپ کو سرزنش کیا کہ آپ ان سے اتنی تعظیم سے پیش آتے ہیں جبکہ آپ انکے باپ کے بھی چچا ہیں تو علی العریضی نے فرمایا خاموش رہو اور اپنی ریش مبارک کو پکڑا اور کہا کہ جب خداوند عالم نے مجھے اس داڑھی کے باوجود امامت کا اہل نہیں بنایا اور اس نوجوان کو امامت کا اہل قرار دیا ہے اور اس کے سپرد کی ہے تو کیا میں اسکے فضل سے انکار کروں میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اسے چیز سے جو تم کہتے ہو میں تو ان کا غلام ہوں۔ یہ بزرگوار کس قدر اپنے زمانہ کے امامؑ کی معرفت رکھتے تھے حالانکہ امام کے دادا کے سگے بھائی تھے علی العریضی کی کنیت ابوالحسن تھی اور آپ جلیل القدر اور عظیم الشان مرتبت والے تھے آپ امام محمد جواد التقی کے زمانے تک زندہ رہے بلکہ صاحب عمدۃ الطالب کے بقول امام علی الہادی النقیؑ کے زمانے تک زندہ رہے۔

علامہ باقر مجلسی نے بحارالانور میں تحریر کیا ہے کہ آپ جناب کی جلالت شان اس سے زیادہ ہے کہ یہاں بیان ہو سکے تمام علمائے رجال نے آپکی تعریف کی ہے شیخ کشی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک طبیب چاہتا تھا کہ امام محمد الجواد التقی کا فصد کھولے جب اس نے نشتر آپ کے قریب کیا تو علی العریضی نزدیک آئے اور کہا اے آقا پہلے میرا فصد کھلوایئے جب نشتر کی تیزی وحدت مجھ پر اثر کرے گی تو آپ کو تکلیف نہیں دے گی جب امام محمد التقی الجواد جانے کیلئے کھڑے ہوئے تو علی العریضی بن امام جعفر الصادقؑ نے حضرتؑ کے جوتے جوڑ کر آپ کے سامنے رکھے حالانکہ علی العریضی اس وقت سن رسیدہ تھے ۔علی العریضی زیادہ زندگی اپنے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ رہے۔ اور آپ سے معالم دین اخذ کئے۔ شیخ کلینی نے محمد بن حسن بن عمار سے روایت کی ہے کہ میں دس سال تک مدینہ میں علی العریضی کی خدمت میں رہا اور ان سے وہ احادیث اخذ کی جو آپ نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ سے سنی تھیں۔

بقول جمال الدین ابن عنبۃ علی عریضی اپنے والد کی اولادوں میں سب سے چھوٹے تھے جب امام جعفر الصادقؑ کی وفات ہوئی آپ بچے تھے آپ نے

روایت کی اپنے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ اور اپنے چچازاد حسین ذی الدمعۃ بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ سے اور آپ امام علی الھادی النقی بن امام محمد تقیؑ بن امام رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر الصادقؑ کے زمانے تک زندہ رہے۔ شیخ طوسی نے آپ کو اصحاب امام صادقؑ امام موسیٰ کاظمؑ و رامام علی الرضاؑ میں شمار کیا ہے۔

آپ کی نسبت عریض نامی گاؤں سے تھی جو مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر ہے اسی لئے آپ کو عریضی کہا جاتا ہے ابواسماعیل طباطبا نے ذکر کیا کہ آپ عریض میں داخل ہوئے تب عریضی کہلائے (منتقلہ الطالبیہ صفحہ (۲۲۴)) اور آپ کی اولاد عریضیون کہلائی۔

بقول الشیخ ابو الحسن عمری علی العریضی بن امام جعفر الصادقؑ کی دو صاحبزادیاں (۱)۔کلثوم (۲)۔علیہ تھیں جبکہ آپکے نو صاحبزادے تھے (۱)۔حسین (۲)۔جعفر الاکبر (۳)۔عیسیٰ (۴)۔قاسم (۵)۔علی (۶)۔جعفر الاصغر (۷)۔حسن (۸)۔احمد (۹)۔محمد

ان میں اول جعفر الاکبر بن علی العریضی بقول ابی الغنائم عمری نسابہ کے یہ درج تھے یعنی انکی اولاد نہ چلی جبکہ بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا ان کے دو بیٹے قاسم اور علی تھے لیکن ان حضرات کی اولاد آگے نہ بڑھی

دوئم عیسیٰ بن علی العریضی بقول ابی الغنائم عمری نسابہ آپ کے دوفرزند احمد اور حسن تھے جبکہ ان حضرات کی اولاد بھی نہ بڑھی لیکن علامہ ابوالقاسم حلی کے استاد سید مجد الدین عریضی بن محمد بن علی بن حسن بن عیسیٰ بن محمد بن عیسیٰ بن علی العریضی تک یعنی منتہٰی ہوتا ہے اور یہ منقرض ہوگئے جس کا ذکر شیخ عباس قمی نے اپنی کتاب منتہٰی آمال میں کیا ہے لیکن علمائے انساب نے اسکی تائید نہیں کی۔

سوئم قاسم بن علی العریضی ان کے بھی بقول الاشنانی نسابہ ان کی اولاد میں دوفرزند محمد اور جعفر سامراء گئے مگر ان حضرات کی اولاد بھی منقرض ہوگئی۔

چہارم علی بن علی العریضی ان کے بارے میں ابوالغنائم عمری نسابہ نے ذکر کیا کہ ان کے دوفرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔عبداللہ اور عبداللہ بن علی بن علی العریضی کے آگے ایک فرزند محمد تھا مگر ان حضرات کی اولاد بھی آگے نہ بڑھ سکی یعنی ان چار ابنان علی عریضی کی اولاد چلی تو سہی مگر ختم ہوگئی بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی صاحب عمدۃ الطالب اور بقول ابن طقطقی الحسنی صاحب الاصیلی فی الانساب الطالبین علی العریضی کی اولاد چار پسران سے باقی رہی یعنی جاری ہوئی۔(۱)۔جعفر الاصغر (۲) **احمد الشعرانی** (۳)۔**حسن** (۴)۔**ابو عبداللہ محمد** اور جمہور نسابین بھی اس رائے پر متفق ہیں۔

ان میں ششم جعفر الاصغر بن علی العریضی کی والدہ فاطمۃ بنت محمد الارقط بن عبداللہ الباہر بن امام زین العابدینؑ تھیں بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔قاسم (۲)۔محمد (۳)۔علی

ان میں علی بن جعفر الاصغر بن علی العریضی کی اولاد کے بارے میں صاحب المجدی نے تحریر کیا کہ وہ منتشر ہوگئی جبکہ ابن عنبہ الحسنی نے لکھا ہے کہ انکی اولاد فی صح ہیں یعنی ان کے ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہوسکا۔

اعقاب حسن بن علی العریضی بن امام جعفر الصادق علیہ السلام

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی ایک صاحبزادی اور چار صاحبزادے تھے صاحبزادی کا نام (۱)۔ام الحسن تھا جبکہ صاحبزادے (۱)۔جعفر (۲)۔حسین (۳)۔محمد (۴)۔عبداللہ تھے۔ان میں عبداللہ بن حسن سے کثیر احادیث روایت کی گئیں۔

اول محمد بن حسن بن علی العریضی کی اولاد میں بقول ابی المنذر نسابہ دو فرزند محمد اور علی تھے لیکن بعد کے کسی نسابہ نے انکی اولاد کا ذکر نہیں کیا۔
اور بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد صرف ایک فرزند عبداللہ سے جاری ہوئی۔ اور انکی اعقاب مدینہ، مصر اور نصیبین میں رہی۔ اور اس عبداللہ بن حسن بن علی العریضی کے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔ علی (۲)۔ موسیٰ ان میں علی بن عبداللہ بن حسن بن علی العریضی کی اولاد میں سے چار فرزند تھے (۱)۔ ابی عبداللہ حسین (۲)۔ ابی القاسم احمد (۳)۔ ابی جعفر محمد (۴)۔ ابی محمد حسن
ان میں ابوعبداللہ حسین بن علی بن عبداللہ بن حسن کی اولاد میں سے داؤد بن حسن بن علی بن ابوعبداللہ حسین المذکور تھے اور ان کے دو فرزند تھے (۱)۔ حسن اور (۲)۔ جعفر
ان میں اول حسن بن داؤد بن حسن بن علی کی اولاد میں دو فرزند (۱)۔ جعفر (۲)۔ زید تھے۔
ان میں میں جعفر بن حسن بن داؤد کی اولاد سے بنو بہاؤ الدین مزار میں گئی جو بہاؤ الدین علی بن ابی القاسم علی بن محمد بن زید بن حسن بن محمد بن جعفر المذکور کی اولاد ہے۔
دوئم جعفر بن داؤد بن حسن بن علی کی اولاد سے بنو فخار تھی جو محمد فخار بن حسن بن یحییٰ بن حسن بن محمد بن علی بن جعفر المذکور کی اولاد تھی (عمدۃ الطالب (۲۲۳)

اعقاب احمد الشعرانی بن علی العریضی بن امام جعفر الصادقؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کے آٹھ پسران تھے (۱)۔ حسین (۲)۔ محمد (۳)۔ عبیداللہ (۴)۔ علی (۵)۔ عبداللہ (۶)۔ قاسم (۷)۔ جعفر (۸)۔ حسن
اول القاسم بن احمد الشعرانی کے اعقاب میں ایک بیٹی تھی جسکا نام سکینہ تھا۔
دوئم عبداللہ بن احمد الشعرانی کی وفات مصر میں ہوئی انکے اعقاب میں تین بیٹیاں تھیں۔
سوئم علی بن احمد الشعرانی بقول عمری آپکے تین فرزند (۱)۔ احمد (۲)۔ حسن اور (۳)۔ حسین تھے لیکن ان کی اولاد کی تفصیل رقم نہیں کی۔
چہارم محمد بن احمد الشعرانی بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔ احمد (۲)۔ حسن الحجازی ان میں احمد بن محمد بن احمد الشعرانی کی اولاد بنی الحبدۃ کہلائی۔ جبکہ حسن الحجازی بن محمد بن احمد الشعرانی کی اولاد سے ابوطاہر احمد بن ابومحمد فارس بن حسن الحجازی المذکور تھے۔
پنجم حسن بن احمد الشعرانی کی اولاد سے حسین الجذوعی بن احمد صاحب السجادہ بن حسن المذکور تھے
آپ کے چار ابنان تھے (۱)۔ زید (۲)۔ محمد (۳)۔ احمد (۴)۔ علی الاصم جنکی اولاد آگے بڑھی
پہلی شاخ میں محمد بن حسین الجذوعی بن احمد صاحب السجادہ کی اولاد سے حمزہ الداعی بن محمد المذکور تھے۔
دوسری شاخ میں احمد بن حسین الجذوعی بن احمد صاحب السجادہ آپ قم میں تھے بقول ابن طباطبا اولاد مرو میں چلی گئی ابن عنبہ نے آپ کے ایک فرزند کا ذکر کیا اسماعیل بن احمد بن حسین الجذوعی جبکہ ابوالحسن عمری نے کسی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ابن طباطبا اور نہ ہی شیخ شرف العبید لی نے کیا لیکن بقول ابن عنبہ ان کی اولاد ابرقوہ میں اہل ریاست رہی۔
ان میں سید تاج الدین نصرہ بن کمال الدین صادق بن نظام الدین مجتبیٰ بن شرف الدین محمد بن فخر الدین مرتضیٰ بن قاسم بن علی بن محمد بن حسن الفقیہ بقم

بن اسماعیل المذکور تھے اور سید تاج الدین نصرہ کے ایک فرزند سید قوام الدین مجتبیٰ تھے۔ اور ان کے بیٹے فخر الدین یعقوب جو درج قتل ہوئے یہ اور ان کے والد اسی دن قتل ہوئے جس دن شاہ منصور بن المظفر الیزدی قتل ہوئے اور ان کے والد سید تاج الدین نصرہ بھی ابرقوہ میں قتل ہوئے اور ان کو ظفر نامی حبشی غلام نے قتل کیا اور تاج الدین نصرہ کے والد کمال الدین صادق بھی ابرقوہ میں قتل ہوئے۔

ششم عبیداللہ بن احمد الشعرانی: آپ کی کنیت ابو محمد اور المعروف ابن حسینیہ تھے آپ کی اولاد میں ابو جعفر محمد بن علی بن عبیداللہ المذکور تھے اور ان کے اعقاب بقول ابن عنبہ دو پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔علی (۲)۔عبیداللہ

پہلی شاخ میں عبیداللہ بن ابو جعفر محمد بن علی بن عبیداللہ کی اولاد سے السید الجلیل النقیب القاضی ثابت الوزارہ صاحب الخیرات والمبرات والعمارات الجلیلہ ''یزد''شمس الدین محمد بن رکن الدین محمد بن قوام الدین محمد بن النقیب الرئیس نظام بن ابی محمد شرف شاہ بن ابو المعالی عرب شاہ بن ابی محمد بن زید ابو طیب بن ابو محمد حسن بن احمد بن عبیداللہ المذکور

دوسری شاخ میں علی بن ابو جعفر محمد بن علی بن عبیداللہ کے دو فرزند تھے (۱)۔ابو طالب طاہر (۲)۔محسن

ان میں محسن بن علی بن ابو جعفر محمد کے اعقاب میں تین پسران تھے (۱)۔نوح ابو الکتائب (۲)۔ابی العشائر اسماعیل (۳)۔عبدالمطلب ان میں اسماعیل بن محسن کی اولاد میں سادات معظم یزد ایران ہے اور نوح بن محسن بقول عمری کے سواد اصفہان سے بغداد میں داخل ہوئے۔

اور عبدالمطلب بن محسن بن علی کی اولاد سے سید جلال الدین حسین بن امیر عضد الدین محمد بن ابویعلی بن ابو القاسم مجتبیٰ بن ابو محمد مرتضیٰ بن سلیمان بن حمزہ بن عبدالمطلب مذکور تھے آپ فارسی زبان کے شاعر تھے اور شیراز سے یزد داخل ہوئے (عمدۃ الطالب صفحہ ۲۲۵)

نوٹ: تاریخ قم میں مذکور ہے کہ امام زادہ احمد بن قاسم کا شجرہ بھی احمد الشعرانی بن علی عریضی سے ملتا ہے اور یہ حضرت قم میں صاحب مشہد ہیں اور قدیم زمانے سے یہ مشہد تعمیر ہے تاہم نسابین نے اپنی تحریروں میں اس طرف اشارہ نہیں کیا۔

اعقاب ابو عبداللہ محمد بن علی العریضی بن امام جعفر الصادقؑ

آپ اور آپ کے بھائی احمد الشعرانی ایک ہی ماں سے تھے۔ بقول عمری کہ بصریوں کی روایت کے مطابق آپ کی سات بیٹیاں تھیں (۱)۔ام ابیہا (۲)۔ام القاسم (۳)۔رقیہ (۴)۔خدیجہ (۵)۔ام عبداللہ (۶)۔اسماء اور (۷)۔فاطمہ المجدی کی ہی روایت کے مطابق آپکے نو صاحبزادے تھے (۱)۔عیسیٰ رومی الاکبر (۲)۔یحییٰ (۳)۔حسن (۴)۔حسین (۵)۔موسیٰ (۶)۔جعفر (۷)۔ابراہیم (۸)۔اسحاق (۹)۔علی

اول علی بن ابو عبداللہ محمد بقول عمری آپ کے عرفیت ابی زیدہ تھی اور اولاد شام کو گئی لیکن نسابین نے انکی اولاد کے بارے میں کلام نہیں کیا۔

دوئم اسحاق بن ابو عبداللہ محمد آپ ابن جعفریہ مشہور تھے یعنی آپ کی والدہ بنی جعفر الطیار بن ابی طالبؑ سے تھیں ۔ بقول عمری آپ کی اولاد میں ایک بیٹی فاطمہ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ اور یہ روایت ابی الغنائم عمری نسابہ کی ہے۔

سوئم ابراہیم بن ابو عبداللہ محمد آپ کی والدہ بھی جعفریہ تھیں آپ کا ایک فرزند محمد تھا۔

چہارم جعفر بن ابو عبداللہ محمد آپ کی والدہ کنیز تھیں اور آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

پنجم موسیٰ بن ابوعبداللہ محمد آپ مدینہ میں رہائش پذیر تھے اور آپ کی اولاد بھی تھی

ششم حسین بن ابوعبداللہ محمد: بقول الشیخ شرف العبید لی آپ کے اعقاب میں بیٹیاں تھیں لیکن بقول ابی الغنائم ابن الصوفی عمری العلوی کہ آپ کے دو بیٹے محمد اور علی تھے (لیکن انکی اولاد کا ذکر نہیں کیا گیا) اور کہا ان دونوں میں سے ایک کی اولاد تھی۔

ہفتم حسن بن ابوعبداللہ محمد آپ کی والدہ کنیز تھیں بقول ابی الحسن عمری آپ کی اعقاب منتشر ہوگئی اور ان میں دو بیٹے تھے (۱)۔محمد (۲)۔عبداللہ

پہلی شاخ میں محمد بن حسن بن ابوعبداللہ محمد کی اولاد سے الفقیہ الشریف حمزہ بن حسن بن محمد المذ کور تھے۔اور ان کی بقایا شام گئیں۔

دوسری شاخ میں عبداللہ بن حسن بن ابوعبداللہ محمد کی اولاد سے ابوالحسن محمد مقیم اہواز المعروف بابن وحشی بن حمزہ وحشی بن عبداللہ المذ کور تھے۔

ہشتم یحییٰ بن ابوعبداللہ محمد: آپ کی والدہ بھی بنی جعفر الطیار سے تھیں آپ کی اولاد سے دوفرزند (۱) ابومحمد یحییٰ المعروف بابن عمریہ متوفی مدینہ منورہ ۳۳۴ ہجری (۲)۔علی المعروف ابی زیدہ

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی ان سب حضرات کی اولاد منقرض ہوگئی یا ان کی اولادیں ختم ہوگئیں۔آج ابوعبداللہ محمد بن علی العریضی کی اولاد صرف ایک بیٹے سے مشہور ہے اور وہ عیسیٰ الرومی سے ہے اور سید جمال الدین ابن عنبہ نے بھی انہیں کی اولاد کو تحریر کیا ہے۔اور آپ کو عیسیٰ الرومی الاکبر النقیب کہا جاتا ہے

اعقاب عیسیٰ رومی الاکبر النقیب بن ابوعبداللہ محمد بن علی العریضی

جمال الدین ابن عنبہ اور ابوالحسن عمری نے آپ کے نام کے ساتھ رومی کا لقب استعمال کیا۔

جبکہ بعض دیگر نسابین نے آپ کے پوتے عیسیٰ الارزق کو رومی کے لقب سے تحریر کیا۔فخر الدین رازی نے بھی عیسیٰ الرزق رومی بن محمد الرزق بن عیسیٰ الاکبر نقیب المذ کور کو رومی کہا تاہم دونوں نے نام کے ساتھ یہ نسبت استعمال کریں گے لیکن ہمارے نزدیک اول روایت درست ہے کیونکہ کبار نسابین سے مروی ہے۔بقول عمری آپ کا ایک بڑا بھائی عیسیٰ تھا اور ان کو عیسیٰ اکبر کہتے تھے۔اور یہ ذکر شیخ شرف العبید لی نے ان سے کیا۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری عیسی الرومی الاکبر النقیب کی پانچ صاحبزادیاں تھیں (۱)۔فاطمہ (۲)۔خدیجہ (۳)۔رقیہ (۴)۔قسیمہ (۵)۔صفیہ اور آپ کثیر اولاد والے تھے۔

بقول عمری آپ کے ۱۲ پسران صرف وہ ہیں جنکی اولاد نہ چلی (۱)۔عبیداللہ الاکبر (۲)۔عبیداللہ الاصغر (۳)۔عبیداللہ الاحول (۴)۔عبداللہ (شام میں وفات پائی) (۵)۔عبدالرحمان (۶)۔داؤد (۷)۔یحییٰ (۸)۔علی (۹)۔عباس (۱۰)۔یوسف (۱۱)۔حمزہ (۱۲)۔سلیمان جبکہ بعض نسابین کا خیال ہے کہ سلیمان کا ایک بیٹا محمد تھا۔

اور جن پسران سے آپ کی اولاد چلی ان کے نام یہ ہیں (۱)۔اسماعیل (۲)۔حمزہ (۳)۔زید الاسود (۴)۔قاسم (۵)۔ھارون (۵)۔یحییٰ مدنی (۶)۔ابوتراب علی (۷)۔موسیٰ (۸)۔**ابو الحسین محمد الاکبر الارزق** (۹)۔حسین الاکبر (۱۰)۔ابومحمد حسن (۱۱)۔ابواسحاق ابراہیم (۱۲)۔ابوالقاسم احمد الابح (۱۳)(۱)۔ابومحمد عبداللہ احنف (۱۴)۔ابوطاہر عبداللہ (۱۵)۔ابوعبداللہ اسحاق الاحنف (۱۶)۔علی الاصغر

اول اسماعیل بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب آپ کی اولاد کا ذکر طویل نہیں ہے (بقول المجدی)
دوئم حمزہ بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب آپ کی اعقاب میں صرف بیٹیاں تھیں۔
سوئم زیدالاسود بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب آپ کی اولاد کا ذکر بھی بقول عمری طویل نہیں ہے۔
چہارم قاسم بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب آپ کی اولاد کا ذکر بھی طویل نہیں ہے۔
پنجم ہارون بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب کی اولاد میں بھی صرف بیٹیاں تھیں۔آپ مصر میں مقیم رہے پھر روم میں داخل ہوئے اسکے بعد آپ کی خبر نہیں ملی۔
ششم یحییٰ المدنی بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب آپ عراق میں داخل ہوئے اور دختر حسین بن عبداللہ بن محمد الصوفی بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ سے شادی کی اور آپ کا فرزند یحییٰ تھا جس کا نام والد کے نام پر ہی تھا۔یہ تحریر ابوالحسن عمری کی ہے لیکن بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ مذکورہ یحییٰ جو کہ مدینہ مشرفہ میں محدث تھے کا نسب یوں لکھا ہے یحییٰ المحدث بن یحییٰ بن حسین بن عیسیٰ رومی الاکبرالمذکور اور بعض نسابین نے حسین کی جگہ ابوجعفر محمد نام لکھا ہے۔واللہ اعلم۔بقول عمری آپ با بن عمریہ کے طور پر مشہور تھے۔مدینہ میں خروج کیا اور امام جعفر صادقؑ کے گھر آئے۔آپ کی اولاد بھی ہوئی۔
ہفتم ابوتراب علی بن عیسیٰ رومی الاکبر آپ کی اعقاب منتشر ہوئی جن میں جعفر النساب بن حمزہ بن حسین بن ابوتراب علی المذکور تھے۔آپ کو نساب اسی لئے کہا گیا کیونکہ آپ نے نسب جمع کیا۔
ہشتم موسیٰ بن عیسیٰ رومی الاکبر النقیب آپ کے بارے میں عمری نے لکھا کہ آپ کی اولاد تھی۔
نہم ابواسحاق ابراہیم بن عیسیٰ رومی الاکبر بقول صاحب المجدی آپ کی اولاد ''رے'' کی طرف گئی لیکن کسی نے ان کی تفصیل نہیں لکھی۔
دہم جعفر بن عیسیٰ الاکبر رومی النقیب بقول صاحب المجدی آپکی اولاد مصر گئی لیکن انکی تفصیل کسی نے نہ لکھی ہوسکتا ہے آپ منقرض ہوگئے ہوں واللہ اعلم۔یازدھم، علی الاصغر بن عیسیٰ الاکبر رومی بقول صاحب المجدی آپ کا ایک بیٹا اور بقایا بیٹیاں تھیں لیکن لگتا ہے ان کی اولاد بھی آگے نہ چلی۔
دوازدھم ابوعبداللہ اسحاق الاحنف بن عیسیٰ الاکبر رومی نقیب آپ ہمدان میں رہے۔اور آپ کی اولاد کی تفصیل نہیں ہے۔اور بعض اصحاب کی رائے میں ان کی اولاد جیرفت میں رہتی تھی۔
سہ از دھم ابومحمد حسن بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب بقول عمری آپ نے اصفہان میں قیام کیا۔بقول الشیخ شرف العبید لی کہ ابومحمد حسن عیسیٰ بن عیسیٰ تھے۔لیکن یہ قول درست نہیں کیونکہ عیسیٰ رومی الاکبرنقیب کا کوئی بیٹا عیسیٰ نام کا نہ تھا۔اور مذکورہ قول صرف شیخ الشرف العبید لی کا ہے کسی دوسرے کا نہیں۔
بقول عمری ابومحمد حسن بن عیسی رومی الاکبرنقیب کی اولاد کثیر روایات سے بغداد اور شام میں منتشر ہوگئی ان میں جعفر اور علی ابنان محمد بن علی الکوفی بن ابومحمد حسن المذکور تھے۔ان دوحضرات کی والدہ شام کی عام خاتون تھیں۔
چہاردم حسین بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب بقول ابن عنبہ آپ کی عرفیت حسین الجبلی تھی۔آپ کی اولاد سے (۱)۔محسن (۲)۔عیسیٰ کور (۳)۔ابویعلی مہدی ابنان محمد بن حسین امیر کا بن حسین المذکور تھے۔

پنج زدھم: ابوالقاسم احمد الاںح بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب آپ کی عرفیت النفاط تھی آپ کی اولاد میں بغداد میں مقیم ابومحمد حسن دلال بن محمد بن علی بن محمد بن ابوالقاسم احمد الاںح المذکور تھے۔

نسابین نے آپ کی اولاد میں بقایا صرف ایک فرزند کا تذکرہ طویل کیا ہے اور وہ ابوالحسین محمد الارزق بن عیسیٰ رومی اکبرنقیب کا ہے باقی بیٹیوں کی اولاد یا منقرض ہوگئی یالا پتہ ہوگئی آج دنیا میں عیسیٰ رومی الاکبرالنقیب کی اولاد صرف ابوالحسین محمد الارزق سے جاری ہے اور آپ کی اولاد ہی مشہور اور معروف ہے

اعقاب ابوالحسین محمد الارزق بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب بن ابوعبداللہ محمد

آپ کی اولاد میں ایک فرزند ابوالحسن عیسیٰ رومی الثانی تھے یہاں پر نسابین میں شدید اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک عیسیٰ رومی الثانی بن عیسیٰ رومی الاکبر النقیب تھے جسکی کی تائید شیخ شرف العبید لی نے بھی کی بعض کے نزدیک دونوں بھائی تھے ایک کو کبیر اور دوسرے کو صغیر کہا گیا بعض کے نزدیک دادا اور پوتے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہے لیکن ان تینوں روائیتوں میں اول درست معلوم ہوتی ہے۔ جسکی تائید عمری اور ابن عنبہ نے کی۔ اور دور حاضر کے مشہور نسابہ سید مہدی رجائی نے بھی ایسا ہی تحریر کیا۔

ابوالحسن عیسیٰ رومی الثانی بن ابوالحسین محمد الارزق بن عیسیٰ رومی الاکبرنقیب کی اولاد بقول السید مہدی رجائی چار پسران سے چلی (۱)۔ عبداللہ الملقب مجانین (۲)۔ ابوجعفر محمد (۳)۔ حسین (۴)۔ ابوعبداللہ حسن الکوفی

اول ابوجعفر محمد بن ابوالحسن عیسیٰ رومی الثانی کی اولاد سے ابوالحسن علی المعروف صیلۃ (جو نہر الدیر سواد بصرۃ میں مقیم تھے) بن عبداللہ بن ابوجعفر محمد المذکور تھے

دوئم حسین بن عیسیٰ رومی الثانی: کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔ ابوعبداللہ محمد کتیلہ (۲)۔ عیسیٰ المعروف ابی الاصابع (۳)۔ علی

سوئم حسن الکوفی بن عیسیٰ الرومی الثانی کی اولاد میں تین ابنان تھے (۱)۔ جعفر مدینہ سے نیشاپور ہجرت کی (۲)۔ محمد (۳)۔ ابوالقاسم علی الکوفی

پہلی شاخ میں جعفر بن حسن الکوفی بن عیسیٰ الرومی الثانی کے بقول ابواسماعیل طباطبا دو فرزند تھے۔ جو سمرقند گئے (منتقلہ الطالبیہ) (۱) ابوالقاسم علی الحجازی (۲)۔ محمد ان میں ابوالقاسم علی الحجازی بن جعفر بن حسن الکوفی کے بھی دو فرزند تھے (۱)۔ طاہر (۲)۔ ابومحمد فضل الداعی

دوسری شاخ میں ابوالقاسم علی الکوفی بن حسن الکوفی بن عیسیٰ رومی الثانی کی اولاد سے بقول ابن عنبہ الحسنی درعمدۃ الطالب السید الفاضل الشاعر المداح اہل بیت محمد المعروف با بن الحاتم بن ابومنصور علی المحقق عراق بن محمد بن علی بن علی النوابہ (اولاد بنو نوابہ مشہور ہے) بن محمد بن احمد بن محمد بن حسن بن ابوالقاسم علی الکوفی المذکور

تیسری شاخ میں محمد بن حسن الکوفی بن عیسیٰ رومی الثانی کی اولاد سے (۱)۔ حمزہ مجد الدین زاہد (۲)۔ ابوالفتوح محمد ابنان مرتضیٰ العجمی بن اسماعیل بن محمد المذکور تھے اور یہ حضرات بھی صاحب اولاد تھے۔

عیسیٰ الرومی الاکبرنقیب کی اولاد ایران میں کثرت سے آباد ہے جنکی تفصیل کتاب المعقبون من اولاد ابی طالب میں سید مہدی رجائی نے تحریر کی ہے۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کا نام محمد اور لقب دیباج آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے تھا آپ کا دوسرا لقب مامون بھی تھا آپ کی والدہ کنیز تھیں آپ نے محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ کی داعوت کیلئے خروج کیا اور یہ ابی السرایا سری بن منصور شیبانی کے زمانے کی بات ہے۔اور جب محمد بن ابراہیم طباطبا فوت ہوئے تو محمد الدیباج نے اپنے لئے یہ دعویٰ کیا اور مکہ میں اپنی بیعت لیناشروع کر دی پھر مکہ میں خروج کیا اور اپنے قیام کی ناکامی پر آپ کو گرفتار کر کے مامون العباسی کے پاس لے جایا گیا مامون نے آپ کو چھوڑ دیا اور آپ کی وفات جرجان میں ہوئی آپ کی قبر مبارک بھی وہیں ہے (عمدۃ الطالب صفحہ ۲۲۶)

ایک دوسری روایت کے مطابق محمد الدیباج: طالبین کے علماء اور زہاد میں سے تھے آپ نے مامون عباسی کی مخالفت میں مکہ سے خروج کیا۔آپ کی وفات (۲۰۳) ہجری میں جرجان میں ہوئی۔

بقول الشیخ عباس قمی در کتاب احسن المقال میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ مرد قوی القلب اور عابد تھے آپ ہمیشہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے جب گھر سے نکلتے تو اکثر اپنا لباس کسی برہنہ کو پہنا دیا کرتے تھے ہر روز مہمانوں کیلئے ایک گوسفند ذبح کیا کرتے تھے۔آپ مکہ کی جانب گئے اور طالبین کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر خروج کیا جن میں (۱)۔حسین بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدینؑ (۲)۔محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ (۳)۔محمد السلیق بن حسن بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ (۴)۔علی بن حسین ذی الدمعۃ بن زید شہید (۵)۔علی العریضی بن امام جعفر الصادقؑ بھی طالبین میں سے آپ کے ساتھ تھے۔ان حضرات نے ہارون بن مسیّب سے جنگ کی جو مامون عباسی کی طرف سے مامور تھا۔اس جنگ میں ہارون بن مسیّب کے لشکر کے بہت سے آدمی مارے گئے تو وہ جنگ سے دستبردار ہوا۔اور حضرت امام علی رضاؑ بن امام موسیٰ کاظمؑ کو پیغام رساں کے طور پر محمد الدیباج بن بن امام جعفر الصادقؑ کے پاس بھیجا اور بطریق صلح آپ کو بلایا حضرت محمد الدیباج نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔اور جنگ کیلئے آمادہ ہوئے تو ہارون بن مسیّب نے لشکر بھیجا یہاں تک کہ اس لشکر محمد الدیباج اور دیگر علوی حضرات کا اس پہاڑ میں محاصرہ کر لیا جس میں انہوں نے پڑاؤ ڈالا تھا تین دن تک محاصرہ رہا یہاں تک کہ خوراک اور پانی ختم ہو گیا اور محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ کے اصحاب ان سے دستبردار ہو کے متفرق ہونے لگے تو مجبوراً محمد الدیباج نعلین اور ردا پہن کر ہارون بن مسیّب نے خیمے میں چلے گئے اور اپنے اصحاب کیلئے امان چاہی جو دے دی گئی۔ایک دوسری روایت میں ہارون بن مسیّب کی جگہ عیسیٰ جلودی کا ذکر ہے۔خلاصہ یہ کہ طالبین کو قید کر کے ایسے محملوں پر سوار کیا گیا جن کے نیچے کوئی گدیلہ نہیں تھا اور خراسان بھیج دیا گیا جب خراسان وارد ہوئے تو مامون نے آپ کا عزت واحترام کیا آپ نے خراسان میں ہی وفات پائی اور مامون عباسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی تاریخ قم میں مرقوم ہے کہ محمد الدیباج نے اس وقت وفات پائی جب وہ جرجان سے (۲۰۳) ہجری کو عراق جا رہے تھے اور آپ جرجان میں ہی دفن ہوئے۔

صاحب الجلیل کافی لکفاۃ ابوالقاسم اسماعیل بن عباد نے (۳۷۴) ہجری میں آپ کی قبر پر عمارت بنوائی۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی چودہ صاحبزادیاں تھیں (۱)۔خدیجہ (۲)۔حکیمہ (۳)۔زینب (۴)۔اسماء (۵)۔فاطمہ (۶)۔عالیہ

(۷)۔ریطہ(۸)۔ام کلثوم(۹)۔ام محمد(۱۰)۔ملیکہ(۱۱)۔لبابہ(۱۲)۔عشیرہ(۱۳)۔بریہ(۱۴)۔رقیہ

جبکہ بقول عمری آپ کے (۱۲) پسران تھے(۱)۔علی الخارصی(۲)۔یحیٰ (۳)۔قاسم(۴)۔حسین الاصغر(۵)۔حسین الاکبر(۶)۔اسماعیل(۷)۔اسحاق(۸)۔عبیداللہ(۹)۔عبداللہ(۱۰)۔جعفر(۱۱)۔حسن الاکبر(۱۲)۔حسن الاصغر ان میں حسن الاکبر،جعفر،عبیداللہ،اسحاق،عبداللہ کی اولاد کا کوئی ذکر نہیں۔

اول حسن الاصغر بن محمد الدیباج بقول عمری آپ کی اولاد میں دو پسران تھے(۱)۔محمد(۲)۔علی لیکن ان کی اولاد نہ چلی

دوئم عبداللہ بن محمد الدیباج۔آپ کی اولاد کا بھی کوئی تذکرہ نہیں۔بقول شیخ صدوق انہوں نے سید عبدالعظیم حسنی اور انہوں نے اپنے دادا علی بن حسن بن زید بن امام حسن السبطؑ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن محمد الدیباج نے کہا کہ میں نے اپنے والد محمد الدیباج اور انہوں نے اپنے والد امام جعفر صادقؑ سے حدیث بیان کی کہ امام محمد الباقرؑ نے اپنی اولاد کو جمع کیا۔اور اس وقت ان کے بھائی زید الشہید بن امام زین العابدینؑ بھی موجود تھے امام محمد باقرؑ نے ایک کتاب نکالی جو امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی اور جناب رسولؐ خدا نے لکھوائی تھی جس میں حدیث لوح آسمانی لکھی ہوئی تھی آخر تک جس میں اوصیاء پیغمبر کی تصریح موجود تھی

سوئم اسماعیل بن محمد الدیباج: آپ کا ذکر ابوالحسن بن کتیلہ الشریف النسابہ الفاضل نے کیا ہے لیکن آپ کی اعقاب باقی نہ رہی۔چہارم حسین بن محمد الدیباج: بقول الشیخ شرف العبید لی آپ کی اولاد سے کوئی ایک باقی نہ دیکھا۔بقول الغنائم عمری آپ کی اولاد تھی اور ایک فرزند محمد تھا۔لیکن بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد سے محمد بن حسین بن علی بن حسین المذکور تھا لیکن آگے اولاد ان کی بھی زیادہ طویل نہ رہی۔پنجم حسین الاکبر بن محمد الدیباج بقول صاحب لباب الانساب آپ کی والدہ مسور بن مخرمہ الزہری کی اولاد سے تھیں اور آپ کے بعد کسی ایک نے بھی آپ کی اولاد ہونے کا داعوی نہیں کیا(لباب الانساب صفحہ ۵۶۸ جلد دوئم)ششم یحییٰ بن محمد الدیباج آپ کو ابن الحسینیہ بھی کہا جاتا ہے آپ اپنے والد محترم کے وصی تھے اور آپ منقرض فوت ہوئے۔آپ کی والدہ خدیجہ بنت عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ بن امام حسین الشہیدؑ تھیں۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی(۱)۔**قاسم**(۲)۔حسین(۳)۔**علی الخارصی** حسین بن محمد الدیباج کی اولاد کا سرسری سا تذکرہ ہم اوپر کر چکے ہیں۔

اعقاب قاسم بن محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ

آپ کو قاسم الشبیہ بھی کہا گیا ہے آپ کی اولاد بنو الشبیہ کہلائی ہے۔آپ کی والدہ ام حسن بنت حمزہ بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں اور آپ کی نانی فاطمۃ بنت علی بن حسین ذی العبرۃ بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ تھیں۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی(۱)۔عبداللہ(۲)۔علی(۳)۔یحیٰی الزاہد

اول عبداللہ بن قاسم الشبیہ آپ کی اولاد سے ابوالقاسم عبداللہ الملقب طیارہ بن محمد بن عبداللہ المذکور تھے آپ کی اولاد کو بنو طیارہ کہتے ہیں۔

دوئم علی بن قاسم الشبیہ: آپ کی اولاد کو بنی عروس اور بنی خوارزمی کہا جاتا ہے جن کی تعداد مصر میں چلی گئی آج عراق میں بھی بنی عروس آباد ہے آپ کی اولاد

سے محمد بن علی جرجان بن محمد بن علی المذکور تھے۔ اس محمد بن علی بجرجان کے اعقاب میں السید العالم رضی الدین حسین بن قتادہ الحسنی المدنی نے دو پسران (۱)۔عقیل اور (۲)۔ابوطالب زید کا ذکر کیا ہے اور کہا گیا کہ ابوطالب زید بن محمد بن علی بجرجان کے آٹھ بیٹے تھے جو تقوی اور علم کی بلند منزل پر تھے اور یہ بھی کہا گیا ابوطالب زید کے اعقاب کرمان میں گئے واللہ اعلم (عمدۃ الطالب ۲۲۶)

سوئم یحییٰ الزاہد بن قاسم الشبیہ آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔محمد (۲)۔حسین الناقص

پہلی شاخ میں محمد بن یحییٰ الزہد کی اولاد سے احمد بن عبداللہ بن محمد المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں حسین الناقص بن یحییٰ الزاہد بن قاسم الشبیہ جنکی اولاد بنو ماحی سے مشہور ہے۔اور یہ ماحی حسین کی والدہ تھیں آپ کی اولاد سے ابو المناقب شرف الدین محمد بن ابوالفضل تقی الدین الملقب حجۃ بن عبدالعزیز بن قمر بن حسن بن جعفر بن ادریس بن علی بن محمد بن احمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن حسین الناقص المذکور تھے۔اور ابوالمناقب شرف الدین محمد کا ذکر الشیخ جمال الدین ابن الفوطی نے بھی اپنی کتاب میں کیا ہے۔

اعقاب علی الخارصی بن محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ

بقول جمال الدین ابن عنبہ علی الخارصی ابی السرایا کے ایام میں جب زید النار بن امام موسیٰ الکاظم بصرۃ میں آئے تو ان کے پاس گئے اور ان کی مدد کی بقول الشیخ ابی نصر بخاری کہ علی الخارصی کی رائے (۲۰۰) ہجری میں خروج کے معاملے میں اپنے والد سے متفق تھی علی الخارصی نے انتخاب کیا کہ وہ اھواز میں ظاہر ہونگے (یعنی خروج کریں گے)

یہ معاملہ حسین بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدین اور زید النار بن امام موسیٰ کاظمؑ کی موجودگی میں طے پایا۔ جب مامون الرشید عباسی محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ کے اصحاب پر غالب آئے تو علی الخارصی کو پتہ چل گیا کہ وہ کامیاب نہیں ہوئے اس لئے بصرۃ میں چلے گئے اور زید بن امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ مل گئے پھر انکے خروج کے اختتام پر بصرہ سے بغداد آئے اور وہیں وفات پائی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔حسن (۲)۔**حسین**

اول حسن بن علی الخارصی بن محمد الدیباج آپ نے کوفہ میں قیام کیا۔اور رہائش اختیار کی آپ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ ابوالحسن محمد بن ابوجعفر محمد بن حسن المذکور تھے اور آپ کی اولاد بغداد میں مقیم ہوئی۔

اعقاب حسین بن علی الخارصی بن محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد چھے پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابو عبداللہ جعفر الاعمی (۲)۔عبداللہ (۳)۔محسن (۴)۔محمد الجور (۵)۔**علی** (۶)۔**ابو طاھر احمد**

اول ابوعبداللہ جعفر الاعمی بن حسین آپ کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔علی (۲)۔ابوعبداللہ محمد الجمال (۳)۔حسن (۴)۔حسین

پہلی شاخ میں علی بن ابوعبداللہ جعفر الاعمی بن حسین کی اعقاب میں ایک فرزند ابوالحسین محمد المجد ور المعروف ابن طباطبا تھا جو آپ کی والدہ کی طرف سے آپ کا نام تھا آپ کی اولاد سے ابوطالب محمد الطّواف بن احمد بن محمد المجد ور بن علی المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں حسین بن ابوعبداللہ جعفر الاعمی آپ کا لقب صاحب عمدۃ نے حسین الدین لکھا ہے جبکہ صاحب لباب الانساب نے طواف لکھا ہے۔آپ کی اولاد میں ابوعلی احمد الغرا تھے آپ کی اولاد پہلے ہمدان گئی اور پھر وہاں سے قزوین منتقل ہوئی۔

تیسری شاخ میں ابوعبداللہ محمد الجمال بن ابوعبداللہ جعفر الاعمی آپ کی اولاد ایک فرزند ابوالقاسم جعفر الوحش سے چلی جنکی اولاد دو پسران (۱)۔حسن اور (۲) احمد سے چلی۔

حسن بن جعفر الوحش بن ابوعبداللہ محمد الجمال کے دو پسران تھے (۱)۔ابوطالب حمزہ الضراب (۲)۔محمد الملقب بالحر جبکہ احمد بن ابوالقاسم جعفر الوحش بن ابوعبداللہ محمد الجمال آپ کی اولاد کو بنو باب الطاقی کہا جاتا ہے جو باب الطاق سے نسبت کی وجہ سے ہے ان میں ابوالحسن علی بن احمد بن حسین بن احمد المذکور تھے۔

دوئم عبداللہ بن حسین کی اولاد بقول ابن عنبہ قم رے اور قزوین میں منتقل ہوئی۔

سوئم محسن بن حسین آپ کی اولاد سے بقول جمال الدین ابن عنبہ ابوطالب محسن بن محمد بن حمزہ بن علی بن محمد بن حسین بن محسن المذکو تھے۔

چہارم محمد الجور بن حسین بقول ابی نصر بخاری یہ جرجان کے کسی واقعے میں قتل ہو گئے تھے اور ایک لمبے عرصے تک انکے کسی فرزند کا ذکر نہیں ملا ان کو جور اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ حاکم وقت کے ڈر یعنی ظلم اور جور سے ڈر کر براری نامی صحراء میں رہائش اختیار کی ان کو فارسی میں کور جبکہ عربی میں جور کہتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو جور اس لیے کہا گیا کہ جب ان کی اولاد یعنی بیٹا ان کی موت کے بعد ظاہر ہوا اور اسکی ماں سے اسکے متعلق پوچھا تو کہا کہ یہ جاریہ (یعنی میں) یہ اس کا بیٹا اور یہ کور (یعنی جور) قبر کی طرف اشارہ کر کے کور کہا۔اور یہ کلام بھی ابی نصر بخاری کا ہے۔بقول ابوالحسن عمری کہ محمد الجور کو معتصم العباسی نے ''رے'' میں قتل کروایا اور ان پر بعض اہل الانساب نے طعن کیا۔جو انہوں نے کہا اس کی صحت کو اللہ بہتر جانتا ہے۔

ابونصر بخاری نے ابی جعفر محمد بن عمار سے روایت کی کہ اس نے کہا کہ میں نے امام حسن العسکریؑ بن امام علی الہادی بن امام محمد التقی الجوادؑ بن امام علی رضاؑ بن امام موسیٰ الکاظمؑ کو خط لکھا اور بعض مسائل کے بارے میں ان سے سوال کیا ان میں یہ بھی پوچھا کہ آپ جوریہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں پھر ہر مسئلے کے نیچے اس مسئلے کا جواب آیا اور جوریہ (قبیلہ جو محمد الجور کی اولاد کہلواتا تھا) کے بارے میں لکھا کہ ہم جوریہ کو نہیں جانتے اور وہ ہم کو نہیں جانتے اور جہاں تک شہادت کی بات ہے تو یہ شہادت قطعی ہے۔

اور بعض نے لکھا ہے کہ محمد الجور معتضد عباسی نے قتل کروایا۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ محمد الجور کے گیارہ فرزند تھے اور سب کے نام جعفر تھے ان کی پہچان کنیت سے ہوتی تھی۔

بعض نسابین نے محمد الجور کی اولاد تحریر کی ہے۔

اعقاب علی بن حسین بن علی الخارصی بن محمد الدیباج

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد ایک فرزند محمد الملقب المشکان سے چلی بعض نے ان کا نام ابوجعفر محمد الطروش بھی لکھا ہے تاہم ابن عنبہ نے محمد المشکان ہی تحریر کیا۔آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔حمزہ (۲)۔حسین

اول حمزہ بن محمد المشکان بن علی کا ایک فرزند ابوطالب محسن الاسمر تھا جنکی اولاد بغداد میں گئی

دوئم حسین بن محمد المشکان بن علی کی اولاد میں ایک فرزند عزیزی جبکہ دوسرے فرزند جن کا ذکر ہندی مصادر میں ہے ابوعبداللہ محمد عزنوی جو سادات گردیزی کے جدامجد ہیں۔لیکن عربی مصادر میں ابوعبداللہ محمد العزنوی کا ذکر نہیں تاہم صاحب عمدۃ نے اس ضمن میں کلمۃ حصر نہیں فرمایا۔یعنی کہ حسین بن محمد المشکان بن علی کی اولاد یہ نہیں کہا کہ صرف عزیزی سے جاری ہوئی۔سادات گردیزی جعفری سادات عالی درجات ہیں اور قدیم زمانے سے ان میں بلند شخصیات گزری ہیں۔

پہلی شاخ میں عزیزی بن حسین بن محمد المشکان بن علی کی اولاد سے القاضی نسابہ ابوطالب اسماعیل عزیز الدین المروزی النیشاپوری بن حسن بن محمد بن حسین بن احمد محمد بن عزیزی المذکور آپ کتاب الفخری فی الانساب اطالبین کے مصنف ہیں۔

دوسری شاخ میں ابوعبداللہ محمد الغزنوی بن حسین بن محمد المشکان کی اولاد سے السید شاہ یوسف گردیز بن سید ابوبکر بن سید شاہ قسور بن ابی عبداللہ محمد الغزنوی المذکور ہیں۔

سید شاہ یوسف گردیز کا اصل نام ابوالفضل جمال الدین یوسف گردیزی الجعفری المولتانی ہے۔آپ ۴۵۰ ہجری میں غزنی کے علاقہ گردیز میں تولد ہوئے ۴۸۱ ہجری میں ملتان تشریف لائے اور ۵۵۳ ہجری میں وفات پائی۔(از اولیائے ملتان صفحہ ۸۱)

سید شاہ یوسف گردیز کا شجرہ مختلف کتب میں مثلاً تاریخ سادات اور اولیائے کشمیر میں علی العریضی بن امام جعفر الصادقؑ سے ملایا گیا ہے۔جبکہ وہ شجرہ قدیم کتب انساب سے بالکل ثابت نہیں ہوتا جبکہ مذکورہ بالا شجرہ کی عربی مصادر سے کم از کم نفی نہیں ہوتی اور اسکی (۹) پشتوں کا ذکر عمدۃ الطالب میں موجود ہے

اعقاب سید شاہ یوسف گردیز بن سید ابوبکر بن شاہ قیسور بن سید ابی عبداللہ غزنوی (سادات گردیزی)

آپ کی اولاد سادات حسینیہ گردیزیہ جعفریہ کہلواتی ہے اور ان کی کثیر تعداد ملتان اور آزاد کشمیر اور روالپنڈی کے کچھ علاقوں میں آباد ہے۔

آپ کی اولاد سے مخدوم عبدالصمد گردیزی بن سید احمد عمادالدین بن سید شاہ یوسف گردیز المذکور تھے

مخدوم عبدالصمد گردیزی بن سید احمد عمادالدین کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی۔

(۱)۔سید یحیٰ گردیزی (۲)۔سید احمد گردیزی

اول سید یحیٰ گردیزی بن مخدوم عبدالصمد گردیزی بن سید احمد عمادالدین کی اولاد سے مخدوم سید شاہ یوسف شاہ ملتان بن مخدوم نجم الدین بن نعمت اللہ بن سید مبارک بن آقا زید گردیزی بن سید یحیٰ گردیزی المذکور آپ کی ایک بیٹی فاطمہ سید ابوالفتح زیدی کی زوجہ تھیں اور اس خاندان کی رشتہ داریاں سادات زیدیہ میں تھی جو خاندان حسین ذی الدمعۃ بن زید شہید کی اولاد ہے۔

دوئم سید احمد گردیزی بن سید مخدوم عبدالصمد بن سید احمد عمادالدین آپ کی اولاد میں سے مشہور صابری چشتی بزرگ سید شاہ منور گردیزی المعروف شاہ سچیار (مزار بہارہ کہوا اسلام آباد) بن سید نور محمد (دان گلی کلر سیداں) بن سید شاہ محمد بن سید عبدالرحمان بن سید احمد گردیزی المذکور تھے۔

اعقاب سید شاہ منور گردیزی المعروف شاہ سچیار بن سید نور محمد بن سید شاہ محمد

آپ کی اولاد میں پانچ پسران تھے (۱)۔سید شاہ منصور گردیزی (۲)۔سید بہادر شاہ (۳)۔سید مبین الملک (۴)۔سید بہاء الدین (۵)۔سید نظام الدین

اول سید شاہ منصور گردیزی بن سید شاہ منور گردیزی المعروف شاہ سچیار آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔سید رتن شاہ (۲)۔سید سنگری شاہ

پہلی شاخ میں سید رتن شاہ عرف رکن الدین بن سید شاہ منصور کے دو فرزند تھے (۱)۔زمان شاہ (۲)۔مہر شاہ

زمان شاہ بن سید رتن شاہ المعروف رکن الدین کے تین فرزند تھے (۱)۔سید بادشاہ آپ کی اولاد لوھر کوٹ آزاد کشمیر میں ہے (۲)۔سید حاجی شاہ اولاد موضع لون ہوتر، جگڑی، بن گراں آزاد کشمیر میں ہے (۳)۔سید محمود شاہ اولاد لوھر کوٹ، سرسیداں موضع چناٹ مظفر آباد میں ہے

پھر مہر شاہ بن سید رتن شاہ المعروف رکن الدین کے تین فرزند تھے (۱)۔عبد المجید (۲)۔شیر شاہ (۳)۔پیارا شاہ

دوسری شاخ میں سید سنگری شاہ بن سید شاہ منصور کی اولاد سے چار فرزند تھے (۱)۔سید نصر الدین شاہ (۲)۔جنید شاہ (۳)۔یار شاہ (۴)۔سید دین شاہ ان حضرات کی اولاد موضع سہالہ ڈھیری امیر شاہ اور سالمیاں ڈھونڈاں ضلع پونچھ میں ہے۔

دوئم سید مبین الملک بن سید شاہ منور المعروف شاہ سچیار کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔سید منیر شاہ (۲)۔لعل شاہ اولاد ھل لرنگ وچمن کوٹ (۳)۔خواص شاہ اولاد سرسیداں وموٹا بن (۴)۔سید سعید شاہ ان میں سید سعید شاہ بن سید مبین الملک بن سید شاہ منور کے دو فرزند تھے (۱)۔سید معظم شاہ اولاد ہولر سیداں (۲)۔سید مومن شاہ اولاد سوہاوا (یا سہالہ راولپنڈی)

سوئم سید بہاء الدین عرف شہاب الدین بن سید شاہ منور المعروف شاہ سچیار گردیزی آپ کی اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔سید قطب شاہ (۲)۔سید محمد شاہ

پہلی شاخ میں سید قطب شاہ بن سید بہاء الدین عرف شہاب الدین کی اولاد سے (۱)۔سید سلطان شاہ و (۲)۔سید فقیر شاہ ابنان سید نقیب شاہ بن عارف شاہ بن شیر شاہ بن سید قطب المذکوران ہر دو حضرات کی اولاد گنگوٹہ سیداں سہالہ اسلام آباد میں ہے۔

دوسری شاخ میں سید محمد شاہ بن سید بہاء الدین عرف شہاب الدین کے چار فرزند تھے (۱)۔امیر شاہ (۲)۔کرم شاہ (۳)۔میر شاہ (۴)۔جعفر شاہ

چہارم سید نظام شاہ بن سید شاہ منور المعروف شاہ سچیار گردیزی کی اولاد میں چھے پسران تھے (۱)۔سید عسکری شاہ اولاد قصبہ بتیراں ویدھہر سیداں، نڑی والا ضلع باغ اور پونچھ میں آباد ہے (۲)۔سید دھیر شاہ اولاد کباٹ والا اور نڑ والا میں آباد ہے (۳)۔سید غازی شاہ (۴)۔سید بہرم شاہ اولاد سرچھ کھوڑی میں آباد ہے (۴)۔سید جنگ ولی اولاد کناٹ کلاں، موری راہ والی رؤیار اللہ، ڈھنڈی باغ میں آباد ہے۔(۵)۔سید معظم شاہ اولاد ملوٹھ ضلع باغ میں آباد ہے۔

سادات شیرازی جعفری اعقاب ابوطاہر احمد بن حسین بن علی الخارصی بن محمد الادیباج بن امام جعفر الصادقؑ

آپ کی والدہ سیدہ حکیمہ بنت حسن بن علی بن حسن بن علی بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں بقول صاحب عمدۃ الطالب آپ وارد شیراز ہوئے آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔ابراہیم ان میں سید ابراہیم بن ابوطاہر احمد کی اولاد سے بقول سید محمد علی شیرازی در کتاب قافلہ شیراز سید امام الدین بن سید علی بن سید علاؤ الدین اول بن جلال الدین بن برھان الدین بن منصور بن نظام الدین بن سید حبیب اللہ بن سید خلیل الدین بن سید شمس الدین ثانی بن سید اسد اللہ بن شمس الدین اول بن سید کمال الدین بن سید اسد اللہ اول بن سید خسرو بن سید عارف بقول بعض حارث بن سید ابراہیم بن سید ابو طاہر احمد المذکور تھے۔

سید امام الدین بن علی بن سید علاؤ الدین اول کے دو پسران تھے (۱)۔سید محی الدین (۲)۔سید میران امجد

اول سید محی الدین بن سید امام الدین بن سید علی بن سید علاؤ الدین اول آپ کی اولاد میں سید محمد نوروز شیرازی بن سید حسن شیرازی بن سید محی الدین المذکور تھے۔سید محمد نوروز بن سید حسن شیرازی کی اولاد چار پسران سے جاری ہوئی (۱)۔سید یحیٰ شیرازی جو جد سادات فتح پور سیالکوٹ ہیں (۲)۔سید حیدر علی شیرازی (۳)۔سید یونس شیرازی آپ کی اولاد اچی سیداں سیالکوٹ میں آباد ہے (۴)۔سید علی شیرازی

ان میں سید علی شیرازی بن سید محمد نوروز شیرازی کی اولاد سے الفاضل العالم المحدث پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری (مدفن علی پور سیدان) بن سید کریم شاہ بن سید منور علی بن سید محمد حنیف بن سید محمد عابد بن سید امان اللہ بن سید عبدالرحیم بن سید میر محمد بن سید علی شیرازی المذکور تھے۔

دوئم سید میران امجد بن سید امام الدین بن سید علی بن سید علاؤ الدین اول آپ کی اولاد سے سید بہاء الدین بن سید علاؤ الدین ثانی بن سید رکن الدین بن سید میران امجد المذکور تھے

انہیں سید بہاء الدین بن سید علاؤ الدین ثانی کے دو فرزند تھے (۱)۔سید خلیل شیرازی (۲)۔سید شیر شاہ شیرازی بعض مشجرات شیرازیہ میں سید شیر شاہ کو سید خلیل شیرازی کا بیٹا لکھا ہے لیکن ہم قافلہ شیراز کی روائیت لکھ رہے ہیں جس میں دونوں بھائی ہیں

پہلی شاخ میں سید خلیل شیرازی بن سید بہاء الدین بن سید علاؤ الدین ثانی آپ کا مزار لاغونہ اور کرزئی ایجنسی میں واقع ہے جسے وادی تیراہ بھی کہتے ہیں۔آپ کی اولاد بھی کرم ایجنسی کے مختلف علاقوں میں آباد ہے۔(از گلشن زہراؑ)

آپ کے سات پسران تھے (۱)۔سید علی (افغانستان) (۲)۔سید اسماعیل اولاد کچھی (۳)۔سید نور اللہ تیراہ کرم ایجنسی (۴)۔میر حبیب اولاد کچھی و تیراہ (۵)۔سید فخر الدین کرم ایجنسی (۶)۔سید میر نعمت اولاد علی خیل میں ہے۔(۷)۔سید محبّ اللہ تیراہ کرم ایجنسی

دوسری شاخ میں سید شیر شاہ شیرازی بن سید بہاء الدین بن سید علاؤ الدین ثانی بقول سید محمد علی شیرازی در کتاب قافلہ شیراز کہ آپ ہمایوں کے ساتھ اسکے لشکر کے سپہ سالار بن کر ہندوستان وارد ہوئے آپ کا مزار ترکمان دروازہ دہلی ہے تاریخ سادات کے مطابق آپ آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔سید محمود شیرازی (۲)۔سید جلال شیرازی (۳)۔سید شاہ شمس شیرازی لیکن قافلہ شیراز میں آپکے چار فرزند سید محمد، سید معصوم، سید بہادر اور سید شاہ شمس

شیرازی لکھے ہیں۔
ان میں سید شاہ شمس شیرازی بن سید شیر شاہ شیرازی بن سید بہاء الدین کا مزار اقدس موضع شاہ پور سرگودھا میں واقع ہے۔آپ کی اولاد پاکستان میں سادات شیرازی جعفری مشہور ہے آپ کے چھے فرزند تھے(۱)۔سید احمد شیر(۲)۔سید مرتضیٰ شاہ(۳)۔سید غلام حسن(۴)۔سید شاہ محمد روڑھا(۵)۔سید نیک نام(۶)۔سید فوجن شاہ ان میں سید غلام حسن بن سید شاہ شمس شیرازی کا مزار سرگودھا میں ہے آپ کے پانچ فرزند تھے(۱)۔سید اولیاء شاہ(۲)۔سید انبیاء شاہ(۳)۔سید حبیب شاہ(۴)۔سید مزمل شاہ(۵)۔سید دولت شاہ
پھر سید شاہ محمد روڑھا بن سید شاہ شمس شیرازی آپ کی اولاد میں سید کبیر شاہ تھے جن کے مزید آگے دو فرزند تھے۔(۱)۔سید جمال شاہ(۲)۔سید عاقل شاہ
سید جمال شاہ بن سید کبیر شاہ بن سید شاہ محمد روڑھا کی اولاد سے شمس العلماء مولوی سید میر حسن (استاد محترم علامہ اقبال) بن سید میر محمد شاہ بن سید ظہور اللہ بن سید میر قاسم بن شاہ سلطان بن سید میر مہدی بن سید شاہ مدار بن سید مقصود شاہ بن سید عزیز شاہ بن السید جلال شاہ بن سید جمال شاہ المذکور تھے۔(کتاب آثار از سید غلام عباس نقوی)

باب نہم فصل چہارم اعقاب اسحاق الموتمن بن امام جعفر الصادقؑ بن امام محمد الباقرؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی ولادت عریض میں ہوئی آپ محدث ثقہ اور فاضل تھے آپ کا لقب موتمن تھا اور آپ شیعہ امامیہ تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی در عمدۃ الطالب آپ کا نام اسحاق کنیت ابومحمد اور لقب موتمن تھا آپ کی ولادت عریض میں ہوئی آپ رسولؐ اللہ کی شباہت تھے یعنی عوام میں آپ رسولؐ اللہ کی شبیہ مشہور تھے آپ کی والدہ حمیدہ بربریہ تھیں جو کہ امام موسیٰ کاظمؑ کی والدہ بھی تھیں آپ محدث جلیل اور امامی شیعوں میں سہر فہرست تھے سفیان بن عیینہ نے اسحاق سے روایت کی اور کہا کہ آپ نے امام علی الرضاؑ سے روایت کی ہے کہ اسحاق الموتمن کی اولاد امام جعفر الصادق کی اولاد میں سب سے کم ہے آپ کی اولاد تین پسران سے چلی(۱)۔محمد(۲)۔حسن(۳)۔**حسین**(عمدۃ الطالب صفحہ ۲۲۹)۔
اسحاق الموتمن بن امام جعفر الصادقؑ صالحین اور اہل ورع میں سے تھے لوگوں نے آپ سے حدیث اور آثار کی روایت کی ہے آپ امام موسیٰ کاظم کی امامت کے قائل تھے اور اپنے والد امام جعفر صادقؑ سے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت پر نص روایات کرتے تھے۔اسحاق الموتمن کی زوجہ سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اور بعض نسخوں میں نفیسہ بنت زید الابلج بن امام حسنؑ لکھا ہے۔آپ(۱۴۵) ہجری مکۃ المکرّمہ میں پیدا ہوئیں اور مدینہ میں عبادت و زہد کے ساتھ نشوونما پائی آپ کی شادی جناب اسحاق الموتمن بن امام جعفر الصادقؑ سے ہوئی آپ دن کو روزہ رکھتیں اور راتوں کو عبادت کرتیں آپ صاحب مال ومنال تھیں اپاہجوں بیماروں اور عام لوگوں پر احسان کرتیں آپ نے تیس حج کئے جن میں سے اکثر پاپیادہ تھے آپ کی اپنے شوہر اسحاق الموتمن سے دو اولادیں تھیں قاسم اور کلثوم مگر ان کی اولاد آگے نہ بڑھی آپ اپنے شوہر کے ساتھ جناب ابراہیم خلیل اللہؑ کی زیارت سے مشرف ہوئیں اور واپسی پر مصر تشریف لائیں اور اہل مصر کی خواہش پر وہاں ہی قیام کیا لوگ آپ کی کرامات سے بہت متاثر ہوئے آپ نے اپنے مرنے سے قبل ہی اپنی قبر کھدوادی آپ کی وفات(۲۰۸) ہجری میں مصر میں ہوئی اور اہل مصر نے خواہش کی کہ ان کو تبرکاً مصر میں دفن کریں جناب اسحاق الموتمن نے قبول نہ کیا تو رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے فرمایا نفیسہ کو مصر میں ہی دفن کرو اسکی برکت سے اہل مصر پر

رحمت نازل ہوگئی۔آپ کا مزار مصر میں مرجع خلائق ہے امام شافعی نے آپ سے حدیث روایت کی ہے

بقول ابن عنبہ الحسنی اسحاق الموتمن بن امام جعفر الصادقؑ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔محمد (۲)۔حسن (۳)۔حسین

اول محمد بن اسحاق الموتمن بن امام جعفر صادقؑ بقول السید ابی الحسین یحییٰ نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ آپ کی والدۃ کلثم بنت علی بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں محمد بن اسحاق الموتمن کی اولاد بقول جمال الدین ابن عنبہ حمزہ بن محمد سے جاری ہوئی ان کی والدہ صفیہ بنت قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن السبطؑ بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ تھیں آپ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ حمزہ بن محمد بن محمد بن احمد الوارث (اولاد بنی وارث رے میں) بن محمد بن محمد بن حمزہ المذ کور تھے آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔علی جسکا ذکر عمدۃ الطالب میں ہے (۲)۔الداعی جس کا ذکر ابو اسماعیل بن طبا طبا نے منتقلہ الطالبیہ (صفحہ ۲۸) میں کیا ہے آپ رے سے اصفہان میں منتقل ہوئے۔

پہلی شاخ میں علی بن حمزہ بن محمد بن محمد بن احمد الوارث کی اولاد سے ابوعبداللہ حسین الاعرج بن حمزہ النجار بن ناصر بن حمزہ بن محمد بن علی المذ کور تھے بقول شیخ رضی الدین حسن بن قتادہ الحسنی کہ ابی عبداللہ حسین الاعرج مشہد غروی میں مسکون رہے جبکہ بقول ابن طبا طبا کہ آپ مدینہ منورہ سے کوفہ گئے اور کوفہ سے رے منتقل ہوئے۔

دوسری شاخ میں داعی بن حمزہ بن محمد بن محمد بن احمد الوارث کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ہادی جنکی فقط ایک بیٹی تھی (۲)۔علی المعروف مانکدیم ان دونوں کی والدہ ستکا بنت ابی حسن محمد بن احمد بن ابراہیم الوردی بن ابی عبداللہ محمد بن عبیداللہ الامیر بن عبداللہ بن حسن بن جعفر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ تھیں۔

دوئم حسن بن اسحاق الموتمن بن امام جعفر الصادقؑ آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔علی

پہلی شاخ میں محمد بن حسن بن اسحاق الموتمن آپ کی والدہ خدیجہ بنت عمر بن محمد بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں۔آپ کی اولاد نصیبین میں متفرق ہوگئی بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے باقی رہی (۱)۔جعفر الشدقم (۲)۔اسحاق (۳)۔حسن

ان میں حسن بن محمد بن حسن کی اولاد سے دو فرزند تھے (۱)۔ابوالقاسم احمد (۲)۔ابوالحسین محمد ان دونوں کی والدہ رقیہ بنت ابی تراب محمد بن علی بن علی بن محمد بن عون بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالبؑ تھیں (المعقبون صفحہ جلد سوم صفحہ (۵۰۸) جعفر الشدقم بن محمد بن حسن کی اولاد سے المظفر بن الفضل بن یحییٰ بن عبداللہ بن جعفر بن زید بن جعفر الشدقم المذ کور تھے بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی اولاد بنوشدقم کہلاتی ہے جو واسط اور رے میں مسکون ہے۔

دوسری شاخ میں علی بن حسن بن اسحاق الموتمن کی اولاد سے میمون بن عبیداللہ بن حمزہ بن حسن بن علی المذ کور تھے (انکی اولاد کے بارے میں مزید کوئی خبرنہیں ہے)،

اعقاب حسین بن اسحاق المؤتمن بن امام جعفر الصادقؑ

بقول ابن عنبہ الحسنی کہ حسین کی اولاد رقہ اور حلب میں ہے آپ کی اولاد ایک فرزند ابوجعفر محمد سے جاری ہوئی آپ کا لقب صوفی الورث تھا۔
بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد دو پسران (۱)۔ابوالقاسم طاہر اور (۲)۔احمد الحجازی سے چلی۔
اول ابوالقاسم طاہر بن ابوجعفر محمد بن حسین کی اولاد سے جعفر الرقی بن ابی جعفر محمد بن ابوالقاسم طاہر المذ کور تھے
دوئم احمد الحجازی بن ابوجعفر محمد بن حسین آپ کا ایک فرزند الشریف ابی ابراہیم محمد الحرانی الشاعر العالم ممدوح ابی العلامعری تھا اور بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ جمہور اولاد اسحاق المؤتمن بن امام جعفر الصادقؑ کا نسب اسی ابی ابراہیم محمد الحرانی پر منتھی ہوتا ہے بقول ابوالحسن عمری کہ ابی ابراہیم محمد الحرانی کے حالات زیادہ معلوم نہیں مگر حسین الحرانی بن عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن علی الطیب العلوی العمری نے اپنی بیٹی خدیجہ المعروف ام سلمہ کی شادی اسی الشریف ابی ابراہیم محمد الحرانی سے کردی۔
اور یہ حسین حرانی العمری جنکی کی بیٹی کا ذکر آیا ہے حران کے والی بن کر حران آئے تھے ان کی حکومت بہت مضبوط تھی حتیٰ کہ حران کے علاوہ آل وثاب پر بھی انہوں نے قبضہ کیا اور اس پر حکومت کی۔
سادات بنی زہرہ الحلبی انہیں **الشریف ابی ابراهیم محمد الحرانی** کی اولاد ہیں۔

سادات بنی زہرہ الحلبی اعقاب ابی ابراہیم محمد الحرانی بن احمد الحجازی بن ابوجعفر محمد بن حسین

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔ابوسالم محمد (۲)۔**ابو عبدالله جعفر نقیب حلب**
اول ابوسالم محمد بن ابی ابراہیم محمد الحرانی آپ کی اولاد بقول ابن عنبہ بنی زہرہ سے معروف ہے آپ کی اولاد سے ابوالحسن زہرۃ الاول علم الدین نقیب بن ابی الموھب علی بن ابوسالم محمد المذ کور تھے۔آپ عالم فاضل صاحب عظیم القدر رفیع المنز لہ آپ صاحب الاحادیث الحسنہ ،والتصانیف الجلیلہ تھے آپ نسابہ اور نقیب حلب بھی تھے۔
آپ کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔حسین (۲)۔عبداللہ (۳)۔ابوعلی حسن (۴)۔ابی المحاسن علی نقیب حلب
پہلی شاخ میں عبداللہ بن ابوالحسن زہرہ النقیب کی اولاد سے محمد محی الدین نجم السلام نقیب حلب بن عبداللہ المذ کور تھے آپ فقیہ الفاضل تھے۔حلب میں پیدا ہوئے اور یہاں ہی سن (٦٢٦) ہجری کو وفات پائی۔
دوسری شاخ میں ابوعلی حسن بن ابی الحسن زہرہ النقیب کی اولاد سے دو فرزند تھے (۱)۔ابوالمحاسن زہرہ (۲)۔محمد
ان میں محمد بن ابوعلی حسن کی اولاد سے ابوالحسن علاء الدین علی الشریف بن ابراہیم بن محمد المذ کور تھے اور بدرالدین محمد النقیب الحلب بن ابراہیم بن محمد المذ کور تھے بدرالدین محمد بن ابراہیم کے دو فرزند ابوطالب احمد اور عزالدین حسن کو علامہ حلی نے اجازہ دیا تھا جو بحارالانور کی آخری جلد میں رقم ہے۔
سوئم ابوالمحاسن علی النقیب حلب بن ابی الحسن زہرۃ النقیب آپ کے تین فرزند تھے۔(۱)۔ابوالقاسم عبداللہ جمال الدین (۲)۔یحییٰ (۳)۔ابوالمکارم حمزہ عزالدین

پہلی شاخ میں ابوالقاسم عبداللہ جمال الدین بن ابوالمحاسن علی النقیب حلب الحسینی الحلبی کا ایک فرزند تھا سید ابی حامد محمد محی الدین العالم الفاضل الکامل الزاہد المحدث۔

پھر دوسری شاخ میں ابوالمکارم حمزہ عزالدین بن ابوالمحاسن علی النقیب حلب بن ابوالحسن زہرہ النقیب آپ عالم فاضل مدرس مصنف مجتہدعین اعیان سادات والنقباء حلب صاحب تصنیفات عمدہ اوراقوال شہورہ تھے آپ نے کئی کتابیں تصانیف فرمائی آپ کی قبراطہر شہر حلب کے جوشن پہاڑ کے نیچے مشہد نقط حسینؑ کے قریب ہے اوراس پران کا نام اورنسب امام جعفرالصادقؑ تک تحریر ہے۔

اور تاریخ وفات بھی لکھی ہے آپ کی اولاد سے ابوعبداللہ جعفر تاج الدین الفقیہ النسابہ بن ابوعبداللہ محمد شمس الدین القاضی بن ابی المکارم حمزہ شرف الدین بن ابی الفداء عبداللہ صفی الدین بن ابی عبداللہ محمد بن ابوسالم محمد رکن الدین بن عبدالمحسن زین الدین نقیب حلب بن ابوعلی حسن بن ابی المحاسن زہرہ النقیب حلب بن حسن النقیب حلب بن ابوالمکارم حمزہ عزالدین المذکور تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے کتاب غایۃ الاختصار فی اخبار البیوتات العلویہ لکھی اور المحفوظ من الغبار میں آپ نے خاندان اسحاقین کے ذکر میں کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں زہرہ کے خاندانوں میں قرار دیا جو حلب کے نقباء تھے۔

لیکن میرے استاد فی علم النسب سید عبدالرحمان العزی الاعرجی الحسینی کا کہنا ہے کہ کتاب غایۃ الاختصار فی اخبار البیوتات العلویہ سید ابوعبداللہ جعفر تاج الدین کی جانب منسوب ہے انہوں نے یہ کتاب تحریر نہیں کی۔

اعقاب ابوعبداللہ جعفر النقیب حلب بن ابی ابراہیم محمد الحرانی بن احمد الحجازی

آپ کے دوفرزند تھے(۱)۔ابوابراہیم محمد نقیب حلب بقول ابوالحسن عمری آپ فارس اورشاعر تھے آپ عمری کے دوست تھے(۲)۔ابوتراب زید
ان میں ابوتراب زید بن ابوعبداللہ جعفر النقیب کی اولاد سے ابوعلی عبداللہ نقیب حلب بن جعفر بن ابوتراب زید المذکور تھے
اور آپ کے تین پسران تھے(۱)۔یحییٰ (۲)۔ابوالغنائم معصب (۳)۔محمد

اول یحییٰ بن ابوعلی عبداللہ النقیب حلب بن جعفر کا ایک فرزند شرف الدین ابوقاسم تھا جو قرآن کے حافظ تھے اور آپ باب النوبی درالخلافہ بغداد میں حاجب تھے اسی لئے آپ کی اولاد بنوحاجب الباب کہلائی آپ کا ایک فرزند سید العالم ابوعلی مظفر بن شرف الدین ابوقاسم حاجب الباب تھے جو کتاب ''صرف المعرۃ عن شیخ المعرۃ'' کے مصنف تھے۔اولاد بنوحاجب الباب کہلاتی ہے۔

دوئم ابوالغنائم معصب بن ابوعلی عبداللہ النقیب حلب بن جعفر آپ کے ایک فرزند سید ابوالفضل موفق الدین تھے جو الشیخ السید رضی الدین بن قتادہ الحسنی النسابہ کے دوست تھے۔

سوئم محمد بن ابوعلی عبداللہ النقیب حلب بن جعفر بن ابوتراب زید کی اولاد سے الفاضل سید زین الدین علی بن محمد بن علی بن محمد المذکور تھے۔
اور یہاں پر اولاد اسحاق الموتمن بن امام جعفرالصادقؑ تمام ہوئی۔

باب دہم اعقاب امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر الصادقؑ بن امام محمد الباقرؑ

بقول ابن عنبہ آپ کا نام موسیٰ لقب کاظم اور کنیت ابوالحسن اور ابوابراہیم ہے آپ کی والدہ حمیدہ مغربیہ یعنی بربریہ تھیں اور بعض نے نابیۃ بھی لکھا ہے آپ کی ولادت باسعادت (۱۲۸) ہجری کو مدینہ اور مکہ کے مابین ابواء نامی مقام پر ہوئی۔ اور آپ کی شہادت سندھی بن شاہک کی قید میں (جسے ہارون نے مامور کیا تھا) ۱۸۳ ہجری کو ۵۵ سال کی عمر مبارک میں ہوئی بقول عمری ہارون رشید نے یحییٰ بن خالد سندھی بن شاہک کو مامور کیا کہ وہ آپ کو قید میں رکھے۔ حتیٰ آپ کی شہادت بغداد میں ہوئی اس وقت ہارون الرشید بغداد میں نہ تھا (المجدی صفحہ ۲۹۸)

بقول عمری و جمال الدین ابن عنبہ آپ کی رنگت سیاہ تھی۔ مورخین کے نزدیک امام موسیٰ کاظمؑ کی ولادت سات صفر ۱۲۸ ہجری کو ہوئی آپ کا لقب کاظم ہے جس کا مطلب خاموش اور غصہ کو پی جانے والا ہے آپؑ نے دشمنوں کے ہاتھوں بہت تکالیف اٹھائیں مگر ان کے لئے بددعا نہ کی حالانکہ اگر بددعا کرتے تو کیا نہ ہوتا آپ کائنات کے مالک تھے۔ آپ باب الحوائج کے لقب سے بھی معروف ہیں آپ کے اوصاف اور خصائل بیان کرنے سے قلم عاجز ہے آپ عالم اسلام کے ساتویں امام اور رسولؐ اللہ کے ساتویں وصی ہیں آپ کی امامت منصوص من اللہ ہے اور آپ نے دین کی ترویج کیلئے بہت تکالیف اٹھائیں۔ آپ کا لقب کاظم قرآن پاک کی آیت سے ہے جس میں کاظمین کا ذکر کیا گیا ہے اور وہی تمام اوصاف آپ میں تھیں۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ خلیفہ ہادی عباسی نے امام موسیٰ کاظمؑ کو گرفتار کر کے قید میں رکھا تو امیر المومنین امام علی ابن ابی طالبؑ کو خواب میں دیکھا کہ آپؑ نے اس سے فرمایا ''پس کیا یہ امر قریب ہے کہ اگر تم والی ہو گئے تو زمین پر فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے جب بیدار ہوا تو امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کا مقصد سمجھ گیا اور حکم دیا کہ امام موسیٰ کاظمؑ کو رہا کیا جائے کچھ عرصہ بعد دوبارہ اس نے چاہا کہ امام موسیٰ کاظمؑ کو قید کرے لیکن موت نے اسے مہلت نہ دی۔ اور وہ ہلاک ہو گیا اور جب ہارون رشید کو مہلت ملی تو وہ آپ کو بغداد لے آیا اور قید میں ڈال دیا اور اپنی حکومت کے چودھویں سال حضرت کو زہر دی اور اس زہر سے آپؑ کی شہادت ہوئی۔ آپ کی شہادت ۲۵ رجب ۱۸۳ ہجری کو بغداد میں ہوئی اور آپ وہیں مدفون ہوئے۔

آپ کی اولاد بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی کل ۶۰ اولادیں تھیں جن میں ۳۷ بیٹیاں اور ۲۳ بیٹے تھے۔ اور ابن شہر آشوب نے کہا کہ آپ کی ۳۰ اولادیں تھیں۔ جبکہ شیخ مفید کے بقول آپ کی کل ۳۸ اولادیں تھیں جن میں ۱۸ فرزند اور ۱۹ صاحبزادیاں تھیں۔ لیکن دوسرا اور تیسرا قول نسابین کا نہیں اول قول نسابہ کا ہے اس لئے معتبر ہے۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی ۳۷ بیٹیاں اور ۲۳ پسران تھے۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی صاحبزادیوں کے نام درج ذیل ہیں (۱)۔ ام عبداللہ (۲)۔ رقیہ (۳)۔ لبابہ (۴)۔ ام جعفر (۵)۔ امامہ (۶)۔ کلثم (۷)۔ بریہ (۸)۔ ام القاسم (۹)۔ محمودہ (۱۰)۔ امینہ الکبریٰ (۱۱)۔ علیہ (۱۲)۔ زینب (۱۳)۔ قسیمہ (۱۴)۔ حسنہ (۱۵)۔ عائشہ (۱۶)۔ ام سلمہ (۱۷)۔ اسماء (۱۸)۔ ام فروہ (۱۹)۔ آمنہ بقول عمری قبر مصر میں ہے (۲۰)۔ ام ابیھا (۲۱)۔ حلیمہ (۲۲)۔ رملۃ (۲۳)۔ میمونہ (۲۴)۔ امینہ الصغری (۵)(۲)۔ ام کلثوم الکبریٰ آپ کے بھتیجے جعفر ابن عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ آپ کے نام سے ابن ام کلثوم مشہور تھے کیونکہ آپ نے ان کی پرورش کی تھی۔ (۲۶)۔ ام کلثوم الوسطیٰ (۲۷)۔ ام کلثوم الصغریٰ اور الاشنانی کی روایت میں پانچ صاحبزادیوں کا اضافہ ہے

(۲۸)۔عطفہ (۲۹)۔عباسہ (۳۰)۔خدیجہ الکبریٰ (۳۱)۔خدیجہ لیکن بقول ابن عنبہ الحسنی آپ ۳۷ صاحبزادیاں تھیں۔اور کتاب اساس الانساب الناس میں سید جعفر الاعرجی نے (۳۲)۔فاطمہ الرابع (۳۳)۔فاطمہ الصغریٰ (۳۴)۔فاطمہ الکبری (۳۵)۔فاطمۃ الوسطی کے نام بھی لکھے ہیں اور شیخ مفید نے بھی ان کے نام تحریر کئے ہیں آخر الذکر شہزادیوں میں سے ہی ایک فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظمؑ اور المعروف بی بی معصومہ ہیں جن کا مزار اقدس قم ایران میں مرجع خلائق ہے۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کے ۲۳ فرزند تھے جن میں سے پانچ کی اولاد بغیر کسی اختلاف کے نہ چلی جبکہ بقول عمری آٹھ فرزندوں کی اولاد نہ چلی۔ان میں (۱)۔عبدالرحمان (۲)۔عقیل (۳)۔قاسم (۴)۔یحییٰ (۵)۔داوٗد بقول عمری (۶)۔سلیمان اور (۷)۔الفضل (۸)۔احمد جبکہ بقول ابن عنبہ ان تینوں کی اولاد میں بیٹیاں تھیں بقول ابن عنبہ پانچ پسران کی اولاد ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے (۹)۔ابراہیم الاکبر (۱۰)۔ہارون (۱۱)۔حسین (۱۲)۔زید (۱۳)۔حسن بقول ابن عنبہ الحسنی کہ دس پسران کی اولاد ہونے میں کوئی اختلاف نہیں (۱۴)۔امام علی الرضاؑ (۱۵)۔ابراہیم الاصغر (۱۶)۔عباس (۱۷)۔اسماعیل (۱۸)۔محمد العابد (۱۹)۔اسحاق الامیر (۲۰)۔حمزہ (۲۱)۔عبداللہ (۲۲)۔عبیداللہ

(۲۳)۔جعفر الخواری اور یہ دس فرزند جن سے اولاد جاری ہوئی یہ روایت الشیخ ابونصر بخاری کی ہے۔جسے انہوں نے سر سلسلہ العلویہ میں تحریر کیا۔

جبکہ بقول الشیخ ابوعبداللہ تاج الدین محمد ابن معیہ الحسنی النقیب کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی نسل (۱۳)۔پسران سے جاری ہوئی ان میں چار پسران کی اولاد زیادہ تھی (۱)۔**امام علی الرضاؑ** (۲)۔**ابراھیم الاصغر المرتضیٰ** (۳)۔**جعفر الخواری** (۴)۔**محمد العابد** پھر چار ایسے فرزند ہیں جنکی اولاد اوسط تھی (۵)۔**زید النار** (۶)۔**عبداللہ** (۷)۔**عبیداللہ** (۸)۔**حمزہ** اور پانچ ایسے فرزند ہیں جنکی اولاد کم تھی (۹)۔**العباس** (۱۰)۔**ھارون** (۱۱)۔**اسحاق الامیر** (۱۲)۔**حسن** (۱۳)۔**حسین**

باب دہم فصل اول — اعقاب حسین بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول الشیخ عمری کہ حسین کے بیٹے اور بیٹیاں تھیں مگر آپ منقرض ہو گئے یعنی آپ کی اولاد جاری نہ ہوئی۔اور آپ کی والدہ کنیز تھیں

بقول ابی نصر بخاری اور ابوالیقظان کہ حسین بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد نہ تھیں اور دوسری جگہ کہا کہ حسین بن امام موسیٰ کاظمؑ کا ایک فرزند عبداللہ تھا جسکی والدہ ام الولد تھیں اور ان کی اعقاب نہیں تھی یعنی عبداللہ بن حسین کی اعقاب نہ تھی۔

بقول الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی کہ حسین بن امام موسیٰ کاظمؑ درج نہیں تھے آپ کی اولاد تھی مگر منقرض ہوگئی۔

بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا کہ حسین ابن امام موسیٰ کاظمؑ کے تین فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔عبداللہ (۳)۔عبیداللہ اور طبسین میں ایک قوم ہے جو انکی اولاد ہونے کی دعوایدار ہے ان کے بارے میں لکھ کر ان کے حالات دریافت کرنے چاہیں مگر بقول ابی نصر بخاری کہ اس گھر (یعنی حسین بن امام موسیٰ کاظمؑ) کے کسی ایک کا بھی باقی ہونا ثابت نہیں۔

باب دہم فصل دوئم　　　　　　　　　　اعقاب عباس بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ عباس بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد صرف ایک فرزند قاسم سے چلی اور انکی اولاد بہت قلیل تھی جبکہ بقول ابو عبداللہ حسین ابن طباطبا عباس بن موسیٰ کاظمؑ کے دوسرے بیٹے موسیٰ بھی تھے جنکی والدہ فاطمۃ بنت محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ تھیں۔

قاسم بن عباس بن امام موسیٰ کاظمؑ بقول ابن عنبہ الحسنی شوشی نام مقام پر دفن ہیں آپ کی اولاد ایک فرزند ابی عبداللہ محمد سے چلی جبکہ بقول ابی عبداللہ حسین ابن طباطبا کہ قاسم بن عباس کی اولاد میں حسین صاحب السلعۃ بن قاسم اور احمد بن قاسم بھی المذکور تھے جنکی اولاد کوفہ میں رہی۔ بیان کیا الشیخ رضی الدین حسن بن قتادہ الحسنی نے کہا کہ حسین الرسی النسابہ نے کہا کہ میں نے پوچھا الشیخ السید جلال الدین عبدالحمید بن فخار بن معد الموسوی نسابہ سے اس مزار سے متعلق جو شوش میں قاسم بن عباس بن امام موسیٰ کاظمؑ کے نام سے معروف ہے۔ تو الشیخ جلال الدین عبدالحمید بن فخار بن معد الموسوی نے کہا کہ میں نے اپنے والد فخار الموسوی سے اس مزار کے متعلق پوچھا اور انہوں نے سید جلال الدین عبدالحمید بن تقی نسابہ زیدی سے اس متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں اس کو نہیں جانتا البتہ میں نے وہاں کی زیارت کی پھر میرے والد فخار الدین الموسوی نے کہا کہ میں نے بھی اس مقام کی زیارت کی مگر میں اس کو نہیں جانتا۔

بقول سید رضی الدین بن قتادہ الحسنی کہ حسین الرسی کہتے ہیں کہ سید جلال الدین عبدالحمید الموسوی کی وفات کے بعد میں نے ایک مشجر پر کام کیا جسے بعض بنی کتیلہ الحسینی سید مجدالدین محمد بن معیہ سے لے کر اپنے پاس رکھتے تھے اور جسے محسن الرضوی نسابہ نے جمع کیا تھا اس مشجر میں ذکر ہے کہ قاسم بن عباس بن امام موسیٰ کاظمؑ کی قبر شوش میں ہے۔ اور یہ سواد کوفہ میں واقع ہے اور یہ قبر بہت بڑی فضلیت والی ہے۔

عباس بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد میں سے ایک مشجر کا ذکر سید محمد کاظم یمانی نے اپنی کتاب نفحہ العنبر یہ میں کیا ہے جو اس طرح ہے ابی النفاس ابراہیم النقیب الاشراف بغوطہ دمشق بن علی الکامل بن احمد موفق الدین بن ہارون بن جعفر بن مطلب بن ہاشم بن عبداللہ بن ہاشم بن علی بن حسین بن حمزہ بن احمد بن حسین بن موسیٰ بن قاسم بن عباس بن امام موسیٰ کاظمؑ (النفحہ العنبر یہ از سید محمد کاظم یمانی صفحہ ۸۹)

باب دہم فصل سوئم　　　　　　　　　　اعقاب ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی آٹھ اولادیں تھیں جن میں سے چار صاحبزادیاں تھیں (۱)۔ زینب ام عبداللہ (۲)۔ فاطمۃ (۳)۔ ام جعفر (۴)۔ زینب الصغریٰ اور چار صاحبزادے تھے (۱)۔ احمد (۲)۔ محمد (۳)۔ موسیٰ (۴)۔ ہارون

اول ہارون بن ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ: آپ کا نام اپنے والد محترم کے نام پر لکھا گیا آپ طفلگی میں وفات پا گئے

دوئم محمد بن ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ آپ درج ہی وفات پا گئے

سوئم موسیٰ بن ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ آپ کا ایک بیٹا علی تھا اور علی کی اولاد نہ چلی یعنی منقرض ہی فوت ہو گئے۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد صرف اور صرف احمد سے جاری ہوئی۔

بقول الشیخ ابی نصر بخاری جن کا نسب ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ تک منتہی ہوتا ہے ان کے نسب پر طعن کیا گیا اور یہ کہا کہ ہارون بن موسیٰ کاظمؑ کی اعقاب

میں کوئی باقی نہ رہا لیکن الشیخ ابوالحسن عمری اور ابوعبداللہ حسین بن طباطبا کے مطابق ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد صرف احمد سے جاری ہوئی۔

چہارم احمد بن ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ: بقول ابوالحسن عمری کی تیرہ اولادیں تھیں جن میں تین صاحبزادیاں تھیں (۱)۔حسنہ (۲)۔رقیہ (۳)۔ام عبداللہ اور پسران میں (۱)۔اسماعیل (۲)۔ہارون (۳)۔جعفر (۴)۔حسن (۵)۔علی (۶)۔حسین (۷)۔عبداللہ (۸)۔موسیٰ (۹)۔**محمد** ہے

جبکہ بقول عمری اور ابن طباطبا احمد بن ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد محمد اور موسیٰ سے جاری ہوئی باقی فرزند درج اور منقرض تھے۔

پہلی شاخ میں موسیٰ بن احمد بن ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد بنوالافطسیہ تھی۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ یہ داعوی کیا ابوالقاسم مخمس صاحب مقالہ الغلاۃ الکوفی نے کہ میں علی بن احمد الکوفی بن موسیٰ بن احمد بن ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ ہوں پھر کہا ابوالحسن عمری نے کہ میں نے موصل سے ابی عبداللہ حسین بن محمد بن القاسم بن طباطبا النسابہ جو بغداد میں مقیم تھے کو خط تحریر کیا اور نسب علی بن احمد الکوفی کے بارے میں میں سوال کیا اور انہوں نے جواب دیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور مکمل باطل ہے اس کا نسب ثابت نہیں ہوتا اور جورے میں علی کا مزار ہے وہ اصل نہیں ہے۔یہ روایت عمری کی ہے جسے ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب میں بیان کیا۔

اعقاب محمد بن احمد بن ہارون بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول الشیخ ابو الحسن عمری آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔حسن (۲)۔موسیٰ (۳)۔جعفر

اول حسن بن محمد آپ کی اولاد سے دو فرزند (۱)۔جعفر قاضی المدینہ تھے جنکی اولاد میں نقیب تھے بقول عمری ان میں سے کچھ مصر چلے گئے اور دوسرا فرزند (۲)۔ابوالحسن علی تھے۔دوئم جعفر بن محمد کی اولاد سے دو فرزند تھے (۱)۔ابوالحسن علی جنکی اولاد نیشاپور میں ہے (۲)۔محمد ان میں محمد بن جعفر بن محمد کی اولاد سے ایک فرزند ابوعبداللہ ہارون تھے بقول الشیخ شرف العبید لی کہ یہ یمن میں رہے اور اولاد بھی یہاں یمن میں ہی ہے۔

سوئم موسیٰ بن محمد کی اولاد سے علی امیر کا (جوطوس میں تھے) بن محسن بن حسین الجندی بن موسیٰ المذ کور تھے

باب دہم فصل چہارم اعقاب حسن بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد میں بہت قلیل لوگ تھے اور ان میں سے کوئی ایک بھی معروف نہ تھا شاید یہ منقرض ہوگئے الشیخ ابی نصر بخاری نے حسن بن امام موسیٰ کاظمؑ کو ان موسویوں میں سے گنا ہے جن پر کسی نے شک نہیں کیا کسی اور جگہ پر انہوں نے کہا کہ حسن بن امام موسیٰ کاظمؑ کے اعقاب میں جعفر بن حسن تھے اور انکی والدہ ام الولد تھیں بقول ابن طباطبا کہ حسن بن امام موسیٰ کاظمؑ کا صرف ایک فرزند جعفر تھا۔

بقول عمری و ابن طباطبا کہ جعفر بن حسن بن امام موسیٰ کاظمؑ کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔محمد (۲)۔موسیٰ (۳)۔حسن اور ان میں محمد بن جعفر بن حسن کی اولاد سے ابویعلی محمد الملقب با لبلا (جو قصر ابن ھبیرۃ کے راستے میں قتل ہوئے) بن حسن الاحول بن علی العزرمی بن محمد المذ کور تھے۔

بقول ابی نصر بخاری کہ علی العزرمی کے علاوہ حسن بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد میں کوئی ایک معروف نہ تھا۔حسن الاحول بن علی العزرمی بن محمد المذ کور کے دو فرزند علی اور حسین بھی تھے۔جن میں سے عراق میں کوئی باقی نہیں رہا۔

بقول ابن طباطبا ان میں سے ایک شام میں ہے لیکن انکے حالات کے بارے میں معلوم نہیں۔ بقول ابی نصر بخاری حسن بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد میں علی العزرمی بن محمد بن جعفر بن حسن کے علاوہ دوسرے کسی کو نہیں جانتے بقول جمال الدین ابن عنبہ حسن بن امام موسیٰ کاظمؑ کے حالات ایک منقرض کے حالات جیسے ہیں بقول ابن عنبہ جو ان کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرے اسکے لئے عادلانہ گواہی کی ضرورت ہوگی۔

باب دہم فصل پنجم اعقاب اسماعیل بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد بہت قلیل تھی اور انکے ایک بیٹے موسیٰ ہی تھے۔ اوران کی اولاد سے جعفر المعروف بابن کلثم بن موسیٰ بن اسماعیل تھے ان کی اولاد کو کلثمیون کیا جاتا ہے اوران میں سے مصر میں بنوالسمسار، بنی ابی العساف بنوسیب الدولہ اور بنوالوراق ہے جو آج تک مصر اور شام میں ہے۔

بقول الشیخ عمری اسماعیل بن امام موسیٰ کاظمؑ ایک کنیز کے بطن سے تھے انکی اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ انکی اولاد سے ابوجعفر محمد النقیب الموصل (جو ناصر الدولہ بن حمدان الرازی کے عہد میں نقیب تھے) بن موسیٰ بن محمد الاصغر بن موسیٰ بن اسماعیل المذکور تھے اور انکی وفات پر ان کے بیٹے بھی تھے۔

اصول کافی میں اسماعیل بن امام موسیٰ کاظمؑ کے متعلق تحریر ہے کہ جب صفوان بن یحییٰ کی ۱۲۰ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی تو امام محمد تقیؑ نے کفن اور حنوط اس کے لئے بھیجا اور اسماعیل بن امام موسی کاظمؑ کو حکم دیا کہ وہ اسکی نماز جنازہ پڑھائیں آپ کا بیٹا موسیٰ علمائے مولفین میں سے تھے اور موسیٰ کا بیٹا علی بن موسیٰ بن اسماعیل وہی ہے جسے مہتدی کے زمانہ میں عبداللہ بن عزیز عامل طاہر نے محمد بن حسین بن محمد بن عبدالرحمان بن قاسم بن حسن بن زید بن امام حسن السبط بن امام علیؑ کے ساتھ سامرہ روانہ کیا انہیں وہاں قید کرلیا گیا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوئی۔

باب دہم فصل ششم اعقاب حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

آپ کا نام حمزہ کنیت ابوالقاسم تھی اور آپ کوفہ کے رہائشی تھے یعنی کوفی تھے شیخ مفید اور نسابین کی رو سے آپ کی والدہ کنیز تھیں (الارشاد جلد دوئم صفحہ ۲۴۴)

بقول ضامن بن شدقم العبید لی نسابہ کہ آپ عالم فاضل، کامل رفیع المنز لہ اور عالی الرتبہ تھے اور عوام الناس میں محبوب تھے آپ نے اپنے بھائی امام علی الرضاء کے ساتھ خراسان کا سفر اختیار کیا اور اپنے بھائی امام علی الرضاؑ کی خدمت اقدس میں رہے (تحفۃ الازھار جلد (۳) صفحہ ۲۲۳۔۲۲۲)

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد بلاد عجم میں گئی بقول مہدی رجائی آپ کی اولاد رے، طبرستان، دیلمان، خراسان بلخ میں ہے شیخ نجاشی کی روایت ہے کہ جس زمانہ میں حضرت سید عبدالعظیم حسنی رے میں چھپ کر زندگی گزار رہے تھے دن کو روزہ رکھتے اور راتوں کو عبادت کرتے اور چھپ کر باہر نکلتے اور آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے۔

علامہ باقر مجلسی تحفۃ الزائر میں فرماتے ہیں کہ قبر الشریف امام زادہ حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ سید عبدالعظیم حسنی کے مزار کے پاس ہے اور ظاہراً یہ وہی امام زادہ ہیں جن کی زیارت سید عبدالعظیم حسنی کیا کرتے تھے۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کے تین فرزند اور آٹھ بیٹیاں تھیں آپکے بیٹوں میں (۱)۔ ابومحمد القاسم الاعرابی (۲)۔ حمزہ (۳)۔ علی آپ درج تھے اور آپ کی قبر باب اصطخر شیراز میں ہے۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد دوفرزندان سے چلی (۱)۔ **ابو محمد قاسم الاعرابی** (۲)۔ حمزہ

اول حمزہ بن حمزہ بقول صاحب المنتقلہ آپ کے فرزند ابواسحاق علی اور بقول مہدی رجائی دوسرے فرزند ابومحمد القاسم تھے

ان میں پہلی شاخ ابواسحاق علی بن حمزہ بن حمزہ کی اولاد سے دو فرزند تھے (۱)۔ابوطالب (۲)۔حمزہ

حمزہ بن ابواسحاق علی بن حمزہ بن حمزہ کی اولاد سے حمزہ بن علی الشھیر حمزہ حمزات بن داؤد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن علی النقیب بلخ میں ابوالحسن حمزہ بن حمزہ المذکور تھے

جبکہ ابوطالب بن ابواسحاق علی بن حمزہ بن حمزہ کی اولاد سے بقول نسابہ سید مہدی رجائی سید محمد قلی بن السید محمد حسین المعروف سید کرم اللہ بن سید حامد حسین بن زین العابدین بن السید محمد المعروف سید البولاقی بن سید محمد المعروف مدا ابن سید حسین بن حسین بن جعفر بن علی بن کبیر الدین بن شمس الدین بن جمال الدین بن حسین بن ابی مظفر حسین شہاب الدین بن محمد عز الدین بن شرف الدین ابوطالب بن محمد مہدی بن حمزہ بن علی بن ابی محمد بن جعفر بن مہدی بن علی بن ابوطالب المذکور تھے اور یہ سید محمد قلی الموسوی الکنتوری لکھنوی ہندوستان کے رہائشی تھے تاہم عربی انساب کی کتابوں میں ان کا نسب نہیں ہے۔(المعقبون من آل ابی طالب صفحہ (۳۱۷) جلد سوم) لیکن شجرہ طیبہ میں فاضل علی شاہ موسوی نے یہ شجرہ علی بن ابومحمد قاسم الاعرابی بن حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ سے ملایا ہے۔(شجرہ طیبہ صفحہ (۶) جلد دوئم)

نسب سید وارث علی شاہ

بانی سلسلہ طریقت وارثیہ بھی انہیں کی اولاد سے ہیں۔سید وارث علی شاہ (۱۹۰۵۔۱۸۱۹) بن سید قربان علی شاہ بن سلامت علی شاہ بن کرم اللہ بن احمد بن عبدالاحد ثانی بن عمر نور بن زین العابدین بن عمر شاہ بن عبدالواحد بن عبدالاحد اول بن شہاب الدین حسین بن محمد عز الدین بن سید اشرف ابی طالب بن محمد مہدی بن حمزہ ثالث بن علی بن ابی محمد بن جعفر بن مہدی بن ابوطالب بن علی بن حمزہ بن حمزہ بن امام موسیٰ کاظم تھے آپ کا مزار دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی میں ہے

اعقاب ابومحمد قاسم الاعرابی بن حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ

بقول السید مہدی رجائی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔علی (۲)۔احمد (۳)۔**محمد الاعرابی**

اول علی بن ابومحمد قاسم الاعرابی کی اولاد میں سادات کنتوری لکھنوی موسوی ہے جن کا تذکرہ سید مہدی رجائی نے ابوطالب بن ابواسحاق علی بن حمزہ بن حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ کے اعقاب میں کیا مگر سید فاضل علی شاہ موسوی الصفوی نے ان کا ذکر علی بن ابومحمد قاسم الاعرابی کے اعقاب میں کیا اور شجرہ یوں تحریر کیا۔

آیت اللہ میر سید حامد حسین صاحب عقبات الانور قدس بن میر سید محمد قلی الموسوی لکھنوی الکنتوری بن سید محمد حسین المعروف سید کرم اللہ بن حامد حسین بن زین العابدین بن سید محمد بلاقی بن سید محمد مدا ابن سید حسین المعروف مہور جہان بن سید حسین بن محمد جعفر بن علی بن کبیر الدین بن السید شمس الدین کنتوری بن جمال الدین کنتوری بن حسین بن شہاب الدین ابی مظفر حسین بن سید محمد عز الدین ابوطالب بن شرف الدین ابوطالب بن محمد مہدی بن علی العسکری بن محمد جعفر بن محمد مہدی سید ابوطالب المعروف سید المشہدی بن علی بن ابومحمد قاسم الاعرابی المذکور۔دوئم احمد بن ابومحمد قاسم الاعرابی سید مہدی رجائی نے آپ کے اعقاب میں سادات صفویہ موسویہ کا ذکر کیا ہے جبکہ تحفۃ الازھار اور صفوی مشجرات میں ایسا نہیں ہے

اعقاب محمد الاعرابی بن ابومحمد القاسم الاعرابی بن حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ

بقول ضامن بن شدقم العبید لی آپ صاحب جود وسخا شجاعت اور صاحب مروت تھے آپ کا لقب الاعرابی اس وجہ سے تھا کیونکہ آپ نے زیادہ عرصہ عرب دیہاتیوں کے ساتھ رہائش رکھی (تحفہ الازھار جلد (۳) صفحہ (۳۲۳) آپ کی اولاد میں آٹھ فرزند تھے (۱)۔ابومحمد عبداللہ الملقب ابی زینبؑ الارجانی آپ کی اولاد فارس اور ارجان گئی (۲)۔عباس السیاہ اولاد طبرستان اور بغداد و دیلم میں ہے۔(۳)۔ابوعلی احمد الاسود المجد ورنقیب طوس (۴)۔قاسم (۵)۔علی (۶)۔ابوجعفر موسیٰ (۷)۔حسین (۸)۔محمد

اول عبداللہ بن محمد الاعرابی آپ کی اولاد سے حمزہ صدرالدین (دفتر دار سلطان اولجایتو) بن حسن بن محمد بن حمزہ بن امیر کا بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن حسین بن ابی جعفر محمد الدندانی بن عبداللہ المذکور

دوئم عباس السیاہ بن محمد الاعرابی: آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔جعفر (۲)۔زید (۳)۔حسن

پہلی شاخ بن جعفر بن عباس بن محمد الاعرابی کی اولاد سے احمد مقیم بغداد بن ابی القاسم زید سیاہ بن جعفر المذکور اور انکی اولاد سے احمد المذکور اور یہ ابوزنجار کہلاتے تھے اور اولاد بنوسیاہ مشہور تھی۔

سوئم حسین بن محمد الاعرابی:۔آپ کی اولاد سے ایک فرزند ابوالقاسم حمزہ ابوزبیبہ تھے ان کے نسب کا انکار کیا گیا مگر بقول عمری نقیب ہمدان نے اس کو ثابت شدہ مانا ہے۔یعنی نقیب ہمدان نے شہادت نسب دی اور ظن کیا جاتا ہے کہ یہ شہادت ابوزبیبہ کے والد کا ان کی والدہ سے نکاح کے وقت جاری ہوئی۔بقول الشیخ شرف العبید لی کی ابوزبیبہ عبداللہ بن محمد الاعربی تھے اول قول عمری کا ہے اور دوسرا قول الشیخ شرف العبید لی کا ہے۔

چہارم موسیٰ بن محمد الاعربی: آپ کے فرزند ابوجعفر محمد تھے جوملوک آل سامان کے خادم تھے جبکہ بعض نے دوسرے فرزند علی کا ذکر بھی کیا ہے قول اول عمدۃ کا ہے (صفحہ ۲۰۸)۔پنجم محمد بن محمد الاعرابی: آپ کی اولاد میں ایک فرزند ابی الحسن حمزہ تھا بقول عمری کہ کہا شیخ شرف العبید لی نے کہ نیشاپور میں ایک قوم خود کو محمد بن محمد الاعربی کی اولاد بتاتی ہے مگر وہ جھوٹے اور جعلی ہیں (المجدی ۳۱۱)

ششم ابوعلی احمد الاسود بن محمد الاعرابی: بقول سید مہدی رجائی آپ کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔**ابو جعفر محمد المجدور** اولاد ہرات اور نیشاپور میں (۲)۔ابوالحسن موسیٰ قبر مشہد طوس میں ہے (۳)۔مہدی (۴)۔اسماعیل

السادات صفویہ الموسویہ

کحل جواہر اور سادات صفویہ کشمیر و بلتستان کی قدیم روایات کی رو سے سادات صفویہ الموسویہ کا شجرہ نسب ابوعلی احمد الاسود بن محمد الاعرابی بن ابومحمد قاسم الاعرابی بن حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ پر منتہٰی ہوتا ہے لیکن کتاب المعقبون فی نسب آل ابی طالب اور چند ایرانی روایات کی رو سے بقول سید مہدی رجائی یہ نسب نامہ احمد بن ابومحمد القاسم الاعرابی بن حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ پر منتہٰی ہوتا ہے۔کتاب شجرہ طیبہ میں سید فاضل علی شاہ موسوی الصفوی نے بھی اپنے نسب نامہ کو ابوعلی احمد الاسود بن محمد الاعرابی بن ابومحمد القاسم پر منتہٰی کیا ہے۔قول اول ہندی جبکہ ثانی ایرانی ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ ایک احمد چچا ہے اور دوسرا بھتیجا ہے۔لیکن بعض عرب نسابین ان پر مختلف رائے رکھتے ہیں۔

قول ثانی چونکہ ایرانی ہے اور سید شہاب الدین نجفی مرعشی کے شاگرد سید مہدی رجائی کا ہے اور ایرانی کتب تاریخ اور انساب کے مطالعہ کے بعد لکھا گیا ہے۔

لیکن علم الانساب میں حقائق پر بات ہوتی ہے اور سید ضامن بن شدقم العبید لی نے اپنی کتاب تحفہ الازھار کے جلد نمبر (۳) (صفحہ (۳۲۴) میں اول روایت کی تائید کی ہے۔ کہ سادات صفویہ الموسویہ ابوعلی احمد الاسود بن محمد الاعرابی بن ابومحمد قاسم الاعرابی بن حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد ہیں۔ اور سید ضامن بن شدقم کی دلیل اور قدیم صفوی سادات کا نسب اور کحل الجواہر کی دلیل قطعی ہے۔

اعقاب ابوجعفر محمد المجد ور بن ابوعلی احمد الاسود بن محمد الاعرابی بن ابومحمد القاسم بن حمزہ

بقول سید ضامن بن شدقم العبید لی کہ آپ کی اولاد سے فیروز شاہ المعروف زرین کلاہ بن ابی المکارم معین الدین محمد بن شرف شاہ بن ابی رافع محمد بن ابی الصلاح حسن بن ابی عبداللہ محمد جعفر بن محمد ابی نصر محمد بن ابوعلی اسماعیل بن ابی جعفر محمد المجد ور المذکور تھے۔ (تحفہ الازھار جلد نمبر (۳) صفحہ (۳۲۴)

فیروز شاہ المعروف زرین کلاہ کے دو فرزند تھے (۱)۔ ابورافع عوض شاہ (۲)۔ ابومحمد اسماعیل

ان میں ابورافع عوض شاہ بن فیروز شاہ المعروف زرین کلاہ بن ابوالمکارم معین الدین محمد کی اولاد سے سید امین الدین جبرائیل بن صالح بن قطب الدین شاہ صالح الدین رشید بن سید محمد شمس الدین بن ابورافع عوض شاہ المذکور تھے بعض جگہ قطب الدین شاہ اور صالح الدین رشید اکٹھے اور بعض جگہ علیحدہ علیحدہ تحریر ہیں۔

ان میں سید امین الدین جبرائیل بن صالح کی اولاد میں سات فرزند تھے (۱)۔ ابوعلی منصور (۲)۔ ابوالفتح اسحاق السلطان شیخ صفی الدین اردبیلی المتوفی (۷۳۵) ہجری (۳)۔ عبدالغفور شرف شاہ (۴)۔ رشید صلاح الدین (۵)۔ محمد شمس الدین (۶)۔ یوسف فخر الدین (۷)۔ اسماعیل صفی الدین

اول ابوعلی منصور بن سید امین الدین جبرائیل کی اولاد سے بقول السید فاضل علی شاہ موسوی الصفوی جمال الدین بن منصور بن جمال الدین بن ابوعلی منصور المذکور تھے۔ اور انکی اولاد بھی جاری ہوئی۔

دوئم عبدالغفور شرف شاہ بن سید امین الدین جبرائیل: سید فاضل علی شاموسوی الصفوی نے آپ کو سید عبدالغفور شرف شاہ المعروف بلبل شاہ تحریر کیا ہے جبکہ تاریخ کشمیر میں سید شرف شاہ المعروف بلبل شاہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں آپ کشمیر میں تبلیغ اسلام کیلئے آئے تھے۔ آپ کا نام کشمیری تاریخ میں مرقوم ہے مگر سید شرف الدین المعروف بلبل شاہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ آپ موسوی سید تھے لیکن یہ کہ تحریر نہیں کہ آپ امین الدین جبرائیل کی ہی اولاد تھے۔ جبکہ وادی کشمیر میں اسلام کا سہرا میر سید علی ہمدانی الاعرجی الحسینی کے سر پڑا جن کی سعی سے ساری وادی میں اسلام پھیل گیا۔

اعقاب السید ابوالفتح اسحاق السلطان الشیخ صفی الدین اردبیلی الموسوی بن امین الدین جبرائیل بن صالح

آپ کو برہان الاصفیاء کہا جاتا ہے آپ طریقت کے مشائخ میں سے تھے اور آپ کے مریدین کی تعداد بہت زیادہ تھی حتیٰ کہ ایک فوج کی شکل میں تھے آپ کی اولاد نے ایران پر (۲۳۰) سال حکومت کی اور ایران میں اثناء عشری مذہب کی ترویج کی آپ کی وفات (۷۳۵) ہجری میں مقام اردبیل صوبہ

آذربائیجان ایران میں ہوئی اور آپ کو وہیں دفن کیا گیا جہاں آپ کا مزار مرجع الخلائق ہے آپ کی اولاد سادات صفویہ موسویہ کہلاتی ہے
بقول سید مہدی رجائی آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔ابوالعلا موسیٰ صدرالدین (۲)۔رفیع الدین منصور (۳)۔محی الدین محمد
ان میں اول سید ابی العلا موسیٰ صدر الدین بن سید اسحاق صفی الدین اردبیلی الموسوی کی اولاد میں نو فرزند تھے (۱)۔خواجہ علی صفی الدین سیاہ پوش (۲)۔شہاب الدین محمود (۳)۔محمد جمال الدین (۴)۔صدرالدین مہدی (۵)۔زین العابدین (۶)۔ضیاء الدین (۷)۔طیب (۸)۔طاہر (۹)۔محسن۔جبکہ ایک فرزند سید حیدر الموسوی کا ذکر کشمیری انساب اور تواریخ کی کتابوں میں مرقوم ہے۔کشمیری روایات کے مطابق سید حیدر موسوی میر سید علی ہمدانی کے بھانجے اور داماد تھے۔
پھر ان میں خواجہ علی صفی الدین سیاپوش بن ابوالعلاء موسیٰ صدرالدین بن سید اسحاق صفی الدین الاردبیلی موسوی آپ نے (۸۳۳) ہجری میں بیت المقدس میں وفات پائی آپ کی اولاد میں چھے فرزند تھے (۱)۔ابراہیم صدرالدین (۲)۔فتح اللہ ناصرالدین (۳)۔علی صفی الدین (۴)۔علی شرف الدین (۵)۔جعفر فریدالدین اور (۶)۔عبدالرحمان
ان میں سید ابراہیم صدرالدین بن خواجہ علی صفی الدین سیاہ پوش بن ابوالعلا موسیٰ صدرالدین کے بقول سید مہدی رجائی کے چھے فرزند تھے (۱)۔**ابو المظفر جنید بدر الدین** جو کسی معرکے میں قتل ہوئے (۲)۔ابوسعید قطب الدین (۳)۔ابویزید حسام الدین (۴)۔احمد نظام الدین (۵)۔خواجہ جمال الدین خان (۶)۔خواجہ جلال الدین امیر کا
سید مہدی رجائی اور بعض ایرانی تواریخ میں ان چھے حضرات کا ذکر ہے لیکن سید فاضل علی شاہ موسوی نے اپنی کتاب الشجر ۃ الطیبہ میں ساتویں فرزند سید شمس الدین محمد العراقی کا ذکر کیا ہے جو سادات صفویہ الموسویہ کشمیر بلتستان کے جدامجد ہیں اور کشمیر کی تاریخ میں ان کا نام بہت سے اوصاف کے ساتھ مرقوم ہے۔کحل الجواہر اور صفوی الموسوی الکشمیر ی سادات کے قدیم مشجرات میں سید ابراہیم صدرالدین کے ساتھویں فرزند سید شمس الدین عراقی کا ذکر موجود ہے۔

اعقاب السلطان جنید بدرالدین بن ابراہیم صدرالدین بن خواجہ علی صفی الدین سیاہ پوش

آپ کی اولاد میں ایک فرزند سید سلطان حیدر تھے اور انکے آگے سے سات فرزند تھے (۱)۔ابوالمظفر شاہ اسماعیل صفوی حاکم ایران المتوفی (۱۹) رجب ۹۳۰ ہجری (۲)۔محمد (۳)۔حسن (۴)۔قراق (۵)۔داؤد (۶)۔سلطان خاقان (۷)۔محسن
اول سلطان ابوالمظفر شاہ اسماعیل صفوی الموسوی بن السلطان حیدر بن السلطان جنید بدرالدین آپ موسس سلطنت صفویہ ایران ہیں آپ نے بتداء میں اپنے مریدوں اور اپنے اجداد کے عرفاء راشدین کے مریدوں کے ساتھ جیلان کے شہروں سے بمطابق (۹۰۶) ہجری خروج کیا اس وقت انکی عمر چودہ سال تھی یہاں تک کہ آذربائیجان کے علاقے فتح کر لیئے اور حکومت کی بنیاد ڈالی اور حکم دیا کہ مذہب امامیہ اثناءعشریہ ظاہر کیا جائے اور آپ کی وفات ۹۳۰ ہجری میں ہوئی آپ کو آپکے اجداد کے جوار میں اردبیل میں دفن کیا گیا آپ کی عمر ۳۹ سال تھی آپ کے چار فرزند تھے (۱)۔شاہ طہماسپ صفوی (۲)۔عاص (۳)۔سام (۴)۔بہرام

اول شاہ طہماسپ صفوی بن سلطان ابوالمظفر شاہ اسماعیل صفوی: آپ کی پیدائش ذی الحجۃ ۹۱۹ ہجری کو اصفہان میں ہوئی اور وفات ۹۸۲ھ کو ہوئی آپ نے اپنے والد کے بعد تخت سلطنت کو سنبھالا اور ۵۴ سال حکومت کی قزوین کو دارالسلطنت قرار دیا۔ ان کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ شاہ اسماعیل ثانی (۲)۔ محمد خدا بندہ

شاہ اسماعیل ثانی بن شاہ طہماسپ صفوی بن ابوالمظفر سلطان اسماعیل صفوی کہا جاتا ہے کہ اس نے سادات اور علماء کے ساتھ اچھا سلوک نہ رکھا اس کی سلطنت زیادہ عرصہ نہ چل سکی اور ۱۳ رمضان کی رات مجلس میں اچانک حرکت قلب بند ہو گیا اور موت واقع ہوئی اس کے بعد اس کا بھائی سلطان محمد خدا بندہ بن شاہ طہماسپ صفوی تخت نشین ہوا اس نے دس سال حکومت کی اسکی اولاد میں چار فرزند تھے۔ (۱)۔ اسماعیل (۲)۔ حمزہ ملقب قوچ قرآن (۳)۔ طہماسپ (۴)۔ شاہ عباس صفوی

شاہ عباس صفوی بن سلطان محمد خدا بندہ بن شاہ طہماسپ صفوی ۹۹۶ ہجری کو حاکم مقرر ہوا اس نے ۴۰ سال سے زیادہ حکومت کی ۱۰۰۹ میں اصفہان سے پاپیادہ مشہد مقدس امام علی الرضاؑ کی زیارت کو گیا اور ۲۸ دن میں یہ مسافت طے کی اس نے ۲۴ جمادلی الاول ۱۰۳۹ ہجری کو مازندلان میں وفات پائی اور قم میں دفن ہوا اس کے بعد اس کا بیٹا شاہ عباس ثانی نو سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا اور چھبیس سال حکومت کی ۱۰۷۸ء میں دامخان میں وفات پائی اور قم میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شاہ صفی دوئم چھ شعبان ۱۰۷۸ء کو تخت افروز ہوا۔ محقق خوانساری نے جامع مسجد شاہی میں خطبہ پڑھا اور مال نچھاور کیا اسے شاہ سلیمان صفوی کہا گیا۔ اسی کے دور میں سید احمد ہمدانی المعروف شاہ بلاول ہمدانی ہمدان سے وارد ہندوستان ہوئے۔

اس نے عدالت کے ساتھ حکومت کی اور ۱۰۸۶ھ میں گنبد امام علی الرضاء تعمیر کیا اور اس پر مزید سونا چڑھایا ۱۱۰۵ھ میں وفات پائی اور قم میں دفن ہوا یوں حکومت اسے کے فرزند سلطان حسین صفوی کو منتقل ہوئی یہی وہ حاکم ہے جس کی ولی عہدی کے زمانے میں سید احمد ہمدانی المعروف شاہ بلاول نوری جد امجد سادات ہمدانیہ پنجاب ہمدان سے اصفہان گئے اور اس شہزادے سے تلخ کلامی ہوئی اور ملک بدر کر دیئے گئے سید احمد ہمدانی نے سلطان حسین صفوی کو بدعا دی تھی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

اور افغانی امراء نے ایران کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور ۱۱۳۷ ہجری تک سلطان حسین صفوی قید رہا اور قید خانے میں ہلاک کر دیا گیا اور بے غسل اور بے کفن چھوڑ دیا گیا یہ واقعہ ۱۱۴۰ ہجری کا ہے۔

اعقاب السید شمس الدین عراقی بن سید ابراہیم صدرالدین بن خواجہ علی صفی الدین

السید مہدی رجائی نے ان کا ذکر سید ابراہیم صدرالدین کے اعقاب میں نہیں کیا اور نہ ہی ایرانی انساب کی کتابوں میں ان کا ذکر ہے مگر سادات صفویہ موسویہ کشمیر کے مشجر سید شمس الدین عراقی سے جا کر سید ابراہیم صدرالدین سے جا ملتے ہیں سید شمس الدین عراقی الموسوی الصفوی کشمیر میں تشریف لائے اور سید محمد نوربخش سے فیض حاصل کیا سید محمد نوربخش خواجہ اسحاق ختلانی کے مرید تھے اور خواجہ اسحاق ختلانی میر سید علی ہمدانی کے مرید تھے اس طرح سید شمس الدین عراقی سہروردی کبردی سلسلہ طریقت کو لے کر آگے بڑھے مگر بعض تواریخ میں مرقوم ہے کہ آپ نے شیعہ مذہب کی تبلیغ کی۔

سید شمس الدین عراقی بن ابراہیم صدرالدین کی اولاد میں صاحب شجرہ الطیبہ سید فاضل علی شاہ موسوی صفوی خلخالی زادہ نسابہ بن حجت الاسلام سید نجف

علی شاہ بن علی بن السید قاسم شاہ بن جلال بن سید ابوالحسن دانیال بن سید جلال بن ابوالکرامات میر مختار اخیار بن دانیال دانا بن السید حسن رہنما بن شہید علی شمس الدین بن سید دانیال بن سید شمس الدین عراقی المذکور ہے۔نسب نامہ سید مبارک علی موسوی: مبارک موسوی بن جعفر شاہ بن قاسم شاہ بن ہاشم بن محمد بن غلام شاہ بن قاسم شاہ بن رحمت اللہ بن ہاشم بن حسن (جد سادات اندرکوٹ) بن سید سعید بن محمد بن عسکری بن احمد بن حیدر بن علی بن محمد میر شمس الدین ثانی بن سید حسن رہنما بن سید علی شمس الدین بن سید دانیال شہید بن سید شمس الدین عراقی المذکور۔

نسب نامہ امام خمینیؒ: بقول نسابہ سید محسن رضا کاظمی الحمیدی کہ امام خمینیؒ کے شجرہ کی تین روائیتں ہیں (۱)۔موسوی صفوی اولا د سید حیدر صفوی لقب شہاب الدین مدفون محلّہ نچہ بل سری نگر (۲)۔موسوی کنتوری نیشاپوری اولا د سید اشرف ابی طالب موسوی مدفون ضلع بارہ بنکی ہندوستان (۳)۔موسوی خواری اولا د جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ واللہ اعلم ،ایران میں حکومتی سطح پر جو شجرہ مشہور ہے اور مختلف جگہوں پر چسپاں ہے وہ سید اشرف ابی طالب موسوی نیشاپوری سے ملتا ہے۔لیکن یہ شجرہ بلاشبہ ایک مغالطہ ہے۔امام خمینی کے بھائی آیت اللہ پسندیدہ کے خیال کے مطابق یہ موسوی صفوی ہیں اس روایت کو بہت سے پاکستانی نقل کر چکے ہیں جیسے اجداد آثار امام خمینیؒ تالیف سید محمد عباس کاظمی سکرد و وغیرہ لیکن اس وقت عرب اور ایران کے اکثر نسابین آپ کے موسوی الخواری ہونے کے قائل ہیں لیکن یہ شجرہ کشمیری تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔لیکن ہماری رائے اور ہندوستانی علم النساب کے مطابق امام خمینی کا نسب سید حیدر موسوی سے ملتا ہے کیونکہ اس خاندان کے لوگ سری نگر اور بلتستان میں آج بھی آباد ہیں ۔یہ نسب اس طرح ہے سید روح اللہ خمینی بن مصطفیٰ بن احمد ہندی بن سید بزرگ بن سید صفدر بن سید امیر بن حسین بن یحییٰ بن ہادی بن نوروز بن حسن شہید بن عبدالغنی بن سید محمد جبل العاملی بن سید حیدر قلندر صفوی موسوی بن سید ابی العلاء موسیٰ صدر الدین بن سید صفی الدین اردبیلی بن سید امین الدین جبرائیل بن صالح بن قطب الدین صالح الدین رشید بن سید محمد شمس الدین بن ابورافع عوض شاہ بن فیروز شاہ بن معین الدین محمد بن شرف شاہ بن ابی رافع محمد بن ابی الصلاح حسن بن ابی عبداللہ محمد بن محمد ابی نصر محمد بن ابوعلی اسماعیل بن محمد مجدور بن ابوعلی احمد الاسود بن محمد الاعرابی بن ابومحمد القاسم الاعرابی بن امام زادہ حمزہ بن امام موسیٰ کاظمؑ علم الانساب میں میرے شیخ واستاد سید عبدالرحمان العزی الاعرجی الحسینی نے مجھ سے امام خمینیؒ کے نسب کی روایت اسطرح فرمائی۔آیت اللہ العظمیٰ السید روح اللہ خمینی بن مصطفیٰ بن احمد بن علی بن امیر حسن بن حسین بن احمد الاعرج بن جابر بن وشاح بن حسین بن دبخان بن السید محمد المکصوصی جد ابی مع للسادہ المکاصیص بن صالح بن علی المھاجر بن محفوظ بن ثابت بن موسیٰ بن محمد بن حمدان بن راشد بن ثامر بن موسیٰ بن محظم بن منیع بن سالم بن فاتک بن ہاشم بن ھشیمہ بن ہاشم بن فاتک بن علی بن سالم بن علی بن صبرۃ بن موسیٰ العصیم بن علی الخواری بن حسن بن جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ

حالات قاسم بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

الشیخ کلینی نے روایت کی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظمؑ کے ایک بیٹے پر موت کی حالت رونما ہوئی تو آپ نے اپنے بیٹے قاسم سے فرمایا اٹھو اور اپنے بھائی کے پاس بیٹھ کر سورۃ الصافات کی تلاوت کرو تو جناب قاسم نے وہ سورۃ پڑھنی شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچے ''انتم اشد حلقاً ام من خلقنا تو آپ کے بھائی کو سکرات موت سے راحت نصیب ہوئی آپ کی قبر مبارک عراق کے کے شہر حلہ میں واقع ہے سید ابن طاؤس نے آپ کی زیارت کی ترغیب دی ہے۔اور ایک روایت کے مطابق آپ حلہ میں عباسی خلفاء سے چھپ کر زندگی گزارنے لگے حتیٰ کہ آپ نے وفات پائی۔آپ کی اولاد جاری نہ ہوئی۔

باب دہم فصل ہفتم اعقاب عبداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد دو فرزندوں (۱)۔موسی اور (۲)۔محمد سے جاری ہوئی آپ کی والدہ ام الولد تھیں آپ کی قبر مبارک ساوہ نزد تہران ایران میں ہے الشیخ طوسی نے آپ کو اصحاب امام علی الرضاؑ میں شامل کیا ہے بقول عمری آپ کی تین صاحبزادیاں زینب (۲)۔فاطمہ (۳)۔رقیہ تھیں۔آپ کو العوکلانی بھی کہا گیا اور اولاد بنو العوکلانی کہلائی، بقول شیخ عمری آپ کے پانچ فرزند تھے۔(۱) احمد (۲) محمد (۳) حسین (۴) حسن (۵) موسیٰ۔

اول محمد بن عبداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ : صاحب عمدۃ الطالب نے ان کو فی صح لکھا ہے یعنی انکی اولاد ہونے اور نہ ہونے کا علم نہ ہو سکا جبکہ بقول الشیخ ابو الحسن عمری انکی اولاد سے علی العدل (رملہ میں تھے) بن حسن الاحول بن علی بن محمد بن ابراہیم بن محمد المذ کور تھے لیکن بقول الشیخ ابونصر بخاری عبداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد صرف موسیٰ بن عبداللہ سے جاری ہوئی (عمدۃ الطالب صفحہ (۲۰۳)

دوئم موسیٰ بن عبداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ :۔آپ نصیبین کی جانب گئے اور وہاں ہی آپ کی اولاد بھی پھیلی آپ کی اولاد ایک فرزند محمد سے چلی۔ان کے اعقاب میں دو فرزند تھے (۱)۔جعفر الاسود الملقب زنقاح (۲)۔حسین

پہلی شاخ میں جعفر الاسود الملقب زنقاح بن محمد بن موسیٰ کی اولاد سے ایک فرزند عبید اللہ تھا۔جسکے دو فرزند تھے (۱)۔احمد (۲)۔معمر الضریر المعروف بابن عمر یہ ان میں احمد بن عبید اللہ بن جعفر الاسود الملقب زنقاح کی اولاد سے ناصر بن محمد بن احمد المذ کور تھے۔

دوسری شاخ میں حسین بن محمد بن موسیٰ کی اولاد میں ایک فرزند علی المعروف بابن ریطہ تھا جسکی اولاد نصیبین میں ہے۔

باب دہم فصل ہشتم اعقاب زید النار بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی والدہ کنیز تھیں آپ نے ابوالسرایا بن منصور شیبانی کے ایام میں محمد بن محمد بن زید الشہید بن امام زین العابدینؑ سے معاہدہ کیا اور جب آپ بصرہ میں داخل ہوئے تو مکمل طور پر بصرے پر غالب آگئے اور بنی عباس کی املاک باغ اور مال جلا دیا اس لئے آپ کو زید النار کہا گیا اس پر حسن بن سہل نے مامون عباسی کی طرف سے آپ کے ساتھ جنگ کی جس میں زید النار کو شکست ہوئی اور آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور آپ کو مامون عباسی کے پاس مرو بھیج دیا گیا مامون نے زید النار کو ان کے بھائی امام علی الرضاؑ کے پاس بھیج دیا اور امام علی رضاؑ کو بتایا کہ ان کے جرم کو بخش دیا گیا امام علی الرضاؑ نے عہد کیا کہ وہ کبھی زید النار سے بات نہیں کریں گے۔بعد میں مامون رشید نے زید النار کو زہر دلوا دی جس سے آپ شہید ہو گئے (عمدۃ الطالب صفحہ (۲۰۳)۔ایک اور روایت کے مطابق امام علی رضاؑ پر زید النار کے افعال گراں گزرے تو امام نے انہیں سرزنش کیا

بقول الشیخ ابی نصر بخاری زید بن موسیٰ کاظمؑ کے اعقاب نہ تھے یعنی آپ کی اولاد جاری نہ ہوئی اور آگے ابی نصر بخاری نے کہا کہ ارجان میں ایک قوم جو زید بن علی بن جعفر بن زید النار بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد ہونے کی دعویٰ دار ہے صحیح نہیں ہے یہ قول الشیخ ابی نصر بخاری کا تھا جبکہ الشیخ ابوالحسن عمری، الشیخ شرف العبید لی اور ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا نے کہا کہ زید بن امام موسیٰ کاظم کے اعقاب تھے بقول عمری آپ کی ایک صاحبزادی ام موسیٰ تھی اور بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کے چار صاحبزادے تھے (۱)۔حسن (۲)۔حسین المحدث (۳)۔جعفر (۴)۔موسی الاصم

اول حسن بن زید النار کی اولاد بقول سید جمال الدین ابن عنبہ قیروان اور مغرب کی جانب گئی

دوئم موسیٰ الاصم بن زید النار کی اولاد سے محمد المکارم بن علی بن حمزہ بن محمد بن محمد ضغیب (اولاد بنی ضغیب کہلاتی ہے) بن موسیٰ خردل بن زید بن موسیٰ الاصم المذکور اور یہ حضرات مشہد الغری الشریف میں ہیں۔

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ غری اور بغداد میں ایک قوم علی بن محمد بن موسی خرول بن زید بن موسیٰ الاصم المذکور کی اولاد ہونے کی دعوی دار ہے مگر کسی نسابہ نے اس علی کا ذکر محمد بن موسیٰ خردل کے اعقاب میں نہیں کیا۔ واللہ اعلم

سوئم جعفر بن زید النار کی اولاد سے بقول ابن عنبہ الحسنی ابو محمد حسین نقیب ارجان بن زید بن علی بن جعفر المذکور تھے

چہارم حسین المحدث بن زید النار: بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ زید (۲)۔ ابو جعفر محمد منقوش

پہلی شاخ میں زید بن حسین المحدث بن زید النار کی اولاد سے ایک فرزند محمد تھا جسکی اولاد ارجان میں ہے۔

دوسری شاخ میں ابو جعفر محمد منقوش بن حسین المحدث بن زید النار بقول سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ نسابین نے ان کی اعقاب ہونے کا ذکر نہ کیا یعنی یہ نہ لکھا کہ انکی کوئی اولاد نہ تھی بقول ابن طباطبا کہ ابی احمد الموسوی کی نقابت کے دور میں بغداد میں ایک شخص بغداد میں داخل ہوا جو کہتا تھا کہ میں جعفر بن زید بن ابی جعفر محمد منقوش المذکور ہوں اور ابو احمد الموسوی پر یہ نسب ثابت ہوا انکی اور انکے بھائی کی اولاد "رے" قزوین، نیل اور بندنجین میں تھی واللہ اعلم۔

باب دہم فصل نہم　　　اعقاب جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی آٹھ صاحبزادیاں تھیں (۱)۔ حسنہ (۲)۔ عائشہ (۳)۔ فاطمۃ الکبریٰ (۴)۔ فاطمہ (۵)۔ اسماء (۶)۔ زینب (۷)۔ عباسہ (۸)۔ ام جعفر اور آپکے چھے فرزند تھے جنکی اولاد جاری نہ ہوئی (۱)۔ حسین (۲)۔ محمد (۳)۔ جعفر (۴)۔ محمد الاصغر (۵)۔ عباس (۶)۔

ہارون جبکہ تین پسران سے اولاد جاری ہوئی (۱)۔ **حسن** (۲)۔ حسین الاکبر (۳)۔ موسیٰ۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد خواریون اور مشجریون کہلاتی ہے اور ان میں سے اکثر بادیہ حول المدینہ میں آباد ہیں جبکہ آپ کی اولاد حسن اور موسیٰ سے جاری ہوئی۔ بقول سید جعفر الاعرجی آپ کو خواری اس لیے کہتے ہیں کہ خوار مکہ کے قریب ایک قریہ ہے جہاں آپ نے رہائش اختیار کی۔

اول حسین الاکبر بن جعفر الخواری: بقول عمری آپ کے پسران میں محمد، علی، موسیٰ، حسن اور حسین تھے بقول شرف العبید لی ان میں سے محمد اور علی ۲۷۰ ہجری میں مدینہ داخل ہوئے اور ایک جماعت کے ساتھ قتل ہو گئے بعد کے نسابین نے انکی اولاد تحریر نہیں کی۔

دوئم موسیٰ بن جعفر الخواری: بقول جمال الدین ابن عنبہ انکی اولاد سے محمد بن مسلم بن محمد بن موسیٰ بن علی بن جعفر بن حسن للحق بن موسیٰ المذکور تھے۔ بقول ابن عنبہ انکی اولاد صحیح تھی اور یہ جد آل ملیط حلہ اور حائر کے تھے بقول سید محمد کاظم یمانی الموسوی کہ حسن للحق بن موسیٰ کے ایک فرزند فضل بھی تھا جسکی اولاد سے جلال الدین بخاری بن علی بن علی زین العابدین بن عبدالرحیم بن جعفر بن عبداللہ بن ھبت اللہ بن حمزہ بن ابراہیم بن یوسف بن محمد بن احمد بن حسین الثانی بن حسین بن فضل بن حسن للحق المذکور تھے۔ (فخہ العنبر یہ صفحہ ۹۸) اور یہ بخاری سلطان شمس الدین التمش کے دور میں ہندوستان گئے۔ لیکن آج پاک و ہند میں اس نام کی کوئی نسل نہیں واللہ اعلم۔

اعقاب حسن بن جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ

آپ کو بہت جگہ پر حسین بھی لکھا گیا ہے آپ کی اعقاب دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔محمد الملیط (۲)۔**علی الخواری**

اول محمد الملیط بن حسن بقول شیخ شرف العبید لی آپ مدینے میں بغاوت کرنے والے تھے اور بقول عمری اس فتنہ میں بنی جعفر الطیار سے آٹھ لوگ قتل ہوگئے۔بقول قاضی التنوخی فی کتاب ''نشوار المحاضرۃ'' کہ آپ کی رہائش آثال نامی مقام پر تھی جو مکہ کے راستے میں آتا تھا اور ملیط سے مراد بغیر بالوں والا ہے یعنی ایسا شخص جسکے بال نہ ہوں بقول قاضی تنوخی آپ بہت بہادر تھے آپ ابی عبداللہ بن داعی کی نقابت کے ایام میں بغداد داخل ہوئے آپ اسقدر بہادر تھے کہ کوئی آپ کو ہاتھ تک نہ لگا سکتا تھا اور نہ کوئی سلطان آپ پر قابو نہ پاسکتا تھا آپ نے امامت کا دعویٰ بھی کیا اور پھر اپنے اس فعل پر توبہ کی اور ابی عبداللہ بن داعی کے تحت اپنی تربیت کی

بقول ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا انکی اولاد سے ابوجعفر محمد الملیط بن ابوعبداللہ محمد بن محمد الملیط المذکور تھے اور قاضی تنوخی کی حکائت جو عمدہ میں رقم ہے ان سے متعلق ہے۔ان میں اول کی بغاوت کے نتیجے میں بنی جعفر الطیار سے ایک جماعت کا قتل ہوا اور دوسرے ابوجعفر محمد الملیط ابوعبداللہ محمد بن محمد الملیط المذکور کی قبر بغداد میں ہے۔

بقول ابن طباطبا کہ ابوجعفر محمد الملیط بن ابوعبداللہ محمد کی اولاد سے حمزہ تھا جو بہادر تھا اور اس میں سے بصرہ میں ایک گروہ شدید قوت اور شوکت کا حامل تھا اور اکثر آل ملیط آج حجاز اور عراق میں ہیں۔

اعقاب علی الخواری بن حسن بن جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ

بقول سید واثق آل زبیہ نقیب السادہ خوار بین عراق کہ آپ کی کنیت ابوالحسن تھی آپ نقیب اور آپ فرع حجاز کے امیر تھے اور یہ بات شیخ شرف العبید لی نے بھی تحریر کی ہے۔اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے ۲۷۱ ہجری میں اپنے بھائیوں کے ہمراہ مدینہ میں رہائش اختیار کی اور السادات خواری کے قدیم مشجرات میں رقم ہے کہ آپ نقیب النقباء مدینہ منورہ رہے۔بقول ابن عنبہ آپ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے کچھ کی اولاد قلیل اور کچھ کی کثیر تھی سید واثق زبیہ نے آپ کے بیٹوں کے نام یہ تحریر کیے ہیں(۱)۔ابو جعفر محمد (۲)۔احمد(۳)۔حمزہ(۴)۔مساور(۵)۔موسیٰ(۶)۔ابو محمد عبداللہ(۷)۔حسن الشجری(۸)۔ابوالحسن ادریس(۹)۔یوسف(۱۰)۔حسین(۱۱)۔یحییٰ۔

اول محمد بن علی الخواری: بقول بیہقی کہ کہا ابوعبداللہ الحافظ نے کہ سنا ہے کہ ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن علی الخواری کو مدینہ النبوی میں روضہ مبارک کے سامنے یہ کہتے سنا کہ میں نے اپنے والد سے اپنے اجداد کے بارے میں ذکر سنا اس وقت امام علی الرضاؑ بھی روضہ میں موجود تھے جب عوام اور علماء نے آپ سے اس متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا'' کان ابی یذکر آبان'' میں نے اپنے والد سے اجداد کے بارے میں ذکر سنا سے آپکی مراد امام علی ابن ابی طالبؑ ہیں (القضاء القدر بیہقی جلد اول صفحہ ۴۲۶ تاریخ بغداد ۱۳۹۔(۴)طبع الکتب العلمیہ بیروت لبنان (۱۹۹۸)

دوئم احمد بن علی الخواری بقول ابوالحسن عمری آپ کے اعقاب میں داؤد بن ملقمہ بن احمد المذکور تھے،

سوئم ابوادریس حسین بن علی الخواری: آپ صاحب فر روا یا قر روالحجاز بھی کہا جاتا ہے ابن شہر آشوب نے اپنی مناقب میں روایت ابی بکر بن درید الازدی

سے ان کے متعلق نقل کی ہے۔

آپ کی اولاد میں ایک فرزند علی الخواری ثانی الامیر بوادی القری تھے آپ نقیب النقباء مدینہ منورہ بھی رہے بقول عمری آپ کی والدہ ناعمہ الحربیہ تھیں بقول الشریف المروزی آپ کے چھ فرزند تھے (الفخری صفحہ ۱۸) آپ کی اعقاب کثیر تھی جن میں سے اکثر مصر گئے (الشجرۃ المبارکہ صفحہ ۹۳)

آپ کی اولاد سے (۱)۔حسن بن ابی عبداللہ محمد بن علی الخواری ثانی بن ابوادریس حسین المذکور تھے جو ماوراالنہرا لکاشغر کو ہجرت کر گئے (المجدی ص ۳۰۳) عمری نے دونوں علاقوں کو ایک لکھا ہے جبکہ ماورا النہر وسطی ایشیاء ہے اور کاشغر آجکل چین میں واقع ہے جسے کسی زمانے میں ترکستان کہا جاتا تھا جبکہ (۲)۔**موسیٰ العصیم بن علی الخواری ثانی بن حسین بن علی الخواری** کا ذکر آگے کیا جائے گا

چہارم حسن الشجری بن علی الخواری: آپ کی رہائش العزع حجاز میں تھی (الشجرۃ المبارکہ صفحہ ۹۳)

بقول ضامن بن شدقم المدنی العبید لی آپ کو الشجریہ بھی کہا جاتا ہے انکی اولاد میں عوام الناس سے ایک جماعت داخل ہوگئی جنہوں نے ان سے شادیاں کی اور یہ انکے نسب کی معرفت نہیں رکھتے تھے اور ایک جماعت ان میں دولت عثمانیہ کی طرف سے ملنے والے وظائف کی لالچ میں داخل ہوئی۔اس اختلاط کی وجہ سے اہل عرب میں ان کا شرف معتبر نہیں ہے (تاست الدولہ العثمانیہ باسیا الصغریٰ الموسوعہ التاریخہ جلد ششم صفحہ ۱۱۲)

بقول السید واثق آل زبیہ انکی اولاد سے ایک سید محمد عمید الدین بن شریف بن علی بن محمد بن عسکر بن محمد بن زامل بن داؤد بن حسن بن ادریس بن محمد بن علی بن احمد بن یحییٰ بن حسن الشجری المذکور تھے۔

پنجم یوسف بن علی الخواری آپ کی اولاد سے ایک فرزند حسین تھے جنکی اولاد دو پسران سے چلی (۱)۔علی (۲)۔**احمد**

پہلی شاخ میں علی بن حسین بن یوسف بن علی الخواری کی اولاد سے بقول سید واثق آل زبیہ السادہ ابرراہمیہ کو بنو ابراہیم بھی کہتے ہیں۔ان کا شجرہ یوں ہے شاہ ابراہیم بغدادی (قبر بغداد میں مقبرہ شیخ عمر اور باب الاوسط کے درمیان ہے) بن اسحاق بن محمد بن فخر العاشقین اسحاق (قبر جبل ھورامان) بن عیسیٰ (قبر قریہ برزنجیہ شمالی عراق) بن بابا علی ہمدانی بن یوسف بن علی بن حسین بن علی بن یوسف المذکور ہیں۔

اعقاب احمد بن حسین بن یوسف بن علی الخواری (سادات لطیفی موسوی سندھ)

احمد بن حسین بن یوسف بن علی الخواری کی اولاد کا ذکر عربی کتابوں میں نہیں ان کا ذکر کتاب نسب نامہ سادات متعلوی میں ہوا ہے جو کہ سادات عالی بلند درجات ہیں ان میں سے السید میر علی ہراتی الموسوی بن محمد بن حسین بن احمد بن حسین بن یوسف المذکور تھے آپ اپنے پانچ پسران کے ہمراہ امیر تیمور کے ہمراہ ہرات سے وارد ہند ہوئے امیر تیمور نے ان کے چار بیٹوں کو مختلف علاقوں کی نظامت دے دی (۱)۔سید عبدالرزاق کو بکھر کی نظامت (۲)۔سید ابوبکر کو سہون کی نظامت (۳)۔سید عبدالواحد کو ملتان کی نظامت (۴)۔سید عبدالباقی کو اجمیر کی نظامت اور پانچویں بیٹے (۵)۔سید حیدر شاہ اور خود میر سید علی ہراتی کو اپنے مصاحبین خاص کے طور پر اپنے ساتھ رکھا لیکن سید حید شاہ اپنے والد کی اجازت سے مستعفی ہو کر سندھ کے شہر ہالہ کے نواحی گاؤں متعالہ میں رہائش اختیار کی اور پھر انکی اولاد سندھ میں رہی۔

السید میر حیدر شاہ بن سید میر علی ہراتی الموسوی بن محمد بن حسین بن احمد بن حسین بن یوسف بن علی الخواری بن حسن (حسین) بن جعفر الخواری بن امام موسیٰ

کاظمؑ کی اولاد سے السید الاجل الکامل سلطان العاشقین سید الاتقیاء الزاہد الشاعر الصوفی باصفا ولی برحق سید سخی شاہ عبدالطیف بھٹائی (۱۶۸۹-۱۷۵۶) بن سید حبیب اللہ بن سید شاہ عبدالقدوس بن سید جمال بن سید شاہ عبدالکریم بلڑی والے بن سید لعل محمد شاہ بن سید عبدالمومن بن ہاشم شاہ بن سید حاجی شاہ بن سید جلال شاہ بن سید شرف الدین شاہ بن سید میر علی بن سید حیدر شاہ بن میر سید علی ہراتی الموسوی المذکور تھے۔

(حوالہ کتاب نسب نامہ سادا تان متعلوی صفحہ نمبر (۴)، بفرمائش سید مٹن شاہ کاتب حافظ محمد ہارون ٹکرائی شائع سندھی ادبی بورڈ)

السید شاہ عبدالطیف بھٹائی کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کی لکھی کتاب شاہ جو رسالو پوری دنیا میں مشہور ہے آپ نے ساری زندگی صحرانوردی کی اور سندھ کے کونے کونے تک گئے آپ آخری عمر میں ایک مقام پر بیٹھ گئے جو مٹی کا ٹیلہ تھا اور مٹی کے ٹیلے کو سندھی زبان میں بھٹ کہتے ہیں اسی لئے آپ شاہ عبدالطیف بھٹائی مشہور ہوئے۔

آپ کے اوصاف لکھنا کسی کتاب میں ایسے ہی ہے جیسے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا جائے آپ کا مزار حیدرآباد سندھ میں مرجع الخلائق ہے۔اور سادات لطیفی آپکے چچازادوں کی اولاد ہے

اعقاب موسیٰ العصیم بن علی الخواری الثانی بن حسین بن علی الخواری

آپ کی اولاد آل موسیٰ یا مواسا کہلاتی ہے اور یہ وادی فرح جو مدینہ سے چار مرحلہ کے فاصلے پر ہے میں مقیم رہی آج کل اسے وادی الحمض کہتے ہیں (وفا الوفاء جلد (۳) صفحہ ۱۲۸) سید ضامن بن شدقم العبید لی المدنی فرماتے ہیں کہ فرح مدینہ سے چار مراحل کے فاصلے پر مکہ کی جانب ہے جس طرف غدیر خم آتا ہے۔

السید موسیٰ العصیم کے اعقاب میں نو فرزند تھے (۱)۔صبرۃ (۲)۔محمد (۳)۔عباس (۴)۔جعفر (۵)۔مرحم (ترجم) (۶)۔علی (۷)۔قاسم (۸)۔علقمہ (۹) عاسم (عمدہ ۳۳۷۔التذکرۃ المطاہرہ ص ۱۳۰ تحفۃ الازھار ص ۲۰۱)۔(۲) المستعابہ ص ۶۳) (زہرۃ المقول ص ۵۹)۔نخبہ الزہرۃ الثمنۃ صفحہ ۸۹)

اول محمد بن موسیٰ العصیم کی اولاد میں نسابہ احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا آل شمیران جورے یعنی تہران میں آباد ہے ان میں عزیز اللہ بن نوراللہ بن حسن بن علی بن حسین بن محمد بن اسماعیل بن یعقوب بن سلیمان بن عبداللہ بن معالی بن احمد بن علی بن ابراہیم بن عبداللہ بن جعفر بن محمد بن ابراہیم بن محمد المذکور (سراج الانساب صفحہ ۹۰)

مگر موسیٰ العصیم کی مشہور اور جمہور اولاد صبرۃ بن موسیٰ العصیم سے ہے جن میں ہمارے دوست محقق اور نسابہ ہیں جو عراق میں مقیم ہیں اور انکی کتاب کلام الیقین من نسب السادہ خوارین سے بھی ہم نے استفادہ کیا ان کا نسب اسطرح ہے السید واثق آل زبیبہ الدوویسی الخواری الموسوی بن ناجی بن مجید بن ادریس بن عیسیٰ بن محمد بن حبیب بن ہاشم بن عبدالحداد بن عوسج بن نعمۃ بن علی (الاخضیر) بن دویس بن ثابت بن یحییٰ بن دویس بن عاصم بن حسن بن محمد بن علی بن سالم بن علی بن صبرۃ بن موسیٰ العصیم بن علی الخواری الثانی بن حسین بن علی الخواری بن حسن (حسین) بن جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ (کلام الیقین من نسب السادہ الخوارین) (الحلہ القشیبہ فی نسب السادہ آل زبیبہ صفحہ (۱۹)

اور سید واثق آل زبیبہ کی کتاب مین جناب جعفر الخواری کی اولاد کا مفصل ذکر موجود ہے۔

انتباہ:۔

نسب الشیخ احمد الرفاعی آل رفاعی، رفاعیہ، رفاعہ

بقول سید ضامن بن شدقم کی الشیخ احمد رفاعی کے جد امجد رفاعہ کا نسب اکثر اس طرح بھی بیان کیا گیا رفاعہ بن سلیمان بن جعفر بن سحرمان بن محمد بن ابی حسن ادریس بن علی الخواری بن حسن (حسین) بن جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ یہ نسب غلط ہے نسابین نے آل رفاعیہ کو اعقاب السید جعفر الخواری میں ذکر نہیں کیا (تحفہ الازھار ص ۲۱۹)

اوران میں یہ بھی ہے کہ الشیخ احمد رفاعی منقرض تھے اور یہ رفاعیہ انکے چچازادوں کی اولاد ہے۔

بقول ابن اثیر المتوفی ۶۳۰ ہجری کہ رفاعہ کا نسب اس طرح ہے۔ رفاعہ بن نصر بن مالک بن غطفان بن قیس بن جہینہ بن زید بن عمرو بن مرہ بن عبس بن مالک بن محرث بن مازن بن سعد بن مالک بن زماغہ (اللباب فی تہذیب انساب ج ۲ صفحہ ۳۲)

بقول الشیخ جلال الدین سیوطی کہ قبیلہ رفاعیہ کے اصل رفاعہ بن صعصعہ بن مسعاویہ سے ہے جو قبیلہ ھوزان کی شاخ ہے اور بنی عدنان کی ایک شاخ ہے (سبک الذھب فی معرفت قبائل العرب از جعفر الاعرجی صفحہ ۴۱)

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ بعض ان کا نسب یوں بھی بیان کرتے ہیں الشیخ احمد الرفاعی بن یحییٰ بن ثابت بن حازم بن علی بن حسین بن مہدی بن قاسم بن محمد بن حسین بن احمد الاکبر بن موسیٰ ابوسبحہ بن ابراہیم المرتضیٰ ابن امام موسیٰ کاظمؑ جبکہ حسین بن احمد الاکبر کا کوئی محمد نامی بیٹا نہ تھا۔ اس طرح یہ نسب بھی صریحاً غلط ہے۔ اور بقول الشیخ تاج الدین محمد ابن معیہ الحسنی کہ شیخ احمد رفاعی نے اس نسب کا دعویٰ نہیں کیا یہ داعویٰ انکی اولاد نے کیا۔

بقول علامہ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی کہ سلطان العارفین ابوالعباس احمد بن رفاعی کا نسب جو علی ابن ابی طالبؑ کی طرف منسوب ہے غلط ہے ان کا اصل نسب اس طرح ہے احمد الرفاعی بن ابی الحسن علی بن احمد بن یحییٰ بن حازم بن علی بن رفاعہ المغربی الاصل عراقی الطائی الرفاعہ (قلائد الجواہر اللتادفی صفحہ ۸۵)

(میں) مولف کے نزدیک ضامن بن شدقم المدنی نے اس شجرہ کی روایت جو جعفر الخواری سے ملتا ہے لکھی ہے قلیل ہے جبکہ احمد رفاعی کا نسب کثیر ذکر سے حسین القطعی بن موسیٰ ابی سبحہ بن ابراہیم المرتضیٰ سے ملایا گیا حقیقتاً دونوں روایات غلط ہیں اور احمد رفاعی غیر سید تھے۔

باب دہم فصل دہم اعقاب عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول الشیخ ابو الحسن عمری آپ کی تین بیٹیاں تھیں (۱)۔اسماء (۲)۔زینب (۳)۔فاطمہ اور آپ کے آٹھ فرزند تھے (۱)۔محمد الیمانی (۲)۔جعفر (۳)۔القاسم (۴)۔علی (۵)۔موسیٰ (۶)۔حسن (۷)۔حسین (۸)۔احمد

اول احمد بن عبیداللہ کی اولاد میں دو فرزند حسین اور حسن تھے لیکن ان حضرات کی اولاد جاری نہ ہوئی

دوئم موسیٰ بن عبیداللہ بقول عمری آپ کی اولاد منتشر ہوئی اور بعد میں دریافت ہوا کہ منقرض ہوگئی سوئم علی بن عبیداللہ بقول عمری آپ کی اولاد سے ابوالمختار حمزہ الفقیہ المقری بشیراز بن ربیع بن محمد بن حمزہ بن علی بن حمزہ بن محمد بن علی المذکور تھے اور یہ ابوالمختار حمزہ الفقیہ المقری اپنے والد اور دو پسران محمد اور شبیب کے ساتھ شیراز وارد ہوا اس کا علم نہیں کہ حمزہ کا کوئی بھائی یا چچا ہو پھر عمری کہتا ہے، یہ ذکر شیراز کے جرائد جو وقف العلویین میں سے ملتا ہے۔ کہ آج

کے مشجرات میں محمد بن علی بن عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ کا کوئی بیٹا ابراہیم کے سوا ثابت نہیں ہوتا اور یہ ابراہیم درج تھا یا اس کی بہنیں تھیں اور مذکورہ بالا شجرہ حمزہ بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ پر منتھیٰ ہوتا ہے واللہ اعلم۔ اللہ ہی اس نسب کی اصل جانتا ہے۔ یعنی محمد بن علی بن عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظم کا حمزہ نامی بیٹا نہ تھا۔ بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی۔ (۱)۔جعفر (۲)۔**القاسم** (۳)۔**محمد الیمانی۔** چہارم جعفر بن عبیداللہ آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی اور آپ بابن ام کلثوم کے نام سے معروف تھے اور یہ ام کلثوم جن کے نام سے آپ مشہور تھے آپ کی پھوپھی تھیں یعنی ام کلثوم بنت امام موسیٰ کاظمؑ تھیں۔ جنہوں نے آپ کو پالا تھا آپ کی تربیت کی تھی اسی لئے آپ کلثوم کے بیٹے کے طور پر مشہور ہو گئے بقول صاحب عمدۃ الطالب آپ کی اولاد صرف ایک فرزند سے جاری ہوئی جن کا نام ابوالحسین محمد تھا۔ ان میں ابوالحسین محمد بن جعفر بن عبیداللہ کے ایک فرزند ابوالطیب احمد المعروف بابن دنیا تھے اور ان کے آگے سے دو فرزند (۱)۔ ابوعبیداللہ جعفر (۲)۔ ابوالقاسم علی اور بعض نے تیرا فرزند ابوالطیب محمد لکھا ہے۔ پہلی شاخ میں ابوالقاسم علی بن ابوالطیب احمد بابن دنیا بن ابوالحسین محمد کی اولاد سے بقول ابن عنبہ الحسنی بنی ابی الدنیا اکثر حجاز میں ہے جبکہ بعض نے انکی اولاد کو بنی ام کلثوم بھی کہا ہے۔ بقول نسابہ سید عبدالرزاق کمونہ کہ انکی اولاد سے ابی طالب حسین نسابہ الفاصل (صاحب کتاب المعارف فی الانساب جنکی اعقاب زنجان میں ہے) بن ابوالقاسم زید بن ابوطالب حسین بن ابوحسن محمد بن ابوالطیب حسن بن ابوالقاسم علی المذکور ہے (منیۃ الراغبین ازسید عبدالرزاق کمونہ صفحہ ۲۰۲)۔ دوسری شاخ میں ابوعبیداللہ جعفر بن ابوالطیب احمد بابن دنیا بن ابوالحسین محمد کی اولاد سے الشریف ابوالحسن عبداللہ المعروف بابن دنیا خلف نقابہ الطالبین بصرۃ تھے۔ اور انکی اولاد میں صرف بیٹیاں تھیں۔

اعقاب قاسم بن عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد (۱)۔ موسیٰ (۲)۔ ابی زرقان عبیداللہ اور (۳)۔ حسین سے تھے۔ جبکہ بقول ابن طباطبا (۴)۔ محمد اور (۵)۔ حسن سے بھی تھی۔ اول حسن بن قاسم کی اولاد سے بقول ابن طباطبا ابراہیم تھے مگر ابوالمنذر نسابہ نے انہیں درج لکھا یعنی انکی اولاد نہ تھی۔
بقول الشیخ ابوالحسن عمری ۴۳۷ ہجری میں مئیں نے ان کو شمار کیا جزیرہ سے ابن عمر علی الشریف العقیب موصل اور ابی عبداللہ عمید الشرف تک جن کا نام محمد بن حسن المحمدی تھا۔ (یعنی ان حضرات سے ان کے بارے میں معلومات لی)۔ ایک آدمی خوبصورت شکل کشادہ پیشانی اور سفید داڑھی والا اس نے ذکر کیا کہ میں حمزہ بن حسین بن علی بن حسن بن قاسم بن عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ ہوں۔ اس نے ایک کتاب کو ظاہر کیا جس پر اس کے نسب کی صحت پر شہادت تھی اور یہ شہادت قاضی ابی عبدالرحمان الطالقانی قاضی جزیرہ بامسفاء کی تھی۔ پھر یہ شہادت نقیب الاشرف کے سامنے حاضر کی گئی اور اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا حتیٰ کہ اس پر کافی گفت وشنید ہوئی کیونکہ ابی المنذر نسابہ کا زعم تھا کہ حسن بن قاسم بن عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد نہ تھی آخر اس معاملے کی چھان بین کے بعد النقیب التقی عمید الشرف محمد بن حسن المحمدی نے تحریر کیا کہ یہ نسب درست اور غیر متنازعہ ہے۔ (عمدۃ الطالب ۲۰۷)۔
عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظم کی اولاد سے ایک خاندان سندھ میں آ کر آباد ہوا۔ ان کے مورث اعلیٰ بقول میر علی شیر قانع ٹھٹھوی سید علی مکی چوتھی صدی ہجری میں اکابر اولیاء اور مشائخ کے ساتھ سامرہ سے ہجرت کر کے سندھ تشریف لائے اور پرگنہ سیوستان ضلع دادو میں بھگے توڑے پہاڑ کے دامن میں ایک دریا کے کنارے رہائش پذیر ہوئے جو آگے چل کر آپ کے نام سے "لک علوی" مشہور ہو گئے۔ آپ کا نسب اس طرح ہے۔ نسب نامہ سادات لکیاری

موسوی سندھ۔سید علی مکی موسوی بن عباس بن حسین بن زید بن جعفر بن عمران بن ہارون بن عبداللہ الاشرف بن قاسم بن عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظم۔
(حوالہ تحفۃ الکرام جلد سوئم) لیکن عربی مصادر میں قاسم بن عبیداللہ کا عبداللہ کے بجائے ابی زرقان عبیداللہ نامی فرزند تھا۔شاید یہ وہی ہوں۔ واللہ اعلم۔
دوئم محمد بن قاسم بقول عمری ان کی اولاد کے دعویٰ داروں میں ابوطالب زید نقیب عمان بن حسین بن محمد بن احمد بن محمد بن قاسم المذکور تھے جو با بن الخبار سے معروف تھے بقول عمر ۴۲۴ ہجری میں میں نے ان کو دیکھا انکی اولاد بھی ہے اور بھائی بھی ہیں۔ان کے والد حسین کے دادا احمد نے آمنہ بنت ابی زید الحسنی سے شادی کی تھی لیکن نسب کے ماہرین نے اس نسب کا نکار کیا اور اس انکار کا سبب یہ ہے کہ محمد بن قاسم بن عبیداللہ کا کوئی فرزند احمد نامی نہ تھا جو نقیب عمان مذکور کے پڑدادا تھے اور جنہوں نے آمنہ بنت ابی زید حسنی سے شادی کی تھی اس نسب کا انکار کرنے والوں میں الشیخ ابوالحسن عمری کے والد ابو الغنائم عمری نسابہ اور ابوعبداللہ حسین بن طباطبا تھے اور دونوں جید نسابین تھے اس کے علاوہ شیخ شرف العبید لی کی کتاب المبسوط (تہذیب الانساب) کا نسخہ عمری نے ملاحظہ کیا اس پر تحریر تھا نقیب عمان ابوطالب زید کا نسب باطل ہے اور یہ شخص جھوٹا ہے۔
سوئم ابی زرقان عبیداللہ بن قاسم بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کے اعقاب میں دو فرزند (۱)۔محمد اور (۲)۔قاسم تھے ان میں قاسم بن ابی زرقان عبیداللہ بن قاسم کی اولاد میں بقول ابن عنبہ الحسنی ایک فرزند علی تھا جو ''رے'' میں رہتے تھے اور انکی اولاد منتشر ہوگئی بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ عراق میں احمد نامی شخص نے ان کی طرف اپنے نسب کا داعویٰ کیا اور وہ پکڑا گیا اسکے نسب کو ابوالمنذر الجزار الکوفی نسابہ نے باطل ثابت کیا اور یہ احمد اپنے زمانے میں مکروحیلہ کرنے والوں میں سے تھا۔لیکن اس مکر کا احمد کو فائدہ نہ ہوا جبکہ ابی المنذر نسابہ نے اس پر تبصرہ کردیا۔مگر وہ شخص بھی اپنے داعوے پر قائم رہا۔
چہارم موسیٰ بن قاسم انکی اولاد سے (۱)۔القاسم (۲)۔محمد تھے پہلی شاخ میں القاسم بن موسیٰ بن قاسم کی اولاد سے ابوجعفر اور موسیٰ ابنان قاسم بن موسیٰ المذکور تھے۔دوسری شاخ میں محمد بن موسیٰ بن قاسم کی اولاد سے جعفر اور علی الملقب سخط ابنان محمد المذکور تھے۔

اعقاب محمد الیمانی بن عبیداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ

بقول جمال الدین اور ابن طباطبا انکی اولاد صرف ایک فرزند ابراہیم سے جاری ہوئی۔اور اس ابراہیم بن محمد ایمانی کی اولاد دو پسران سے تھی (۱)۔ابوجعفر محمد (۲)۔احمد الشعرانی
اول ابوجعفر محمد بن ابراہیم بن محمد الیمانی کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔ابوالقاسم جعفر الجمال (۲)۔ابوالعباس عبداللہ (۳)۔ابوطاہر ابراہیم (۴)۔ابو الحسن علی
پہلی شاخ میں ابو القاسم جعفر الجمال بن ابوجعفر محمد بن ابراہیم کے اعقاب میں تین فرزند تھے (۱)۔عبید اللہ مصری (۲)۔ابو الحسن موسیٰ الاعرابی (۳)۔اسماعیل جبکہ بعض جگہ ایک بیٹا محمد لکھا ہے اور اسماعیل کا ذکر نہیں۔
ان میں عبیداللہ مصری بن ابوالقاسم جعفر الجمال کی اولاد میں سے (۱)۔ابوالفاتک حسین اور (۲)۔ابواسحاق ابراہیم (۳)۔ابوجعفر محمد بقول عمری اولاد حجاز میں ہے (۴)۔علی (۵)۔موسیٰ لیکن اول تین کا ذکر زیادہ معتبر ہے آخر دو ابنان کا ذکر سید مہدی رجائی نے کیا ہے۔

ان میں ابوالحسن موسیٰ الاعرابی بن ابوالقاسم جعفر الجمال سے آپ کو صاحب الطّوق بھی کہا جاتا ہے آپ نواحی آذر بائیجان پر غالب آئے آپ کے اعقاب میں چار فرزند (۱)۔علی (۲)۔عبداللہ (۳)۔محمد اور (۴)۔ابومحمد حسن اور ایک صاحبزادی فاطمہ تھی ان سب کی والدہ حسینیہ تھیں

ان میں ابومحمد حسن بن ابوالحسن موسیٰ الاعرابی بن ابوالقاسم جعفر الجمال کی اولاد سے ابی عبداللہ محمد النقیب بن احمد العلوی بن ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی زکریا یحییٰ السید النقیب العالم المحدث بن ابی عمران موسیٰ الامیر الخطیر بن ابومحمد حسن المذکور تھے

دوسری شاخ میں ابو العباس عبداللہ بن ابوجعفر محمد بن ابراہیم کی اولاد میں بقول ابن عنبہ الحسنی چار فرزند تھے (۱)۔ابو البرکات یحییٰ (۲)۔سلیمان (۳)۔طاہر (۴)۔ابوطالب محمد ان حضرات کی اولاد واسط میں ہے۔

بقول ابن طباطبا کہ انکے نسب پرطعن کیا گیا اور بقول عمری بعض اہل الانساب نے یہ کلام کیا کہ ابوالبرکات یحییٰ بن ابوالعباس عبداللہ کے بارے میں خیر کے علاوہ کچھ نہ جانا ان کا ایک بیٹا ابوعبداللہ محمد تھا جو منقرض ہو گیا۔اور یہ قول ابوعمر والمنتاب نسابہ کا ہے۔

تیسری شاخ میں ابوالحسن علی بن ابوجعفر محمد بن ابراہیم بقول ابوعمرو بن المنتاب کہ انکی اولاد سے ابوالقاسم حسین بن حسن الاحول بن ابوالحسن علی المذکور تھے۔

چوتھی شاخ میں ابوطاہر ابراہیم بن ابوجعفر محمد بن ابراہیم کی اولاد میں بقول ابن عنبہ الحسنی (۱)۔ابویعلی طاہر اولاد مصر میں (۲)۔مطہر (۳)۔سالم لیکن نے بعض نے ابوطاہر ابراہیم کو منقرض لکھا ہے۔واللہ اعلم (عمدۃ الطالب (۲۰۵)

دوئم احمد الشعرانی بن ابراہیم بن محمد الیمانی بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔عبداللہ اولاد ہمدان میں ہے (۲)۔ابی الحسین موسی اولاد ہمدان میں گئی (۳)۔ابواسحاق ابراہیم

ان میں ابواسحاق ابراہیم بن احمد الشعرانی بن ابراہیم کی اولاد سے ابوالمکارم موید بن یحییٰ بن احمد بن ابواسحاق ابراہیم المذکور تھے اور انکی اولاد مصر کی جانب گئی۔

باب دہم فصل یازدہم اعقاب محمد العابد بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

آپ مرد جلیل القدر صاحب فضل وصلاح تھے ہمیشہ باوضو رہتے تھے راتوں کو عبادت میں مشغول رہتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کچھ دیر ستاتے اور جب دوبارہ نیند سے بیدار ہوتے تو طہارت ونماز میں مشغول ہو جاتے۔طلوع صبح تک انکی یہی عادت رہتی چنانچہ رقیہ بنت امام موسیٰ کاظمؑ کی کنیز نقل کرتی ہے کہ میں نے محمد کو جب دیکھا اس آیت کا ذکر کرتے دیکھا'' کانو اقلیلاً من اللیل مایہجعون'' یعنی وہ لوگ راتوں کو کم سوتے ہیں آپ کو کثرت عبادت کی وجہ سے ہی محمد العابد کہا گیا بقول السید رضا بن علی الموسوی البحرانی الغریفی کہ آپ کی والدہ ام احمد تھیں اور آپ قمشہ نامی قریہ اصفہان میں مدفون ہیں۔(شجرۃ الطیبہ فی الارض الخصبہ صفحہ نمبر ۲۸) لیکن واسط میں بھی ایک مزار آپ کے نام سے معروف ہے بقول الرجال الکبیر ابوعلی حائری کہ آپ کا مزار شاہ چراغ کے روضے میں شیراز میں ہے۔(احسن المقال جلد ۶ صفحہ ۲۱۰)

اور سید جعفر بحر العلوم کے بقول آپ کا مدفون شیراز میں ہیں جہاں شیعہ قبور کی زیارت کیلئے جاتے ہیں (تحفۃ العالم جلد (۲) صفحہ ۳۱) بقول علامہ باقر مجلسی کہ آپ عباسیہ خلافت کے عہد میں شیراز میں داخل ہوئے اور ایک مکان میں چھپ کر زندگی گزارنے لگے اور اجرت پر قرآن کی کتابت کرنے لگے اور

آپ کی قبر مبارک اتا بک بن سعد بن زنگی کے عہد تک پوشیدہ رہی (بحارالانوار ۴۸: ۳۱۱)
بقول السید عبدالرزاق کمونہ کہ محمد بن امام موسیٰ کاظمؑ کی قبر مبارک شیراز میں ہے (مشاہدالعترۃ الطاہرۃ صفحہ ۱۲۹)
بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی سات اولادیں تھیں جن میں چار صاحبزادیاں تھیں (۱)۔حکیمہ (۲)۔کلثوم (۳)۔بریہ (۴)۔فاطمہ جبکہ آپ کے تین بیٹے تھے (۱)۔جعفر جو منقرض ہوئے (۲)۔ابوجعفر محمد الزاہد النسابہ (۳)۔ابراہیم المجاب جن کو الضریر الکوفی بھی کہا گیا۔
جبکہ بقول جمال الدین ابن عنبہ وسید رضا بن علی الغریفی البحرانی الموسوی کہ محمد العابد کی اولاد صرف ایک فرزند ابراہیم المجاب سے جاری ہوئی۔اگر کوئی ابراہیم المجاب کے علاوہ محمد العابد کے کسی دوسرے بیٹے سے نسب ظاہر کرے تو وہ کاذب ہے۔

اعقاب ابراہیم المجاب بن محمد العابد بن امام موسیٰ کاظمؑ

آپ کی کنیت ابومحمد نام ابراہیم لقب الضریر الکوفی،المکفوف اور المجاب تھی۔ابراہیم المجاب آپ کو اس لئے کہتے ہیں بقول ابن طقطقی الحسنی کہ آپ روضہ امام حسینؑ میں داخل ہوئے تو آپ نے کہا اسلام علیک یا اباا ے میرے ابو آپ پر سلام ہو تو ضریح سے ایک آواز آئی علیکم اسلام یا والدی ''اے میرے بیٹے تم پر بھی میرا اسلام ہو۔بقول بیہقی آپ نے نیشاپور کا سفر کیا اور احادیث روایت کیں۔(لباب الانساب جلد دوم صفحہ ۷۱۶)
چونکہ آپ کو قبر امام حسینؑ سے جواب آیا اس لئے آپ کا لقب مجاب مشہور ہو گیا (الاصیلی صفحہ نمبر ۱۸۳) اور دوسرا قول سید تاج الدین بن زہرہ الحلبی کا بھی ہے۔آپ کوفہ کے رہائشی تھے پھر کربلا ہجرت کر گئے اور وہیں دفن ہوئے اور امام حسینؑ کی ضریح میں دفن ہوئے اور یہ بھی روایت ہے کہ المتوکل عباسی کے عہد میں آپ کا قتل کسی عباسی خلیفہ کے ہاتھ سے ہوا آپ امام حسینؑ کی اولاد سے آج تک کی واحد شخصیت ہیں جنکی قبر مبارک امام حسینؑ کی ضریح کے اندر ہے۔
آپ کے تین فرزند تھے (۱)۔احمد قصر ابن ھبیرۃ (۲)۔علی سیرجان جو کرمان کے اطراف میں ہے میں گئے (۳)۔**محمد الحائری**
بقول السید رضا بن علی بحرانی الغریفی: کہ محمد العابد بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد سے آل رضی،آل ابی حارث،آل مزن،آل نصر اللہ،آل طوی المصالوہ،آل وہاب،آل جلوفان،آل الاشیقر،آل عوج،آل قفطون اور یہ سب حائر الحسینی یعنی کربلا میں ہیں۔پھر آل قارون بحرون میں ہے اس کے علاوہ بھی بے شمار قبائل انکی جانب منسوب ہیں۔بقول ابن عنبہ ابراہیم المجاب کی اولاد صرف محمد الحائری سے جاری ہوئی۔

اعقاب محمد الحائری بن ابراہیم المجاب بن محمد العابد

بقول السید تاج الدین ابن معیہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔**ابو علی حسن** (۲)۔**احمد** (۳)۔حسین الشیتی
ان میں حسین الشیتی بن محمد الحائری کی اولاد بقول ابن عنبہ دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابی الغنائم محمد (۲)۔میمون القصیر
اول ابی الغنائم محمد بن حسین الشیتی بن محمد الحائری آپ کی اولاد آل شیتی اور آل فخار کہلائی۔آپ کی اولاد سے فخار الاول بن احمد بن محمد بن ابوالغنائم محمد المذکور تھے آپ علامہ نسابہ تھے اور آپ نے علم الانساب اپنے والد احمد بن محمد بن ابوالغنائم محمد سے انہوں نے جلال الدین عبدالحمید ابن التقی نسابہ انہوں نے ابن کلبون عباسی انہوں نے جعفر بن ہاشم بن ابی الحسن عمری اور انہوں نے الشیخ ابی الحسن عمری صاحب المجدی فی الانساب الا طالبین سے

حاصل کیا۔

بقول سید جمال الدین ابن عنبہ کہ آپ فخار الاول بن احمد بن محمد بن ابوالغنائم محمد کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔علی (۲)۔معد

پہلی شاخ میں علی بن فخار اول کی اولاد سے ایک فرزند نزار تھا جسکی اولاد آل نزار کہلاتی ہے

دوسری شاخ میں معد بن فخار الاول کی اولاد سے سید شمس الدین فخار تھے آپ علامہ نسابہ اکابر مشائخ واعظام کرام میں سے تھے آپ کی کتاب ''الحجہ علی الذھب الی تکفیر ابی طالب'' بہت مشہور ہے۔

ابن ابی الحدید معتزلی جو سید شمس الدین فخار کا ہم عصر تھا اور علمائے معتزلی اہل سنت میں سے تھا اس نے شرح نہج البلاغہ تحریر فرمائی۔جو کہ آج تک کی بہترین شرح ہے اس کی چودھویں جلد میں ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اس زمانے کے بعض طالبین نے یعنی سید شمس الدین فخار نے اسلام ابو طالب پر کتاب تصنیف فرمائی ہے اور میرے پاس بھیجی ہے اور مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں اپنے خط میں اسکی صحت میں شعر یا نثر میں کچھ لکھوں السید شمس الدین فخار سے سید احمد ابن طاؤس اور محقق علی روایت کرتے ہیں آپ کی وفات ۶۳۰ ہجری میں نجف الاشرف میں ہوئی۔

السید شمس الدین فخار بن معد بن فخار الاول کی اولاد سے الشیخ نسابہ السید علیم الدین مرتضٰی بن شیخ جلال الدین عبدالحمید بن السید شمس الدین فخار المذکور تھے

دوئم میمون القیصر بن حسین الشیتی بن محمد الحائری کی اولاد سے وہیب بن باقی بن مسلم بن باقی بن میمون القصیر المذکور تھے۔

اعقاب احمد بن محمد الحائری بن ابراہیم المجاب بن محمد العابد

آپ کی کنیت ابوالطیب اور نام احمد تھا آپ کی اولاد سے ایک فرزند ابوالحسن علی المجد ور تھے۔اس ابوالحسن علی المجد ور بن احمد کی اولاد بنی احمد حائر میں مشہور رہی۔انکی اولاد سے دو فرزند تھے (۱)۔ھبت اللہ (۲)۔ابوجعفر محمد خیر العمال

اول ھبت اللہ بن ابوالحسن علی المجد ور بن احمد کی اولاد سے ایک فرزند علی تھا اور اس کے آگے تین فرزند تھے (۱)۔اشرف (۲)۔ابوالمظفر ھبت اللہ فخر الدین (۳)۔محمد

پہلی شاخ میں اشرف بن علی بن ھبت اللہ کی اولاد سے علی السید فاضل المشھدی بن محمد صفی الدین بن ابی الحارث بن اشرف المذکور

دوسری شاخ میں ابوالمظفر ھبت اللہ فخر الدین بن علی بن ھبت اللہ کی اولاد سے ایک فرزند ابی الحسن علی الرضا تھی جنکی اولاد حائر میں آل الرضی سے مشہور تھی۔

دوئم ابوجعفر محمد خیر العمال بن ابوالحسن علی المجد ور بن احمد کی اولاد سے دو پسران تھے (۱)۔محمد (۲)۔ابوالحسن علی الغریق

پہلی شاخ میں محمد بن ابوجعفر محمد خیر العمال کی اولاد سے سادات ابی حزن تھی جو علی بن حسن بن محمد المذکور کی اولاد تھی۔

دوسری شاخ ابوالحسن علی الغریق بن ابوجعفر محمد الخیر العمال کی اولاد سے جد الجامع السادات آل فائز کربلا المقدسہ تھے یعنی ابی الفائز محمد شمس الدین بن ابو جعفر محمد بن ابوالحسن علی الغریق المذکور کی اولاد۔

اعقاب ابوعلی حسن بن محمد الحائری بن ابراہیم المجاب

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔**ابو الطیب احمد** (۲)۔علی الضخم (۳)۔ابوجعفر محمد جوجد بنی الضریر تھے۔اول ابوجعفر محمد بن ابوعلی حسن کا ایک فرزند ابی الحسن محمد تھا جسکی والدہ خدیجہ بنت علی بن احمد بن محمد الحائری بن ابراہیم المجاب تھیں اور آپ شام کی جانب ہجرت کر گئے۔

دوئم علی الضخم بن ابوعلی حسن آپ سید جلیل عابد تھے اور آپ نے خراسان میں امام علی بن موسیٰ الرضاء کی زیارت کیلئے سفر کیا آپ کی وفات نہروان کے قریب ہوئی آپ کی اولاد میں ایک فرزند ابوالقاسم علی الطاہر تھا۔جبکہ بعض نے دوسرا فرزند محمد لکھا ہے۔ان میں ابوالقاسم علی الطاہر بن علی الضخم کی اولاد سے سید ابومحمد حسین الغریفی بن ابی حسین حسن بن ابی الحسین احمد بن ابی احمد عبداللہ بن ابی عیسیٰ خمیس بن احمد بن ناصر بن علی بن سلیمان بن ابی سلیمان جعفر بن موسیٰ الصالح بن ابی الحمراء محمد بن ابوالقاسم علی الطاہر المذکور تھے۔(انوار البدرین صفحہ۸۲)

السید ابومحمد حسین الغریفی بحرین کے علماء میں سے تھے آپ عالم فاضل ،فقیہ اور محدث تھے اور بحرین میں ایک مقام غرفہ یا غریفہ میں رہائش کی وجہ سے اس سادات کو آل غریفی الموسوی کہا جاتا ہے آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔حسن (۲)۔محمد (۳)۔السید علوی العالم الملقب ''عتیق الحسین''

پہلی شاخ میں حسن بن السید ابومحمد حسین الغریفی کی اولاد سے نعمت بن یحییٰ بن محمد بن علی بن علوی بن محمد بن حسین صحیح الانساء بن محمد بن حسن المذکور تھے

دوسری شاخ علوی عتیق الحسین بن السید ابومحمد حسین الغریضی کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱)۔موسیٰ جنکی اولاد مسقط عمان میں ہے (۲)۔عبداللہ البلادی (۳)۔ہاشم بحرانی جو نجف بصرہ اور بحرین میں مشہور تھے (۴)۔نورالدین

اسی نسب میں سے سید رضا الغریفی الموسوی نسابہ صاحب کتاب الشجرۃ الطیبہ فی الارض المنصبہ بن سید علی بحرانی بن محمد بن علی بن اسماعیل بن محمد الغیاث بن علی بن احمد بن سید ہاشم البحرانی بن علوی عتیق الحسین بن السید ابومحمد حسین الغریفی المذکور تھے۔

اوران حضرات کی زیادہ آبادی سلطنت بحرین میں مقیم ہے۔

اعقاب ابوالطیب احمد بن ابوعلی حسن بن محمد الحائری بن ابراہیم المجاب

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابوالحسن علی بلقب ابی فویرہ (۲)۔ابوالحسن معصوم جوجد ہیں حلہ اور حائر میں آل معصوم کی (۳)۔ابوالبرکات حسن البرکۃ

اول ابوالحسن علی یلقب ابی فویرۃ بن ابوالطیب احمد کی اولاد سے ایک فرزند ابی تغلب محمد تھا جسکی اولاد بنوتغلب کہلائی۔بقول جمال الدین ابن عنبہ اس ابی تغلب محمد بن ابوالحسن علی یلقب ابی فویرۃ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔عبداللہ مکشوش (۲)۔ابومسلم (۳)۔ابی مضر محمد

پہلی شاخ میں ابی مضر محمد بن ابی تغلب محمد بن ابوالحسن علی یلقب ابی فویرۃ کی اولاد بقول ابن عنبہ ھبت اللہ سے جاری ہوئی۔اوراس ھبت اللہ بن ابی مضر محمد کی اولاد دو پسران (۱)۔حسین اور (۲)۔ابی مضر محمد ثانی سے جاری ہوئی۔

حسین بن ھبت اللہ بن ابی مضر محمد کی اولاد سے آل بشیر تھی جو بشیر بن سعداللہ بن حسین المذکور کی اولاد ہے اور ابی مضر محمد ثانی بن ھبت اللہ بن ابی مضر محمد کی

اولادمیں دوفرزند تھے(۱)۔محمد حترش انکی اولاد آل حترش کہلاتی ہے(۲)۔ابومحمد حسین انکی اولاد حلہ اور حائر میں آل ابی ریہ سے مشہور ہے
دوئم عبداللہ مکشوش بن ابی تغلب محمد بن ابوالحسن علی یلقب ابی فویرۃ کی اولاد میں ابن عنبہ نے ایک فرزند حسن بلالۃ لکھا ہے جسکی اولاد آل بلالہ کہلائی لیکن سید مہدی رجائی نے دواور بیٹے۔علی اور حسین بھی تحریر کیئے مگر کوئی حوالہ نہ دیا۔
ان میں حسن بلالہ بن عبداللہ مکشوش کی اولاد سے محمد قتادہ (اولاد حلہ میں بنوقتادہ کہلائی) بن علی بن کامل بن سالم بن حسن بلالہ المذکور تھے۔

السادات آل المشعشعی الموسوی

سادات آل المشعشعی الموسوی نے حوزستان پر حکومت کی اس سلطنت کے مؤسس سید محمد مہدی تھے اور انکی کی اولاد آل مشعشع اور آل موالی کہلائی۔آپ نے حوزستان پر حکومت قائم کی آپ کے نسب کی دو روائتیں ہیں اول آل فخار الموسوی سے ہے جو معتبر ہے اور جس کو زیادہ نسابین نے رقم کیا اور دوسری سید ضامن بن شدقم نے تحفہ الازھار میں لکھی۔
اول روائیت کے مطابق محمد مہدی بن فلاح بن ھبت اللہ بن حسن بن علی المرتضیٰ بن عبدالحمید بن شمس الدین فخار نسابہ الموسوی بن معد بن افتخار الاول بن احمد الموسوی الحائری بن محمد بن ابوالغنائم محمد بن حسین الشیتی بن محمد الحائری بن ابراہیم المجاب بن محمد العابدین امام موسیٰ کاظمؑ
جبکہ دوسری روایت السید ضامن بن شدقم نے تحفہ الازھار میں تحریر کی اور وہ اس طرح ہے کہ آل المشعشعی عبداللہ بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد ہے جو محمد مہدی بن فلاح بن مہدی بن محمد بن احمد بن علی بن محمد بن احمد بن رضا بن ابراہیم بن ھبت اللہ بن طیب بن احمد بن محمد بن قاسم بن ابی الفخار محمد بن ابی علی نعمت اللہ بن عبداللہ بن جعفر الاسود بن موسیٰ بن محمد بن عبداللہ العوکلانی بن امام موسیٰ کاظمؑ (تحفہ الازھار جلد سوم صفحہ ۲۲۶۔۲۲۷)
لیکن زیادہ نسابین نے اول قول کو درست جانا ہے اور ہماری ناقص رائے بھی اول قول کو درست مانتی ہے یعنی آل مشعشعی آل فخار الموسوی کی ہی ایک شاخ ہے۔

اعقاب سید محمد مہدی المشعشعی بن فلاح بن ھبت اللہ

آپ کی اولاد میں پانچ فرزند تھے(۱)۔علی انکی اولاد نہ چلی (۲)۔محسن (۳)۔ابراہیم (۴)۔کرم اللہ (۵)۔معیوف
اول علی بن محمد مہدی المشعشعی آپ نے اپنے والد کے بعد حکومت کی اور نجف حلہ اور بہبھان تک قبضہ کیا یہ زمانہ ۸۶۱ ہجری کا ہے۔
دوئم سید محسن بن محمد مہدی المشعشعی آپ کی حکومت آپ کے والد کی وفات سے قبل آپ کو مل گئی تھی۔آپ کی اولاد میں (۱۳) فرزند تھے
(۱)۔مہدی درج (۲)۔علی درج (۳)۔محمد درج (۴)۔ایوب (۵)۔فلاح (۶)۔حیدر (۷)۔حسن (۸)۔فرج اللہ (۹)۔صالح (۱۰)۔بدران
(۱۱)۔حسین (۱۲)۔داؤد (۱۳)۔ناصر
ان میں حسن اور علی ابنان محسن بن محمد مہدی المشعشعی نے اپنے والد کے بعد تخت سنبھالا اور یہ دور (۹۱۴۔۹۰۵ ھجری) کا ہے اس کے بعد سید فلاح بن محسن ۹۲۰۔۹۱۴ تک حکمران رہے اسکے بعد انکے بیٹے سید بدران بن فلاح بن محسن کو حکومت ملی۔
اسکے بعد سید سجاد بن بدران بن فلاح ۹۹۲۔۹۹۸) تک حاکم رہے اور اسکے بعد سید زنبور بن سید سجاد ۹۹۸۔۹۹۲ تک حاکم رہے۔
حتیٰ کہ اس حکمرانی کے سلسلے میں ۲۴ حاکم گزرے

نسب نامہ آیت اللہ ابوالقاسم الخوئی: ۱۸۹۹۔۱۹۹۲ آپ کی شجرے کی روایت کتاب انساب الطالبین العلویین سے ہم تک پہنچی جو اصول علم الانساب کے زمرے میں نہیں آتی لیکن پھر ہم اس لکھتے ہیں معمولی غلطیاں ہیں تاہم آیت اللہ خوائی کی سیادت لاریب ہے سید ابوالقاسم خوئی بن علی اکبر بن تاج الدین ہاشم بن قاسم بن ولی بابا بن علی بن رحمت اللہ بن علی بن ولی بن صادق بن السید خان بن السید تاج الدین محمد صاحب تبرخوئی بن علی اکبر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن قاسم بن تاج الدین بن علی اکبر بن محمد بن احمد بن حسین بن مرتضٰی بن محراب بن محمد بن محمود بن احمد بن حسین بن محمد بن عبداللہ۔۔بن ابراہیم المجاب بن محمد العابدین امام موسیٰ کاظمؑ (یہ نسب مکمل نہیں ہے)

باب دہم فصل دوازدہم

اعقاب ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کا نام ابراہیم لقب مرتضٰی اور آپ ابراہیم المرتضٰی الاصغر تھے آپ کی والدہ نوبیہ جن کا نام تحیہ تھا۔آپ نے ابی السرایا بن منصور شیبانی کے عہد میں یمن میں ظاہر ہوئے (یعنی یمن پر خروج کیا المجدی صفحہ ۳۱۶) بقول ابن طقطقی الحسنی کہ آپ کا نام ابراہیم المرتضٰی الامیر تھا آپ سید جلیل نبیل عالم فاضل تھے آپ نے اپنے والد امام موسیٰ کاظمؑ سے احادیث روایت کی ہیں آپ نے ابی السرایا کے زمانے میں یمن میں خروج کیا اور اس پر غالب آگئے بعد میں مامون رشید عباسی نے فوج بھیجی جسکی وجہ سے آپ کو شکست ہوئی آپ کو بغداد لایا گیا آپ کا انتقال بغداد میں ہی ہوا اور آپکی قبر اپنے والد امام موسیٰ کاظمؑ کی قبر کے قریب میں مقابر قریش میں ہے (الاصیلی صفحہ نمبر ۱۶۲)

لیکن بقول الشیخ ابونصر بخاری کہ ابراہیم الاکبر بن امام موسیٰ کاظمؑ نے یمن میں خروج کیا تھا اور آئمہ زیدیہ میں سے تھے انکی اولاد نہ تھی۔

لیکن باقی نسابین اور مورخین اس بات پر متفق ہیں بشمول ابن عنبہ کے کہ یمن میں خروج ابراہیم المرتضٰی الاصغر نے کیا تھا نہ کہ ابراہیم الاکبر نے کیونکہ ابراہیم نام کے جناب امام موسیٰ کاظمؑ کے دوفرزند تھے۔لیکن یمن میں خروج کرنے والے ابراہیم المرتضٰی الاصغر تھے۔

ابراہیم المرتضٰی الاصغر بن امام موسیٰ کاظمؑ بہت زیادہ سخی اور کریم تھے آپ نے مامون الرشید عباسی کے زمانے میں محمد بن محمد بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ کی طرف سے یمن میں بیعت لی تھی اور آپ یمن کے امیر بن گئے یعنی یمن پر آپ کا تسلط قائم ہو گیا اور بعض روایات میں ہے کہ ابراہیم المرتضٰی امام رضاؑ کی امامت کی طرف لوگوں کو داعوت دیتے تھے جب یہ خبر مامون کو پہنچی تو اس نے ابراہیم المرتضٰی کو امان دے دی اور ان سے معترض نہ ہوا۔ابن طقطقی نے بھی اصیلی میں اسی طرح لکھا ہے۔

آپ کی اولاد میں بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی دو پسران (۱)۔ابی سبحۃ موسیٰ اور (۲)۔جعفر سے جاری ہوئی۔ بقول الشیخ ابی نصر بخاری کو ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد دوفرزند (۱)۔ **موسیٰ ابی سبحۃ** اور (۲)۔جعفر سے چلی اگر کوئی ان کے علاوہ کسی تیسرے بیٹے سے شجرہ منسوب کرے تو کاذب اور نقلی ہے۔

لیکن بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ ابراہیم المرتضٰی بن امام موسی کاظمؑ کا احمد نامی فرزند بھی تھا جو مرندگیا اور اس کی اعقاب وہیں ہے

بقول نسابہ ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا کہ ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد تین بیٹوں سے جاری ہوئی۔

(۱)۔موسیٰ ابی سبحۃ (۲)۔جعفر (۳)۔اسماعیل پھر ابوعبداللہ حسین ابن طباطبا فرماتے ہیں کہ اسماعیل بن ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ کا ایک فرزند محمد بن اسماعیل تھا اوران کی اولاد اوراعقاب دینور چلے گئے جن میں سے ایک ابوالقاسم حمزہ بن علی بن حسین بن احمد بن محمد بن اسماعیل المذکور تھا اور میں نے اسکو دیکھا وہ اچھا انسان تھا اسکی وفات قرمسین میں ہوئی اوراس کے بھائی اور چچا بھی تھے یہ کلام ہے ابوعبداللہ بن حسین بن طباطبا کا

بقول الشیخ تاج الدین محمد ابن معیہ الحسنی کی نص کے مطابق ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد جعفر اور موسیٰ ابی سبحہ سے جاری ہوئی

بقول امام فخر الدین رازی صاحب کتاب الشجر ۃ المبارکہ کہ ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔موسیٰ ابی سبحۃ (۲)۔جعفر (۳)۔اسماعیل لیکن اکثر نسابین نے اسماعیل کی اولاد کا انکار کیا ہے۔

بقول ابواسماعیل طباطبائی صاحب منتقلہ الطالبیہ کہ اسماعیل بن ابراہیم المرتضی کی اعقاب ثابت ہے واللہ اعلم۔

پھر اسی محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف منسوب ایک نسب کا ذکر الشیخ العالم المحدث نظام الدین محمد نے کیا ہے کہ سید ذوالفقار بن محمد بن معیہ بن حسن بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن یوسف بن محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن امام موسیٰ کاظمؑ کہ یہ ابوصمصام المحدث الاعمی امامیہ مشائخ اور اجلاء میں سے تھے اور یہ کہا ابن بابویہ نے اپنی فہرست میں کہ عالم دین تھے اوران سے سید فضل اللہ راوندی الحسنی سے روایت کی اورانہوں نے نجاشی سے انہوں نے الشیخ طوسی سے انہوں نے محمد بن حلوانی سے اورانہوں نے السید الشریف مرتضیٰ علم الہدی سے (نظام الاقوال فی معرفۃ الرجال)

اعقاب موسیٰ ابی سبحۃ بن ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ

آپ صالح زاہد اور فاضل تھے روایت ہے مکتوب کی جو نسابہ ابوالقاسم علی بن ابوالحسن رضی بن علی محمد بن ابوجعفر محمد بن السید مرتضی علم الھدی کا ہے کہ موسیٰ ابی سبحۃ کی کنیت ابی سبحۃ اس لئے تھی کہ وہ تسبیح کثرت سے کیا کرتے تھے اوران کے ہاتھ میں رنگین تسبیح ہوا کرتی تھی۔

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ کہ آپ کی اولاد آٹھ پسران سے جاری ہوئی جن میں چار کی اولاد قلیل تھی اور چار کی اولاد کثیر تھی جنکی اولاد قلیل تھی ان میں (۱)۔عبیداللہ (۲)۔عیسیٰ (۳)۔علی (۴)۔جعفر اور جنکی اولاد کثیر تھی ان میں (۵)۔**محمد الاعرج** (۶)۔**احمد الاکبر** (۷)۔**ابراھیم العسکری** (۸)۔**حسین القطعی** جبکہ (۹)۔داؤد نامی فرزند منقرض تھا (یعنی اولاد ختم ہوگئی) اور (۱۰)۔ابوالعباس المعقد کا ذکر بھی ابوالحسن عمری نے کیا ہے لیکن انکی اعقاب بھی نہ تھی۔

اول عبیداللہ بن موسیٰ ابی سبحۃ بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران (۱)۔حسین اور محسن سے جاری ہوئی جبکہ بقول ابن طباطبا آپ کی اولاد دبصرۃ اور آبلہ میں ہے۔

دوئم عیسیٰ بن موسیٰ ابی سبحۃ بقول ابن عنبہ الحسنی نے انکی اولاد سے حسن اور علی ابنان ابوجعفر محمد بن عیسیٰ المذکور تھے جنکی اولاد فارس میں گئی

سوئم علی بن موسیٰ ابی سبحۃ بقول ابن عنبہ الحسنی کہ انکی اولاد دینور اور شیراز کی جانب گئی بقول ابن طباطبا آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔ابومحمد حسن (۲)۔ابو الفضل حسین

پہلی شاخ میں ابومحمد حسن بن علی بن موسی ابی سبحۃ کی اولاد سے بقول ابن طباطبا (۱)۔ابوعلی الصبیح محمد شیراز (۲)۔ابوالعباس احمد (۳)۔موسیٰ جبکہ بقول

شرف العبید لی کہ ابومحمد حسن کی اولاد سے احمد الکاتب بن علی بن محمد بن ابومحمد حسن المذکور بھی تھے جن کی دادی مجوسیہ تھیں۔

دوسری شاخ میں ابوالفضل حسین بن علی بن موسیٰ ابی سبحۃ کا ایک فرزند طاہر تھا جسکی اولاد دینور میں ہے۔

چہارم جعفر بن موسیٰ ابی سبحۃ: بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد ''رے'' میں ہے آپ کے چار فرزند تھے (۱)۔موسیٰ (۲)۔ابوالحسن محمد بالترمذ (۳)۔ابوعبداللہ محمد الضریر (۴)۔عیسیٰ

اعقاب حسین القطعی بن موسیٰ ابی سبحۃ بن ابراہیم المرتضیٰ

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ کہ انکی اولاد کثیر ہے آپ کی جمہور اولاد کا نسب ابوالحسن علی بابن الدیلمیہ بن ابوطاہر عبداللہ بن ابوالحسن محمد المحدث بن ابو الطیب طاہر بن حسین القطعی المذکور پر منتھٰی ہوتا ہے۔

ابوالحسن علی بابن الدیلمیہ بن ابوطاہر عبداللہ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔حسین الاشقر (۲)۔ابومحمد حسن برکۃ (۳)۔ابوالحارث محمد

اول حسین الاشقر بن ابوالحسن علی بابن الدیلمیہ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ حیدر بن حسن بن علی بن حسین الاشقر المذکور تھے جو مقابر قریش میں تھے۔سید مہدی رجائی نے انکی اعقاب میں بھی ایک نسب لکھا ہے جو اسطرح ہے السید حسن بن ابراہیم بن محمد بن حسن بن علی بن ابی الطیب طاہر بن اسماعیل بن ابراہیم بن ابی محمد حسن بن ابی الحسن علی بن صابر بن حیدر المذکور (المعقبون جلد دوم صفحہ ۱۲۱)

دوئم ابومحمد حسن برکہ بن ابوالحسن علی بابن الدیلمیہ بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد سے سید علاؤالدین علی بن محمد بن حسین بن ھبت اللہ بن علی بن ابومحمد حسن برکۃ المذکور تھے آپ کی اولاد اور بھائی دمشق میں تھے۔

سوئم ابوحارث محمد بن ابوالحسن علی بابن الدیلمیہ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی۔(۱)**ابو محمد عبداللہ** (۲)۔ابوطاہر عبیداللہ کرخ میں قیام کیا۔

اعقاب ابومحمد عبداللہ بن ابوحارث محمد بن ابوالحسن علی بابن الدیلمیہ

آپ مدینہ سے حائر منتقل ہوئے جبکہ آپ نقیب النقباء بغداد تھے آپ کی اولاد بیت عبداللہ کہلائی۔آپ کی اولاد چار پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ابو حرث محمد (۲)۔علی الحائری (۳)۔نفیس (۴)۔**ابو السعادات محمد**

اول ابوالحرث محمد بن ابومحمد عبداللہ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔یحییٰ (۲)۔نور الدین

پہلی شاخ میں یحییٰ بن ابوالحرث محمد بن ابومحمد عبداللہ کی اولاد سے آل زحیک تھی جو یحییٰ بن منصور بن محمد بن یحییٰ المذکور سے تھی اور حائر میں مقیم تھے جبکہ انہیں میں ایک خاندان کوفہ میں مقیم تھا جو بنوطویل الباع محمد بن یحییٰ المذکور کی اولاد تھا۔

دوسری شاخ میں نور الدین بن ابوالحرث محمد بن ابومحمد عبداللہ کی اولاد سے بقول السید مہدی رجائی السید مہدی الشہرستانی بن ابی القاسم بن روح اللہ بن حسن بن محمد رفیع الدین بن محمد بن علی بن اسماعیل بن علی زین الدین بن علاؤالدین بن عبداللہ بن حسین بن علی بن حسن بن اشرف بن نور الدین المذکور تھے اور آپ کی اولاد آج کربلا میں آل شہرستانی کہلواتی ہے۔

بقول حرز الدین سید مہدی شیرستانی بن ابی القاسم بن روح اللہ حدود سنہ ۱۱۳۰ ہجری میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور صفوی عہد میں صفوی حضرات کے کچھ قتل ہوئے اور اس حادثہ کے سبب آپ نے عراق ہجرت کی اور کربلا میں محلّہ آل عیسیٰ میں قیام کیا اس کے بعد اکابرین مذہب اور مشاہیر علماء سے فیض دینی حاصل کیا ان میں سید مہدی بحر العلوم آغا باقر الوحید بھبھانی، الشیخ یوسف البحرانی، شیخ مہدی الفتونی العاملی ہیں اور روایت کا اجازہ الشیخ بحرانی اور الفتونی سے حاصل کیا۔ اور اسکے بعد کثیر علماء نے آپ سے اجازہ روایت حاصل کیا جن میں شیخ محمد علی تبریزی، شیخ احمد زین الدین الاحسائی اور سید دلدار علی الھندی النقوی نصیر آبادی التوفی سنہ ۱۲۳۵ ہجری بھی شامل ہیں۔

آپ کی وفات سنہ ۱۲۱۶ ہجری میں کربلا المقدسہ میں ہوئی (معارف الرجال صفحہ ۸۷۔۸۹) آپ کی اولاد میں دو فرزند (۱)۔ میرزا ابوالقاسم اور (۲)۔ میرزا محمد حسین شامل ہیں۔

نوٹ:۔ سید مہدی شیرستانی الموسوی کا زمانہ اور مولا علیؑ سے پشتیں ۳۳۔۳۲ بالکل وہی ہیں جو سادات ہمدانیہ پنجاب کے جد سید احمد شاہ بلاول ہمدانی کی ہیں ایک اور قابل اتفاق بات یہ بھی ہے کہ سید احمد شاہ بلاول ہمدانی نے صفویہ عہد میں شاہ حسین صفوی کے ساتھ تلخ کلامی کی اور آپ کو ہمدان چھوڑنا پڑا جبکہ سید مہدی الموسوی شیرستانی کا حادثہ بھی صفویان کے ساتھ ہوا جسکی وجہ سے آپکو عراق جانا پڑا۔

دوئم علی الحائری بن ابو محمد عبداللہ کہ آپ جد آل دخینہ ہیں۔ آپ کی اولاد سے جعفر بن حمزہ بن جعفر دخینہ بن احمد بن جعفر بن علی الحائری المذکور تھے۔ علی الحائری کی اولاد کی تفصیل المعقبون من اولاد ابی طالب میں سید مہدی رجائی نے لکھی ہے۔

سوئم النفیس بن ابو محمد عبداللہ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد بنو نفیس کہلواتی ہے۔ جبکہ المعقبون میں سید مہدی رجائی نے آپکے چھے ابنان تحریر کئے ہیں (۱)۔ ابو محمد عبداللہ (۲)۔ محمد (۳)۔ علی (۴)۔ حسن (۵)۔ حسین (۶)۔ اکمل

اعقاب ابوالسعادات محمد بن ابو محمد عبداللہ بن ابو حارث محمد بن ابوالحسن علی بابن الدیلمیہ

(آل صدر الموسوی عراق)

آپ کے چار فرزند تھے (۱)۔ ہاشم (۲)۔ محمد (۳)۔ اسماعیل (۴)۔ ابواحمد حمزہ الاکبر ان میں ابواحمد حمزہ الاکبر بن ابوالسعادات محمد کی اولاد سے سید علی نور الدین عاملی بن علی بن حسین بن علی بن تاج الدین محمد بن ابی الحسن بن محمد بن عبداللہ بن احمد بن ابواحمد حمزہ الاکبر المذکور تھے۔ سید علی نور الدین عاملی جبل العامل میں رہے۔ آپ کی اولاد میں سات فرزند تھے (۱)۔ السید زین العابدین (۲)۔ السید علی (۳)۔ سید حیدر (۴)۔ سید جمال الدین (۵)۔ سید ابوالحسن (شام) آپ کی والدہ کریمہ بنت الشیخ عبداللطیف بن علی بن احمد بن ابی جامع تھیں (۶)۔ اسماعیل آپ کی والدہ حبشیہ تھیں۔ (۷)۔ احمد

ان میں سید زین العابدین بن سید علی نور الدین عاملی کی اولاد میں چھے فرزند تھے۔ (۱)۔ السید ابراہیم شرف الدین (۲)۔ حسین (۳)۔ سید عبدالسلام (۴)۔ محمد (۵)۔ شمس الدین (۶)۔ حسن

ان میں سید ابراہیم شرف الدین بن زین العابدین کی اولاد میں سید صالح و سید محمد شرف الدین ابنان السید محمد الجبعی الشوری بن سید ابراہیم شرف الدین المذکور تھے۔ ان دونوں (صالح اور سید محمد شرف الدین) کی والدہ دختر محدث الجلیل الشیخ حر عاملی صاحب وسائل تھیں۔

ان میں سید صالح بن سید محمد الجبعی الشحوری بن سید ابراہیم شرف الدین بن زین العابدین بن سید علی نورالدین عاملی کے پانچ فرزند تھے(۱)۔سید محمد علی (۲)۔**سید محمد صدر الدین**(۳)۔سید ابوالبرکات ھبت اللہ(۴)۔ابوالحسن(۵)۔سید مہدی

السادات آل صدر الموسوی فی العراق ولبنان

(اعقاب محمد صدر الدین بن صالح بن سید محمد الجبعی الشحوری بن ابراہیم شرف الدین)

سید محمد صدر الدین بن صالح بن سید محمد الجبعی الشحوری بن ابراہیم شرف الدین بن زین العابدین بن سید علی نور الدین عاملی کی اولاد کو آل صدر کہا جاتا ہے یہ لوگ عراق میں بہت مشہور ہیں۔

اوران میں جید علماء کی کثیر تعداد ہے السید محمد صدر الدین بن صالح بن سید محمد الجبعی بن ابراہیم شرف الدین کے پانچ فرزند تھے(۱)۔السید اسماعیل (۲)۔سید محمد علی المعروف آقا مجتہد(۳)۔سید ابوالحسن(۴)۔سید ابوجعفر(۵)۔سید محمد تقی

ان میں اسماعیل بن سید محمد صدر الدین بن صالح کے چار فرزند تھے(۱)۔سید محمد مہدی(۲)۔سید محمد علی صدر الدین(۳)۔سید محمد جواد(۴)۔آیت اللہ سید حیدر

اول سید محمد مہدی بن اسماعیل بن سید محمد صدر الدین کی اولاد میں تین فرزند تھے(۱)۔سید ابوالحسن(ولد سنہ۱۳۲۰ ہجری اصفہان)(۲)۔سید محمد صادق(ولد۱۳۲۴)(۳)۔السید محمد جعفر

پہلی شاخ میں سید محمد صادق بن سید محمد مہدی بن اسماعیل کا صرف ایک فرزند تھا السید محمد الصدر اوراس سید محمد الصدر بن سید محمد صادق کے چار فرزند ہیں(۱)۔المصطفیٰ الصدر(۲)۔المرتضیٰ الصدر(۳)۔سید مقتداء الصدر(صاحب جیش فی العراق)(۴)۔المعرمل الصدر

دوئم سید محمد علی صدر الدین بن اسماعیل بن سید محمد صدر الدین کے تین فرزند تھے(۱)۔السید رضا الصدر آپ فقیہ تھے اورقم میں وفات پائی(۲)۔السید امام موسیٰ الصدر جو لبنان میں شیعہ زعماء میں سے تھے اورشیعہ حرکت الامل کے بانی تھے آپ نے لبنان میں شیعہ کو بیدار کیا اوران کو قانونی حیثیت سے منوایا۔ آپ ایک کثیر خوبیوں والے شخص تھے آپ لبنان سے لیبیاء معمر قدافی سے ملاقات کیلئے گئے جہاں اسرائیلی سازش کے تحت آپ کو غائب کردیا گیا تب سے آج تک آپ کی کوئی خبر نہیں زعم یہی ہے کہ معمر قدافی نے آپ کا قتل کروادیا۔(۳)۔سید علی

چہارم آیت اللہ حیدر بن اسماعیل بن سید محمد صدر الدین کے اعقاب میں دو فرزند تھے(۱)۔السید اسماعیل(۲)۔آیت اللہ السید محمد باقر الصدر الشہید

اعقاب احمد الاکبر بن موسیٰ ابی سبحۃ بن ابراہیم المرتضٰی بن امام موسیٰ کاظمؑ

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی(۱)۔علی الاحول(۲)۔ابراہیم(۳)۔حسین العرضی

اول علی الاحول بن احمد الاکبر: آپ عراق میں سید الطالبین مشہور ہوئے آپ زاہد میں امام زین العابدین بن امام حسین الشہیدؑ سے مشابہہ تھے بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد سے رافع بن فضائل بن علی بن حمزہ القصیر بن احمد بن احمد الوصی بن علی الاحوال المذکور تھے۔

بقول ابن طقطقی آپ کی قبر حائر میں ہے اورآپ کی والدہ امیرۃ بنت ابی حمزہ تھیں(الاصیلی صفحہ۱۶۳) رافع بن فضائل بن علی کی اولاد دو پسران سے چلی

(۱)۔فضائل (۲)۔علی

پہلی شاخ میں علی بن رافع بن فضائل کی اولاد بقول ابن عنبہ آل رافع کہلاتی ہے ۔جن میں صفی الدین محمد الموسوی بن معد بن علی المذکور تھے آپ علمائے امامیہ سے تھے آپ سے شیخ سید جمال الدین احمد بن طاؤس الحسنی نے روایت کی اور انہوں نے الشیخ الفقیہ محمد بن محمد الحمدانی سے روایت کی (نظام الاقوال)۔

دوسری شاخ میں فضائل بن رافع بن فضائل کی اولاد سے بقول ابن عنبہ حسین سقامہ بن نصر بن یحیٰ النظام بن علی الملیف قوسیم بن علی بن محمد بن فضائل المذکو تھے انکی اولاد بنی قوسیم غری شریف میں ہے۔

دوئم ابراہیم بن احمد الاکبر کی اولاد سے بقول ابن عنبہ الحسنی بنوالارزق بغداد میں ہے جوابواحمد بن محمد بن ابراہیم المذکور کی اولاد ہے۔

سوئم حسین العرضی بن احمد الاکبر بقول ابن عنبہ آپ کے تین صاحبزادے تھے (۱)۔علی المعروف با بن طلعۃ بقول ابوعمر المنتاب آپ درج (بے اولاد) تھے (۲)۔حمزہ (۳)۔قاسم ان دو حضرات کی اولاد تھی۔

تحقیق الشیخ احمد الرفاعی

اس ذکر میں بعض نے الشیخ احمد رفاعی کا نسب حسین العرضی بن احمد الاکبر سے منسوب کردیا جو اسطرح ہے۔الشیخ احمد رفاعی بن علی بن یحیٰ بن ثابت بن حازم بن علی بن حسن بن مہدی بن قاسم بن محمد بن حسین العرضی بن احمد الاکبر بن موسیٰ ابی السبحۃ بن ابراہیم المرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظمؑ بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ علمائے انساب میں سے کسی ایک نے بھی حسین العرضی بن احمد الاکبر کے اعقاب میں کسی محمد نامی فرزند کا ذکر نہیں کیا۔یعنی حسین العرضی کا محمد نامی فرزند نہ تھا۔اور موصوف کا شجرہ محمد بن حسین العرضی تک لکھا گیا۔

بقول الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی کہ شیخ احمد رفاعی نے اس نسب کا دعویٰ نہیں کیا مگر اس کی اولاد نے داعوی سیادت کردیا (عمدۃ الطالب صفحہ۱۹۴)

جبکہ الشیخ احمد رفاعی کا نسب بعض جگہ جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ بھی جوڑا گیا جس پر ہم اعقاب جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ والے حصے میں بحث کرآئے ہیں۔

اعقاب ابراہیم العسکری بن موسیٰ ابی سبحۃ بن ابراہیم المرتضیٰ

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اعقاب پانچ پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔ابو طالب محسن صاحب جرۃ قریہ شیراز (۲)۔ابوعبداللہ حسین الکوفی خزقہ (۳)۔**ابو عبدالله اسحاق المويد** (۴)۔ابوجعفر محمد البرقعی (۵)۔قاسم الاشج

اول ابو طالب محسن بن ابراہیم العسکری: آپ کی اولاد سے حسین النقیب بن علی بن ابو طالب محسن المذکور تھے اور ان کے اعقاب میں دوفرزند تھے (۱)۔موسیٰ (۲)۔ابواسحاق ابراہیم ان دونوں کی والدہ دختر عیسیٰ بن موسی ابی سبحہ بن ابراہیم المرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظمؑ تھیں۔ان میں ابواسحاق

ابراہیم بن حسین النقیب المذکور کوشرف الدولہ بن عضد الدولہ نے الشریف الجلیل کا خطاب دیا اور نقابہ الطالبین بھی ملی اور انکی اولاد میں شیراز کی نقابت رہی جسے بنوزید الاسود بن ابراہیم بن محمد بن قاسم الرسی الحسنی نے ان سے لے لیا۔

دوئم ابوعبداللہ حسین الکوفی خزقہ بن ابراہیم العسکری بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد صرف ایک فرزند احمد الممتع سے جاری ہوئی جنکی اولاد بنوالممتع کہلائی ان کی والدہ دختر القواس الکوفی تھیں لیکن بعد کے نسابین نے ان کے اور فرزند بھی لکھے ہیں جیسے السید مہدی رجائی نے المعقبون میں انکے آٹھ فرزند تحریر کئے ہیں۔

سوئم ابوجعفر محمد البرقعی بن ابراہیم العسکری بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد مصر کی جانب گئی جبکہ جدید ادوار کے نسابہ السید مہدی رجائی نے آپ کی اولاد سے ایک شجرہ اپنی کتاب میں لکھا ہے جو اسطرح ہے۔السید میر اسماعیل الاسکندری تبریزی بن علی نقی بن عبدالرحمان بن جعفر بن یحیٰی بن نصراللہ بن نوراللہ بن یداللہ بن حسین بن حسن بن ذبیح اللہ بن مہدی بن ہادی بن شفیع بن رفیع بن احمد بن صالح بن محمد بن ابوجعفر محمد البرقعی المذکور اور ان کی اولاد کا شان میں ہے(المعقبون جلد دوئم صفحہ (۹۸) پاکستان میں خاندان سادات زنجانی سید ابوجعفر محمد البرقعی کی طرف منسوب ہے۔ان کے مطابق ان کے فرزند سید علی محموداوران کے فرزند سید حسن موسوی زنجانی زنجان سے وارد ہند ہوئے ان کی مزار لاہور میں ہے۔

چہارم قاسم الاشج بن ابراہیم العسکری: آپ کی اولاد سے بقول السید جعفر الاعرجی آل رفیعی الموسوی تھی جو السید محمد الرفیعی بن حسین بن عماد بن حمود بن حسن بن علی بن محمد بن علی بن نزار کریم الدین بن ابومحمد حسن بن شمس الدین بن حسین برہان الدین بن محمد امین الدین بن حسن بن علی وجیہ الدین بن ابوعلی القاسم بن محمد بن قاسم الاشج المذکور (مناہل الضرب،صفحہ ۴۶۸)۔مگر بہت سے نسابین جن میں میرے استاد سید عبدالرحمان العزی بھی شامل ہیں آل رفیعی الموسوی کی سیادت کا صریحاً انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا نسب سید جعفر الاعرجی نے غلطی سے رقم کیا۔

اعقاب ابوعبداللہ اسحاق بن ابراہیم عسکری بن موسیٰ ابی سبحۃ

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی۔(۱)۔موسیٰ اولاد قم،آبہ اور بخارا میں ہے(۲)۔احمد اولاد آبہ میں ہے (۳)۔حسن اولاد قم اور بخارا کے اطراف میں گئی۔

اول موسیٰ بن ابوعبداللہ اسحاق آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے(۱)۔ابوجعفر محمد الفقیہ (۲)۔ابوعبداللہ اسحاق

پہلی شاخ میں ابوعبداللہ اسحاق بن موسیٰ بن ابوعبداللہ اسحاق نے آبہ سے نیشاپور کی جانب ہجرت کی آپ کے پانچ فرزند تھے(۱)۔ابوعبداللہ حسین (۲)۔مہدی الجوہری (۳)۔ابوحسین زید (۴)۔ابوطالب محمد (۵)۔موسیٰ

لیکن الشیخ عمری،الشیخ شرف العبید لی،ابن میمون الواسطی اور ابن طباطبا الاصفہانی نے ابوعبداللہ اسحاق بن موسیٰ بن عبداللہ اسحاق کی اولاد کا ذکر نہیں کیا جبکہ ابن قثم العباسی نے اسحاق بن موسیٰ بن اسحاق کو انقرض لکھا ہے۔لیکن السید رضی الدین حسن بن قتادہ الحسنی نے مہدی الجوہری بن ابوعبداللہ اسحاق بن موسی بن اسحاق کا ذکر کیا ہے۔بقول شیخ تاج الدین ابن معیہ مہدی جوہری کے اعقاب ابرقوہ میں گئے۔

جبکہ مہدی جوہری بن ابوعبداللہ اسحاق بن موسیٰ بن ابوعبداللہ اسحاق کے دو فرزند تھے(۱)۔ہادی جوہری (۲)۔اسماعیل بقول ابن عنبہ ابرقوہ میں اسماعیل

بن مہدی جوہری سے منسوب ایک جماعت ہے

دوئم احمد بن ابوعبداللہ اسحاق: ابن عنبہ نے آپ کی اعقاب (۱)۔حسین الفاطوسہ (۲)۔علی سے لکھی ہیں

پہلی شاخ میں حسین الفاطوسہ بن احمد بن ابوعبداللہ اسحاق کے بقول السید مہدی رجائی۔(۱۳) فرزند تھے(۱)۔ابومحمد علی نصیر الدین (۲)۔عقیل (۳)سلیمان(۴)داوٗد(۵)۔محسن(۶)۔جعفر(۷)۔حسن(۸)۔حمزہ(۹)۔عباس(۱۰)۔عبداللہ(۱۱)۔عبیداللہ(۱۲)۔ابو الحسن عزیزی (۱۳)۔ عبدالرحمان

ان میں سید عبدالرحمان بن حسین الفاطوسہ بن احمد کی اولاد سے نسابہ العالم الفاصل ابی الفضل سید محمد کاظم صاحب کتاب **نفخه العبزيه** بن ابو الفتوح اوسط بن سلیمان بن احمد تاج الدین بن جعفر بن حسین بن علی بن محمد بن ہارون بن جعفر بن عبدالرحمان بن حسین الفاطوسہ المذکور تھے۔

سوئم حسن بن ابوعبداللہ اسحاق کی اولاد قم المقدس کی جانب آئی۔

اعقاب محمد الاعرج بن موسیٰ ابی سبحۃ بن ابراہیم المرتضیٰ بن امام موسیٰ کاظمؑ

آپ کی کنیت ابوجعفر تھی اور آپ کتاب اللہ کے حافظ تھے۔بقول ابن طقطقی آپ کی قبر خواجہ معروف کی قبر کے قریب ہے۔بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد صرف ایک فرزند موسیٰ الابرش سے جاری ہوئی۔اور موسیٰ الابرش بن محمد الاعرج کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی(۱)۔ابوطالب محسن(۲)۔ابوعبداللہ احمد(۳)۔**ابو احمد حسين الموسوى**

اول ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ الابرش بن محمد الاعرج: آپ ذی جلالت اور مقدم تھے آپ شیخ العلویین وسادات تھے آپ کی اعقاب تین پسران سے جاری ہوئی(۱)۔ابوالحسن موسیٰ(۲)۔ابوالحسین علی(۳)۔**ابو محمد الحسن** پہلی شاخ میں ابوالحسن موسیٰ بن ابوعبداللہ احمد بن موسیٰ الابرش کی اولاد سے بقول الشریف مروزی انکی طرف بعض مراوزۃ منسوب تھے لیکن یہ درست نہیں تھے اصل میں سید ناصر العیار السجی جو زعم کیا جاتا ہے کہ علی بن ناصر بن ابی الغنائم محمد بن ناصر کا بیٹا تھا اور یہ آخری ناصر کے بارے میں کیا جاتا ہے کہ یہ موسیٰ المذکور کا بیٹا تھا۔(الفخری صفحہ(۱۱) لیکن مولف کہتا ہے کہ نسب پھر بھی مجہول ہے جسکی بہت زیادہ تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسری شاخ میں ابوالحسین علی بن ابوعبداللہ احمد بن موسیٰ الابرش کی اولاد میں بقول ابن عنبہ الحسنی (۱)۔محمد(۲)۔مقلد(۳)۔ابوتراب ابنان ابی عبداللہ احمد عزالشرف بن ابوالحسین علی المذکور تھے۔

اعقاب ابومحمد حسن بن ابوعبداللہ احمد بن موسیٰ الابرش بن محمد الاعرج

بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے ابی البرکات سعداللہ نقیب سرمن رائے بن ابی عبداللہ حسین بن ابومحمد حسن المذکور تھے۔بقول طقطقی وعمری کہ ابی البرکات سعداللہ بہت متقی تھے اور آپ کی وفات (۴۷۹) ہجری میں ہوئی۔(الاصیلی ص ۱۷۰) آپ کی اعقاب میں دو فرزند تھے(۱)۔ابومحمد حسن نقیب سرمن رائے(۲)۔معد۔اول ابومحمد حسن بن ابوالبرکات سعداللہ بن حسین آپ المستر شدیہ کے ایام میں نقیب تھے اور سید جلیل ونبیل تھے آپ کی والدہ بنت اطہر بن الشریف مرتضیٰ علم الہدیٰ تھیں آپ کی قبر مشہد امام موسیٰ کاظمؑ کے احاطے میں الوزیر سعد مولانا نصیر الدین طوسی کے مدفن کے پہلو میں ہے۔آپ

کی اعقاب میں دوفرزند تھے(۱)۔ابوالبرکات یحییٰ نجم الدین (۲)۔ابوالمظفر ھبت اللہ فخر الدین
پہلی شاخ میں ابوالبرکات یحییٰ نجم الدین بن ابومحمد حسن کے دوفرزند تھے(۱)۔ابومحمد حسن اولاد کاظمیین میں ہے(۲)۔الاکمل اولا دغری شرف میں ان میں ابومحمد حسن بن ابوالبرکات یحییٰ نجم الدین بن ابومحمد حسن کی اولاد سے سید جلیل حسن مجد الدین بن ابراھیم بن ابی البرکات علی بن ابومحمد حسن المذکور تھے جوجبع سے جبل عامل منتقل ہوگئے۔دوسری شاخ میں ابوالمظفر ھبت اللہ فخر الدین بن ابومحمد حسن آپ جد سادات موسویہ بغداد تھے۔ میں آپ کے دو فرزند تھے(۱)۔ابوالفتوح علی (۲)۔محمد۔بقول ابن عنبہ الحسنی کہ محمد بن ابوالمظفر ھبت اللہ فخر الدین کا ایک فرزند ابوالحسن علی جلال الدین تھے۔بقول ابن عنبہ انہوں نے اپنا نسب خراب کیا اور ایسے لوگوں سے شادیاں کرلیں جو انکی برابری کے نہ تھے اور اس کی ابتداء ابوالحسن علی جلال الدین بن محمد نے کی یہ کریم اور سخی شخص تھے اور متولی نقابہ امام موسیٰ کاظمؑ تھے اس کے ساتھ ساتھ متولی نقابۃ الاشراف حلہ بھی تھے انہوں نے سب سے اول حیاۃ نامی گانے والی عورت سے شادی کی۔ان کا ایک فرزند تھا۔السید ابوعبداللہ حسین صفی الدین النقیب مشہد امام موسیٰ کاظمؑ بقول ابن اھوازی سید ابوعبداللہ حسین صفی الدین بن ابوالحسن علی جلال الدین نے شاہی بنت محمود الطشت دار سے شادی کی۔جو دارالخلافہ کو بھی پسند کرتی تھی۔اور جب ان کا بیٹا ابوجعفر محمد یلقب تاج پیدا ہوا تو پہلے والد نے اسکا انکار کردیا اور بعد میں اقرار کرلیا۔اس ابوجعفر محمد یلقب تاج بن ابوعبداللہ حسین صفی الدین کے دوفرزند تھے(۱)۔جلال الدین علی (۲)۔نظام الدین سلیمان ان دونوں کی والدہ عجمہ بنت داؤد بن مبارک الترکی تھیں۔

اعقاب ابواحمد حسین الموسوی بن موسیٰ الابرش بن محمد الاعرج

آپ ذوالمناقب نقیب النقباء الطالبین بغداد تھے بقول الشریف ابوالوفا محمد بن علی بن محمد بن ملقطہ البصری المعروف بابن الصوفی کہ میرے والد کے چچا زاد نے بیان کیا کہ ابوالقاسم علی بن محمد کی معاش اس کے اہل وعیال کے اخراجات کی کفایت نہیں کرتی تھی لہذا اس نے تجارت کیلئے سفر کیا اور ابواحمد حسین الموسوی سے ملاقات کی۔حضرت ابواحمد حسین الموسوی نے پوچھا گھر سے باہر کس لئے آئے ہو تو کہنے لگا تجارت کیلئے نکلا ہوں ابواحمد حسین الموسوی نے کہا ''یکفیک من المتحب لقائی''،یعنی کافی ہے تجھے تجارت سے میری ملاقات کرنا،ابواحمد حسین الموسوی آخری عمر میں نابینا ہوگئے آپ کی وفات ۴۰۰ ہجری میں بغداد میں ہوئی اس وقت انکی عمر نوے سال سے اوپر تھی آپ کا جنازہ کربلائے معلیٰ لے گئے اور مشہد حسینی میں (یعنی روضہ حسین کے احاطے میں) دفن کیا گیا آپ کی وفات پر بہت سے شعراء نے مرثیے تحریر کئے ہیں۔آپ کی دو دختران تھیں۔(۱) زینب (۲) خدیجہ
آپ کے دوفرزند تھے(۱)۔**ابوالقاسم علی المعروف الشریف مرتضیٰ علم الھدی** ذوی المجدیں (۲)۔**ابوالحسن محمد المعروف الشریف فی ذو الحسین**

اول اخبار الشریف مرتضیٰ علم الہدی بن ابواحمد حسین الموسوی

ابوالقاسم علی المعروف الشریف مرتضیٰ علم الہدی ذوی المجدین بن السید ابواحمد حسین الموسوی آپ الشریف الاجل ذوی المجدین ولی نقابہ النقباء اور امارت الحج تھے آپ علم الکلام حدیث،فقہ،لغت،ادب میں بہت بلند مقام رکھتے تھے آپ متقدمین فقہ الامامیہ سے تھے۔
بقول عمری آپ فصیح للسان اور ذکاوت میں شاندار تھے آپ نے ۴۲۵ ہجری میں بغداد میں ایک اجتماع بھی کیا اور اس مجلس میں ابوالعلاء احمد بن سلیمان

المعری بھی حاضر تھے آپ کی والدہ فاطمہ بنت ابی محمد ناصر الصغیر بن ابی الحسین احمد بن ابومحمد حسن ناصر الکبیر بن علی بن حسن بن علی الاصغر بن عمر الاشرف بن امام زین العابدینؑ تھیں۔آپ کی نانی ملیکہ بنت ابومحمد حسن داعی الصغیر بن قاسم بن حسن بن علی بن عبدالرحمان الشجری الحسنی تھیں۔

آپ تیس سال ولی النقابہ اور امارۃ الحج اور دیوان المظالم کے ولی رہے۔ بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی ولادت ۳۵۳ ہجری میں ہوئی اور وفات ۱۵ ربیع الاول ۴۳۶ ہجری کو ۸۴ سال کی عمر میں ہوئی پہلے آپ کو دارہ میں دفن کیا گیا بعد میں کربلا منتقل کیا گیا۔آپ نے کثیر تصنفات کی ہیں۔ جو فقہ، ادب اور کلام میں مشہور کتابیں ہیں۔خاص کر ''درالقلائد وغررالفوائد'' جو امالی السید مرتضٰی سے بھی مشہور ہے۔اور ایران اور مصر میں طبع ہو چکی ہے۔

سید مرتضٰی کے علم الہدی سے ملقب ہونے کی وجہ الشیخ اجل الشہید نے رسالہ چھل حدیث میں لکھی ہے۔اور وہ وجہ یہ ہے کہ محمد بن حسین بن عبدالرحیم جو خلیفہ قادر باللہ العباسی کا وزیر تھا ۴۲۰ ہجری میں بیمار ہوا اسکی بیماری طول پکڑ گئی یہاں تک کہ اس نے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کو خواب میں دیکھا آپ اس سے فرمارہے ہیں علم الہدی سے کہو کہ تمہارے لئے دعا کرے تاکہ تمہیں شفاء حاصل ہو۔

اور محمد مذکور نے خواب میں جناب امیر المومنین علی ابن طالب سے پوچھا علم الہدی کون ہیں تو آپؑ نے فرمایا علی بن حسین الموسوی تو اس نے ایک رقعہ جو مشتمل تھا التماس دعا اجابت حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا۔اور اس میں وہی لقب بھی لکھا جو خواب میں سنا تھا۔السید مرتضٰی نے کہا اپنے نام کے ساتھ یہ لقب پڑھ کر خود کو اسکے مناسب نہ سمجھا اور یہی وزیر کو لکھ بھیجا کہ میرے معاملے میں خوف خدا کرو یہ لقب قبول کرنا میرے لئے درست نہیں۔ بعد میں وزیر آپ کی دعا سے شفایاب ہو گیا اور خلیفہ کے آگے سارا واقعہ بیان کیا یوں آپ علم الہدی کے لقب سے معروف ہوئے۔بقول صاحب عمدۃ الطالب کہ میں نے بعض تواریخ میں دیکھا ہے کہ سید مرتضٰی علم الہدی کی کتابوں کا خزانہ اسی ہزار جلد پر مشتمل تھا میں نے اسکی مثل نہیں سنا مگر یہ حکائیت صاحب بن عباء کے متعلق بھی ہے جسے فخر الدولہ بن بویہ نے وزارت کیلئے بلایا تو اس نے لکھا میں طویل الذیل شخص ہوں میری کتابیں اٹھانے کیلئے سات سو اونٹوں کی ضرورت ہے اور الشیخ یافصی نے کہا ہے کہ اس کی کتابیں ایک لاکھ چودہ ہزار تھیں۔

بہر حال السید مرتضی کو ان کے بھائی السید الشریف رضی کی وفات کے بعد نقابت شرفاء اور امارت حج اور قضاء منتقل ہوئی اور تیس سال کی مدت میں اسی طرح رہے آپ کی ایک بیٹی نقیہ جلیلہ تھیں جو اپنے چچا الشریف رضی سے روایت کرتی تھیں۔

السید ابوالقاسم علی المعروف الشریف مرتضی علم الہدی بن السید ابواحمد حسین الموسوی کی اولاد انکے ایک فرزند ابوجعفر محمد سے جاری ہوئی جسکی اولاد سے نسابہ ابوالقاسم علی بن حسن الرضی بن محمد بن علی بن ابی جعفر محمد بن السید مرتضی علی الہدی المذکور تھے۔

اور یہ نسابہ السید ابوالقاسم علی بن حسن الرضی نسابہ الفاضل تھے۔انکی کتاب کا نام ''دیوان النسب'' تھا جس میں انہوں نے آل ابی زید العبید لین جو نقباء الموصل تھے کہ نسب پر طعن کیا اور اس کتاب میں جس طرح چاہا اپنے قلم کا استعمال کیا یعنی جید سادات کے خاندانوں پر اپنی ذاتی عناد کی وجہ سے طعن کیا۔جس طرح چاہا اپنی زبان استعمال کی۔اور یہ طعن فقط اسی کیلئے مخصوص ہے اور اس کے علاوہ کسی اور نسابہ نے نہ کیا الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی نے سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کو بتایا کہ انہیں شیخ السید علم الدین مرتضی بن عبدالحمید بن فخار الموسوی نے بتایا کہ اس ابوالقاسم علی نے ایسا طعن (۷۰) سے زائد علوی خاندانوں پر لگایا لیکن اسکے ساتھ کسی نسابہ نے اتفاق نہیں کیا۔اور تاج الدین ابن معیہ الحسنی کہتے ہیں اس نے اپنی کتاب '' دیوان

النسب''میں جو کچھ سنا لکھ دیا یعنی تصدیق نہیں کی کہ کیا درست ہے اور کیا غلط ہے۔ اور اس کی طرف سے طعن نہیں کہا جا سکتا بلکہ شک کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس نے تحقیق نہیں کی اور یہی اسکا طریقہ کار تھا۔

دوئم اخبار ابوالحسن محمد المعروف الشریف رضی بن ابواحمد حسین الموسوی

آپ کا نام محمد کنیت ابوالحسن اور لقب رضی تھا آپ کی والدہ فاطمۃ بنت ابی محمد ناصر الصغیر بن ابی حسین احمد بن ابومحمد الناصر الکبیر الطروش بن علی بن حسن بن علی الاصغر بن عمر الاشرف بن امام زین العابدین تھیں یعنی آپ سید مرتضی علم الھدی کے مادری پدری بھائی تھے۔

آپ نقیب النقباء جمیع الخصائل اور خصوصیات کے حامل تھے۔ ۳۸۸ میں آپ کو لقب الشریف الاجل ملا ۳۹۸ ہجری کو بصرہ میں بہاؤ دولہ کا لقب ملا اور ۳۹۲ کو آپ ولی نقابہ الطالبین ہوئے۔ آپ ھبت، جلالت، ورع، عفت، علم میں کمال تھے آپ کو امیر حج اور امیر المظالم کی نیابت اپنے والد محترم ابو احمد حسین الموسوی سے ملی تھی۔

بقول ابن کثیر شامی کہ الشریف رضی قریش میں سب سے بڑے شاعر تھے۔ آپ کی ولادت بقول ابن عنبہ الحسنی (۳۵۹) ہجری میں ہوئی اور وفات چھ محرم الحرام (۴۰۶) ہجری کو ہوئی۔ (نوٹ شریف رضی مولا علی کی (۱۲) ویں پشت میں سے تھے یعنی ۳۵۹ سالوں میں (۱۲) پشتیں یعنی اتنے سالوں میں (۱۳) یا (۱۴) کا ہونا بھی غلط نہیں ہوگا)۔

اور فخر الملک سلطان بہاء الدولہ دیلمی کے وزیر اور قضاۃ واعیان آپ کے جنازے پر حاضر تھے اور وزیر مذکور نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور منصب نقابت اور دوسرے منصب علیہ شرعیہ انکے بڑے بھائی میر مرتضیٰ علم الھدی کو منتقل ہوئے۔

معلوم ہوا کہ لفظ نقیب لغت میں کفیل یا ضامن اور کسی قوم کے پہچاننے والے کے معنی میں ہیں اور نقیب سے مراد جو کہ سادات وشرفاء طالبیین کی کفالت کرتا ہو اور ان کے انساب کو محفوظ رکھتا ہو۔ تاکہ کوئی ان کے سلسلہ سے خارج بھی نہ ہو اور داخل بھی نہ ہو۔

آپ کی تصانیف میں کتاب المتشابہ (حقائق التاویل فی متشابہ التنزیل) فی القرآن، کتاب مجازات آثار النبویہ (طبع بغداد ۱۳۲۸ ہجری) کتاب نہج البلاغہ (جو مولا علیؑ سرکار کے خطبوں پر مکتوبات اور کلام پر مشتمل ہے) کتاب الخصائص، کتاب سیرۃ والدہ الطاہر، کتاب انتخاب شعر ابن الحجاج سماہ ''حسن من شعر حسین''، کتاب اخبار قضاۃ بغداد، کتاب رسائلہ، کتاب دیوان شعرہ تھیں۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ میں نے الشریف رضی کی تفسیر قرآن دیکھی اسے سب تفسیروں سے بہتر اور احسن پایا اور وہ ابوجعفر طوسی کی تفسیر کے حجم میں تھی اور اس سے بڑی تھی آپ صاحب ھیبت وجلالت تھے اور تنگی میں زندگی بسر کرتے تھے عالی ہمت اور شریف النفس تھے کسی کا صلہ یا جائزہ قبول نہیں کیا کرتے تھے بنی بویہ کے بادشاہوں نے جتنی کوشش کی کہ ان کو عطیہ یا جائزہ قبول کریں مگر قبول نہ کیا۔ آپ اول طالبی تھے جنہوں نے سیاہ لباس پہنا یعنی سیاہ علماء کا لباس یہ لباس بنی عباس کے سیاہ لباس کے علاوہ ہے یہ سیاہ لباس وہ سیاہ عمامہ اور قباء ہے جو شیعہ علماء میں سادات زیب تن کرتے ہیں۔

الشریف رضی بن ابواحمد حسین الموسوی کے اعقاب میں ایک فرزند السید الشریف المرضی ابواحمد عدنان تھے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت ابی الحسن التقی السابوسی بن حسن بن یحییٰ بن حسین بن احمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید بن امام زین العابدین تھیں۔ جو نقیب مشہد تھے آپ بہت علوشان

اور عالی ہمت تھے اپنے چچا السید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی وفات کے بعد نقابت علویہ کے متولی ہوئے سلاطین آل بویہ انکی بہت تعظیم کیا کرتے تھے ابن حجاج شاعر بغدادی نے ان کی مدح میں بہت قصائد لکھے ہیں۔ بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ منقرض تھے یعنی آپ کی اولاد کا سلسلہ آگے نہ بڑھا۔

باب دہم فصل سیز دہم

اعقاب اسحاق الامیر بن امام موسیٰ الکاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی والدہ کنیز تھیں آپ کا لقب امیر اور امین تھا سادات کاظمیہ المشہد یہ کے مشجرات میں آپ کا لقب الموافق تحریر ہے۔ منتھٰی الامال میں رقم ہے کہ آپ کی وفات ۲۴۰ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور بعض جگہ تحریر ہے کہ آپ کا مدفون بھی مدینہ منورہ میں ہے۔ صاحب مجدی اور صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کی والدہ ام الولد تحریر کی ہیں کتاب حب الائمہ میں جو روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسحاق الامیر کی والدہ ام احمد تھیں اور وہ روایت ہے کہ جناب اسحاق الامیر بن امام موسیٰ کاظمؑ اپنی والدہ محترمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انکی والدہ ام احمد کہتی ہیں کہ مجھے میرے سید وآقا موسیٰ ابن جعفر الکاظمؑ نے فرمایا کہ جوشخص حجامت کی شاخ اول میں اپنے خون کی طرف نظر کرے تو وہ دوسری حجامت (فصد کھلونا) تک داہنہ سے مامون رہے گا۔ میں نے اپنے آقا سے پوچھا کہ داہنہ کیا ہے تو میرے آقا (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا درد گردن علمائے انساب نے آپ کا مقام توفی ومدفن مدینہ منورہ تحریر فرمایا ہے لیکن ایران میں تہران کے قریب ساوہ کے مقام پر آپ کی زیارت گاہ مرجع خاص وعام ہے۔ یہاں پر بہت خوبصورت مزار بنا ہوا ہے جو امام زادہ اسحاق بن امام موسیٰ کاظمؑ سے منسوب ہے مولف کتاب ھذا نے خود اس جگہ کی زیارت کی ہے۔ اور آپ مولف کتاب ھذاء کے جد مادری ہیں میری والدہ محترمہ کا شجرہ نسب آپ پر ہی منتھیٰ ہوتا ہے۔

جناب اسحاق الامیر بن امام موسیٰ کاظمؑ کے بارے میں ایک روایت ایرانی کتب میں یہ بھی ہے کہ آپ سیدہ فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظم المعروف بی بی معصومہ قم کے ساتھ خاندان کے ان بائیس ۲۲ افراد کے ساتھ وارد ایران ہوئے جو امام علی رضاؑ کی زیارت کرنا چاہتے تھے۔

اور آپ کو اصحاب امام علی رضاؑ میں شمار کیا جاتا ہے لیکن اول قول عمری کا ہے اور نسابین کا اعتماد اول قول پر ہے۔

آپ کی اولاد میں بقول الشیخ ابوالحسن عمری ایک صاحبزادی رقیہ بنت اسحاق الامیر تھیں کہ جنکی عمر مبارک بہت طویل تھی اور انہوں نے ۳۱۶ ہجری میں وفات پائی اور بغداد میں دفن ہوئیں آپ کے پسران کے بارے میں بقول ابن عنبہ الحسنی کہ آپ کی اولاد چار پسران سے جاری ہوئی۔

(۱)۔ عباس (۲)۔ علی (۳)۔ حسین الصورانی (۴)۔ محمد جبکہ بقول ابن طباطبا (۵)۔ موسیٰ اور (۶)۔ قاسم سے بھی جاری ہوئی مگر زیادہ نسابین سے آپ کی اولاد اول الذکر چار ابنان سے ہی کیا ہے۔

اول عباس بن اسحاق الامیر: بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد ایک فرزند اسحاق المھلوس سے جاری ہوئی اور انکی اولاد سے ابوطالب محمد بن علی المعدل الزاہد (آپ لوہے کا کام کرتے تھے) بن اسحاق الملھوس بن عباس المذکور تھے اور آپ کی اولاد بغداد میں بنوھلوس کہلاتی ہے بقول رازی بنوھلوس آذربائیجان میں ہے۔

دوئم حسین الصورانی بن اسحاق الامیر بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد حسن سے جاری ہوئی۔ اور آپ کے اعقاب مرو اور نیشاپور میں ہیں۔ ان

میں حسن بن حسین صورانی کے صاحب عمدۃ الطالب نے آپ کے اعقاب ایک (۱) فرزند ابوجعفر محمد الصورانی سے لکھے ہیں جبکہ صاحب الشجر ۃ المبارکہ کے تحت آپ کے دو فرزند اور (۲)۔ اسحاق العالم جد المرواز ۃ اور (۳)۔ حسن (اعقاب مجاھیل میں گئے) بھی تھے۔

پہلی شاخ میں ابوجعفر محمد الصورانی بن حسن بن حسین الصورانی بقول ابن عنبہ الحسنی آپ شیراز میں قتل ہوئے اور انکی قبر شیراز کے باب اصطخر میں زیارت گاہ ہے بقول ابوالفرج اصفہانی در کتاب مقاتل الطالبین کہ خلیفہ مہتدی باللہ کے زمانے میں سعید حاجب نے بصرہ میں آپ کو قتل کیا (مقاتل الطالبین) بقول ابن عنبہ آپ کا ایک فرزند جعفر الوارث تھا جسکی اولاد بنوالوارث کہلائی بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ حسین الصورانی بن اسحاق الامیر کی اولاد بصرہ مدینہ اور اھواز میں منتشر ہوگئی

دوسری شاخ میں اسحاق العالم بن حسن بن حسین الصورانی بن اسحاق الامیر بقول صاحب الشجر ۃ المبارکہ امام فخر الدین رازی کہ آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ ابوجعفر موسیٰ (۲)۔ علی اولاد فرغانہ میں ہے (۳)۔ حسن

ان میں حسن بن اسحاق العالم بن حسن بن حسین الصورانی: آپ کی اولاد میں ایک ہی فرزند ابوعبداللہ محمد نعمہ تھے جنکی اولاد جاری نہ ہوئی اور بعض روایات کے مطابق آپ شیخ صدوق کے استادوں میں سے تھے آپ کا ذکر شیخ صدوق نے من لایحضر الفقیہ کے مقدمۃ الکتاب میں کیا ہے۔

پھر ابوجعفر موسیٰ بن اسحاق العالم بن حسین الصورانی بقول امام فخر الدین الرازی آپ اس قبیلہ میں اول تھے جو مرو میں داخل ہوئے آپ کی اولاد میں چھے فرزند تھے (۱)۔ السید الاجل ذوالمجدین ابوالقاسم علی رئیس ونقیب مرو سلطان ملک شاہ نے آپ سے خلافت پر بیعت کا عزم کیا تھا آپ صاحب علم والفضل والحلم تھے۔ (۲)۔ ابومحمد اسحاق جو روساء مرو تھے (۳)۔ ابوالحسن (۴)۔ اسماعیل (۵)۔ ابوعلی محمد الاصغر (۶)۔ محمد الاکبر اور ایک بیٹی جسکا نام امۃ الجلیل تھا۔

لیکن ان میں اولاد صرف ابومحمد اسحاق بن ابوجعفر موسیٰ بن اسحاق العالم بن حسن بن حسین الصورانی کی جاری ہوئی۔ اور انکے تین فرزند تھے (۱)۔ ابوعلی حسین (۲)۔ ابومحمد حسن (۳)۔ ابوالحسن علی آخر دو فرزند منقرض تھے۔

پھر ان میں ابوعلی حسین بن ابومحمد اسحاق بن ابوجعفر موسیٰ بن اسحاق العالم کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ السید الاجل النقیب ابوالحسن محمد (۲)۔ السید بہاء الدین علی آپ کا قتل سلطان خوازم شاہ نے کروایا۔ جبکہ بقول بابن فندق بیہقی تیسرے بیٹے (۳) ابوعبداللہ محمد شرف الدین تھے۔ (لباب انساب جلد۲ صفحہ۷۵۶)۔ ان میں ابوالحسن محمد بن ابوعلی حسین بن ابومحمد اسحاق کی اولاد سے دو فرزند تھے (۱)۔ ابوعبداللہ اسماعیل (۲)۔ حسین ان میں ابوعبداللہ اسماعیل بن ابوالحسن بن محمد ابوعلی حسین کے دو بیٹے تھے۔ (شجرۃ المبارکہ از فخر الدین رازی صفحہ۱۰۹)

(۱)۔ ابوجعفر محمد الاکبر الرئیس النقیب مرو (۲)۔ ابوالفتح محمد الرئیس نقیب مرو اور ان دونوں کی والدہ انیسہ بنت السید ابی القاسم بن محمد بن الداعی بن حسین بن علی بن احمد بن علی بن عبداللہ بن حسین بن علی العریضی بن امام جعفر الصادقؑ تھیں۔

سوئم علی بن اسحاق الامیر بقول ابن عنبہ الحسنی آپ کی اعقاب قدیم زمانے سے حلب میں تھے اور پھر منقرض ہوگئے بقول ابن طباطبا ان میں سے ابوالحسن محمد الملفلوج المعروف حیدرہ بن علی بن محمد بن علی المذکور مکۃ الکرمہ میں تھے۔

اعقاب محمد بن اسحاق الامیر بن امام موسیٰ کاظمؑ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اصول کافی میں آپ سے دس روایتیں ہیں۔آپ کی اولاد میں دوفرزند تھے(۱)۔محمد(۲)۔ابوالقاسم عبداللہ
اول محمد بن محمد بن اسحاق الامیر کی اولاد سے بقول السید محمد کاظم یمانی السید علی الشریف الشہیر باہوت بن غالب بن علی الضرغام بن راجح بن ابی الفوارس عبدالقریز بن ابی الرجا سلام بن یوسف بن حمزہ بن سلیمان بن احمد بن محمد بن محمد بن اسحاق الامیر المذکور تھے۔(نفحۃ العنبریہ)
دوئم ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن اسحاق الامیر آپ نے بلخ میں سکونت اختیار کی بقول امام فخر الدین رازی آپ کا صرف ایک فرزند سید ابوالحسن محمد العالم تھے اوران ابوالحسن محمد العالم بن ابوالقاسم عبداللہ کے بقول فخر الدین رازی ایک فرزند موسی ابوالحسن زاہد تھے جبکہ السید مہدی رجائی نے المعقبون من آل ابی طالب میں دوسرا فرزند(۲)۔علی مادرکش بھی لکھا ہے جس کے آگے ایک فرزند حسین بن علی مادرکش تھا(المعقبون من آل ابی طالب جلد دوئم صفحہ ۳۸۱)
جبکہ سید موسیٰ ابوالحسن زاہد بن ابوالحسن محمد العالم بن ابوالقاسم عبداللہ کی اولاد سے بقول الفاضل العالم السید محمد شاہ کاظمی المشہدی سکنہ سید کسراں ۱۸۸۱ عیسوی **سلطان سید ابو القاسم حسین الموسوی المشہدی** بن سید علی الامیر بن سید عبدالرحمان رئیس الزمان بن سید اسحاق ثانی بن سید موسیٰ ابوالحسن زاہد المذکور تھے۔

اعقاب سلطان ابوالقاسم حسین الموسوی المشہدی بن علی الامیر بن عبدالرحمان رئیس الزمان جدالجامع السادات کاظمیہ الموسویہ المشہدیہ پاکستان والکشمیر

آپ کا نام حسین کنیت ابوالقاسم تھی آپ کے القاب میں صاحب الروائیت العلم والحلم بہت مشہور ہے تقریباً یہ لقب تمام کاظمی المشہدی سادات کے پرانے مخطوطات میں موجود ہے آپ چھٹی صدی ہجری کے اوئل کے اجلہ اور محدثین میں سے تھے۔آپ اسحاق الامیر بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد میں اول شخص تھے جو وارد ہندوستان ہوئے آپ مشہد سے وارد ہند ہوئے اور پھر واپس چلے گئے اور مشہد میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔بقول السید ناصرالدین بن جلال علم گنج بغدادی درکتاب سفینۃ الاولیاء اسکے بعد آپ کی اولاد واردسندھ ہوئی اور میرپور کے علاقے میں میرہستڑیاں کے مقام پر اتری اور آپ کے سات فرزند تھے(۱)۔**السید سلطان احمد محمد سابق**(۲)۔**سید غیاث الدین**(۳)۔**السید عیسیٰ**(۴)۔فخر الدین(۵)۔**السید حسن خراسانی**(۶)۔ابراہیم(۷)۔السید مسکین
بقول ناصرالدین بن جلال علم گنج آپ کے ساتوں بیٹے وارد ہند ہوئے جبکہ ایک دوسری روائیت کے مطابق صرف چار پسران واردسندھ ہوئے (۱)۔سلطان احمد محمد سابق(۲)۔السید عیسیٰ(۳)۔غیاث الدین(۴)۔فخر الدین اور یہ السید ناصرالدین بن جلال علم گنج بغدادی حضرت سید علی ترمذی غوث بونیر سوات کے اجداد میں سے تھے۔(۱)۔مصادر العلمیہ،سفینۃ الاولیاء از ناصرالدین بن جلال علم گنج بغدادی حدود قبل دہم ہجری(۲)۔نسب نامہ شریف از سید محمد شاہ مشہدی کاظمی حیات سنہ(۱۲۷۸ ہجری)(۳)۔گلزار موسیٰ کاظمؑ از سید محمد شاہ ہزاروی حیات سنہ ۱۲۶۶ ہجری(۴)۔انساب السادات از محمد عالم ۱۲۸۰ ہجری(۵)۔حمید الجواہر از سید کریم حیدر چکلوی۔
پاک وہند کے قدیم قلمی شجرات میں ہے کہ آپ روضہ اقدس رسولؐ اللہ پر گئے اور آپ کو وہاں سے اِذن ہوا کہ ہندوستان کی طرف جائیں تو آپ مدینہ

سے ہندوستان کی سمت وارد ہوئے اورنسب نامہ شریف میں تحریر ہے کہ جب آپ روضہ رسولؐ اللہ پر حاضری دے رہے تھے تو اس وقت سید علی موسوی ہمدانی بھی آپکے ہمراہ تھے ۔(بقول صاحب نسب نامہ شریف یہ علی ہمدانی امام زادہ اسحاق بن امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد سے ہیں شاہ ہمدان کے علاوہ ہیں)ایک اورروایت کے مطابق آپ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں وارد ہند ہوئے اورسندھ اور پنجاب کے مختلف مقامات پرتبلیغ فرمائی (گلزار موسیٰ کاظمؑ ،شجرہ سادات مشہدیان مولف محمد نواز آف ڈیری سیداں چکوال)ایک اورروایت کے مطابق آپ نے چکوال اورراولپنڈی کے مابین اس جگہ بھی قیام فرمایا جہاں آج کل سید کسراں آباد ہے(امامیہ ڈائریکٹری ازسید ثقلین کاظمی ،شجرہ سادات مشہدیان)

لیکن نسب نامہ شریف میں سید کسراں میں قیام کا ذکر موجود نہیں۔

اعقاب سلطان سید احمد محمد سابق بن الشریف ابوالقاسم حسین الموسوی المشہد ی

نسابہ سید محسن رضا کاظمی الحمیدی کی تحقیق کے مطابق آپ اپنے والدمحترم کے ساتھ مشہد ایران واپس چلے گئے آپ کی اولاد سے سید رضا الدین بن سید صدرالدین بن سید سلطان احمد محمد سابق المذکور تھے۔ جنکے آگے دوفرزند تھے(۱)۔السید عبدالوہاب (۲)۔**سید شاہ محمد ثانی الغازی**

اول سید عبدالوہاب بن سید رضا الدین بن سید صدرالدین کی اولاد سے سید شاہ محمود بن سید جلال الدین بن سید امیر الدین بن سید داؤد بن شاہ نصر اللہ بن سید محمد غوث بن سید محمد حسین بن سید داستان بن سید عبدالوہاب المذکور تھے۔

ان سید شاہ محمود بن سید جلال الدین بن سید امیر الدین کے دوفرزند تھے(۱)۔السید فیروز علی شاہ (۲)۔سید شاہ صغیر المشہد ی

پہلی شاخ میں سید فیروز علی شاہ بن سید شاہ محمود بن سید جلال الدین کی اولاد فیروز وال مشہدی کہلواتی ہے۔

آپ کی اولاد میں مرید چکوال، چک ملوک، چک عمرا، آزاد کشمیر کے کچھ علاقے ، بالا سٹھو، پیراں خیر آباد کے سید نزاکت حسین شاہ کاظمی ہزارہ کے مشہور نساب ہیں۔

دوسری شاخ میں سید شاہ صغیر المشہد ی بن سید شاہ محمود بن سید جلال الدین کی اولاد صغیر وال مشہدی کہلاتی ہے اوران کی کثیر تعداد ماڑی شاہ صغیرہ جھنگ میں آباد ہے اور یہ علاقہ ماڑی شاہ صغیرہ بھی انہیں بزرگ کے نام سے موسوم ہے۔ان کی اولاد میں سید فضل عباس شاہ کاظمی ماہر انساب ہیں۔

اعقاب سید شاہ محمد ثانی الغازی بن رضا الدین بن سید صدرالدین

نسابہ السید محسن رضا کاظمی الحمیدی کی تحقیق کے مطابق آپ نے کابل میں کچھ عرصہ حکمرانی کی ہے اورآپ کا لقب الغازی بھی شاید کسی جنگ وجدل میں آپ کو کامیابی پرخطاب کی صورت میں ملا ہو۔قلمی شجرہ مطہرات مشہدیان ازسید حیدر شاہ بن سید مہدی ساکن جھنگی چھیلو نے اپنے قلمی شجرہ میں آپکے دو فرزند لکھے ہیں (۱)۔عبداللہ (۲)۔سید محمد ولی الدین ان میں عبداللہ کی اولاد کسی بھی سادات مشہدی کاظمی کے وثیقے سے ثابت نہیں ہوتی۔

لہذ اسید شاہ محمد ثانی الغازی بن السید رضا الدین کی اولاد ایک فرزند سید محمد ولی الدین سے جاری ہوئی۔

سید محمد ولی الدین بن سید شاہ محمد ثانی الغازی کے ایک فرزند سید وجیہ الدین مشہدی موسوی تھے۔ایک روایت کے مطابق آپ سندھ آئے اور میر پور میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے لیکن صاحب جامع السیدات، جامع الخیرات اورصاحب حمید الجواہر کے نزدیک یہ میر پور آزاد کشمیر والا ہے بعض کاظمی

مشجرات میں ان کا مدفن اجمیر شریف لکھا ہے جو بالکل غلط ہے وہ وجیہ الدین دوسرے ہیں (یعنی کوئی اور ہیں)

السید وجیہ الدین بن سید محمد ولی الدین بن سید شاہ محمد ثانی الغازی کے اعقاب میں ایک فرزند سید عبدالکریم تھے۔ حمید الجواہر اور جامع السیدات، جامع الخیرات اور بوستان ولایت کے مطابق کہ آپ علاقہ پوٹھوہار میں وارد ہوئے اور موضع سید کسراں کے مقام پر پناہ گزیں ہوئے لیکن نسب نامہ شریف (۱۸۸۱عیسوی) میں اس بات کا ذکر نہیں ہے۔

شجرہ السادات مشہدیان از فرا ہم کردہ سید محمد ثقلین کاظمی اور محسن رضا کاظمی الحمیدی کی تحقیق کے مطابق آپ کے ہمراہ خاندان کے دیگر افراد بھی تھے اور آپ نے یہاں مذہب اثناءعشری کی تبلیغ شروع کی اور عزاداری منعقد کروائی تو مقامی سطح پر سخت مخالفت درپیش آئی اس لئے ان سادات کو مذکورہ مقام ترک کر کے قافلہ کی شکل میں سری نگر کشمیر ہجرت کرنا پڑی۔ السید عبدالکریم بن سید وجیہ الدین بن سید محمد ولی الدین بن سید شاہ محمد ثانی الغازی کے اولاد میں بلا اختلاف دو فرزند تھے (۱)۔**سید شاہ علی شیر** (۲)۔**سید شاہ عبدالخالق**

اعقاب سید شاہ علی شیر بن سید عبدالکریم بن سید وجیہ الدین

تمام کاظمی المشہدی قدیم قلمی مشجرات اور وثائق کے مطابق آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ سید شاہ آدم (۲)۔**سید شاہ نصیر الدین**

اول سید شاہ آدم بن سید شاہ علی شیر آپ کی اولاد سے بقول نسابہ السید محسن رضا کاظمی الحمیدی کشمیر سری نگر سے یہ سادات عظام سید زین العابدین موسوی مشہدی کی قیادت میں دوبارہ علاقہ پوٹھوہار وارد ہوئے۔ یعنی اس خانوادہ نے دوبارہ اسی علاقہ پوٹھور میں سکونت اختیار کی۔ سید شاہ آدم بن سید شاہ علی شیر کی اولاد میں صرف ایک فرزند سید شاہ حسین تھے آپ کے بارے میں نسابہ محسن کاظمی کا بیان ہے کہ آپ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ نے سید کسراں سے سکونت ترک کر کے علاقہ کرسال (موجودہ چکوال) میں رہائش اختیار کی آپ کی اولاد حسینیال مشہدی کہلاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ سید زین العابدین موسوی کے ان ہمرائیوں میں سے تھے جنھیں شہید کر دیا گیا۔ (روایت صدری)

سید شاہ حسین بن سید شاہ آدم بن سید شاہ علی شیر کے دو فرزند تھے (۱)۔ سید شاہ عبدالغنی (۲)۔ سید محمد کریم شاہ

اول سید عبدالغنی بن سید شاہ حسین بن سید شاہ آدم کے تین فرزند تھے (۱)۔ شاہ الیاس (۲)۔ شاہ عباس (۳)۔ شاہ عبدالغالب

ان میں پہلی شاخ سید شاہ الیاس بن سید عبدالغنی بن شاہ حسین کی اولاد موضع کوہالہ ضلع ہری پور ہزارہ میں آباد ہے۔ ان میں سید کریم حیدر شاہ بن سید دن شاہ بن گودڑ شاہ بن الف شاہ بن سید راجہ بن سید شفیع صادق بن سید شاہ الیاس المذکور تھے۔ پھر دوسری شاخ میں سید عبدالغالب میں سید عبدالغنی بن شاہ حسین آپ کی اولاد موضع کرسال چکوال اور ہزارہ اور کشمیر میں آباد ہے ان میں سید شاہ بن فتح حیدر شاہ بن فاضل شاہ بن عبدالشکور شاہ بن عبداللطیف شاہ بن یار محمد شاہ بن محمد شاہ بن عبدالعزیز بن سید عبدالغالب المذکور تھے۔

تیسری شاخ میں سید شاہ عباس بن سید عبدالغنی بن سید شاہ حسین کی اولاد سے فخر سادات کاظمیہ، سلطان العلماء والعارفین، قدوۃ السالکین، حضرت سید شاہ عبداللطیف موسوی المشہدی النجفی المعروف امام بری سرکار بن سید شاہ محمود بن سید حامد بن سید بودلہ بن سید شاہ سکندر بن شاہ عباس المذکور تھے۔

سید عبدالطیف موسوی المشہدی الاسحاقی بہت مشہور ولی اللہ ہیں جن کا مزار اقدس اسلام آباد میں مرجع الخلائق ہے آپ نور پور شاہاں تشریف لائے اور

دین اسلام کی تبلیغ فرمائی اور خطہ کو نور سے روشن کر دیا۔ آپ صاحب الکرامت اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ کے اجداد سات پشت تک موضع کرسال میں مقیم رہے۔ بقول نسابہ المحقق السید محسن رضا کاظمی الحمیدی کہ آج اس نسل کا کوئی بندہ موجود نہیں کیونکہ سید عبدالطیف موسوی الاسحاقی المشہدی کی نسل نہ چلی۔ اگر کوئی شخص ان کی نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے آج جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حضرت بری امام کے خاندان سے ہیں تو ان کا نسب کم از کم بری امام سے چھے پشت اوپر جا کر اس نسب کے ساتھ ملحق ہوگا۔ بری امام خود بھی لاولد تھے اور نہ کسی بھائی کی اولاد تھی۔ اور ان کے والد اور دادا ایک ایک تھے بلکہ چھے پشت تک شجرہ نسب سنگل ملتا ہے۔

دوئم سید شاہ محمد کریم بن سید شاہ حسین بن سید شاہ آدم: آپ کو ہالہ ہری پور کی جانب ہجرت کر گئے تھے۔ آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱)۔ سید شمس الدین (۲)۔ سید حسام الدین

پہلی شاخ میں سید شمس الدین بن سید شاہ محمد کریم بن شاہ حسین کی اولاد میں ایک فرزند شاہ عالم تھے اور ان کے آگے دو فرزند تھے (۱)۔ سید فتح شاہ (۲)۔ سید ابراہیم

سید فتح شاہ بن عالم شاہ بن سید شمس الدین کی اولاد سے صاحب الکرامات المکاشفات مجذوب ولی قلندر سید یوسف علی شاہ بن سید چن پیر شاہ بن سید ن شاہ المعروف سید شاہ بن حیدر علی شاہ المعروف رنگ علی شاہ بن امیر علی شاہ بن سید محمد فاضل شاہ بن سید قطب شاہ بن سید مہر شاہ بن سید شاہ عبدالفتح بن سید شاہ کمال الدین حسین بن سید حامد شاہ بن سید رحمت اللہ بن سید فتح شاہ المذکور تھے۔

مذکورہ بزرگ سید یوسف علی شاہ کاظمی سے میری مولف کتاب ھذا کی زوجہ محترمہ کی رشتہ داری بھی بنتی ہے وہ اس طرح کہ میری زوجہ محترمہ کی سگی نانی سید یوسف علی شاہ کاظمی کی سگی بہن ہیں اس رشتے سے میری زوجہ سید یوسف علی شاہ کاظمی کی نواسی بنتی ہیں۔

پھر سید ابراہیم بن عالم شاہ بن سید شمس الدین کی اولاد سے شاہ علی اکبر بن شرف شاہ بن سیدن شاہ بن مزمل شاہ بن یار شاہ بن چیلہ شاہ بن السید صادق محمد شاہ بن ابراہیم المذکور

دوسری شاخ سید حسام الدین بن سید شاہ محمد کریم بن سید شاہ حسین کی اولاد سے دو پسران کا ذکر ہمیں ملا (۱)۔ سید محمد شاہ المعروف شاہ بادشاہ مجھوئی۔ آزاد کشمیر (۲)۔ سید عبدالمالک

سید عبدالمالک بن سید حسام الدین بن سید شاہ محمد کریم کی اولاد سے غوث الزمان سید سخی گل شیر شاہ کاظمی المشہدی سرکار بن سید درویش محمد بن سید امین محمد بن سید عبدالمالک المذکور تھے آپ کا مزار علاقہ شیر پور پہاڑ میں ہے۔ جو آجکل ضلع ہری پور میں آتا ہے۔ پہلے ضلع ایبٹ آباد میں تھا۔ مذکورہ بزرگ سید سخی گل شیر شاہ مشہدی کی اولاد سے ایک خاندان موضع دوالہ فیڈرل ایریا اسلام آباد میں آباد ہے۔ جو مولف کتاب ھذا کے گاؤں موضع پھلگراں اسلام آباد سے قریب ہے اور اس خاندان سے مولف کے اجداد نے شادیاں بھی کئیں تھیں جن کا ذکر مولف نے اپنے نسب اور اجداد کے تذکرے کے ساتھ کر دیا گیا ہے۔

اعقاب سید شاہ نصیر الدین بن سید شاہ علی شیر بن سید عبد الکریم

قلمی الشجرہ مطہرات سیدان مشہدیان کے مطابق آپ کے دو فرزند تھے(۱)۔سید شاہ زین العابدین موسوی الاسحاقی المشہدی اور(۲)۔سید قاسم ثانی لیکن ان کی اولاد نہ چلی۔

شاہ پور چکوال کے قدیم ریکارڈ اور نسب نامہ شریف از سید محمد شاہ مشہدی کی رو سے آپ کی اولاد صرف سید زین العابدین موسوی المشہدی سے جاری ہوئی۔ زبدۃ العارفین عمدۃ السالکین غوث زماں السید زین العابدین موسوی المشہدی الاسحاقی بن سید شاہ نصیر الدین موسوی آپ کا مزار اڈروال چکوال شہر میں ہے۔بقول السید محسن کاظمی الحمیدی سری نگر کشمیر سے سادات کاظمیہ المشہدیہ کا کارواں آپ کی قیادت میں وارد علاقہ پوٹھوار ہوا آپ عالم فاضل ولی اللہ تھے اور آپ کی اولاد میں کثیر اولیاء اللہ گزرے ہیں آپ کی شادی کہوٹ خاندان میں ہوئی اور آپ کی زوجہ دادی چنگی کے نام سے مشہور ہیں آپ کی اولاد سے تمام نوبیاہتے شادی شدہ جوڑے آپ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔آپ کی اولاد میں چھ فرزند تھے۔(۱)۔السید باقر شاہ (۲)۔السید علی شاہ (۳)۔**السید احمد** (۴)۔سید حمید (۵)۔**سید محمد**(۶)۔**سید محمود شاہ** اور بعض مشجرات میں ساتواں فرزند سید مراد ہے مگر صحیح تواتر سے ذکر مذکورہ بالا ہے افراد کا ہی ہوا ہے۔بقول السید محسن رضا کاظمی ونسابہ سید ابو زہراء فدا حسین موسوی آپ کی اولاد پانچ ابنان سے جاری ہوئی۔السید باقر شاہ (۲)۔السید احمد (۳)۔سید حمید (۴)۔سید محمد (۵)۔سید محمود۔اول السید باقر شاہ بن سید شاہ زین العابدین موسوی المشہدی کی اولاد سے سید بلال المعروف شاہ سید بلھو بن سید عبد الوہاب بن شاہ درویش محمد بن سید الیاس شاہ بن سید باقر شاہ المذکور تھے آپ کی اولاد مہرو پیلو اور شاہ سید بلھو میں گئی۔دوئم السید حمید شاہ بن سید شاہ زین العابدین موسوی المشہدی آپ کا مزار ڈھوک مندے خلاص پور متصل سید پور نزد شاہ پور سیداں چکوال میں ہے آپ کی اولاد میں تین پسران تھے(۱)۔سید حبیب اللہ شاہ (۲)۔سید شمس الدین شاہ (۳)۔سید نعمت اللہ آپکی اولاد موضع کھیوانوالہ پنڈ دادنخان سے سیداں والہ میں منتقل ہوگئی۔ان کی اولاد بستی سیدانوالہ میں امام شہال مشہور ہے۔

پہلی شاخ میں سید حبیب اللہ شاہ بن سید حمید شاہ بن سید شاہ زین العابدین موسوی المشہدی کی اولاد سے لیفٹیننٹ سید عامر حسن بن تمغہ بسالت ستارہ امتیاز ملٹری بریگیڈیئر سید سجاد ناصر کاظمی بن ممتاز حسین شاہ بن کاظم شاہ بن جیون شاہ بن چنن شاہ بن فرمان شاہ بن حسن علی شاہ بن باغ علی شاہ بن جان محمد شاہ بن سید نور محمد شاہ بن سید اسماعیل شاہ بن السید عبد الرحمان شاہ بن سید عیسیٰ شاہ بن السید جمال الدین بن سید حبیب اللہ شاہ المذکور آپ کی یادگار دلجبہ چکوال میں موجود ہے جو اقامت گاہ سادات کاظمیہ المشہدیہ سے مشہور ہے۔آپ کی اولاد شاہ پور سیداں چکوال کوٹلی سیداں، منوال، چک باقر شاہ، چک رام جہلم، سردار پور ٹوبہ سیداں، حنسوٹ میں آباد ہے۔

دوسری شاخ میں سید شمس الدین بن سید حمید بن سید شاہ زین العابدین موسوی کاظمی آپ کا مدفن دلجبہ نزد شاہ پور چکوال ہے آپ کی اولاد میں دو پسران تھے(۱) السید حامد شاہ(۲)۔شاہ گل میر سید حامد شاہ بن سید شمس الدین بن سید حمید شاہ کی اولاد سے سادات کاظمیہ المشدیہ سیدانوالہ پنڈ دادنخان ضلع جہلم ہیں۔ان میں سے نسابہ المحقق السید الشریف محسن رضا کاظمی الحمیدی المشہدی الموسوی بن سید مختار حسین شاہ بن سید شاہ مراد بن سید فتح علی بن سید برہان علی شاہ بن سید ماہ علی شاہ المعروف مالھے شاہ بن سید محمد شاہ بن سید علی محمد شاہ کاظمی (بانی موضع سیداں والا) بن سید مرتضیٰ شاہ بن سید کریم شاہ

(مدفون کوٹ کچہ) بن سید خلیل محمد شاہ بن سید تاج الدین شاہ بن سید حامد شاہ المذکور
آپ کو سادات کاظمیہ کا نقیب کہا جاسکتا ہے مولف کتاب ہذا جتنے کاظمی سادات سے ملا ہے ان میں سادات کاظمیہ المشہد یہ کا سب سے زیادہ علم آپ کے پاس پایا اسکے علاوہ باقی سادات اور قدیمی کتب الانساب بھی حضرت کو ازبر ہیں۔ ان سے مولف کی دوستی بھی ہے بلکہ بھائی ہیں اور ہم ان کو اپنا سگا بھائی سمجھتے ہیں سادات کاظمیہ المشہد یہ کی تاریخ، مشجرات، مشاہیر کی سوانح عمری اور تمام اقسام کے قدیم اور جدید ریکارڈ سید محسن رضا کاظمیؒ الحمیدی کے پاس موجود ہیں۔ اور آپ پاک وہند کے صحیح النسب سادات پر جامع ترین کتاب لکھ رہے ہیں پاک وہند کی قدیم ترین کتب النساب اور قلمی شجرات ان کے پاس موجود ہیں پاکستان بھر کے سادات سے گذارش ہے کہ اپنے شجرات ان تک پہنچائیں۔ تاکہ آپ کا ذکر ان کی کتاب میں آجائے۔ اسکے علاوہ آپ ایک کتاب ورود سادات در پاک وہند کے نام سے بھی لکھ رہے ہیں۔ سید شمس الدین کی کچھ اولاد ضلع میرپور اور موضع بانٹھ شیر وغیرہ بھی ہے۔ شاہ گل میر بن سید شمس الدین بن سید حمید کی اولاد سے سید برہان شاہ بن سید خیر محمد شاہ بن مصطفیٰ شاہ بن امیر شاہ بن زندہ عالم شاہ بن شاہ گل میر المذکور تھے۔

اعقاب سید محمد شاہ بن سید شاہ زین العابدین موسوی بن سید شاہ نصیرالدین

آپ اور آپ کے بھائی سید محمود شاہ کے بارے میں روایت ہے کہ دوبارہ سید کسراں گاؤں انہوں نے آباد کیا پوٹھوہار کے حاکم راجہ سارنگ نے آپ کو موجودہ سید کسراں کی جاگیر بطور تحفہ پیش کی کیونکہ آپ کی دعا سے اسے ظہیر الدین بابر کے دربار میں پذیرائی ملی تھی (نسب نامہ شریف ۱۸۸۱ فارسی منظوم مولف سید محمد شاہ مشہدی)

آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔ سید ابراہیم شاہ (۲)۔ سید قاسم علی شاہ (۳)۔ سید حسن علی شاہ

اول سید ابراہیم بن سید محمد شاہ کے پانچ پسران تھے (۱)۔ سید اکرم شاہ (۲)۔ سید محمد (۳)۔ سید عبدالمالک (۴)۔ موسیٰ (۵)۔ یوسف

دوئم سید قاسم علی شاہ بن سید محمد شاہ کی اولاد سے سادات کاظمیہ المشہد یہ موضع فقیر محمد ہیں جو سید فصیح اللہ بن سید شاہ بن سید عبدالغنی بن سید میراں شاہ بن سید الیاس شاہ بن سید قاسم علی شاہ المذکور کی اولاد ہیں۔

سوئم سید حسن علی شاہ بن سید محمد شاہ کی اولاد سے چار فرزند تھے (۱)۔ سید کمال الدین (۲)۔ سماء الدین (۳)۔ ابراہیم (۴)۔ **السید اسم علی شاہ**
لیکن سید حیدر شاہ بن سید مہدی شاہ ساکن جھنگی چھپلو نے اپنے قلمی شجرہ میں دو ابنان کی اولاد تحریر کی سید کمال الدین شاہ اور سید اسم علی شاہ
پہلی شاخ میں سید کمال الدین شاہ بن سید حسن علی شاہ بن سید محمد شاہ کی اولاد سے جعفر شاہ، میراں شاہ، حسین، سید بلاول اور سید قطب تھے پھر جعفر شاہ بن سید کمال الدین شاہ کی اولاد سے دو فرزند (۱)۔ یار محمد شاہ اور (۲) شاہ صادق محمد تھے۔ ان حضرات کی اولاد سید کسراں اور تو فلکیاں میں آباد ہے۔

اعقاب سید اسم علی شاہ بن سید حسن علی شاہ بن سید محمد شاہ بن سید شاہ زین العابدین موسوی

بقول السید حیدر شاہ بن سید مہدی شاہ قلمی نسخہ فارسی شجرہ مطہرات مشہدیان آپ کے چار فرزند تھے (۱)۔ سید شاہ نذر محمد (۲)۔ سید شاہ امیر (۳)۔ سید شاہ معروف (۴)۔ شاہ دیوان محمد لیکن حیدر شاہ بن مہدی شاہ نے صرف سید شاہ نذر محمد اور سید شاہ دیوان محمد کی اولاد کا تذکرہ کیا ہے۔ صاحب نسب نامہ

شریف کے مطابق سید امیر اور سید معروف دونوں لا ولد تھے۔

اول سید شاہ نذر محمد بن اسم علی شاہ کی اولاد سے تین فرزند تھے (۱) سید شیر محمد (۲) سید نور محمد (۳) سید شمس محمد

پہلی شاخ میں سید شیر محمد بن سید شاہ نذر محمد بن اسم علی شاہ کی اولاد میں تین فرزند تھے۔ (۱)۔ سید سعید اللہ شاہ (۲)۔ باغ علی شاہ (۳)۔ سید اسد اللہ

سید اسد اللہ بن سید شیر محمد کی اولاد سے پنج کھٹہ تو فلکیاں میں سید شاہ بن خواج علی شاہ بن شاہ شریف بن سید محمد اسماعیل بن سید محمد اشرف بن سید خواج محمود بن سید اسد اللہ مذکور تھے۔

پھر سید سعید اللہ شاہ بن سید شیر محمد بن سید شاہ نذر محمد شاہ کی اولاد میں دو پسران تھے (۱) سید خواج محمود (۲) سید تاج محمود

نوٹ:۔ سید نذر محمد بن اسم علی شاہ وہی بزرگ ہیں جو شاہ نذر دیوان کے نام سے مشہور ہیں

دوئم سید دیوان محمد بن سید اسم علی شاہ کی اولاد میں بقول سید حیدر شاہ بن مہدی شاہ چار فرزند تھے

(۱) سید سخی شاہ مزمل مزار بھیکہ سیداں اسلام آباد (۲) سید عزمل شاہ (۳) سید مرزا حکیم (۴) سید جان محمد

اول سید جان محمد بن سید دیوان محمد بن سید اسم علی شاہ کی اولاد سے جھامرہ شریف کے سادات ہیں جن میں مشہور ہستی سید دیدارن شاہ مشہدی ہیں۔

دوئم سید سخی شاہ مزمل بن سید دیوان محمد بن سید اسم علی شاہ آپ سید کسراں سے بھیکہ سیداں موجودہ F-11 اسلام آباد منتقل ہوئے آپ کی اولاد کثیر تعداد میں ہے جن میں سادات کاظمیہ، بھیکہ سیداں، سنیاڑی، سندوری، بنگش کالونی راولپنڈی، جسول، بانڈھ، جلیاری گوجر خان، آئی ٹن فور اسلام آباد کے سادات زیادہ مشہور ہیں۔

بقول السید حیدر شاہ بن مہدی شاہ قلمی نسخہ فارسی کے بقول سید سخی شاہ مزمل بن سید دیوان محمد کے چھے فرزند تھے (۱) سید حیات (۲) سید عیسیٰ (۳) سید علی (۴) انیس (۵) سید عاصم (۶) سید گاڑا شاہ لیکن ان میں سے دو حضرات کی اولاد قلمی نسخہ فارسی شجرہ مطہرات مشہدیان میں تحریر ہے۔

پہلی شاخ میں سید حیات شاہ بن سید سخی شاہ مزمل کی اولاد سے سید لطیف شاہ بن محسن شاہ بن امیر کاظم بن سید رانا شاہ بن سید عبدالباقی بن عبدالبقاء بن سید حیات شاہ مذکور

دوسری شاخ میں سید گاڑا شاہ بن سید سخی شاہ مزمل کی اولاد سے پانچ پسران تھے۔

(۱) سید ولایت شاہ (۲) سید شاہ (۳) عالم شاہ (۴) سید غلام شاہ (۵) سید فتح محمد

ان میں سید ولایت شاہ بن سید گاڑا شاہ بن سید سخی شاہ مزمل کاظمی کی اولاد سے پانچ فرزند تھے

(۱) سید سعید شاہ (۲) سید چراغ شاہ (۳) سید رستم علی شاہ (۴) سید عنایت علی شاہ (۵) سید مٹھہ شاہ

سید سعید شاہ بن سید ولایت شاہ بن سید گاڑا شاہ کے دو فرزند تھے (۱) محبّ شاہ (۲) تقی شاہ

اور اسی عنایت علی شاہ بن سید ولایت شاہ بن سید گاڑا شاہ کا ایک فرزند سید ستار علی شاہ تھے۔ جنکے آگے دو فرزند (۱) سید اعظم شاہ جو سادات عالیہ جلیاری گوجر خان کے جد امجد ہیں اور دوسرے (۲) سید سخی معظم شاہ قلندر المتوفی ۹ ذی الحجۃ ۱۲۹۰ ہجری بمطابق ۲۹ جنوری ۱۸۷۴ عیسوی مزار جلیاری گوجر خان راولپنڈی

اعقاب سید محمود شاہ بن سید شاہ زین العابدین موسوی المشہدی

آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے(۱)سید رحمت اللہ(۲)سید شاہ چراغ (لاولد)

مگر اولاد صرف سید رحمت اللہ شاہ سے جاری ہوئی۔ ان سید رحمت اللہ بن سید محمود بن سید شاہ زین العابدین کی اولاد سے پانچ فرزند(۱)سید عبدالباقی(۲)سید عبدالسلام(۳)سید عبدالخیر(۴)سید طاہا(۵)سید برکات شاہ

اول سید عبدالباقی بن سید رحمت اللہ بن سید محمود شاہ آپ کی اولاد موضع چوہڑ ہڑ پال راولپنڈی، رتہ امرال، تو فکیاں وغیرہ میں آباد ہے۔آپ کی اولاد سے قطب الاقطاب غوث الزمان سید شاہ پیارا کاظمی المشہدی صاحب مزار موضع چوہڑ ہڑ پال بن سید امیر علی شاہ بن سید شریف محمد بن سید شمس حقانی بن سید عبدالباقی المذکور تھے۔آپ صاحب الکرامت ولی اللہ تھے آپ کی اعقاب میں ایک فرزند سید اکرم شاہ تھے جنکے آگے دو فرزند (۱)سید بھولہ شاہ اور(۲)سید جمیل شاہ تھے

پہلی شاخ میں بھولہ شاہ بن اکرم شاہ بن سید شاہ پیارا کی اولاد سے سید سفیر علی شاہ بن مراد شاہ بن امام علی شاہ بن سید بھولہ شاہ مذکور تھے آپ کی اولاد تو فکیاں اور رتہ امرال میں ہے۔

دوسری شاخ میں سید جمیل شاہ بن سید اکرم شاہ بن سید شاہ پیارا مشہدی کی اولاد سے ایک فرزند سید لطف علی شاہ تھے جن کے آگے تین فرزند(۱) گلاب شاہ(۲) جواہر شاہ(۳) بہار شاہ تھے۔

ان میں گلاب شاہ بن سید لطف علی شاہ بن جمیل شاہ کی اولاد سے مولف کتاب ھذا سید قمر عباس الاعرجی الھمدانی کی دادی سیدشہزاداں بی بی بنت سید دیوان حیدر شاہ بن سید مبارک شاہ بن سید گلاب شاہ المذکور ہیں۔

اوران حضرات کی اولادیں چوہڑ ہڑ پال راولپنڈی میں آباد ہیں۔سید شاہ پیارا سید سخی شاہ بلاول ہمدانی کے معاصرین میں سے ہیں اور دونوں بزرگوں کی پشتیں بھی تقریباً ایک جتنی ہی ہیں۔

دوئم سید عبدالخیر شاہ بن سید رحمت اللہ بن سید محمود شاہ کی اولاد سے سید لعل شاہ کاظمی المشہدی (المتوفی ۱۳۰۵ہجری بمطابق ۱۸۸۸ بانی صفہ عزاء ملتان شہر مدفون مدینہ اولیاء ملتان) بن سید برہان علی بن غلام شاہ بن محمد شاہ بن سید رحمت اللہ بن بلاول شاہ مشہدی بن سید جان محمد بن محمد شاہ بن سید عبدالخیر شاہ المذکور تھے۔

سوئم سید برکات شاہ بن سید رحمت اللہ بن سید محمود شاہ: آپ کی اولاد نڑی پنجکوٹ ،آزاد کشمیر مظفر آباد،گھوڑی سیداں،ڈنہ کچیلی ،رحیم کوٹ وادی چکار،دئیسرہ ہزارہ اور سلیمان آباد ویسٹریج III راولپنڈی میں آباد ہے آپ کا ایک بیٹا شاہ عبدالقادر تھا جسکی آگے دو فرزندوں کی اولاد چلی (۱)سید شرف الدین(۲)سید ملوک شاہ

پہلی شاخ میں سید ملوک شاہ بن سید عبدالقادر بن سید برکات شاہ کی اولاد سے سادات کاظمیہ المشہدی نڑی پنجکوٹ مظفر آباد آزاد کشمیر ہیں جو سید ولی شاہ بن لطف علی شاہ بن اکبر شاہ بن قادر شاہ بن امر شاہ بن سید صادق محمد بن لطیف شاہ بن سید ملکوک شاہ المذکور

دوسری شاخ میں سید شرف الدین بن سید عبدالقادر بن سید برکات شاہ کی اولاد میں سے مولف کتاب ھذا سید قمر عباس الاعرجی الھمد انی کی والدہ محترمہ سیدہ ریاست کاظمی المشہدی الموسوی بنت سید انور حسین شاہ بن بن سید شاہ بن سید بالا شاہ (رحیم کوٹ) بن سید فیض علی شاہ بن سید شرف علی شاہ بن سید شاہ گل حسین بن سید حاکم شاہ بن لعل شاہ بن سید عبدالفتح بن سید شرف الدین المذکور ہیں سید انور حسین شاہ (مولف کے نانا) بن سید شاہ بن بالا شاہ کے چار فرزند (۱) سید ذوالفقار حسین شاہ (۲) سید افتخار حسین شاہ (۳) سید انوار حسین شاہ (۴) سید زوار حسین شاہ اور یہ سب سلیمان آباد ویسٹریج III نزد چوہڑ ہڑ پال راولپنڈی میں آباد ہیں۔

چہارم سید عبدالسلام بن سید رحمت اللہ بن سید محمود شاہ آپ کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱) سید شہاب الدین (۲) سید جلال الدین (۳) سید زین العابدین (۴) سید فتح شاہ

پہلی شاخ میں سید شہاب الدین بن سید عبدالسلام بن سید رحمت اللہ کی اولاد سے سید حسین شاہ بن شاہ گل حسین بن شاہ امیر کاظم بن شاہ محمد حسین بن معظم شاہ بن حلیم شاہ بن سید پیر محمد بن سید حامد سید شہاب الدین المذکور

دوسری شاخ میں سید جلال الدین بن سید عبدالسلام بن سید رحمت اللہ کی اولاد سے تین فرزند تھے (۱) سید حمید (۲) سید اسلام (۳) سید شاہ حبیب

ان میں سید حمید بن سید جلال الدین بن عبدالسلام کی اولاد سے سادات کاظمیہ سید کسراں ہیں جو سید باغ علی شاہ بن جان محمد شاہ بن لطیف شاہ بن حیات شاہ بن سید حمید المذکور کی اولاد سے ہیں

پھر سید اسلام بن جلال الدین بن سید عبدالسلام کی اولاد سے بھی سادات کاظمیہ ساکن سید کسراں ہیں جو سید سبز علی مشہدی بن سید مہر شاہ بن شاہ مرتضٰی بن سید شیر محمد بن سید اسلام المذکور کی اولاد میں ہیں۔

پھر سید شاہ حبیب بن جلال الدین بن سید عبدالسلام کی اولاد سے سادات کاظمیہ پنڈ جمال خان علاقہ کنڈی خیل ہزارہ ہیں جو (۱) امیر حیدر شاہ (۲) امیر علی (۳) نظام الدین (۴) سید جلال شاہ ابنان شاہ کرم حسین بن شاہ نور حسین بن سید نور شاہ بن سید پیر شاہ بن سید باقر شاہ بن سید عنایت شاہ بن سید شاہ حبیب المذکور کی اولاد ہیں۔

پنجم سید طاہا بن سید حمت اللہ بن سید محمود شاہ کو سید حیدر شاہ بن مہدی شاہ ساکن جھنگی چھیلو نے لاولد لکھا ہے اور بعض دوسرے مشجرات میں بھی یہ لاولد ہیں لیکن سیالکوٹ کی طرف ایک خاندان انکی اولاد ہونے کا مدعی ہے تفصیلی تحقیق سید محسن رضا کاظمی اور سید ابوزہراء موسوی پیش کریں گے۔

اعقاب سید احمد شاہ بن سید شاہ زین العابدین موسوی بن سید نصیر الدین

آپ کی ولادت ۸۳۷ء اور وفات ۸۸۲ کو ہوئی (بقول السید محسن کاظمی الحمیدی) آپ کا مزار دلجبہ نزد شاہ پور چکوال میں ہے آپ کے چار فرزند تھے (۱) سید حسن شاہ (۲) سید صادق شاہ (لاولد) (۳) سید یسین شاہ (۴) **سید محمد حسین شاہ**

اول سید یاسین شاہ بن سید احمد شاہ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) سید فتح علی شاہ (۲) سید مسکین شاہ

پہلی شاخ میں سید فتح علی شاہ بن سید یاسین شاہ بن سید احمد شاہ کی اولاد سے سید علی محمد شاہ بن سید عبدالغنی بن سید اسد اللہ بن سید حبیب اللہ بن سید بدر

الدین بن سید جلال الدین بن سید فتح علی المذ کور تھے۔

دوسری شاخ میں سید مسکین شاہ بن سید یاسین شاہ بن سید احمد شاہ کی اولاد سے ایک فرزند **سید صادق مرتضیٰ المعروف شادی شاہ** تھے

اعقاب سید صادق مرتضیٰ عرف شادی شاہ بن سید مسکین شاہ بن سید یاسین شاہ بن سید احمد شاہ

آپ کی اولاد میں دوفرزند (۱) سید مصطفیٰ شاہ اور (۲) **سید خضر شاہ** تھے

اول سید مصطفیٰ شاہ بن سید صادق مرتضیٰ عرف شادی شاہ کے تین فرزند تھے (۱) سید شاہ فقیر محمد (۲) سید محمود شاہ (۳) سید شاہ لطیف محمد

پہلی شاخ میں سید شاہ فقیر محمد بن سید مصطفیٰ شاہ بن سید صادق مرتضیٰ کی اولاد سے غوث الزمان قطب العالم صاحب الکرامات سید سخی شاہ چن چراغ المشہدی الموسوی (مزار محلّہ شاہ چن چراغ راولپنڈی) بن سید شاہ ملوک المتوفی ۱۱۱۵ ہجری سید کسراں بن سید تاج الدین بن سید شاہ فقیر محمد المذ کور

دوسری شاخ میں سید شاہ لطیف محمد بن سید مصطفیٰ شاہ بن سید صادق مرتضیٰ کی اولاد سے دوفرزند تھے (۱) سید فضل اللہ شاہ (۲) سید اسد اللہ شاہ

ان میں سید فضل اللہ شاہ بن سید شاہ لطیف محمد کے دوفرزند تھے (۱) ھدایت شاہ (۲) اکبر علی شاہ

ان میں اکبر علی شاہ بن سید فضل اللہ شاہ بن سید شاہ لطیف محمد کی اولاد سے مولانا سید کاظم حسین رجوعہ سادات جھنگ بن مولانا سید غلام رسول شاہ بن شہابل شاہ بن حسین شاہ بن نظام شاہ بن محمود شاہ بن انور شاہ بن سید علی اکبر شاہ المذ کور اور سید ھدایت شاہ بن سید فضل اللہ شاہ بن سید شاہ لطیف محمد کی اولاد سے سید نور شاہ ساکن شاہ سید بلھو چکوال بن امام شاہ بن حسین شاہ بن نظام شاہ بن قطب شاہ بن ھدایت شاہ المذ کور

پھر سید اسد اللہ شاہ بن سید شاہ لطیف محمد بن سید مصطفیٰ شاہ کی اولاد سے قائد تحریک نفاذ فقہ جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نجفی بن سبز علی شاہ بن غلام حسین شاہ بن رسول شاہ بن مہر شاہ بن نادر شاہ عرف زیارت شاہ بن شیر شاہ بن رسول شاہ بن سید اسد اللہ شاہ المذ کور ساکن علی مسجد سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی

اعقاب سید خضر شاہ بن سید صادق مرتضیٰ عرف شادی شاہ بن سید مسکین شاہ

آپ کا نام بعض مشجرات میں ظفر شاہ رقم ہے۔آپ کی اولاد ایک فرزند سید میراں شاہ سے جاری ہوئی۔سید میراں شاہ بن سید خضر شاہ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱)۔سید فتح محمد شاہ (۲)۔سید کالا شاہ (۳)۔سید شاہ درویش محمد المعروف حضرت غازی امام مشہدی مزار موضع نون اسلام آباد

آپ لاولد تھے۔آپ کا مزار مرجع خلائق ہے موضع نون اسلام آباد میں جو کاظمی سید آباد میں وہ آپ کی صلبی اولاد نہیں بلکہ آپ کے بھائیوں میں سے کسی کی اولاد ہیں۔

اول سید کالا شاہ بن سید میراں شاہ بن سید خضر شاہ آپ کا مزار موضع بھمبر تراڑ اسلام آباد میں ہے۔آپ کی اولاد سے دوفرزند تھے (۱)۔سید باغ علی شاہ (۲)۔سید گولا شاہ

پہلی شاخ میں سید گولا شاہ بن سید کالا شاہ بن سید میراں شاہ کے دوفرزند تھے (۱) سید علی شیر ۲۔سید شاہ

سید شاہ بن گولا شاہ بن کالا شاہ کے دوفرزند تھے (۱) حیدر شاہ اور (۲) بہار شاہ

حیدر شاہ بن سید شاہ بن گورا شاہ کے دوفرزند تھے (۱)۔سید دیوان خسرو (۲)۔محمد حسن شاہ اور پھر بہار شاہ بن سید شاہ بن گولا شاہ کے بھی دوفرزند تھے

(۱)۔حیدر شاہ (۲)۔ نیاز علی شاہ

دوسری شاخ میں سید باغ علی شاہ بن سید کالا شاہ بن سید میراں شاہ کی اولاد میں (۱) سید غلام شاہ (۲)۔شرف شاہ اور (۳)۔شان شاہ ابنان سید فتح علی بن باغ علی شاہ المذکور تھے۔

شان شاہ بن سید فتح علی بن باغ علی شاہ کی اولاد سے مہتاب شاہ بن سوہنا شاہ بن شان شاہ المذکور تھے۔شرف شاہ بن سید فتح علی بن باغ علی شاہ کے چار فرزند تھے (۱)۔ باغ حسین (۲)۔ سید مردان علی (۳)۔ نیاز علی (۴)۔صفت علی ان میں سید مردان علی بن شرف شاہ بن سید فتح علی کی اولاد سے تین فرزند تھے (۱)۔اشفاق حسین (۲)۔ پہلوان شاہ (۳)۔نور حسین

ان حضرات کی اولاد وسیلہ سیداں تحصیل مری ضلع راولپنڈی سادات کاظمیہ نون اسلام آباد موضع کرور وغیرہ میں آباد ہے۔

دوئم سید فتح محمد شاہ بن سید میراں شاہ بن سید خضر شاہ کی اولاد سے دو فرزند (۱)۔سید امام علی شاہ (۲)۔سید چراغ علی تھے۔

پہلی شاخ میں امام علی شاہ بن سید فتح محمد شاہ کی اولاد سے (۱)۔ گوہر شاہ (۲)۔ نادو شاہ (۳)۔سید شاہ ابنان سید نجف شاہ بن سید امام علی شاہ مذکور تھے۔

دوسری شاخ میں سید چراغ علی بن سید فتح محمد شاہ کی اولاد سے سید شاہ بن بھولا شاہ بن زندہ شاہ بن سید چراغ شاہ المذکور

اعقاب سید محمد حسین شاہ بن احمد شاہ بن سید شاہ زین العابدین الموسوی المشہدی

سید حیدر شاہ بن سید مہدی شاہ ساکن جھنگی چھیلو نے آپ کے دو پسران کی اولاد لکھی ہے ا۔سید حسن شاہ ۲۔سید عبدالجلیل

اول سید عبدالجلیل بن سید محمد حسین شاہ کی اولاد سے سید زمان شاہ بن سید لعل شاہ بن سید گلاب شاہ بن سید منور شاہ بن سید حیدر شاہ بن نور شاہ بن عسکری شاہ بن سید محمود قطب بن سید عبدالجلیل المذکور یہ حضرات چیچیاں نامی علاقہ کے مسکون ہیں۔

دوئم سید حسن شاہ بن سید محمد حسین شاہ کی اولاد سے سادات کاظمیہ ٹھلہ ہیں جن میں سید فتح حیدر شاہ وسید امیر حیدر شاہ وشیر محمد شاہ ابنان سید پہلوان شاہ بن نادر علی شاہ بن سید شیر محمد بن شاہ چراغ علی بن سید محمد علی بن سید عبدالوہاب بن سید حسن شاہ المذکور

اعقاب سید شاہ عبدالخالق بن سید عبدالکریم بن سید وجیہ الدین بن سید محمد ولی الدین

(سادات قاضیال مشہدی)

سید حیدر شاہ بن سید مہدی شاہ نے اپنی فارسی نوشتہ شجرہ مطہرات سیدان مشہد ہان میں آپ کے دو فرزند لکھے ہیں۔سید کریم الدین قاضی اور سید کرام الدین قاضی لیکن بعض دیگر مشجرات میں یہ دونوں ایک ہی تحریر ہیں۔

تاہم اولاد صرف کریم دین قاضی سے جاری ہوئی کسی دوسرے فرزند سے ثابت نہیں۔

سید کریم الدین قاضی بن سید شاہ عبدالخالق نے کسی دور میں قضاوت کی اس لئے آپ کے نام کے ساتھ قاضی لفظ آیا آپ کی اولاد اسی نسبت سے قاضیال کاظمی المشہدی کہلواتے ہیں۔آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔سید بڈھا شاہ (۲)۔سید برہان الدین حسین

اول سید بڈھا شاہ بن سید کریم الدین قاضی بن سید شاہ عبدالخالق کی اولاد سے سید علی شاہ بن بہادر شاہ بن ستار شاہ بن سید لطف علی شاہ بن سید شیر شاہ بن

السید مصطفیٰ بن سید لطف علی شاہ بن سید نعمت اللہ شاہ بن سید شمس الدین بن سید نور محمد بن سید بڈھا شاہ المذکور آپ کی اولاد پنڈ دادن خان کے علاقے میں بھی آباد ہیں۔ قبلہ السید محسن کاظمی الحمیدی کی والدہ محترمہ کا نسب بھی اسی شاخ سے ملتا ہے۔ اس شاخ کے لوگ ڈڈیال میر پور آزاد کشمیر میں بھی ہیں۔

دوئم سید برہان الدین حسین بن سید کریم الدین قاضی بن سید شاہ عبدالخالق کی اولاد سے غوث الزماں **پیر کامل سید محمود شاہ** (جھنگی سیداں) بن سید رکن الدین دین حسین بن سید بدرالدین حسین بن سید برہان الدین حسین المذکور تھے۔

اعقاب السید محمود شاہ بن سید رکن الدین حسین بن سید بدرالدین حسین

آپ کا مزار مبارک جھنگی سیداں اسلام آباد میں ہے آپ کی اولاد ہزارہ ہری پور مظفر آباد تک پھیلی ہوئی ہے آپ کی اولاد میں پانچ پسران تھے (۱)۔ سید شاہ عبدالمالک حقانی (۲)۔ سید عبدالرحمان (۳)۔ سید شاہ بلاول (۴)۔ سید عبدالحکیم (۵)۔ سید تاج محمد ولی آپ لاولد تھے سوات کی جانب گئے اور پھر واپس نہیں آئے۔

اول سید عبدالمالک شاہ حقانی بن سید محمود شاہ آپ کا مزار بھاروکوٹ ہری پور میں ہے آپ صاحب الکرامات ولی اللہ تھے آپ کی اولاد سے سید امیر حسین بن سید فضل حسین بن السید محسن شاہ بن درگاہی شاہ بن سید شاہ حسین بن سید مراد شاہ بن سید علی محمد بن سید عبدالمالک حقانی المذکور تھے۔

دوئم سید عبدالحکیم بن سید محمود شاہ آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔ سید سخی شاہ نذر محمد المعروف مشہدی بابا مدفن نرتوپہ ہری پور ہزارہ (لاولد) (۲) سید شاہ شوق محمد ان میں سید شاہ شوق محمد بن سید عبدالحکیم بن سید محمود شاہ کی اولاد سے سادات کاظمیہ کھلابٹ ہری پور ہیں جن میں سید امیر حسین شاہ بن غلام حسین بن سید مرید علی بن سید مرتضیٰ شاہ بن سید نور شاہ بن سید امر شاہ بن سید عاقل محمد شاہ بن سید شاہ شوق محمد المذکور

سوئم سید شاہ بلاول بن سید محمود شاہ آپ کے دو فرزند تھے (۱)۔ سید شیر محمد غازی مدفن داڑی در گڑی تربیلہ ڈیم (۲)۔ سید کریم اللہ شاہ

سید کریم اللہ شاہ بن شاہ بلاول کی اولاد سے سید سخی رضا حسین شاہ بن حیدر شاہ بن سید محمد حسین بن گل حسین بن فیض علی شاہ بن امام علی شاہ بن نور شاہ بن امان اللہ شاہ بن کریم اللہ شاہ المذکور اور شاہ شیر محمد غازی کی اولاد میں سے ہیں مشہور نسابہ سید ابوزہرا فدا حسین بن گل حسن شاہ بن عمر شاہ بن فقیر شاہ بن غلام شاہ بن جمال شاہ بن صفدر شاہ بن سید علی المعروف شاہ ولی بن سید رضا علی بن سید تقی محمد المعروف برھان شاہ بن یار محمد شاہ بن سید شاہ شیر محمد غازی المذکور ہیں۔

اعقاب سید عبدالرحمان بن سید محمود شاہ بن سید رکن الدین حسین بن سید بدرالدین حسین

آپ کے تین پسران تھے (۱) سید مشتاق محمد (۲) سید مشک محمد (۳) سید صادق شاہ

اول سید مشتاق محمد بن سید عبدالرحمان کی اولاد سے سید طالب شاہ اور سید احمد شاہ ابنان سید جیون شاہ بن سید شاہ بن سید شرف علی بن سید بلند شاہ بن سید نور ابدال بن سید مشتاق محمد المذکور تھے۔ ان حضرات کی اولاد نرتوپہ ہری پور میں آباد ہے

دوئم سید صادق شاہ بن سید عبدالرحمان آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) پیر سید ولائیت شاہ المعروف معصوم بادشاہ (لاولد) مزار جھنگی سیداں اسلام آباد (۲) سید سلطان علی شاہ

ان میں سید سلطان علی شاہ بن صادق شاہ کے اعقاب میں سات پسران تھے(۱) سید غلام علی شاہ (۲) سید غلام نبی شاہ (۳) سید غلام حسن شاہ (۴) سید موج علی شاہ (۵) سرور علی شاہ (۶) رضا علی شاہ (۷) قائم علی شاہ (نیاز علی شاہ)

پہلی شاخ میں غلام علی شاہ بن سید سلطان علی شاہ بن سید صادق شاہ کی اولاد میں دو پسران تھے (۱) قائم شاہ (۲) امام شاہ

قائم شاہ بن غلام علی شاہ کے اعقاب میں حیدر شاہ، نادر شاہ، عالم شاہ، سیدن شاہ، ابنان مردان شاہ بن قائم شاہ المذکور تھے۔

پھر امام شاہ بن غلام علی شاہ کی اولاد سے دو فرزند (۱) نور شاہ (۲) حسن شاہ ان حسن شاہ کی اولاد موضع چوہڑ ہڑپال میں آباد ہے۔

جن میں میجر جنرل ریٹائر سید مشتاق کاظمی بن انور شاہ بن امیر حیدر شاہ بن گلاب شاہ بن حسن شاہ بن امام شاہ بن غلام علی شاہ المذکور ہیں۔

دوسری شاخ میں سید غلام نبی شاہ بن سید سلطان علی شاہ بن صادق شاہ آپ کی اولاد سے سادات کاظمیہ المشہدی جھنگی سیداں ہے

تیسری شاخ میں غلام حسن شاہ بن سید سلطان علی شاہ بن سید صادق شاہ آپ کی اولاد پنڈ ہاشم خان اور بائیاں احمد علی خان ہری پور ہزارہ میں آباد ہے۔آپ کے دو فرزند تھے(۱) اکبر علی شاہ (۲) بدر شاہ۔ان میں اکبر علی شاہ بن غلام حسن شاہ کی اولاد سے (۱) حسین شاہ اور (۲) عطر شاہ۔جبکہ عطر شاہ بن اکبر علی شاہ کی اولاد سے سید سخی غلام شبیر حسین شاہ بن محمد شاہ بن سید کرم شاہ بن سید عطر شاہ المذکور تھے۔جن کا مزار بنی بائیاں احمد علی خان میں ہے۔

بدر شاہ بن غلام حسن شاہ کی اولاد سے کرم شاہ اور گلاب شاہ ابنان شرف شاہ بن بدر شاہ المذکور تھے۔

چوتھی شاخ میں سید رضا علی شاہ بن سید سلطان علی شاہ بن سید صادق شاہ کی اولاد سے چار فرزند تھے۔(۱) محمد علی شاہ (۲) زین علی شاہ (۳) احمد علی شاہ (۴) علی اکثر شاہ

ان میں احمد علی شاہ بن رضا علی شاہ کی اولاد سے مولف فارسی نوشتہ شجرہ مطہرات سیدان مشہدیان سید حیدر شاہ بن سید مہدی شاہ بن سید احمد علی شاہ المذکور تھے۔

جبکہ محمد علی شاہ بن رضا علی شاہ بن سید سلطان علی شاہ کی اولاد سے مولف کتاب ھذا سید قمر عباس الاعرابی الحسینی الھمدانی کی نانی محترمہ سیدہ تاج بی بی بنت سید پہلوان شاہ بن سید علی حسین بن شاہ جی بن غزن شاہ بن سید راج والی شاہ بن سید محمد علی شاہ المذکور تھیں۔

میری نانی محترمہ کے پانچ بھائیوں کی اولاد آئی ٹن فور اسلام آباد میں مقیم ہیں میری نانی کے بھائیوں کے نام یہ ہیں

(۱) سید غلام اصغر شاہ (۲) سید ارشاد شاہ (۳) سید اظہر حسین شاہ عرف مستانہ شاہ (۴) بشیر حسین شاہ (۵) لیاقت حسین کاظمی ابنان سید پہلوان شاہ بن سید علی حسین بن شاہ جی بن غزن شاہ بن راج ونی شاہ بن سید محمد علی شاہ المذکور

اعقاب سید غیاث الدین بن سید سلطان ابوالقاسم حسین المشہدی بن سید علی الامیر

سید غیاث الدین المعروف عادل پیر کا مزار ڈیرہ غازی خان میں مرجع خلائق ہے سید کسراں کے قدیم شجرہ نسب نامہ شریف شاہ پور چکوال کے مطابق یہ لاولد تھے۔لیکن ڈیری سیداں چکوال اور ہزارہ کے قدیم شجرات میں ان کی اولاد کا مفصل ذکر ہے۔

آپ کی اولاد سے سید محمد شاہ بن سید محمد فاروق بن سید ریاض الدین بن سید شہاب الدین بن سلطان فخر الدین بن سید غیاث الدین المذکور تھے انکی اولاد

سے پانچ فرزند تھے (۱) سید محمد یوسف (۲) سید کمال الدین (۳) سید حسین (لاولد) (۴) سید فتح محمد (۵) سید موسیٰ شاہ

اول سید محمد یوسف بن سید محمد شاہ بن سید محمد فاروق کی اولاد سے افضل العلماء علامہ سید اعجاز حسین کاظمی المشہدی النجفی دار العلوم محمد یہ سرگودھا بن عبداللہ شاہ بن عالم شاہ بن فضل شاہ بن عبداللہ شاہ بن جمال شاہ بن گل حسین بن سید شاہ (ڈھیری سیداں چکوال سے دلیل پور چکوال منتقل ہوئے) بن عظیم شاہ بن فتح محمد شاہ بن مالی شاہ بن سجاد شاہ بن ماھو شاہ بن حبیب اللہ بن غالب شاہ بن عبدالرحمان بن سید محمد یوسف المذکور

اسی شجرے میں کبروی سہروردی سلسلے کے بزرگ پیر تقی شاہ کاظمی کبروی طوری شریف ایبٹ آباد ہیں۔ جن کا سلسلہ طریقت میر سید علی ہمدانی پر منتھٰی ہوتا ہے آپ کی اولاد کے پاس جو آپ کا نسب ہے اس پر میں نے اور سید محسن رضا کاظمی نے باہمی گفت وشنید سے روشنی ڈالی النسابہ سید محسن رضا کاظمی کے بقول آپ کے شجرے کی ایک روایت اس طرح پیر سید تقی شاہ کاظمی کبروی ابن سید نیک ولی کبروی مدفن گلی باغ بن سید حسین محمد کبروی بن سید خواص الدین محمد ولی بن سید حبیب اللہ شاہ بن کلاس شاہ بن غالب شاہ بن سید عبدالرحمان بن سید محمد یوسف المذکور تاہم پیر تقی شاہ کے نسب کی دو سے تین روایات ہیں۔

دوئم سید کمال الدین بن سید محمد شاہ بن سید محمد فاروق کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱) سید محمود (۲) سید لنگاہ (۳) سید اسحاق

پہلی شاخ سید محمود بن سید کمال الدین کی اولاد میں دو فرزند (۱) سید تاج محمد (۲) سید سلطان باقر انکی اولاد کولیاں سیداں گجرات میں ہے۔

دوسری شاخ میں سید اسحاق ابن سید کمال الدین کی اولاد سے سید نواب شاہ بن مالھے شاہ بن مراد علی شاہ بن نبی شاہ بن صادق شاہ بن قربان شاہ بن سید اسحاق المذکور ہیں اور انکی اولاد کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

اعقاب سید عیسیٰ بن سلطان ابوالقاسم حسین المشہدی الموسوی بن سید علی الامیر

آپ کی اولاد عیسال مشہدی سے مشہور ہیں جن میں سوراسی مری، دھاماں سیداں مشہور ہیں آپ کی اولاد سید عبدالغیث سے جاری ہوئی۔ جبکہ دیگر فرزند بھی مذکور ہیں۔ سید عبدالغیث بن سید عیسیٰ بن سلطان ابوالقاسم حسین المشہدی الموسوی کی اولاد سے

اول سید حسن (حسین) بن سید عبدالغیث بن سید عیسیٰ کی اولاد سے سید عبدالغنی بن سید کمال الدین بن سید عبدالسلام بن سید ابومحمد شاہ (بعض جگہ ابوبکر اور بعض جگہ باقر لکھا ہے) بن عبدالولی شاہ بن سید محمد علی شاہ بن سید رحمت اللہ بن عبدالرحیم بن سید یاسین بن سید یعقوب بن سید حمزہ علی بن سید حسن (حسین المذکور) تھے

سید عبدالغنی بن سید کمال الدین بن عبدالسلام کے دو پسران تھے (۱) سید عبدالخالق (۲) سید قطب شاہ

پہلی شاخ میں سید عبدالخالق بن سید عبدالغنی بن سید کمال الدین کی اولاد سے سید الاصفیاء سرتاج اولیاء صاحب الکرامات والمکاشفات سید سخی لعل حسین شاہ بیابانی قلندر الموسوی المشہدی الکاظمی بن سید مردان علی شاہ بن سید کریم حیدر شاہ بن سید رستم علی شاہ بن سید حیات شاہ بن سید ضحاب الدین بن سید امین شاہ مشہدی بن سید شاہ عبدالمالک بن سید شاہ محمد حسین بن سید حبیب اللہ بن سید نعمت اللہ بن سید عبدالخالق المذکور

آپ کی وفات ۱۱ جون کو ہوئی۔ آپ بیابانی قلندر سے شہرت رکھتے ہیں آپ مست الست فقیر تھے اور سخت سردی میں بھی برہنہ مری کی برف میں بیٹھے ہوتے تھے آپ سے ہزاروں کرامات منسوب ہیں۔

آپ کے چار فرزند تھے(۱) سید فضل حسین شاہ جو جوانی میں بغیر شادی کئے فوت ہو گئے(۲) سید فدا حسین شاہ جنہوں نے کشمیر کے کسی مقام پر سے دریائے جہلم میں چھلانگ لگادی اسکے بعد انکی آج تک کوئی خبر نہیں اور آپ اپنے والد کی سب سے کم عمر اولاد ہیں(۳) سید برکت شاہ (۴) سید محمود شاہ آخر الزکر حضرات کی اولاد باقی ہے اور دربار عالیہ سوراسی سیداں مری میں گدی نشین ہیں ان میں سے ہی سید نوید الحسنین بن سید ابتداء حسین شاہ بن سید برکت شاہ بن بابا سید لعل حسین شاہ المذکور ہیں۔

دوسری شاخ میں سید قطب شاہ بن سید عبدالغنی بن سید کمال الدین کی اولاد سے حضرت سید شاہ راجہ دیوان بابا (لاولد) مزار گلی باغ وادی پکھل مانسہرہ اور (۲) سید سخی شاہ جہان محمد بادشاہ غازی المعروف شاہ دیاں ٹاہلیاں (مزار کمیٹی چوک مری روڈ راولپنڈی اور (۳) سید بلال شاہ

ابنان سید محمد لطیف بن سید میران خان بن سید سعید الدین بن سید اللہ دتہ بن سید اولیاء شاہ بن بہاء الدین بن سید علاؤ الدین بن سید داؤ د شاہ بن سید امین شاہ بن سید جلال الدین عرف شاہ ابدال بن سید قطب شاہ المذکور

سید سخی شاہ جہان محمد بادشاہ غازی المعروف شاہ دیاں ٹاہلیاں بن سید محمد لطیف بن سید میران خان کی اولاد دو پسران (۱) سید طلحہ شاہ اور (۲) سید نور ظہور شاہ سے جاری ہوئی

بقول سید محسن رضا شاہ کاظمی یہ نسب بہت طویل ہے۔لہذا اس میں کہیں نہ کہیں روایت کرنے میں غلطی کا احتمال ہے۔نسابین کی اولاد سے مولا علی وجیہ الکریم سے لیکر ۳۸ سے ۴۸ پشتیں مقبول ہیں اس سے زیادہ یا کم زیر بحث ہیں یعنی نقل میں غلطی کی وجہ سے سے ہوسکتی ہیں لیکن ایسی غلطی ہرگز عدم سیادت میں نہیں آتی۔

ان میں سید بلال شاہ بن سید قطب شاہ بن سید عبدالغنی بن سید کمال الدین کی اولاد سے،سادات عالیہ دھاماں سیداں اڈیالہ روڈ راولپنڈی ہیں ان میں میرے پھوپھی زاد سید عدنان جعفر کاظمی اور سید عدیل مہدی ابنان سید الطاف حسین شاہ بن کرامت حسین شاہ بن بہادر شاہ بن قائم شاہ بن محمد شاہ بن بودلہ شاہ بن احمد شاہ بن محمود شاہ بن محمد زاہد شاہ بن شاہ نور محمد بن سید سخی شاہ شریف محمد المشہدی کاظمی بن سید نصیر الدین بن ابراہیم بن سید بدر الدین بن سید عباد الدین بن سید شاہ داؤد بن سید شاہ امین بن سید بلال شاہ المذکور اور اس شاخ کے سادات دھاماں سیداں میں مقیم ہیں۔

ان میں میرے دوسرے پھوپھی زاد (۱) سید طاہر حسین کاظمی (۲) سید شاہد کاظمی (۳) زاہد حسین کاظمی (۴) سید یاور حسین کاظمی

ابنان سید شبیر حسین شاہ بن سید رحمت شاہ بن سید بہادر شاہ بن قائم شاہ بن محمد شاہ بن بودلہ شاہ بن احمد شاہ بن محمود شاہ بن محمد زاہد شاہ بن شاہ نور محمد بن سید سخی شاہ شریف محمد المشہدی الکاظمی المذکور بن ایضاً ہیں۔

اعقاب سید حسن خراسانی بن سلطان ابوالقاسم حسین المشہدی الموسوی بن علی الامیر

آپ کی اولاد کو خرسانیال مشہدی کہا جاتا ہے جو محمودہ سیداں تھانہ چونترہ اور ڈھوک سیداں راولپنڈی میں کثیر تعداد میں آباد ہیں ان میں سید علی بن سید بلاول بن شاہ نصر الدین بن سید شاہ محمد بن قائم علی شاہ بن سید محمد علی شاہ بن ضیاء الدین بن سید شاہ فقا بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالرزاق بن شاہ سید اصغر بن سید شاہ عبدالزاہد بن سید حسن خراسانی المذکور تھے۔

سیدعلی بن سید بلاول بن شاہ نصر الدین کے تین پسران تھے (۱) سید یار محمد شاہ (۲) سید ولی شاہ (۳) سید کریم شاہ

باب یازدہم امام علی الرضاؑ بن امام موسیٰ الکاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ نام علی اور لقب الرضاء ہے بقول ابن عنبہ الحسنی کہ آپ نے زمانے میں طالبین میں سے کوئی بھی آپ کی مثل نہیں تھا آپ کو مامون العباسی نے اپنا ولی عہد بنایا اور بعد میں زہر دلوایا جس کی وجہ سے آپ کی شہادت ہوئی۔ آپ کی ولادت ۱۱ ذی القعد ۱۴۸ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور بعض نے گیارہ ذی الحجہ ۱۵۳ ہجری تحریر کیا پہلی روایت کے مطابق جو زیادہ مشہور ہے آپ کی ولادت اپنے دادا امام جعفر الصادقؑ کی وفات کے چند دن بعد ہوئی۔ امام الصادقؑ کی بار ہا خواہش تھی کہ وہ آپ کو دیکھیں بقول ابن طقطقی آپ کی والدہ کا نام ام البنین تھا بقول کلینی در اصول کافی۔ آپ کی والدہ کا نام خیزران المرسیہ تھا جنھیں شقراء النوبیہ بھی کہا جاتا ہے اور ان کا نام اروی بھی تھا۔ (اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۸۶ کشف الغمہ جلد سوئم صفحہ ۷۰) ابوالحسن عمری نے آپ کی والدہ کا نام سلامہ لکھا ہے۔ آپ کو مامون رشید نے ولی عہد مملکت بنایا جبکہ آپ نے اس عہدہ سے عذر کیا تو آپ کو مجبور کیا۔ بقول ابن طقطقی الحسنی آپ کو طوس میں زہر دیا گیا بمطابق صفر ۲۰۳ ہجری اور آپ کو ہارون رشید کی قبر کے پہلو میں بمقام طوس میں دفنایا گیا (الاصیلی صفحہ ۱۵۶/۱۵۵) آج کل یہ ایران کا شہر مشہد المقدس کہلاتا ہے۔

جب مامون رشید سلطنت اور تخت خلافت پر متمکن ہوا اور اس کا فرمان اطراف ملک میں نافذ ہوا تو عراق کی گورنری حسن بن سہل کے سپرد کی اور خود شہر ''مرو'' میں مقیم ہوا اس وقت حجاز اور یمن میں غبار اور فتنہ وفساد برپا ہوا تو سادات نے ابوالسرایا سری بن منصور شیبانی کے ساتھ مل کر محمد ابن ابراہیم طباطبا الحسنی کے حق میں ایک بہت بڑا خروج کیا اور حجاز، اہواز، بصرہ اور یمن کے علاقوں میں علم بغاوت بلند ہوا یہ خبر جب مامون رشید کو موصول ہوئی تو اس نے فضل بن سہل جو اس کا وزیر مشیر تھا کے ساتھ مشاورت کی اور بہت غور وعوض کے بعد یہ طے ہوا کہ وہ امام علی الرضاؑ کو مدینہ سے بلائے اور اپنا ولی عہد سلطنت مقرر کرے تاکہ باقی سادات اطاعت کریں اور بغاوت ختم کردیں۔ مامون نے رجاد ابن ابی ضحاک کو اپنے بعض مخصوص لوگوں کے ساتھ مدینہ میں حضرت کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ خراسان کے سفر کی ترغیب دلائیں جب یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام رضاؑ نے پہلے تو انکار کیا لیکن جب ان کا مبالغہ اعتدال سے بڑھ گیا تو مجبوراً آپ کو سفر اختیار کرنا پڑا۔

بقول ابن طقطقی آپ ۲۰۱ ہجری میں طوس گئے۔

اخبار ابوالسرایا سری بن منصور الشیبانی

ابوالسرایا سری ایک مرد بہادر اور قوی القلب تھا جنگ کے معاملہ میں بہت بصیرت رکھتا تھا اس نے ۱۹۹ ہجری کو خروج کیا اور لوگوں کو محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل الدیباج بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبط بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی بیعت کی داعوت دی اس لئے کہ اس نے محمد بن ابراہیم طباطبا سے حجاز کے راستے میں واعدہ کیا تھا کہ میں لوگوں کو آپ کی بیعت کی داعوت دوں گا۔ اور محمد بن ابراہیم طباطبا ۱۰ جمادی الاول ۱۹۹ ہجری کو کوفہ میں ہوں۔ محمد بن ابراہیم طباطبا مذکورہ تاریخ کو کوفہ میں ظاہر ہوئے آپ کے ساتھ علی الصالح بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ بھی تھے تو کوفہ کے ٹڈی دل لوگوں نے ان کی بیعت کر لی اور ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور ابوالسرایا اپنے غلاموں، ابوالسئیول وبشار اور

ابوالھر اس کے ساتھ مل کر کوفہ کے باہر لوگوں کو نصرت اہل بیت اور شہداء اہلبیت کے انتقام لینے پر اکسایا ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا۔ ابوالفرج اصفہانی نے جابر جعفی سے روایت کی ہے۔ امام محمد باقرؑ نے محمد بن ابراہیم طباطبا کے خروج کی خبر دی اور فرمایا ۱۹۹ ہجری کو ممبر کوفہ پر ہم اہلبیت میں سے ایک شخص خطبہ پڑے گا خدا جس کے ذریعے ملائکہ پر فخر مباہات کرے گا خلاصہ یہ ہے کہ جب خروج کیا تو فضل بن عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس قاصد بھیجا اور اپنی اطاعت کی داعوت دی فضل نے داعوت قبول نہ کی اور چونکہ مقابلہ کی طاقت بھی نہ رکھتا تھا اس لئے کوفہ سے باہر نکل گیا۔

اور اپنے ساتھیوں کو بھی گیا اور ان کی اور اپنی رہائش کے گرد خندق کھودی۔ جب یہ خبر محمد بن ابراہیم طباطبا کو پہنچی تو انہوں نے ابوالسرایا کو فضل کے مقابلے کیلئے بھیجا یہاں تک کہ جنگ ہوئی اور فضل بن عباس شکست کھا کر بغداد کی طرف چلا گیا اور حسن بن سہل سے مدد چاہی اس نے مسیّب بن زہیر کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور سخت جنگ کے بعد ابوالسرایا کو فتح نصیب ہوئی اس کے بعد حسن بن سہل نے عبدوس بن عبدالصمد کو ایک اور لشکر کے ساتھ روانہ کیا اس کو بھی شکست ہوئی اتنے میں محمد بن ابراہیم طباطبا کو کسی نے زہر دے دیا۔ آپ نے ابوالسرایا کو آخری لمحات میں تقویٰ اور امر بالمعروف کی نصیحت کی اور شہید ہو گئے اور اپنے جانشین اور وصی کے معاملہ میں لوگوں کو مختار قرار دیا کہ اولادِ علیؑ میں سے جسے پسند کرو وہی میرا وصی ہے اور اگر اختلاف کریں تو علی الصالح بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ وصی ہونگے ابوالسرایا نے آپ کی وفات پوشیدہ رکھی اور آپ کو زیدیہ کی ایک جماعت کے ساتھ نجف الاشرف لے گئے اور دفن کیا آپ کے بعد محمد بن محمد بن زید شہید بن امام زین العابدین کو آپ کا وصی مقرر کیا گیا۔

اور لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی اور مختلف شہروں میں اپنے نمائندے بھیجے ابراہیم بن امام موسیٰ کاظمؑ کو یمن میں بھیجا گیا۔ زید بن امام موسیٰ کاظمؑ کو اہواز کا والی بنایا۔ عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر الطیار کو بصرہ کا والی بنایا۔ حسین بن حسن الافطس کو مکہ کا ولی بنایا۔

جعفر بن محمد بن زید شہید بن امام زین العابدین کو واسط کا والی مقرر کیا ان اعمال میں سے ہر ایک اپنے اپنے شہروں میں پھیل گئے

ان میں حسین بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدینؑ بغیر کسی مزاحمت کے مکہ میں داخل ہوئے اور اہل مکہ پر امارات کرنے لگے ابراہیم بن موسیٰ کاظمؑ جب یمن داخل ہوئے تو واقعہ نسیر کے بعد اہل یمن انکی اطاعت میں داخل ہو گئے باقی جعفر بن محمد بن زید شہید واسط میں داخل ہوئے تو نصر بجلی امیر واسط سے سخت مقابلہ ہوا اور جعفر نے واسط پر کنٹرول حاصل کر لیا۔

عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر الطیار بصرہ میں داخل ہوئے اور زید النار بن امام موسیٰ کاظمؑ سے ہمدست ہو کر حسن بن علی مامونی جو امیر بصرہ تھا سے جنگ کی اور اسے شکست دے کر بصرہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔

انہیں دنوں محمد الدیباج بن امام جعفر الصادقؑ نے مدینہ میں خروج کیا اور لوگوں کو اپنی بیعت کی جانب بلایا لوگوں نے ان کی بیعت کو قبول کیا محمد الدیباج نے پہلے لوگوں کو محمد بن ابراہیم طباطبا کی بیعت کی داعوت دی ان کی وفات پر اپنی بیعت کی دعوات دی

ادھر سے عباسیوں نے ہرثمہ بن اعین کو لشکر جرار جو تیس ہزار پر مشتمل تھا دے کر ابوالسرایا کی جانب کوفہ میں بھیجا ان کے مابین سخت جنگ ہوئی اور ہرثمہ بن عین کو فتح نصیب ہوئی۔

ابوالسرایا اور محمد بن محمد بن زید شہید اور علویین اور کوفیوں کی ایک جماعت کے ساتھ کوفہ سے نکل کر قادسیہ آ گئے اور تین دن قیام کے بعد عازم بصرہ ہوئے

جب بصرہ پہنچے تو ایک عربی سے شہر کے حالات دریافت کئے اس نے بتایا عباسیوں نے دوبارہ بصرہ پر غلبہ حاصل کرلیا ابوالسرایا نے مہار واسط کی جانب موڑی اس شخص نے کہا واسط کا بھی یہی حال ہے یعنی عباسیوں نے دوبارہ تسلط حاصل کرلیا ہے

پھر ابوالسرایا جبل کی طرف روانہ ہوا یہاں سے اھواز اور پھر خراسان کی راہ لی اور بستی برقان کے قریب عباسیوں کے عامل محمد کندی سے جنگ ہوئی ابو السرایا نے امان طلب کی تو اسے گرفتار کر کے حسن بن سہل کے پاس بغداد بھیج دیا گیا حتی کہ ابوالسرایا اور اس کے غلاموں کو قتل کر دیا گیا۔

اور محمد بن محمد بن زید شہید کو مامون عباسی کے پاس مرو بھیج دیا گیا۔ مامون نے انہیں ایک مکان میں جگہ دی اور چالیس دن قیام کے بعد انہیں زہر آلود شربت پلایا جسکی وجہ سے ان کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور آپکی شہادت ہوئی محمد بن محمد بن زید الشہید کی والدہ فاطمۃ بنت علی بن جعفر بن اسحاق بن علی الزینبی بن عبداللہ بن جعفر الطیار تھیں بقول ابن عنبہ آپ کو ۲۰۲ ہجری میں بمقام ''مرو'' زہر دیا گیا اور آپ مرو میں ہی دفن ہوئے۔

اس وقت آپ کی عمر ۲۰ سال تھی کہا جاتا ہے کہ ان کے جگر کے ٹکڑے ان کے منہ کے ذریعے باہر آئے تھے اور محمد اپنے رومال سے ایک طشت میں ان کو الٹتا پلٹتا تھا۔

مامون کے زمانہ میں طالبین کی ایک جماعت قتل ہوئی ان میں (۱) محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم الغمر بن حسن المثنیٰ بن امام حسن آپ کو قصر دارالامارۃ میں زہر دی گئی جس سے آپ کی شہادت ہوئی۔

(۲) محمد الشہید بن عبداللہ الشہید بن حسن الافطس بن علی الاصغر بن امام زین العابدینؑ آپ کو مامون الرشید کے بھائی معتصم عباسی نے زہر آلود شربت پلایا جس سے آپ کی شہادت ہوئی۔ (۳) محمد بن حسن الدکہ بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ ایک روایت کے مطابق ابوالسرایا کے زمانے میں ہی آپ یمن میں مارے گئے (۴) عبداللہ بن جعفر بن ابراہیم بن جعفر بن حسن المثنیٰ مامون کے زمانے میں فارس کی طرف نکلے اور خوارج کی ایک جماعت نے قتل کر دیا۔ (۵) علی بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر الطیار ابوالسرایا کے عہد میں یمن میں قتل ہوئے (۶) محمد بن محمد بن زید شہید بن امام زین العابدین جن کا ذکر اوپر بیان ہو چکا ہے۔ (۷) حسن بن حسین ذی الدمعۃ بن زید شہید بن امام زین العابدینؑ آپ ابوالسرایا کیساتھ کوفہ سے نکلے اور سوس کے واقعہ میں قتل ہو گئے جبکہ بقول عمری ہرثمہ بن عین کے ساتھ جنگ میں قتل ہو گئے۔ (۸) اور طالبین کے سید و سردار حضرت امام علی الرضاء بن امام موسیٰ کاظمؑ ماہ صفر ۲۰۳ ہجری میں زہر خوانی کی وجہ سے شہید ہوئے۔ شاعر دعبل خزاعی نے آپ کی شان میں قیصدہ پڑھا۔

اعقاب امام علی الرضاؑ بن امام موسیٰ کاظمؑ بن امام جعفر الصادقؑ

بقول ابوالحسن عمری آپ کے دو فرزند (۱) موسیٰ اور (۲) امام ابوجعفر محمد التقی الجواد تھے جبکہ ایک بیٹی فاطمہ تھیں اور ان میں موسی کے اعقاب نہ تھے جبکہ کتاب الشجرۃ المبارکہ میں فخر الدین رازی نے (۱) موسیٰ (۲) امام محمد تقی الجواد (۳) حسن (۴) حسین اور (۵) علی قبر مرو تحریر کئے ہیں اور ایک دختر فاطمہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن الرازی، ابن طقطقی جمال الدین ابن عنبہ عمری اور تمام نسابین اس بات پر متفق ہیں کہ امام علی الرضاؑ کی اولاد صرف اور صرف امام محمد التقیؑ سے جاری ہوئی جو کوئی اپنا نسب امام علی الرضاؑ کے کسی دوسرے فرزند سے جوڑے تو ایسا شخص کذاب ہے اس کی سیادت جھوٹی ہے۔

اعقاب امام محمد التقی الجواد بن امام علی الرضاؑ بن امام موسیٰ کاظمؑ

آپ کا نام محمد لقب تقی اور جواد اور کنیت ابو جعفر تھی آپ سلسلہ امامت کے نویں تاجدار ہیں بقول ابن طقطقی آپ کی والدہ خیزان قطبیہ تھیں اور آپ رمضان سن ۱۹۵ ہجری میں مدینہ منورہ میں تولد ہوئے شیخ صدوق کہتے ہیں کہ آپ کو تقی اس لئے کہتے ہیں چونکہ آپ بہت زیادہ متقی تھے آپ کی والدہ جن کو سبیکہ کہتے ہیں اور امام رضا نے ان کا نام خیزان رکھا اور یہ معظمہ اہل نوبہ سے تھیں یعنی ماریہ قطبیہ زوجہ رسولؐ اللہ کے خاندان سے تھیں آپ کے بارے میں رسولؐ نے ارشاد فرمایا ''بابی خیرۃ الا ما النوبیۃ الطیبہ'' میرا باپ قربان ہو بہترین اور پاکیزہ کنیز کے فرزند پر جو کہ اہل نوبہ سے ہے۔

یزید بن سلیط سے روایت ہے کہ جب میری ملاقات امام موسیٰ کاظمؑ سے مکہ کے راستے میں ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس سال قید کرلیا جائے گا اور معاملہ میرے فرزند علی الرضاؑ کے سپرد ہوگا اور ہارون کی وفات کے چار سال بعد جب تیرا گزر اسی جگہ سے ہو تو میرے فرزند علیؑ کا ایک بیٹا ہوگا جو امانت دار اور مبارک ہوگا اور جس کنیز کے بطن سے وہ پیدا ہوگا وہ کنیز رسول ماریہ قطبیہ کے خاندان سے ہوگی ہو سکے تو اس کنیز کو میرا اسلام پہنچانا اس سے بڑھ کر اس مخدرہ جلیلہ کی عظمت اور کیا ہو کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے انہیں سلام کیا۔

بقول ابن طقطقی الحسنی آپ کی ایک زوجہ ام الفضل بنت مامون الرشید العباسی تھیں۔

علامہ باقر المجلسی کے نزدیک آپ کی عمر آپ کے پدر بزرگوار کی وفات کے وقت نو سال ہی تھی الشیخ مفید الجلیل نے حسن بن محمد بن سلیمان سے اور اس نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اس نے اپنے والد سے اور اس نے ریان بن شبیب سے روایت کی ہے۔ مامون رشید نے ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی ام الفضل کی شادی امام محمد تقی جوادؑ سے کرے یہ معاملہ سن کر بنی عباس چیخ اٹھے اور مامون کے پاس آئے اور کہا اے مامون یہ خلافت اور حکومت جو ہمارے قبضے میں ہے ہم سے نکال کہ ان میں قرار دیتے ہو حالانکہ ان کے اور ہمارے درمیان عداوت ہے

مامون نے کہا اس عداوت کا سبب تمہارے آبا واجداد ہی ہیں امامت اور خلافت پر اصل حق ان ہی کا ہے۔

بقول الفاضل النسابہ ضامن بن شدقم المدنی کہ آپ کے چار فرزند (۱) **ابوالحسن امام علی نقیؑ** (۲) **موسیٰ مبرقع** (۳) محمد (۴) حسن (المجدی) اور بعض نے (۵) یحییٰ بھی لکھا ہے۔ جبکہ آپ کی چار صاحبزادیاں تھیں (المجدی) (۱) سیدہ حکیمہ خاتون (۲) بریھہ (۳) امامہ (۴) فاطمہ صاحب الشجرۃ المبارکہ امام فخر الدین رازی نے آپ کے تین فرزند لکھے ہیں (۱) ابوالحسن امام علی النقی الھادی (۲) موسیٰ مبرقع (۳) یحییٰ

لیکن ابن عنبہ، ابن طقطقی، عمری، ضامن بن شدقم اور تمام نسابین اس بات پر متفق ہیں کہ اولاد صرف امام علی الہادی النقی اور موسیٰ مبرقع سے جاری ہوئی۔

اعقاب موسیٰ مبرقع بن امام محمد التقی الجوادؑ بن امام علی الرضاؑ

آپ کی کنیت ابو احمد تھی آپ کی والدہ غزال نامی کنیز تھیں آپ کی اولاد سادات رضویہ کہلواتی ہے آپ ۲۵۶ ہجری میں وارد قم ہوئے آپ ہمیشہ اپنے چہرے پر برقع ڈالے رہتے تھے کیونکہ آپ کے چہرے سے انوار کی تجلیاں ظاہر ہوتی تھیں اس لئے آپ کو مبرقع کہا جاتا تھا۔ جب آپ قم میں داخل ہوئے تو عرب کے بڑے لوگوں نے آپ کو قم سے نکال دیا آپ کاشان چلے گئے۔

جب کاشان پہنچے تو احمد بن عبدالعزیز بن دلف عجلی نے بہت سی خلعتیں اور سواریاں آپ کو بخش دئیں اور یہ طے کیا کہ ہر سال ایک ہزار مثقال سونا اور ساز و

سامان کے ساتھ ایک گھوڑا انہیں دے گا۔اس کے بعد روسائے عرب پریشان ہوگئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی چاہی اور عزت واحترام کے ساتھ قم لے گئے یوں قم میں آپ کی حالت اچھی ہوگئی حتیٰ کہ آپ نے مال سے بستیاں اورزرعی زمینیں خرید لیں آپ نے ربیع الثانی ۲۹۶ ہجری میں وفات پائی آپ کی نماز جنازہ امیر قم عباس بن عمروغنوی نے پڑھائی نسابہ سید ضامن بن شدقم کے بقول آپ محمد بن حسن ابوخالد اشعری کے گھر میں دفن ہوئے اور یہ محمد بن حسن ابوخالد اشعری امام علی الرضاؑ کے اصحاب میں سے تھا۔اور سعد بن سعد قمی الاشعری کا وصی تھا اس وقت یہ جگہ چہل اختران سے مشہور ہے جہاں آپ کے ساتھ آپ کے پوتے محمد بن احمد بن موسیٰ مبرقع دفن ہوئے آپ کی اولاد میں بقول صاحب الاصیلی ابن طقطقی الحسنی آپ کے تین فرزند تھے(۱) محمد کی اولاد نہ تھی (۲) عبداللہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ درج تھے(۳) احمد آپ سے ہی نسل جاری ہوئی۔

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ الشریف ابوحرب الدینوری النسابہ نے یہ زعم کیا کہ محمد بن موسیٰ مبرقع کی اولاد سے بنی خشاب تھی لیکن نسابین کے اجماع نے محمد بن موسیٰ مبرقع کو لاولد لکھا ہے۔اس لیے بنی خشاب کا نسب باطل ہے(عمدۃ الطالب نشر قم صفحہ۱۸۲)منتقلہ الطالبیہ میں ابواسماعیل بن ناصر طباطبا نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن موسیٰ مبرقع کوفہ سے قم میں داخل ہوئے آپ کی وفات ۲۹۶ ہجری کو ہوئی اور آپ اپنی بہنوں زینب اور میمونہ کے ساتھ دفن ہوئے۔

احمد بن موسیٰ مبرقع کی اولاد سے ایک فرزند ابوعلی محمد الاعرج تھے آپ فاضل اور پرہیز گار تھے اور بہت اچھی گفتگو کیا کرتے تھے آپ قم کے رئیس اور نقیب تھے اور امارت حج آپ سے متعلق تھی والی قم نے ان کو فضل میں آئمہ سے تشبیہ دی ہے آپ کی وفات ۳۱۵ ہجری میں ہوئی آپ کی اولاد ایک فرزند ابی عبداللہ احمد نقیب قم سے جاری ہوئی۔

ابی عبداللہ احمد نقیب قم بن ابوعلی محمد الاعرج بن احمد بن موسیٰ مبرقع آپ سید جلیل القدر عظیم الشان اور رفیع المنز لہ تھے آپ عابد اور پرہیز گار تھے اور لوگوں کے دلوں میں خاص مقام رکھتے تھے آپ کی ولادت ۳۱۳ ہجری قم میں ہوئی۔اور وفات ۳۵۸ ہجری قم میں ہی ہوئی آپ کی وفات پر اہل قم کو بہت صدمہ ہوا۔

بقول ابن طقطقی الحسنی آپ کی اعقاب میں پانچ فرزند تھے(۱)حسن (۲) **موسیٰ** (۳)علی(۴) **ابو القاسم علی** (۵)محمد جو درج تھے جبکہ علی ابو القاسم اور علی ایک ہی تھے اور پانچویں فرزند (۵) یحییٰ تھے۔

یہ حضرات باپ کی وفات کے بعد رکن الدولہ دیلمی کے پاس شہرے میں چلے گئے رکن الدولہ نے انہیں تسلی دی اور حکم دیا کہ ان سے رعایت برتی جائے اور ان کی املاک سے خراج نہ لیا جائے وہ پھر دوبارہ قم آ گئے

اول محمد بن ابوعبداللہ احمد نقیب قم بن ابوعلی محمد الاعرج خراسان کی جانب چلے گئے اہل خراسان نے انکی عزت وتکریم کی آپ خراسان میں ہی رہے یہاں تک کہ وہاں ہی قتل ہوگئے ابن طقطقی نے آپ کو درج لکھا ہے اور تحریر کیا ہے کہ آپ کی اولاد نہ تھی۔مگر سید مہدی رجائی نے اپنی کتاب المعقبون میں ان کی اولاد سے ایک مشجر تحریر کیا ہے جو یوں ہے۔السید محسن الرضوی بن محمد رضی الدین بن علی فخر الدین بن محمد رضی الدین بن علی بن حسین بن بادشاہ بن ابی القاسم بن میرہ بن ابی الفضل بن بندار بن الامیر عیسیٰ بن ابی جعفر محمد بن علی بن محمد المذ کور

انہیں محمد بن ابوعبداللہ احمد نقیب قم بن ابوعلی محمد الاعرج کی اولاد سے ایک خاندان ہندوستان میں آباد ہے جو کہ سادات رضویہ عالیہ قصبہ سامانہ پٹیالہ ہندوستان ہے ان کے جدامجد کا نسب یوں ہے ابوعلی امیر امان اللہ حسینی مدفون پیٹالہ ہندوستان بن شرف الدین عرف چمن شاہ بن رضی الدین محمود بن صفی الدین آدم بن سید شرف الدین بن عزیز الدین کلاں بن حسین بن یوسف بن سید خواجہ سبز خط بن سید حامد سند السادات بن حسین بن محمد بن علی بن فخر الدین بن علی بن احمد بن محمد المذ کور

اس خانوادے کی تفصیل دیکھیں کتاب شجرہ مبارک رضویہ مولف سید اجمل حسین رضوی

اعقاب موسیٰ بن ابوعبداللہ احمد نقیب قم بن ابوعلی محمد الاعرج

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی آپ نے رہائش قم میں ہی رکھی اور اپنے بھائی کے کاروبار میں شریک ہو گئے اور اپنے والد محترم کی باقی املاک جو رہن پر تھیں کو آزاد کروایا آپ بہت اچھی سیرت کی مالک تھے۔ اور لوگوں کے ساتھ بہت اچھے پیرائے میں زندگی گزاری اور ان کے حقوق کا خیال رکھا پس اہل قم ان کی صحبت اور میل جول سے بہت راغب ہوئے آپ انکے رئیس اور سردار ہو گئے آپ ۳۷۰ ہجری کو حج کیلئے گئے اور اپنے چچازاد بھائیوں پر عنایات کیں اور انہیں خلعتیں عطیات کیں پھر جب دوبارہ قم آئے تو اہل قم نے آپ کی آمد پر بہت خوشی منائی اور محلّہ جات اور کوچہ وگلیات کا سجایا صاحب بن عباد نے آپ کو خط لکھا اور مبارک باد دی سادات قم کی نقابت آپ کے سپرد تھی سادات کا شان، خورزن اور آبہ سب آپ کے اختیار میں تھے اس وقت ان سادات کی تعداد تین سو اکتیس تھی (۳۳۱) اور ہر ایک کا ماہانہ وظیفہ تین من (فارسی) کھانا اور دس درہم چاندی تھی ان میں سے جو فوت ہوتا اس کا نام وظیفہ رجسٹر سے کاٹ دیا جاتا اور جو پیدا ہوتا اس کا نام درج کر لیا جاتا۔

بقول السید مہدی رجائی آپ کے تین پسران تھے (۱) ابوجعفر محمد النقیب قم (۲) ابوالفتح عبیداللہ ذوالمناقب الاشراف قم (۳) ابوعبداللہ احمد

اول ابوجعفر محمد نقیب قم بن موسیٰ آپ ذوالکفاتین ابوالفتح علی بن محمد بن عمید کے داماد تھے جو رکن الدولہ دیلمی کا وزیر تھا آپ کے دو فرزند تھے (۱) ابو عبداللہ یحییٰ (۲) احمد

دوئم ابوالفتح عبیداللہ ذوالمناقب الاشراف بن موسیٰ آپ شیعہ فقہا میں سے تھے۔ شیخ منتجب الدین نے اپنی فہرست میں آپ کا نام تحریر کیا ہے آپ ثقہ پرہیزگار غسایہ، فاضل اور اخبار آئمہؑ کے راوی تھے آپ کی تصانیف میں کتاب انساب آل رسول واولاد بتول کتاب حلال وحرام، کتاب الادیان الملل جسے شیخ عبدالرحمان بن احمد نیشاپوری جو الشیخ طوسی کے شاگردوں میں سے تھے نے پڑھا۔ (منیتہ الرغبین صفحہ ۲۰۹۔۲۰۸)

بقول ابن بابویہ آپ عالم ثقہ ورع، فاضل محدث تھے آپ کی کتاب انساب آل رسول واولاد بتول کتاب حلال وحرام اور کتاب الادیان الملل کو شیخ مفید نے پڑھا۔ ان سے عبدالرحمان بن احمد نیشاپوری نے روایت کی ہے (فہرست اسماء علماء الشیعہ مصنفھم (صفحہ ۱۱۲۔۱۱۱)

آپ کی اولاد میں ایک فرزند ابی الحسن موسیٰ ذوالمجد ین سید الرئیس النقیب بقم وکاشان تھے۔

سوئم ابوعبداللہ احمد بن موسیٰ بقول سید مہدی رجائی آپ سید جلیل القدر اور رفیع المنز لہ تھے۔ آپ قم کے رئیس اور نقیب تھے آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱) ابوطالب ناصر ہمدان (۲) ابوالمعالی عیسیٰ ان دونوں کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن حسین بن حسن البصری تھیں اور تیسرے فرزند (۳) ابوعلی محمد

ان میں ابوعلی محمد بن ابوعبداللہ احمد بن موسیٰ کی اولاد میں ایک فرزند ابی جعفر علی تھے۔اور ابوجعفر علی بن ابوعلی محمد کی اعقاب میں چار فرزند تھے(۱) ابواحمد محمد (۲) ابوالحسن موسیٰ (۳) ابومحمد جعفر (۴) حسین ان میں ابومحمد جعفر بن ابوجعفر علی بن ابوعلی محمد کی اولاد سے (۱) بندار اور (۲) ابوالفتوح ابنان عیسیٰ بن محمد بن ابومحمد جعفر المذ کور تھے۔

اول بندار بن عیسیٰ بن ابومحمد جعفر کی اولاد سے میر عبدالغفار کا شانی بن میر عبدالرزاق بن میر محمد یوسف بن میر محمد رضا بن میر زین العابدین بن میر صدر الدین بن موسیٰ بن حسن بن ہمایوں شاہ بن ابوالقاسم بن ابی الفضل بن بندار المذ کور تھے بقول آغا بزرگ طہرانی آپ فقیہ الفاضل اور علامہ باقر مجلسی صاحب بحارالانوار کے شاگرد تھے آپ قصر کاشان میں دفن ہوئے۔

آپ کی اولاد سے سید محمد باقر بن اسماعیل بن ابی طالب بن محمد بن عبدالغفار کاشانی الرضوی المذ کور بقول آغا بزرگ طہرانی آپ نے نجف الاشرف کی جانب ہجرت کی (نقباء البشر جلد اول صفحہ ۱۹۷۔۱۹۶)

دوئم ابی الفتوح بن عیسیٰ بن ابومحمد جعفر کی اولاد سے محمد شمس الدین بن محمود بن محمد بن میر یار بن حسن بن علی بن ابولفتوح المذ کور تھے۔آپ سلطان شاہ رخ میرزا کے عہد میں قم سے مشہد منتقل ہوئے۔

آپ کی اولاد سے السید ابی طالب نظام الدین نقیب مشہد الامام رضاؑ بن ابوالقاسم بن محمد بن عزیز بن محمد شمس الدین المذ کور تھے۔بقول السید ضامن بن شدقم العبید لی آپ سید جلیل القدر اور جم المحاسن تھے اور شاہ عباس بن شاہ محمد خدابندہ کی طرف سے امام رضاؑ کے روضے کے متولی رہے۔

آپ کی اولاد ایک فرزند سید محمد بدیع الرضوی سے جاری ہوئی بقول ضامن بن شدقم کہ آپ صاحب مروت وشہامت رفعت وریاست تھے آپ مشہد اور اس کے مضافات کے مرجع تھے اور آپ کی اولاد کا سلسلہ کثیر ہے اور ایران کے مختلف شہروں میں آباد ہے۔

جن کے حالات سید مہدی رجائی نے کتاب المعقبون میں تحریر فرمائے ہیں۔

اعقاب ابوالقاسم علی بن ابوعبداللہ احمد النقیب بن ابوعلی محمد الاعرج

آپ بھی خراسان گئے اور طوس میں رہائش اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔آپ کی اولاد میں بقول ابن طقطقی ایک فرزند(۱) ابوعبداللہ احمد تھا جسکی والدہ دختر موسی النقیب بن ابوعبداللہ احمد النقیب بن محمد الاعرج تھیں اور دوسرا فرزند (۲) ابوعلی محمد تھا (الاصیلی ۱۵۷)

اول ابوعبداللہ احمد بن ابوالقاسم علی کی اولاد سے زہیر بن محمد بن حسن بن ابوعبداللہ احمد المذ کور تھے

نسب ابوالقاسم لاہوری مولف کتاب رسالہ السادۃ فی سیادۃ السادۃ

سید ابوالقاسم بن حسین بن نقی بن ابوالحسن بن محمد بن حسین القمی بن محمد بن احمد بن منہاج بن جلال بن قاسم بن علی بن حبیب بن حسین بن ابوعبداللہ احمد نقیب قم بن محمد الاعرج بن احمد بن موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی الجواد بن امام علی الرضاؑ اس نسب میں علم الانساب کی رو سے اس میں نقص موجود ہے کیونکہ ابو عبداللہ احمد نقیب قم بن محمد الاعرج کا کوئی حسین نامی فرزند نہ تھا۔اور اس کے بعد کے متعدد نام بھی کسی کتاب میں درج نہیں۔

اس کے علاوہ اس خاندان کی تفصیل روضۃ الانساب میں مرقوم ہے اور موصوف نے رسالہ السادہ فی سیادہ السادہ میں بالکل غلط اور بے بنیاد باتیں لکھی

ہیں۔جبکہ ان کا اپنا نسب سرے سے غلط ہے ایرانی حضرات نے صرف شیعہ عالم ہونے کی بنیاد پر ان کی غیر تحقیقی کتاب قم سے شائع کر دی ہم یہاں ان کی عدم سیادت ثابت کرنا نہیں چا رہے۔صرف موصوف کے نسب کو علم الانساب کی رو سے پر کھ رہے ہیں باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

السادات الاخوی التقوی الرضوی

ان حضرات کا نسب اس طرح ہے۔حسن الاخوی بن حسین بن جعفر بن صالح بن جعفر بن صالح الدین بن طاہر بن میر یحییٰ بن غیاث بن عبداللہ بن عبدالعظیم بن میر یحییٰ بن میر طاہر بن عمادالدین بن کسری بن عمر بن عماد بن ابی طاہر بن موسیٰ بن حمزہ بن منوچر بن میر یحییٰ بن جمال الدین بن ابی طاہر بن عمادالدین بن عمران بن موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی الجوادؑ بن امام علی الرضاؑ

بقول سید جعفر الاعرجی کہ علمائے انساب نے نزدیک یہ نسب باطل ہے کیونکہ موسیٰ مبرقع کا کوئی فرزند عمران نام کا نہیں تھا اور یہ لوگ سادات الاخوی التقوی سے معروف ہیں بقول آغا سید شہاب الدین نجفی مرعشی کہ یہ نسب درست ہے مگر عمران اور موسیٰ مبرقع کے مابین کچھ پشتیں بنتی ہیں جو کہ حذف ہیں۔واللہ اعلم

ذکر سیدہ حکیمہ بنت امام محمد تقی الجوادؑ بن امام علی الرضاؑ

آپ جناب امام محمد تقی الجوادؑ کی تمام صاحبزادیوں میں فضائل اور مناقب میں ممتاز تھیں آپ نے چار اماموں کو دیکھا امام محمد تقیؑ ،امام علی الھادی النقیؑ ،امام حسن العسکریؑ اور امام محمد مہدی آخرالزماںؑ۔حضرت امام علی نقیؑ نے والدہ امام زمانہؑ نرجس خاتون کو آپ کے سپرد کیا تا کہ انھیں علوم دین اور احکام شریعت سکھائیں امام حسن العسکریؑ کی وفات کے بعد آپ امام محمد مہدیؑ کی طرف سے منصب سفارت پر فائز تھیں۔لوگوں کی عرائض امام محمد مہدیؑ تک پہنچاتی اور توقیعات شریفہ (امام کے خطوط) جو اس ناحیہ مقدسہ سے صادر ہوتے لوگوں تک پہنچاتی تھیں آپ وہ اول خاتون ہیں جنہوں نے امام محمد مہدیؑ کی ولادت کے بعد انہیں بوسہ دیا۔ان کو گود میں لیا اور ان کے والد امام حسن العسکریؑ کے پاس لے گئیں آپ کی قبر مبارک سامرہ میں امام حسن عسکریؑ کی قبر کے ساتھ ہی ہے۔

باب دوازدہم اعقاب امام علی النقی الھادی بن امام محمد تقی الجواد بن امام علی الرضاؑ

بقول ابوالحسن عمری آپ کا نام علی کنیت ابوالحسن العسکری اور لقب زکی تھا۔اس کے علاوہ آپ کے القاب ھادی اور نقی تھا بقول عمری آپ کی والدہ سمانہ خاتون تھیں اور آپ کی وفات ۲۵۴ ہجری میں ہوئی

بقول عمری آپ نے سرمن رائے کے ایک محلّہ العسکر میں قیام کیا (المجدی فی الانساب الطالبین صفحہ ۳۲۵)

بقول السید جمال الدین ابن عنبہ آپ کو متوکل عباسی نے سرمن رائے میں جلاوطن کیا اس لئے آپ شہادت تک وہاں ہی رہے (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۷۹)

الاصیلی میں ابن طقطقی اور شیخ صدوق نے بھی اصول کافی میں آپ کی والدہ کا نام سمانہ لکھا ہے۔(اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۹۸) بقول ابن طقطقی آپ کی ولادت مدینہ میں سنہ ۲۱۲ ہجری میں ہوئی آپ سید الطالبین تھے۔آپ کو مدینہ سے سرمن رائے ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا اور آپ کی شہادت ۳ رجب ۲۵۴ ہجری میں ہوئی (الاصیلی صفحہ ۱۵۸)

علم الانساب کی رو سے آپ ۲۴۵ ہجری میں فوت ہوئے اور آپ مولا علیؑ کی نویں پشت مبارک سے تھے اور اس وقت آپ کے پوتے بھی موجود تھے یعنی گیارہ پشتیں اس حساب سے ۲۵۴ سالوں میں گیارہ پشتیں ہو سکتیں ہیں اور اگر ۱۰۰ مزید سالوں میں ۳ پشتیں بھی بڑھائی جائیں تو (۱۴) بن جاتی ہیں بعض نسابین ۳۰۰ سالوں میں دس سے گیارہ پشتوں کے قائل ہیں جبکہ مذکور بالا حکایت ایسے نسابین کے لئے دعوت فکر ہے۔اس سلسلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ تین سو سالوں میں ۱۲ سے ۱۳ پشتیں مقبول ہیں۔کیونکہ عمدۃ الطالب کی رو سے ایک صدی میں ۲ سے ۵ پشتیں چل سکتی ہیں۔

یہ علم الانساب کا ایک مسئلہ تھا جس کا بیان ضروری تھا۔

ابن طقطقی نے جناب امام علی الھادی النقیؑ کی کنیت ابوالحسن ثالث لکھی ہے۔چونکہ امام موسیٰ کاظمؑ اور امام علی الرضاؑ کی کنیت بھی ابوالحسن تھی۔اور امام محمد تقی الجوادؑ کو چھوڑ کر لگاتار اماموں کی کنیت ابوالحسن ہوئی یعنی آپ امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد تیسرے امام تھے جن کی کنیت ابوالحسن تھی اس لئے ابوالحسن ثالث کہلائے۔آپ کی والدہ سمانہ مغربیہ تھیں۔آپ سلسلہ امامت کے دسویں تاجدار تھے۔

سید ابن طاؤس نے جناب عبدالعظیم حسنی سے روایت کی ہے کہ امام محمد تقیؑ نے ایک حرز اپنے فرزند ارجمند امام علی نقیؑ کے لئے لکھا اور یہ نقش امام علی النقیؑ کی انگوٹھی کا تھا ''حفظ العھو دمن اخلاق المعبود''

آپ کا مدینہ سے سامرہ ہجرت کرنے کا سبب یہ تھا کہ بدیحہ عباسی نے جو حرمین کا امام جماعت تھا اس نے متوکل کو لکھا کہ اگر تجھے مکہ اور مدینہ کی ضرورت ہے تو علی الھادی النقیؑ کو یہاں سے نکال دے کیونکہ اس علاقے کے اکثر لوگوں کو انہوں نے مطیع اور فرمانبردار بنا رکھا ہے کچھ اور لوگوں نے بھی متوکل کو اسی مضمون کے خط تحریر کئے اس کے علاوہ عبداللہ بن محمد والی مدینہ بھی امام علی النقی الھادیؑ کو تکلیف پہنچاتا تھا اور آپ کی اہانت کیا کرتا تھا اس نے بھی اس سلسلے میں کئی خطوط تحریر کئے

مسعودی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ یحییٰ بن ہرثمہ سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے مجھے متوکل نے مدینہ میں امام علی نقی الھادیؑ کو مدینہ سے سامرہ لے جانے کیلئے بھیجا اس کا سبب بعض چیزیں تھیں جو متوکل کو حضرت کے بارے میں پہنچی تھی آپ کی وفات ۲۵۴ ہجری میں ہوئی اس حساب سے آپ کی عمر

مبارک ۴۲ سال بنتی ہے۔

روایت ہے کہ آپ کو متوکل عباسی نے زہر دلوائی جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق معتز باللہ نے زہر دلوائی خیر آپ عباسی خلفاء کی زہر سے ہی شہید ہوئے

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱) **الامام ابو محمد حسن العسکری** (۲) **ابو عبدالله جعفر الزکی** (۳) ابوجعفر محمد جبکہ ایک فرزند (۴) حسین کا ذکر شیخ مفید اور بہقی نے کیا ہے جبکہ الشجر المبارکہ میں موسیٰ اور علی کا ذکر بھی ہے۔

اور آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں (۱) عائشہ (۲) فاطمہ (۳) بریہہ

ان میں بریہہ بنت امام علی النقی الہادیؑ کی شادی محمد بن موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی الجوادؑ سے ہوئی۔ اور آپ اپنے خاوند کے ساتھ قم بمقام چہل اختران میں دفن ہیں (الشجر ۃ المبارکہ صفحہ ۹۶)

اول حسین بن امام علی النقی الھادیؑ شیخ مفید نے آپ کا ذکر کیا ہے کہ آپ جلیل القدر اور عظیم الشان تھے بعض روایات میں ہے کہ امام حسن العسکر ی اور حسین کو سبطین سے تعبیر کیا گیا اور ان دونوں برادران کو ان کے دواجداد یعنی رسول اللہؐ کے نواسوں امام حسن اور حسین سے تعبیر کیا گیا۔

کتاب شجرۃ اولیاء میں ہے کہ حسین بن امام علی النقی الھادی زاہد اور عابد تھے آپ کا مدفن سامرہ میں ہے (الارشاد جلد دوئم صفحہ ۳۱۲) اور بقول بہقی آپ درج (لاولد) تھے (لباب الانساب جلد دوئم صفحہ ۴۴۱)

دوئم ابوجعفر محمد بن امام علی النقی الھادیؑ شیخ مفید طوسی اور شیخ طبرسی سے روایت ہے کہ بنی ہاشم کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ ابوجعفر محمد کی وفات کے دن ہم امام علی النقی الہادی کے گھر تشریف لے گئے اور دیکھتے ہیں کہ صحن میں ایک مسند بچھی ہوئی ہے اور لوگ آپ کے اردگرد جمع ہیں اور ہم نے ان لوگوں کا اندازہ لگایا جو آل ابوطالب بنی عباس اور قریش سے تھے ان کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو افراد تھی پس اچانک امام حسن عسکری وارد ہوئے اور اپنے بھائی کی وفات پر اپنا گریبان چاک کیا ہوا تھا اور اپنے والد بزگوار کے برابر میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ ہم نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو امام نے فرمایا یہ میرے فرزند حسن ہیں اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال ہوگئی۔

بقول الشیخ عمری آپ اپنے والد کی حیات میں ہی حجاز کا سفر کرنا چاہتے تھے یہاں تک کہ بلد نامی مقام پر پہنچے جو موصل سے سات فرسخ کے فاصلے پر ہے اور یہاں ہی آپ نے وفات پائی اور آپ کا مزار بھی یہیں ہے (المجد ی ۳۲۳) آپ کی اولاد کے ہونے کا ذکر بھی نہیں ہے ابن طقطقی نے بھی آپ کو لاولد لکھا ہے (الاصیلی صفحہ ۱۵۸)

باقی نسابین نے بھی آپ کی اولاد نہ ہونے کا ذکر کیا ہے جبکہ بقول نسابہ جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کہ امام علی نقی الھادیؑ کی اولاد صرف دو پسران سے چلی امام حسن العسکر ی اور ابوعبداللہ جعفر الزکی التواب یوں جمال الدین ابن عنبہ کے قول کی رو سے بھی ابوجعفر محمد بن امام علی النقی الہادیؑ کی اولاد کی نفی ہوتی ہے اور کتاب الشجر ۃ المبارکہ میں امام فخر الدین رازی کا قول بھی اسی طرح ہے اور اس سے بھی ابوجعفر محمد بن امام النقیؑ کی اولاد ہونے کی نفی ہو جاتی ہے

دوسری طرف سید ضامن بن شدقم نے اپنی کتاب تحفۃ الازھار میں ان سے منسوب ایک نسب لکھا ہے جو شمس الدین محمد بن علی بن حسین بن محمد بن امام علی

نقیؒ ہے،ہم سادات ترمذی کے نسب پراس نسب پراور تفصیل سے بحث کریں گے۔

النسب الشریف السید علی ترمذی المعروف پیرخراسان رحمت اللہ علیہ

ابوجعفر محمد بن امام علی النقی الھادیؒ کی طرف منسوب ایک نسب سید علی ترمذی المعروف پیرخراسان المعروف پیر بابا کا ہے۔جسکی روایت انکے کتبہ مزار پر لکھے نسب سے ہے اورزیادہ تر سادات ترمذی کے قلمی شجروں میں بھی یہی روایت کثرت سے ملتی ہے۔غوث الزماں قطب العالم السید علی ترمذی المعروف پیر بابا بن سید قنبر علی شاہ بن سید احمد نور بن سید یوسف نور بن سید محمد نور بخش بن سید احمد بیغم بن سید براق بن سید احمد مشتاق بن سید ابوتراب بن سید حامد صاحب بن سید محمد بن اسحاق بن عثمان بن جعفر بن عمر بن محمد بن سید حسام الدین بن سید ناصرالدین (مولف کتاب سفینۃ الاولیاء جس کتاب میں سادات کاظمیہ المشہد یہ کے ورود ہند ہونے کا بیان ہے اور یہ کتاب تصوف پر ہے) بن سید جلال علم گنج بخاری بن امیر علی بن سید عبدالرحیم بن سید محمد مکی بن سید محمد ثمر قندی بن امام علی النقی الھادیؒ المذکور

مذکورہ بالا روایت کے علاوہ پیر بابا کے مرید اخوند درویزہ نے ان کا نسب جب تحریر کیا تو ان کو امام محمد مہدیؑ بن امام حسن العسکریؑ کی اولاد تحریر کیا جو بالکل غلط ہے۔اس کے علاوہ انکا ایک نسب سید محمد مکی جدِ امجد سادات بھکری پر بھی منتہیٰ ہوتا ہے۔اور یہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ ان کے نسب کی ایک روایت امام زادہ حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ تک منسوب ہوتی ہے یہ روایت بھی غلط ہے اور تحقیق سے ثابت نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ بھی ان کے نسب کی کچھ روائتیں ہیں لیکن سب سے معتبر روایت اول ہی ہے جو ہم نے بیان کردی اس روایت کے مطابق یہ نسب محمد بن امام علی النقی پر منتھیٰ ہوتا ہے۔جبکہ علم الانساب میں متقدمین اور نسابین نے ان کو لاولد لکھا ہے۔ہمارے نزدیک محمد جسے ان کے مشجرات میں محمد سمرقندی لکھا ہے اور امام علی نقیؒ کے مابین کچھ پشتیں حذف ہونے کا احتمال ہے۔لیکن ان سادات کی شہرت بلدی قدیم زمانے سے مستند ہے اور یہ سادات عالیہ بلند درجات ہیں سید علی ترمذی کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی آج یہ حضرات پاکستان کے شمالی اضلاع میں کثیر تعداد کے ساتھ آباد ہیں لوگ سوات، کاغان، کوہستان اور مانسہرہ کے اضلاع میں کثیر تعداد میں آباد ہیں حضرت سید علی ترمذی ایک مشہور صوفی بزرگ تھے جن کا مزار سوات میں مرجع الخلائق ہے اس خانوادے میں سادات کے دوسرے خانوادوں کی رشتہ داریاں بھی ہیں جو ان کے سید ہونے کی گواہی دیتی ہیں۔البتہ نسب میں کچھ ابہام موجود ہے جو نقل کرنے میں غلطی کرنے سے واقع ہوسکتا ہے اور یونہی قرن بہ قرن چلتا آیا۔

سید ضامن بن شدقم نے اپنی کتاب تحفۃ الازھار میں سید محمد بن امام علی النقی الھادی کی اولاد تحریر کی اور ان میں سے سید شمس الدین محمد بن علی بن حسین بن محمد بن امام علی النقیؒ کے بارے میں لکھا کہ یہ سید شمس الدین میر سلطان بخاری کے نام سے مشہور تھے اور ان کی اولاد کو بخاری کہا جاتا ہے کیونکہ میر سید شمس الدین محمد بخارا میں رہائش پذیر تھے اور بڑے بڑے علماء سے ان کے فضائل اور کرامات نقل ہوئی ہیں آپ بخارا سے بلاد روم گئے اور شہر بروساء میں قیام کیا اور ۸۳۲ یا ۸۳۳ ہجری کو اسی شہر میں وفات پائی اس شمس الدین محمد بن علی کی اولاد سے بقول سید حسن براقی بن سید محمد یعارج بن حمزہ بن یوسف بن علی علاء الدین ابراہیم بن شمس الدین المذکور تھے۔

بقول سید ضامن بن شدقم کہ سید شمس الدین جو کہ میر سلطان بخاری کے نام سے مشہور تھے اور بخارا میں رہتے تھے ان کی اولاد بخاری کہلواتی ہے جبکہ سید علی ترمذی کے اجداد بھی بخاری ہی کہلواتے تھے اور یہ حضرات بخارا سے ترمذ ہجرت کر کے آئے۔ سید علی ترمذی کے اجداد میں سید ناصر الدین بن جلال علم گنج بخاری بن امیر علی بن عبدالرحیم بن سید محمود مکی بن سید محمد سمرقندی بن امام علی نقیؑ مشہور بزرگ تھے اور بغداد میں تشریف لائے آپ نے ایک کتاب تصوف پر تحریر کی جس کا نام سفینۃ اولیاء ہے اور اس کے قلمی مخطوطے کچھ حضرات کے پاس محفوظ ہیں۔

ضامن بن شدقم المدنی کی روایت سے محمد بن امام علی نقیؑ کی اولاد تھی اور وہ بخارا کی جانب گئے اور یہ سادات ترمذی بھی بخارا سے ترمذ آئے اور یہ بھی اپنا نسب محمد بن امام علی نقیؑ تک لے جاتے ہیں یوں ہوسکتا ہے کہ سادات ترمذی اصل میں اسی خاندان کی ایک شاخ ہو جو بخارا میں آن بسا لیکن نسب کی نقل میں غلطی کی وجہ سے اور باقاعدہ نسب دانی نہ جاننے کی وجہ سے یہ لوگ اپنے سابقہ خاندان جو کہ بخارا میں آباد تھا تک رجوع نہ کر سکے ہوں اور ہجرت در ہجرت کرتے رہے ہوں۔ حتیٰ کہ سید علی ترمذی ہندوستان میں وارد ہوئے یاد رہے کہ یہ خاندان خراسان سے ہند میں داخل ہوا اور بخارا اور ترمذ دونوں خراسانی شہر ہیں۔

اور سید علی ترمذی کا ایک لقب پیر خراسان بھی ہے پاکستان میں یہ سادات صوبہ سرحد میں بکثرت آباد ہیں اور ان کے ناموں کے ساتھ انکی سکنی نسبت ترمذی ہی استعمال ہوتی ہے۔

سوئم علی بن امام علی النقی چہارم موسیٰ بن امام علی النقی ان دونوں کی اولاد نہ تھی اس پر نسابین متفق ہیں

سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی امام فخر الدین الرازی، الشیخ ابوالحسن عمری اور قدیم تمام نسابین نے امام علی النقیؑ کی مشہور اولاد صرف دو پسران سے لکھی ہے (۱) امام حسن العسکریؑ (۲) جعفر الزکی

اعقاب جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ بن امام محمد تقی الجوادؑ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی نسابین نے آپ کے نام کے ساتھ کذاب اور تواب دونوں لفظ استعمال کئے ہیں آپ کی کنیت ابا کرین بھی تھی بقول ابن طقطقی کہ شیعہ آپ کو کذاب اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے بھائی امام حسن العسکری کی وارثت کا دعوی کیا اور خود امامت کے مدعی ہوئے (الاصیلی صفحہ ۱۵۸)

بقول عمری کہ کہا شیخ شرف العبید لی نے بہت کثیر تعداد میں لوگوں کے نسب جعفر بن امام علی النقی پر منتھیٰ ہوتے ہیں اور ذکر کیا کہ شیعہ کی ایک قوم نے ان کو امامت کی دعوت دی (المجدی صفحہ ۳۳۱)

اس سلسلے میں خاتم النسابین آغا سید شہاب الدین نجفی مرعشی کا خط قابل غور ہے جب ان سے جناب جعفر الزکی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فتوی تحریر کیا۔

آپ نے امام علی النقی الہادیؑ کے فرزند جعفر الزکی کے بارے میں سوال فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جناب جعفر الزکی نے امامت کا دعویٰ نہیں فرمایا کچھ دشمنان آل رسولؐ نے تفرقہ اور اختلاف پیدا کرنے کی خاطر ضعیف الاعتقاد شیعوں کے مابین یہ افواہیں پھیلا دی تھیں جبکہ ناحیہ مقدسہ سے صادر ہونے والی توقیعات میں سے ایک توقیع میں خود ولی العصرؑ فرماتے ہیں کہ ”میرے چچا جعفر کے سلسلے میں اپنی زبانوں کو لگام دو وہ تائب مرے ہیں“

اور رعیت کو حق نہیں کہ وہ معصومینؑ کے فرزندوں کے سلسلے میں جسارت کرے کیونکہ متکلمین کے عقیدے کے مطابق یہ بزرگوار دو پہلوؤں کے حامل ہیں ایک بشری دوسرا الٰہی اپنے بشری پہلو میں ان میں سے کوئی بھی اپنی اولاد کے سلسلے میں راضی نہیں کہ ان کی اولاد کی توہین کی جائے نیز انکی اولاد کی توہین خود انکی توہین ہے یہ خط سید شہاب الدین نجفی مرعشی الحسینی کا ہے جو حقیقت جعفر الزکی آشکار کرتا ہے جعفر الزکی نے ۴۵ سال کی عمر میں بمطابق ۲۷۱ ہجری کو وفات پائی۔

جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادی کی ایک کنیت ابا کرین تھی۔ایک راویت کے مطابق آپ کی ایک سوبیس (۱۲۰) اولادیں تھیں اور یہ روایت بہت سی کتابوں میں مذکور ہے کہ آپ کی (۱۲۰) اولادیں تھیں

سید مہدی رجائی نے المعقبون میں آپ کی ۲۷ دختران تحریر کی ہیں۔(۱) زینب (۲) ام عیسیٰ (۳) ام حسن (۴) ام حسین (۵) سکینہ (۶) اسماء (۷) ام عبداللہ (۸) ام احمد (۹) کلثوم الصغری (۱۰) ام فروہ (۱۱) ام القاسم (۱۲) خدیجہ (۱۳) ام موسیٰ (۱۴) آمنہ (۱۵) ام الفضل (۱۷) ام محمد (۱۸) کلیم (۱۹) حکیمہ (۲۰) دریہہ (۲۱) ام جعفر (۲۲) ام سلمۃ (۲۳) حسنہ (۲۴) امینہ (۲۵) میمونہ (۲۶) سمیہ (۲۷) آمنہ صغری

جبکہ سید مہید رجائی نے آپ کے اٹھارہ پسران کا ذکر کیا ہے

(۱) ابوالحسن علی الاشقر سید النقباء بغداد (۲) عبدالعزیز (۳) یحیٰ صوفی حجاز سے بغداد منتقل ہوئے (۴) ابو القاسم طاہر (۵) اسماعیل حریفا (۶) ادریس (۷) عیسیٰ المجد (۸) ہارون (۹) ابوالحسین محسن (۱۰) عبداللہ (۱۱) موسیٰ (۱۲) ابوجعفر محمد (۱۳) عباس النسابہ نیشاپور (۱۴) عبیداللہ (۱۵) ابراہیم (۱۶) ابومحمد حسن (۱۷) احمد (۱۸) اسحاق

ان میں اول عیسیٰ المجد بن جعفر الزکی آپ ابن رضا کے نام سے معروف تھے آپ عالم فاضل اور کامل تھے آپ سے شیخ اجل ابومحمد ہارون موسیٰ العکبری نے ۳۲۵ ہجری میں حدیث سنی اور آپ سے اجازہ حاصل کیا۔ بقول البیہقی آپ کی اعقاب میں اولاد نہ تھی (لباب الانساب جلد دوم صفحہ ۴۴۲)

دوئم عباس بن جعفر الزکی بقول سید عبدالرزاق آل کمونہ آپ علم الانساب کے ماہر تھے آپ کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب میں کیا آپ کی اولاد نہ چلی (منیہ الراغبین فی طبقات النسابین صفحہ ۱۴۹)

سوئم ابوالحسین محسن بن جعفر الزکی آپ کو بعض جگہ ابوالرضا بھی لکھا ہے آپ کے مقتدر باللہ عباسی کے زمانے میں بمطابق ۳۰۰ ہجری دمشق میں خروج کیا تو آپ کو قتل کر دیا گیا اور آپ کا سر قلم کر کے بغداد لے جایا گیا اور پل بغداد پر لٹکایا گیا۔

چہارم عبدالعزیز بن جعفر الزکی بقول مہدی رجائی آپ منقرض ہو گئے اور ایک بیٹی کے علاوہ اولاد میں کوئی نہ بچا۔

سید جمال الدین ابن عنبہ عمری اور جمہور نسابین نے جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادی کی اولاد چھ فرزندوں سے باقی لکھی ہے یعنی آپ کی اولاد ان چھ پسران سے باقی ہے۔(۱) **اسماعیل حریفا** (۲) **ابوالقاسم طاہر** (۳) **ہارون** (۴) **ادریس** (۵) **علی الاشقر** (۶) **یحییٰ الصوفی**

اور انہیں حضرات کی اولاد آج دنیا میں باقی ہے ان تمام افراد کی اولاد دنیا کے مختلف منطقوں میں آباد ہے۔

اعقاب اسماعیل حریفا بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ

آپ کی اولاد میں عمدۃ الطالب کے مختلف نسخوں میں دو روایات ہیں ایک روایت کے مطابق اسماعیل حریفا کے دو فرزند تھے۔ جن سے انکی اولاد جاری ہوئی ایک روایت جو مختصر بنی ہاشم تالیف سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کی ہے اور یہ کتاب آج کل عمدۃ الطالب صغریٰ سے موسوم ہے اصلاً یہ کتاب مختصر بنی ہاشمؒ ہے اس میں اسماعیل حریفا کی اولاد دو فرزند (۱) ابوالبقاء محمد اور (۲) محمد ہیں اور محمد بن اسماعیل کے اعقاب میں ناصر بن اسماعیل بن علی بن محمد بن اسماعیل المذکور تھے۔

جبکہ عمدۃ الطالب وسطیٰ جو قم ایران میں مکتبہ انصاریان سے شائع ہوئی کے بمطابق اسماعیل حریفا کے دو فرزند تھے (۱) ناصر (۲) ابوالبقاء محمد

اب ان دونوں روایتوں کو جمال الدین ابن عنبہ الحسنی نے تحریر کیا ہے ایک میں ناصر اور ابوالبقاء محمد بھائی ہیں جبکہ دوسری میں ناصر بن اسماعیل بن علی بن محمد بن اسماعیل حریفا ہے

یعنی ایک ہی شخص نے ناصر کا نسب ایک جگہ پر براہ راست اسماعیل حریفا سے ملایا ہے اور دوسری جگہ تین واسطوں سے ملایا ہے

عمدۃ الطالب وسطیٰ نشر مکتبہ انصاریاں قم المقدس ایران کے ماخذ میں عمدۃ الطالب کے قدیم ترین نسخے ہیں

اول نسخہ مکتبہ علامہ المصلح الحجۃ الشیخ محمد حسین بن علامہ شیخ علی بن شیخ محمد رضا آل الفقیہ الاوحد المصلح بن شیخ موسیٰ بن شیخ الاکبر جعفر کاشف الغطاء اس مکتبہ میں بہت سی قدیم اور جدید کتب محفوظ ہیں دوئم نسخہ بخط علامہ الکبیر السید الشیخ محمد طاہر السماوی النجفی یہ نسخہ بھی بہت قدیم ہے اور سوئم نسخہ بخط علامہ الکبیر السید حسین بن مساعد بن حسن بن مخزوم بن ابی القاسم بن عیسیٰ الحسینی الحائری اور یہ نسخہ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۸۹۳ ہجری کا ہے یعنی یہ نسخہ جمال الدین ابن عنبہ کی وفات کے فوراً بعد لکھا گیا زمانے کے حساب سے یہ نسخہ مذکورہ بالا دونوں نسخوں سے قیمتی اور قدیم ہے اس لئے اس میں غلطی کے احتمال بھی کم ہیں ان تین نسخوں کو مدنظر رکھ کر کتاب عمدۃ الطالب الوسطی نشر مکتبہ انصاریاں قم المقدسہ ایران شائع کی گئی اور اس کی روایت کے مطابق اسماعیل حریفا بن جعفر الزکی کے دو فرزند تھے (۱) ناصر اور (۲) ابوالبقاء محمد یوں عمدۃ کے نسخوں میں ناصر کی اولاد سے اسماعیل حریفا کی اولاد ہونا ثابت ہیں لیکن روایات دو ہیں۔ ایک میں ناصر اسماعیل حریفا کا براہ راست فرزند ہے جبکہ دوسری روایت میں ان کے مابین تین واسطے حائل ہیں۔

اب ہم عمدۃ الطالب سے ہٹ کر کچھ دوسری کتابوں کی روایات کا جائزہ لیتے ہیں۔ کتاب الشجرۃ المبارکہ میں فخر الدین رازی نے السید ابوالغنائم زیدی نسابہ کا قول نقل کیا ہے جو فرماتے ہیں کہ اسماعیل حریفا کی اولاد صرف جعفر السمین سے جاری ہوئی اور بعض میں انکا بیٹا محمد بھی لکھا ہے

دور جدید کی کتاب المعقبون میں اسماعیل حریفا کے اعقاب میں دو فرزند محمد اور حمزہ لکھے ہیں۔ اور اسی محمد کی اولاد سے ناصر بن اسماعیل بن علی بن محمد بن اسماعیل حریفا المذکور لکھا ہے۔ کتاب الاصیلی میں اسماعیل بن جعفر الزکی اولاد سے صرف حمزہ بن محمد بن اسماعیل حریفا لکھا ہے۔ یوں اسماعیل حریفا کی اولاد میں روایات میں اختلاف ہے تاہم ان سب روایات میں عمدۃ الطالب کی روایت معتبر ہے۔ کتاب عمدۃ طالب صغریٰ جو آج عوام میں مقبول ہے اس کا اصل نام ''مختصر بنی ہاشم'' ہے اور ناصر بن اسماعیل بن علی بن محمد بن اسماعیل حریفا والی روایت بھی اسی کتاب کی ہے۔ جبکہ عمدۃ الطالب حقیقی دراصل عمدۃ الطالب وسطی ہے جسکی روایت کے مطابق اسماعیل حریفا بن جعفر الزکی کے دو پسران تھے (۱) ناصر (۲) ابوالبقاء محمد

اسماعیل حریفا کی اولاد کی تفصیل کتب الانساب میں میسر نہیں تاہم ہندوستان کی ایک قدیم کتاب منبع الانساب کی رو سے سادات عالیہ بھکریہ، رضویہ، نقویہ ناصر بن اسماعیل حریف کی ہی اولاد ہیں۔

السادات عالیہ بھکریہ رضویہ النقویہ من اعقاب ناصر بن اسماعیل حریفا

سادات عالیہ بھکریہ، رضویہ، النقویہ پاکستان والھند کے جد امجد سید محمد مکی ہیں جن کے نسب کی دو روائتیں ہیں اول روایت کتاب منبع الانساب سے ہے اور دوسری روایت عام شجروں میں کثرت سے ملتی ہے اول روایت کتاب منبع الانساب کی ہے کہ جو کہ تقریباً اسی زمانے میں مرتب ہوئی جس زمانے ہیں عمدۃ طالب لکھی گئی یا یوں کہیں کہ عمدۃ الطالب کے تھوڑے عرصہ بعد ہی لکھی گئی اس حساب سے یہ ایک قدیم مخطوطہ ہے اور اس میں انساب کے علاوہ تصوف کے مشائخ کے تذکرے بھی ہیں۔

اول روایت کے مطابق سید محمد مکی شیر اسوار بن سید شجاع الدین خراسانی بن ابو ابراہیم قاسم بن ابو القاسم زید المکرّم بن جعفر بن حمزہ بن ہارون بن ناصر المعروف عقیل الملک بن اسماعیل حریفا بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ منبع الانساب میں سید معین الحق جھانسوی فرماتے ہیں کہ اسماعیل حریفا بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ کی کنیت ابو نصر تھی آپ کی پیدائش ۲۶۰ یا ۲۸۰ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی آپ کی والدہ حضرت امام حسن مجتبیٰ ابن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی اولاد سے تھیں آپ کی عمر ۱۰۰ سال تھی آپ کی وفات جمعرات کے دن بمطابق ۳۶۰ ہجری میں ہوئی۔ اور آپکا مدفن یمن میں ہے آپ کے دو صاحبزادے تھے (۱) سید نصر اللہ جس کا نام عقیل تھا اور لقب ناصر اور کنیت ابو الحسین تھی (۲) سید ابو البقاء جنکی اولاد مصر میں ہے۔ پھر سید ناصر المعروف عقیل بن اسماعیل حریفا کی ولادت ۳۱۰ ہجری میں ہوئی انکی عمر نوے سال تھی اور آپ کا وصال ۴۰۰ ہجری میں مشہد مقدس میں ہوا آپ کی قبر حضرت معروف کرخی کی چلہ گاہ سے متصل ہے (منبع الانساب صفحہ۳۱۲ نشر مدرسہ فیضان مصطفیٰ زہرہ باغ نئی آبادی علی گڑھ ہندوستان سنہ ۲۰۱۰ عیسوی)

اس روایت کا ماخذ وہ شجرہ ہے جو سید محمد مکی بن سید شجاع الدین خراسانی اپنے ساتھ لائے تھے۔

سید معین الحق جھانسوی اپنے نسب کے بارے میں کچھ نہ جانتے تھے جب انہیں اپنے نسب کے بارے میں شوق پیدا ہوا تو وہ اپنے اجدادی شہر بھکر (قدیم سکھر) میں وارد ہوئے اور اپنے اسلاف کے قدیم شجروں سے اس روایت کو نقل کیا۔ اور یہ روایت اس خاندان کے نسب کی قدیم روایت ہے۔

دوسری روایت سادات بھکریہ رضویہ نقویہ کی عام روایت ہے۔ جو اکثر شجروں میں رقم ہے اور معین الحق جھانسوی کی اولاد سے سید غضنفر جھانسوی نے اس کو مرتب کیا۔ آج کل زیادہ تر نقوی بھاکری سادات کے نسب میں یہی روایت استعمال ہو رہی ہے۔ اور وہ یوں ہے۔

السید محمد مکی بن سید شجاع الدین بن ابراہیم بن قاسم بن زید بن حمزہ بن ہارون بن عقیل بن اسماعیل بن علی الاشقر بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ

بھکر کے قدیمی قلمی شجروں میں بھی سید محمد مکی کے شجروں میں ناصر بن اسماعیل حریفا کا ذکر ہے تاہم منبع الانساب کے بعد کے شجروں میں یہ نسب علی الاشقر سے ملا دیا گیا اور آج سادات بھکری النقوی کے کثیر مخطوطوں میں دوسری روایت ہی درج ہے جبکہ کتاب الانساب اور اسی خاندان کے قدیم نسخوں اور خود ان کے نسب کی قدیم ترین کتاب منبع الانساب کی رو سے اول روایت معتبر ہے کیونکہ ناصر المعروف عقیل بن اسماعیل حریفا کا ذکر عربی مخطوطوں میں بھی مل جاتا ہے۔

ہمارے دوست اور شاگرد السید حسنین نقوی رضوی البھاکری نے اپنی تحقیق سے اول روایت کو درست جانا اور بعد ازاں میرے استاد سید عبدالرحمان العزی الاعرجی الحسینی الکویتی نے بھی اول روایت کی حمایت کی اس لئے ہم اس بحث کے بعد اول روایت کے حساب سے چلیں گے۔

اعقاب سید محمد مکی بن سید شجاع الدین خراسانی بن ابوابراہیم قاسم

آپ کا نام عرف عام میں سید محمود مکی بھی لیا جاتا ہے آپ کا نسب بقول سید معین الحق جھانسوی اور سید حسنین رضوی النقوی البھاکری یوں ہے السید محمد مکی المعروف شیر سوار بن سید شجاع الدین خراسانی بن سید ابوابراہیم قاسم بن سید ابوالقاسم زید المکرّم بن سید جعفر الاصغر بن سید حمزہ بن ہارون بن السید ناصر المعروف عقیل بن اسماعیل حریفا بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ

بقول السید معین الحق جھانسوی آپ کی کنیت ابومحمد اور لقب حامد تھا آپ کی ولادت ۵۴۰ ہجری میں مکہ معظّمہ میں ہوئی ۶۴۴ ہجری میں انتقال ہوا تیس سال کی عمر میں یمن میں عباسیوں کے خلاف جنگ میں مصروف رہے اور خواب میں حضور اکرمؐ سے اشارہ پایا کہ ہندوستان تشریف لے جائیں آپ ایک لشکر کے ساتھ ہندوستان وارد ہوئے۔ اور ایک صحرائی علاقے میں پہنچے جو قدیم سکھر سندھ کا علاقہ تھا آپ نے اس صحرا میں ایک گائے ذبح کی اور شہر آباد کرنے کی بنیاد ڈالی جس کا نام عربی لفظ بقر (گائے) تجویز کیا گیا سندھی میں یہ بقر بکر مشہور ہوا اور بعد میں یہ لفظ بھکر بن گیا آپ کی وفات ۶۴۴ ہجری میں بھکر سندھ میں ہوئی (منبع الانساب نشر مدرسہ فیضان مصطفیٰ زہرہ آباد نئی آبادی علی گڑھ)

دوسری روایت کتاب تحفۃ الکرام کی ہے۔

بقول میر علی شیر قانع ٹھٹھوی کہ بکھر شہر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب سید محمد مکی اس مقام پر وارد ہوئے تو آپ نے فرمایا ''جعل اللہ بکرتی فی البقعۃ المبارکۃ'' یعنی اللہ تعالیٰ نے میری صبح مبارک مقام پر کرائی ہے بکرہ یعنی پو پھوٹنے کا وقت چنانچہ اس کے بعد اس مقام کے نام بکرہ رواں ہوگیا جو آہستہ آہستہ بدل کر بھکر ہوگیا کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سید محمد مکی سے ان کے ملازمین نے دریافت کیا۔ کہ منزل کہاں کی جائے گی تو آپ نے فرمایا جہاں پو پھٹنے کے وقت بقر (گائے) کی آواز سنائی دے گی اس طرح وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ یہ لفظ بقر سے بھکر بن گیا۔ یہ ایک قدیمی شہر ہے اور سکھر اور روہڑی اسکے بعد کے ہیں۔ (تحفۃ الکرام صفحہ ۳۸۴ مترجم اختر رضوی نشر سندھی ادبی بورڈ جام شورو ۲۰۰۶)

السید محمد مکی بن سید شجاع الدین خراسانی کی اولاد میں بقول سید معین الحق جھانسوی چار فرزند تھے (۱) سید شمس الدین (۲) سید ماہ

(۳) سید صدر الدین خطیب (۴) سید بدالدین

جبکہ دیگر سادات بھکری کے مشجرات میں مزید پسران کا ذکر بھی ہے بقول سید معین الحق جھانسوی کے سید شمس الدین اور سہ ماہ یمن میں پیدا ہوئے تھے۔

اعقاب سید بدرالدین بن سید محمد مکی بن سید شجاع الدین خراسانی

سید بدرالدین نے اپنی بیٹی کا نکاح سید جلال الدین سرخ بخاری اوچ شریف کر دیا۔

آپ سادات بخاریہ نقویہ کے جدامجد ہیں آپ کا نام سید جلال الدین حیدر بھی ہے اس نکاح کے بارے میں میر علی شیر قانع ٹھٹھری لکھتے ہیں کہ سید جلال الدین سرخ بخاری کو خواب میں سرور کائنات کا اشارہ ہوا کہ آپ سید بدرالدین بن سید محمد مکی کی دختر سے عقد کریں اور دوسری طرف سید بدرالدین کو بھی

آپؑ کی جانب سے خواب میں یہی حکم ہوا (تحفۃ الکرام صفحہ ۳۲۷)

بقول سید معین الحق جھانسوی کہ اس نکاح کی وجہ سے سید بدرالدین بھکری کے بھائی ان سے ناراض ہو گئے یہاں تک کہ ان بھائیوں نے سید بدرالدین کو شہر بدر کر دیا کہ تم نے ایک فقیر کو بیٹی دے دی ہے۔ جاؤ تم بھی فقیر بن کر اس کے ساتھ گھومتے پھرو آخر سید بدرالدین بن سید محمد مکی نے قصبہ اوچ شریف (جو آج کل احمد پور شرقیہ بہاولپور میں ہے) میں قیام فرمایا اور آپ کا مدفن بھی یہاں ہی ہوا آپ کی اولاد بہت کثیر ہے جو بھکری نقوی سادات کے نام سے مشہور ہے۔

نسب شریف سید حسنین رضا حسینی النقوی البھاکری

سید بدرالدین بن سید محمد مکی اولاد سے نقیب السادۃ بھکریہ نقویہ سید حسنین رضا حسینی النقوی رضوی ناصری مقیم لندن انگلستان بن سید افضال الحسینی بن اشفاق شاہ بن السید وزیر علی شاہ بن مہر علی شاہ بن حیدر علی شاہ بن سید مظفر علی شاہ بن سید شرف الدین بن سید محمد ثانی بن سید مرتضٰی بن میر مراد شاہ بن محمد بن سید فیض اللہ بن سید ضیاء الدین بن سید التماس بن ابراہیم بن موسیٰ بن عبدالرحمان بن عبدالجلیل بن عبدالعزیز بن سید شہاب الدین بن سید ابواسحاق محمد المعروف نہرا پیر بن سید مبارک بن سید احمد المعروف میر میراں بن سید سلطان محمد مہدی بن سید بدرالدین بن سید محمد مکی المذکور

نسب شریف السید وارث شاہ مصنف ''کتاب ہیر وارث شاہ''

آپ درویش ولی اللہ تھے آپ کو پنجابی زبان کا شکسپئر کہا جاتا ہے آپ کی شہرہ آفاق کتاب ہیر وارث شاہ کا ڈنکا ساری دنیا میں بجتا رہا جس میں آپ نے پنجاب کی ثقافت رسوم ورواج اور مذاہب تہذیب تمدن کو سمو دیا۔ یہ ایک پنجابی عشقیہ داستان تھی جسے آپ سے پہلے فارسی اور پنجابی میں کئی شعراء نے تحریر کیا لیکن آپ کے بعد اس کو دوام حاصل ہوا۔ آپ کا نسب اس طرح ہے۔

سید وارث شاہ بن سید گل شیر شاہ بن سید بودے شاہ بن عادل شاہ بن سید میراں حبیب بن یعقوب شاہ بن سید رحمت اللہ بن سید حسن شاہ بن محسن شاہ بن ناصرالدین شاہ بن سید وجیہ الدین المعروف جمال الدین شاہ بن سید محمد مہدی بن سید بدرالدین بن سید محمد مکی مذکور

نسب شریف سادات عالیہ نقوی بھاکری کامل پور سیدان اٹک

سادات کامل پور سیدان کا نسب سید باقر جواد نقوی نے محفوظ کیا ان کی کتاب معجبہ الکوثر نسب سادات بھاکری پر ہے ان کا نسب اس طرح ہے۔ سید باقر جواد نقوی بن جواد علی شاہ بن پھل علی شاہ بن حسن شاہ بن حسین شاہ بن محمد شاہ بن بھورے شاہ بن رحم شاہ بن حسین شاہ بن سید چراغ شاہ بن سید حیدر شاہ بن سید محمد حسین شاہ بن سید احمد شاہ بن ھارون شاہ بن سید سرخ جلال شاہ بن قطب شاہ بن سید حاجی شاہ بن سید عبدالمومن شاہ بن سید عبدالملک شاہ بن سید علاؤالدین بن سید سلطان محمد مہدی بن سید بدرالدین بن سید محمد مکی المذکور

نسب شریف سید شاہ فتح حیدر صفدر سید سلطان شاہ اللہ دتہ بھاکری

سید شاہ فتح حیدر صفدر کا مزار اقدس ٹیکسلا راولپنڈی میں ہے جبکہ ان کے بھائی سید سلطان شاہ اللہ دتہ بھاکری کا مزار موضع شاہ اللہ دتہ اسلام آباد میں واقع

ہے دونوں بزرگ حقیقی بھائی تھے۔
سید شاہ فتح حیدر صفدر کی اولاد ٹیکسلا فتح جنگ اور راولپنڈی میں آباد ہے سید شاہ اللہ دتہ بھاکری کی اولاد اسلام آباد میں آباد ہے۔ ان حضرات کے نسب کی روایت بقول سید حسنین رضا نقوی بھاکری اس طرح ہے۔
سید شاہ فتح حیدر صفدر اور سید شاہ اللہ دتہ بھاکری ابنان سید محمد شاہ بن سید عبدالقدوس بن سید عبدالمومن بن سید عبدالملک بن سید علاؤ الدین بن سید مہدی بن سید بدرالدین بن سید محمد مکی المذکور ہے۔
بعض مشجرات میں یہ روایت اس طرح ہے۔ شاہ فتح حیدر صفدر بن سید شاہ اللہ دتہ بھاکری ابنان سید محمد شاہ بن عبدالقدوس بن سید عبدالمومن بن سید عبدالملک بن سید علاؤ الدین بن سید بدرالدین بدر عالم بن سید صدرالدین بن سید محمد مکی۔ لیکن منبع الانساب میں بدرالدین بدر عالم بن صدرالدین خطیب بن سید محمد مکی کی اولاد میں کوئی فرزند علاؤ الدین نامی تحریر نہیں اس لئے اول روایت درست ہے بدرالدین بدر نام ایک جیسا ہونے کی وجہ سے بعض حضرات نے علاؤ الدین کو بدرالدین بدر عالم کا بیٹا لکھ دیا جبکہ یہ ان کے چچا بدرالدین بن محمد مکی کے پوتے ہیں۔ اور بعض جگہ جیسا کہ ریاض الانساب میں سید علاؤ الدین بن سید محمد مہدی بن سید بدرالدین بدر عالم بن سید صدرالدین خطیب بن سید محمد مکی مذکور ہے (واللہ اعلم)

اعقاب سید صدرالدین خطیب بن سید محمد مکی بن سید شجاع الدین خراسانی

بقول معین الحق جھانسوی آپ کی ولادت ۶۰۰ ہجری میں بھکر میں ہوئی اور انتقال ۲۱ محرم الحرام ۶۲۹ کو ہوا۔ آپ کا مزار اقدس سکھر میں مرجع الخلائق ہے بعض کاظمی المشہدی سادات ان کو اپنے شجرے میں مرقوم صدرالدین سمجھتے ہیں یہ درست نہیں کاظمی المشہدی سادات والے صدرالدین غیر معروف ہیں اور مذکورہ صدرالدین کسی تعریف کے محتاج نہیں آپ کو سندھ میں بہت بلند مقام حاصل ہے آپ کی درگاہ پر روزانہ ہزاروں افراد حاضری دیتے ہیں۔
آپ کی اولاد سندھ میں رضوی بھکری سادات کہلواتی ہے آپ کی اولاد میں بہت سے اولیاء اللہ گزرے ہیں
سید صدرالدین الخطیب الادیب بن سید محمد مکی کی اولاد سے بقول السید معین الحق جھانسوی چار پسران تھے (۱) سید تاج الدین (۲) سید بدرالدین بدر عالم (۳) سید علاؤ الدین (۴) سید نصر اللہ۔ لیکن پنجاب کی سادات بھکری کے قدیم مشجرات میں دیگر فرزندوں کا ذکر بھی ہے۔ اوران کی اولاد بھی ہے۔
اول سید بدرالدین بدر عالم بن سید صدرالدین خطیب الادیب بقول سید معین الحق جھانسوی آپ کی ولادت ۲۵ شعبان المعظم ۶۳۰ ہجری میں ہوئی آپ کی اولاد میں چار پسران تھے (۱) سید دولت احمد (۲) سید محی الدین (۳) سید رکن الدین (۴) سید علی مرتضٰی المعروف شعبان ملت
پہلی شاخ میں سید علی مرتضٰی المعروف شعبان ملت بن سید بدرالدین بدر عالم۔ بقول سید معین الحق جھانسوی آپ کو شعبان ملت اس لئے کہتے کہ آپ عین شب برات کو تولد ہوئے آپ کی ولادت ۶۶۰ ہجری بمقام لہدی جو سکھر اور بھکر کے مابین ہوئی اور وصال مبارک ۷۰۶ ہجری کو قصبہ جھونسی میں ہوئی جو کہ ضلع آلہ آباد ہندوستان میں واقع ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے (۱) سید علی عامر المعروف عمر شہید (۲) سید شاہ تقی الدین
سید شاہ تقی الدین بن سید علی المرتضی المعروف شعبان ملت بن سید بدرالدین بدر عالم بن سید صدرالدین خطیب کی اولاد سے مصنف منبع الانساب سید معین الحق جھانسوی بن سید سلطان شہاب الحق بن میر سید محمد ابوجعفر بن سید شاہ تقی الدین المذکور تھے۔

دوئم سید علاؤالدین بن سید صدرالدین خطیب کی اولاد سے مشہور بزرگ جن کا مزار اقدس بی بی پاک دامن لاہور کے مزار سے متصل ہے سید محمود بھکری لاہوری بن سید حسن بن سید فرید بن سید کمال الدین بن سید ظہیرالدین بن سید محمد بن سید فخرالدین بن سید علاؤالدین مذکور تھے آپ کی اولاد چار پسران سے جاری ہوئی (۱) سید محمد علی دہلوی (۲) سید علی دہلوی (۳) احمد (۴) حسین

سوئم سید تاج الدین بن سید صدرالدین خطیب کی اولاد زیادہ تر سندھ میں ہی آباد ہے آپکی اولاد سے میر سید سعید خان رضوی بن سید غلام مرتضیٰ بن سید غلام مصطفیٰ بن سید عبدالکریم بن سید داؤد بن سید عمر بن سید رکن الدین بن سید نظام الدین بن سید ناصرالدین بن تاج الدین ثانی بن سید خلق صدق بن سید تاج الدین المذکور تھے۔

اسی خاندان سے سندھ میں ایک اور بزرگ ہستی ہیں اور یہ لوگ سادات حقانی بھی کہلواتے ہیں

السید حیدر حقانی بن سید میر حسن بن سید نوسی بن سید جادو بن سید سبنھارو بن عبداللہ بن ابوالغیث بن سید تاج الدین ثانی بن سید خلق صدق بن سید تاج الدین المذکور

نسب شریف صفی الدین گازروانی حقانی: آپ سب سے اول اوچ شریف میں آئے آپ کا نسب بھی اسماعیل حریفا بن امام علی نقیؑ پر منتھیٰ ہوتا ہے جسکی روایت اس طرح ہے سید صفی الدین گازونی حقانی بن محمد بن علی بن ابوالقاسم بن ابی محمد بن جعفر بن علی بن شمس الدین حمزہ بن ہارون بن ناصر المعروف عقیل بن جعفر الذکی بن امام علی النقی الھادی

اعقاب ابوالقاسم طاہر بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ

کتاب الشجر ۃ المبارکہ میں آپ کے اعقاب میں دو پسران تحریر ہیں (۱) محمد الدانقی (۲) جعفر جبکہ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد صرف محمد الدانقی سے جاری ہوئی۔

محمد الدانقی بن ابوالقاسم طاہر کی اولاد بقول جمال الدین ابن عنبہ دو پسران سے جاری ہوئی (۱) ابوالقاسم طاہر ثانی (۲) ابوطالب حمزہ

اول ابوالقاسم طاہر ثانی بن محمد الدانقی بن ابوالقاسم طاہر کی اولاد سے بقول ابن عنبہ الحسنی ایک فرزند محمد الدقاق تھے

دوئم ابوطالب حمزہ بن محمد الدانقی بن ابوالقاسم طاہر کی اولاد سے ایک فرزند ابویعلی محمد الدلال سے جاری ہوئی۔ اس ابی یعلی محمد الدلال بن ابوطالب حمزہ کی اولاد سے عزت مآب العالم الفاضل المجتہد الاول فی الہند سید دلدار علی صاحب المجتہد النقوی نصیرآبادی بن سید محمد معین بن سید عبدالہادی بن سید ابراہیم بن سید طالب بن سید مصطفیٰ بن سید محمود بن ابراہیم بن سید جلال الدین بن زکریا بن خضر (جعفر) بن سید تاج الدین بن سید نصیرالدین بن سید علیم الدین بن سید علم الدین بن سید شرف الدین بن سید نجم الدین سبزواری فاتح جالیس بن علی بن ابوعلی بن ابویعلی محمد الدلال المذکور تھے۔

السید دلدار علی نقوی نصیرآبادی کا خاندان لکھنو ہندوستان میں خاندان اجتھاد سے مشہور ہے آپ کے پانچ فرزند تھے جن کی اولاد لکھنو میں آباد ہے (۱) سید محمد صاحب مجتہد (۲) سید علی صاحب مجتہد (۳) سید حسن صاحب مجتہد (۴) سید مہدی صاحب مجتہد (۵) سید حسین صاحب مجتہد

اور سید دلدار علی نقوی کی پشتیں امیر المومنین سے اور زمانہ سید سلطان احمد شاہ بلاول ہمدانی جتنا ہی ہے۔

اعقاب ہارون بن جعفر الذکی بن امام علی النقی الھادیؑ

آپ کی کنیت ابوالحسین تھی بقول سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی آپ کی اولاد ایک فرزند علی سے جاری ہوئی۔ اور اس علی بن ہارون کی اولاد میں دو فرزند (۱) حسن (۲) حسین تھے۔ بقول ابن عنبہ ان کی اولاد بلاد شام میں ہے۔

ان میں حسین بن علی بن ہارون کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) ابوالحسن علی (۲) داؤد

اول ابوالحسن علی بن حسین بن علی بن ہارون کی اولاد سے دو فرزند تھے (۱) ابوطالب ہارون (۲) مسلم

دوئم داؤد بن حسین بن علی بن ہارون کی اولاد سے سادات امروہہ ہندوستان کے جدامجد ہیں یہ سادات عالیہ بلند درجات ہے اور بمقام امروہہ کی وجہ سے امروہی کہلواتی ہے۔

ان کے نام کے ساتھ نقوی امروہی آتا ہے۔ ان کے جدامجد السید حسن شرف الدین الملقب ''شاہ ولایت'' بن السید علی بزرگ بن مرتضیٰ بن ابی المعالی بن ابی الفرج الواسطی الصید اوی بن داؤد بن حسین بن علی بن ہارون بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ ہیں

آپ کا مزار امروہہ میں مرجع الخلائق ہے آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱) امیر قاضی سید علی (۲) سید حسین عبدالعزیز یا عزیز اللہ ہندوستان کے علاوہ انکی اولاد ۱۹۴۷ عیسوی کی تقسیم میں کراچی میں بھی کثیر تعداد میں آکر بس گئی اور آج ان کی کثیر تعداد ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی ہے۔

اعقاب یحییٰ الصوفی بن جعفر الذکی بن امام علی النقی الھادیؑ

بقول ابن طقطقی آپ کی والدہ رومیہ تھیں جن کا نام حلیس تھا۔ آپ کے متعلق منتہیٰ الآمال میں مرقوم ہے کہ آپ کی رہائش قم المقدس میں تھی اور قم میں زکریا بن آدم کے میدان کے قریب سکونت پذیر ہوئے آپ کا عقد قم میں امین الدولہ ابوالقاسم بن صرزبان بن مقاتل کی بیٹی سے ہوا آپ کی کنیت ابو الحسن تھی اور آپ کی اولاد بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی اور ابن طقطقی و دیگر قدیم نسابین ایک فرزند ابوعبداللہ محسن سے جاری ہوئی لیکن سید مہدی رجائی نے اپنی کتاب المقعبون میں دوسرے فرزند محمد کا ذکر کیا اور اسکی اعقاب سے ایک شجرہ بھی تحریر کیا ابوعبداللہ محسن بن یحییٰ صوفی کی اولاد صرف ایک فرزند ابوعبداللہ محمد النقیب سے جاری ہوئی آپ کا مشہد مقابر القریش میں ہے۔

ابوعبداللہ محمد النقیب بن ابوعبداللہ محسن بن یحییٰ صوفی کی اولاد بقول جمال الدین بن ابن عنبہ الحسنی دو پسران سے جاری ہوئی (۱)۔ ابو الفتح احمد نسابہ (۲)۔ ابوالقاسم علی آپ حافظ قرآن تھے اور آپ کی اولاد مصر میں ہے۔

اول ابوالفتح احمد النسابہ بن ابوعبداللہ محمد النقیب بن ابوعبداللہ محسن آپ عالم فاضل اور نسابہ تھے بقول عبدالرزاق آل کمونہ یہ اس گھر میں عالم و فاضل تھے (منیہ الراغبین صفحہ ۱۹۰) بقول سید جعفر الاعرجی آپ سید الجلیل العالم نسابہ تھے اور علم الانساب میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور آپ علماء میں با بن محسن الرضوی سے شہرت رکھتے تھے (مناہل الضرب ۴۱۷) آپ کی اولاد سے العلامہ النسابہ العالم سید مہدی رجائی الموسوی بن محمد بن باقر بن محمود بن جواد بن حسن بن معصوم بن محمد بن حسین بن محمد بن حسین بن علی الاکبر بن السید مقصود الرضوی بن حسن بن زین العابدین بن امیر علی بن مہدی بن امیر حسین بن جلال

الدین بن امیر احمد بن عزالدین بن فخرالدین بن طاہر بن ابوالفتح احمد النسابہ المذ کور
دوئم ابوالقاسم علی بن ابوعبداللہ محمد النقیب بن ابوعبداللہ محسن بن یحییٰ صوفی آپ حافظ قرآن تھے آپ کی اولاد مصر کی جانب گئی۔
آپ کی اولاد سے عرب میں سادات المراسمہ ہے جن کا نسب اسطرح ہے سید مرسوم بن علی بن علایہ بن احمد بن حمادہ بن وردی بن طعمہ بن شغب بن حمادہ بن مکن بن خلیل بن عبداللہ بن ابراہیم بن احمد بن ابوالقاسم علی المذ کور (کتاب تحقیق فی نسب السادات المراسمہ از فواد طرابلسی)
یحییٰ صوفی کی اولاد میں ایک خاندان پنجاب میں ضلع نارووال کی تحصیل ظفروال میں ایک گاؤں فتووالی سیداں کے نام سے مشہور ہے میں آباد ہے۔فتو والی سیداں کے نسب سے متعلق ایک وثیقہ حال ہی میں دریافت ہوا ہے جو کہ تین جون ۱۸۶۶عیسوی کا ہے۔اس وثیقہ میں اس خاندان کو سادات نقوی ترمذی لکھا ہے۔یعنی قوم سید اور گوت ترمذی لکھا ہے۔اس خاندان کے مورث اعلیٰ سید میر گل محمد سید منجلہ سے آ کر فتووالی میں آباد ہوئے۔اور اس علاقے کو فتو جٹ سے خریدا یوں اس خاندان کی شہرتِ بلدی ۱۸۶۶ کو سادات ترمذی کے طور پر تھی۔اور ان کی شہرت بلدی ۱۸۶۶ سے پہلے کم از کم ۱۵۰ یا ۲۰۰ سال کی سادات ترمذی کی ہے۔یوں یہ شہرت بلدی ۳۰۰ سال کی بنتی ہے۔(شجرہ نسب مالکان موضع فتووالی شاملاتی ریکارڈ پرگنہ تحصیل ظفروال، سیالکوٹ، گورنمنٹ آف برطانیہ)۔لیکن چونکہ پاک و ہند میں نقوی سادات میں بخاری معروف ترین ہیں۔اس لئے فتووالی سیداں کی ۱۹۳۵ کی جمع بندی میں اس خاندان کو بخاری سادات لکھ دیا گیا۔اس خاندان کی سیادت لاریب ہے ان کی رشتہ داریاں اردگرد کے سادات خاندانوں میں کثرت سے ہیں۔چونکہ انکی بقایا نسلیں نایاب ہیں۔اس لیے ان کے شجرے کی مزید روایت بھی آسکتی ہے۔اور اس میں بحث کی گنجائش باقی ہے۔ان کا شجرہ کتاب گلزار سادات از سید جماعت علی شاہ ۱۳۱۷ہجری ہے۔اور یہ ان کی تاحال واحد روایت ہے۔اس خاندان کے چشم و چراغ سید خرم عباس نقوی ہیں جنہوں نے Air Born Electronics میں ایسوسی ایٹ انجینئرنگ کی ہے اور جو علم المعدن (علم جواہرات) اور علم الاعداد پر عبور رکھتے ہیں اور جواہرات کی ہیلنگ (Healing) پر بہت کام کر رہے ہیں اور ان کے لاتعداد پروگرام مختلف ٹی وی چینلز پر چل چکے ہیں مختلف اخبارات میں کالمز شائع ہو چکے ہیں اور شجروں پر بھی کام کر رہے ہیں دو کتابیں لکھ چکے ہیں جو کہ تدوین کے مراحل میں ہیں جن میں سے ایک جواہرات پر ہے۔
ان کا شجرہ اس طرح ہے سید خرم عباس نقوی ولد سید اظہر حسین شاہ ولد سید ناظر حسین شاہ ولد سید اکبر علی شاہ ولد سید حسن شاہ ولد سید گھسیٹے شاہ ولد سید قطب شاہ ولد سید حیات علی شاہ ولد سید امیر علی ولد سید میر گل محمد ولد سید مراد علی شاہ ولد داؤد شاہ ولد سید کلیم اللہ ولد سید ولی اللہ شاہ ولد سید ابوالمعالی ولد سید محمد صالح ولد سید محمد صالح ولد نصرت علی ولد سید کاظم علی ولد سید عبدالعزیز ولد سید جعفر علی ولد سید عبدالقادر ولد سید منور علی ولد سید کرم علی ولد سید عبدالحافظ ولد سید زین العابدین ولد سید طالب شاہ ولد سید ابراہیم ولد سید یحییٰ زاہد ولد سید لطیف شاہ ولد سید اکرم شاہ ولد سید حسن علی ولد سید مومن شاہ ولد سید احمد علی ولد سید نصراللہ شاہ ولد سید بہاؤ الدین ولد سید نصیرالدین ولد سید عابد علی شاہ ولد سید باقر علی ولد سید بہاالحق ولد سید حامد علی ولد سید زاہد علی ولد سید محسن (ابوالحسن) ولد سید یحییٰ صوفی ولد سید جعفر المرتضیٰ الزکی ولد حضرت امام علی نقی علیہ السلام ہے۔

اعقاب ادریس بن جعفر الذکی بن امام علی النقی الھادیؑ

سید جمال الدین ابن عنبہ نے آپ کی اعقاب صرف ایک فرزند ابومحمد القاسم فارس العرب سے تحریر کی ہے ان کی اولاد کو قواسم کہا جاتا ہے جبکہ فخر الدین

الرازی نے آپ کے دوسرے فرزند ابوجعفر عبداللہ کی اولاد کے بارے میں تحریر کیا کہ ان کی اولاد کم تھی اور وہ مصر میں آباد ہوگئی

ان میں ابومحمد القاسم فارس العرب بن ادریس کی اولاد بقول امام فخر الدین رازی آپ کے دس فرزندوں سے تھی (۱) علی (۲) حسین (۳) عیاش (۴) عبداللہ (۵) طاہر (۶) حسن (۷) محمود (۸) عبدالرحمان (۹) ابوالفتیٰ محمد (۱۰) موسیٰ النقیب جبکہ بقول امام فخر الدین رازی تین فرزندوں کی اولاد نہ تھی (۱۱) جعفر (۱۲) عبیداللہ (۱۳) اسحاق لیکن عمدۃ النسابین سید جمال الدین ابن عنبہ الحسنی کے بقول ابومحمد قاسم بن ادریس بن جعفر الذکی کی اولاد صرف تین پسران سے جاری ہوئی (۱) ابوالعساف حسین (۲) علی (۳) عبدالرحمان۔ اول ابوالعساف حسین بن ابومحمد قاسم بن ادریس کی اولاد سے سادات جواشنہ تھی جوشن بن ابی الماجد محمد بن القاسم بن ابوالعساف حسین المذکور تھی۔ دوئم علی بن ابومحمد قاسم بن ادریس کی اولاد سے آپ کی اولاد سے ایک فرزند حسین تھے اور اس حسین بن علی کی اولاد سے ایک فرزند علی تھا اور اس علی بن حسین بن علی کے دو فرزند تھے (۱) فلیتہ جنکی اولاد فلیتات کہلاتی ہے (۲) قائد۔ پہلی شاخ میں قائد بن علی بن حسین بن علی بن القاسم کا ایک فرزند بدر تھا جسکی اولاد بدور کہلائی

سوئم عبدالرحمان بن ابومحمد قاسم بن ادریس ان کی اولاد سے دوید بن ماجد بن عبدالرحمان المذکور تھا۔ اور اس دوید بن ماجد کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) یعلی (۲) المفضل

پہلی شاخ میں یعلی بن دوید بن ماجد کی اولاد سے شہر حلہ عراق میں آباد ہے جو سید عز الدین یحییٰ بن شریف بن بشیر بن ماجد الثانی بن عطیہ بن یعلی المذکور کی اولاد ہے۔

دوسری شاخ میں المفضل بن دوید بن ماجد کی اولاد سے بنوکیعب مشہد الغروی میں آباد ہے جو محمد کیعب بن علی بن حسین بن راشد بن المفضل المذکور کی اولاد ہے۔

اعقاب علی الاشقر بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ

آپ کی کنیت ابوالحسن نام علی اور لقب اشقر تھا آپ سید جلیل اور فاضل تھے آپ کو سید النقباء بھی لکھا گیا آپ بغداد کے نقباء کے سردار تھے۔ بقول امام رازی آپ کی اولاد عبداللہ، جعفر اور محمد تین پسران سے جاری ہوئی لیکن عمدۃ النسابین سید جمال الدین بن عنبہ کے بقول آپ کی اولاد عبداللہ سے جاری ہوئی۔ اور آج آپ کی اولاد عبداللہ سے ہی باقی ہے اور عبداللہ بن علی الاشقر کی اولاد بقول ابن عنبہ الحسنی ایک فرزند محمد النازوک سے جاری ہوئی لیکن برصغیر پاک و ہند کے کثیر بخاری نقوی سادات کا نسب ابو یوسف احمد بن عبداللہ بن علی الاشقر پر منتھی ہوتا ہے جبکہ ابن طقطقی نے تیسرے فرزند حسن کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور بعض مشجرات میں انکا نام حسین بھی لکھا ہے۔ اول حسین بن عبداللہ بن علی الاشقر: بقول ابن طقطقی حسن بدرالدین نسابہ مصر بن علی بن سلیمان بن مکی بن بدران بن حسین المذکور بقول ابن طقطقی کہ یہ شیخ مشجر اور مصنف متحضر الانساب تھے بقول النقیب تاج الدین علی بن عبدالحمید الحسینی کہ میں نے ان کو سنہ ۶۹۷ ہجری میں مکہ مکرمہ میں دیکھا اور خلیفہ حاکم الرشدی کے ساتھ ان کی ملاقات بھی کی (الاصیلی صفحہ ۱۵۹) لیکن اسی طرح کا نسب کو سید جمال الدین ابن عنبہ نے اختلاف کے ساتھ رقم کیا ہے۔

بقول ابن عنبہ کہ مذکور شخص مدعی سیادت تھا اور ابی القاسم عبداللہ بن محمد النازوک بن عبداللہ بن علی الاشقر سے نسب ملاتا تھا وہ اسطرح کہ میں حسن بن علی

بن سلیمان بن مکی بن بدران بن یوسف بن ابومحمد حسن الدقاق بن ابی القاسم عبداللہ بن محمد النازوک بن عبداللہ بن علی الاشقر ہوں بقول الشیخ تاج الدین ابن معیہ الحسنی کہ اس نسب کا دعوی کرنے والا جھوٹا ہے کیونکہ اس قسم کی کوئی نسل نہیں اور بعض نسابین نے زعم کیا ہے کہ ابومحمد حسن الدقاق بن ابی القاسم عبداللہ بن محمد النازوک بن عبداللہ بن علی الاشقر جن کو حسن بھی کہا جاتا ہے ان کی اولاد نہیں تھی اور ان کی اولاد کہلوانے والا شخص باطل ہے۔ واللہ اعلم

دوئم محمد النازوک بن عبداللہ بن علی الاشقر بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ آپ کی اولاد میں (۱) ابوالقاسم عبداللہ (۲) یحییٰ (۳) علی (۴) عیسیٰ (۵) محمد تھے اور ان کی اولاد کو بنونازوک کیا جاتا ہے۔ ان میں عیسیٰ بن محمد النازوک کا ایک فرزند ابی الحسن علی الشعرانی نقیب سامراء تھا جو الشریف عمری کے دوست تھے۔ محمد النازوک کی اولاد کثیر ہے اور عراق اور مختلف عربی منطقوں میں آباد ہے عراق میں آل کلیدار اسی خاندان سے ہے۔

اعقاب احمد بن عبداللہ بن علی الاشقر بن جعفر الذکی

آپ کی کنیت ابو یوسف تھی قدیم عربی مصادر میں آپ کا ذکر نہیں مگر دور جدید کی کتاب المعقبون میں سید مہدی رجائی نے آپ کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی اولاد بخارا منتقل ہوئی اور وہاں سے وارد ہند ہوئی۔

بقول سید مہدی رجائی آپ کی اولاد سے سید جلال الدین بخاری بن علی بن جعفر بن محمد بن محمود بن احمد المذکور تھے (المعقبون جلد دوئم صفحہ ۳۵)

عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض سادات جو عربی منطقوں سے منتقل ہوئے ان کی اولاد کا ذکر عرب میں محو ہوگیا اور دوسرے طرف ان سادات نے بھی علم الانساب پر کچھ خاص کام نہ کیا حتیٰ کہ عربی سادات اور ہجرت شدہ سادات کے درمیان صدیوں کا خلاء پیدا ہوگیا۔ برصغیر کی طرف ہجرت کرنے والے کم وبیش تمام سادات خاندانوں کا یہی حال ہے ان کے مشجران کے اپنے پاس تو ملیں گے مگر اس کا ذکر عربی حتیٰ کہ ایرانی کتب میں بھی بہت کم ملے گا اگر یہاں کے قدیم سادات علم الانساب حاصل کرنے اور اپنے نسب کو عرب اور ایران تک لے جاتے تو آج یہ خلاء نسبتاً کم ہوتا۔

یہاں کی کئی مشہور عالم فاضل شخصیات کے نسب پر بھی جب علم الانساب کی رو سے بحث کی جائے تو بہت سے نقص برآمد ہوتے ہیں۔ برصغیر کی بیشتر سادات مسلک تصوف سے وابستہ رہی۔ ان میں کاظمی المشہدی، بخاری، گردیزی، بھکری، ہمدانی سادات قابل ذکر ہیں اور تصوف میں انساب پر بالکل توجہ نہیں دی جاتی بس نام کا سید ہونا چاہیے اور اس پر پیر پرستی میں سادات بھی عمل سے دور ہوتے گئے اور ایک ہی خاندان کے اہم مشجرات کو ازسرنو مرتب کرنے کی وجہ سے اور ان پر مزید تحقیق نہ ہونے کی وجہ سے ایک تو عربی اور ایرانی وخراسانی منطقوں سے منقطع رہے دوسرا ہر کسی نے جو بھی سادے کاغذ پر مشجر لکھا ہوا ملا اسے سب سے افضل جانا اسی وجہ سے آج سادات کے انساب میں کہیں نہ کہیں نقص پایا جاتا ہے۔

تاہم یاد رہے نسب میں چھوٹی موٹی غلطی عدم سیادت کے زمرے میں نہیں آتی۔ عدم سیادت تب آتی ہے جب کسی خاص نسب پر نسابین نے کلام کیا ہو اور ان کی سیادت کا انکار کیا ہو۔ اور نسابین بھی جید نسابین ہر کوئی شجرہ کی کتاب مرتب کرے وہ نسابہ نہیں ہوتا۔ نسابہ مخصوص سلاسل سے مربوط ہوتے ہیں اور اس علم کے اپنے استادوں سے روایت کرتے ہیں۔

نسب شریف سادات سرسوی نقوی ہندوستان

احمد بن عبداللہ بن علی الاشقر بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ سے منسوب ہندوستان میں سادات کا ایک اور خاندان ہے جن کا ذکر کتاب تاریخ انوار السادات میں کیا گیا اور یہ حضرات سید حسن عارف بن سید زید (جد سادات سرسوی) بن سید علی عرب بن محمود بن داؤد بن حمزہ بن سید علی شرف الدین نیشاپوری بن سید احمد المنذ کور کی اولادیں اور ان کی کثیر تعداد ہندوستان میں آباد ہے اور اس خاندان کی شہرت بلدی قدیم زمانے سے سادات عالی درجات کی ہے۔

نسب الشریف سادات النقویہ البخاریہ اعقاب محمود بن احمد بن عبداللہ بن علی الاشقر

آپکی اولاد سے سید جلال الدین حیدر سرخ بخاری بن علی المؤئد بن جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن عبداللہ بن علی الاشقر بن جعفر الزکی بن امام علی النقی الھادیؑ ہیں۔ آپ ۵۹۵ ہجری میں سرزمین بخارا خراسان میں پیدا ہوئے اور روایت ہے کہ آپ بخارا سے مدینہ گئے تو اہل مدینہ نے آپ کی سیادت کا انکار کردیا چنانچہ آپ کو روضہ رسولؐ کے سامنے لے جایا گیا آپ نے رسول اللہؐ کو سلام کیا تو آپ کو رسول اکرمؐ کی قبر اطہر سے سلام کا جواب آیا۔

بعض حضرات نے یہ ہی روایت آپکے پوتے سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت سے منسوب کی ہے اور کتاب تاریخ جلالیہ میں بشر حسین بخاری نے اس کا ذکر کیا ہے۔

آپ تقریباً ۶۳۰ ہجری کو وارد ہند ہوئے اور بھکر میں سید بدرالدین بھاکری کی دختر سیدہ کنیز زہرہ سے شادی کی ۶۳۵ ہجری کو آپ ملتان تشریف لے گئے اور بہاء الدین زکریا ملتانی سے کسب فیض کیا آپ سلسلہ عالیہ سہروریہ کے مشائخ میں سے تھے ۶۴۱ ھ میں واپس آئے لیکن زیادہ عرصہ قیام نہ کیا اور خاندانی نزاع کی وجہ سے خطہ اوچ شریف میں تشریف لائے آپ کا انتقال ۹۵ سال کی عمر میں بمطابق ۱۹ جمادی الاول ۶۹۰ ہجری کو ہوا آپ کا قیام موجودہ اوچ سے بارہ میل کے فاصلے پر ایک مقام رسول پور میں تھا آپ کو وہیں دفن کیا گیا مگر دریا میں طغیانی کی وجہ سے آپ کی خاک کو اس مقام پر منتقل کیا گیا جو سیونک بیلا کہلاتی ہے یہاں بھی جب دریا کی طغیانی آئی تو آپ کو ۸۲۷ کو سید صدرالدین راجن قتال کے پہلو میں دفن کیا گیا پھر مخدوم حامد نور بہاراول کے ایماء پر سید شجاع الملک نے جو علم الدین بن محمود ناصرالدین بن جہانیاں جہاں گشت کی اولاد سے تھے ۱۰۲۶ میں آپ کی خاک یہاں سے نکال کر موجودہ مزار میں منتقل کی اور موجودہ عمارت ۱۲۶۱ ہجری کو نواب بہاول خان ثالث حاکم بہاول پور نے تعمیر کروائی (ریاض الانساب از مقصود نقوی صفحہ ۳۷۷) آپ کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱) سید جعفر جو واپس بخارا میں مراجعت کر گئے (۲) **سید علی سرمست** (۳) **سید احمد کبیر** (۴) سید **شاہ محمد غوث**۔ ان میں سے تین حضرات کی اولاد برصغیر پاک و ہند میں موجود ہے یہاں ایک بات کا ذکر ضروری ہے کہ سادات بخاریہ نقویہ ہندوستان و پاکستان میں کثیر تعداد میں ضرور ہیں۔ ہم اس کتاب میں محتاط رہ کر مشہور خاندانوں کا ذکر کریں گے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جن کا ذکر ہم نہیں کر رہے وہ اس خانوادے سے نہیں اس خاندان سے مندرجہ ذیل قبائل کی معرفت ہمیں حاصل ہوئی ہم صرف ان کا ہی تذکرہ کر رہے ہیں کیونکہ ان پر سب سے بڑی کتاب ریاض الانساب سید مقصود نقوی نے تحریر فرمائی لیکن انہوں نے بہت سے نسب بغیر تحقیق کے داخل کئے۔

ہم ریاض الانساب کے علاوہ اوچ بلوٹ کا قدیمی ریکارڈ درخانہ سے ان کا نسب لکھیں گے جس کو سلطان عیسیٰ بابن بلوٹی نے تقریباً ۹۸۲ کے لگ بھگ مدون کرنا شروع کیا اور بعد کے مخدومین نے اس میں سادات کی نسلوں کو درج کیا۔

اعقاب سید علی سرمست بن سید جلال الدین حیدر سرخ بخاری بن سید علی المویٔد

ریاض الانساب اور درخانہ اوچ بلوٹ کے مطابق آپ کے تین فرزند تحریر ہیں (۱) سید بہاؤالدین (۲) سید بہاؤل حلیم (۳) سید ولی محمد اور ان کے حوالہ جات میں مقصود نقوی نے قلمی شجرہ سید چن پیر شاہ بھیرہ کا حوالہ دیا ہے۔لیکن درخانہ اوچ بلوٹ میں بھی اسی طرح ہے۔

اول سید بہاول حلیم بن سید علی سرمست:۔آپ کا مزار اوچ شریف میں ہی ہے۔آپ کی اولاد سید بہاؤالدین بن محمد بن سید بہاول حلیم المذکور سے جاری ہوئی جنکے تین پسران تھے (۱) سراج الدین (۲) سید رحمت اللہ (۳) سید مبارک (بحوالہ ریاض الانساب)

ان میں سید رحمت اللہ بن بہاول حلیم کی اولاد سے سید ہاشم دریا بن سید نور مصطفیٰ بن رحمت اللہ مذکور تھے۔

ان میں سراج الدین بن بہاءالدین بن محمد بن بہاول حلیم کی اولاد کا تذکرہ تاریخ انوار السادات میں سید ظفر یات ترمذی نے کیا ہے ان کی ایک شاخ جالندھر میں بھی آباد ہے۔

دوئم سید ولی محمد بن سید علی سرمست کی اولاد سے بمطابق درخانہ اوچ بلوٹ سید مخلہ شاہ بن سید علی اکبر بن شاہ محمد فاضل بن محمد حیات شاہ بن سید محمد ولی المذکور تھے۔سوئم سید بہاءالدین بن سید علی سرمست ان کے اعقاب کا تذکرہ بھی ریاض الانساب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے

اعقاب سید شاہ محمد غوث بن سید جلال الدین حیدر سرخ بخاری

آپ کی والدہ سید کنیز زہرہ بنت سید بدرالدین بھاکری بن سید محمد مکی بن سید شجاع الدین خراسانی النقوی الرضوی تھیں آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱) سید عبدالغیاث (۲) **سید ابو سعید** (۳) سید ابوالکرام اول سید عبدالغیاث بن سید شاہ محمد غوث کی اولاد سے آپ کی اولاد دو پسران سے چلی (۱) سید عبداللہ عرف عدن (۲) سید ابوالفتح اور یہ ذکر تاریخ انوار السادات میں رقم ہے جبکہ صاحب ریاض الانساب نے ایک اور فرزند بہاءالدین کا نام بھی لکھا ہے جس کا ذکر انہوں نے کسی خلیفہ گل محمد لنگاہ کی استدعا پر درج کیا (واللہ اعلم)

اعقاب سید ابوسعید بن سید شاہ محمد غوث بن سید جلال الدین حیدر سرخ بخاری

آپ کی اولاد صرف ایک فرزند سید محمد سعید سے جاری ہوئی۔اور بعض قلمی نسخوں میں آپ کا نام سید محمد امیر درج ہے۔

آپ کی اولاد سے سید عبدالرحمان کبیر بن سید عبدالکریم بن سید نورالدین حسین بن سید محمد سعید المذکور تھے۔سید عبدالرحمان کبیر بن سید عبدالکریم کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱) **پیر سید شاہ جنید** (۲) سید زین العابدین۔

سید زین العابدین بن سید عبدالرحمان کبیر کی اولاد دو فرزندوں سے جاری ہوئی (۱) سید نظام الدین، جدامجد سادات مہر شاہ والی میانوالی (۲) سید کبیرالدین۔ان میں سید کبیرالدین بن سید زین العابدین کے ایک فرزند سید سخی محبوب عالم المعروف شاہ جیونہ (۸۹۵۔۹۷۱) تھے۔آپ کا عرس ہر سال دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

غوث الزماں سید محبوب عالم المعروف شاہ جیونہ آپ کا مزار جھنگ میں مرجع الخلائق ہے آپ کی اولاد ایک فرزند سید شاہ حبیب سے جاری ہوئی جنکی اولاد آگے دو پسران (۱) پیر سید کمال اور (۲) سید جلال الدین سے جاری ہوئی۔

پہلی شاخ میں پیر سید کمال بن سید شاہ حبیب بن سید محبوب عالم شاہ جیونہ کی اولاد میں تین پسران تھے (۱) سید مقصود شاہ (۲) سید فتح محمد (۳) سید جان محمد جبکہ آخر الذکر دونوں حضرات کی اولاد ہے ان کی اولاد موضع جلن میانوالی موضع محرم سیال شورکوٹ اور درگئی جوگیاں احمد پور شرقیہ بہاولپور میں آباد ہے۔
دوسری شاخ میں سید جلال الدین بن سید شاہ حبیب بن سید محبوب عالم المعروف شاہ جیونہ کی اولاد سے (۱) سید شیر شاہ (۲) سید چراغ شاہ (۳) سید عبدالرحمان ابنان سید جلال ثانی بن سید لعل شاہ بن سید جلال الدین المذکور سے جاری ہوئی
سید شیر شاہ بن سید جلال ثانی بن سید لعل شاہ کی اولاد سے (۱) سید ظفر عباس (۲) سید غضنفر عباس (۳) سید ثمر عباس ابنان سید محمد وارث شاہ بن سید عیسیٰ شاہ بن سید شیر شاہ ثانی بن ابراہیم شاہ بن سید شیر شاہ المذکور
پھر سید عبدالرحمان بن سید جلال ثانی بن سید لعل شاہ کی اولاد سے سید محمد غوث ثالث بن مبارک شاہ بن صالح شاہ بن سید عبدالرحمان المذکور تھے۔ سید محمد غوث ثالث بن مبارک شاہ بن صالح شاہ کے دو فرزند تھے (۱) راجے شاہ (۲) سید صالح
سید راجے شاہ بن سید محمد غوث ثالث کا ایک فرزند کرنل سید عابد حسین تھے۔
اور سید صالح شاہ بن سید محمد غوث ثالث کی اولاد سے سید فیصل صالح حیات بن سید محمد صالح حیات بن مخدوم سید محمد غوث شاہ بن سید خضر حیات شاہ بن سید صالح شاہ المذکور

اعقاب پیر سید شاہ جنید بن عبدالرحمان کبیر بن عبدالکریم

آپ کی اولاد بمطابق قدیم ریکارڈ درخانہ اوچ بلوٹ کے ایک فرزند سید قطب الدین المعروف قطب شیر سے جاری ہوئی۔ اور سید قطب شیر بن پیر سید شاہ جنید کے تین فرزند تھے۔ (۱) سید محمد بازید (۲) سید شاہ جلال (۳) سید عبدالوہاب زہدالانبیاء
سید عبدالواہاب زہدالانبیاء کی ولادت ۹۰۷ ہجری کو ہوئی۔ اور آپ کی وفات ۹۵۷ ہجری کو ہوئی۔ آپ کا ورد مبارک سبوح، قدوس، رب الملائک و الروح تھا۔ آپ اول تھے جنہوں نے اوچ بلوٹ کو آباد کیا۔ آپ کی اولاد کے حق میں آپ کی دعا قبول ہوئی۔ اور اوچ بلوٹ میں کثیر فقراء پیدا ہوئے۔ کالاباغ اور ڈیرہ اسماعیل خان کے مضافاتی علاقوں میں آپ سے منسوب کثیر معجزات ہیں۔
اور آپ کی اولاد میں آپ کے پوتے سید پیر عیسیٰ قتال المعروف بابن شاہ بلوٹی (۹۵۲-۱۰۱۳) وہ اول شخصیت ہیں جنہوں نے بخاری سادات کے مشجرات کو رقم کرنا شروع کیا اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۳۰ سال تھی یعنی درخانہ اوچ بلوٹ کی ابتداء تقریباً ۹۸۲ میں ہوئی۔ اور ہم بھی اسی قدیم ریکارڈ سے سادات بخاریہ کے مشجرات کو رقم کر رہے ہیں۔ یہ درخانے کا ریکارڈ ہمیں سید عباس رضا بخاری آف میانوالی بواساطت سید مخدوم مرتجز بخاری سجادہ نشین جملہ دربار ہائے اوچ بلوٹ ڈیرہ اسماعیل خان سے حاصل ہوا۔

اعقاب سید عبدالوہاب زہدالانبیاء بن سید قطب الدین قطب شیر بن پیر سید شاہ جنید

آپ کی اولاد ایک فرزند سید عبدالرحمان نوری حسینی سے جاری ہوئی۔ سید عبدالرحمان نوری حسینی بن سید عبدالوہاب کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی۔ (۱) سید شاہ محمد داؤد (۲) سید شاہ عیسیٰ قتال المعروف بابن شاہ بلوٹی۔ اول سید شاہ محمد داؤد بن سید عبدالرحمان نوری حسینی بن سید عبدالوہاب بلوٹی آپ کی اولاد ایک فرزند سید عبدالغفور حسین سے جاری ہوئی جن کے آگے دس فرزند تھے۔ (۱) سید شاہ محمد (۲) سید مراد بخش (۳) سید خدا بخش (۴) سید محبّ شاہ۔ آپ کی اولاد پکی شاہ مردان کوٹ بیلیاں نورنگا۔ (۵) درگاہ شاہ (۶) مرتضیٰ شاہ (۷) ستار علی شاہ (۸) کرم شاہ (۹) محمد شجاع (۱۰) اورنگ زیب شاہ۔ آپ کی اولاد سے قائد تحریک فقہ جعفریہ پاکستان علامہ سید ساجد علی نقوی بن محمد علی بن سید صفت علی بن سید شیر علی بن فتح علی بن سید قائم علی بن سید شاہ مراد بخش بن سید عبدالغفور حسین بن سید شاہ محمد داؤد دوالمذکور ہیں۔

آپ کی اولاد سے سید مخدوم عباس رضا بن آغا حسین شاہ بن کرم حسین شاہ بن مرید احمد شاہ بن احمد شاہ بن گل حسین شاہ بن سلطان علی شاہ بن عبدالستار شاہ بن روشن علی شاہ بن درگاہ شاہ بن سید شیر گل بن مرتضی شاہ بن سید عبدالغفور حسین بن سید شاہ محمد داؤد المذکور ہیں۔ دوئم سید عیسیٰ قتال المعروف بابن شاہ بلوٹی بن سید عبدالرحمان نوری بن سید عبدالوہاب زہدالانبیاء کی اولاد میں بمطابق درخانہ اوچ بلوٹ چھ بیٹے تھے جن میں سے چار کی اولاد جاری ہوئی (۱) سید حلیم شاہ۔ آپ کی اولاد اوچ نوری گل امام۔ کھٹھی سیداں جنڈ اٹک ہیں۔ (۲) سید کریم شاہ۔ آپ کی اولاد سے کریم پورہ پشاور مرائی بالا، وادی تیرہ ،ملپور، بارہ کہو۔ تریٹ سیداں ،مری ہیں (۳) سید رنگیلا جلال (۴) سید عبدالباری المعروف حاجی امام بلوٹی (۵) سید عبدالرب ،اولاد نرینہ نہ تھی۔ (۶) عبدالرشید لاولد

آپ کی اولاد سے مخدوم سید محمد مرتجز بخاری بن سید عطاء الرحمان بن سید عبدالرحمان بن سید عبدالستار شاہ بن محمد سرفراز شاہ بن حیدر چراغ شاہ بن نورزمان شاہ بن گل حسین شاہ بن جندوڈا غلام محمد شاہ بن سید صاحب الزمان بن سید محمد زمان بن محمد گل شیر المعروف چن چراغ بن سید گل محمد بن سید عبداللہ باقی بن سید رنگیا جلال بن سید سلطان عیسیٰ بابن بلوٹی المذکور۔

دیگر شاخ میں سید عبدالباری المعروف حاجی امام بلوٹی بخاری بن سید عیسیٰ قتال المعروف بابن شاہ بلوٹی کی اولاد میں دس فرزند تھے۔ (۱) سید حسین علی (۲) سید نور محمد (۳) سید رضا علی (۴) سید امیر حیدر (۵) سید پیر پنہاں (۶) امام نور حسین شاہ (۷) شاہ محمود (۸) سید علی محمد (۹) سید محمد شفیع (۱۰) سید جعفر علی شاہ۔ ان میں سید حسین علی بن سید حاجی امام بلوٹی بن سید عیسیٰ قتال المعروف بابن بلوٹی کی اولاد سے سید سخی حبیب قلندر مدفن مانکررائے ہری پور بن سید دانا دریا بن سید حسین علی المذکور تھے اور انکی اولاد میں دو فرزند (۱) سید مرید حسن اور سید مرید حسین تھے

ان میں سے کاٹھ گڑھ سادات ہیں جن میں پیر سید نجف علی شاہ بن سید حیدر علی بن پیر چن شاہ بن رجب علی بن خدا بخش شاہ بن مرید جعفر شاہ بن بخش علی شاہ بن غلام حسین شاہ بن سید شاہ باقر بن شاہ عبدالرحیم بن سید عبدالواحد بن سید امیر حیدر شاہ بن سید عبدالباری المعروف حاجی امام المذکور۔

پھر سید پیر پنہاں شاہ بخاری بن سید حاجی امام بلوٹی بن سید عیسیٰ قتال کی اولاد سے سید پیر علم شاہ بخاری مظفر آباد بن سید محبّ علی بن پیر سید پنہاں شاہ بخاری المذکور تھے۔

مظفرآباد میں واقع سید شاہ حسین بخاری المعروف پیر چناسی بھی سید عبدالباری المعروف حاجی امام بخاری کی اولاد ہیں۔

اعقاب سید احمد کبیر بن سید جلال الدین حیدر سرخ بخاری

آپ کے بارے میں ملفوظات مخدوم جہانیاں میں بہت کچھ لکھا ہے آپ پر زیادہ تر جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱) سید صدرالدین راجن قتال (۲) **سید جلال الدین حسین المعروف جهانیاں جهاں گشت بخاری**

اول سید صدرالدین راجن قتال بن سید احمد کبیر آپ کی ولادت ۲۶ شعبان ۷۳۰ ہجری کو ہوئی۔ اور ۱۹ جمادی الثانی ۸۲۷ میں وفات پا گئے (خط پاک اوچ صفحہ ۲۴۱) آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱) سید ابواسحاق (۲) ابوالخیر عبدالعزیز (۳) جلال الدین المعروف سلطان شاہ

پہلی شاخ سید جلال الدین المعروف سلطان شاہ بن سید صدرالدین راجن قتال بن احمد کبیر کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱) سید علی راجن (۲) سید محمد

دوسری شاخ میں ابوالخیر عبدالعزیز بن صدرالدین راجن قتال بن احمد کبیر کی اولاد ایک فرزند سید کبیر الدین سے جاری ہوئی اور ان کی اولاد کثیر ہے۔

تیسری شاخ میں ابواسحاق بن صدرالدین راجن قتال بن احمد کبیر کی اولاد سید نعمت اللہ سے جاری ہوئی (بحوالہ ریاض الانساب صفحہ ۱۶۲)

اعقاب سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں بن سید احمد کبیر بن سید جلال الدین حیدر بخاری

آپ کی ولادت ۱۴ شعبان المعظم ۷۰۷ ہجری کو ہوئی تحفۃ الکرام میں میر علی شیر قانع ٹھٹھوی نے آپ کی عرفیت کی وجہ بتاتے ہوئے تحریر کیا کہ آپ کو مخدوم جہانیاں اس لئے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے روز آپ شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کی درگاہ پر تشریف لے گئے اور روضے پر جا کر عیدی طلب کی اس پر آواز آئی کہ خدائے تعالیٰ نے تجھے مخدوم جہانیاں بنایا ہے یہی عیدی تیرے لئے کافی ہے پھر وہاں سے جب صدرالدین کے روضے پر آئے تو یہی جواب آیا اور جب باہر آئے تو ہر شخص آپ کو مخدوم جہانیاں کہہ کر پکارنے لگا آپ کا قیام مکہ میں بھی رہا اس دوران آپ کی صحبتیں امام عبداللہ یافعی سے رہیں۔ مخدوم جہانیاں نے اپنی کتاب ''خزانہ جلالی'' میں امام عبداللہ یافعی کی بیشتر ملفوظات رقم کی ہیں مکہ سے واپسی پر شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی سے ملاقات کی اور خرقہ حاصل کیا تاریخ محمدی میں تحریر ہے کہ مخدوم جہانیاں نے حرم نبویؐ کے سردار المحدثین شیخ الاسلام عفیف الدین عبداللہ العطری سے خلافت کی ٹوپی حاصل کی اور تبرک کا خرقہ پایا اور دو سال ان کی صحبت میں رہ کر کتاب عوارف اور سلوک کی دوسری کتابوں کی تعلیم پائی آخر میں شیخ عفیف الدین نے فرمایا آپ کا مرید بنانا گازرون جانے پر موقوف ہے گازروں پہنچنے پر شیخ الاسلام امین الدین کے بھائی امام الدین نے انہیں بتایا کہ رحلت فرما گئے ہیں بہرحال وصیت کر گئے کہ مرید بنانے والی قینچی اس کے حوالے کر دینا اور اس حوالے سے اجازت دینا کہ لوگوں کو مرید بنائے (تحفہ الکرام صفحہ ۳۶۹)

مخدوم جہانیاں کے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ سلطان محمد تغلق کے عہد میں وہ سیوستان اور اس کے گردنواح کے لئے شیخ الاسلام کے منصب اور خانقاہ محمد کی سند سے سرفراز ہوئے لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد ان سب سے بے نیاز ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لی آپ کی وفات سلطان فیروز تغلق کے عہد میں ۷۸۵ ہجری میں ہوئی (تحفۃ الکرام صفحہ ۳۶۹)

آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱) سید محمد رکن الدین (۲) سید شاہ عبداللہ قتال (۳) **سید ناصر الدین محمود**

جبکہ بعض جگہ کتابوں میں محمد رکن الدین کی جگہ جلال الدین کبیر لکھا ہے تاہم ہم نے مذکورہ بالا نام ریاض الانساب سے تحریر کئے ہیں لیکن ان حضرات کا اصل نام محمد تھا رکن الدین یا جلال الدین ان کا لقب تھا۔

اعقاب سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں بن سید احمد کبیر

آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نے کئی شادیاں کیں ہوئی تھیں جن سے آپ کی ایک سوبیس اولادیں تھیں تاہم ہمیں یہ بات مبالغہ لگتی ہے اگر ایک سوبیس اولادیں ہوتیں تو اتنے معروف اور مشہور خانوادے کے حالات وواقعات بھی تحریر ہوتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ آپ کے کثیر فرزند تھے آپ کی اولاد کتنے پسران سے چلی یہ ایک معمہ ہے اور مختلف کتابوں میں اس کی تعداد مختلف ہے ہم کسی مخصوص تعداد کو حتمی نہیں مان سکتے ریاض الانساب میں آپ کے ۱۴ پسران کی اولاد تحریر ہے جبکہ اس کتاب پر آپ کے کل ۲۷ فرزند تحریر ہیں اسی طرح اوچ کے خلیفہ حضرات نے بھی مختلف اولاد تحریر کی ہے دراصل ریاض الانساب کے مولف سید مقصود نقوی نے زیادہ تر اوچ کے شجرہ نویس خلیفہ حضرات اور سید چن پیر شاہ بھیرہ ضلع سرگودھا کے فراہم کردہ ریکارڈ پر اکتفا کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ انفرادی طور پر بھی جن افراد نے انہیں شجرے دیئے انہوں نے بغیر تحقیق کے کتاب میں شامل کر لئے تاہم سید ناصر الدین محمود بن جلال الدین مخدوم جہانیاں کی اولاد سے مخصوص شجرے ہی شامل کریں گے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سے کوئی غلطی سرزد نہ ہو۔ اور آپکے مشہور ابنان جنکی اولاد ہے وہ درج ذیل ہیں (۱) **سید فضل اللہ لاڈلہ** (۲) **سید شہاب الدین** (۳) **سید برہان الدین گجراتی** (۴) **سید علم الدین** (۵) **سید شمس الدین حامد کبیر** (۶) سید علاؤالدین (۷) **سید شرف الدین** (۸) سید اسماعیل وجیہ الدین (۹) سید سراج الدین۔ ان میں سید سراج الدین بن سید ناصر الدین محمود کی اولاد سے سید رحمت اللہ شاہ بخاری المعروف چھانگاولی سرکار مزار بیلا جنڈ اٹک بن بڈھا شاہ بن ابوالفتح رکن الدین بن عبدالرحمان علم گنج بن سراج الدین المذکور تھے۔

اعقاب سید برہان الدین گجراتی بن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں

آپ کی ولادت ۱۴ رجب المرجب ۷۹۰ ہجری کو اوچ شریف میں ہوئی۔ آپ نے اپنے چچا سید صدر الدین راجن قتال کے زیر سایہ تربیت پائی آپ اپنے چچا کے حکم سے ہندوستان گجرات کے علاقے کاٹھیاوار کے صدر مقام پر اسلام کی تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے جہاں آپ کی سعی الجلیلہ سے بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔ آپ کے متعلق ایک واقعہ پر علی شیر قانع ٹھٹھوی نے تحریر فرمایا کہ ایک رات سید برہان الدین تہجد کیلئے اٹھے تو ان کے پاؤں پر کوئی چیز لگی جس سے آپ کا پاؤں زخمی ہو گیا آپ نے کہا یہ پتھر ہے لوہا ہے یا لکڑی ہے صبح لوگوں نے دیکھا تو اس کے تین حصے تھے ایک لکڑی کا ایک لوہے کا اور ایک پتھر کا دارالشکوہ سفینۃ الاولیا میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ لکڑی آج بھی مذکورہ تین حالتوں میں انکی اولاد کے پاس محفوظ ہے آپ کی وفات سن ۸۵۶ ہجری میں بمقام ابنوہ احمد آباد گجرات میں ہوئی اس وقت آپکی عمر مبارک ۶۸ سال تھی (تحفۃ الکرام صفحہ ۱۷۴)

بقول سید مقصود نقوی آپ نے اپنے اعقاب میں گیارہ فرزند چھوڑے (۱) سید حامد (۲) امین اللہ (۳) سید علم الدین (۴) سید محمد صالح (۵) سید محمد صادق (۶) سید محمد اصغر (۷) سید احمد شاہ (۸) سید محمد راجو (۹) سید ناصر الدین (۱۰) سید محمود دریا نوش (۱۱) سید محمد سراج الدین شاہ عالم

ان میں سے سید محمود دریانوش اور سید محمد سراج الدین شاہ عالم دونوں بھائیوں نے بہت عروج پایا اور سید محمد گیسودراز زیدی کے بعد جنوبی ہند پر چھا گئے۔ سید برہان الدین گجراتی کے چار پسران کی اولاد ریاض الانساب میں تحریر ہے۔(۱) سید محمود دریانوش (۲) سید محمد سراج الدین شاہ عالم (۳) سید محمد اصغر (۴) سید محمد راجو اور ان حضرات کی اولاد زیادہ تر کی اور ہندوستان میں آباد ہے۔

ان میں سے اورنگزیب عالم گیر شہنشاہ مغلیہ کے استاد سید محمد ہاشم بن سید محمد قاسم بن سید مصطفیٰ بن سید شاہ محمد بن سید محمد بن سید ابوالفضل شاہ محمد راجو بن سید محمد سراج الدین شاہ عالم بن قطب العالم سید برہان الدین گجراتی المذکور تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم گجرات احمد آباد میں ہی حاصل کی آپ نے حجاز میں حصول تعلیم کیلئے قیام فرمایا اور اس دوران آپ نے شیخ محمد عربی محدث، شیخ عبدالرحیم حسانی، ملاں علی، میر نصیر الدین حسین اور مرزا ابراہیم ہمدانی سے معقولات کی تعلیم حاصل کی واپس آ کر حکیم سید علی گیلانی سے طب اور ریاضی کی تعلیم حاصل کی بعض کتب تاریخ میں آپ کو حکیم سید محمد ہاشم گیلانی لکھا ہے جو کہ غلط ہے آپ خانوادہ بخاریہ کے سپوت تھے۔

اعقاب سید شرف الدین بن ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں

بقول سید ظفریاب ترمذی آپ کی اولاد تین پسران (۱)۔سید رکن الدین (۲)۔سید جلال شاہ سے جاری ہوئی (۳)۔سید محمد (تاریخ انوار السادات صفحہ۶۳۹)

اول سید رکن الدین بن سید شرف الدین آپ کی اولاد دو پسران سید نظام الدین اور سید شاہ محمد سے جاری ہوئی جو اوچ شریف اور اسکے مضافات میں کثیر تعداد سے آباد ہے۔

دوئم سید جلال شاہ بن سید شرف الدین کی اولاد دو پسران (۱) سید شمس الدین اور (۲) سید رکن الدین سے جاری ہوئی۔

سوئم سید محمد بن سید شرف الدین کی اولاد سید عبدالوہاب سے جاری ہوئی۔

اعقاب سید فضل اللہ لاڈلہ بن ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں

آپ کی اولاد اوچ شریف میں آباد ہے۔اوچ میں ان کو دیوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اور ان کے پاس کچھ تبرکات بھی محفوظ ہیں آپ کا مزار اقدس اوچ شریف میں ہی ہے آپکی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی۔(۱) سید عبدالقادر (۲) سید شاہ وجیہ الدین (۳) سید عبدالجلیل جبکہ تحفۃ الکرام میں (۴) اسماعیل بھی لکھا ہے

سید اول عبدالجلیل بن سید فضل اللہ لاڈلہ کی اولاد سے علامہ حافظ سید ریاض حسین نجفی بخاری بن حسین بخش بن اللہ وسایا بن فتح شاہ بن حسن شاہ بن کرم شاہ بن لنگر شاہ بن قنبر شاہ بن لنگر شاہ اول بن زین العابدین بن جعفر شاہ بن سید حاجی برخوردار بن عبداللہ بن سید عبدالجلیل بن سید عبداللہ بن سید عبدالجلیل المذکور

دوئم سید شاہ وجیہ الدین بن سید فضل اللہ لاڈلہ کی اولاد میں چھ فرزند تھے(۱)۔سلیم الدین (۲)۔فخر الدین (۳) محسن علی (۴)۔دیندار علی (۵) داؤد (۶) زین العابدین

سوئم سید عبدالقادر بن سید فضل الدین لاڈلہ کی اولاد سے سید زندہ شاہ بن فتح شاہ بن محمود بن عبدالقادر المذکور تھے اور انکی اولاد دو پسران (۱) سید شاہ جمل اور سید شاہ راجن سے جاری ہوئی

تحفہ الکرام (صفحہ ۳۷۴) یہ میر علی شیر شائع ٹھٹھوی لکھے ہیں کہ سید باقر بن سید عثمان بن داؤد بن سید شکر اللہ بن سید حاجی حمید بن سید راجو بن سید نظام الدین بن سید ابراہیم بن سید راجو بن سید اسماعیل بن سید فضل اللہ المذکور ہیں جو رسالہ باقر الانوار کے مصنف ہیں اور یہ نسب تحفہ الاکرام کے علاوہ بھی کئی جگہ مذکور ہے کتاب خط پاک اوچ میں بھی ان بزرگ کے متعلق لکھا گیا۔

اعقاب سید علم الدین بن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں

آپ کی اولاد چار پسران سے جاری ہوئی۔(۱) سید جمال الدین (۲) سید جلال الدین (۳) سید کمال الدین ابو محمد (۴) سید شاہ ابوالخیر

اول سید جمال الدین بن سید علم الدین کے دو فرزند تھے (۱) سید شہاب الدین (۲) سید شاہ خالق لیکن ان کی اولاد کی تفصیل ریاض الانساب میں تحریر نہیں۔

دوئم سید جلال الدین بن سید علم الدین آپ کی اولاد سے سید محمد المعروف موج دریا بخاری بن سید صفی الدین بن سید نظام الدین بن سید علم الدین بن سید جلال الدین المذکور

شہنشاہ اکبر نے ۱۵۶۷ میں ریاست میواڑ پر حملہ کیا اور راجپوتوں سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ چتوڑ کا قلعہ اپنی مضبوطی گولہ بارود اور سامان حرب کے لحاظ سے اکبری افواج کے لئے آسان نہ تھا کہ اسے فتح کر لیتے میواڑی راجپوتوں کی بہادری سے اکبری فوج کے حوصلے پست ہو گئے جب مادی طاقتیں جواب دے گئیں تو شہنشاہ اکبر نے اپنا ایک خاص نمائندہ آستانہ جلالیہ اوچ شریف روانہ کیا اور دعا کیلئے درخواست کی

جناب سید صفی الدین بخاری نے کہا انشاءاللہ شاہ مرداں مولا علیؑ کے طفیل فتح نصیب ہوگی اور جنگ میں ہمارا فرزند سید محمد شاہ المعروف موج دریا بھی پہنچ جائے گا چنانچہ ۲۳ فروری ۱۵۶۸ کو جب جنگ ہوئی تو سید موج دریا کے طفیل فتح نصیب ہوئی اکبر نے آپ کی زندگی میں ہی آپ کا روضہ تعمیر کروایا اور بٹالہ ہندوستان میں جاگیر عطا کی۔

سید محمد شاہ المعروف موج دریا بخاری بن سید صفی الدین بخاری نے ۱۷ ربیع الاول ۱۰۱۳ ہجری میں بٹالہ میں وفات پائی جہاں سے آپ کا جنازہ جلوس کی شکل میں لاہور لایا گیا اور پہلے سے تعمیر شدہ روضہ کے اندر دفن کیا گیا۔

آپ نے دو عقد کئے پہلی شادی سید عبدالقادر ثالث گیلانی مدفون لاہور کی دختر فاطمہ سے کی جن کے بطن سے آپ کے دو فرزند (۱) سید صفی الدین مولف کتاب انساب جلالی اور (۲) سید بہاء الدین تولد ہوئے

دوسری شادی بٹالہ میں ہوئی جس سے سید شہاب الدین تولد ہوئے۔

آپ کے تینوں پسران کی اولاد تھی لیکن سید بہاء الدین کی اولاد منقرض ہوگئی اور باقی دو پسران کی اولاد آج بھی موجود ہے۔

اعقاب سید شمس الدین حامد کبیر بن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں

آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱) سید رکن الدین ابوالفتح (۲) سید فضل الدین (۳) سید بہاء الدین بالا بڈھا کبیر

اول سید بہاء الدین بالا بڈھا کبیر بن سید شمس الدین حامد کبیر آپ کی اولاد ایک فرزند مخدوم سید محمد شاہ سے جاری ہوئی۔

دوئم سید فضل الدین بن سید شمس الدین حامد کبیر آپ کی اولاد بر روایت ریاض الانساب ایک فرزند عبدالصمد سے جاری ہوئی۔ واللہ اعلم

سوئم سید رکن الدین ابوالفتح بن سید شمس الدین حامد کبیر ریاض الانساب میں آپ کے تین پسران کی اولاد تحریر ہے (۱) سید جلال ثالث (۲) سید سلطان علی اکبر (۳) **سید محمد کیمیا نظر**

اعقاب سید محمد کیمیا نظر بن سید رکن الدین ابوالفتح بن سید شمس الدین حامد کبیر

آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱) سید بدر الدین بڈھا (۲) سید حامد الحسینی المعروف بڈھا (۳) سید ابوبکر

ان میں سید حامد الحسینی المعروف بڈھا بن سید محمد کیمیا نظر آپ کی اولاد میں سات فرزند تھے جبکہ بروایت ریاض الانساب آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱) سید محمد علی راجن عرف راجو بخاری (۲) سید اسماعیل (۳) سید بہاء الدین

اول سید بہاؤ الدین بن سید حامد الحسینی بن سید محمد کیمیا نظر کی اولاد سید شاہ محمد بن سید عثمان جھولہ بخاری بن سید محمود بن سید بہاء الدین المذکور سے جاری ہوئی۔

دوئم سید اسماعیل بن سید حامد الحسینی کی اولاد سید کبیر سے جاری ہوئی۔

سوئم سید محمد علی راجن المعروف راجو بخاری بن سید حامد الحسینی آپ کا لقب خاندانی مشجرات میں سدھا بھاگ لکھا ہے آپ کی ولادت ۹۰۰ ہجری کو ہوئی اور آپ کا انتقال ۹۴۰ ہجری کو ہوا آپ کا مزار لیہ میں واقع ہے۔

آپ کے متعلق آپ کے معاصرین نے بہت کچھ لکھا قاضی سید نور اللہ شوستری مرعشی الحسینی نے مجالس المومنین میں فرمایا ہے کہ سید راجو بن سید حامد الحسینی ان باکرامات افراد میں سے ہیں جنہوں نے حق کو پالیا اور خاندانی مدت سے قائم تقیہ کو چھوڑ کر اعلانیہ شیعہ مذہب کا اقرار کیا۔

میر علی شیر قانع ٹھٹھوی اپنی کتاب تحفۃ الکرام میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ فاضل عالی ہمت اور صاحب کرامت سید تھے آپ نے بلوچوں کی ایک جماعت کو اپنا مرید بنالیا کسی وقت آپ بادشاہ ہمایوں کو ملنے کیلئے روانہ ہوئے جب ہمایوں کو علم ہوا تو وہ آپ کے استقبال کیلئے تیار ہوا لیکن آپ کے پہنچنے پر مخدوم الملک ملا عبداللہ لاہوری نے بادشاہ کو ورغلایا کہ یہ سید رافضی بدعتی ہے اس کا استقبال دین کی توہین ہے غرض کہ اس قدر ورغلایا کہ بادشاہ ہمایوں نے اپنی طرف سے شہزادہ جلال الدین اکبر اور بہرم خان کو استقبال کیلئے روانہ کیا۔ تقدیر سے انہی دنوں ملا عبداللہ لاہوری کو لاہور کے حاکم میر حاجی سیستانی نے قید کرلیا ملا عبداللہ نے اپنی آزادی کیلئے سلطان پور میں مقیم شیخ عزیز اللہ عباسی ملتانی کے پاس درخواست بھجی کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ شیخ مذکور دعا میں مشغول ہوگئے رات کو خواب میں دیکھا کہ رسولؐ اللہ کے گھٹنوں پر سید راجو بخاری بیٹھے ہیں شیخ عزیز اللہ عباسی نے کہا کہ آپ کا

مداح عبداللہ قید ہے اس کی آزادی کیلئے توجہ فرمائیں تو حضور سرور کائنات نے سید راجو کی طرف اشارہ کر کے کہا میرا فرزند اسی عبداللہ لاہوری کے ہاتھوں خون کے آنسو رو رہا ہے۔ شیخ عزیز اللہ نے یہ خواب کا واقعہ ملا عبداللہ کو لکھا تو اس نے توبہ واستغفار کی اور سید راجو کو راضی کیا۔

سید محمد علی راجن المعروف راجو بخاری بن سید حامد الحسینی کی اعقاب میں تین پسران تھے(۱) سید غلام عباس (۲) سید حسن المعروف موسیٰ غوث (۳) سید زین العابدین۔ ان حضرات کی اولاد اوچ شریف ضلع بہاولپور تحصیل کروڑ، تحصیل لیہ، تحصیل تونسہ، تحصیل ڈیرہ غازی خان، بھکر، رنگ پور ضلع مظفر گڑھ میں آباد ہے۔

پہلی شاخ میں سید زین العابدین بن سید محمد علی راجن عرف راجو بن سید حامد الحسینی کی اولاد سے سید حامد مخدوم نو بہار اول بن سید محمود ناصر الدین بن سید حسن جہانیاں بن سید زین العابدین المذکور تھے۔

سید حامد مخدوم نو بہار اول بن محمود ناصر الدین کے تین پسران تھے(۱) سید حسن جہانیاں ثانی (لاولد)(۲) شیخ راجو الملقب ناصر الدین ثالث سجادہ نشین (۳) سید غلام علی سبز امام

ان میں سید غلام علی سبز امام بن سید حامد مخدوم نو بہار اول بن محمود ناصر الدین کی اولاد سے سید حضور بخش نور بہار خامس سجادہ نشین بن سید محمد صالح ناصر الدین سائیں بن سید غلام راجن بن سید ناصر الدین خامس سجادہ نشین بن نو بہار ثالث بن مخدوم ناصر الدین الرابع بن سید غلام شاہ بن امیر شاہ بن سید غلام علی سبز امام المذکور اور اس خاندان میں اوچ شریف کی گدیوں کی سجادہ نشینی چلی آرہی ہے۔

نسب شریف نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپال:۔ نواب سید صدیق حسن خان قنوجی آف بھوپال بن سید اولاد حسن بخاری قنوجی بن سید اولاد علی خان انور جنگ بن سید لطف اللہ بن سید عزیز اللہ بن سید لطف علی بن سید علی اصغر عرف اچھے میاں قنوجی بن کبیر بن تاج الدین بن جلال الدین رابع بن سید راجو شہید صاحب السجادہ قنوج بن سید جلال ثالث بخاری بن سید رکن الدین ابوالفتح بن سید شمس الدین حامد کبیر بن ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں المذکور

اعقاب سید شہاب الدین بن ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں

آپ کی اولاد میں کچھ اختلاف ہے۔ آپ کی اولاد میں (۱) صفی الدین اور (۲) شعیب کو تذکرہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت میں لاولد لکھا ہے۔(۳) حسام الدین (۴) سید علاؤ الدین ان کی اولاد کا تذکرہ سید چن پیر شاہ کے مرتب کردہ قلمی نسخہ میں ہے اور (۵) سید عمر نو بہار کا تذکرہ تاریخ وشجرہ نسب سادات بنہڑہ اتر پردیش میں کیا گیا۔ تاہم سید مقصود نقوی نے ان میں شعیب کو چھوڑ کر سب کی اولاد کا تذکرہ کیا ہے۔

اس کے علاوہ مولف کو ایک اور شجرہ نسب موصول ہوا جو کہ سید شہاب الدین پر منتھی ہوتا ہے۔ اور یہ شجرہ سادات بخار یہ آراضی چھپر تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کا ہے جن میں میرے خالہ زاد بھائی سید عرفان جعفر شاہ اور سید کامران رضا ہیں یہ شجرہ ان حضرات کا قدیم قلمی شجرہ تھا جس سے مولف نے خود تحریر کو نقل کیا۔

سید کامران رضا اور سید عرفان جعفر شاہ ابنان سید محمود حسین شاہ بن برکت شاہ بن سید عباد علی شاہ بن سید عالم شاہ بن سید ولی شاہ بن سید محمد شاہ بن سید باقر

شاہ بن سید شاہ المعروف عبداللہ شاہ بن جہان شاہ بن زید العابدین بن قاسم علی شاہ بن سید جنید شاہ بن سید سخی مجاز الدین کامل دو جہان بن سید عبدالکریم بن سید باز الدین بن سید دریا الدین حقانی بن سید شہاب الدین المذکور

اولاد سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین حسین المعروف مخدوم جہانیاں

از کتاب بحر المطالب مولف سید کرم حسین اچوی بخاری

آپ کی اولاد کے بارے میں اختلاف ہے مگر اوچ شرف کے خاندان پر ایک قدیم کتاب سید خرم عباس نقوی نے فراہم کی جو کتاب بحر المطالب ہے اس کو لکھنے والے سید کرم حسین بخاری اچوی نے اوچ شریف کے قدیم مشجرات سے سید ناصر الدین محمود کی چار بیویاں اور ۲۵ فرزند تحریر کئے ہیں جن میں سے ۱۴ فرزندان صاحب اولاد تھے۔

سید کرم حسین اچوی بخاری کے بقول آپ کے درج ذیل صاحبزادوں کی اولاد جاری ہوئی (۱) اسماعیل بعض نے آپ کا لقب وجیہ الدین لکھا ہے۔(۲) سید شہاب الدین (۳) شرف الدین (۴) علم الدین (۵) عبدالحق (۶) علاؤالدین (۷) عبدالرزاق (۸) فضل اللہ لاڈلہ بعض جگہ آپ کو فیض اللہ بھی لکھا گیا ہے (۹) عیسیٰ (۱۰) سراج الدین (۱۱) طیفور (۱۲) بہاء الدین (۱۳) مخدوم شمس الدین حامد کبیر صاحب دستار (۱۴) سید برہان الدین گجراتی

اور بقول سید کرم حسین بخاری باقی ۱۱ فرزند لاولد تھے اور ان کے نام یہ ہیں (۱۵) سید قطب الدین (۱۶) سید کمال الدین (۱۷) سید جلال الدین (۱۸) سید حسام الدین (۱۹) سید جمال الدین (۲۰) سید قیوم اللہ (۲۱) سید زین العابدین (۲۲) سید عبدالوہاب (۲۳) سید اسد اللہ (۲۴) سید صلاح الدین (۲۵) سید اسلام شاہ۔ واللہ اعلم (بحر المطالب از سید کرم حسین بخاری اچوی)

اعقاب امام حسن العسکری بن امام علی النقی الھادیؑ

بقول صاحب الاصیلی ابن طقطقی نے آپ کی ولادت ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور آپ کی شہادت ۲۶۰ ہجری کو ہوئی اور آپ اپنے والد محترم امام علی النقی الھادی کی قبر کے قریب دفن ہوئے (الاصیلی ۱۶۱) تاہم آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حدیث اور ایک قول کہ مطابق سلیل تھا اور انہیں جدہ بھی کہا جاتا تھا آپ گیارویں تاجدار امامت ہیں آپ کے فضائل اور خصوصیات بہت زیادہ ہیں

منتھیٰ الامال میں مرقوم ہے کہ عیسیٰ بن صبیح سے روایت ہے کہ جب ہم قید میں تھے تو حضرات امام حسن عسکریؑ کو بھی قید کیا گیا اور انہیں ہمارے ہی قید خانے میں لے آئے میں آپ کو جانتا تھا آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا تیری عمر پینسٹھ برس اور چند ماہ ہے میرے پاس ایک دعاؤں کی کتاب تھی جب اس میں دیکھا تو بالکل درست تھا جیسے آپؑ نے خبر دی تھی امام حسن عسکریؑ کی شہادت معتمد باللہ عباسی کے زہر سے ہوئی۔ اور آپ شہید ہونے کے بعد سامرہ میں دفن ہوئے جہاں آج آپ کی زیارت مرجع خلائق ہے امام حسینؑ سے جناب امام حسن العسکری تک تمام اماموں کو حکمرانوں نے زہر دے کر شہید کیا بارہ اماموں میں صرف امام علیؑ اور امام حسینؑ تلوار سے شہید ہوئے باقی تمام اماموں کو زہر دیا گیا

ابن طقطقی کے بقول آپ کی اولاد میں امام ابوالقاسم محمد مہدی آخر الزمان کے علاوہ کسی دوسرے کا ذکر نہیں ابن عنبہ بھی اس قول کی تائید کرتے ہیں کتاب

الشجر ۃالمبارکہ میں امام فخر الدین رازی کہ امام حسن عسکری کا دوسرا فرزند موسیٰ بھی تھا لیکن ان کی اولاد نہ تھی۔
نسابین کی کثیر تعداد نے امام حسن عسکری کی اولاد میں صرف امام محمد مہدی کا ہی ذکر کیا ہے۔اور آپ پردہ غیبت میں چلے گئے ۔ایسے تمام شجرے اور نسب جو امام حسن عسکری پر منتھی ہوئے ہیں سراسر باطل ہیں ایسے تمام قبائل مشکوک ہیں جو امام حسن عسکری کے ساتھ اپنا نسب ملاتے ہیں۔ کیونکہ امام حسن العسکری کی اولاد میں صرف امام محمد مہدیؑ تھے جبکہ بعض حضرات نے آپ کی دو صاحبزادیوں کا ذکر بھی کیا ہے(۱) فاطمہ (۲) ام موسیٰ کتاب المعقبون میں بھی ان دونوں کا ذکر موجود ہے تاہم پسران میں صرف امام محمد مہدی آخر زمان تھے۔

ذکر امام محمد مہدی آخر الزمان بن امام حسن عسکری بن امام علی النقی الھادیؑ

علامہ باقر مجلسی نے جلاء العیون میں فرمایا ہے کہ آپ کی تاریخ ولادت ۲۵۵ ہجری ہے بعض نے ۲۵۶ اور بعض نے ۲۵۹ بھی تحریر کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ آپؑ کی ولادت پندرہ شعبان کو ہوئی اس میں اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت سامراء میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے اور آپ کا نام اور کنیت وہی ہیں جو رسولؐ اکرم کی ہیں آپ کی القاب میں خاتم ،منتظر،صاحب الزمانہ اور مہدی مشہور ہیں۔
آپ کی والدہ محترمہ نرجس خاتون تھیں یعنی نرجس بن یوشع بن قیصر بادشاہِ روم اور یہ حضرات شمعون بن حمون بن صفات وصی حضرات عیسیؑ کی اولاد سے تھے اس قبیلے کو بازنطینی قبیلہ بھی کہتے ہیں
امام محمد مہدیؑ سلسلہ امامت اور وصیت کے بارہویں تاجدار ہیں اور سلسلہ امامت آپ پر ختم ہوتا ہے آپ کے متعلق حضور اکرنے حدیث بیان فرمائی کہ اس امت کا مہدی میری اولاد سے ہوگا۔
اور بعض محدثین نے بیان کیا کہ رسولؐ اللہ نے امام حسینؑ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میری امت کا مہدی اسکی اولاد سے ہوگا۔
امام مہدیؑ کی غیبت میں جانے کے بعد قیامت تک آسمان اور زمین کے درمیان اللہ کی حجت ہیں آپ کی دو غیبت ہیں ایک غیبت صغریٰ اور دوسری غیبت کبریٰ
غیبت الصغریٰ سے مراد وہ زمانہ کہ جب آپ سامراء میں ایک غار کے اندر مقیم رہے اور چند اشخاص کے علاوہ کسی اور نے آپ سے ملاقات نہ کی اور یہی اشخاص آپ تک لوگوں کے مسائل لاتے جن کا جواب آپ انہیں اشخاص کے ذریعے دیتے ان میں چار شخصیات ہیں۔(۱) عثمان بن سعید عمرو (۲) محمد بن عثمان (۳) حسین بن روح (۴) شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری غیبت صغریٰ کے دوران یہ اشخاص آپ سے ملاقات کرتے رہیں۔اس کے بعد امام محمد مہدیؑ غیبت کبریٰ میں چلے گئے اور قیامت سے قبل ظہور تک غیبت کبریٰ کا زمانہ ہے۔شیخ علی بن محمد سمری کی وفات ۳۲۹ ہجری میں ہوئی اور یہاں سے آج تک غیبت کبریٰ کے زمانہ چلا آرہا ہے۔امام محمد مہدیؑ قیامت سے قبل ظہور فرما کر دنیا سے مستقل طور پر ظلم کا خاتمہ کریں گے اور دنیا میں عدل وانصاف پھیلائیں گے تاہم غیبت کبری میں بھی بہت سے حضرات نے امام محمد مہدیؑ کا دیدار کیا ہے۔اور خواب میں یا کسی اور کشف سے آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔
آپ سے متعلق رسولؐ اللہ کی حدیث ہے کہ آپ اس امت کے مہدی ہیں اور آپ کے دم کرم سے ہی دنیا میں امن قائم ہوگا۔علماء،صوفیاء،اولیاء

محدثین، مورخین، ادباء ہر طبقہ نے آپ کی شان بیانکی ہے۔

اور آج دنیا کا توزان جس قدر بگڑ رہا ہے لوگ نجات دہندہ کی طرف دیکھتے ہیں۔اس وقت آپ ہی عالم انسانیت کے واحد نجات دہندہ ہیں ہر قوم مذہب او رنسل کا فرد فطری طور پر آپ کے انتظار میں ہے کیونکہ انسانی مقدر کی لکیریں ایک ایسے راستے کی جانب نشان دہی کرتی ہیں جو آپ پر منتھی ہوتا ہے۔

آپ کے ظہور پر نور سے دنیا جگمگا اٹھے گی آپ کی تلوار شیاطین، ظالمین، منافقین، فاسقین کے گلے ہمیشہ کیلئے کاٹ دے گی۔ بنی نوع آدمؑ عالم بشریت کے آخری منجی کی جانب نگاہیں لگائے بیٹھی ہے آپؑ خداوند تعالیٰ کے حکم سے ظہور فرمائیں گے۔ بہت خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہونگے آپ کی نوکری جن کے نصیب میں ہوگی۔

آپ خاتم امامت ہیں اور رسولؐ اللہ کے بارویں وصیؑ ہیں غیبت صغریٰ کے بعد اگر کوئی شخص آپ کی معرفت کے بغیر مرا تو وہ جہالت کی موت مرا آپ کی معرفت بہت ضروری ہے آپ اس زمانے کی امام ہیں خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آپ کے دیدار سے مشرف فرمائے اور امام محمد مہدیؑ ہم جیسے گنہگاروں پر نگاہ کرم رکھیں اور اپنے قدموں میں جگہ عنائیت فرمائیں (آمین)

باب سیزدہم — اعقاب محمد حنفیہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

آپ کی والدہ خولہ حنفیہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنفیہ تھیں آپ کی کنیت ابوالقاسم تھیں بقول ابن کلبی آپکی والدہ کا تعلق یمامہ سے تھا۔ بقول ابی نصر بخاری آپ کی والدہ کا نام خولہ تھا اور آپ کی نانی دختر عمرو بنت ارقم الحنفی

بقول ابوالحسن عمری آپ کی چوبیس اولادیں تھیں جن میں دس صاحبزادیاں تھیں (۱) بریکہ (۲) ام سلمہ (۳) حمادہ (۴) علیہ (۵) اسماء (۶) ام القاسم (۷) جمانہ (۸) ام ابیھا (۹) رقیہ (۱۰) ریطہ جبکہ آپ کے صاحبزادوں میں (۱) حسن (۲) جعفر الاکبر (۳) علی الاکبر (۴) علی (۵) عبدالرحمان (۶) طالب (۷) عون الاکبر (۸) عون (۹) عبداللہ الاکبر (۱۰) عبداللہ اصغر (۱۱) حمزہ (۱۲) ابراہیم (۱۳) قاسم (۱۴) جعفر الاصغر

بقول ابوالحسن عمری ان میں عبداللہ الاصغر، عون الاصغر، طالب، عبدالرحمان، علی الاصغر درج تھے یعنی ان کی اولاد نہ ہوئی۔

اول حسن بن محمد حنفیہ آپ کو حسن الجمال بھی کہا جاتا ہے آپ فاضل تھے آپ کی اولاد منقرض ہوگئی

دوئم جعفر الاکبر بن محمد حنفیہ آپ کی اولاد میں محمد اور محمد کے بیٹے جعفر تھے اور لیکن آپ کی اولاد بھی آگے نہ چلی۔

سوئم حمزہ بن محمد بن حنفیہ آپ کی اولاد کا ذکر بقول عمری نہیں موجود یا منقرض ہوگئی (المجدی صفحہ ۴۲۸)

چہارم ابراہیم بن محمد حنفیہ آپ کے لقب میں اختلاف ہے۔ بقول ابو عبداللہ حسین ابن طباطبا آپ کا لقب ''شعرۃ'' تھا جبکہ بقول الدندانی نسابہ ''یسرۃ'' جبکہ بعض نے بشرہ کہا ہے آپ احادیث کی راوی تھے بقول عمری آپ کی پانچ اولادیں تھیں جن میں ایک فرزند محمد بن ابراہیم تھے جو صاحب حدیث ثقہ تھے لیکن انکی اولاد بھی آگے نہ چلی۔ ابراہیم بن محمد حنفیہ کی والدہ مسرعہ بنت عباد بن شیبان بن حابر بن اھیب تھیں۔ جو بنی مازن بن منصور سے تھیں۔

پنجم عون الاکبر بن محمد حنفیہ بقول عمری آپ کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر الطیار تھیں آپ کی تین صاحبزادیاں اور ایک فرزند تھا آپ کے فرزند کا نام محمد تھا۔

ششم ابوہاشم عبداللہ بن محمد حنفیہ: آپ اپنے والد کی سب سے بڑی اولاد تھے آپ معتزلہ تھے اور ایک قول کے مطابق آپ کو زہر دی گئی کیسانیہ آپ کو آپکے

والدمحترم کے بعدامام تسلیم کرتے تھے بقول عمری آپکے بعد بیعت کا سلسلہ بنی عباس کی جانب منتقل ہوا یعنی آپ کے قائم مقام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھے۔اوران کے تین فرزند تھے،ابراہیم الامام،سفاح عباسی اورمنصور دوانقی۔اورانہوں نے یہ سلسلہ آگے بڑھااوراس کے نتیجے میں بنی عباس نے اپنی خلافت قائم کی۔

بقول ابوالحسن عمری آپ کوسلیمان بن عبدالملک الاموی نے دودھ میں زہر دیلوادی آپ کی قبرحمیمہ کے مقام پرہوئی آپ کی والدہ کا نام نائلہ تھا۔

آپ کی اولاد میں ریطہ بنت ابی ہاشم عبداللہ تھیں جنکی والدہ نوفلیہ تھیں ان کی شادی جناب زیدشہید بن امام زین العابدینؑ سے ہوئی اورآپ کےبطن مبارک سے جناب یحیٰی بن زیدہوئے جومقام جوز جان میں شہید ہوئے۔

ہفتم قاسم بن محمد حنفیہ آپ کے نام پرآپ کے والد ماجد کی کنیت تھی لیکن بعض دیگر نے کہا کہ محمد حنفیہ کا نام کنیت رسولؐ اللہ پرتھی آپ کے دوفرزند عبداللہ ابو القاسم اورمحمد تھےمگران کی اولاد کی تفصیل نہیں لکھی عمری نے اورنہ ہی بعد کے نسابین نے اس طرف اشارہ کیا۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ محمد حنفیہ کی اولاد دوپسران سے باقی رہی(۱) **جعفرالاصغر**(۲)**علی**

اعقاب جعفرالاصغر بن محمد حنفیہ بن امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی،آپ کی والدہ اورعون بن محمد حنفیہ کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر طیارتھیں،آپ کی شہادت واقعہ حرہ میں ہوئی حرہ وہ واقعہ ہے جب امام حسینؑ کی شہادت کے بعداہل مدینہ نے بغاوت کی تویزید پلید نے مدینہ پرحملہ کیااورمسرف بن عقبہ المری کواہل مدینہ کےقتل عام کیلئے روانہ کیابقول ابن عنبہ جعفرالاصغر بن محمد حنفیہ کی جمہوراولادعبداللہ راس المذری بن جعفرالثانی بن عبداللہ بن جعفرالاصغرالمذکور پرمنتھی ہوتی ہے۔

عبداللہ راس المذری بن جعفرالثانی بن عبداللہ کی اولاد میں نوفرزند تھے۔

(۱)جعفرالثالث(۲)ابوالحسین علی الملقب برغوث آپ کی والدہ کا نام قمریہ تھا اورآپ کی وفات ۳۰۳ھ کو ہوئی۔(۳)ابواسحاق ابراہیم(۴) عیسیٰ(۵)اسحاق(۶)قاسم المحدث(۷)محمد(۸)ابوعلی احمد(۹)احمدالاصغر

اول علی بن عبداللہ راس المذری کی اولاد سے بقول جمال الدین ابن عنبہ الجلیل النقیب المحمدی ابومحمد حسن بن ابی الحسن احمد بن قاسم بن محمد العوید بن علی المذکور تھے آپ سید مرتضیٰ علم الھدی کی بغداد میں نقابت کے نائب تھے آپ کی اولاد بنی نقیب المحمدی کہلاتی ہے۔لیکن ان کا نسب منقرض ہوگیا(عمدۃ الطالب صفحہ۳۳۴)۔دوئم جعفرالثالث بن عبداللہ راس المذری بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد(۱)زید(۲)علی(۳)موسیٰ(۴)عبداللہ سے جاری ہوئی۔اوربعض کا خیال ہے کہ(۵)ابراہیم سے بھی اولاد چلی

بقول ابی نصر بخاری ابراہیم بن جعفرالثالث سے منسوب ایک قوم شیرازاوراھواز میں ہےمگران کا نسب غلط ہے۔دوسری شاخ میں زید بن جعفرالثالث کی اولاد سے محمد الصیاد بن عبداللہ بن احمد الداعی بن حمزہ بن حسین صوفہ بن زید المذکور تھے اوران کی اولاد کوکوفہ میں بنوصیاد کہا جا تا تھاانہیں میں سے بنوالایسر ہے جوابی القاسم حسین الاغر بن حمزہ بن حسین الصوفہ بن زید المذکور کی اولاد ہے۔

تیسری شاخ میں علی بن جعفرالثالث کی اولاد سے ابوعلی حسن المحمدی بن حسین بن عباس بن علی المذکور تھے اور یہ حضرت الشیخ ابوالحسن عمری کے دوست

تھے انکی اولاد بھی جاری ہوئی۔
چوتھی شاخ میں موسیٰ بن جعفر الثالث کے دو پسران تھے (۱) ابوالقاسم عرقالہ (۲) زید الشعرانی
پانچویں شاخ میں عبداللہ بن جعفر الثالث کی اولاد سے محمد بن علی بن عبداللہ المذکور تھے بقول ابی نصر بخاری کہ ان محمدیوں سے قزوین اور روسائے قم تھے اور انکی اولاد رے میں بھی آباد ہے۔
سوئم ابراہیم بن عبداللہ راس المذری آپ کی اولاد بقول ابن عنبہ ابوعلی محمد نسابہ سے جاری ہوئی اور انکی اولاد دو پسران (۱) علی (۲) احمد ھلیلجہ سے جاری ہوئی
پہلی شاخ میں علی بن ابوعلی محمد نسابہ بن ابراہیم کی اولاد سے ابوالحسن علی الحرانی بن طاہر بن علی المذکور تھے دوسری شاخ میں احمد ھلیلجہ بن ابوعلی محمد نسابہ بن ابراہیم کی اولاد سے ابوالفورس مفضل بن حسن بن محمد بن احمد ھلیلجہ المذکور تھے۔ بقول عمری ان کی بقایاجات شام اور موصل میں ہیں۔
چہارم عیسی بن عبداللہ راس المذری کی اولاد سے ابوعلی حسن المعروف بابن ابی الشوراب بن علی بن عیسیٰ المذکور تھے جو کہ طالبین میں سے ایک تھے جو مصر گئے اور ان کے چار فرزند تھے۔
پنجم اسحاق بن عبداللہ راس المذری آپ کے چار فرزند تھے (۱) جعفر (۲) عبداللہ (۳) حسن (۴) علی
پہلی شاخ میں جعفر بن اسحاق بن عبداللہ راس المذری کو الملک عبداللہ الحاکم بن عبدالحمید بن جعفر الملک الملتانی العلوی العمری نے قتل کیا
دوسری شاخ میں عبداللہ بن اسحاق بن عبداللہ راس المذری آپ کو ابن ظبک بھی کہا جاتا ہے اور یہ قول بھی ہے آپ رسولؐ اللہ کی شبیہ تھے۔
تیسری شاخ میں حسن بن اسحاق بن عبداللہ راس المذری آپ کی اولاد سے ابوعبداللہ حسین بن اسحاق الصابونی بن حسن المذکور تھے آپ نیل مصر میں ڈوب گئے تھے آپ کی اولاد بھی تھی۔
چوتھی شاخ میں علی بن اسحاق بن عبداللہ راس المذری آپ کی اولاد سے عقیل بن حسین بن محمد بن علی المذکور تھے اور ان کی اعقاب اصفہان اور فارس میں موجود ہے۔
ششم القاسم بن عبداللہ راس المذری آپ فاضل اور محدث تھے آپ کی اولاد سے (۱) الشریف الفاضل ابوعلی احمد اور (۲) ابوالحسن علی الملقب برغوثہ المتوفی ۳۳۰ ہجری ابنان عبداللہ بن قاسم المذکور تھے۔ بنی عبداللہ راس المذری بن جعفر ثانی بن عبداللہ بن جعفر الاصغر بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں بقول ابی نصر بخاری کہ ان میں تین خاندانوں کا نسب بالکل درست تھا (۱) بنی زید بن جعفر الثالث بن عبداللہ راس المذری (۲) بنی محمد بن علی بن عبداللہ راس المذری (۳) بنی محمد بن علی بن اسحاق بن عبداللہ راس المذری

اعقاب علی بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

ابوالحسن عمری اور جمال الدین ابن عنبہ نے آپ کے ایک فرزند (۱) ابومحمد حسن الاقبیش کا ذکر کیا ہے جنکی والدہ علیہ بنت عون الحمد یہ تھیں جبکہ سید مہدی رجائی نے آپ کے دو مزید فرزندان کا ذکر بھی کیا ہے۔ (۱) عون (بقول مہدی) (۲) علی (بقول عمری)

اول عون بن علی بن محمد حنفیہ آپ کی اولاد سے ایک فرزند محمد اشھل تھے جنکی والدہ مہدیہ بنت عبدالرحمان بن عمرو بن محمد بن مسلمہ الانصاری تھیں ان میں اشھل بن عون بن علی کے سات فرزند (۱) علی تھے جنکی والدہ صفیہ بنت محمد بن حمزہ بن معصب بن زبیر بن عوام تھیں (۲) موسیٰ (۳) حسن (۴) عیسیٰ (۵) احمد (۶) محمد اور (۷) حسین (المعقبون جلد۳ صفحہ۳۹۴)

دوئم ابومحمد حسن الاقیبش بن علی بن محمد حنفیہ آپ عالم فاضل تھے اور آپ کو کیسانیہ گروہ نے اپنے امام تسلیم کیا

سوئم علی بن علی بن محمد حنفیہ بقول ابی الحسن عمری آپ کی اولاد سے ابی تراب حسن بن محمد المصری الملقب ثلثا خروبہ بن عیسی بن علی بن علی بن محمد بن علی بن علی المذکور تھے آپ کا قتل مصر میں ہوا آپ کی اولاد بنوابی تراب تھی جو منتشر ہوگئی (المجدی صفحہ ۴۳۰)

بقول ابی نصر بخاری محمدی علویوں کے قبائل جعفر الاصغر بن محمد حنفیہ سے باقی ہیں جبکہ علی ابراہیم عون علی اولاد محمد حنفیہ کی نسلیں منقرض ہوگئیں۔ واللہ اعلم

آج دنیا میں ایسے بہت کم قبائل ہیں جو محمد حنفیہ کی اولاد سے ہوں ہندوستان میں بہت سے قبائل خود کو اس گھر کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر ان کے نسب ثابت نہیں ہوتے۔

باب چہاردہم اعقاب ابوالفضل عباس بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

آپ کی کنیت ابوالفضل تھی آپ کی والدہ ام البنین فاطمہ بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن عامر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوزان تھیں جناب ابوالفضل عباس کی ایک کنیت ابوقربہ بھی تحریر کی گئی آپ کے القاب میں السقاء مشہور ہے۔

آپ کی نانی لیلیٰ بنت السھیل بن مالک بن ابی برۃ عامر ملاعب الاسنہ بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ الحسنی امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے بھائی جناب عقیل ابن ابی طالب جو علم الانساب کے ماہر تھے اور اس وقت عربوں کے قبائل کے حالات سے واقف تھے سے فرمایا کہ میرے لئے کسی ایسی خاتون کا انتخاب کریں۔ جس کے بطن سے بہادر اور جنگجو بیٹے پیدا ہوں جناب عقیل نے عرب کے قبائل پر نظر دوڑائی اور کہا آپ ام البنین کلابیہ سے شادی کریں کیونکہ عربوں میں ان کے آباءواجداد سے زیادہ کوئی بہادر نہیں تھا (عمدۃ الطالب ۳۲۸)

آپ یوم عاشور لشکر حسینی کے علمدار تھے آپ کو قمر بن ہاشم بھی کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ قمر بنی ہاشم آپ سے ہی مخصوص ہے آپ کے تین مادری پدری بھائی تھے مگر ان کی اولاد جاری نہ ہوئی اور وہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔

آپ کی شہادت امام حسینؑ کی شہادت سے قبل ہوئی۔ جب آپ نے اپنے بھائی کی تنہائی دیکھی تو بھائی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت جہاد مانگی۔ یہ بات سن کر امام حسینؑ رونے لگے آپؑ نے فرمایا تم لشکر کے علمدار ہو اگر تم نہ رہے تو پھر کوئی بھی میرے ساتھ نہ ہوگا۔ ابوالفضل عباسؑ نے کہا کہ میرا سینہ تنگ ہوگیا ہے اور زندگانی دنیا سے سیر ہوگیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ منافقین کے گروہ سے اپنے خون کا بدلہ لوں امام پاکؑ نے فرمایا اگر تم سفر آخرت کا ارادہ کر ہی چکے ہو تو ان چھوٹے بچوں کیلئے تھوڑا سا پانی لے آؤ۔

پس حضرت عباس علمدار چلے اور لشکر کی صفوں کے سامنے کھڑے ہوگئے اور خوب نصیحت کی اتنے میں بچوں کے رونے اور العطش کی آواز بلند ہوئی

جناب عباس بے تاب ہوکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزہ ہاتھ میں لیا اور مشک اٹھا کر فرات کی جانب روانہ ہوئے کہ شاید پانی مل سکے۔ پس چار ہزار کا لشکر جو فرات کے گھاٹ پر مقرر تھا انہوں نے آپ کو گھیر لیا اور تیر کمانوں پر چڑھا دیئے اور آپ کی جانب پھینکنے لگے آپ نے خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ایک روایت کے مطابق کافی افراد کو جہنم واصل کیا آپ گھاٹ میں اترے اور فرات کے پانی تک پہنچے چونکہ جنگ کی زحمت اور پیاس کی شدت کی وجہ سے آپ کا جگر کباب ہو چکا تھا چاہا کہ اپنے لبوں تک پانی پہنچائیں ہاتھ بڑھا کر پانی چلو میں اٹھایا تو امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کی پیاس یاد آئی اس لئے پانی چلو سے گرا دیا مشک میں پانی بھر کر گھاٹ سے باہر نکلے تاکہ اپنے آپ کو بھائی کی لشکر گاہ تک پہنچائیں اور بچوں کو پیاس کی زحمت سے نجات دلائیں اشقیاء نے جب یہ دیکھا تو آپ کو گھیر لیا اور دوبارہ جنگ شروع ہوئی آپ شیر غضب ناک کی طرح ان پر حملہ کرتے اور راستہ طے کرتے اچانک نوفل بن ارزق اور ایک روایت کے مطابق زید بن ورقا کھجور کے دخت کے پیچھے سے آیا حکیم بن طفیل اس کا معین اور مددگار بنا اور اسے اکسایا پس اس نے آپ پر تلوار کا وار کیا جس سے آپ کا دایاں بازو کٹ گیا آپ نے جلدی سے مشک بائیں کندھے پر ڈالی اتنے میں حکیم بن طفیل نے دوبارہ حملہ کیا اور آپ کا بایاں بازوں بھی کاٹ دیا اب مشک آپ نے اپنے دانتوں سے پکڑ لی اچانک ایک تیر مشک پر لگا اور پانی بہہ گیا دوسرا تیر آپکے سینے پر لگا جس سے آپ گھوڑے سے گر گئے اور اپنے بھائی کو مدد کیلئے پکارا مقتل کی روایت کے مطابق ایک ملعون نے لوہے کا گرز آپ کے سر مبارک پر مارا جس سے آپ کی شہادت ہوئی۔

امام حسینؑ آپ کے قریب آئے ایک تاریخی جملہ فرمایا کہ اب میری کمر ٹوٹ گئی لوط بن ابی مخنف اور دیگر مقاتلین میں بھی یہی مذکور ہے۔

نسابین کے مابین اس بات کا اختلاف ہے کہ جناب عباس اپنے دیگر تین مادری پدری بھائیوں جعفر، عثمان اور عبداللہ سے عمر میں بڑے تھے کہ چھوٹے تھے۔ ابن شہاب العکبر ی، ابوالحسن الاشنانی اور ابن خداع نسابہ مصری کے مطابق یہ حضرات جناب عباس سے عمر میں بڑے تھے لیکن شیخ شرف العبید لی ، ابوالغنائم عمری اور بغدادیوں کی روایت کے مطابق یہ حضرات حضرت عباسؑ سے عمر میں چھوٹے تھے۔

آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے۔ (۱) الفضل (۲) عبیداللہ اور ان دونوں کی والدہ لبابہ بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالملطب تھیں (المجد ی صفحہ ۴۳۷)

جناب لبابہ بنت عبداللہ کو بعض نے لبابہ بنت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بھی لکھا ہے جناب لبابہ بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کی جناب ابو الفضل عباس کی شہادت کے بعد دوسری شادی زید بن امام حسن السبطؑ بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ سے ہوئی جن سے حسن اور سیدہ نفیسہ تولد ہوئیں۔ یعنی حسن بن زید بن امام حسن سیدہ نفیسہ بنت زید بن امام حسن اور عبیداللہ اور افضل ابناں عباس بن امام علیؑ مادری بہن بھائی ہیں۔

نسابین کے نزدیک جناب ابوالفضل عباس علمدار کی اولاد صرف عبیداللہ بن عباس سے جاری ہوئی۔ آج عباسی علوی صرف انہیں حضرت کی اولاد ہیں۔

اعقاب عبیداللہ بن ابوالفضل عباس بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ

بقول شیخ ابوالحسن عمری آپ صاحب کمال اور خوبصورت تھے آپ کا انتقال ۵۵ سال کی عمر میں ہوا آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) ابوجعفر عبداللہ (۲) حسن اول ابوجعفر عبداللہ بن عبیداللہ آپ کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ معبد بن عباس بن عبدالمطلب تھیں۔ آپکی اولاد میں چار فرزند تھے (۱) علی (۲) عباس (۳) جعفر (۴) ابراہیم ان میں علی بن ابوجعفر عبداللہ کے علاوہ کسی کی اولاد نہ تھی۔ انہیں علی بن ابوجعفر عبداللہ اولاد میں تین فرزند تھے (۱) حسین

(۲) محمد (۳) حسن لیکن ان میں حسن بن علی کے علاوہ کسی کی اولاد نہ چلی۔ان ہی حسن بن علی بن ابوجعفر عبداللہ کے پانچ پسران تھے(۱) علی (۲) محمد (۳) ابراہیم (۴) عبداللہ (۵) عباس لیکن انکی اولاد بھی منقرض ہوئی۔یوں ابوجعفر عبداللہ بن عبیداللہ بن ابوالفضل عباسؑ منقرض ہو گئے۔

اعقاب حسن بن عبیداللہ بن ابوالفضل عباسؑ بن امیر المومنین علیؑ

بقول شیخ ابوالحسن عمری آپ احادیث کے راوی تھے اور ۶۷ سال کی عمر مبارک میں وفات پائی آپ کے سات فرزند تھے(۱) عبیداللہ امیر قاضی (۲) عباس (۳) محمد (۴) حمزہ الاکبر (۵) ابراہیم جردقہ (۶) الفضل (۷) علی۔لیکن بقول جمال الدین ابن عنبہ ان میں سے پانچ کی اولاد جاری ہوئی۔

اول الفضل بن حسن بن عبیداللہ بقول ابن عنبہ آپ مرد فصیح متکلم اور دین کے معاملے میں شدید اور عظیم شجاعت کے مالک تھے آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱) جعفر (۲) عباس الاکبر (۳) محمد

پہلی شاخ میں محمد بن الفضل بن حسن آپ کی اولاد ایک فرزند ابوالعباس فضل سے جاری ہوئی جو کہ شاعر اور خطیب تھے آپ نے اپنے اشعار میں ایک مرثیہ جو اپنی جد بزرگوار حضرت عباس علمدار کے متعلق کہا تھا ابوالعباس فضل الشاعر بن محمد کی اولاد سے یحییٰ بن عبداللہ بن ابوالعباس فضل المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں عباس الاکبر بن الفضل بن حسن کی اولاد سے آپ کے چار فرزند تھے (۱) عبداللہ (۲) عبیداللہ (۳) محمد (۴) فضل اور یہ حضرات صاحب اولاد تھے۔

تیسری شاخ میں جعفر بن الفضل بن حسن کی اولاد سے بقول جمال الدین ابن عنبہ فضل کے علاوہ کسی دوسرے کو نہ پایا

دوئم ابراہیم جردقہ بن حسن بن عبیداللہ آپ فقیہ اور ادیب تھے آپ کی اعقاب میں بقول ابن عنبہ تین پسران تھے(۱) حسن (۲) محمد (۳) علی

پہلی شاخ میں حسن بن ابراہیم جردقہ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ ابوالقاسم حمزہ بن حسین بن محمد بن حسن المذکور تھے دوسری شاخ میں محمد بن ابراہیم جردقہ کی اولاد ایک فرزند احمد سے جاری ہوئی اور اس احمد بن محمد کے آگے تین فرزند تھے(۱) محمد (۲) حسن (۳) حسین جنکی اولاد مصر میں ہے۔

تیسری شاخ میں علی بن ابراہیم جردقہ آپ بنی ہاشم کے سخی افراد میں سے ایک تھے آپ کی وفات ۲۶۴ ہجری میں ہوئی۔بقول ابن عنبہ آپ کی ۱۹ اولادیں تھیں جن میں (۱) ابراہیم الاکبر (۲) یحییٰ (۳) عباس (۴) حسن کا ذکر ابن عنبہ نے کیا ہے۔

سوئم حمزہ بن حسن بن عبیداللہ آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی بقول ابن عنبہ آپ شکل صورت میں امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ سے مشابہ تھے آپ کے متعلق مامون نے اپنے قلم سے لکھا کہ حمزہ بن حسن شبیہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کو ایک لاکھ درہم دیئے جائیں آپ کے دو پسران سے اولاد چلی (۱) ابومحمد علی (۲) ابومحمد قاسم ان دونوں کی والدہ زینب بنت حسین بن حسن بن اسحاق بن علی الزینبی بن عبداللہ الجواد بن جعفر الطیار بن ابی طالبؑ تھیں۔

پہلی شاخ میں ابومحمد علی بن حمزہ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سے دو فرزند (۱) قاسم (۲) ابوعبیداللہ محمد الشاعر آپ نے امام علی الرضا اور دوسروں سے بھی حدیث روایت کی۔آپ نے بصرہ میں قیام کیا۔

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ آپ ادیب شاعر، عالم اور راوی اخبار تھے آپ کے بعد آپکے چھ فرزند تھے جبکہ قاسم بن علی بن حمزہ کا ایک

فرزندہ ابی یعلی حمزہ المحدث تھا جن کا ذکر شیخ نجاشی اور دوسرے علماء نے کیا ان کی قبر حلہ میں ہے (منتھٰی الاعمال)

دوسری شاخ میں ابو محمد قاسم بن حمزہ جو یمن میں عظیم القدر اور صاحب الجمال تھے آپ کی کنیت ابو محمد تھی آپ کو صوفی بھی کہا جاتا تھا۔ بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد سات پسران سے جاری ہوئی (۱) حسین (۲) حسن (۳) العباس (۴) علی (۵) محمد (۶) قاسم (۷) احمد

ان میں حسن بن ابو محمد قاسم بن حمزہ کی اولاد سے قاضی طبرستان ابوالحسن علی بن حسین بن حسن المذکور تھے۔

چہارم عباس بن حسن بن عبیداللہ آپکو خطیب الفصیح بھی کہا جاتا تھا آپ شاعر بھی تھے آپ ہارون رشید کے ہاں صاحب عزت اور احترام تھے بقول ابی نصر بخاری کہ کوئی ہاشمی ان سے تیز گفتگو کرنے والا نہیں دیکھا گیا خطیب بغدادی کہتا ہے کہ آپ اہل مدینہ سے تھے ہارون رشید کے زمانہ میں بغداد میں آکر قیام کیا اور ہارون رشید کے مصاحب ہو گئے اس کے بعد مامون کی صحبت میں رہے بہت سے علوی ان کو آل ابو طالب کا سب سے بڑا شاعر مانتے تھے۔

بقول عمری آپ کی اولاد میں چار فرزندان تھے (۱) احمد (۲) عبیداللہ (۳) علی (۴) عبداللہ اور بقول ابی نصر بخاری ان میں سے اولاد صرف عبداللہ بن عباس کی جاری ہوئی۔ جو شاعر اور فصیح تھے اور جب مامون کو ان کی موت کی اطلاع ملی کہنے لگا **"استوی الناس بعدک یابن عباس"** ترجمہ:۔ اے عباس کے بیٹے تمہارے بعد سب لوگ ایک جیسے ہی ہیں مامون نے آپ کے جنازے کا اہتمام کروایا آپ کو شیخ بن شیخ بھی کہا جاتا تھا آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) عباس (۲) حمزہ

پہلی شاخ میں عباس بن عبداللہ بن عباس کی اولاد سے (۱) ابو محمد حسن (۲) ابی عبداللہ احمد ابنان ابوالحسن علی بن عبداللہ المعروف ابن الافطسیہ بن عباس المذکور تھے۔

دوسری شاخ میں حمزہ بن عبداللہ بن عباس آپ کی اولاد ملک شام کے طبریہ نامی علاقہ میں آباد ہے۔ آپکے دو فرزند تھے (۱) حسین (۲) ابوالطیب محمد ان میں بنو شہید ہے جو ابو الطیب محمد بن حمزہ المذکور کی اولاد ہے۔ آپ کی والدہ زینب بنت ابراہیم بن محمد بن ابی الکرام جعفری طیاری الزینبی تھیں۔ اور ابو الطیب محمد بن حمزہ المذکور مروت سخاوت اور صلہ رحمی میں مصروف تھے بہت زیادہ فضل جاہ اور منزلت رکھتے تھے آپ نے اردن نامی شہر میں کافی مال جمع کیا طغج بن جف الفرغانی کو آپ سے حسد ہوئی اس لئے طبریہ کی جانب ایک لشکر بھیجا اور آپ کے باغ میں آپ کو بمطابق ۲۹۱ ہجری میں قتل کیا شعراء نے آپ کا مرثیہ پڑھا۔ دوسری طرف حسین بن حمزہ بن عبداللہ کی اولاد سے المرجعی منصور بن ابی حسن طلیعات بن حسن الایبق بن احمد العجان بن حسین بن علی بن عبیداللہ بن حسین المذکور کی اولاد حائر میں بنی العجان سے معروف تھی۔

پنجم عبیداللہ الامیر قاضی بن حسن بن عبیداللہ آپ حرمین کے قاضی القضاۃ تھے بقول شیخ ابوالحسن عمری

آپ کے چھے فرزند تھے (۱) علی (۲) جعفر (۳) حسن (۴) عبیداللہ (۵) محمد (۶) عبداللہ

اور ان میں جعفر کی اولاد نہ تھی۔ جمال الدین ابن عنبہ نے ان چھے میں سے صرف علی اور حسن ابنان عبیداللہ الامیر القاضی کا ہی ذکر کیا ہے جمال الدین ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب میں طالبین کی صرف ان نسلوں کا ذکر کیا ہے جو باقی رہیں۔

پہلی شاخ میں علی بن عبیداللہ الامیر القاضی بن حسن کے چھے فرزند تھے لیکن اولاد دو سے جاری ہوئی (۱) حسن (۲) حسین
ان میں حسن بن علی بن عبیداللہ امیر القاضی کی اولاد سے بقول عمری ابوالحسن علی الطبر انی بن محمد التابوت بن حسن المذکور تھے آپ کی اولاد طبریہ میں رہی ابو الحسن علی الطبر انی بن محمد التابوت کی اولاد میں پانچ فرزند تھے (۱) ابوعلی محمد (۲) احمد (۳) حسن (۴) حسین (۵) محمد الاصغر
پھر حسین بن علی بن عبیداللہ الامیر القاضی کی اولاد سے میں کچھ اختلاف ہے آپ کی والدہ فاطمہ بنت حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن ابوالفضل عباس علمدار تھیں۔ آپکے پسران عمدۃ الطالب کی روایت کے مطابق (۱) داؤد (۲) محسن (۳) ابوالحسن محمد الملق ھد ھد نقیب فارس آپ کی اولاد بنی ھد ھد سے معروف ہے ان تین حضرات کو جمال الدین ابن عنبہ نے صاحب اولاد لکھا ہے۔ جبکہ عمری نے (۴) عبیداللہ (۵) حمزہ (۶) حسن بھی لکھے ہیں ایک روایت کے مطابق آپکے گیارہ فرزند تھے۔
ان میں محسن بن حسین بن علی بن عبیداللہ الامیر قاضی کی اعقاب یمن کی طرف چلی گئی اور وہاں ان کی کثیر تعداد ہے۔ ابوالحسن عمری نے آپکی اولاد میں دو فرزند کے اعقاب لکھے ہیں (۱) علی (۲) اسماعیل مقیم مکہ ان میں اسماعیل بن محسن کا ایک فرزند ابوعبداللہ حسین مصر میں فوت ہوا۔
پھر حمزہ بن حسین بن علی بن عبیداللہ امیر القاضی بقول عمری آپ کی اولاد یمن میں گئی آپکے دو فرزند تھے (۱) قاسم (۲) عبداللہ جو بارجان کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر داؤد بن حسین بن علی بن عبیداللہ الامیر القاضی بقول ابوالحسن عمری آپ کی اولاد نے دمیاط میں رہائش اختیار کی جبکہ جمال الدین ابن عنبہ نے آپ کے ایک فرزند ہارون بن داؤد کا ذکر بھی کیا ہے انکی اولاد دمیاط میں تھی اور بنو ہارون کہلاتی تھی۔
پھر ابوالحسن محمد بن حسین بن علی بن عبیداللہ الامیر القاضی آپ کو صاحب عمدۃ الطالب اور دیگر نسابین نے ابوالحسن محمد الملقب ھد ھد لکھا ہے لیکن الشیخ ابو الحسن عمری نے علی بن عبیداللہ بن حسین بن علی بن عبیداللہ الامیر القاضی کو صاحب الملقب ھد ھد تحریر کیا ہے۔
ابوالحسن محمد بن حسین بن علی بن عبیداللہ الامیر القاضی کی اولاد سے بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ میں نے خود ابی الحسن ابن دینار نسابہ الکوفی کی تحریر سے پڑھا کہ چار فرزند تھے اول دو (۱) عباس (۲) احمد کا نام صاف لکھا تھا۔ جبکہ آخر دو (۳) حسن اور (۴) علی پر شک کیا گیا۔
دوسری شاخ میں حسن بن عبیداللہ الامیر القاضی بقول ابوالحسن عمری آپ مکہ میں مقیم رہے۔ اور آپ کے تین فرزند تھے لیکن جمال الدین ابن عنبہ الحسنی نے آپ کے صرف ایک فرزند عبداللہ بن حسن کی اولاد تحریر کی ہے۔
ان عبداللہ بن حسن بن عبیداللہ الامیر القاضی کے بقول ابن عنبہ گیارہ فرزند تھے جن میں سے (۱) **محمد اللحیانی** (۲) قاسم (۳) موسیٰ (۴) طاہر (۵) اسماعیل (۶) یحیٰ (۷) جعفر (۸) عبیداللہ اپنے پیچھے اعقاب رکھتے تھے۔

اعقاب محمد اللحیانی بن عبداللہ بن حسن بن عبیداللہ الامیر القاضی

بقول سید جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد میں (۱) ہارون (۲) ابراہیم (۳) عبیداللہ (۴) حمزہ (۵) داؤد الخطیب (۶) سلیمان (۷) طاہر (۸) القاسم تھے اور بعض حضرات نے لکھا آپ کے ۱۳ فرزند تھے۔
اول قاسم بن محمد اللحیانی آپ کو صاحب امام ابومحمد حسن العسکری تحریر کیا گیا۔ بقول ابن عنبہ آپ امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے تھے اور آپ نے

اولا دامیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اوراولا د جعفر الطیار بن ابی طالبؑ کے مابین صلح کی کوشش کی آپ بہت اچھی گفتگو کرنے والے لوگوں میں سے تھے صاحب المجدی نے آپ کے تین پسران کا ذکر کیا۔(۱) حمزہ (۲) ابوالحسن علی الشعرانی (۳) اسماعیل اوران حضرات کی اولا دقزوین اوررے میں ہے۔

دوئم طاہر بن محمد اللحیانی بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کے تین پسران تھے (۱) ابراہیم (۲) محمد (۳) القاسم

پہلی شاخ میں ابراہیم بن طاہر بن محمد اللحیانی کا ایک فرزند طاہر المعروف مدثر تھے جو جھہ سے بغداد منتقل ہوئے اوران کی اولا د سے ابوحرب زید الاعرج اور ابوطالب علی ابنان ابوالفضل جعفر الملقب ابا المردین بن طاہر المدثر بن ابراہیم المذکور تھے۔

سوئم ہارون بن محمد اللحیانی بقول عمری آپ کا فرزند ابا الفضل عباس تھے اوران کا آگے سے ایک فرزند محمد تھے۔

چہارم حمزہ بن اللحیانی بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ نصیبین گئے آپ کی اولا دوہاں ہی رہی۔

پنجم ابراہیم بن محمد اللحیانی بقول ابوالحسن عمری آپ کے دوفرزند تھے (۱) علی (۲) عبداللہ آپ اپنے والد کے ہمراہ ایام المعتز باللہ میں قتل ہوئے

ششم داؤد الخطیب بن محمد اللحیانی بقول شیخ ابوالحسن عمری ابوالفرج اصفہانی سے روایت ہے کہ آپ کوادریس بن موسی بن عبداللہ بن موسیٰ الجون الحسنی نے قتل کیا آپ ایام الاخیضر میں مکہ اور مدینہ کے ثائر تھے آپ کی اولا دسلیمان بن داؤد سے چلی جنکی اولا د سے ایک فرزند محمد سرمن رائے میں گیا۔

ہفتم سلیمان بن محمد اللحیانی بالرملہ آپ کی اولا دحسن سے جاری ہوئی جوطبر یہ میں گئی

ہشتم عبیداللہ بن محمد اللحیانی بقول عمری آپ کی اولا د سے محسن بن علی بن محمد الملقب ھاذ ابن عبیداللہ المذکور تھے یہ روایت المجدی کی ہے سید مہدی رجائی نے اپنی کتاب المعقبون میں آپ کے دوفرزند اور بھی تحریر کئے ہیں محمد الملقب مہدی اور ابی یعلی حمزہ۔ واللہ اعلم۔

علوی اعوان

وادی سکون سکیسر میں اعوان قبیلہ آ کر آباد ہوا اور یہی ان کا مرکز ہے بمطابق علامہ وزیر علوی قتی شاہ دل اعوان اور گلس لطان اعوان ان کے قدیم مشجرات اور محکمہ مال کے مطابق ان کی قدیم روایت جوان کے نسب سے متعلق ہے وہ یہ ہے عون المعروف قطب شاہ بن یعلی بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبیداللہ بن ابوالفضل عباس بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اوران عون المعروف قطب شاہ کے فرزندان عبداللہ المعروف گولڑہ اور محمد کندلان کی اولا د قبیلہ اعوان سون سکیسر خوشاب میں معروف ہے۔ان حضرات کا وارد ہندو ہونا یا ان کے والد عون المعروف قطب شاہ کا کہ کس دور میں آئے ابھی تک تحقیق طلب ہے البتہ اس پر بہت سی روائتیں موجود ہیں۔عبداللہ گولڑہ اور محمد کندلان کی اولا د میں صحیح النسب حضرات وہ ہیں۔ جن کے اجداد وادی سون سکیسر سے ہجرت کر کے دوسرے علاقوں میں آباد ہوئے لیکن عبداللہ بن عون المعروف قطب شاہ کے نیچے نام اختلافی ہیں یعنی ان ناموں کا اندازہ عرفیت پر معمول ہے گل سلطان اعوان کا کہنا ہے کہ اس وقت جب محکمہ مال پر ہندوؤں لوگوں کا قبضہ تھا تو نظام الدین کو جامو یا جام لکھ دیا کرتے تھے اس لئے اصل نام بگڑ کر کچھ کہ کچھ ہو گئے۔تاہم اعوان قبیلہ قدیم زمانے سے ہی اولا د علی مشہور ہے لیکن ان حضرات کے ناموں کے ساتھ ملک آتا ہے اور ملک لقب اولا د علی میں صرف جعفر الملک ملتانی کے نام کے ساتھ آیا جو عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی اولا د سے تھے البتہ یہ حضرات اعوان ہی مشہور ہیں محکمہ مال میں بھی اعوان ہی لکھے گئے۔لیکن ان کا نسب باقاعدہ محفوظ نہ کیا گیا جس کی بدولت بہت کثیر تعداد جعلی لوگوں

کی ان میں داخل ہوگئی ہے۔جن سے اصل اور نقل کا فرق ہر بندہ معلوم نہیں کرسکتا شہروں میں ہر دوسرا بندہ ملک بنا ہوا ہے اصل اعوان سون سکیسر سے ہجرت شدہ ہیں البتہ کوئی شخص اعوان ہونے کا دعویٰ کرے تو اس پر تحقیق کرنی چاہیے کہ۔اس کو واقعی اعوان ہے یا نہیں۔تاہم پھر بھی اعوان حضرات تحقیق طلب ہیں۔واللہ اعلم۔

باب پانزدہم اعقاب عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

بقول الموضح نسابہ آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی جبکہ بقول ابن خداع نسابہ مصری آپ کی کنیت ابوحفص تھی آپ اور آپ کی بہن رقیہ بنت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ جڑواں پیدا ہوئے یہ وہی رقیہ ہیں جنکی شادی جناب مسلم بن عقیل ابن ابی طالب سے ہوئی اور آپ کی اولاد کربلا میں بھی شہید ہوئی۔

بقول ابن عنبہ آپ کی والدہ صھباء ثعلبیہ تھیں جو ام حبیب بنت عباد بن ربیعہ بن یحیی بن عبد بن علقمہ تھیں اور یمامہ کے قیدیوں میں سے تھیں ایک اور قول ہے کہ یہ بی بی عین التمر سے خالد بن ولید کے قیدیوں سے تھیں جن کو امیر المومنینؑ علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے عقد میں لے لیا۔عمر الاطرف صاحب کلام، رائے فصاحت، بلاغت، سخاوت اور پاکدامن تھے۔

بقول ابن عنبہ آپ اپنے بھائی امام حسینؑ کے ساتھ کوفہ کے سفر پر نہیں گئے کہا میں ابھی کم عمر ہوں اگر گیا تو اس معرکے میں قتل ہو جاؤں گا۔

آپ اول تھے جنہوں نے عبداللہ بن زبیر بن عوام کی بیعت کی پھر بعد میں حجاج بن یوسف کی بیعت کی بقول جمال الدین ابن عنبہ کہ حجاج بن یوسف چاہتا تھا کہ عمر الاطرف بن امیر المومنینؑ کو حسن مثنیٰ بن امام حسنؑ کے ساتھ ولی صدقات امیر المومنینؑ میں شریک قرار دے مگر حسن المثنیٰ جو کہ ولی صدقات امیر المومنینؑ تھے نے قبول نہ کیا۔آپ نے ۷۵ یا ۷۷ سال کی عمر میں ینبع نامی مقام پر وفات پائی اور آپ کی اولاد کثیر ہے۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں (۱) ام موسیٰ (۲) ام یونس ان دونوں کی والدہ اسماء بنت عقیل بن ابی طالبؑ تھیں اور (۳) ام حبیب آپ کی والدہ ام عبداللہ بنت عقیل بن ابی طالبؑ تھیں۔

اور آپ کے پسران بھی تین ہی تھے (۱) **محمد** (۲) علی (۳) ابوابراہیم اسماعیل

بقول ابن عنبہ کہ عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی اولاد صرف فرزند محمد سے باقی رہی۔

اعقاب محمد بن عمر الاطرف بن امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ

آپ کی کنیت ابوعمر تھی آپ کی والدہ اسماء بنت عقیل بن ابی طالبؑ تھیں بقول عمری آپ کی آٹھ اولادیں تھیں جن سے چار صاحبزادیاں (۱) فاطمہ (۲) ام موسیٰ (۳) کلثوم اور (۴) ام ہانی تھیں جبکہ چار فرزند (۱) **عبداللہ** (۲) **عبیداللہ** (۳) عمر اور (۴) جعفر الاکبر الابلہ تھے

اول جعفر الاکبر الابلہ بن محمد بن عمر الاطرف آپ کی والدہ ام ہاشم بنت جعفر بن جعفر بن جعدہ بن ھبیرہ بن ابی وھب مخزومی تھیں بقول شیخ ابی نصر بخاری کہ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ جعفر الابلہ کی نسل ختم ہوگئی اور بلخ میں ایک جماعت خود کو ان سے منسوب کرتی ہے۔لیکن وہ جھوٹی ہے۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ جعفر الابلہ بن محمد بن عمر الاطرف کی تین صاحبزادیاں تھیں (۱) ام ہانی (۲) ام جعفر (۳) ام محمد ان کی والدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن عبدالرحمان الشبیہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب تھیں جبکہ آپ کی اولاد میں پانچ صاحبزادے بھی تھے (۱) محمد (۲) حسن (۳) حسین (۴) عمر الملقب

ابلہ اور (۵) طالب۔ دوئم عمر بن محمد بن عمر الاطرف بقول ابن عنبہ آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱) ابی الحمد اسماعیل (۲) ابی الحسن ابراہیم
پہلی شاخ میں ابی الحمد اسماعیل بن عمر بن محمد بن عمر الاطرف کی اولاد ایک فرزند محمد الملقب سلطین سے جاری ہوئی اور انکی اولاد بنو سلطین کہلاتی ہے جو چھویں صدی ہجری کے بعد بغداد میں تھے۔

دوسری شاخ میں ابی الحسن ابراہیم بن عمر بن محمد بن عمر الطرف کی اولاد محمد اور حسن ابنان علی بن ابی الحسن ابراہیم المذ کور سے جاری ہوئی۔

ان میں محمد بن علی بن ابراہیم کی اولاد سے بنی محمد المعروف بابن بنت صدری اور بنی دمث جو ابوالحسن محمد بن علی بن محمد المذ کور کی اولاد سے تھی۔

اور حسن بن علی بن ابراہیم کی اولاد سے علی بن حسن بن ابراہیم بن حسن المذ کور تھے بقول شیخ ابوالحسن عمری کہ یہ حضرات بلخ میں گئے۔

الشیخ ابونصر بخاری عمر بن محمد بن عمر الاطرف کی اولاد کے متعلق فرماتے ہیں انکی اولاد دو پسران اسماعیل اور ابراہیم سے جاری ہوئی جنکی بقایاجات عراق اور خراسان میں ہے۔ اور بلخ میں جو جماعت اسماعیل بن عمر بن محمد بن عمر الاطرف کی طرف منسوب ہے ان کا نسب اصل میں درست نہیں یہ لوگ مغرب الاقصیٰ گئے۔ اور ابراہیم بن عمر بن محمد بن عمر الاطرف کی اولاد میرے نزدیک درست نہیں (سر سلسلۃ العلویہ، از ابی نصر بخاری)

اعقاب عبیداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امام علیؑ

بقول ابوالحسن عمری آپ سخی، حلیم اور سردار تھے آپ صاحب مقابر النذ ور بغداد میں تھے۔ بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کو زندہ دفن کردگیا تھا بقول البیہقی آپ کی عمر ۷۵ سال تھی (لباب الانساب جلد (۳) صفحہ ۳۶۰)

بقول عمری آپ کی شادی ابی جعفر منصور عباسی کی پھوپھی سے ہوئی تھی۔ بقول صاحب المجدی آپ کی تیراں (۱۳) اولادیں تھیں جن میں سے تین صاحبزادیاں تھیں (۱) ام محمد (۲) خدیجہ (۳) فاطمہ

اور آپ کے آٹھ پسران تھے (۱) محمد الاکبر فارس الشجاع (۲) الیاس (۳) عباس (۴) عباس الاصغر (۵) یحییٰ (۶) حسین (۷) عیسیٰ (۸) علی المعروف الطیب

لیکن ان آٹھ میں سے بقول جمال الدین ابن عنبہ صرف علی الطیب بن عبیداللہ بن محمد بن عمر الاطرف کی اولاد جاری ہوئی۔

بقول ابن خداع النسابہ مصری آپ کی والدہ ہاشمیہ نوفلیہ تھیں بعض نے کہا آپ کی والدہ زبیریہ تھیں آپ شاعر اور محدث تھے۔

بقول ابوالحسن زید بن محمد بن القاسم بن کتیلہ الحسینی النقیب الفاضل النسابہ کہ شریف علی الطیب بن عبیداللہ شاعر اور سردار تھے آپ نے بعض بنی امیہ کی مدح تحریر کی۔

بقول عمری آپ کی دس اولادیں تھیں جن میں سے (۱) عمر (۲) عبداللہ (۳) محمد (۴) احمد (۵) حسن (۶) عبیداللہ اور (۷) ابراہیم کی اولاد جاری ہوئی۔

اول احمد بن علی الطیب بن عبیداللہ آپ کی کنیت ابوالحسن تھی آپ کا ایک فرزند ابواحمد محمد تھا جن کی والدہ جعفریہ تھیں یہ حضرت علوی جلیل اور اپنے زمانے میں شیخ آل ابوطالب تھے آپ کی اعقاب مصر میں گئی۔ بقول ابن خداع النسابہ مصری آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور آپ کے پسران میں (۱) علی (۲) حسن (۳) حسین (۴) احمد (۵) احمد الاصغر (۶) جعفر تھے۔ ان میں سے ابوالحسن علی بن ابواحمد محمد تھے، ابن عنبہ کے بقول ابواحمد محمد کے نو بیٹے تھے۔

دوئم حسن بن علی الطیب بن عبیداللہ آپ کے چار فرزند تھے جن میں سے ایک کی اولاد علی بن محمد بن احمد بن حسن المذ کور تھی اوران کی اولاد مصر میں ہے ان کے چھ فرزند تھے۔

سوئم عبیداللہ بن علی الطیب بن عبیداللہ آپ کے سات فرزند تھے(۱) محمد (۲) حسین الحرانی (۳) حسن (۴) علی (۵) جعفر (۶) عبداللہ (۷) احمد الحرانی

پہلی شاخ میں محمد بن عبیداللہ بن علی الطیب نے قزوین میں قیام کیا اور آپ کی اولاد بلخ میں گئی

دوسری شاخ میں حسن بن عبیداللہ بن علی الطیب آپ رے سے شام داخل ہوئے اور دمشق میں وفات پائی۔

تیسری شاخ حسین الحرانی بن عبیداللہ بن علی الطیب آپ کی نسل میں چار پسران تھے(۱) ابوعلی عبیداللہ مرطن (۲) ابوعلی عبداللہ (۳) حسن (۴) محمد

ان میں ابوعلی عبیداللہ مرطن بن حسین الحرانی بن عبیداللہ کے دو پسران تھے(۱) ابومحمد حسن (۲) حسین الحرانی

ان میں حسین الحرانی بن ابوعلی عبیداللہ مرطن بن حسین الحرانی کی ایک بیٹی ام سلمہ کی شادی ابی ابراہیم حسینی حلبی سے قرار پائی۔آپ کے تین پسران تھے(۱) تمیم داستہ فرسہ آپ درج فوت ہوئے۔(۲) ابوابراہیم محسن آپ کو بنی نمیر نے قتل کیا۔(۳) ابوالحسن علی الملقب برغوث

ابوالحسن علی الملقب برغوث بن حسین الحرانی بن ابوعلی عبیداللہ مرطن کے تین فرزند تھے(۱) ابوعبداللہ حسین (۲) ابوالحسن محمد (۳) ابوطالب حمزہ

ابوابراہیم محسن بن حسین الحرانی بن ابوعلی عبیداللہ مرطن کے اعقاب میں نو پسران تھے۔

(۱) الامیر ابومحمد حسن آپ فقیہ اور حافظ قرآن تھے اور صوف کا لباس پہنتے تھے آپ سے عجائب بھی منسوب رہے آپ کا لقب ''المطیر'' تھا

(۲) ابوالفوارس محمد آپ کی والدہ محمد یہ علویہ تھیں آپ فاضل تھے آپ کو طراد بنی عمران جو بنی نمیر سے ہے نے قتل کیا۔آپ کی اولاد میں بیٹیاں تھیں (۳) المصفل (۴) مسلم (۵) احمد آپ بہادر تھے (۶) ابوالحسن علی (۷) ابوعلی عبیداللہ المعروف بالعرابی آپ بہت سخی تھے بقول عمری کہ اہل حران سے روایت ہے کہ جب بنی نمیر نے بنی عمری علوی سے جنگ کی تو آپ اپنے ہتھیاروں سے پرزور حملے کرتے رہے الامیر معتمد الدولہ قرواش بن المقلد نے آپ کا تعارف چاہا اور خطاب کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ آپ العرابی علوی ہیں۔آپ کی جلالت اور شجاعت بہت مشہور تھی۔(۸) الامیر ابوالھیجاء بریکہ (۹) ابوتراب مجلی آپ عظیم شجاعت رکھنے والے تھے اور بنی نمیر کو اکیلے کافی رہے۔

چہارم ابراہیم بن علی الطیب بن عبیداللہ آپ محدث تھے آپ نے ابوالحسین یحیٰی نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسن الاصغر بن امام زین العابدینؑ سے ان کی نسب کی کتاب اور اخبار روایت کی آپ کی اعقاب میں تین فرزند تھے (۱) ابوالطیب محمد لقب طغان آپ کی والدہ رومیہ تھیں (۲) احمد (۳) ابوعلی محمد

اعقاب عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بن امام علیؑ

آپ کی کنیت ابومحمد تھی آپ سخی محدث اور عفیف تھے آپ کی عمر ۷۵ برس تھی بقول الشیخ ابوالحسن عمری کہ ابوبکر بن عبدۃ نسابہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کثیر صدقہ کرنے والے تھے بقول عمری کہ غیاث بن کلوب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر اس شہ کا علم رکھتے تھے جو خدا اور مخلوق کے قریب تھی آپ کا فرمان ہے کہ اللہ کا تم سے تقرب اتنا ہی ہے جتنا تمہارا لوگوں سے ہے۔یا لوگوں کا تم سے جتنا سوال ہے پھر عمری اپنے زمانے کی کسی تاریخ کی

کتاب کوحوالہ دیتے ہیں کہ صاحب التاریخ نے کہا کہ ابوجعفر منصور عباسی نے اپنے بھتیجے محمد بن ابراہیم الامام کوتحریر کیا کہ عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف سفیان الثوری اور عباد بن کثیر کوفوراً گرفتار کرلو محمد بن ابراہیم الامام نے ایسا ہی کیا اور ان کو گرفتار کر کے منصور عباسی کی قید میں بھیج دیا اور کہا اگر تم نے ان کو قتل کیا تو تمہاری عمر دنیا میں غیر ہوجائے گی اور آخرت بھی خراب ہوگی۔

پھر عمری بیان کرتے ہیں کہ تاریخ ابی بشر میں تحریر ہے کہ جب عیسیٰ بن موسیٰ عباسی کی اہل مدینہ نے مخالفت کی اور طالبین (یعنی آل ابوطالب) سے ایک جماعت نے ان پرخروج کیا تو ان میں عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف بھی تھے۔یعنی یہ جنگ مدینہ کا ذکر ہے جو منصور عباسی اور سید محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ محض بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ کے مابین ہوئی۔

آپ کی اولاد میں چھے صاحبزادیاں تھیں (۱) ام عبداللہ آپ کی شادی جعفر بن منصور سے ہوئی پھر دوسری شادی حسن بن محمد بن اسحاق الجعفری سے ہوئی (۲) فاطمہ (۳) زینب (۴) ام الحسین (۵) ام عیسیٰ (۶) صفیہ آپ کی شادی یحییٰ صاحب دیلم بنت عبداللہ بن حسن المثنیٰ بن امام حسنؑ سے ہوئی۔

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ کے پانچ پسران تھے (۱) **ابو محمد یحییٰ الصوفی** (۲) **عیسیٰ المبارک** (۳) **احمد المحدث** (۴) **ابو عمر محمد الاکبر** (۵) موسیٰ

اعقاب ابومحمد یحییٰ الصوفی بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف

آپ ورع اور صالح تھے آپ کو ہارون رشید نے قید کر کے قتل کر دیا آپ کی قبر مبارک کوفہ میں مسجد سہلہ میں ہے بقول الشیخ عمری آپ کی چار صاحبزادیاں (۱) زینب (۲) فاطمہ (۳) رقیہ (۴) صفیہ تھیں

جبکہ آپ کے چار ہی فرزند تھے (۱) محمد الصوفی (۲) **ابو علی حسن النیلی** (۳) عباس آپ منقرض ہو گئے (۴) طاہر آپ کی اولاد کا ذکر زیادہ طول نہیں۔ان میں محمد الصوفی بن یحییٰ الصوفی آپ کی کنیت ابوعلی تھی آپ زاہد تھے اور خود کو صوفی کہلواتے تھے اسی لئے آپ کی اولاد بھی بنی صوفی کہلائی۔آپ کو ہارون رشید نے اپنی قید میں قتل کروادیا آپ مسجد سہلہ کوفہ میں دفن ہوئے۔

بقول جمال الدین ابن عنبہ آپ کی اولاد پانچ پسران سے جاری ہوئی۔(۱) علی الضریر (۲) حسن (۳) حسین (۴) عبداللہ (۵) جعفر

اول علی الضریر بن محمد الصوفی بن یحییٰ الصوفی آپ کی اولاد سے مولف کتاب المجدی فی الانساب الطالبین الشیخ ابوالحسن علی العمری نسابہ بن ابوالغنائم محمد نسابہ بن علی بن محمد بن محمد ملقطہ بن احمد الکوفی بن علی الضریر المذکور تھے۔

آپ کا نام علم الانساب میں بہت بلند ہے آپ کے سلسلہ سے بڑے جید نسابین پیدا ہوئے خود جمال الدین ابن عنبہ، شمس الدین فخار الموسوی نسابہ یہ سب بھی آپ کے شاگردوں کے شاگردی سلسلہ سے وابستہ حضرات تھے آپ کی چار کتابیں زیادہ مشہور ہیں (۱) المبسوط (۲) المجدی (۳) الشافی (۴) المشجر آپ بنیادی طور پر بصرہ کے رہائشی تھے اور سنہ ۴۲۳ ہجری کو موصل منتقل ہوئے وہیں شادی کی اور وہیں آپ کی اولاد جاری ہوئی۔انساب العلویہ میں آپ کا نام اکابرین میں ہے نسب کی کوئی کتاب آپ کے حوالہ جات کے بغیر ادھوری ہے آپ عمری علویوں میں قدر آور شخصیت تھے کتاب ھذا میں بھی آپ سے بہت کچھ روایت کیا گیا۔

دوئم حسن بن محمد الصوفی بن یحییٰ الصوفی آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱) حمزہ (۲) زید الکوفی (۳) ابوالحسین یحییٰ آپ کی والدہ حمدونہ بنت حسن بن علی بن محمد بن عون بن علی بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علیؑ تھیں

پہلی شاخ میں یحییٰ بن حسن بن محمد الصوفی کی اولاد سے یحییٰ الطحان بدرب الزرقاء بن ابی القاسم حسن نقیب مشہد بن ابی الحسین یحییٰ المذکور تھے۔ اور آپ کی اولاد کوفہ میں بنی صوفی سے مشہور ہے

دوسری شاخ میں حمزہ بن حسن بن محمد الصوفی کی اولاد سے بنو مامون اور بنوالغضائری تھی جو احمد الغضائری بن برکات بن مسلم بن مفضل بن ابوالبرکات مسلم لقب مامون بن حسین بن علی بن حمزہ المذکور کی اولاد تھی۔

سوئم عبداللہ بن محمد الصوفی بن یحییٰ صوفی اس خاندان کو کوفہ میں بیت اللبن کہا جاتا ہے

ان میں بقول ابن عنبہ الشریف الفاضل فی نسب والطب ابوعلی عمر بن علی بن حسین بن عبداللہ المذکور تھے جو الموضح نسابہ سے مشہور تھے اور کتاب ھذا میں ان کی روایت کو بھی نقل کیا گیا ہے

چہارم حسین بن محمد الصوفی بن یحییٰ الصوفی آپ کی اولاد سے بقول ابن عنبہ ہاشم بن یحییٰ بن حسین المذکور تھے بقول عمری ان ہاشم کے بھائی محمد، عبداللہ اور سلیمان بھی تھے جنکی اولاد مصر اور شام کی طرف چلی گئی۔

پنجم جعفر بن محمد الصوفی بن یحییٰ الصوفی آپ کی اولاد میں دو پسران تھے (۱) ابوطاہر احمد (۲) ابوالقاسم اسحاق الصوفی الزید

اعقاب حسن النیلی بن یحییٰ الصوفی بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف

آپ رئیس تھے آپ کی اولاد پانچ پسران سے جاری ہوئی (۱) ابوالحسن محمد (۲) حسن آپ کی اولاد مغرب میں ہے (۳) ابراہیم مغرب کو گئے (۴) یحییٰ صاحب خال آپ کی والدہ المعروفہ بنت المارستانی تھیں (۵) علی

اول محمد بن حسن النیلی آپ کی اولاد میں (۱) حسین المارستانی (۲) ابوعلی حسن النیلی (۳) علی (۴) محمد تھے۔

جن میں ابوعلی حسن النیلی بن محمد بن حسن النیلی کی اولاد سے ابوالحسن محمد الشریف النقیب نیل بن ابومحمد حسن بن زید المراقد بن ابوعلی حسن النیلی المذکور تھے آپ کی اولاد بنو مراقد کہلاتی ہے۔

دوسری شاخ میں حسین المارستانی بن محمد بن حسن النیلی کی اولاد میں محمد بن قاسم المصری بن حسین المارستانی المذکور تھے آپ نے رے پر قبضہ کیا اور اسکے بعد آپ اور حسن بن زید بن حسین الغضارہ بن عیسیٰ موتم الاشبال بن جناب زید شہید قتل ہوگئے۔ آپ کی اولاد دو پسران ابراہیم اور حسین سے مغرب (مراکش) میں آباد ہے۔

دوئم یحییٰ بن حسن النیلی کی اولاد ایک فرزند ابی عبداللہ حسین الاخرس سے مصر میں آباد ہے

اعقاب عیسیٰ المبارک بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف

آپ کی کنیت ابوبکر تھی آپ سید شریف عالم، محدث، نسابہ اور شاعر تھے جب عباس بن محمد جو السفاح عباسی کا بھائی تھا نے حسین بن علی عابد بن حسن مثلث

بن حسن المثنی بن امام حسن السبطؑ اوران کی اہلبیت کوقتل کیا تو مدینہ میں عیسیٰ المبارک بن عبداللہ کے علاوہ کوئی خیریت سے نہ رہا۔

آپ کی اولا دچار پسران سے جاری ہوئی (۱) ابوطاہر احمد العالم الفقیہ نسابہ الملقب فنفنہ (۲) علی الفقیہ (۳) محمد الاکبر (۴) یحییٰ

اول ابوطاہر احمد الفقیہ نسابہ بن عیسیٰ المبارک آپ علم الانساب کے ماہر تھے اوراس پر آپ کی کتاب بھی تھی جس کا ذکر سید عبدالرزاق آل کمونہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے (منیہ الراغبین صفحہ ۱۳۴۔۱۳۳) آپ کے لقب فنفنہ۔ شیخ الشرف العبید لی سے جب اس لقب فنفنہ کا پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لفظ فقیہ تھا جو لکھنے والے کی غلطی سے فنفنہ ہوگیا۔ شیخ ابوالحسن عمری کہتے ہیں کہ میں نے والد کے لکھے نسخے اور ابوعبداللہ حسین بن طباطبا کے نسخے میں بھی دیکھا یہ لفظ فنفنہ ہی تھا غلطی ایک جگہ ہوسکتی ہے دوسری جگہ نہیں۔ شاید لفظ تفنن فی العلوم ہوگا یعنی علوم میں مہارت۔

آپ کی اولاد سے بقول عمری لڑکے لڑکیاں کل ۲۰ تھے جن میں سے کئی جماعتیں، قزوین، کوفہ، خراسان اور عراق میں ہیں۔ آپ کی اولاد میں سات فرزند تھے (۱) عبداللہ اولاد کوفہ میں ہے (۲) عیسیٰ اولا درے، قزوین، دیلمان اور بغداد میں ہے (۳) حسین الشعرانی کی اولاد قزوین میں ہے (۴) ابوعبداللہ جعفر الشعرانی (۵) علی آپ کی والدہ رقیہ بنت علی بن مالک الخزاعی تھیں (۶) موسیٰ (۷) ابوعبیداللہ محمد الاصغر

پہلی شاخ میں عبداللہ بن ابوطاہر احمد الفقیہ نسابہ بن عیسیٰ المبارک کی اولاد سے زید اور میمون ابنان محمد بن ابوطاہر احمد برغوث بن عبداللہ المذکور تھے جو درب اللولو نھر الدجاج بغداد میں تھے

دوسری شاخ میں عیسیٰ بن ابوطاہر احمد الفقیہ بن عیسیٰ المبارک کی اولاد سے ابوالحسن علی الندیم (۲) احمد (۳) ابومحمد علی الناصر الرمیلی ابنان یحییٰ بن محمد بن عیسیٰ المذکور تھے۔

ابومحمد علی الناصر کی وفات ۳۲۴ ہجری کو ہوئی آپ اصحاب ابن حنبل میں تھے

دوئم محمد الاکبر بن عیسیٰ المبارک کی اولاد سے حمزہ طبریہ، حسین اور داعی ابنان ابوحرب احمد بن یحییٰ بن محمد الاکبر المذکور تھے۔

سوئم یحییٰ بن عیسیٰ المبارک آپ کا ایک فرزند ابراہیم تھا۔ جن کو بجہ کے بادشاہ نے قتل کیا۔

اعقاب احمد المحدث بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف

بقول الشیخ ابوالحسن عمری آپ نے امام جعفر الصادقؑ سے حدیث روایت کی ہے آپ کی اولاد سے تین پسران تھے۔ (۱) ابراہیم آپ یمن میں ظاہر ہوئے آپ کی اولاد بھی تھی (۲) ابویعلی حمزہ سماکی النسابہ (۳) عبدالرحمان آپ بھی یمن میں ظاہر ہوئے۔

اول ابویعلی حمزہ السماکی نسابہ آپ عالم فاضل اور مصنف تھے آپ نے علم النسب پر کتاب بھی تحریر کی جس کا ذکر سید عبدالرزاق آل کمونہ نے اپنی کتاب منیہ الراغبین میں کیا۔ آپ کی اولاد مصر میں آباد ہے۔

اعقاب ابوعمر محمد الاکبر بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف

بقول ابوالحسن عمری آپ کی دو صاحبزادیاں خدیجہ اور فاطمہ تھیں جبکہ آپکے سات پسران تھے۔ (۱) القاسم آپ کو ابن اللھبیہ بھی کہا جاتا ہے (۲) صالح اعقاب بلخ میں ہیں (۳) عمر المجو رانی (۴) علی المشطب (۵) **ابو عبداللہ جعفر الملک ملتانی** (۶) حمزہ (۷) یحییٰ درج

اول القاسم بن ابوعمر محمد الاکبر آپ کو صاحب طالقان بھی کہا جاتا ہے اس کے علاوہ ابن اللھبیہ بھی کہا جاتا ہے آپ نے طالقان کی بادشاہت کا دعویٰ کیا آپ کے تین فرزند تھے (۱) یحییٰ (۲) احمد (۳) ابوعیسیٰ محمد الشریف آپ اپنے والد محترم کے بعد طالقان کے بادشاہ بنے

دوئم صالح بن ابوعمر محمد الاکبر آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی آپ کی اولاد دو پسران سے جاری ہوئی (۱) ابومحمد القاسم جنکی والدہ صفیہ بنت محمد بن علی بن جعفر بن محمد حنفیہ بن امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ تھیں (۲) ابوعبداللہ حسین اوران حضرات کی اولاد بلخ میں ہے۔آپ کی والدہ زینب بنت حسن بن حسین بن جعفر الحجہ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین تھیں۔سوئم عمر المنجو رانی بن ابوعمر محمد الاکبر منجوران ایک قریہ ہے بلخ کے قریب جسکی نسبت آپ کومنجورانی کہا گیا آپ کے اعقاب میں چار پسران (۱) محمد الاکبر (۲) احمد الاکبر (۳) محمد الاصغر (۴) احمد الاصغر

پہلی شاخ ان میں محمد الاکبر بن عمر المنجو رانی کی اولاد بقول جمال الدین ابن عنبہ ہندوستان میں ہے آپکے تین فرزند تھے (۱) احمد (۲) عمر (۳) عبداللہ

دوسری شاخ میں احمد الاکبر بن ابوعمر محمد الاکبر بقول شیخ شرف العبید لی آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی جبکہ بقول ابن خداع نسابہ مصری آپ کی کنیت ابوجعفر تھی آپ کے اعقاب میں چھے فرزند تھے جن میں (۱) ابوطالب محمد (۲) حمزہ (۳) ابوالطیب محمد ہندوستان کی طرف آئے (۴) ابوحسن علی آپکی اولاد میں چھے فرزند تھے جنکی اولاد سندھ جوزجان اور ہندوستان میں گئی (۵) ابوعلی حسین (۶) عبداللہ

چہارم علی المشطب بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف آپ نجیب اور شجاع تھے آپ کی وفات مصر میں ۲۱۰ ہجری کو ہوئی آپ کے سات فرزند تھے (۱) محمد المثلل آپ کی کثیر اولاد ،مصر، بغداد، رملہ ،مراکش ،یمن، کرمان اور سیرجان میں آباد ہے (۲) احمد آپ فی صح تھے (۳) القاسم آپ بھی فی صح تھے (۴) حسن فی صح (۵) علی درج (۶) جعفر درج (۷) حسین درج

یعنی علی المشطب کی اولاد صرف ایک فرزند محمد المثلل سے جاری ہوئی۔

اعقاب جعفر الملک ملتانی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر الاطرف

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی آپ کا وارد ہند ہونا بہت سی تواریخ میں مرقوم ہے۔میر علی شیر قانع ٹھٹھوی رقمطراز ہیں کہ آپ کا لقب المویٔد من السماء یعنی آسمان کی جانب سے تائید یافتہ تھا آپ علویان میں سے پہلے بزرگ تھے جو وارد ہند ہوئے۔اور یہاں سکونت اختیار کی۔کہتے ہیں آپ کے پچاس بیٹے تھے جو ہندوستان، کرمان، ایران کی طرف پھیل گئے ان میں عبدالحمید بن جعفر الملک ملتانی نے اُچ پر حکومت کی (تحفۃ الکرام صفحہ ۳۵۸)

ابوالحسن عمری اپنی کتاب المجدی میں شیخ شرف العبید لی کی روایت لکھتے ہیں کہ آپ قوی القلب شجاع اور کثیر مال و اولاد رکھتے تھے آپ ایک جماعت کے ساتھ ملتان میں داخل ہوئے۔ملک آپ کا خطاب تھا یعنی آپ نے حکمرانی کی اس لئے آپ کو ملک کہا گیا۔

آپ کی اولاد میں اختلاف ہے ہم مختلف نسابین کے قول نقل کرتے ہیں۔بقول شیخ شرف العبید لی آپ کی اولاد پچاس پسران سے جاری ہوئی اور یہ حضرات سندھ، ہند، خراسان، ماوراالنہر، بلخ، جبال العراقین، دیار بکر، مصر، شام، یمن، فارس اور کرمان میں پھیل گئے جن میں علماء، زہاد، روسا، ادباء اور احادیث کے راوی تھے (تہذیب الانساب صفحہ ۲۹۸) ان میں سے اکثر اسماعیلی تھے اور ہندی زبان بولتے تھے۔اور بعض تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جعفر الملک ملتانی کی اولاد کو جو ملتان میں حاکم رہی کو محمود غزنوی نے قرامطی قرار دے کر بعد میں قتل کروادیا۔

بقول ہاشم بن جعفر الملک ملتانی کہ میرے والد بزرگوار جب ۱۰۰ سال کے تھے تو فوت ہوئے ان کی بیوی حاملہ تھیں اور ان سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام اسکے والد کے نام پر جعفر رکھا گیا۔(المجدی صفحہ ۳۴۷) بقول امام فخر الدین رازی آپ کی اولاد کی تعداد میں اختلاف ہے بقول ابو یحییٰ نیشا پوری آپ کی کل ۸۰ اولادیں تھیں جن میں لڑکے اور لڑکیاں سب صاحب اولاد تھے۔ بقول ابوالغنائم العمری العلوی نسابہ کہ آپ کی اولاد ۴۴ پسران سے جاری ہوئی۔

بقول الکیا ابو جعفر الحسنی کہ آپ کی اولاد کی تعداد نہیں معلوم صرف اتنا معلوم ہے کہ ان میں سے ۲۰ کی اولاد جاری ہوئی۔ پھر ابی عبداللہ حسین ابن طباطبا ابی الغنائم زیدی، ابن ابی جعفر العبید لی، ابن خداع التاہرتی ابی اسماعیل طباطبائی، اور ابی حسن بطحانی کے مطابق ۴۶ فرزندوں کی اولاد چلی۔

بقول البہقی کہ جعفر الملک ملتانی کی اولاد بیٹے اور بیٹیاں ملا کر ۷۰ تھی جن میں سے ۸۰ صاحب اولاد تھے اور جعفر الملک ملتانی ۱۲۰ سال زندہ رہے (لباب الانساب جلد دوئم ۵۹۹)

بقول ابن خداع النسابہ مصری جعفر الملک ملتانی کی اولاد ۲۸ پسران سے جاری ہوئی بقول شیخ شرف العبید لی آپ کی اولاد ۵۰ پسران سے جاری ہوئی بقول شیخ ابوالحسن عمری آپ کی اولاد ۴۴ پسران سے جاری ہوئی

بقول الشیخ ابی نصر بخاری جعفر الملک ملتانی کی اولاد شیراز میں ہے۔ ان کے بیٹے اسحاق کی اولاد سندھ میں ہے (سر سلسلۃ العلویہ صفحہ ۹۸)

شیخ ابو الحسن عمری نے آپکے درج ذیل پسران تحریر کیے ہیں (۱) عبدالحمید (۲) العلاء (۳) عبدالعظیم (۴) عون (۵) عیسیٰ (۶) علی الاکبر (۷) عبدالجبار (۸) اسماعیل الاکبر (۹) مظفر (۱۰) یونس (۱۱) عباس (۱۲) عبدالرحمان (۱۳) ہارون (۱۴) عقیل (۱۵) عمر (۱۶) اسحاق (۱۷) احمد (۱۸) سلیمان (۱۹) یحییٰ (۲۰) موسیٰ (۲۱) زید (۲۲) جعفر (۲۳) حمزہ (۲۴) ادریس (۲۵) یعقوب (۲۶) الکفل (۲۷) طاہر (۲۸) اسماعیل الاصغر (۲۹) صالح (۳۰) ہاشم (۳۱) ابراہیم (۳۲) ابراہیم الاصغر (۳۳) عبدالصمد (۳۴) محمد (۳۵) محسن (۳۶) حسن (۳۷) حسین (۳۸) علان (۳۹) فضل (۴۰) عبداللہ (۴۱) عبدالرحمان الاصغر (۴۲) عبدالخالق (۴۳) داؤد (۴۴) عبدالواحد

(۱) عبدالحمید بن جعفر الملک ملتانی آپ بجہ کے حکمران تھے آپ کی اولاد کا ذکر نہیں کیا گیا۔ آپ کے ہاتھ سے چند طالبین کا قتل بھی ہوا جن میں حسین بن حسن بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن المثنیٰ بن امام حسن السبطؑ بھی تھے۔ لیکن آپ کے ایک بیٹے عبداللہ الملک الحاکم ملتان کا ذکر ملتا ہے

(۲) العلاء بن جعفر الملک ملتانی آپ کی اولاد میں بقول عمری ایک دختر ام موسیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا نہ تھا۔

(۳) عبدالعظیم بن جعفر الملک ملتانی آپ کے دو فرزند اور بیٹی تھی (المجدی فی الانساب الطالبین)

(۴) عون الاعور بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ کا ایک فرزند جعفر تھا جنہوں نے بلخ میں قیام کیا۔

(۵) عیسیٰ بن جعفر الملک ملتانی آپ کی کنیت ابوالحسین تھی آپ حکمران تھے آپ کا ایک فرزند عبداللہ ملتان میں اور دوسرا فرزند محمد بلخ میں تیسرا فرزند موسی کی اولاد خراسان گئی جبکہ چوتھے فرزند ابو جعفر احمد تھے جو احادیث کے راوی تھے۔

ان میں ابو جعفر احمد بن عیسی بن جعفر الملک ملتانی بقول شیخ ابوالحسن عمری انکی ۱۶ اولادیں تھیں۔ جن میں سات دختران تھیں پسران میں (۱) ابو علی یحییٰ (۲)

عبداللہ درج (۳) حسین درج (۴) جعفر (۵) عیسیٰ بقول ابی نصر بخاری آپ کی کنیت ابوالحسین تھی اور آپ کی والدہ ہندوستانی تھیں اولاد روستاق بلخ میں ہے (۶) حسن آپکے دوفرزند محمد اور علی کی اولاد بلخ میں ہے (۷) محمد آپ کی کنیت ابوطالب تھی آپکے ایک فرزند جعفر کی اولاد بخارا میں ہے (۸) ابو محمد احمد الفافاج کے دوران فوت ہوئے

(۶) علی الاکبر بن جعفر الملک ملتانی آپ سندھ کی طرف گئے آپ کی اولاد میں بقول عمری چار بیٹے اور بیٹیاں تھیں جن میں جعفر بن علی الاکبر کے بقول ابی نصر بخاری دوفرزند حمزہ اور علی تھے ان میں علی بن جعفر بن علی الاکبر بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد سے زید بن مطہر بن علی المذکور بقول شیخ شرف العبید لی بغداد میں داخل ہوئے اور ایک جماعت نے ان کے نسب کی صحت پر شہادت دی ان کی اولاد کی والدہ دیلمیہ تھیں اور ان کی اولاد بلاد دیلم میں تھی۔

(۷) عبدالجبار بن جعفر الملک ملتانی بقول ابوالغنائم ابن صوفی النسابہ عمری آپ کی اولاد سندھ، عمان اور بلخ میں ہے۔ جبکہ بقول ابن دینار نسابہ آپ کی اولاد درخ میں گئی جن میں حسن کی اولاد عمان، ابوطالب کی بلخ علی کی بست میں تھی۔

(۸) اسماعیل الاصغر بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ مدنی تھے آپکے چار فرزندوں کی اولاد چلی جو (۱) یونس (۲) حسین (۳) محمد (سندھ) (۴) علی الاقطع آپ جرجان سے نصیبین چلے گئے آپ کی اولاد غزنی اور نصیبین میں ہے۔

ان میں علی الاقطع بن اسماعیل الاصغر کے دوفرزند تھے (۱) ابومحمد حسن الجرجانی جو معز الدولہ کے ساتھ تھے۔ (۲) حسین الدیلمی

(۹) مظفر بن جعفر الملک ملتانی آپکی کنیت ابوحمزہ تھی آپکی قبر سمرقند میں ہے بقول عمری آپ کی اولاد میں دولڑکیاں اور ایک فرزند ابومحمد جعفر تھا۔

(۱۰) یونس بن جعفر الملک ملتانی آپ کی اولاد سندھ ملتان اور ماوراالنہر کی جانب گئی

آپ کے چھے فرزند تھے (۱) عبداللہ جن کو عبیداللہ بھی لکھا گیا (۲) محمد (۳) احمد الاکبر (۴) احمد الاصغر (۵) عیسیٰ (۶) عبدالرحمان

(۱۱) عباس بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ کی اولاد تین پسران سے جاری ہوئی (۱) محمد ابن قرشیہ (۲) علی (۳) طالب

ان میں محمد بن عباس بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد میں (۱) موسیٰ کی اولاد ہرات میں (۲) یعقوب کی اولاد ملتان میں (۳) عباس کی اولاد ملتان میں (۴) اسحاق کی بھی ملتان میں رہی۔

دوئم علی بن عباس بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد ہندوستان میں پھیل گئی۔

سوئم طالب بن عباس بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد سے ابوطالب محمد بن ابی عبداللہ حسین بن طالب المذکور تھے جنکی اولاد فرغانہ اور ہرات کی جانب گئی

(۱۲) عبدالرحمان بن جعفر الملک ملتانی آپ کی مدینے میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا حسین تھے اور اس حسین بن عبدالرحمان کی اولاد سے قاسم بن محمد بن حسین المذکور تھے۔

(۱۳) ہارون بن جعفر الملک ملتانی۔ آپ کی اولاد سمرقند، بست، نیشاپور، ہرات اور غزنی، ملتان، خراسان، طبرستان اور بصرۃ میں ہے۔ آپ کے پسران میں (۱) علی الملقب منکی (۲) صالح (۳) عبداللہ (۴) محمد (۵) عبدالرحمان (۶) جعفر (۷) احمد تھے۔

ان میں محمد بن ہارون بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد سے تین فرزند جعفر الکوہی، حسن اور حسین تھے اور جعفر الکوہی بن محمد بن ہارون کا ایک فرزند ابوعبداللہ

حسین المعروف امیر کا تھا۔

(۱۴)عقیل بن جعفر الملک ملتانی: آپ حسن بن زید الحسنی المعروف داعی الکبیر کے ہمراہ طبرستان میں تھے بقول عمری آپکی سولہا اولادیں تھیں جن میں (۱) صفیہ (۲) خدیجہ (۳) فاطمہ (۴) ام کلثوم (۵) ام عبداللہ اور پسران میں (۱) عبدالعظیم اولاد نہ رہی (۲) عبدالرحمان اولاد نہ رہی (۳) جعفر اعقاب کا ذکر نہیں (۴) حمزہ (۵) حسن (۶) محمد (۷) علی اولاد کم تھی (۸) حسین (۹) ابومحمد عبداللہ۔ جن کو ابوجعفر بھی کہا گیا (۱۰) سلیمان (۱۱) ابوعبداللہ جعفر

اول حسین بن عقیل بن جعفر الملک ملتانی آپ کی اولاد میں چار فرزند تھے۔

(۱) ابوالحسین مظفر (۲) یوسف آپ کو آپکے چچا محمد کے ہمراہ قوم مرعویہ نے قتل کیا۔ (۳) عبدالعظیم المعروف باابن علویہ (۴) حسن

(۱۵) عمر بن جعفر الملک ملتانی: بقول عمری آپ کی کنیت ابوالفتح تھی بقول ابوالحسن عمری آپکے اعقاب میں تین صاحبزادیاں، خدیجہ، صفیہ اور بدھون تھیں جبکہ پسران میں آٹھ افراد تھے (۱) علی (۲) حسن (۳) احمد (۴) عبداللہ (۵) القاسم (۶) حمزہ جنکو حمویہ بھی کہا گیا (۷) محمد (۸) جعفر

اول محمد بن عمر بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد سے عیسیٰ بن علی بن جعفر بن محمد المذکور تھے۔

دوئم حمزہ بن عمر بن جعفر الملک ملتانی کے دو فرزند (۱) عبیداللہ (۲) محمد

سوئم القاسم بن عمر بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد سے حسین اور محمد ابنان حسین بن قاسم بن محمد بن قاسم المذکور تھے

چہارم جعفر بن عمر بن جعفر الملک ملتانی کے ایک فرزند علی تھے اوران علی بن جعفر کے چھے فرزند تھے (۱) طالب (۲) یعقوب (۳) ہارون (۴) عیسیٰ (۵) محمد (۶) جعفر

(۱۶) اسحاق بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپکی کنیت ابویعقوب تھی آپ علماء اور فضلاء میں سے تھے آپ کے سات فرزند تھے (۱) ابوالقاسم علی (۲) جعفر (۳) عقیل (۴) ابوطالب محمد (۵) موسیٰ (۶) ابویوسف یعقوب المعروف باابن سندیہ (۷) ابوجعفر احمد

اول ابویوسف یعقوب بن اسحاق بن جعفر الملک ملتانی: آپ کی اولاد گازرون گئی جن میں محمد بن علی بن ابویوسف یعقوب المذکور تھے اوران کی اعقاب میں دو بیٹیاں کلثوم اور خدیجہ تھیں۔

دوئم ابوجعفر احمد بن اسحاق بن جعفر الملک ملتانی آپ علاقہ فارس میں جاہ وجلال رکھتے تھے آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے (۱) ابوالقاسم محمد انکی اولاد شیراز میں ہے (۲) ابوالحسن علی النقیب نسابہ آپ کی والدہ شیراز کی ہاشمیہ تھیں

پہلی شاخ میں ابوالقاسم محمد بن احمد بن اسحاق کی اولاد میں (۱) ناصر (۲) احمد اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ جن کی بقایاجات شیراز میں ہیں۔

دوسری شاخ میں ابوالحسن علی بن احمد بن اسحاق جو علم الانساب کے ماہر تھے آپ بغداد میں ذی قدر والشرف تھے الشریف ابی احمد حسین الموسوی کی گرفتاری پر عضدالدولہ نے آپ کو نقیب الطالبین بنایا آپ چار سال تک اس عہدے پر فائز رہے آپ کی اولاد میں چار فرزند تھے (۱) ابوالفضل عباس (۲) ابوطاہر حسن (۳) ابومحمد زید (۴) ابوجعفر محمد المعروف باابن ترکیہ اور یہ سب حضرات صاحب اولاد تھے۔

(۱۷) احمد بن جعفر الملک ملتانی: بقول عمری آپ کی والدہ رسولؐ اللہ کے غلام ابی رافع کی اولاد سے تھیں آپ کی دس اولادیں تھیں جن میں تین صاحبزدیاں (۱) فاطمہ (۲) صفیہ (۳) علیہ تھیں پسران میں (۱) الامیر عمر جو ہندوستان میں صاحب جلالت تھے (۲) عبدالرحمان (۳) یعقوب (۴) محمد (۵) جعفر اور (۶) احمد (فی صح) تھے۔

(۱۸) سلیمان بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ کی دس اولادیں تھیں جن میں دو صاحبزادیاں (۱) ام عبداللہ (۲) ممدۃ تھیں جبکہ پسران میں (۳) حسین، (۴) زید، (۵) محمد، (۶) حمزہ، (۷) احمد، (۸) زنین الاعمی، (۹) جعفر اور (۱۰) ابراہیم تھے ان پسران میں چار صاحب اولاد تھے۔

اول محمد بن سلیمان بن جعفر الملک ملتانی آپ کی اولاد میں سات پسران تھے (۱) جعفر القطرت (۲) حسن (۳) داؤد (۴) عبدالرحمان (۵) علی (۶) یوسف (۷) حسین ان میں علی، یوسف اور حسین صاحب اولاد تھے۔

(۱۹) یحییٰ بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ کی دو صاحبزادیاں (۱) خدیجہ اور فاطمہ تھیں جبکہ چار صاحبزادے (۱) محمد (۲) علی (۳) موسیٰ (۴) عیسیٰ تھے۔

(۲۰) موسیٰ بن جعفر الملک ملتانی آپ کے چھے پسران تھے (۱) محمد (۲) علی (۳) جعفر (۴) احمد (۵) حسن (۶) حسین جنکی اولاد جرجان اور بلخ میں ہے

(۲۱) زید الاعور بن جعفر الملک ملتانی آپ ملتان میں فارس (جنگجو) تھے آپ کی دو صاحبزادیاں (۱) ام جعفر اور (۲) ام موسیٰ تھیں جبکہ تین فرزند تھے (۱) محمد الروایسی ہرات (۲) جعفر (۳) زید۔

(۲۲) جعفر بن جعفر الملک ملتانی آپ اپنے والد کی وفات پر حمل میں تھے اور ان کی وفات کے بعد متولد ہوئے آپ کا نام آپکے والد کے نام پر رکھا گیا آپ کا لقب قائد تھا آپ کی تین صاحبزادیاں (۱) ستی (۲) خدیجہ (۳) ام عبداللہ جبکہ چار پسران (۱) حسن (۲) علاء (۳) یعقوب (۴) ابراہیم

اول حسن بن جعفر القائد بن جعفر الملک ملتانی آپ کی کنیت ابو محمد تھی آپ کی اولاد میں ایک فرزند جعفر تھا جسکی اولاد ملتان میں تھی۔

دوئم علاء بن جعفر القائد بن جعفر الملک ملتانی آپ بہادر اور زاہد تھے اور ملتان سے ہرات منتقل ہو گئے اور بخارا میں وفات پائی آپ کی اولاد میں (۱) جعفر بست میں فوت ہوئے (۲) ابوتراب علی آپ کی وفات نہروان میں ہوئی (۳) حسن (۴) زید (۵) ابوجعفر محمد النقیب النسابہ الفاضل

ان میں ابوجعفر محمد النسابہ الفاضل بن علاء بن جعفر القائد کی اولاد میں (۱) زید (۲) ابوتراب محمد (۳) علاء (۴) عبداللہ (۵) ابوعبداللہ محمد ہروی (۶) علی امیرجہ تھے۔

(۲۳) حمزہ بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ کی ۹ اولادیں تھیں جن میں ایک صاحبزادی فاطمہ اور پسران میں (۱) جعفر (۲) عیسیٰ (۳) عبداللہ (۴) عبیداللہ (۵) یعقوب (۶) ابراہیم (۷) محمد الامیر (۸) احمد الامیر تھے۔

اول عبداللہ بن حمزہ بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد میں ایک فرزند محمد تھا جو ہرات میں تھا۔

دوئم یعقوب بن حمزہ بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد میں چار پسران (۱) عبداللہ (۲) احمد (۳) حسین (۴) حمزہ

سوئم ابراہیم بن حمزہ بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد میں (۱) راودک (۲) بدر (۳) عبیداللہ (۴) یعقوب (۵) عیسیٰ (۶) حمزہ (۷) جعفر (۸) سلیمان ان

میں سے کسی کی اولاد کا ذکر بھی نہیں۔

چہارم محمد الامیر بن حمزہ بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد میں (۱) موسیٰ بقول عمری کہ شرف العبید لی نے مجھے بتایا بغداد میں عباس بن موسیٰ بن محمد الامیر نامی شخص داخل ہوا جس کے پاس کتابیں تھی مگر اس کے نسب کی صحت کا علم نہیں اس پر طعن کیا گیا۔(۲) قاسم آپ قتل ہوئے (۳) علی (۴) یوسف (۵) عیسیٰ آپ بھی قتل ہوئے (۶) ذہلا آپ بھی قتل ہوئے۔(۷) حسین (۸) احمد المدعو بنیو ن (۹) یحییٰ المسمیٰ اھین (۱۰) اسماعیل (۱۱) طالب (۱۲) حمزہ (۱۳) حسین الاصغر (۱۴) عباس (۱۵) ادریس (۱۶) یوسف (۱۷) حسن کرمان اور بام گئے (۱۸) عبداللہ (۹۱) علی (۲۰) عمر (۲۱) عبدالرحمان (۲۲) راودک (۲۳) یوسف (۲۴) حسین الکبیر (۲۵) علا النقیب (۲۶) عیسیٰ المقتول آپکی غزاۃ میں شہادت ہوئی یعنی آپ کا ہندوستان کے کفار کے ساتھ مقابلہ ہوا جو مقابلہ کفار اور علویوں کا تھا اس میں محمد الامیر کے چار فرزند شہید ہوئے۔

(۲۴) ادریس بن جعفر الملک ملتانی آپ کی اولاد کا ذکر طول نہیں ہے۔

(۲۵) یعقوب بن جعفر الملک ملتانی آپ حاکم تھے۔آپ کی اولاد میں دو فرزند تھے(۱) یوسف جو یمن گئے اور پھر انکی خبر نہ آئی (۲) حسین جو بصرہ گئے

(۲۶) الکفل بن جعفر الملک ملتانی بقول شیخ ابوالحسن عمری آپ کی اولاد میں (۱) قاسم آپ سن ۳۵۰ ہجری میں بغداد میں داخل ہوئے (۲) طالب (۳) محمد آپ کی اعقاب ہرات میں ہے (۴) جعفر اولاد ہرات میں گئی۔

ان میں جعفر بن الکفل بن جعفر الملک ملتانی کا ایک فرزند محمد الاحول المقتول عام الشھادۃ تھے۔

(۲۷) طاہر بن جعفر الملک ملتانی آپ مدنی تھے آپ کی اولاد میں بقول عمری (۱) ابوالحسین قاسم (۲) حسین (۳) احمد (۴) عبداللہ تھے اور ان سب کی اولاد تھی۔

(۲۸) اسماعیل بن جعفر الملک ملتانی آپ بھی مدنی تھے آپ کے تین فرزند تھے (۱) محمد (۲) علی (۳) قاسم

(۲۹) صالح بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ کی اولاد میں تین فرزند تھے (۱) عبداللہ کرمان میں (۲) ہارون بست میں (۳) محمد کرمان سے سندھ کی جانب ہجرت کی۔

(۳۰) ہاشم بن جعفر الملک ملتانی آپ کی قبر طوس میں ہے۔بقول عمری آپ کی اولاد میں (۱) ابو طاہر محمد کرمان میں (۲) ابوعلی محمد رے میں فوت ہوئے (۳) ابوجعفر محمد آپ کا ایک بیٹا اور بیٹی تھی۔

(۳۱) ابراہیم الاصغر بن جعفر الملک ملتانی آپ سندھی تھے آپ کی ایک بیٹی صفیہ اور ایک بیٹا جعفر تھا

(۳۲) ابراہیم الاکبر بن جعفر الملک ملتانی آپ کی اولاد طبرستان، بلخ، سمرقند، ہرات اور بست میں واقع ہے

(۳۳) عبدالصمد بن جعفر الملک ملتانی بقول ابی نصر بخاری آپ کے دو فرزند (۱) حسین (۲) حسن تھے۔

(۳۴) محمد بن جعفر الملک ملتانی آپ مدنی تھے آپ کی اولاد میں (۱) الشریف الفاضل ابوالحسن المعروف طالبی تھے (۲) جعفر (۳) احمد اول جعفر بن محمد بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد سے اسماعیل الشریف الرئیس جرجان بن ابی حرب موسیٰ بن جعفر المذکور تھے

دوئم احمد بن محمد بن جعفر الملک ملتانی کی اولاد سے (۱) داعی ابن الدیلمیہ (۲) ناصر (۳) قاسم ابن البغدادیہ ابنان ابی اسماعیل حسن الخطیب بغداد (آپ شیخ شرف العبید لی کے دوست تھے) بن احمد المذکور تھے۔

(۳۵) حسین بن جعفر الملک ملتانی آپ کی اولاد تھی مگر ان کا ذکر نہیں ہے

(۳۶) محسن بن جعفر الملک ملتانی آپ کی اولاد میں بقول عمری تین فرزند تھے (۱) احمد (۲) حسن (۳) جعفر

(۳۷) حسن بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ شریف الجلیل تھے آپ حسن بن زید الثائر المعروف داعی الکبیر کے ساتھ طبرستان میں موجود تھے بقول شیخ شرف العبید لی آپ کی اولاد کثیر تعداد میں ہے جن میں ایک قوم بلخ میں آباد ہے۔

(۳۸) علان بن جعفر الملک ملتانی آپ کی کنیت ابوالحسن تھی بقول عمری آپ کی اولاد ایک فرزند ابوجعفر محمد الزاہد سے جاری ہوئی۔ اور ان کے آگے ایک فرزند ابومحمد اسماعیل بن ابوجعفر محمد الزاہد جوز جان میں مقیم تھا۔

(۳۹) فضل بن جعفر الملک ملتانی بقول ابی نصر بخاری آپ کی اولاد میں (۱) عباس درج تھے (۲) محمد سندھ میں تھے اور انکی اولاد میں صرف بیٹیاں تھیں (۳) ابومحمد جبکہ بقول الشیخ شرف العبید لی کہ فضل بن جعفر الملک ملتانی کے اعقاب میں بیٹیاں ہی تھیں فرزند نہ تھے۔

(۴۰) عبداللہ بن جعفر الملک ملتانی۔ آپ کوالمدعوخواجا بھی لکھا گیا آپ بھی حسن بن زید المعروف داعی الکبیر کے ساتھ طبرستان میں موجود تھے آپ کی قبر ہرات میں ہے۔ آپ کی اولاد میں دوفرزند تھے (۱) ابوالقاسم محمد المقتول المفازۃ (۲) محمد المعمر آپ ۱۲۰ سال زندہ رہے آپ کی قبر ہرات میں ہے۔

(۴۱) عبدالرحمان بن جعفر الملک ملتانی آپ بھی داعی الکبیر کے ساتھ طبرستان میں موجود تھے آپ کا ایک بیٹا علی اور ایک بیٹی فاطمہ تھی۔

(۴۲) عبدالخالق بن جعفر الملک ملتانی آپ کی اولاد کا ذکر نہیں ملا۔ زعم ہے کہ ملتان میں ہی ہوگی واللہ اعلم

(۴۳) داؤد بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ کی اولاد سے ایک قوم فرغانہ میں ہے

(۴۴) عبدالواحد بن جعفر الملک ملتانی بقول عمری آپ کی اولاد میں صاحبزادیاں تھیں جو سندھ میں رہیں۔

آل امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ میں جعفر الملک ملتانی کی اولاد سب سے زیادہ ہے اور ان کی کثیر تعداد سندھ اور پنجاب میں ضرور ہوگی مگر آج ان کی شناخت مشکل ہوگئی ہے بہت سے قبائل دوسرے قبائل کے ساتھ مخلوط ہوگئے ہیں علم الانساب کا اس سرزمین پر نہ ہونا بھی اس کا باعث بنا ساتھ جعفر الملک ملتانی کی اولاد میں سے بھی کسی نے ان کا انساب پر کوئی کتاب تحریر نہ کی موجودہ معلومات جو اس کتاب میں تحریر کی گئی ہیں وہ المجدی فی الانساب الطالبین سے جعفر الملک ملتانی کے اعقاب کی تفصیل لکھی گئی جو پانچویں صدی ہجری کی جید کتاب ہے مگر اس کے بعد کی کتابوں میں نسابین نے اس نسب پر کچھ خاص کام نہ کیا۔ دور حاضر کی ایک بڑی کتاب المعقبون فی نسب آل ابی طالب میں سید مہدی رجائی نے المجدی سے زیادہ کچھ اضافہ تحریر کیا۔ جس طرح سادات بنی فاطمہ کے نسب پر کام ہوا اس طرح آل جعفر طیار آل عقیل اور آل عباس علمدارؑ آل محمد حنفیہ اور آل عمر الاطرف کے انساب پر کام نہ ہوا جسکی وجہ سے ان حضرات کی اولادوں کی تفصیل بہت کم ہے جبکہ آل امام حسنؑ اور آل امام حسینؑ کی اولاد کی تفصیل پر بہت زیادہ کتابیں موجود ہیں۔ اور آج دنیا میں زیادہ قبائل جو اپنا وجود باقی رکھے ہوئے ہیں وہ بھی سادات بنی فاطمہؑ ہی ہیں۔ بہت کم ایسے قبائل معروف ہیں جو باقی طالبین سے ہوں گے۔

تاہم ان حضرات کی اولاد ہونے میں انکار نہیں۔ میرے نزدیک پنجاب اور سندھ میں جعفر الملک ملتانی کی اولاد ہنوز موجود ہوگی کیونکہ شیخ ابوالحسن عمری نے بہت سی نسلوں کا ان منطقوں میں باقی رہنا لکھا ہے۔ لیکن ان کے مابین نسب محفوظ نہ کرنے کی وجہ سے آج ان کی بیشتر تعداد مقامی قبائل سے مخلوط ہو چکی ہوگی یا ان میں سے کچھ افراد سادات بنی فاطمہؑ ہونے کے داعوے دار بھی ہو سکتے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ سادات بنی فاطمہؑ کے قبائل کے علاوہ اولاد علیؑ میں سے عمر الاطرف کی اولاد کا ملتان (ہندوستان) آنا ثابت ہے۔ اور اولاد جعفر الملک ملتانی کی کثیر تعداد ملتان سندھ میں موجود تھی مگر سوال یہ ہے کہ ان کی بقایاجات آج کہاں ہیں۔ ان کے ذیلی قبائل کدھر گئے۔ آج یہاں پنجاب میں بھی ان کی کثیر تعداد موجود ہونا چاہیے تھی۔ اسکے علاوہ جعفر الملک ملتانی کی اولاد جو ہندوستان کے علاوہ دوسرے منطقوں میں گئی ان کی تفصیل اور انساب بھی ناپید ہے۔

ہمارے ہاں پاکستان میں اولاد علیؑ ہونے کا داعوے دار سادات کے علاوہ اعوان قبیلہ ہے جن کے نسب کی روایت میں بھی شدید اختلاف ہے۔ کچھ محمد حنفیہ بن علیؑ اور کچھ عباس بن علیؑ کی نسل ہونے کے داعوے دار ہیں لیکن ان دونوں کی اولاد کا ہندوستان آنا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی شجروں کی روائیتں درست ثابت ہوتی ہیں۔ تاہم اعوان قبیلہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے منفرد ہے۔ اور ان کی شہرت بلدی بھی قدیم زمانے سے علوی قبائل کی ہی ہے۔ اور ان کا شجرہ جو ابوالفضل عباس علمدار پر منتھیٰ ہوتا ہے زیادہ قدیم اور معتبر ہے۔ لیکن اعوان حضرات تحقیق طلب ہیں۔
لیکن ان میں بھی نسب کو باقاعدہ محفوظ کرنے کی روایت نہ رہی جس سے کثیر تعداد میں بناوٹی لوگ اس نسب میں داخل ہوگئے۔

ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ قطب شاہی اعوان اپنے ناموں کے ساتھ لفظ ''ملک'' استعمال کرتے ہیں اور یہ لفظ اولاد علی میں صرف اور صرف جعفر الملک ملتانی کے نام کے ساتھ لقب کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ بہرحال اس سلسلے میں بہت زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ بات مسلم ہے کہ سادات بنی فاطمہؑ جن کا ذکر اس کتاب میں ہوا کہ علاوہ ہندوستان میں اعوان جن کی شاخیں وادی سون سکسیر سے ملتی ہیں۔ ایسا قبیلہ ہے جسکی شہرت بلدی قدیم زمانے سے اولاد علیؑ کی ہے۔ لیکن ان کے نسب پر ابھی تحقیق کی ضرورت ہے اور سلسلے میں کافی کام شادل اعوان، گل سلطان اعوان اور علامہ وزیر علوی صاحب کر رہے ہیں کیونکہ اس نسب میں بہت سے دوسرے لوگ شامل ہوئے ہیں جیسا کہ لفظ ملک کا اضافہ کر کے شہروں میں لوگ اس خاندان میں شامل ہو رہے ہیں اعوان قبیلہ کا شجرہ اولاد عباس علمدار بن امیر المومنین میں پر منتھیٰ ہوتا ہے اور اعوان قبیلہ کے نسب کی جتنی روائیتیں ہیں ان میں وادی سون سکیسر کے اعوان حضرات کی یہ روایت جو عباس علمدار بن امام علیؑ پر منتھی ہوتی ہے قدیم ہے۔ واللہ اعلم۔

جواب رسالۃ السادۃ فی سیادۃ السادۃ

مذکورہ کتاب ابوالقاسم المعروف ابوالقاسم رضوی نے تحریر کی اوراس میں چند سادات پرشک کیا۔جن میں کشمیر کے صفوی موسوی ہمدانی اور چند دیگر خاندان شامل ہیں ۔
اس کتاب میں موصوف نے خطہ مقبوضہ کشمیر کے صفوی اور موسوی اور ہمدانی سادات بغیر کسی دلیل کے شک کیا جو درست نہیں
اول ابوالقاسم رضوی نے بغیر کسی علمی دلیل اور کتابی حوالے کے اعتراض کیا۔

دوئم ابوالقاسم رضوی فقیہ تھے نسابہ نہیں تھے پھر وہ اپنے دائرے سے باہر اعتراض کیسے کر سکتے ہیں جبکہ ایک علم کی معرفت موصوف نے حاصل ہی نہیں کی اور اس پر بحث کرنا ہوا میں قلعہ تعمیر کرنے جیسا ہے ۔سوئم کشمیر کے صفوی موسوی سادات جو میر سید شمس الدین عراقی کی اولاد ہیں پر قدیم کتاب تحل الجواہر مولف آقا سید علی موسوی الکشمیری کی تحریر کردہ ہے ۔اور سید فاضل علی شاہ موسوی کی کتاب شجرہ طیبہ قم المقدسہ ایران سے شائع ہوئی جس میں جملہ سادات ہندوستان و پاکستان کے مشجرات شامل ہیں اور فاصل علی شاہ بھی اسی صفوی الموسوی خاندان سے تھے اور ایران اور عرب میں ان کی سیادت تسلیم شدہ ہے اور صفوی خاندان کی سیادت کا ذکر تحفۃ الاذھار میں سید ضامن بن شدقم نے کیا ہے ۔

چہارم سادات ہمدانی کشمیر کے متعلق ابوالقاسم رضوی نے تحریر کیا کہ ہمدانی سادات اولاد میر سید علی ہمدانی مشکوک ہیں ۔جبکہ میر سید علی ہمدانی کے چچازاد بھائی میر تاج الدین ہمدانی کی اولاد کثیر تعداد میں مقبوضہ کشمیر ہندوستان اور آزاد کشمیر پاکستان میں موجود ہے آج بھی سری نگر ،خانقاہ سوختہ نوا کدل ،عمر کالونی ،حسن آباد ،مدین صاحب ،بمنہ ،البشر نشاط ،مقبوضہ کشمیر اور گمبہ سکردو ،فوردوتو سکردو بلتستان ،ہٹیاں بالا ،مضافات مظفرآباد میں ان کی کثیر تعداد آباد ہے اور میر سید علی ہمدانی کے ایک اور چچازاد بھائی سید میر خلیل بن سید یوسف العلوی الحسینی کی اولاد بھی آزاد کشمیر میں آباد ہے جن کا ایک گاؤں سنگڑ سیداں بہت مشہور ہے ۔

عربی مصادر میں سادات ہمدانیہ کے جدامجد کا ذکر اساس الانساب میں علامہ نسابہ جعفر الاعرجی نے کیا۔ پھر علامہ سید حلیم حسن الاعرجی نے بھی اپنی کتاب میں آپ کا نام لکھا۔

نویں صدی ہجری میں لکھی گئی کتاب سراج الانساب میں سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی نے میر سید علی ہمدانی کا شجرہ تحریر کیا ہے اور ان کی اولاد کا ذکر پاک وہند کی بہت سی کتب میں ملتا ہے ۔مثلاً سید اصغر علی گردیزی نے تاریخ سادات ،سید تجمل حسین بخاری نے باغ سادات ،سید محمد شاہ بخاری نے بحرالانساب اور سید مکرم حسین مجتہد نے انساب جلالیہ وغیرہ میں ان کی اولاد کا مفصل ذکر کیا ہے ۔سید فاضل موسوی نے شجرہ طیبہ جو قم سے طبع ہوئی ہے میں بھی تفصیلاً ذکر کیا ہے حقیقت میں سید ابوالقاسم حائری نے سید محمد باقر بڈگامی سے ذاتی دشمنی کی وجہ سے ان تمام خاندانوں کی سیادت کا انکار کیا کیونکہ وہ میر شمس الدین عراقی کی اولاد سے تھے اور انہوں نے اپنی کئی کتابوں میں ان کے نسب کی نفی کی تھی حالانکہ ان کی کتاب سے بہت عرصہ قبل مجتہد العصر سید مکرم حسین نے ہمدانی سادات پر ایک جامع کتاب انساب جلالیہ لکھی ۔اور اس پر آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا اور سادات ہمدانیہ کشمیر پر جو امیر کبیر کے چچازاد بھائی سید تاج الدین ہمدانی کی اولاد ہیں پر سید مہدی شاہ حسینی نے آج سے چارسو سال قبل ایک جامع کتاب تالیف کی جس وقت ابھی ابوالقاسم حائری صاحب پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ۔

سادات ہمدانیہ تلہ گنگ اولا دسید احمد شاہ بلاول پر قدیم نسخوں میں سید فاضل علی شاہ کا ہے جو آج کل درگاہ پر شاہ شہابل ہمدانی کے متولیان کے پاس ہے دوسرا نسخہ سید اصغر علی شاہ ہمدانی آف نارنگ سیداں کا ہے جو تقریباً ۲۵۰ سال پرانا ہے تیسرا نسخہ سید شاہ حسین ہمدانی آف مور جھنگ سیداں ہے جو ۲۰۰ سال پرانا ہے۔

چوتھا نسخہ ۲۰۰ سال پرانا کھائی اعوان راولپنڈی سادات ہمدانیہ کا ہے۔ جو کہ چالیس صفحات مشتمل فارسی مخطوطہ ہے۔

پانچواں سادات ہمدانیہ قصور اور خیر پور ٹامے والی کا نسخہ جو سید عبدالرحمان ہمدانی مولف سالا رعجم کے اجداد کا ہے وہ بھی قدیم ہے۔

اس کے علاوہ بھی سادات ہمدانیہ کے کئی پرانے نسخے موجود ہیں۔ اوران کی سیادت شہرت بلندی، سرکاری گزٹ تحصیل ریکارڈ میں مسلم ہے۔

پنجم اب ملاحظہ کریں ابوالقاسم رضوی لاہوری کا اپنا شجرہ اوراس کی حقیقت۔ ان کا شجرہ اس طرح ہے ابوالقاسم رضوی بن حسین بن نقی بن ابوالحسن بن محمد بن حسین القمی بن محمد بن احمد بن منہاج بن جلال بن قاسم بن علی بن حبیب بن حسین بن عبداللہ احمد نقیب بن محمد الاعرج بن احمد بن موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی بن امام علی الرضاؑ۔ اس شجرہ کا علم الانساب کی رو سے پرکھا جائے تو اس میں مندرجہ ذیل نقائص ہیں۔

(۱) اس شجرے کی پشتیں فی زمانہ انتہائی کم ہیں ۔یعنی ۲۶ پشتیں اور موصوف کے ابھی پوتے جو ان میں یعنی ۲۸ پشتیں۔ جید نسابین اس شجرے کو درست مانتے ہیں جس کی پشتیں آج تک ۳۸ سے ۴۸ کے مابین ہوں ان سے کم یا زیادہ میں اشکال موجود ہیں۔

(۲) احمد النقیب بن محمد الاعرج بن احمد بن موسیٰ المبرقع بن امام محمد تقیؑ بن امام علی رضاؑ کی اولاد میں کوئی بھی حسین نامی فرزند نہ تھا اور ان حضرت کا شجرہ حسین بن احمد النقیب پر منتھٰی ہوتا ہے۔ اور کسی نسابہ کی کتاب میں اس حسین کا ذکر نہیں خود سید مہدی رجائی نے جنہوں نے اس کتاب رسالہ السادۃ فی سیادۃ پر تحقیق کی نے بھی اپنی کتاب المعقبون میں یہ شجرہ شامل نہ کیا جو ایک سوالیہ نشان ہے۔

(۳) کشمیر کی تاریخ میں اس خاندان کے کسی فرد کا ایران سے وارد کشمیر ہونا رقم نہیں۔ اور جن خاندانوں پر انہوں نے اپنی کتاب میں شک کا اظہار کیا ان کے اجداد کا ذکر نہ صرف کشمیری تواریخ بلکہ باقی تواریخ میں بھی ذکر موجود ہے۔ البتہ روضۃ الانساب میں ان کا ذکر ہے

(۴) ابوالقاسم رضوی صاحب صرف شیعہ فقیہ تھے اس بناء پر ایرانی نسابین نے ان کا لحاظ کیا اگر عربی نسابین کے پاس یہ شجرہ لے جایا جائے تو وہ اس کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔

محقق کو مذہب اور مسلک سے بالا ہو کر تحقیق کرنی چاہیے اگر ایک شخص آپکے مسلک کے مخالف بھی ہے تب بھی اگر وہ خصوصیات کا حامل ہے تو اس کی تعریف ضرور ہونی چاہیے جبکہ اپنے ہم مسلک ہونے پر کسی کی غیر پائیدار تحقیق کو معتبر قرار دینا بھی غلطی ہے۔

(۵) رسالہ السادۃ فی سیادۃ السادہ معتبر کتاب نہیں اور اس کے مولف کی شہرت بلدی سادات ہونیکے حوالے سے بھی پائیدار نہیں ہندوستان کی دیگر کتب جو رضوی سادات پر لکھی گئیں اس میں ان کے نسب کا کہیں ذکر نہیں۔ کتاب شجرہ مبارک میں سید اجمل حسین رضوی نے ان کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس کے علاوہ بھی ہندوستان پاکستان کے سادات گھرانوں میں یہ غیر معروف خاندان ہے۔

گذارش بہ قارئین

اسلام علیکم تمام پڑھنے والوں سے گذارش ہے کہ کتاب ھذا ''مدرک الطالب فی نسب آل ابی طالبؑ'' الموسوم بہ معارف الانساب خالصتاً تحقیقی کتاب ہے اس میں جو کچھ بھی تحریر کیا گیا اس کے با قاعدہ حوالہ جات موجود ہیں۔ بغیر حوالے کے کسی بھی بات کو یا روایت کو کتاب میں داخل نہیں کیا گیا۔ کسی خاندان کو ذاتی عناد اور حسد کی وجہ سے کسی نقص کا سزاوار نہیں ٹھہرایا گیا ہے اور نہ ہی ذاتی رغبت اور پسندیدگی کی وجہ سے اس کی شان میں اضافہ کیا گیا جو کچھ لب قرطاس آیا صرف اور صرف تحقیق ہے اور جن خاندانوں پر شک کیا گیا نسابین کی رو سے ان کو رقم کیا گیا اور جن نسابین نے شک کیا انہوں نے توجیہ بھی بیان کر دی۔ ہم نے صرف ان کو نقل کیا اور اس کے ساتھ حوالہ بھی لکھ دیا۔ جن خاندانوں پر اعتراض کیا گیا اکابر نسابین اور محققین کی جانب سے کیا گیا اس میں مولف کی ذاتی رائے شامل نہیں ہے۔ البتہ مصنف کتاب اس بات سے مبراء ہے کہ اس کو اس کا سزاوار ٹھہرایا جائے کہ اس نے اپنی طرف سے یہ بات تحریر کی ہر روایت کا خالصتاً علمی حوالہ موجود ہے جس کو مولف فقیر حقیر نے علم الانساب تاریخ، فقہ اور دوسری کتابوں سے نقل کیا۔ اور یہ روایتیں جن کتابوں سے حاصل کی گئیں وہ پاکستان ہندوستان، افغانستان، ایران، عراق، مصر، لبنان، سعودی عرب وغیرہ میں چھپ چکی ہیں اس کے علاوہ مشجرات کے قلمی نسخے اور چند غیر مطبوعہ کتابوں کے قلمی نسخوں سے بھی مدد لی گئی اور بعض بہت پرانی کتابیں جو دوبارہ چھپ نہ سکیں ان کے حوالے بھی بعض کتابوں سے شامل کئے گئے۔ میں مولف کسی شخص کی سیادت پر اعتراض نہیں کرتا کہ کون صحیح النسب ہے اس بات کو حقیقی معنوں میں صرف اللہ پاک ہی جانتا ہے۔ باقی رہی تحقیق کی بات تو جو اکابرین نے تحریر کیا اور اپنے علم سے واضع کیا ہم نے اس کو نقل کیا۔ جید علماء محققین اور نسابین سے بھی غلطی کا امکان ہے۔ اس لئے کتاب ھذا میں اگر کہیں غلطی ہوگئی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں۔ اور اکابرین جو کئی برس قبل گزر چکے ہیں ان سے بھی غلطیاں ہوئیں ہیں۔ کیونکہ غلطی سے پاک کتاب قرآن پاک ہے۔ ہم نے انساب پر قدیم اور جدید روایات جمع کیں اور ایسی روایات اور مشجرات جو علم الانساب کے اصولوں پر مکمل نہ تھے کو شامل نہ کیا۔ تاہم جن خاندانوں کے مشجرات میں معمولی غلطی تھی مثلاً نسب کا کچھ زیادہ لمبا ہونا چھوٹا ہونا ان کی شہرت بلدی سامنے رکھتے ہوئے شامل کیا گیا۔ کیونکہ کسی نسب کو درست ثابت کرنے کیلئے شہرت بلدی بھی بہت ضروری ہے ہم ایسے حضرات کو بھی نسابہ نہیں سمجھتے کہ جو کسی نسب میں معمولی سی نقل کی غلطی دیکھیں اور شہرت بلدی کو نظر انداز کر کے عدم سیادت کا طعن لگا دیں لہذا انسان کو خالص محقق ہونا چاہیے تاکہ تمام طریقوں سے کسی خاندان کا مطالعہ کرے۔ آخر میں تمام قارئین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کا مطالعہ فرمایا۔ اللہ تمام حضرات کو صحت وسلامتی عطا فرمائے (آمین)

السید الشریف قمر عباس الاعرجی الحسینی الہمدانی

نقیب سادات الاشراف پاکستان

المصادر الکتاب

(۱) مناقب علی ابن ابی طالب (صفحہ ۴۹) ۔ (۲) المودت فی القربیٰ از میر سید علی ہمدانی نسخہا الخطیہ فی المکتبات الانیہ، المتحف البریطانی تحت رقم ۱/۸۹۰ ومکتبہ آصفیہ حیدر آباد دکن، ہندوستان برقم ۲۶۰ مترجم بعنوان ''زاد العقبی'' مترجمہا السید شریف حسین سبزواری، سلسلہ المنشورات لاہور۔ پاکستان سنہ ۱۹۶۱۔ (۳) الارشاد فی معرفت حج اللہ علی العباد از ابی عبداللہ محمد بن نعمان العکبری بغدادی المعروف شیخ مفید مولود ۳۳۶ ھجری توفی ۴۱۳ ہجری تحقیق موسسہ آل بیت لاحیاء التراث طبع قم

(۴) الاصیلی فی الانساب الطالبین از علامہ النسابہ المورخ صفی الدین محمد بن تاج الدین علی المعروف بابن طقطقی حسنی التوفی سنہ ۷۰۹ ہجری تحقیق سید مہدی رجائی منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمی المرعشی نجفی

(۵) الآغانی از ابی الفرج اصفہانی التوفی سنہ ۳۵۶ ہجری تحقیق من اساتید طبقہ الاولی نشر دار الفکر بیروت فی ۲۵ مجلّا

(۶) الانساب از حافظ ابی سعد عبدالکریم بن محمد بن منصور التمیمی السمعانی ولد سنہ ۵۰۶ ہجری متوفی سنہ ۵۶۲ ہجری طبعہ اولی سنہ ۱۴۰۸ ہجری نشر دار الجنان بیروت فی خمس مجلّات

(۷) بحر الانساب از علامہ نسابہ ابی محمد سید حسن المشتہر رکن الدین حسینی الموصیلی طبع المخوط فی سنہ ۱۳۷۵ تحت منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمی المرعشی النجفی بقم

(۸) ینابیع المودۃ تشبہا المودۃ فی القرباء نقل رسالہ میر سید علی ہمدانی از شیخ سلیمان کلاں بلخی حنفی (صفحہ ۲۶۶)

(۹) تاریخ امم والملوک المعروف تاریخ طبری از ابی جعفر محمد بن جریر طبری ولد سنہ ۲۲۴ متوفی سنہ ۳۱۰ ہجری اردو ترجمہ وقانونی حقوق بنام چوہدری طارق اقبال گاھندری، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی

(۱۰) تحفہ لب اللباب فی ذکر نسب السادہ الانجاب از علامہ نسابہ سید ضامن بن شدقم بن علی الشدقمی تحقیق السید مہدی رجائی نشر مکتبہ آیت اللہ العظمی مرعشی

(۱۱) تاریخ بغداد از ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی التوفی سن ۴۶۳ نشر دار الفکر بیروت لبنان ۱۴ جلدیں

(۱۲) تحفہ الازھار فی نسب ابناء الائمہ الاطہار از علامہ نسابہ سید ضامن بن شدقم الحسینی المدنی کان حیاء من (۱۰۹۰) تحقیق کامل سلمان جبوری وسید حیدری وسید مہدی رجائی طبع (۱۴۲۰ ہجری تہران تین جلدیں)۔ (۱۳) تذکرہ فی الانساب المطہرۃ از علامہ نسابہ سید جمال الدین ابی الفضل احمد بن محمد بن المھنا الحسینی العبید لی مسن اعلام القرن سابع ھجری طبع سنہ ۱۴۲۱ تقدیم سید مہدی رجائی منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمٰی المرعشی النجفی قم ایران

(۱۴) تہذیب الانساب نہایۃ الاعقاب از ابی حسن محمد بن ابی جعفر محمد المعروف شیخ شرف العبید لی نسابہ التوفی سنہ ۴۳۵ معہ استدراک وتعلیق شریف ابی عبداللہ حسین بن محمد المعروف بابن طباطبا الحسنی نسابہ التوفی ۴۴۹ ہجری تحقیق شیخ محمد کاظم المحمودی طبع المنشورات مکتبہ آیت اللہ العظیمی نجفی المرعشی

(۱۵) تاریخ بغداد از محبّ الدین ابی عبداللہ محمد بن محمود بن حسن بن ھبت اللہ بن محاسن المعروف بابن نجار بغدادی التوفی سنہ ۶۴۳ منشورات الکتب العلمیہ بیروت طبع سنہ ۱۴۱۸۔ (۱۶) رجال الشیخ طوسی از شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن حسن الطّوسی ولد ۳۸۵ ہجری توفی ۴۶۰ ہجری تحقیق جواد القیومی الاصفھانی طبع موسسہ نشر الاسلامی قم المشرفہ ایران۔ (۱۷) میزان الاعتدال جلد دوئم صفحہ ۱۱۶۔ (۱۸) تفسیر: محی الدین ابن العربی المعروف شیخ اکبر جلد دوئم صفحہ ۴۳۲

(۱۹) رجال النجاشی از شیخ ابوالعباس احمد بن علی بن احمد بن عباس النجاشی الاسدی الکوفی ولد سنہ ۳۷۲ ہجری توفی ۴۵۰ ہجری طبع قم سنہ ۱۴۰۷ تحقیق سید موسیٰ زنجانی نشر موسسہ النشر اسلامی

(۲۰) سراج الانساب از علامہ نسابہ سید احمد بن محمد بن عبدالرحمان کیا گیلانی تحقیق سید مہدی رجائی منشورات آیت اللہ العظمی المرعشی النجفی قم المقدسہ

(۲۱) الشجرۃ الطیبہ فی الارض المخصبہ از علامہ نسابہ سید رضا بن علی الموسوی البحرانی الغریفی طبع الاوّلی سنہ ۱۴۲۳ ہجری تحقیق سید مہدی رجائی طبع منشورات آیت اللہ العظمیٰ المرعشی النجفی ۔

(۲۲) الشجرہ المبارکہ فی انساب طالبیہ از ابی عبداللہ محمد بن عمر بن حسین المعروف فخر الدین رازی ولد ۵۴۵ ہجری توفی ۶۰۶ ہجری ہرات تحقیق سید مہدی رجائی طبع منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ المرعشی النجفی

(۲۳) لسان المیزان حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی طبع بیروت لبنان نشر دار الفکر

(۲۴) حسب نسب جلد ششم صفحہ ۱۳۲ جلد اول صفحہ ۱۲۶

(۲۵) لوامع التزیل از جلال الدین سیدطی جلد سوم صفحہ ۳۴۳

(۲۶) عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب از علامہ النسابہ السید جمال الدین ابن علی الحسنی المعروف ابن عنبہ الداوودی المتوفی سنہ ۸۲۸ ہجری تحقیق سید مہدی رجائی منشورات مکتبہ آیت اللہ المرعشی النجفی

(۲۷) عمدۃ الطالب الوسطیٰ از علامہ نسابہ السید جمال الدین ابن علی الحسنی المعروف ابن عنبہ الداوودی النشر مکتبہ انصاریاں قم المقدس

(۲۸) عیون الاخبار از ابی محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری نشر دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(۲۹) الفخری فی انساب الطالبین از علامہ نسابہ سید عز الدین ابی طالب اسماعیل بن حسین بن محمد بن حسین بن احمد المروزی الازورقانی طبع الاول ۱۴۰۹ ہجری تحقیق سید مہدی رجائی منشورات مکتبہ آیت اللہ سید شہاب الدین نجفی مرعشی

(۳۰) الفہرست شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن حسن الطّوسی طبع نجف الاشرف تحقیق السید محمد صادق آل بحر العلوم منشورات المکتبہ المرتضویہ فی النجف

(۳۱) لباب الانساب والقاب والاعقاب از الشیخ علامہ النسابہ ابی حسن علی بن ابی القاسم بن زید البیہقی الشہر بابن فندق المولود ۴۹۳ ہجری المتوفی ۵۶۵ ہجری تحقیق السید مہدی رجائی نشر مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ المرعشی النجفی

(۳۲) المجدی فی الانساب الطالبین از ابی حسن علی بن محمد بن علی بن محمد العلوی العمری النسابہ تحقیق الشیخ احمد المھدوی الدمغانی طبع منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ نجفی المرعشی

(۳۳) مجمع الاداب ومجمع الالقاب از کمال الدین ابی الفضل عبدالرزاق بن احمد المعروف بابن الفوطی الشیبانی تحقیق محمد الکاظم طبع ایران موسہ الطباعیہ والنشر وزارۃ الثقافۃ والارشادو لاسلامی

(۳۴) مروج الذھب ومعاون الجوہر از ابی الحسن علی بن حسین بن علی المسعودی المتوفی ۳۴۶ ہجری تحقیق یوسف اسعد داغر طبع قم، ایران

(۳۵) مسند احمد ابن حنبل صفحہ ۲۸۸ طبع پاکستان۔ (۳۶) حیات علی از مفتی جعفر حسین طبع پاکستان۔ (۳۷) معالم العلماء فی فہرست کتب الشیعہ واسماء المصنفین از حافظ الشہیر محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی المتوفی ۵۸۸ ہجری طبع مکتبہ الحید ریہ فی نجف الاشرف

(۳۸) معجم البلدان از ابی عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الحموی البغدادی والدسنہ ۵۷۵ توفی سنہ ۶۲۶ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت

(۳۹) کتاب المعقبین من ولد الامام امیر المومنین از سید ابی الحسین یحیٰی نسابہ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبیداللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدینؑ المدنی العلوی العقیقی ولد سنہ ۲۱۴ ہجری متوفی ۲۷۷ ہجری طبع منشورات آیت اللہ العظمی نجفی مرعشی تحقیق محمد کاظم سند طبع ۱۴۲۲ ہجری

(۴۰) مقاتل الطالبین از ابی الفرج اصفہانی الاموی تحقیق الشیخ کاظم المظفر منشورات حیدریہ نجف الاشرف

دوئم مقاتل الطالبین از ابی الفرج اصفہانی الاموی تحقیق السید احمد صقر منشورات الشریف رضی نشر مکتبہ امیر قم ایران

(۴۱) مناہل الضرب فی انساب العرب العلامہ نسابہ السید جعفر الاعرجی النجفی الحسینی ولد سنہ ۱۲۷۴ متوفی سنہ ۱۳۳۲ تحقیق السید مہدی رجائی، منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمٰی المرعشی النجفی قم المقدسہ

(۴۲) منتقلہ الطالبیہ از شریف نسابہ ابی اسماعیل ابراہیم بن ناصر ابن طباطبا من اعلام القرن الخامس الھجری تحقیق السید محمد مہدی بن حسن خراسان طبع منشورات حیدریہ نجف الاشرف عراق

(۴۳) ریاض الفکر از امام احمد بن یحیٰی بن مرتضٰی۔ (۴۴) بحر الانساب از سید اشرف جہانگیر سمنانی

(۴۵) اولیائے ملتان صفحہ ۸۱۔ (۴۶) قافلہ شیر از سید محمد علی شیرازی

(۴۷) منیہ الراغبین فی طبقات النسابین از علامہ النسابہ سید عبدالرزاق کمونہ الحسینی طبع اول سنہ ۱۳۹۲ ہجری مطبعۃ النعمان نجف الاشرف

(۴۸) المستطابہ فی نسب سادات طابہ از علامہ النسابہ السید النقیب بدرالدین حسن بن علی الشدقمی حسینی المتوفی ۹۹۸ تحقیق السید مہدی رجائی منشورات مکتبہ آیت اللہ مرعشی نجفی

(۴۹) نخبہ الزہرہ الثمنیہ فی نسب اشراف المدینہ از علامہ نسابہ سید زین الدین علی بن حسن النقیب الشدقمی الحسینی المتوفی تحقیق السید مہدی رجائی منشورات آیت اللہ العظمی المرعشی نجفی

(۵۰) شرح نہج البلاغہ از ابی حامد عزالدین بن ھبت اللہ بن محمد بن محمد بن حسین بن ابی الحدید المدینی المعتزلی ولد سنہ ۵۸۶ توفی سنہ ۶۵۵ تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم طبع دار احیاء الکتب العربیہ عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاوہ، القاہرہ مصر سنہ ۱۳۷۸ ہجری ۲۰ جلدیں

(۵۱) زہرۃ المقول فی نسب ثانی فرعی الرسول از علامہ النسابہ سید زین الدین علی بن حسن النقیب الشدقمی الحسینی المتوفی ۱۰۳۳ ہجری تحقیق السید مہدی رجائی منشورات مکتبہ آیت اللہ مرعشی نجفی

(۵۲) تاریخ یعقوبی

(۵۳) تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۱۴۷

(۵۴)اخبارالدیوال ازابوحنفیہ الدنیوری

(۵۵)مجالس المومنین از قاضی نوراللہ شوستری شہید ثالث

(۵۶)تحفہ الکرام ازمیرعلی شیر قانع ٹھٹوی بہ تصیح وحواشی مخدوم امیراحمد وڈاکٹر نبی بخش بلوچ مترجم اختر رضوی طبع سندھی ادبی بورڈ جام شورو۲۰۰۶

(۵۷)روضات الجنات فی اوصاف مدینہ ہرات ازمعین الدین محمد اسفریری

(۵۸)الارشادات الی معرفتہ الزیارات ازابوالحسن علی بن ابوبکر ہروی

(۵۹) تذکرہ انساب آل سید محمد الطباطبائی ازعلامہ الفقیہ سید حسین بروجردی المتوفی ۱۳۸۰ تحقیق السید مہدی رجائی۔

(۶۰)حوادث الجامعہ والتجارب النافعہ فی الماۃ السابعہ ازکمال الدین ابی الفضل عبدالرزاق بن احمد المعروف باابن فوطی الشیبانی نشر مکتبہ العربیہ بغداد

(۶۱)النفحہ العنبر یہ فی انساب خیرالبریہ ازعلامہ نسابہ السید محمد کاظم بن ابی الفتوح بن سلیمان الیمانی الموسوی من اعلام القرن التاسع طبعہ اول سن ۱۴۱۹ تحقیق سید مہدی رجائی منشورات ایت اللہ العظمی المرعشی النجفی

(۶۲)مقتل الحمین صفحہ نمبر۸۳

(۶۳)راجع ابن الاثیر جلد سوم صفحہ ۵۲۔۴۸

(۶۴)العقد جلد دوئم صفحہ ۳۹۱۔۳۸۷

(۶۵)ابوالغدا ءصفحہ۱۹۲

(۶۶)التنبیہ والاشراف صفحہ۲۶۴

(۶۷)المعارف ازابن قتیبہ

(۶۸)ازہار بستان الناظرین ازنورالدین عباس الموسوی الشافی

(۶۹)حیات القلوب ازعلامہ باقر مجلسی

(۷۰)فرائدالسمطین فی فضائل المرتضٰی البتول والسبطین والائمہ من ذریتھم ازابراہیم بن محمد بن موید بن عبداللہ بن علی بن محمد الجوینی الخراسانی تحقیق شیخ محمد باقر محمودی طبع بیروت لبنان

(۷۱)الکواکب المنتشرۃ فی القرن الثانی بعدالعشرۃ طبقات اعلام الشیعہ ازعلامہ الشیخ آغا بزرگ طہرانی طبع ۱۳۷۲ ہجری انتشارات جامعہ طہران

(۷۲)الکنی والقاب جلداول صفحہ۳۵۵

(۷۳) کشف الارتیاب صفحہ۹۰

(۷۴)المشجر الوافی ازسید حسین ابوسعیدہ

(۷۵) کتاب العقوداللولویہ ازسید یمانی موسوی

(۷٦) تاریخ مکہ از احمد الباعی

(۷۷) رسالہ تذکرہ فی انساب آل طباطبا از الفقیہ العلامہ سید حسین بروجردی طباطبائی

(۷۸) تاریخ قم

(۷۹) رسالہ گلزار سادات از سید فتح علی زیدی غیر مطبوعہ

(۸۰) تاریخ سادات زیدی از سید معروف حسین زیدی

(۸۱) حدیقۃ الانساب

(۸۲) گلشن زہرا

(۸۳) تاریخ سادات

(۸۴) تاست الدولہ العثمانیہ بآسیا الصغریٰ الموسوعہ تاریخیہ جلد ششم صفحہ ۱۱۲

(۸۵) الحلہ القشیبیہ فی نسب السادہ آل زبیبہ صفحہ ۱۱۹

(۸٦) اللباب فی تہذیب الانساب جلد سوم صفحہ ۳۲

(۸۷) قائد الجواہر ہ لتادفی صفحہ ۸۳

(۸۸) المعقبون من آل ابی طالب از العلامہ نسابہ سید مہدی رجائی الناشر موسسہ عاشورہ قم المقدسہ ایران

(۸۹) تحفہ العالم جلد دوئم صفحہ ۳۱

(۹۰) احسن المقال از ثقۃ المحد ثین الشیخ عباس قمی ترجمہ منتھی الا مال از مولانا سید صفدر حسین نجفی ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

(۹۱) اشجار الکمال از پروفیسر حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی گڑھی جلالی ضلع علی گڑھ اتر پردیش ہندوستان انساب سادات ہمدانیہ ناشر ادارہ ہمدانیہ امام باڑہ سید خیرات علی شاہ جلالی علی گڑھ

(۹۲) نسب نامہ سادات جدالیہ ہمدانیہ المعروف خلاصہ الانساب از سید مکرم حسین مجتہد جلالی علی گڑھ غیر مطبوعہ

(۹۳) بحار الانوار از ملا محمد باقر مجلسی ترجمہ مفتی سید طیب آغا موسوی حسینی جزائری طبع سندھ آف پرنٹر محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی
دوم بحار الانوار از ملا محمد باقر مجلسی ترجمہ سید حسن امداد

(۹۴) مقتل ابی مخنف از لوط بن ابی مخنف ترجمہ سید تبشر رضا کاظمی طباعت اسد پرنٹنگ پریس سال ۲۰۰۴ محمد علی بک ایجنسی جامع مسجد امام گارہ صادق G-9/2 اسلام آباد

(۹۵) نقباء البشر فی القرن الرابع عشر اعلام الشیعہ علامہ آغا بزرگ طہرانی طبع سن ۱۳۷۳ ہجری فی نجف الاشرف

(۹٦) فہرست اسماء علماء الشیعہ و مصنفیھم از شیخ منتجب الدین ابی الحسن علی بن عبداللہ ابن بابویہ الرازی المتوفی حوالی سنہ ٦۰۰ ہجری تحقق سید عبدالعزیز طبا

طبائی۔طبع قم سن ۱۴۰۴ ہجری
(۹۷)فرہنگ ایران زمین شمارہ سال ۱۳۳۷ش صفحہ ۴۱
(۹۸)ریاض السیاحت از حاجی زین الدین شیروانی صفحہ ۷۰۹
(۹۹) کتاب عجائب المخلوقات از عماد الدین زکریا قزوینی صفحہ ۱۵۴ نشر لاہور
(۱۰۰)از ہمدان تا کشمیر از علی اصغر حکمت سال چہارم شمارہ ششم صفحہ ۳۴۳
(۱۰۱)سالار عجم از سید عبد الرحمان ہمدانی صفحہ (۲۳۔۲۲) نشر لاہور ۱۹۹۲
(۱۰۲)رسالہ مستورات برگ ۳۴۲
(۱۰۳) کتاب اساس الانساب الناس از سید جعفر الاعرجی البغدادی صفحہ ۲۹۶ نشر مکتبہ ابوسعیدہ الوثائیقہ نجف الاشرف
(۱۰۴)سرچشمہ تصوف در ایران از سعید نفیسی صفحہ (۱۵۳۔۱۴۴)
(۱۰۵)انتباہ فی سلاسل اولیاء صفحہ (۱۲۸)
(۱۰۶)ہفت اقلیم صفحہ (۱۲۹)
(۱۰۷) تاریخ کبیر از حاجی محی الدین صفحہ (۱۲)
(۱۰۸) خلاصہ التوریخ بٹالوی صفحہ ۱۲۹
(۱۰۹) کتاب جلوہ کشمیر صفحہ ۱۲۷
(۱۱۰) نور المومنین از مولانا حمزہ علی صفحہ ۴۴۴
(۱۱۱) پیام عمل از وزیر احمد صفحہ ۲۳
(۱۱۲) گلدستہ عباس از مولوی غلام حسین سلیم صفحہ ۱۲
(۱۱۳) میر سید علی ہمدانی از ڈاکٹر محمد ریاض صفحہ ۳۳
(۱۱۴) خاور نامہ از عبد الحمید خاور صفحہ ۲۵
(۱۱۵) آئینہ بلتستان از شمیم بلتستانی صفحہ ۲۵
(۱۱۶) بلتستان پر ایک نظر از محمد یوسف حسین آبادی صفحہ (۱۲۵۔۴۶)
(۱۱۷) تاریخ جموں از مولوی حشمت اللہ صفحہ (۵۷۹)
(۱۱۸) واقعات کشمیر صفحہ ۱۳۸
(۱۱۹) خلاصۃ المناقب از نور الدین جعفر بدخشی بہ تصیح ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر نشر گرکہ تحقیق فارسی ایران و پاکستان

(۱۲۰) بندوبست ثانی ۱۸۷۷ء تاریخ جہلم مسٹر رابرٹ جارج ٹامس سٹیلمنٹ افسر ضلع جہلم آریہ پریس لاہور منشی سانگ رام

(۱۲۱) سرکاری رپورٹ از مرزا احمد بیگ پرگنہ تلہ گنگ (۱۸۷۶۔۱۸۷۵)

(۱۲۲) سرکاری رپورٹ از منشی ڈھیرومل پرگنہ تلہ گنگ (۱۸۷۷۔۱۸۷۶)

(۱۲۳) تاریخ کوہستان محل از لالہ دنی چند (۱۸۹۹ عیسوی)

(۱۲۴) سکھا شاہی از گھبیر سنگھ نشر ۱۹۰۱ء امرتسر

(۱۲۵) تاریخ بیجاپور از نورالدین بدری ۱۷۹۶

(۱۲۶) تاریخ عادل شاہی از رفیق عادلی ۱۸۰۲

(۱۲۷) تاریخ کشمیر از ملا صمد کشمیری

(۱۲۸) تاریخ کبیر کشمیر از ابومحمد حاجی محی الدین مسکین

(۱۲۹) تاریخ اشارک از علی جعفر شمس

(۱۳۰) سفینۃ الاولیاء از دارہ الشکوہ

(۱۳۱) خزینۃ الاصفیاء از مفتی غلام سرور ۱۹۱۴

(۱۳۲) سیر الاولیاء از محمد مبارک دہلوی ۱۸۸۴

(۱۳۳) سوانح حیات مہاراجہ رنجیت سنگھ از رانا گوبند سنگھ سری

(۱۳۴) زبان اعوان کاری از مسٹر واکر (۱۹۰۲) بحوالہ پنجاب دیاں بولیاں از دیوان گنڈا سنگھ سوہنا ۱۸۸۹

(۱۳۵) تاریخ ایران از محمد بن حیدر

(۱۳۶) تاریخ ایران از خاقانی

(۱۳۷) سرکاری گزٹ ۱۸۸۰ از ایڈورڈ جارج

(۱۳۸) زاد الاعوان از نورالدین سلیمان

(۱۳۹) باغ سادات از سید تجمل حسین

(۱۴۰) ہم اور ہمارے اسلاف از ڈاکٹر سید عبدالرحمان ہمدانی خیر پور ٹامے والی بہاولپور

(۱۴۱) ریاض الانساب المعروف گلزار نقیؑ از سید مقصود نقوی

(۱۴۲) جمہرۃ النسب از ھشام ابوالمنذر بن محمد بن السائب الکلبی تحقیق محمود فردوس العظم تصیح محمود ناخوری نشر موسسہ علمیہ ثقافتیہ ۱۹۳۹ دمشق سوریا

(۱۴۳) کتاب نسب القریش از ابی عبداللہ المصعب بن عبداللہ بن المصعب الزبیری ولد سنہ ۱۵۶ متوفی ۲۳۶

(۱۴۴)مشاہد العترۃ الطاہر از سید عبدالرزاق کمونہ صفحہ ۱۲۹

(۱۴۵)نظام الاقوال فی معرفت الرجال از الشیخ نظام الدین محمد

(۱۴۶)معارف الرجال صفحہ (۸۷۔۸۴)

(۱۴۷)سفینۃ الاولیاء از ناصر الدین بن جلال علم گنج بغدادی حدود قبل دہم ہجری، غیر مطبوعہ

(۱۴۸)نسب نامہ شریف از سید محمد شاہ کاظمی المشہدی ساکن سید کسراں حیات ۱۲۷۸ ہجری قلمی نسخہ غیر مطبوعہ

(۱۴۹)گلزار موسیٰ کاظمؑ از سید محمد شاہ ہزاروی حیات سن ۱۲۶۶ ہجری

(۱۵۰)انساب السادات از محمد عالم ۱۲۸۰ ہجری

(۱۵۱)حمید الجواہر از سید کریم حیدر چکلوی

(۱۵۲)شجرہ سادات مشہدیان از محمد نواز آف ڈیری سیداں چکوال

(۱۵۳)امامیہ ڈائیریکٹری از ثقلین کاظمی

(۱۵۴)جامع الخیرات

(۱۵۵)جامع السیدات

(۱۵۶)شجرہ مطہرات سیدان مشہدیان از سید حیدر شاہ بن مہدی شاہ ساکن جھنگی چھیلو اسلام آباد قلمی نسخہ، غیر مطبوعہ

(۱۵۷)کشف الغمہ جلد سوم صفحہ ۸۰

(۱۵۸)کتاب شجرہ مبارک رضویہ مولف ڈاکٹر سید اجمل حسین رضوی

(۱۵۹)تحقیق فی نسب السادۃ المراسمہ از فواد طرابلسی

(۱۶۰)تاریخ جلالیہ از بشیر حسین بخاری

(۱۶۱)ریاض الاقہون از سید جعفر الاعرجی

(۱۶۲)تذکرہ سید جلال الدین جہانیا جہاں گشت

(۱۶۳)منبع الانساب از سید معین الحق جھانسوی نقوی بھاکری رضوی ترجمہ وحاشیہ ڈاکٹر ساحل شہسرامی ناشر مدرسہ فیضان مصطفیٰ زہرہ باغ نئی آباد علی گڑھ اتر پردیش ہندوستان

(۱۶۴)خطہ پاک اوچ از مسعود حسن شہاب ناشر اردو اکیڈمی بہاول پور طبع اول ۱۹۶۷ء طبع چہارم ۲۰۰۹ء

(۱۶۵)کلام الیقین فی معرفت الانساب السادہ الخواری بحث فی ذریہ السید جعفر الخواری بن امام موسیٰ کاظمؑ از السید واثق آل زبیبہ الدویسی الخواری الموسوی

(۱۶۶) شجرہ طیبہ از حجۃ الاسلام ڈاکٹر سید فاضل علی شاہ موسوی الصفوی خلخالی زادہ از تشجیر سید حسن الحسینی الدیباجی تاریخ طبع ۳ شعبان ۱۴۱۴ ہجری المطبعہ الصدر، قم ایران

(۱۶۷) اصول کافی از یعقوب بن اسحاق الکلینی

(۱۶۸) ریاض النفرہ جلد دوئم صفحہ (۱۶۷)

(۱۶۹) انساب الاشراف از بلازری جلد اول صفحہ (۱۵)

(۱۷۰) الانوار فی نسب آل النبی المختار از علامہ ابی عبداللہ محمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ الجزری الغرناطی الکلمی تحقیق سید مہدی رجائی ناشر مکتبہ آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی

(۱۷۱) نسب سادات خاندان ہمدان فارسی مخطوطہ قدیم

(۱۷۲) نسب نامہ سادا تان متعلوی بغر مائش سید متن شاہ کاتب حافظ محمد ہارون نشر سندھی ادبی بورڈ جام شورو، حیدرآباد ۱۹۹۱ عیسوی

(۱۷۳) تاریخ انوار السادات المعروف گلستان فاطمہ از سید ظفریاب ترمذی الحسینی نانوتوی صفحہ ۶۳۹

(۱۷۴) کتاب وفا الوفاء از المسعودی مطبوعہ سعودی عرب

(۱۷۵) کوثر النبیؐ از سید جعفر عادلی الحسینی ناشر انتشارات گلھای بہشت کابل افغانستان

(۱۷۶) امارۃ المشعشین اقدم امارۃ عربیۃ فی عربستان از ڈاکٹر حسین الزبیدی

(۱۷۷) بحرالانساب المسمی بالمشجر الکشاف الاصول السادۃ الاشراف از علامہ نسابہ سید محمد بن احمد بن عمید الدین الحسینی النجفی تحقیق السید انس بن یعقوب الکتبی الحسنی الناشر دار المجتبیٰ النشر والتوزیع من منشورات الخزانہ الکتبیہ الحسنیہ الخاصہ مدینہ منورہ سعودی عرب

(۱۷۸) آل الاعرجی احفاد عبیداللہ الاعرج از سید حلیم حسن الاعرجی نشر دار المحجہ البیفاء بغداد عراق

(۱۷۹) کتاب المشجر من اولاد حسین الاصغر از اسید قمر عباس الاعرجی الحسینی الھمدانی نشر ۲۰۱۴ راولپنڈی پاکستان

(۱۸۰) انساب السادات الحسینی از قمر عباس الاعرجی الحسینی الھمدانی نشر ۲۰۱۲ راولپنڈی پاکستان

(۱۸۱) انساب الطالبین فی شرح سر سلسلۃ العلویہ از ابی نصر بخاری از ڈاکٹر عبدالجواد الکلید اراشاعت ۱۴۲۲ ہجری ناشر مکتبہ آیت اللہ العظمی مہتاب الدین نجفی المرعشی

(۱۸۲) صاحب مودت فی القرباء از سید کمال الدین حسین ہمدانی صفحہ ۶۱

(۱۸۳) تشجیر عمدہ الطالب از یونس موصلی

(۱۸۴) شجرہ نسب مالکان موضع فتوالی شاملاتی ریکارڈ پرگنہ تحصیل ظفروال سیالکوٹ، گورنمنٹ آف برطانیہ، (ہندوستان)

مدرک الطالب

فی نسب آل ابیطالب

طبع الثانی

